

صدر وفاق المدارس
حضرت الانام سلیم اللہ خان صاحبہم
کی تقریظ کے ساتھ

سلیس اردو ترجمہ، تفصیلی عنوانات، حل لغات، تخریج، شرح حدیث اور جامع اسلوب

طَبَقُ الْكِبَرَا

امام نووی کی مشہور کتاب

رِضَا الْمُحِبِّينَ

کی سلیس و جامع اردو شرح

مؤلف: امام ابی زکریا یحییٰ بن شرف النووی الدمشقی ۶۳۱ - ۶۷۶

مترجم و شارح: مولانا ڈاکٹر ساجد الرحمن صدیقی عظیم رئیس تخصص فی الدعوة جامعہ دارالعلوم کراچی

ابن مولانا محمد اشفاق الرحمن شارح مولانا امام مالک

مقدمہ: مفتی احسان اللہ شائق مبین مفتی دارالافتاء جامعہ الرشید کراچی

دارالافتاء

اردو بازار کراچی

طریق السائین

امام کووی کی مشہور کتاب

رضی اللہ عنہ

کی سلیس و جامع اردو شرح

مدد وفاق المدارس حضرت امام سلیم اللہ خان صاحب کی تقریر کے ساتھ

سلیس اردو ترجمہ، شرح حدیث تفصیلی عنوانات، محل لغات، تخریج اور جامع اسلوب

طریق السالکین

امام نوویؒ کی مشہور کتاب

رضی اللہ عنہ

کی سلیس و جامع اردو شرح

جلد سوئم

مؤلف: امام ابی زکریا یحییٰ بن شرف النووی الدمشقی ۶۳۱-۶۷۶

مترجم و شارح: مولانا ذاکر سراج الدین صمدی مدظلہ العالی جامعہ دارالعلوم کراچی

ابن مولانا محمد اشفاق الرحمن شارح موطا امام مالک

مقدمہ: مفتی احسان اللہ شائق مبین دارالافتاء جامعہ الرشیدیہ کراچی

اردو بازار، انکم ایسٹریٹ روڈ
کراچی پاکستان 2213768

دارالاشاعت

اردو ترجمہ و شرح اور کمپیوٹر کتابت کے جملہ حقوق ملکیت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : جنوری ۲۰۰۸ء علمی گرافکس
ضخامت : 680 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

..... ملنے کے پتے

ادارہ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی	ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت القرآن اردو بازار کراچی	بیت العلوم 20 تاج پور روڈ لاہور
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی	یونیورسٹی بک اینڈ پبلیشرز خیبر بازار پشاور
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد	مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
مکتبہ المعارف محلہ جنگلی۔ پشاور	کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

Azhar Academy Ltd.
54-68 Little Ilford Lane
Manor Park, London E12 5Qa

امریکہ میں ملنے کے پتے

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFE, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	فہرست	۵
	کتاب الجہاد	
۲	فضیلت جہاد	۳۵
۳	مشرکین سے قتال کرو	۳۵
۴	جہاد کی فریضیت	۳۵
۵	ہر حال میں اللہ کے راستہ میں نکلو	۳۶
۶	غزوہ تبوک کا پس منظر	۳۶
۷	جان و مال کا سودا	۳۶
۸	جہنم کے عذاب سے بچانے والی تجارت	۳۸
۹	جہاد اسلام کے افضل ترین اعمال میں سے ہے	۳۸
۱۰	اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد محبوب ترین عمل ہے	۳۹
۱۱	ایمان کے بعد جہاد افضل عمل ہے	۵۰
۱۲	اللہ کی راہ میں ایک صبح یا شام دنیا مافیہا سے بہتر ہے	۵۰
۱۳	جان و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا	۵۰
۱۴	جنت میں ایک کوڑے کی مقدار جگہ مل جانا دنیا مافیہا سے بہتر ہے	۵۱
۱۵	اسلامی سرحد پر ایک دن کا پہرہ دنیا مافیہا سے افضل ہے	۵۲
۱۶	پہرہ دیتے ہوئے مرنے والے کا ثواب قیامت تک جاری رہتا ہے	۵۳
۱۷	سرحد ایک دن کا پہرہ دوسری جگہوں کے ہزار دن کے پہرہ سے افضل ہے	۵۳
۱۸	قیامت کے دن مجاہد کے خون کی خوشبو مشک کی طرح ہوگی	۵۳
۱۹	رضی مجاہد اللہ کے دربار میں حاضر ہوگا تو اس کے زخم سے مشک کی طرح خوشبو مہک رہی ہوگی	۵۶
۲۰	تھوڑی دیر کا جہاد بھی دخول جنت کا باعث ہوگا	۵۶
۲۱	ایک ساعت کا جہاد ستر سال کی عبادت سے افضل ہے	۵۷
۲۲	جہاد کے برابر اور کوئی عمل نہیں	۵۸

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۵۹	ہر وقت جہاد کے لیے تیار رہنے والا بہترین شخص ہے	۲۳
۶۰	مجاہدین کے لیے جنت میں سو درجات ہیں	۲۴
۶۰	جہاد کرنے والے کو جنت میں سو درجات ملیں گے	۲۵
۶۱	جنت تلواروں کے سایہ تلے	۲۶
۶۲	اللہ کے راستہ کا غبار اور جہنم کی آگ ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے	۲۷
۶۳	اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے والا جہنم میں داخل نہ ہوگا	۲۸
۶۳	دوا نکھوں پر جہنم کی آگ حرام ہے	۲۹
۶۴	جس نے مجاہد کی مدد کی گویا کہ اس نے خود جہاد کیا	۳۰
۶۵	مجاہدین کو سایہ فراہم کرنا افضل صدقہ ہے	۳۱
۶۵	مجاہدین کی مدد سے مال میں برکت ہوتی ہے	۳۲
۶۶	مجاہدین کے اہل و عیال کے دیکھ بھال کرنے والے کو برابر کا اجر ملتا ہے	۳۳
۶۷	جہاد کی برکت سے مسلمان ہوتے ہی جنت میں داخل مل گیا	۳۴
۶۷	صرف شہید ہی دنیا میں آنے کی تمنا کرے گا	۳۵
۶۸	قرض کے علاوہ شہید کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں	۳۶
۶۹	حقوق العباد کے علاوہ شہید کے ہر گناہ معاف ہو جاتے ہیں	۳۷
۷۰	جنت کا شوق	۳۸
۷۱	غزوہ بدر میں ایک صحابی کی شہادت کی تمنا	۳۹
۷۲	ستر قراء کی شہادت کا واقعہ	۴۰
۷۳	حضرت انس بن نضر کی بہادری اور ان کی شہادت کا واقعہ	۴۱
۷۵	رسول اللہ ﷺ نے خواب میں شہداء کا گھر دیکھا	۴۲
۷۵	رسول اللہ ﷺ نے خواب میں شہداء کا گھر دیکھا	۴۳
۷۶	حارث بن سراقہ جنت الفردوس میں ہے	۴۴
۷۶	حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فرشتوں کا سایہ	۴۵
۷۷	شہادت کی تمنا کرنے والا	۴۶
۷۷	شہادت کی تمنا کرنے والے کو شہادت مل ہی جاتی ہے	۴۷

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۷۸	شہید کو موت کی تکلیف نہیں ہوتی	۴۸
۷۹	جنگ کی تمنا کرنے کی ممانعت	۴۹
۷۹	دو دعائیں رَد نہیں ہوتیں	۵۰
۸۰	جہاد کے لیے روانہ ہوتے وقت کی دعاء	۵۱
۸۱	خوف کے وقت پڑھی جانے والی دعا	۵۲
۸۲	گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر لکھ دی گئی ہے	۵۳
۸۲	گھوڑوں کی پیشانی میں بھلائی لکھی ہوئی ہے	۵۴
۸۳	گھوڑوں کی ہر چیز میزانِ عمل میں اتولی جائے گی	۵۵
۸۳	جہاد کے لیے ایک اونٹ دینے پر سات سو ملیں گے	۵۶
۸۴	قوت تیر اندازی میں ہے	۵۷
۸۵	تیر اندازی سیکھ کر بھلا دینا گناہ ہے	۵۸
۸۵	جس نے تیر اندازی سیکھ کر بھلا دی گناہ کیا	۵۹
۸۶	ایک تیر سے تین آدمی جنت میں	۶۰
۸۷	اسماعیل علیہ السلام تیر انداز تھے	۶۱
۸۷	تیر چلانے کا ثواب غلام آزاد کرنے کے برابر ہے	۶۲
۸۸	ایک کا بدلہ سات سو گنا تک ملتا ہے	۶۳
۸۹	سفر جہاد میں ایک روزہ ستر سال جہنم سے دوری کا باعث ہوگا	۶۴
۸۹	سفر جہاد میں روزہ کی فضیلت	۶۵
۹۰	جس نے نہ جہاد کیا نہ سوچا وہ نفاق پر مرا	۶۶
۹۰	نیت پر اللہ تعالیٰ اجر عطا فرماتے ہیں	۶۷
۹۱	صرف دین کی سر بلندی کے لیے لڑنے والا ہی مجاہد ہے	۶۸
۹۲	شہید اور زخمی مجاہد کو پورا اجر ملے گا	۶۹
۹۳	میری امت کی تفریح جہاد میں ہے	۷۰
۹۳	جہاد سے واپسی کا ثواب جانے کے برابر ہے	۷۱
۹۴	غزوہ تبوک سے واپسی پر بچوں نے آپ ﷺ کا استقبال کیا	۷۲

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۹۵	جہاد سے جی چرانے والا موت سے پہلے مصیبت میں گرفتار ہوگا	۷۳
۹۵	جان و مال سے مشرکین کے خلاف جہاد کرو	۷۴
۹۶	آپ ﷺ دن کے ابتدائی حصہ میں دشمن پر حملہ کرتے تھے	۷۵
۹۶	لڑائی کے وقت ثابت قدم رہو	۷۶
۹۷	جنگ چال بازی ہے	۷۷
۹۸	بَابُ بَيَانِ جَمَاعَةِ مِنَ الشُّهَدَاءِ فِي ثَوَابِ الْأَحِرَّةِ وَيُغْسَلُونَ وَيُصَلَّى عَلَيْهِمْ بِخِلَافِ الْقَتِيلِ فِي حَرْبِ الْكُفَّارِ ان شہداء کا بیان جو اخروی جزاء کے اعتبار سے شہید ہیں لیکن انہیں غسل دیا جائے گا اور ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی برعکس اس شہید کے جو کافروں کے ساتھ جنگ میں شہید ہوا ہو	۷۸
۹۸	شہداء کی قسمیں	۷۹
۹۹	شہید حکمی کی اقسام	۸۰
۹۹	جو مال کی حفاظت کرتے ہوئے مر جائے وہ بھی شہید ہے	۸۱
۱۰۰	جو جان کی حفاظت کرتے ہوئے مر جائے وہ بھی شہید ہے	۸۲
۱۰۱	ڈاکو جہنمی ہے	۸۳
۱۰۲	بَابُ فَضْلِ الْعَتَقِ غلاموں کو آزاد کرنے کی فضیلت	۸۴
۱۰۲	غلام آزاد کرنے کے بدلہ میں جہنم سے نجات ملے گی	۸۵
۱۰۳	قیمتی غلام آزاد کرنے میں زیادہ فضیلت ہے	۸۶
۱۰۵	بَابُ فَضْلِ الْإِحْسَانِ إِلَى الْمَمْلُوكِ غلاموں سے حسن سلوک کی فضیلت	۸۷
۱۰۵	چند حقوق العباد کا ذکر	۸۸
۱۰۵	جو خود کھائے غلام کو وہی کھلائے	۸۹
۱۰۷	خادم کو بھی کھانے میں شریک کر لینا چاہیے	۹۰
۱۰۸	بَابُ فَضْلِ الْمَمْلُوكِ الَّذِي يُؤَدِّي حَقَّ اللَّهِ وَحَقَّ مَوْلَاهُ اللہ تعالیٰ کا اور اپنے آقا کا حق ادا کرنے والے غلام کی فضیلت	۹۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۹۲	حقوق اداء کرنے والے غلام کو دہرا جرمتا ہے	۱۰۸
۹۳	حقوق العباد اور حقوق اللہ دونوں کی پاسداری کرنے والا غلام	۱۰۹
۹۴	تین قسم کے لوگوں کو دہرا جرمتا ہے	۱۱۰
۹۵	بَابُ فَضْلِ الْعِبَادَةِ فِي الْهَرَجِ وَهُوَ الْإِخْتِلَاطُ وَالْفِتْنُ وَنَحْوُهَا فتنے اور فساد کے زمانے میں عبادت کی فضیلت	۱۱۲
۹۶	بَابُ فَضْلِ السَّمَاخَةِ فِي الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ وَالْأَخْذِ وَالْعَطَاءِ وَحُسْنِ الْقَضَاءِ وَالْتَقَاضِي وَارِجَاحِ الْمِكْيَالِ وَالْمِيزَانِ وَالنَّهْيِ عَنِ التَّطْفِيفِ وَفَضْلِ إِنْظَارِ الْمُوسِرِ وَالْمُعْسِرِ وَالْوَضْعِ عَنْهُ خرید و فروخت اور لین دین میں نرمی اور ادائیگی اور تقاضہ کرنے میں اچھا رویہ اختیار کرنے اور ناپ اور تول میں جھکتا ہوا تولنے کی فضیلت اور کم تولنے کی ممانعت اور تنگ دست کو مہلت دینے اور قرض کو معاف کر دینے کی فضیلت	۱۱۳
۹۷	ناپ تول میں کمی کرنے پر وعید	۱۱۴
۹۸	حق دار کو بات کرنے کا حق ہے	۱۱۴
۹۹	حق وصول کرتے وقت نرمی کرنے کی فضیلت	۱۱۵
۱۰۰	مقرض کو مہلت دینے کی فضیلت	۱۱۶
۱۰۱	تنگ دست کے ساتھ نرمی کرنے کی فضیلت	۱۱۷
۱۰۲	جو تنگ دست کو درگزر کرے اللہ تعالیٰ اس کو درگزر فرمائے گا	۱۱۷
۱۰۳	قیامت میں ایک دلچسپ مکالمہ	۱۱۸
۱۰۴	تنگ دست کے ساتھ نرمی کرنے پر عرش کے سایہ میں جگہ ملے گی	۱۱۹
۱۰۵	وزن جھکا کر دینا	۱۲۰
۱۰۶	وزن کرتے وقت جھکا کر دیا کرو	۱۲۱
	کتاب العلم	
۱۰۷	علم کی فضیلت	۱۲۲
۱۰۸	عالم جاہل مرتبہ میں برابر نہیں ہو سکتے	۱۲۲
۱۰۹	عالم کا خاص وصف تقویٰ ہے	۱۲۳

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۱۰	فقیہہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے	۱۲۳
۱۱۱	حسد و آدمیوں پر جائز ہے	۱۲۴
۱۱۲	علم سے فائدہ اٹھانے والوں کی قسمیں	۱۲۵
۱۱۳	ایک آدمی کو ہدایت ملنا سرخ اونٹ سے بہتر ہے	۱۲۶
۱۱۴	دین کی تبلیغ کرتے رہو	۱۲۷
۱۱۵	علم کا طلب کرنے والا جنت کے راستہ میں ہے	۱۲۹
۱۱۶	بھلائی کی طرف رہنمائی کرنے والا ثواب میں برابر کا شریک ہے	۱۲۹
۱۱۷	موت کے بعد تین عمل کا ثواب جاری رہتا ہے	۱۳۰
۱۱۸	دنیا ملعون ہے مگر چند چیزیں	۱۳۰
۱۱۹	علم طلب کرنے والا مجاہد کی طرح ہے	۱۳۱
۱۲۰	مؤمن علم سے سیر نہیں ہوتا	۱۳۱
۱۲۱	علم سکھانے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق دعاء کرتی ہے	۱۳۲
۱۲۲	علم حاصل کرنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے	۱۳۳
۱۲۳	علم حدیث کا مشغلہ رکھنے والوں کے لیے خوشخبری	۱۳۳
۱۲۴	دین کا علم چھپانے پر وعید	۱۳۵
۱۲۵	دنیا کی خاطر علم حاصل کرنے پر وعید	۱۳۵
۱۲۶	قیامت کے قریب علم اٹھالیا جائے گا	۱۳۶
کتاب حمد اللہ تعالیٰ والشکر		
۱۲۷	حمد اور شکر کی فضیلت	۱۳۸
۱۲۸	آپ ﷺ نے دودھ پسند فرمایا	۱۳۹
۱۲۹	ہر کام، بسم اللہ سے شروع کیا جائے	۱۴۰
۱۳۰	بچہ کی موت پر صبر کرنے کا بدلہ ”بیت الحمد“	۱۴۱
۱۳۱	ہر لقمہ اور گھونٹ پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا	۱۴۱
کتاب الصلاۃ علی رسول اللہ		
۱۳۲	درد کی فضیلت	۱۴۳

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۳۳	درود پڑھنے کا حکم	۱۳۳
۱۳۴	درود پڑھنے والے کے لیے دس رحمتیں	۱۳۴
۱۳۴	درود کی کثرت سے رسول اللہ ﷺ کا قرب نصیب ہوگا	۱۳۵
۱۳۵	جمعہ کے دن کثرت سے درود پڑھنا چاہیے	۱۳۶
۱۳۶	درود نہ پڑھنے والے کے حق میں بددعاء	۱۳۷
۱۳۷	میری قبر کو میلہ گاہ مت بنانا	۱۳۸
۱۳۷	ہر سلام پڑھنے والے کو جواب ملتا ہے	۱۳۹
۱۳۸	دنیا کا سب سے بڑا بخیل	۱۴۰
۱۳۹	دعاء مانگنے کا مقبول طریقہ	۱۴۱
۱۳۹	کون سا درود زیادہ افضل ہے	۱۴۲
۱۵۰	درود ابراہیمی سب سے افضل ہے	۱۴۳
۱۵۱	مختصر درود ابراہیمی	۱۴۴

کتاب الازکار

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۵۳	ذکر کی فضیلت	۱۴۵
۱۵۳	صبح و شام اللہ کو یاد کرنا	۱۴۶
۱۵۴	ذکر اللہ کی کثرت کامیابی کی کنجی ہے	۱۴۷
۱۵۴	ذاکرین کیلئے اجر عظیم کا وعدہ ہے	۱۴۸
۱۵۵	صبح و شام تسبیح کا حکم	۱۴۹
۱۵۵	دو کلمے زبان پر ہلکے ترازو پر بھاری	۱۵۰
۱۵۷	تمام کائنات سے بہتر تسبیح	۱۵۱
۱۵۷	شیطان کے شر سے محفوظ رہنے کا ذریعہ	۱۵۲
۱۵۹	چار عرب غلام آزاد کرنے کے برابر اجر	۱۵۳
۱۵۹	اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب کلام	۱۵۴
۱۶۰	سبحان اللہ والحمد للہ کا اجر	۱۵۵
۱۶۲	ایک اعرابی کی دعاء	۱۵۶

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۶۳	نماز کے بعد تین مرتبہ استغفار	۱۵۷
۱۶۴	عطاء کرنا اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے	۱۵۸
۱۶۵	ہر نماز کے بعد کے مخصوص کلمات	۱۵۹
۱۶۶	تسبیحات سے صدقہ خیرات کا ثواب	۱۶۰
۱۶۸	تسبیحات سے گناہوں کی معافی	۱۶۱
۱۶۸	کامیابی کا حصول	۱۶۲
۱۶۹	کن باتوں سے پناہ مانگی جائے	۱۶۳
۱۷۰	حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت	۱۶۴
۱۷۱	فتنوں سے پناہ مانگنا	۱۶۵
۱۷۲	نماز کے آخر کی دعاء	۱۶۶
۱۷۳	رکوع و سجود میں دعاء مغفرت	۱۶۷
۱۷۳	رکوع و سجود کی ایک دعاء	۱۶۸
۱۷۴	سجدہ میں دعاء زیادہ قبول ہوتی ہے	۱۶۹
۱۷۴	سجدہ میں اللہ تعالیٰ کا زیادہ قرب حاصل ہوتا ہے	۱۷۰
۱۷۵	سجدہ کی ایک خاص دعاء	۱۷۱
۱۷۶	رسول اللہ ﷺ سجدہ میں یہ دعاء پڑھتے تھے	۱۷۲
۱۷۷	روزانہ ہزار نیکیاں	۱۷۳
۱۷۸	جسم کے ہر جوڑ کا صدقہ	۱۷۴
۱۷۹	چار اہم تسبیحات	۱۷۵
۱۸۱	اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا زندہ ہے	۱۷۶
۱۸۱	ذکر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہوتی ہے	۱۷۷
۱۸۲	اعمال میں سبقت لے جانے والے	۱۷۸
۱۸۳	ذکر سے جنت میں درخت اگتا ہے	۱۷۹
۱۸۴	لا الہ الا اللہ افضل ذکر ہے	۱۸۰
۱۸۴	زبان ہمیشہ ذکر سے تر رکھی جائے	۱۸۱

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۸۵	جنت میں باغات لگائیں	۱۸۲
۱۸۶	ذکر اللہ بہترین اعمال میں سے ہے	۱۸۳
۱۸۶	آسان اور بہترین ذکر	۱۸۴
۱۸۸	لاحول ولا قوۃ جنت کا خزانہ ہے	۱۸۵
۱۸۶	بَابُ ذِكْرِ اللَّهِ قَائِمًا وَقَاعِدًا وَمُضْطَجِعًا وَجُنُبًا وَحَائِضًا إِلَّا الْقُرْآنَ فَلَا يَحِلُّ لِحُجْبٍ وَلَا حَائِضٍ اللہ کا ذکر ہر حالت میں کھڑے ہوئے بیٹھے ہوئے لیٹے ہوئے اور وضو ہونے کی صورت میں اور جنبی اور حائضہ ہونے کی حالت میں سوائے تلاوت قرآن کریم کہ وہ جنبی اور حائضہ کیلئے جائز نہیں ہے	۱۸۶
۱۸۹	رسول اللہ ﷺ ہر وقت ذکر میں مشغول رہتے تھے	۱۸۷
۱۹۰	بہمستری کے وقت کی دعاء	۱۸۸
۱۹۱	بَابُ مَا يَقُولُهُ عِنْدَ نَوْمِهِ وَاسْتَيْقَظَهِ بیدار ہونے اور سونے کے وقت کی دعائیں	۱۸۹
۱۹۳	بَابُ فَضْلِ حَلَقِ الذِّكْرِ وَالنَّدْبِ إِلَى مَلَاذِمَتِهَا وَالنَّهْيِ عَنْ مُفَارَقَتِهَا لِغَيْرِ عُدْرِ حلقہ ذکر کی فضیلت اس میں شرکت کا استحباب اور بغیر عذر ترک کر دینے کی ممانعت	۱۹۰
۱۹۳	مجالس ذکر کے بارے میں فرشتوں کا اللہ تعالیٰ سے مکالمہ	۱۹۱
۱۹۶	ذکر کی مجالس عام ہیں	۱۹۲
۱۹۷	ذاکرین کا تذکرہ فرشتوں کی مجلس میں	۱۹۳
۱۹۷	دین کی مجالس سے فائدہ حاصل کرنا چاہیے	۱۹۴
۲۰۰	بَابُ الذِّكْرِ عِنْدَ الصُّبْحِ وَالْمَسَاءِ صبح اور شام کے وقت اللہ کا ذکر	۱۹۵
۲۰۱	دنیا کا کوئی کام ذکر اللہ سے نہ روکے	۱۹۶
۲۰۲	پہاڑوں کی تسبیحات	۱۹۷
۲۰۲	سو تسبیحات پڑھنے والا	۱۹۸
۲۰۲	مخلوقات کے شر سے پناہ مانگنے کا طریقہ	۱۹۹
۲۰۳	صبح و شام کی دعاء	۲۰۰

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۲۰۴	نفس و شیطان کے شر سے پناہ مانگنا	۲۰۱
۲۰۵	شام کے وقت کی دعاء	۲۰۲
۲۰۵	ہر شر سے حفاظت	۲۰۳
۲۰۶	حکایف اور بیماریوں سے حفاظت	۲۰۴
۲۰۸	بَابُ مَا يَقُولُهُ عِنْدَ النَّوْمِ سونے کے وقت کی دعائیں	۲۰۵
۲۰۸	بستر پر یہ دعاء پڑھے	۲۰۶
۲۰۹	دن بھر کی تھکاوٹ دور کرنے کا وظیفہ	۲۰۷
۲۱۰	سونے سے پہلے بستر جھاڑ لے	۲۰۸
۲۱۱	سونے سے پہلے معوذتین پڑھ کر جسم پر دم کرنا	۲۰۹
۲۱۲	بستر پر لیٹنے کی خاص دعاء	۲۱۰
۲۱۳	بستر پر پڑھنے کی ایک اور دعاء	۲۱۱
۲۱۴	سونے کا مسنون طریقہ	۲۱۲

کتاب الدعوات

۲۱۵	دعا کا حکم اس کی فضیلت اور آپ ﷺ کی بعض دعائیں	۲۱۳
۲۱۶	دعاء عبادت ہی ہے	۲۱۴
۲۱۷	جامع دعاء کا پسندیدہ ہونا	۲۱۵
۲۱۷	آپ ﷺ کثرت سے یہ دعاء مانگا کرتے تھے	۲۱۶
۲۱۸	اللہ تعالیٰ سے ہدایت مانگنا	۲۱۷
۲۱۹	دنیا اور آخرت کی بھلائیاں	۲۱۸
۲۲۰	استقامت کی دعاء	۲۱۹
۲۲۱	بری تقدیر سے پناہ مانگنا	۲۲۰
۲۲۲	دین و دنیا کی درستگی کے لیے دعاء	۲۲۱
۲۲۳	ہدایت و استقامت کی دعاء	۲۲۲
۲۲۳	آپ ﷺ دس چیزوں سے پناہ مانگتے تھے	۲۲۳

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۲۲۵	صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعاء	۲۲۳
۲۲۶	ہر قسم کے گناہوں کی معافی	۲۲۵
۲۲۷	برے اعمال سے پناہ مانگنا	۲۲۶
۲۲۷	نعمت کے سلب ہونے سے پناہ مانگنا	۲۲۷
۲۲۸	تقویٰ کی دعاء	۲۲۸
۲۲۹	توکل کی دعاء	۲۲۹
۲۳۰	فتنوں سے پناہ مانگنا	۲۳۰
۲۳۱	برے اخلاق اور برے اعمال سے پناہ مانگنا	۲۳۱
۲۳۲	اعضاء و جوارح کے شر سے بچنے کی دعاء	۲۳۲
۲۳۳	بیماریوں سے پناہ مانگنا	۲۳۳
۲۳۴	بھوک اور خیانت سے پناہ	۲۳۴
۲۳۵	ہدایت کی دعاء	۲۳۵
۲۳۵	عافیت کی دعاء	۲۳۶
۲۳۶	دین پر استقامت کے لیے دعاء	۲۳۷
۲۳۷	اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کی دعاء	۲۳۸
۲۳۸	اسم اعظم	۲۳۹
۲۳۸	رسول اللہ ﷺ کی تمام دعاؤں کا خلاصہ	۲۴۰
۲۳۹	ایک جامع ترین دعاء	۲۴۱
۲۴۰	فَضِّلِ الدُّعَاءَ بِظَهْرِ الْغَيْبِ غائبانہ دعاء مانگنے کا اجر	۲۴۲
۲۴۱	مسلمان بھائی کے لیے غائبانہ دعا کا فائدہ	۲۴۳
۲۴۱	غائبانہ دعاء کرنے والے کے حق میں فرشتے کی دعاء	۲۴۴
۲۴۲	بَابُ مَسَائِلَ مِنَ الدُّعَاءِ دعاء کے چند مسائل	۲۴۵
۲۴۲	مال اور اولاد کے حق میں بددعاء کی ممانعت	۲۴۶

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۲۴۳	سجدہ میں کثرتِ دعا کی تاکید	۲۴۷
۲۴۳	ما یوس ہو کر دعا نہ چھوڑنا چاہیے	۲۴۸
۲۴۴	دعا کی قبولیت کا بہترین وقت	۲۴۹
۲۴۵	دعا ضرور قبول ہوتی ہے	۲۵۰
۲۴۵	پریشانی اور تکلیف کے وقت کی دعا	۲۵۱
۲۴۷	بَابُ کَرَامَاتِ الْأَوْلِيَاءِ وَفَضْلِهِمْ کراماتِ اولیاء اور ان کے فضائل	۲۵۲
۲۴۷	اولیاء اللہ کو خوف نہیں ہوتا	۲۵۳
۲۴۷	اولیاء کی پہچان	۲۵۴
۲۴۸	اولیاء اللہ کا مرتبہ	۲۵۵
۲۴۹	مریم علیہا السلام کے پاس بغیر ظاہری سبب کے پھلوں کا رزق	۲۵۶
۲۴۹	اصحابِ کہف کا واقعہ	۲۵۷
۲۵۰	حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کھانے میں برکت کا واقعہ	۲۵۸
۲۵۳	امام محمد بن مسلمہ کے صاحبِ الہام حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں	۲۵۹
۲۵۴	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بددعا	۲۶۰
۲۵۶	حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بددعا کا اثر	۲۶۱
۲۵۷	حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نعش بالکل صحیح سالم تھی	۲۶۲
۲۵۹	دو صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کرامت	۲۶۳
۲۵۹	حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت	۲۶۴
۲۶۳	دس قرآن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا واقعہ	۲۶۵
۲۶۳	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منشاء کے مطابق حکم نازل ہوتا	۲۶۶
	کتاب الأمور المنسوبة عنہا	
۲۶۵	بَابُ تَحْرِيمِ الْغَيْبَةِ وَالْأَمْرِ بِحِفْظِ اللِّسَانِ غیبت کی حرمت اور زبان کی حفاظت کا حکم	۲۶۷
۲۶۵	قیامت کے روز اعضاء کے بارے میں سوال ہوگا	۲۶۸

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۲۶۶	ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے	۲۶۹
۲۶۷	مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ و زبان کے شر سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں	۲۷۰
۲۶۸	جنت کی ضمانت	۲۷۱
۲۶۸	بولنے میں بے احتیاطی جہنم میں گرا دیتی ہے	۲۷۲
۲۶۹	زبان کی حفاظت نہ کرنے سے جہنم میں چلا جاتا ہے	۲۷۳
۲۶۹	زبان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی دائمی رضاء اور دائمی ناراضگی	۲۷۴
۲۷۰	امام غزالیؒ کی نصیحت	۲۷۵
۲۷۰	سب سے خطرناک چیز زبان ہے	۲۷۶
۲۷۱	باتوں کی کثرت دل کی سختی کی علامت ہے	۲۷۷
۲۷۳	جو زبان و شرمگاہ کے شر سے بچ جائے	۲۷۸
۲۷۳	زبان کو قابو میں رکھنا نجات کا ذریعہ ہے	۲۷۹
۲۷۴	تمام اعضاء زبان کے شر سے پناہ مانگتے ہیں	۲۸۰
۲۷۴	زبان کی حفاظت نہ کرنے سے آدمی اوندھے منہ جہنم میں گرتا ہے	۲۸۱
۲۷۶	غیبت کی تعریف	۲۸۲
۲۷۷	آدمی کی جان و مال و عزت ایک دوسرے پر حرام ہے	۲۸۳
۲۷۸	کسی کی نقل اتارنا بھی غیبت ہے	۲۸۴
۲۷۹	معراج کی رات غیبت کا عذاب دکھلایا گیا	۲۸۵
۲۸۰	مسلمان کی عزت و آبرو کو نقصان پہنچانا حرام ہے	۲۸۶
۲۸۱	بَابُ تَحْرِيمِ سَمَاعِ الْغِيْبَةِ وَ اَمْرٍ مِّنْ سَمِعِ غِيْبَةٍ مُحَرَّمَةٌ بِرِدِّهَا وَالْاِنْكَارِ عَلٰى قَائِلِهَا فَاِنْ عَجَزَ اَوْلَمَ يَقْبَلُ مِنْهُ فَاَرَقَ ذَلِكَ الْمَجْلِسَ اِنْ اَمْكَنَهُ غیبت سننے کی حرمت، اور سننے والے کو یہ حکم کہ وہ غیبت سن کر فوراً اس کی تردید کرے اور غیبت کرنے والے کو منع کرے اور اسے روکے، اگر ایسا کرنے سے عاجز ہو یا اس کی بات نہ مانی جائے تو اگر ممکن ہو تو اس مجلس سے اٹھ جائے	۲۸۷
۲۸۲	غیبت کی مجلس میں بیٹھنا جائز نہیں	۲۸۸
۲۸۲	مسلمان کی عزت کا دفاع جہنم سے نجات کا ذریعہ ہے	۲۸۹

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۲۸۳	کسی مسلمان کے بارے میں بدگمانی بڑا گناہ ہے	۲۹۰
۲۸۳	حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے مدافعت	۲۹۱
۲۸۵	بَابُ مَا يُنَافِي مِنَ الْغَيْبَةِ غیبت کی بعض جائز صورتوں کا بیان	۲۹۲
۲۸۶	اہل فساد کی غیبت کرنا جائز ہے	۲۹۳
۲۸۷	منافقین کی غیبت جائز ہے	۲۹۴
۲۸۸	خیر خواہی مقصد ہو تو غیبت کی اجازت ہے	۲۹۵
۲۸۸	مصلح سے دوسروں کی حالات بتانا	۲۹۶
۲۹۰	شریعت کا مسئلہ معلوم کرنے کے لیے دوسرے کی حالت بتانا	۲۹۷
۲۹۲	بَابُ تَحْرِيمِ النَّمِيمَةِ وَهِيَ نَقْلُ الْكَلَامِ بَيْنَ النَّاسِ عَلَى جَهَةِ الْفَسَادِ چغلی کی حرمت یعنی لوگوں کے درمیان فساد پھیلانے کے لیے کوئی بات نقل کرنا	۲۹۸
۲۹۲	چغلی جنت میں نہ جائے گا	۲۹۹
۲۹۳	چغلی کی وجہ سے قبر میں عذاب کا واقعہ	۳۰۰
۲۹۳	چغلی کے ذریعہ لوگوں کے درمیان فساد کرنا مقصود ہوتا ہے	۳۰۱
۲۹۶	بَابُ النَّهْيِ عَنْ نَقْلِ الْحَدِيثِ وَكَلَامِ النَّاسِ إِلَى وُلاَةِ الْأُمُورِ إِذَا لَمْ تَدْعُ إِلَيْهِ لوگوں کی باتوں کو بلا ضرورت حکام تک پہنچانے کی ممانعت الایہ کہ کسی فساد یا نقصان کا اندیشہ ہو تو جائز ہے	۳۰۲
۲۹۶	گناہ کے کام میں تعاون کرنا گناہ ہے	۳۰۳
۲۹۶	صحابہ کی شکایات مجھ تک نہ پہنچایا کرو	۳۰۴
۲۹۸	بَابُ ذَمِّ ذِي الْوُجْهِينِ زووجہین (دو چہرے والے) کی مذمت	۳۰۵
۲۹۸	دورِ خائن بدترین ہے	۳۰۶
۲۹۹	جو باتیں دل کے خلاف ہوں وہ نفاق ہے	۳۰۷
۳۰۱	بَابُ تَحْرِيمِ الْكِذْبِ جھوٹ کی حرمت	۳۰۸

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۳۰۱	منہ سے نکلنے والی ہر بات لکھنے کے لیے فرشتہ مقرر ہے	۳۰۹
۳۰۱	سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے	۳۱۰
۳۰۲	منافقوں کی چار نشانیاں	۳۱۱
۳۰۳	جھوٹا خواب بیان کرنے پر وعید	۳۱۲
۳۰۴	”بڑا جھوٹ“ جھوٹا خواب بیان کرنا ہے	۳۱۳
۳۰۵	رسول اللہ ﷺ کا لمبا خواب	۳۱۴
۳۱۱	بَابُ مَا يَحُوزُ مِنَ الْكُذْبِ کذب کی وہ صورت جو جائز ہے	۳۱۵
۳۱۳	بَابُ الْحَثِّ عَلَى الثَّبُتِ فِيمَا يَقُولُهُ وَيَحْكِيهِ مسلمان کو چاہئے کہ بات نقل کرنے اور کہنے سے پہلے اس کی تحقیق کرے	۳۱۶
۳۱۳	بلا تحقیق سنی سنائی بات بتلانا گناہ ہے	۳۱۷
۳۱۴	جھوٹی حدیث بیان کرنے والا بھی جھوٹا ہے	۳۱۸
۳۱۴	سوکن کا سوکن کو جلانے کے لیے جھوٹ بولنا	۳۱۹
۳۱۶	بَابُ بَيَانِ غَلْظِ تَحْرِيمِ شَهَادَةِ الزُّورِ جھوٹی گواہی کی شدید حرمت	۳۲۰
۳۱۷	چار بڑے گناہوں کا تذکرہ	۳۲۱
۳۱۹	بَابُ تَحْرِيمِ لَعْنِ اِنْسَانٍ بَعِيْنِهِ اَوْ دَابَّةٍ کسی معین آدمی یا جانور پر لعنت کی ممانعت	۳۲۲
۳۲۰	سچا آدمی کے لیے لعن طعن زیب نہیں دیتا	۳۲۳
۳۲۱	لعنت کرنے والا قیامت کے دن شفاعت کا حقدار نہ ہوگا	۳۲۴
۳۲۱	کسی کو بددعا نہ دیا کرو	۳۲۵
۳۲۲	مومن فحش گوئی نہیں کرتا	۳۲۶
۳۲۲	لعنت بھی لعنت کرنے والے پر اترا آتی ہے	۳۲۷
۳۲۳	لعنت کی ہوئی اونٹنی کو آزاد چھوڑ دیا	۳۲۸
۳۲۴	جانوروں پر لعنت کرنا بھی بری بات ہے	۳۲۹

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۳۲۶	بَابُ جَوَازِ لَعْنِ أَصْحَابِ الْمَعَاصِي غَيْرِ الْمُعِينِينَ نام لیے بغیر گناہ گاروں کو لعنت کرنا جائز ہے	۳۲۰
۳۲۸	بَابُ تَحْرِيمِ سَبِّ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقِّ ناحق کسی مسلمان کو برا بھلا کہنا حرام ہے	۳۲۱
۳۲۸	مسلمان کو گالی دینا فسق، قتل کرنا کفر ہے	۳۲۲
۳۲۹	کسی مسلمان پر کفر اور فسق کی تہمت لگانا حرام ہے	۳۲۳
۳۲۹	گالی کی ابتداء کرنے سے دہرا گناہ گار ہوگا	۳۲۴
۳۳۰	مسلمان بھائی کو رسوا کر کے شیطان کو خوش مت کرو	۳۲۵
۳۳۰	شراب نوشی کی سزا اسی (۸۰) کوڑے ہیں	۳۲۶
۳۳۱	غلام پر تہمت لگانا بھی بڑا گناہ ہے	۳۲۷
۳۳۲	بَابُ تَحْرِيمِ سَبِّ الْأَمْوَاتِ بِغَيْرِ حَقِّ وَمَصْلِحَةِ شَرْعِيَّةٍ ناحق اور کسی شرعی مصلحت کے بغیر مردے کو برا بھلا کہنا حرام ہے	۳۲۸
۳۳۲	مردوں کو برا بھلا مت کہو	۳۲۹
۳۳۳	بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِذَاءِ کسی مسلمان کو تکلیف پہنچانے کی ممانعت	۳۳۰
۳۳۳	حقیقی مسلمان وہ جس کی ایذاء سے دوسرے مسلمان محفوظ رہے	۳۳۱
۳۳۳	جہنم سے نجات کے لیے ایمان کے ساتھ ایذاء مسلم سے بچنا بھی ضروری ہے	۳۳۲
۳۳۵	بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّبَاغُضِ وَالتَّقَاطُعِ وَالتَّدَابُرِ ایک دوسرے سے بغض رکھنے قطع تعلق کرنے اور منہ پھیر لینے کی ممانعت	۳۳۳
۳۳۶	تین دن سے زیادہ تعلق منقطع رکھنا حرام ہے	۳۳۴
۳۳۷	پیر اور جمعرات کو قطع تعلق رکھنے والوں کے علاوہ سب کی مغفرت ہو جاتی ہے	۳۳۵
۳۳۸	بَابُ تَحْرِيمِ الْحَسَدِ حسد حرام ہونے کا بیان	۳۳۶
۳۳۸	حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو	۳۳۷
	بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّحَسُّسِ وَالتَّسْمَعِ لِكَلَامِ مَنْ يَكْرَهُ اسْتِمَاعُهُ	۳۳۸

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۳۴۰	تجسس کی ممانعت اور اس آدمی کی بات سننے کی ممانعت جو پسند نہیں کرتا کہ اس کی بات سنی جائے	۳۴۹
۳۴۰	مسلمان مردوں اور عورتوں پر الزام تراشی حرام ہے	۳۵۰
۳۴۰	دل کی تمام بیماریوں سے بچنے کی تاکید	۳۵۱
۳۴۲	عیب جوئی سے لوگوں میں فساد پیدا ہوگا	۳۵۲
۳۴۲	رسول اللہ ﷺ نے عیب جوئی سے منع فرمایا	۳۵۳
۳۴۴	بَابُ النَّهْيِ عَنْ سُوءِ الظَّنِّ بِالْمُسْلِمِينَ مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ بلا ضرورت مسلمانوں کے بارے میں بدگمانی کی ممانعت	۳۵۴
۳۴۴	بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے	۳۵۵
۳۴۵	بَابُ تَحْرِيمِ احْتِقَارِ الْمُسْلِمِينَ مسلمان کی تحقیر کی حرمت	۳۵۶
۳۴۵	برے لقب سے پکارنے کی ممانعت	۳۵۷
۳۴۶	کسی کی حقارت بڑا گناہ ہے	۳۵۸
۳۴۷	تکبر کی تعریف	۳۵۹
۳۴۷	حقارت کرنے والے کا عمل برباد ہو جاتا ہے	۳۶۰
۳۴۹	بَابُ النَّهْيِ عَنْ اِظْهَارِ الشَّمَاتَةِ بِالْمُسْلِمِ مسلمان کی تکلیف پر خوش ہونے کی ممانعت	۳۶۱
۳۴۹	بے حیائی کی اشاعت بڑا گناہ ہے	۳۶۲
۳۴۹	کسی مسلمان کی مصیبت پر خوشی کا اظہار کرنا گناہ ہے	۳۶۳
۳۵۱	بَابُ تَحْرِيمِ الطَّعْنِ فِي الْأَنْسَابِ الثَّابِتَةِ فِي ظَاهِرِ الشَّرْعِ شرعاً ثابت شدہ نسب پر طعن کرنے کی حرمت	۳۶۴
۳۵۱	کفر تک پہنچانے والی باتیں	۳۶۵
۳۵۲	بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْعَشِّ وَالْخِذَا عِ دھوکہ اور فریب کی ممانعت	۳۶۶
۳۵۲	دھوکہ باز ہم میں سے نہیں	۳۶۷
۳۵۳	نجش کی ممانعت	۳۶۸

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۳۵۲	دھوکہ دینے کے لیے ایجنٹ بننا بڑا گناہ ہے	۳۶۹
۳۵۳	دھوکہ کھانے کا اندیشہ ہو تو اختیار شرط رکھے	۳۷۰
۳۵۵	کسی کی بیوی کو درغلا بڑا گناہ ہے	۳۷۱
۳۵۷	بَابُ تَحْرِيمِ الْغَدْرِ بد عہدی کی حرمت	۳۷۲
۳۵۷	جس میں چار خصلتیں ہوں گی وہ منافق ہوگا	۳۷۳
۳۵۸	بد عہدی کرنے والے کے لیے جھنڈا ہوگا	۳۷۴
۳۵۹	غدار کے سرین پر جھنڈا گاڑا جائے گا	۳۷۵
۳۵۹	تین آدمی کا مقدمہ اللہ تعالیٰ خود لڑیں گے	۳۷۶
۳۶۱	بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمَنِّ بِالْعَطِيَّةِ وَنَحْوِهَا عطیہ وغیرہ پر احسان جتانے کی ممانعت	۳۷۷
۳۶۱	صدقہ کرنے کا صحیح طریقہ	۳۷۸
۳۶۱	تین قسم کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ بات نہیں فرمائیں گے	۳۷۹
۳۶۳	بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِفْتِخَارِ وَالْبَغْيِ فخر کرنے اور زیادتی کرنے کی ممانعت	۳۸۰
۳۶۳	اپنی پارسائی مت بیان کرو	۳۸۱
۳۶۳	ناحق کسی پر ظلم کرنا بڑا گناہ ہے	۳۸۲
۳۶۳	تواضع اختیار کرے ظلم نہ کرے	۳۸۳
۳۶۴	لوگوں کے عیوب پر نظر کرنا اپنے عیوب پر نظر نہ کرنا بڑی تباہی ہے	۳۸۴
۳۶۶	بَابُ تَحْرِيمِ الْهَجْرَانِ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا لِدَعْوَةٍ فِي الْمُهْجُورِ أَوْ تَظَاهَرٍ بِفُسْطٍ أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کی حرمت الایہ کہ وہ بدعتی ہو یا کھلمے فکھلمے میں مبتلا ہو	۳۸۵
۳۶۶	قطع تعلق کی ممانعت	۳۸۶
۳۶۷	تعلق منقطع کر کے ایک دوسرے سے منہ موڑنے کی ممانعت	۳۸۷
۳۶۸	قطع تعلق رکھنے والوں کی مغفرت نہیں ہوتی	۳۸۸

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۳۶۸	قطع تعلق کروانے میں شیطان کامیاب ہو جاتا ہے	۳۸۹
۳۶۹	تین دن سے زیادہ قطع تعلق رکھنے والا جہنم میں داخل ہوگا	۳۹۰
۳۷۰	سال بھر قطع تعلق رکھنا قتل کے برابر گناہ ہے	۳۹۱
۳۷۱	تین دن کے بعد سلام کا جواب نہ دینا گناہ ہے	۳۹۲
۳۷۲	بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَنَاجِيِ اثْنَيْنِ دُونَ الثَّلَاثِ بِغَيْرِ إِذْنِهِ إِلَّا لِحَاجَةٍ وَهُوَ أَنْ يَتَحَدَّثَا سِرًّا بِحَيْثُ لَا يَسْمَعُهُمَا، وَفِي مَعْنَاهُ مَا إِذَا تَحَدَّثَا بِلِسَانٍ لَا يَفْهَمُهُ بلا ضرورت دوا آدمیوں کی تیسرے آدمی کے بغیر باہم سرگوشی کی ممانعت مگر بوقت ضرورت اسی طرح رازداری سے بات کرنا کہ تیسرا نہ سن سکے ناجائز ہے اور دوا افراد کا ایسی زبان میں بات کرنا جسے تیسرا نہیں جانتا اسی حکم میں ہے	۳۹۳
۳۷۲	تین آدمیوں میں دوا آدمیوں کی سرگوشی کی ممانعت	۳۹۴
۳۷۳	دوا آدمیوں کی سرگوشی تیسرے کو ممکن کرتی ہے	۳۹۵
۳۷۵	بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَعْذِيبِ الْعَبْدِ وَالذَّابَةِ وَالْمَرْأَةِ وَالْوَلَدِ بِغَيْرِ سَبَبٍ شَرْعِيٍّ أَوْ زَائِدٍ عَلَى قَدْرِ الْأَدَبِ بلا کسی شرعی سبب کے یا حد ادب سے زائد غلام کو، جانور کو، بیوی کو اور اولاد کو سزا دینے کی ممانعت	۳۹۶
۳۷۵	ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا	۳۹۷
۳۷۶	کسی جاندار کو نشانہ بنانا موجب لعنت ہے	۳۹۸
۳۷۷	جانوروں باندھ کر نشانہ بنانے کی ممانعت	۳۹۹
۳۷۷	خادم کو ناحق مارنے کی ممانعت	۴۰۰
۳۷۸	غلام کو ناحق مارنے کی سزا جہنم ہے	۴۰۱
۳۷۹	غلام کو ناحق مارنے کی سزا غلام کو آزاد کرنا ہے	۴۰۲
۳۷۹	ناحق سزا دینے والوں کو اللہ تعالیٰ سزا دے گا	۴۰۳
۳۸۰	چہرے پر داغنے کی ممانعت	۴۰۴
۳۸۱	چہرے پر داغنا موجب لعنت ہے	۴۰۵
۳۸۲	بَابُ تَحْرِيمِ التَّعْذِيبِ بِالنَّارِ فِي كُلِّ حَيَوَانٍ حَتَّى التَّمْلَةِ وَنَحْوِهَا ہر جاندار کو یہاں تک کہ چیونٹی کو بھی آگ میں جلانا منع ہے	۴۰۶

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۳۸۲	حضرت زینب رضی اللہ عنہ کے حالات	۴۰۷
۳۸۳	رسول اللہ ﷺ جانوروں اور پرندوں پر بھی شفیق تھے	۴۰۸
۳۸۵	بَابُ تَحْرِیمِ مَطْلِ الْعَنِيِّ بِحَقِّ طَلَبِهِ، صَاحِبُهُ مالدار آدمی کا صاحب حق کے اپنے حق کے مطالبہ کرنے پر ٹال مٹول کرنے کی ممانعت	۴۰۹
۳۸۵	حق کی واپسی میں ٹال مٹول کرنا بڑا گناہ ہے	۴۱۰
۳۸۷	بَابُ كَرَاهَةِ عَوْدَةِ الْإِنْسَانِ فِي هِبَةٍ لَمْ يَسْلَمْهَا إِلَى الْمَوْهُوبِ لَهُ، وَفِي هِبَةٍ وَهَبَهَا لِوَلَدِهِ، وَسَلَّمَهَا أَوْ لَمْ يَسْلَمْهَا وَكَرَاهَةِ شَرَائِهِ شَيْئًا تَصَدَّقَ بِهِ مِنَ الَّذِي تَصَدَّقَ عَلَيْهِ أَوْ أَخْرَجَهُ، عَنْ زَكَاةٍ أَوْ كُفَّارَةٍ وَنَحْوِهَا وَلَا بَأْسَ بِشَرَائِهِ مِنْ شَخْصٍ آخَرَ قَدْ انْتَقَلَ إِلَيْهِ جوبہ موهوب کو سپرد نہیں کیا اس کے واپس لینے کی کراہت، نیز جوبہ اپنی اولاد کو کیا، سپرد کیا یا نہیں، اس کی واپسی کی حرمت، صدقہ کی ہوئی شے کو اس شخص سے خریدنے کی جس شخص کو صدقہ کیا ہے کراہت نیز جو مال بصورت کفارہ یا زکوٰۃ دیا ہے، اس کے واپس لینے کی کراہت البتہ اگر وہ مال کسی اور شخص تک منتقل ہو گیا ہے تو اس کا خریدنا جائز ہے	۴۱۱
۳۸۸	اپنے ہدیہ کو خریدنا بھی ممنوع ہے	۴۱۲
۳۹۰	بَابُ تَاكِيدِ تَحْرِيمِ مَالِ الْيَتِيمِ یتیم کے مال کو ناجائز طریقہ پر کھانے کی ممانعت	۴۱۳
۳۹۰	یتیم کا مال ناحق کھانے پر وعید	۴۱۴
۳۹۰	یتیم کے مال بڑھانے کی تدبیر کرنا درست ہے	۴۱۵
۳۹۱	یتیم کو بھائی سمجھ کر معاملہ کیا جائے	۴۱۶
۳۹۱	سات بڑے گناہ	۴۱۷
۳۹۳	تَغْلِيظُ تَحْرِيمِ الرِّبَا سود کی شدید حرمت کا بیان	۴۱۸
۳۹۳	اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے	۴۱۹
۳۹۵	سود کی تعریف	۴۲۰
۳۹۶	سود کھانا کھانا دونوں موجب لعنت ہے	۴۲۱
	بَابُ تَحْرِيمِ الرِّبَا	۴۲۲

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۴۲۳	ریا کاری کی حرمت کا بیان	۳۹۷
۴۲۴	عبادت میں اخلاص پیدا کرو	۳۹۷
۴۲۵	ریا کاری کا ذریعہ	۳۹۷
۴۲۶	اللہ تعالیٰ شرک سے بے نیاز ہے	۳۹۸
۴۲۷	تین آدمی سب سے پہلے جہنم میں داخل ہوں گے	۳۹۹
۴۲۸	غلط بات کی تائید کرنا بھی نفاق ہے	۴۰۰
۴۲۹	ریا کار کو اللہ تعالیٰ دنیا آخرت میں رسوا فرماتے ہیں	۴۰۱
۴۳۰	دنیا کی خاطر علم حاصل کرنے والا جنت کی خوشبو سے بھی محروم ہوگا	۴۰۲
۴۳۱	باب مَا يُتَوَهَّمُ أَنَّهُ رِيَاءٌ وَلَيْسَ بِرِيَاءٍ کسی بات کے بارے میں ریا کا وہم ہونا حالانکہ وہ ریا نہ ہو	۴۰۳
۴۳۲	باب تحریم النظر الی المرأة الا جنبیة والا مرد الحسن لغير حاجة شرعیة اجنبی عورت اور خوبصورت بے ریش بچے کی طرف بغیر شرعی ضرورت دیکھنا حرام ہے	۴۰۵
۴۳۳	کان آنکھ دل کے بارے میں خصوصی سوال ہوگا	۴۰۵
۴۳۴	آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں کا زنا	۴۰۶
۴۳۵	راستہ کے حقوق میں سے نظر کی حفاظت بھی ہے	۴۰۷
۴۳۶	نظر کی حفاظت سلام کا جواب بھی راستے کے حقوق میں سے ہیں	۴۰۸
۴۳۷	اچانک نظر پڑ جائے یہ معاف ہے	۴۰۸
۴۳۸	عورتوں کو ناپیدامردوں سے بھی پردہ کرنا چاہیے	۴۰۹
۴۳۹	بَابُ تَحْرِيمِ الْخُلُوةِ بِالْأَجْنَبِيَّةِ اجنبی عورت کے ساتھ خلوت کی حرمت	۴۱۲
۴۴۰	شوہر کے قریبی رشتہ دار تو موت ہیں	۴۱۲
۴۴۱	اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا حرام ہے	۴۱۳
۴۴۲	مجاہدین کی عورتوں کے ساتھ خیانت کرنا زیادہ بڑا گناہ ہے	۴۱۴
۴۴۳	بَابُ تَحْرِيمِ تَشْبِهِ الرَّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَتَشْبِهِ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ فِي لِبَاسٍ وَحَرَكَةٍ وَغَيْرِ ذَلِكَ لباس میں حرکت وادائی اور اسی طرح دیگر امور میں مردوں کو عورتوں کی اور عورتوں کو مردوں کی	۴۱۵

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۴۱۵	مشابہت اختیار کرنا حرام ہے	۴۴۴
۴۱۵	عورت و مرد کا لباس میں ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنا ممنوع ہے	۴۴۵
۴۱۶	جہنمی عورتوں کی صفات	۴۴۶
۴۱۸	بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّشْبِيهِ بِالشَّيْطَانِ وَالْكَفَّارِ شیطان اور کفار سے مشابہت کی ممانعت	۴۴۷
۴۱۸	اللے ہاتھ سے کھانے کی ممانعت	۴۴۸
۴۱۸	شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے	۴۴۹
۴۱۹	خضاب استعمال کر کے یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرو	۴۵۰
۴۲۰	بَابُ نَهْيِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ عَنْ خِضَابِ شَعْرِهِمَا بِسَوَادٍ مرد اور عورت دونوں کے لیے اپنے بالوں کو سیاہ خضاب سے رنگنا منع ہے	۴۵۱
۴۲۰	خضاب کی تفصیلات	۴۵۲
۴۲۲	بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْقَزَعِ وَهُوَ حَلْقُ بَعْضِ الرَّأْسِ دُونَ بَعْضٍ وَإِبَاحَةُ حَلْقِ كُلِّهَا للرَّجُلِ دُونَ الْمَرْأَةِ قزع، یعنی سر کا کچھ حصہ مونڈے اور کچھ چھوڑ دینے کی ممانعت اور مرد کو سراسر مونڈنے کی اجازت اور عورت کو ممانعت	۴۵۳
۴۲۲	قزع کی ممانعت	۴۵۴
۴۲۲	سر کے بعض حصے مونڈنے کی ممانعت	۴۵۵
۴۲۳	جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچوں کے سر مونڈوائے	۴۵۶
۴۲۳	عورت کے لیے سر کے بال مونڈنا ممنوع ہے	۴۵۷
۴۲۵	بَابُ تَحْرِيمِ وَصْلِ الشَّعْرِ وَالْوَشْمِ وَالْوَشْرِ وَهُوَ تَحْدِيدُ الْأَسْنَانِ بال ملانے گودنے اور دانت باریک کرنے کی حرمت کا بیان	۴۵۸
۴۲۵	اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورتیں بگاڑنا شیطانی عمل ہے	۴۵۹
۴۲۵	مصنوعی بال لگانے کی ممانعت	۴۶۰
۴۲۶	مصنوعی بال لگانے پر بنی اسرائیل کی پکڑ ہوئی تھی	۴۶۱
۴۲۷	گودنے والی گودوانے والی دونوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت	۴۶۲

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۴۶۳	ملعون عورتوں کا ذکر	۴۲۸
۴۶۴	بَابُ النَّهْيِ عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ مِنَ اللَّحْيَةِ وَالرَّأْسِ وَغَيْرُهُمَا وَعَنْ نَتْفِ الْأَمْرِدِ شَعْرِ لِحْيَتِهِ عِنْدَ أَوَّلِ طُلُوعِهِ مرد کے داڑھی اور سر کے سفید بال اکھاڑنے کی ممانعت بے ریش مرد کا اپنی داڑھی کے نئے نئے نکلنے والے بالوں کو اکھاڑنا منع ہے	۴۳۰
۴۶۵	سفید بال مومن کا نور ہے	۴۳۰
۴۶۶	جو دین میں نئی بات ایجاد کرے وہ مردود ہے	۴۳۰
۴۶۷	بَابُ كَرَاهَةِ الْإِسْتِئْجَاءِ بِالْيَمِينِ وَمَسِّ الْفَرْجِ بِالْيَمِينِ مِنْ غَيْرِ عَذْرِ دَابْنِ هَاتِهِ سَاسْتِجَاءٍ اءر بلا عذر شر مگاہ کو دایاں ہاتھ لگانے کی کراہت	۴۳۲
۴۶۸	كَرَاهَةُ الْمَشْيِ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ أَوْ خُفٍّ وَاحِدٍ لِغَيْرِ عَذْرِ وَكَرَاهَةُ لُبْسِ النَّعْلِ وَالْخُفِّ قَاتِمًا لِغَيْرِ عَذْرِ بغیر عذر ایک جوتا یا ایک موزہ پہن کر چلنے کی کراہت اور بلا عذر کھڑے ہو کر جوتا یا موزہ پہننے کی کراہت	۴۳۳
۴۶۹	ایک جوتا پہن کر چلنا ممنوع ہے	۴۳۳
۴۷۰	ایک جوتا یا موزہ میں نہ چلے	۴۳۳
۴۷۱	جوتا کھڑے ہو کر نہ پہنے	۴۳۳
۴۷۲	بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَرْكِ النَّارِ فِي الْبَيْتِ عِنْدَ النَّوْمِ وَنَحْوِهِ سَوَاءً كَانَتْ فِي سِرَاجٍ أَوْ غَيْرِهِ رات کو سونے سے قبل گھر میں آگ کو جلتا ہوا چھوڑنے کی ممانعت خواہ وہ چراغ ہو یا کوئی اور شے	۴۳۵
۴۷۳	سوتے وقت آگ بجھا دیا کرو	۴۳۵
۴۷۴	آگ دشمن ہے سونے سے پہلے بجھا دیا کرو	۴۳۵
۴۷۵	سونے سے پہلے کے آداب	۴۳۶
۴۷۶	بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّكْلِيفِ وَهُوَ فِعْلٌ وَقَوْلٌ مَالًا مَصْلِحَةً فِيهِ بِمَشَقَّةٍ تکلف کی ممانعت یعنی خالی از مصلحت تکلف کہی جانے والی بات یا کام	۴۳۸
۴۷۷	رسول اللہ ﷺ نے تکلف سے منع فرمایا	۴۳۸
۴۷۸	جس بات کا علم نہ ہو لا علمی کا اظہار کر دے	۴۳۹
۴۷۹	بَابُ تَحْرِيمِ النَّيَاحَةِ عَلَى الْمَيِّتِ وَلَطْمِ الْخَدِّ وَشَقِّ الْحَبِيبِ وَنَتْفِ الشَّعْرِ	

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۴۸۰	وَحَلَقِهِ وَالْدُّعَاءَ بِالْوَيْلِ وَالتَّبَوُّرِ میت پر بین کرنا، رخسار پٹینا، گریبان چاک کرنا، بالوں کو اکھاڑنا اور منڈوانا اور ہلاکت اور بردباری کی دعا کرنا حرام ہے	۴۴۰
۴۸۱	نوحہ سے میت کو قبر میں عذاب ہوتا ہے	۴۴۰
۴۸۲	نوحہ کرنے والے ہم میں سے نہیں	۴۴۱
۴۸۳	نوحہ کرنے والوں سے برأت کا اظہار	۴۴۲
۴۸۴	نوحہ کرنے کی حرمت	۴۴۳
۴۸۵	رسول اللہ ﷺ نے نوحہ چھوڑنے کی بیعت لی	۴۴۳
۴۸۶	میت کی تعریف میں مبالغہ کرنا ممنوع ہے	۴۴۴
۴۸۷	میت پر آنسو بہانا غم کا اظہار کرنا جائز ہے	۴۴۴
۴۸۸	نوحہ کرنے والیوں کے خاص عذاب کا ذکر	۴۴۵
۴۸۹	کسی کی موت پر رسومات ادا نہ کرنے پر بیعت	۴۴۶
۴۹۰	میت پر بین کی وجہ سے میت کی پٹائی	۴۴۷
۴۹۱	کفر تک پہنچانے والے دو عمل	۴۴۷
۴۹۲	بَابُ النَّهْيِ عَنْ اِتِّبَانِ الْكُفَّانِ، وَالْمُنَجِّمِينَ وَالْعَرَّافِ وَأَصْحَابِ الرَّمْلِ وَالطَّوَارِقِ بِالْحَصْصِ وَالشَّعِيرِ وَنَحْوِ ذَلِكَ کاہنوں، نجومیوں، قیافہ شناسوں اور اصحاب رمل اور گنگریوں اور جو وغیرہ کے ذریعے شگون لینے والوں کے پاس جانے کی ممانعت	۴۴۸
۴۹۳	کاہنوں کی بات ماننے والوں کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوتی	۴۴۹
۴۹۴	زمانہ جاہلیت کے چند غلط عقائد کا بیان	۴۵۰
۴۹۵	علم نجوم جادو کا ایک حصہ ہے	۴۵۱
۴۹۶	علم رمل سیکھنا حرام اور گناہ ہے	۴۵۱
۴۹۷	کاہن اور بدکردار عورت کی کمائی حرام ہے	۴۵۳
۴۹۸	بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّطَيُّرِ بدشگونی لینے کی ممانعت	۴۵۴

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۴۹۹	کیا بیماری متعدی ہوتی ہے؟	۴۵۴
۵۰۰	نحوست ہوتی تو تین چیزوں میں ہوتی	۴۵۵
۵۰۱	اسلام میں بدشگونیاں نہیں	۴۵۶
۵۰۲	برے خیالات کو دور کرنے کا وظیفہ	۴۵۶
۵۰۳	بَابُ تَحْرِيمِ تَصْوِيرِ الْحَيَوَانَ فِي بَسَاطٍ أَوْ حَجَرٍ أَوْ ثَوْبٍ أَوْ دِرْهِمٍ أَوْ دِينَارٍ وَمَخْدَةٍ أَوْ سَادَةٍ وَغَيْرِ ذَلِكَ وَتَحْرِيمِ اتِّخَاذِ الصُّورَةِ فِي حَائِطٍ وَسَقْفٍ وَبَيْتٍ وَعِمَامَةٍ وَثَوْبٍ وَنَحْوِهَا وَالْأَمْرُ بِاتِّلَافِ الصُّورَةِ بستر، کپڑے، درہم اور تکیہ پر جاندار کی تصویر بنانے کی ممانعت، اسی طرح دیوار، پردے، عمامہ اور کپڑے وغیرہ پر تصویر بنانے کی حرمت اور تصویروں کو ضائع کرنے کا حکم	۴۵۸
۵۰۴	تصویر بنانے والوں کے لئے خاص عذاب	۴۵۸
۵۰۵	تصویر سازوں کو قیامت کے دن بڑا عذاب ہوگا	۴۵۸
۵۰۶	غیر جاندار کی تصویر بنانا جائز ہے	۴۵۹
۵۰۷	تصویر بنانے والوں کو قیامت کے دن سخت عذاب ہوگا	۴۶۰
۵۰۸	تصویر بنانے والے سب سے بڑے ظالم ہیں	۴۶۰
۵۰۹	تصویر والے گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے	۴۶۱
۵۱۰	کتے کی وجہ سے جبرائیل علیہ السلام گھر میں داخل نہیں ہوئے	۴۶۱
۵۱۱	کتے نے آپ ﷺ کے پاس آنے سے روکا	۴۶۲
۵۱۲	ہر تصویر اور ہر اونچی قبر مٹانے کا حکم	۴۶۳
۵۱۳	بَابُ تَحْرِيمِ اتِّخَاذِ الْكَلْبِ إِلَّا لِصَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ أَوْ زُرْعٍ کتار کھنے کی حرمت، سوائے اسکے شکار مویشی یا زراعت کے لیے ہو	۴۶۴
۵۱۴	کتا پالنے سے ہر روز دو قیراط ثواب کم ہو جاتا ہے	۴۶۴
۵۱۵	بعض صورتوں میں کتار کھنے کی اجازت ہے	۴۶۴
۵۱۶	بَابُ كَرَاهِيَةِ تَعْلِيْقِ الْحَرَسِ فِي الْبَيْعِ وَغَيْرِهِ مِنَ الدَّوَابِّ وَكَرَاهِيَةِ اسْتِصْحَابِ الْكَلْبِ وَالْحَرَسِ اونٹ اور دیگر جانوروں کی گردن میں گھنٹی باندھنے کی کراہت	۴۶۶

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۳۶۶	اور سفر میں کتے اور گھٹی ساتھ رکھنے کی کراہت	۵۱۷
۳۶۶	بانسری شیطان کا جادو ہے	۵۱۸
۳۶۷	بَابُ كَرَاهَةِ رُكُوبِ الْحَلَالَةِ وَهِيَ الْبَعِيرُ أَوِ النَّاقَةُ الَّتِي تَأْكُلُ الْعَذِرَةَ فَإِنْ أَكَلَتْ عُلْفًا طَاهِرًا فَطَابَ لِحُمِّهَا زَالَتِ الْكِرَاهَةُ جلالہ پر سواری کی کراہت ”جلالہ“ وہ اونٹ یا اونٹنی ہے جو گندگی کھائے اگر وہ پاک چیزیں کھانے لگے جس سے گوشت پاک ہو جائے تو اس کی سواری کی کراہت ختم ہو جائے گی	۵۱۹
۳۶۸	بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُصَاقِ فِي الْمَسْجِدِ وَالْأَمْرِ بِإِزَالَتِهِ مِنْهُ إِذَا وَجَدَ فِيهِ، وَالْأَمْرُ بِتَنْزِيهِهِ الْمَسْجِدَ عَنِ الْأَقْدَارِ مسجد میں تھوکنے کی ممانعت اور اسے دور کرنے کا حکم	۵۲۰
۳۶۸	مسجد کو ہر طرح کی گندگی سے پاک رکھنے کا حکم	۵۲۱
۳۶۹	مسجد کی دیوار کی صفائی	۵۲۲
۳۶۹	مساجد کے مقاصد	۵۲۳
۳۷۱	بَابُ كَرَاهِيَةِ الْخُصُومَةِ فِي الْمَسْجِدِ وَرَفْعِ الصَّوْتِ فِيهِ وَنَشِدِ الضَّالَّةِ وَالْبَيْعِ وَالشَّرَاءِ وَالْإِجَارَةِ وَنَحْوِهَا مِنَ الْمُعَامَلَاتِ مسجد میں جھگڑنا یا آواز بلند کرنا مکروہ ہے	۵۲۴
۳۷۱	مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرنا ممنوع ہے	۵۲۵
۳۷۱	مسجد میں خرید و فروخت جائز نہیں ہے:	۵۲۶
۳۷۲	مسجد میں گم شدہ چیز کے اعلان کی مخالفت	۵۲۷
۳۷۲	مسجد میں ممنوع کاموں کا ذکر	۵۲۸
۳۷۳	مسجد میں زور سے باتیں کرنے کی مخالفت	۵۲۹
۳۷۵	بَابُ نَهْيِ مَنْ أَكَلَ ثَوْمًا أَوْ بَصَلًا، أَوْ كَرَانًا أَوْ غَيْرَهُ مِمَّا لَهُ رَائِحَةٌ كَرِيهَةٌ عَنْ دُخُولِ الْمَسْجِدِ قَبْلَ زَوَالِ رَائِحَتِهِ إِلَّا لِضَرُورَةٍ لہسن، پیاز، گندنا یا کوئی اور بدبودار چیز کھا کر بدبو زائل کیے بغیر مسجد میں داخل ہونے کی ممانعت سوائے کہ ضرورت ہو	۵۳۰
۳۷۵	لہسن اور پیاز کھا کر فوراً نماز میں شریک نہ ہوا کریں	۵۳۱

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۴۷۶	جس نے کچی پیاز اور لہسن کھایا وہ مسجد سے دور رہا کریں	۵۳۲
۴۷۶	لہسن اور پیاز پکا کر کھایا کریں	۵۳۳
۴۷۸	بَابُ كَرَاهِيَةِ الْإِحْتِبَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ لِأَنَّهُ يَجْلِبُ النَّوْمُ فَيَقُوتُ اسْتِمَاعُ الْخُطْبَةِ وَيُخَافُ انْتِفَاضَ الْوُضُوءِ جمعہ کے روز دوران خطبہ گھنٹوں کو پیٹ کے ساتھ ملا کر انہیں باندھ لینے کی کراہت کہ اس سے نیند آ جاتی ہے اور خطبہ سننے سے رہ جاتا ہے اور وضوء کے ٹوٹنے کا بھی اندیشہ ہے	۵۳۴
۴۷۸	خطبہ کے دوران جہوۃ سے منع فرمایا ہے	۵۳۵
۴۷۹	بَابُ نَهْيٍ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِ عَشْرُ ذِي الْحِجَّةِ وَارَا دَاَنْ يُصْحَى عَنْ أَخْذِ شَيْءٍ مِنْ شَعْرِهِ أَوْ أَطْفَارِهِ حَتَّى يُصْحَى قربانی کا ارادہ رکھنے والے شخص کے لئے ذوالحجہ کے چاند دیکھنے سے لیکر قربانی سے فارغ ہونے تک اپنے بال یا ناخن کاٹنے کی ممانعت	۵۳۶
۴۷۹	عشرۃ ذی الحجہ کے احکام	۵۳۷
۴۸۰	بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْحَلْفِ بِمَخْلُوقٍ كَالنَّبِيِّ وَالْكُفَّةِ وَالْمَلَأَيْكَةِ وَالسَّمَاءِ وَالْأَبَاءِ وَالْحَيَاةِ وَالرُّوحِ وَالرَّاسِ وَنِعْمَةِ السُّلْطَانِ وَتَرْبَةِ فُلَانٍ وَالْأَمَانَةِ، وَهِيَ مِنْ أَشَدِّهَا نَهْيًا مخلوقات میں سے کسی کی قسم کھانے کی ممانعت جیسے رسول ﷺ، کعبہ، فرشتے، آسمان، باپ، زندگی، روح، ہمر، بادشاہ کی داد و دھش، فلاں کی قبر، امانت وغیرہ امانت اور قبر کی قسم کھانے کی ممانعت شدید تر ہے	۵۳۸
۴۸۰	باپ، دادا کی قسم کھانا منع ہے	۵۳۹
۴۸۰	بتوں کی قسم کھانا منع ہے	۵۴۰
۴۸۱	لفظ امانت کی قسم کھانا منع ہے	۵۴۱
۴۸۲	اسلام سے بری ہونے کی قسم کھانا منع ہے	۵۴۲
۴۸۲	غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے	۵۴۳
۴۸۳	بَابُ تَغْلِيظِ الْيَمِينِ الْكَاذِبَةِ عَمْدًا قصداً جھوٹی قسم کھانے کی ممانعت	۵۴۴
۴۸۳	جھوٹی قسم کے ذریعہ کسی کا مال لینے پر وعید	۵۴۵
۴۸۳	جو ناحق کسی کا مال لے اسکے لئے جہنم واجب ہوتی ہے	۵۴۶

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۵۴۷	جھوٹی قسم کبیرہ گناہوں میں سے ہے	۴۴۲
۵۴۸	بَابُ نَذْبِ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا أَنْ يَفْعَلَ ذَلِكَ الْمَحْلُوفَ عَلَيْهِ ثُمَّ يُكْفِرُ عَنْ يَمِينِهِ اس امر کا استحباب کہ اگر آدمی نے قسم کھانے کے بعد یہ سمجھا کہ جس بات پر قسم کھائی ہے اس کے برخلاف بات اس سے زیادہ بہتر ہے تو اسے اختیار کر لے اور قسم کا کفارہ دیدے	۴۸۶
۵۴۹	قسم توڑ کر کفارہ ادا کریں	۴۸۶
۵۵۰	قسم کھانے کے بعد توڑنے میں بھلائی ہو تو توڑ دیں	۴۸۷
۵۵۱	کفارہ کے خوف سے قسم پر جمانہ رہے	۴۸۷
۵۵۲	اچھی صورت نظر آئے تو قسم توڑ کر کفارہ ادا کرے	۴۸۸
۵۵۳	بَابُ الْعَفْوِ عَنْ لُغْوِ الْيَمِينِ وَإِنَّهُ لَا كَفَّارَةَ فِيهِ، وَهُوَ مَا يَجْرِي عَلَى اللِّسَانِ بِغَيْرِ قَصْدِ الْيَمِينِ كَقَوْلِهِ عَلَى الْعَادَةِ، لَا وَاللَّهِ، وَبَلَى، وَاللَّهِ، وَنَحْوِ ذَلِكَ لغو قسمیں معاف ہیں اور ان میں کوئی کفارہ نہیں ہے اور لغو قسم وہ ہے جو زبان پر بلا ارادہ قسم آجائے لاواللہ اور بلی واللہ وغیرہ	۴۹۰
۵۵۴	قصداً قسم کھانے پر کفارہ ہے	۴۹۰
۵۵۵	قسم کا کفارہ	۴۹۰
۵۵۶	یمین لغو میں مواخذہ نہیں	۴۹۱
۵۵۷	بَابُ كَرَاهَةِ الْحَلْفِ فِي الْبَيْعِ وَإِنْ كَانَ صَادِقًا خرید و فروخت میں قسم کھانے کی کراہت خواہ سچی ہی کیوں نہ ہو قسم کھانے سے مال تو بکتا ہے لیکن برکت نہیں رہتی	۴۹۲
۵۵۸	تجارت میں زیادہ قسم کھانے سے اجتناب کرو	۴۹۲
۵۵۹	بَابُ كَرَاهَةِ أَنْ يَسْأَلَ الْإِنْسَانُ بِوَجْهِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ غَيْرَ الْجَنَّةِ وَكَرَاهَةِ مَنْعٍ مَنْ سَأَلَ بِاللَّهِ تَعَالَى وَتَشْفَعُ بِهِ اس بات کی کراہت کہ انسان جنت کے علاوہ اللہ کے واسطے سے کسی اور چیز کا سوال کرے اور اس امر کی کراہت کہ اللہ کے نام پر مانگنے والے اور اس کے ذریعے سے سفارش کرنے والے کو انکار کر دیا جائے گا	۴۹۳

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۵۶۰	جو اللہ کے نام پر پناہ مانگے اس کو پناہ دیدو	۴۹۴
۵۶۱	بَابُ تَحْرِيمِ قَوْلِ شَاهُنشَاهٍ لِلْإِسْلَامِ لِأَنَّ مَعْنَاهُ مِلْكُ الْمُلُوكِ وَلَا يُوصَفُ بِذَلِكَ غَيْرُ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى بادشاہ کو یا کسی اور کو شہنشاہ کہنے کی ممانعت کیونکہ اس لفظ کے معنی ہیں بادشاہوں کا بادشاہ اور اللہ کے سوا کسی اور کو نہیں کہا جاسکتا	۴۹۶
۵۶۲	کسی انسان کو شہنشاہ کہنا حرام ہے	۴۹۶
۵۶۳	بَابُ النَّهْيِ عَنْ مُحَاظَبَةِ الْفَاسِقِ وَالْمُبْتَدِعِ وَنَحْوِهِمَا بِسَيِّدِي وَنَحْوِهِ فاسق اور بدعتی کو سید (سردار) کہنے کی ممانعت	۴۹۷
۵۶۴	بَابُ كَرَاهَةِ سَبِّ الْحُمَى بخار کو برا کہنے کی ممانعت	۴۹۸
۵۶۵	بَابُ النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الرِّيحِ، وَبَيَانِ مَا يُقَالُ عِنْدَ هُبُوبِهَا ہوا کو برا کہنے کی ممانعت اور ہوا چلنے کے وقت کی دعاء	۴۹۹
۵۶۶	آندھی چلنے وقت کی دعاء	۵۰۰
۵۶۷	بخار کو برا مت کہو	۵۰۰
۵۶۸	تیز ہوا چلے تو اللہ سے خیر مانگی جائے	۵۰۲
۵۶۹	بَابُ كَرَاهَةِ سَبِّ الدِّيكِ مرغ کو برا کہنے کی ممانعت	۵۰۳
۵۷۰	بَابُ النَّهْيِ عَنْ قَوْلِ الْإِنْسَانِ مُطَرَّنًا بَنُوءَ كَذًا یہ کہنا منع ہے کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے	۵۰۳
۵۷۱	بارش کے بارے میں غلط عقائد کی تردید	۵۰۳
۷۲	بَابُ تَحْرِيمِ قَوْلِهِ لِمُسْلِمٍ يَا كَافِرُ کسی مسلمان کو اے کافر کہہ کر پکارنے کی ممانعت	۵۰۵
۵۷۳	کافریا اللہ کا دشمن کہنے کا وبال	۵۰۵
۵۷۴	بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْفَحْشِ وَبَدَايَةِ اللِّسَانِ فحش گوئی اور بدکلامی کی ممانعت	۵۰۶

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۵۰۶	لعن طعن کرنا مسلمان کا شیوہ نہیں	۵۷۵
۵۰۶	فحش گوئی عیب اور حیاء زینت ہے	۵۷۶
۵۰۸	بَابُ كَرَاهَةِ التَّغْيِيرِ فِي الْكَلَامِ بِالتَّشْدُقِ فِيهِ وَتَكْلُفُ الْفَصَاحَةِ وَاسْتِعْمَالِ وَحْشِيِ اللُّغَةِ وَدَقَائِقِ الْأَعْرَابِ فِي مُخَاطَبَةِ الْعَوَامِ وَنَحْوِهِمْ گفتگو میں تصنع کرنے، باجھیں کھولنے، تکلف سے وضاحت کا اظہار کرنے اور عوام وغیرہ سے مخاطب میں اجنبی الفاظ استعمال کرنے اور اعراب کی باریکیاں بیان کرنے کی کراہت	۵۷۷
۵۰۸	مبالغہ آمیز باتوں کو اللہ پسند نہیں کرتا	۵۷۸
۵۰۹	اچھے اخلاق والے کو رسول اللہ ﷺ کا قرب نصیب ہوگا	۵۷۹
۵۱۱	بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِهِ حَبِثْتُ نَفْسِي میرا نفس خبیث ہو گیا کہنے کی کراہت	۵۸۰
۵۱۲	بَابُ كَرَاهَةِ تَسْمِيَةِ الْعَنْبِ كَرْمًا عنب (انگور) کو کرم کہنے کی کراہت	۵۸۱
۵۱۳	انگور کو ”عنب“ کہا کرو	۵۸۲
۵۱۳	بَابُ النَّهْيِ عَنْ وَصْفِ مَحَاسِنِ الْمَرْأَةِ لِرَجُلٍ إِلَّا أَنْ يُحْتَاجَ إِلَى ذَلِكَ لِعَرَضٍ شَرْعِيٍّ كِنِكَاحِهَا وَنَحْوِهِ مرد کے سامنے کسی عورت کے محاسن بیان کرنے کی ممانعت الایہ کہ نکاح وغیرہ کی غرض شرعی موجود ہو	۵۸۳
۵۱۵	بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِ الْإِنْسَانِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ اِنْ شِئْتَ بَلْ يَحْزِمُ بِالطَّلَبِ یہ کہنے کی کراہت کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے معاف کر دے بلکہ یقین کے ساتھ کہے کہ اے اللہ مجھے معاف کر دے	۵۸۴
۵۱۵	دعاء یقین کے ساتھ مانگنے کا حکم	۵۸۵
۵۱۷	باب كَرَاهَةِ قَوْلِ مَا شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ فُلَانٌ جو اللہ چاہے اور جو فلاں چاہے کہنے کی کراہت	۵۸۶
۵۱۷	اللہ کی مشیت کے ساتھ غیر اللہ کی مشیت کو ملانا ممنوع ہے	۵۸۷
۵۱۸	بَابُ كَرَاهَةِ الْحَدِيثِ بَعْدَ الْعِشَاءِ الْأَخْرَةِ بعد نماز عشاء (دنیوی) گفتگو کی ممانعت	۵۸۸

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۵۱۸	عشاء سے پہلے سونے اور بعد میں گفتگو ممنوع ہے	۵۸۹
۵۱۹	رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی	۵۹۰
۵۲۰	جماعت کے انتظار میں بیٹھنے والے کو نماز کا ثواب ملتا رہتا ہے	۵۹۱
۵۲۱	بَابُ تَحْرِيمِ امْتِنَاعِ الْمَرْأَةِ مِنْ فِرَاشِ زَوْجِهَا إِذَا دَعَاَهَا وَلَمْ يَكُنْ لَهَا عُذْرٌ شَرْعِيٌّ مرد عورت کو بلائے تو بلا عذر شرعی اس کے بستر پر نہ جانے کی حرمت شوہر کو ناراض کرنے والی عورت پر فرشتوں کی لعنت	۵۹۲
۵۲۲	بَابُ تَحْرِيمِ صَوْمِ الْمَرْأَةِ تَطَوُّعًا وَزَوْجِهَا حَاضِرًا إِلَّا بِإِذْنِهِ عورت کو شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا حرام ہے	۵۹۳
۵۲۳	بَابُ تَحْرِيمِ رَفْعِ الْمَأْمُومِ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ أَوْ السُّجُودِ قَبْلَ الْإِمَامِ امام سے پہلے مقتدی کو اپنا سر رکوع اور سجدے سے اٹھانے کی حرمت	۵۹۴
۵۲۴	بَابُ كَرَاهَةِ وَضْعِ الْيَدِ عَلَى الْخَاصِرَةِ فِي الصَّلَاةِ نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت	۵۹۵
۵۲۵	بَابُ كَرَاهَةِ الصَّلَاةِ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَنَفْسِهِ تَتَوَقَّعُ إِلَيْهِ أَوْ مَعَ مُدَافَعَةِ الْأَخْبَثَيْنِ وَهُمَا الْبَوْلُ وَالْغَائِطُ کھانے کے اشتیاق اور اس کی موجودگی میں اور پیشاب اور قضاے حاجت کی شدید حاجت کے وقت نماز کی کراہت	۵۹۶
۵۲۵	کھانا چھوڑ کر نماز پڑھنے کا حکم	۵۹۷
۵۲۶	بَابُ النَّهْيِ عَنْ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلَاةِ حالت نماز میں آسمان کی جانب نظر کرنے کی ممانعت	۵۹۸
۵۲۷	بَابُ كَرَاهَةِ الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ لِغَيْرِ عُذْرٍ بغیر کسی وجہ کے نماز میں کسی اور جانب ملتفت ہونے کی کراہت	۵۹۹
۵۲۷	نماز میں دائیں بائیں دیکھنا منع ہے	۶۰۰
۵۲۷	نماز کی حالت میں دوسری طرف دیکھنا ہلاکت ہے	۶۰۱
۵۲۹	بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ إِلَى الْقُبُورِ قبر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت	۶۰۲

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۵۲۹	قبر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم	۶۰۳
۵۳۰	بَابُ تَحْرِيمِ الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي نمازی کے سامنے سے گزرنے کی حرمت	۶۰۴
۵۳۰	نمازی کے سامنے سے گذرنا بڑا گناہ ہے	۶۰۵
۵۳۱	بَابُ كَرَاهَةِ شُرُوعِ الْمَأْمُومِ فِي نَافِلَةٍ بَعْدَ شُرُوعِ الْمُؤَدِّنِ فِي إِقَامَةِ الصَّلَاةِ سَوَاءً كَانَتْ النَّافِلَةُ سُنَّةً تِلْكَ الصَّلَاةِ أَوْ غَيْرَهَا مؤذن کے اقامت کے آغاز کے بعد مقتدی کے لیے نفل پڑھنا مکروہ ہے خواہ نفل اس نماز کی سنت ہو یا اور کوئی ہو	۶۰۶
۵۳۱	جماعت کھڑی ہونے کے بعد سنن و نوافل کے مسائل	۶۰۷
۵۳۲	بَابُ كَرَاهَةِ تَخْصِيصِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ أَوْ لَيْلَتِهِ بِصَلَاةٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِي جمعہ کے دن کو روزے کے لیے اور جمعہ کی رات کو نماز کے لیے خاص کرنے کی کراہت	۶۰۸
۵۳۳	صرف جمعہ کے دن کو روزے کیلئے خاص نہ کرے	۶۰۹
۵۳۳	جمعہ کے دن کے روزہ کا حکم	۶۱۰
۵۳۴	اگر کسی نے جمعہ کے دن روزہ رکھ لیا	۶۱۱
۵۳۵	بَابُ تَحْرِيمِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ وَهُوَ أَنْ يَصُومَ يَوْمَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ وَلَا يَأْكُلُ وَلَا يَشْرَبُ بَيْنَهُمَا صوم وصال کی حرمت یعنی بغیر کھائے پئے دو دن یا زیادہ مسلسل روزے رکھنا	۶۱۲
۵۳۵	بغیر افطار کے مسلسل روزہ رکھنا ممنوع ہے	۶۱۳
۵۳۵	صوم وصال رسول اللہ ﷺ کیلئے جائز تھا	۶۱۴
۵۳۷	بَابُ تَحْرِيمِ الْجُلُوسِ عَلَى قَبْرِ قبر پر بیٹھنے کی حرمت	۶۱۵
۵۳۸	بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَحْصِيصِ الْقَبْرِوِ الْبِنَاءِ عَلَيْهَا قبروں کو پکا کرنے اور ان پر تعمیر کرنے کی ممانعت	۶۱۶
۵۳۹	بَابُ تَغْلِيظِ تَحْرِيمِ إِبَاقِ الْعَبْدِ مِنْ سَيِّدِهِ غلام کے اپنے آقا سے بھاگنے کی شدید حرمت	۶۱۷

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۵۳۹	غلام کیلئے آقا سے بھاگنا حرام ہے	۶۱۸
۵۳۹	بھگوڑے غلام کی نماز قبول نہیں ہوتی	۶۱۹
۵۴۰	بَابُ تَحْرِيمِ الشَّفَاعَةِ فِي الْحُدُودِ حدود میں سفارش کی حرمت	۶۲۰
۵۴۰	زنا کرنے والے مرد و عورت کی سزا	۶۲۱
۵۴۰	حد جاری کرنے سے روکنے کی سفارش پر اظہار برہمی	۶۲۲
۵۴۲	بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّغَوُّطِ فِي طَرِيقِ النَّاسِ وَظِلِّهِمْ وَمَوَارِدِ الْمَاءِ وَنَحْوِهَا لوگوں کے گزرنے کے راستے اور ان کے سائے کے مقامات اور پانی کے گزرگاہوں وغیرہ میں رفع حاجت کی ممانعت	۶۲۳
۵۴۲	دولعت والے کام	۶۲۴
۵۴۳	بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُولِ وَنَحْوِهِ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت	۶۲۵
۵۴۵	بَابُ كَرَاهَةِ تَفْضِيلِ الْوَالِدِ بَعْضُ أَوْلَادِهِ عَلَى بَعْضٍ فِي الْهَبَةِ اپنی اولاد کو ہبہ دینے میں ایک دوسرے پر ترجیح دینے کی کراہت	۶۲۶
۵۴۵	اولاد میں برابری کا حکم	۶۲۷
۵۴۶	بَابُ تَحْرِيمِ إِحْدَادِ الْمَرْأَةِ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا عَلَى زَوْجِهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرَةَ أَيَّامٍ عورت کسی مرنے والے کا تین دن سے زیادہ سوگ نہیں کر سکتی سوائے اس کے شوہر کے کہ اس کا غم چار ماہ دس دن تک کر سکتی ہے	۶۲۸
۵۴۹	بَابُ تَحْرِيمِ بَيْعِ الْحَاضِرِ لِلْبَادِي وَتَلْقَى الرُّكْبَانَ وَالْبَيْعَ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَالْحِطْبَةَ عَلَى حِطْبَتِهِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ أَوْ يُرَدَّ شہری کا دیہاتی کے لیے خریداری کرنا، تجارتی قافلے سے آگے جا کر ملنا، اپنے بھائی کی بیچ پر بیچ کرنا اور اس کے خطبہ پر خطبہ دینا حرام ہے الا یہ کہ وہ اجازت دے یا رد کر دے	۶۲۹
۵۴۹	شہر سے باہر جا کر تجارتی قافلہ سے مال خریدنے کی ممانعت	۶۳۰
۵۵۰	ایجنٹ بننے کی مخالفت	۶۳۱

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۵۵۱	دھوکہ دہی کیلئے درمیان میں قیمت بڑھانا حرام ہے	۶۳۲
۵۵۲	دوسرے کا سودا خراب مت کرو	۶۳۳
۵۵۲	کسی کے خطبہ نکاح پر اپنا خطبہ دینا	۶۳۴
۵۵۳	بَابُ النَّهْيِ عَنْ إِضَاعَةِ الْمَالِ فِي غَيْرِ وَجْهِهِ الَّتِي أِذْنُ الشَّرْعِ فِيهَا شریعت نے جن کاموں میں مال صرف کرنے کی اجازت دی ہے ان کے علاوہ امور میں مال صرف کرنے کی ممانعت	۶۳۵
۵۵۳	بے جا سوالات اور مال ضائع کرنے کو اللہ ناپسند کرتے ہیں	۶۳۶
۵۵۳	حضرت مغیرہ کا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام خط	۶۳۷
۵۵۶	بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِشَارَةِ إِلَى مُسْلِمٍ بِسِلَاحٍ وَنَحْوِهِ سَوَاءً كَانَ جَادًّا أَوْ مَازِحًا وَالنَّهْيِ عَنْ تَعَاطِي السَّيْفِ مَسْلُولا کسی مسلمان کی طرف کسی ہتھیار وغیرہ سے خواہ مزاح سے یا ارادتاً ہوا اشارہ کرنے کی ممانعت اور اسی طرح ننگی تلوار سامنے کرنے کی ممانعت	۶۳۸
۵۵۶	اسلحہ کے بارے میں احتیاط کا حکم	۶۳۹
۵۵۷	ننگی تلوار کسی کو دینے کی ممانعت	۶۴۰
۵۵۸	بَابُ كَرَاهَةِ الْخُرُوجِ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْإِذَانِ إِلَّا يُعْذَرُ حَتَّى يُصَلِّيَ الْمَكْتُوبَةَ اذان ہونے کے بعد بلا عذر فرض نماز پڑھے بغیر مسجد سے جانے کی کراہت	۶۴۱
۵۵۸	اذان کے بعد مسجد سے نکلنے کی ممانعت	۶۴۲
۵۵۹	بَابُ كَرَاهَةِ رَدِّ الرِّيحَانِ لِغَيْرِ عُدْرٍ بلا عذر ریحان (خوشبو) کو رد کرنے کی کراہت	۶۴۳
۵۵۹	خوشبو کا ہدیہ رد نہ کرے	۶۴۴
۵۵۹	رسول اللہ ﷺ خوشبو کا ہدیہ رد نہ فرماتے تھے	۶۴۵
۵۶۱	بَابُ كَرَاهَةِ الْمَدْحِ فِي الْوَجْهِ لِمَنْ خِيفَ عَلَيْهِ مُفْسِدَةٌ مِنْ إِعْجَابٍ وَنَحْوِهِ وَجَوَازُهُ لِمَنْ آمَنَ ذَلِكَ فِي حَقِّهِ جس شخص کے بارے میں غرور وغیرہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو اس کے سامنے اس کی تعریف کرنے کی کراہت اور جس کے بارے میں یہ اندیشہ نہ ہو اس کی تعریف کا جواز	۶۴۶

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۶۳۷	کسی کے منہ پر تحریف کرنے کی ممانعت	۵۶۱
۶۳۸	ساتھی کی گردن کاٹ دی	۵۶۱
۶۳۹	تعریف کرنے والے کے منہ پر مٹی ڈالنے کا واقعہ	۵۶۲
۶۵۰	بَابُ كَرَاهَةِ الْخُرُوجِ مِنْ بَلَدٍ وَقَعَ فِيهَا الْوَبَاءُ فِرَارًا مِنْهُ وَكَرَاهَةِ الْقُدُومِ عَلَيْهِ جس شہر میں کوئی وبا پھیل جائے اس وبا سے فرار اختیار کرتے ہوئے شہر سے نکلنے کی کراہت اور جہاں وبا پہلے سے موجود ہو وہاں آنے کی کراہت	۵۶۵
۶۵۱	موت ہر حال میں آکر رہے گی	۵۶۵
۶۵۲	طاعون والی جگہ پر جانا منع ہے	۵۶۶
۶۵۳	طاعون والی جگہ سے نکلنا منع ہے	۵۶۸
۶۵۴	بَابُ التَّغْلِيظِ فِي تَحْرِيمِ السِّحْرِ جادو کرنے سیکھنے کی حرمت	۵۶۹
۶۵۵	سات مہلک چیزیں	۵۶۹
۶۵۶	بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمُسَافَرَةِ بِالْمُصْحَفِ إِلَى بِلَادِ الْكُفَّارِ إِذَا خِيفَ وَقُوعُهُ بِأَيْدِي الْعَدُوِّ کفار کے علاقوں میں قرآن کریم کے ساتھ سفر کی ممانعت جبکہ قرآن کریم کے دشمنوں کے ہاتھ لگ جانے کا اندیشہ ہو	۵۷۱
۶۵۷	بَابُ تَحْرِيمِ اسْتِعْمَالِ إِنَاءِ الذَّهَبِ وَإِنَاءِ الْفِضَّةِ فِي الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالطَّهَارَةِ وَسَائِرِ وُجُوهِ الاسْتِعْمَالِ سونے اور چاندی کے برتن کھانے پینے طہارت اور دیگر امور میں استعمال کرنے کی حرمت	۵۷۲
۶۵۸	سونے اور چاندی کے برتن میں کھانے پر وعید	۵۷۲
۶۵۹	سونا اور ریشم دنیا میں کفار کیلئے ہے	۵۷۲
۶۶۰	حضرت انس رضی اللہ عنہ کا چاندی کے برتن میں کھانے سے انکار	۵۷۳
۶۶۱	بَابُ تَحْرِيمِ لُبْسِ الرَّجُلِ ثَوْبًا مَزْعُوفًا مرد کے لیے زعفران میں رنگا ہوا کپڑا پہننا حرام ہے	۵۷۴
۶۶۲	مردوں کیلئے زرد رنگ کا استعمال درست نہیں	۵۷۴
۶۶۳	بَابُ النَّهْيِ عَنْ صَمْتِ يَوْمِ إِلَى اللَّيْلِ	

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۵۷۶	پورا دن رات تک خاموش رہنے کی ممانعت	۶۶۳
۵۷۶	خاموش رہنا کوئی عبادت نہیں	۶۶۵
۵۷۷	خاموشی کو عبادت سمجھنا جاہلیت کی رسم ہے	۶۶۶
۵۷۸	بَابُ تَحْرِيمِ انْتِسَابِ الْاِنْسَانِ اِلَى غَيْرِ اَبِيهِ وَتَوَلَّيْهِ غَيْرَ مَوَالِيْهِ اپنے باپ کے علاوہ اپنے آپ کو کسی اور سے منسوب کرنا اور اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کو اپنا مولیٰ بتانا حرام ہے	۶۶۷
۵۷۸	غیر باپ کی طرف نسبت کرنے والے پر جنت حرام ہے	۶۶۸
۵۷۸	نسب بدلنا کفر ہے	۶۶۹
۵۷۹	نسب بدلنے والوں پر فرشتوں کی لعنت	۶۷۰
۵۸۱	جس نے غیر باپ کی طرف نسبت کی وہ ہم میں سے نہیں	۶۷۱
۵۸۲	بَابُ التَّحْذِيرِ مِنْ ارْتِكَابِ مَا نَهَى اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُولُهُ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جس بات سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہو اس کے ارتکاب سے بچنا	۶۷۲
۵۸۲	اللہ کی پکڑ دردناک ہے	۶۷۳
۵۸۳	حرام کے ارتکاب سے اللہ کو غیرت آتی ہے	۶۷۴
۵۸۴	بَابُ مَا يَقُولُهُ، وَيَفْعَلُهُ، مَنْ ارْتَكَبَ مِنْهُيَا عَنْهُ کسی حرام بات کا ارتکاب کرنے والے کو کیا کہنا چاہیے اور کیا کرنا چاہیے	۶۷۵
۵۸۵	لا ت وعزنی کی قسم کھانے کا کفارہ	۶۷۶

کتاب متفرقہ احادیث و علامات قیامت

۵۸۷	کِتَابُ الْمُنْتَوَرَاتِ وَالْمَلَح دجال سے متعلق احادیث اور علامات قیامت	۶۷۷
۵۹۱	دجال کے ساتھ آگ اور پانی ہوگا	۶۷۸
۵۹۲	دجال کا قیام چالیس تک ہوگا	۶۷۹
۵۹۳	مکہ اور مدینہ میں دجال داخل نہ ہو سکے گا	۶۸۰
۵۹۳	ستر ہزار یہودی دجال کے پیروکار ہوں گے	۶۸۱
۵۹۵	دجال کے خوف سے لوگ پہاڑوں میں پناہ لیں گے	۶۸۲

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۵۹۵	دجال کا فتنہ سب سے بڑا فتنہ ہوگا	۶۸۳
۵۹۶	ایک کامل مومن کا دجال سے مقابلہ ہوگا	۶۸۳
۵۹۷	پختہ ایمان والے فتنہ دجال سے محفوظ رہیں گے	۶۸۵
۵۹۸	دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان ک، ف، ر ہوگا	۶۸۶
۵۹۹	دجال کا نا ہوگا	۶۸۷
۵۹۹	دجال خدائی کا دعویٰ کرے گا	۶۸۸
۶۰۰	قیامت کے قریب یہودیوں کی پناہ گاہ صرف غرقد درخت ہوگا	۶۸۹
۶۰۱	قیامت کے قریب مصائب کی وجہ سے قبر کی زندگی کو ترجیح دے گا	۶۹۰
۶۰۲	دریا فرات سے سونے کا پہاڑ نکلے گا	۶۹۱
۶۰۲	قیامت کے قریب لوگ مدینہ منورہ چھوڑ کر چلے جائیں گے	۶۹۲
۶۰۳	قیامت کے قریب مال کی کثرت ہوگی	۶۹۳
۶۰۳	قیامت کے قریب صدقہ قبول کرنے والا کوئی نہ ملے گا	۶۹۴
۶۰۴	بنی اسرائیل کا ایک واقعہ	۶۹۵
۶۰۵	حضرت سلیمان علیہ السلام کا حکیمانہ فیصلہ	۶۹۶
۶۰۶	قیامت کے قریب بدترین لوگ دنیا میں رہ جائیں گے	۶۹۷
۶۰۷	شرکاء بدر کی فضیلت	۶۹۸
۶۰۷	دنوی عذاب عمومی ہوتا ہے	۶۹۹
۶۰۸	اسطوانہ حنا کا ذکر	۷۰۰
۶۰۹	شریعت کے واضح احکام پر عمل کیا جائے	۷۰۱
۶۱۰	سات غزوات میں صرف ٹڈیاں کھائیں	۷۰۳
۶۱۰	مسلمان کو ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا ہے	۷۰۴
۶۱۲	تین اہم گناہگاروں کی سزاء	۷۰۵
۶۱۲	قیامت کے دو صورتوں کے درمیان کا فاصلہ	۷۰۶
۶۱۳	نا اہل لوگوں کا ذمہ دار بننا قیامت کی نشانی ہے	۷۰۷
۶۱۳	جائز امور میں حاکم کی اطاعت واجب ہے	۷۰۸

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۷۰۹	امست محمدیہ کی فضیلت	۶۱۴
۷۱۰	زنجیروں میں جنت کا داخلہ	۶۱۴
۷۱۱	مساجد محبوب ترین جگہیں ہیں	۶۱۵
۷۱۲	بازار شیطان کے اڈے ہیں	۶۱۵
۷۱۳	مسلمان بھائی کیلئے دعائے مغفرت	۶۱۶
۷۱۴	بے حیائی کا انجام برا ہوتا ہے	۶۱۷
۷۱۵	قیامت کے دن سب سے پہلے ناحق خون کا فیصلہ ہوگا	۶۱۷
۷۱۶	فرشتے، جنات اور انسان کا مادہ تخلیق	۶۱۸
۷۱۷	آپ ﷺ کا اخلاق قرآن تھا	۶۱۸
۷۱۸	جو اللہ سے ملنے کو پسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے	۶۱۹
۷۱۹	شیطان سرعت کے ساتھ انسان میں دوسرے ڈالتا ہے	۶۲۰
۷۲۰	غزوہ حنین میں رسول اللہ ﷺ کی شجاعت	۶۲۲
۷۲۱	غزوہ حنین کا واقعہ	۶۲۳
۷۲۲	حلال خوری کی ترغیب	۶۲۳
۷۲۳	تین آدمی اللہ تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے	۶۲۵
۷۲۴	دنیا میں جنت کی نہریں	۶۲۶
۷۲۵	کائنات کی تخلیق کی مدت	۶۲۶
۷۲۶	حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی شجاعت	۶۲۷
۷۲۷	جنگ موتہ کا تذکرہ	۶۲۷
۷۲۸	مفتی اور قاضی کے اجر و ثواب	۶۲۸
۷۲۹	بخار کا علاج پانی سے	۶۲۸
۷۳۰	میت کے روزوں کا مسئلہ	۶۲۹
۷۳۱	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اپنے بھانجے سے ناراضگی	۶۲۹
۷۳۲	رسول اللہ ﷺ کا شہداء احد کے حق میں دعاء	۶۳۳
۷۳۳	رسول اللہ ﷺ کا طویل خطبہ	۶۳۳

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۷۳۴	گناہ کی نذر پوری کرنا جائز نہیں	۶۳۴
۷۳۵	گرگٹ اور چھکلی مارنے کا ثواب	۶۳۵
۷۳۶	ایک دفعہ میں گرگٹ کے قتل پر سوئیکیاں	۶۳۶
۷۳۷	نیک ارادے پر ثواب	۶۳۶
۷۳۸	قیامت کے دن شفاعت کبریٰ کا حق آپ ﷺ کو حاصل ہوگا	۶۳۷
۷۳۹	حضرت حاجرہ علیہا السلام کا بیابان میں اللہ پر توکل	۶۴۱
۷۴۰	کھمبی کا پانی آنکھوں کیلئے شفاء ہے	۶۴۸
۷۵۰	کتاب اللہ استغفار	
۷۴۱	جو اللہ سے معافی مانگے اللہ معاف کر دیتا ہے	۶۵۱
۷۴۲	عذاب سے بچنے کے دو اسباب	۶۵۱
۷۴۳	توبہ کرنے سے کبیرہ گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں	۶۵۲
۷۴۴	روزانہ سو مرتبہ استغفار	۶۵۲
۷۴۵	روزانہ ستر سے زائد مرتبہ استغفار	۶۵۳
۷۴۶	اللہ تعالیٰ کی صفت عبودیت کا مظاہرہ	۶۵۳
۷۴۷	رسول اللہ ﷺ ایک ہی مجلس میں سو مرتبہ استغفار فرماتے	۶۵۴
۷۴۸	استغفار وسعت رزق کا نسخہ ہے	۶۵۵
۷۴۹	غم و پریشانی سے نجات کا نسخہ	۶۵۷
۷۵۰	استغفار سے ہر گناہ معاف ہوتا ہے	۶۵۷
۷۵۱	سید الاستغفار	۶۵۸
۷۵۲	موت سے پہلے کثرت استغفار کا اہتمام	۶۵۹
۷۵۳	گناہ معاف کرنے سے اللہ کا کوئی نقصان نہیں ہوتا	۶۶۰
۷۵۴	عورتوں کو کثرت صدقہ کی ترغیب	۶۶۱
۷۵۵	بَابُ بَيَانِ مَا أَعَدَّ اللَّهُ تَعَالَى لِلْمُؤْمِنِينَ فِي الْجَنَّةِ جنت کی نعمتوں کا بیان جو اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لیے تیار کر رکھی ہیں	۶۶۳
۷۵۶	جنت میں حسد کینہ نہ ہوگا	۶۶۳

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۶۶۳	جنت میں ریٹھی لباس ہوں گے	۷۵۷
۶۶۳	جنتیوں کے چہرے تروتازہ ہونگے	۷۵۸
۶۶۵	جنت میں گندگی نہ ہوگی	۷۵۹
۶۶۶	جنت کی نعمتیں وہم و خیال سے بہتر ہوں گی	۷۶۰
۶۶۷	جنتیوں کے مختلف درجات ہونگے	۷۶۱
۶۶۸	ادنیٰ ترین جنتی کا مقام	۷۶۲
۶۶۹	جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والا	۷۶۳
۶۷۱	جنتی خیمہ کا تذکرہ	۷۶۴
۶۷۲	جنت کا ایک درخت	۷۶۵
۶۷۳	ادنیٰ جنتی اعلیٰ جنتیوں کی زیارت کرے گا	۷۶۶
۶۷۴	جنت میں کمان برابر جگہ دنیا مافیہا سے بہتر ہے	۷۶۷
۶۷۴	جنت کے ایک بازار کا تذکرہ	۷۶۸
۶۷۵	جنت کے بالا خانوں کا ذکر	۷۶۹
۶۷۵	جنت کی نعمتوں کا ذکر	۷۷۰
۶۷۶	جنت کی نعمتیں دائمی ہوں گی	۷۷۱
۶۷۷	ہر جنتی کی تمنا پوری ہوگی	۷۷۲
۶۷۷	ہر جنتی کو اللہ کی رضا حاصل ہوگی	۷۷۳
۶۷۸	ہر جنتی کو اللہ کا دیدار نصیب ہوگا	۷۷۴
۶۷۹	اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام پردے ہٹا دیں گے	۷۷۵
۶۸۰	ایمان پر خاتمہ جنت کی امید	۷۷۶



کتاب الجہاد

النبأ (۲۳۴)

فضیلت جہاد

مشرکین سے قتال کرو

۲۸۸. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يَقْتُلُونَكُمْ كَافَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

”تم تمام مشرکین سے قتال کرو، جس طرح وہ تم سے پورے (اکٹھے) لڑتے ہیں اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقین کے ساتھ ہے۔“

(التوبة: ۳۶)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں مشرکین سے قتال اور جنگ کا حکم ہے کہ مسلمان مجتمع ہو کر اور اپنی قوتوں کو یکجا کر کے ان سے قتال کریں جیسا کہ خود ان سے اپنی قوتیں مجتمع ہو کر برسرِ پیکار ہیں اور یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کے ساتھ ہے۔

جہاد کی فرضیت

۲۸۹. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كَرْهٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”تم پر قتال فرض کیا گیا ہے حالانکہ وہ تمہیں ناگوار ہے اور ہو سکتا ہے کہ تم کسی شے کو نا پسند کرو اور وہ تمہارے لیے بہتر ہو اور ہو سکتا

ہے کہ تم کسی شے کو پسند کرو اور وہ تمہارے لیے بری ہو اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے۔“ (البقرة: ۲۱۶)

تفسیری نکات: اس دوسری آیت میں ارشاد ہوا کہ جہاد ایک پر مشقت کام اور ایک گراں فریضہ ہے کیونکہ یہ اہل و عیال کو چھوڑ کر جانا، مال خرچ کرنا، زخمی ہونا اور جان کی قربانی پر مشتمل ہے، لیکن جہاد کے فوائد اور اس کے دور میں مفید نتائج بے شمار اور بکثرت ہیں۔ اس میں غلبہ اور کامیابی ہے، اس میں فتح و نصرت ہے، اس میں غنیمت اور اجر ہے اور اس میں شہادت ہے جو زندگی سے بڑھ کر ہے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جہاد کی فرضیت اور فوائد اور جہاد پر کاربند رہنے کے ملی زندگی میں ظاہر ہونے والے مفید نتائج سے انکار ممکن نہیں اور

ترک جہاد کے مفاسد اور اس کی خرابیاں بھی بالکل واضح اور نمایاں ہیں۔ اندلس کے مسلمانوں کا جو انجام ہوا وہ ترک جہاد اور عیش و طرب کی زندگی اختیار کرنے کا طبعی اور منطقی انجام تھا۔ (تفسیر القرطبی)

ہر حال میں اللہ کے راستے میں نکلو

۲۹۰. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿أَنْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”تم اللہ کی راہ میں نکلو خواہ ہلکے ہو یا بوجھل اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔“ (التوبہ: ۴۱)

تفسیری نکات: تیسری آیت میں ارشاد ہے کہ جس حال میں بھی ہو جہاد کے لیے نکلو، سامان جہاد ہو یا نہ ہو جس طرح بھی ہو جہاد کے لیے نکلو اور اللہ کے راستے میں جان و مال سے جہاد کرو۔

غزوہ تبوک کا پس منظر

جہاد کا یہ عمومی حکم غزوہ تبوک کے پس منظر میں نازل ہوا۔ فتح مکہ اور غزوہ حنین کے بعد ۹ھ میں نبی کریم ﷺ کو علم ہوا کہ شام کا نصرانی بادشاہ (ملک غسان) قیصر روم کی مدد سے مدینہ منورہ پر چڑھائی کرنے والا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مناسب خیال کیا کہ خود مدینہ منورہ سے نکل کر اور شام کی سرحدوں پر پہنچ کر دشمن کا مقابلہ کریں اور آپ نے اس کے لئے تمام مسلمانوں کو جہاد کا حکم دیدیا۔ گرمی سخت تھی، قحط سالی کا زمانہ تھا، کھجور کی فصل پک رہی تھی اور درختوں کا سایہ خوشگوار تھا اور مسافت بعید تھی اور ملک غسان اور قیصر روم کی باقاعدہ اور سر و سامان سے آراستہ کثیر فوج کا مقابلہ کوئی آسان کام نہ تھا، مخلصین مومنین کے سوا کسی کا حوصلہ نہ ہوا کہ جان کی بازی لگائے، منافقین جھوٹے بہانے کرنے لگے اور کچھ مسلمانوں کو بھی سستی اور کم ہمتی نے آلیا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ تیس ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہو گئے اور مقام تبوک میں ڈیرہ ڈال دیا رسول اللہ ﷺ نے قیصر روم کو خط لکھا اور اسے دعوت اسلام دی، صداقت اسلام اس کے دل میں گھر کر گئی مگر اپنی قوم کی وجہ سے اعلان اسلام سے باز رہا، مگر بہر حال اس نے شام کے ملک غسان کی حمایت سے دست کشی اختیار کر لی۔ ان لوگوں نے بھی اطاعت تو کی مگر اسلام قبول نہ کیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں تمام ملک شام فتح ہوا۔

(معارف القرآن۔ تفسیر عثمانی)

جان و مال کا سودا

۲۹۱. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَرِّبُونَ

فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ وَعَدَّا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْفُرْقَانِ
وَمَنْ أَوْفَى بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِنِعْمَتِ اللَّهِ الَّتِي بَايَعْتُمْ بِهِ. وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١١١﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اللہ تعالیٰ نے خرید لیے ہیں مؤمنین سے ان کی جانیں اور ان کے مال، کہ ان کے لیے جنت ہے وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور قتل کرتے ہیں اور قتل ہوتے ہیں، یہ وعدہ ہے سچا تو رات میں انجیل میں اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والا کون ہے؟ سو تم اپنے اس سودے پر جو تم نے اس کے ساتھ کیا ہے خوش ہو جاؤ اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔“ (التوبة: ۱۱۱)

تفسیری نکات: اس آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین سے ان کے جان و مال خرید لیے ہیں کہ اس کے بدلے ان کے لیے جنت ہے اس سے زیادہ عظیم الشان کامیابی اور اس سے زیادہ منافع بخش تجارت اور کیا ہوگی کہ ہماری حقیر سی جانوں اور فانی مال کا اللہ تعالیٰ خریدار بن گیا، حالانکہ یہ جان اور یہ مال اسی کے دیئے ہوئے ہیں۔ ہماری جان و مال جو فی الحقیقت اسی کی مخلوق اور مملوک ہے محض ادنیٰ ملاہست سے ہماری طرف نسبت کر کے بیع قرار دیا جو عقد بیع میں خود مقصود بالذات ہوتی ہے اور جنت کے اعلیٰ ترین مقام کو اس کا شری قرار دیا۔ وہ جنت جس میں ایسی نعمتیں ہوں گی جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے ان کا ذکر سنا اور نہ کسی دل میں ان کا خیال تک گزرا۔ پھر یہ نہیں کہ جان و مال خرید لیے تو فوراً ہمارے قبضے سے نکال لیے جائیں بلکہ مطلوب صرف یہ ہے کہ جب موقع آئے تو جان و مال پیش کرنے کے لیے تیار رہیں پھر اس کی راہ میں کام آجائیں یا غازی بن کر پلٹ جائیں دونوں صورتوں میں عقد بیع پورا ہو گیا اور یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو پورا ہو کر رہے گا اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ (معارف القرآن۔ تفسیر عثمانی)

۲۹۲. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِّ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۖ دَرَجَتَيْنِ مِنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً ۖ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”برابر نہیں بیٹھے رہنے والے مسلمان جن کو کوئی عذر نہیں اور وہ مسلمان جو لڑنے والے ہیں اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور جان سے بیٹھے رہنے والوں پر درجہ ہیں اور ہر ایک سے وعدہ کیا اللہ نے بھلائی کا اور زیادہ کیا اللہ نے لڑنے والوں کو بیٹھے رہنے والوں سے اجر عظیم میں جو کہ درجے ہیں اللہ کی طرف سے بخشش ہے اور مہربانی اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان۔“ (النساء: ۹۵، ۹۶)

تفسیری نکات: پانچویں آیت میں فرمایا کہ جو لوگ بغیر معذوری کے جہاد میں شریک نہیں ہوتے وہ ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جو اللہ کی راہ میں اپنے جان و مال سے جہاد کرتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو غیر مجاہدین پر درجہ میں فضیلت اور برتری دی ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اللہ دونوں فریق مجاہدین اور غیر مجاہدین سے اچھی جزا کا وعدہ کیا ہوا ہے جنت اور مغفرت دونوں کو حاصل ہوگی البتہ

درجات میں فرق ہوگا۔ (معارف القرآن۔ تفسیر عثمانی)

جہنم کے عذاب سے بچانے والی تجارت

۲۹۳۔ وَقَالَ تَعَالَى:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابِ أَلِيمٍ ﴿١٠﴾ تُوْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١١﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسْكِنٌ طَيِّبٌ فِي جَنَّاتٍ عَدْنٍ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٢﴾ وَأُخْرَىٰ تُحِبُّونَهَا نَصْرٌ مِنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ ﴿١٣﴾ وَبَشِيرِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ ﴿١٤﴾﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اے ایمان والو! میں بتاؤں تم کو ایسی سوداگری جو بچائے تم کو ایک عذاب دردناک سے، ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور لڑو اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور اپنی جان سے، یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم سمجھ رکھتے ہو، بخشے گا وہ تمہارے گناہ اور داخل کرے گا تم کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں اور ستھرے گھروں میں بسنے کے باغوں کے اندر یہ ہے کہ بڑی مراد ملنی۔ ایک اور چیز جس کو تم چاہتے ہو وہ اللہ کی طرف سے اور فتح قریب اور خوشی سادے ایمان والوں کو۔“ (القصف: ۱۰)

تفسیری نکات: چھٹی آیت میں ارشاد فرمایا کہ اے ایمان والو! میں تمہیں ایسی تجارت نہ بتاؤں جس کے ذریعہ تم دردناک عذاب سے نجات حاصل کرلو، یہ تجارت اللہ اور اس کے رسول پر ایمان اور اللہ کے راستہ میں اپنی جان اور اپنے مال سے جہاد اور یہ ایسی تجارت ہے جس میں کوئی خسارہ نہیں ہے اور کوئی تجارت اس سے بہتر اور اس سے زیادہ منافع بخش نہیں ہے کہ جان و مال کے بدلے عذاب الیم سے نجات کامل اور مغفرت اور دائمی اور ابدی جنت کی نعمتیں مل جائیں، ظاہر ہے اس سے بڑی کامیابی اور کامرانی کیا ہو سکتی ہے۔

(تفسیر عثمانی)

وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَشْهُورَةٌ وَأَمَّا الْآحَادِيثُ فِي فَضْلِ الْجِهَادِ فَكَثْرٌ مِنْ أَنْ تُحْصَى فَمِنْ ذَلِكَ! جہاد کی فضیلت کے بارے میں احادیث تو شمار سے باہر ہیں، ان میں سے چند یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

جہاد اسلام کے افضل ترین اعمال میں سے ہے

۱۲۸۵۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سِئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْعَمَلِ

أَفْضَلُ؟ قَالَ: ”إِيمَانٌ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ“ قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ”حَجٌّ مَبْرُورٌ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۲۸۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، پوچھا گیا کہ پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، پوچھا گیا کہ پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حج مبرور۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۸۵): صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب من قال ان الایمان هو العمل. صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب کون الایمان باللہ تعالیٰ افضل الاعمال.

شرح حدیث: امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایمان افضل اعمال اس لیے ہے کہ وہ ہر عمل پر مقدم اور عمل کے صحیح ہونے کی شرط ہے کہ بغیر ایمان کوئی عمل مقبول نہیں ہے اور اللہ کے راستے میں جہاد کا درجہ اور اس کا مرتبہ ایمان کے بعد ہے۔ یہ حدیث اس سے پہلے (حدیث ۱۲۷۲) میں گزر چکی ہے۔ (روضۃ المتقین: ۲۸۴/۳ - دلیل الفالحین: ۸۲/۴)

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد محبوب ترین عمل ہے

۱۲۸۶۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى؟ قَالَ: "الصَّلَاةُ عَلَى وَفَّيْهَا قُلْتُ: ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ بِرَّ الْوَالِدَيْنِ. قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۲۸۶) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کون سا عمل اللہ کو زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وقت پر نماز ادا کرنا، میں نے عرض کیا کہ پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔ میں نے عرض کیا کہ پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۸۶): صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب فضل الجہاد. صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب کون الایمان باللہ تعالیٰ افضل الاعمال.

شرح حدیث: امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث مبارک میں تین اعمال کا خصوصیت کے ساتھ ذکر فرمایا اور اس اختصاص کی وجہ یہ ہے کہ نماز اسلام میں اہم ترین عمل ہے اور یہ بندے کے اللہ سے تعلق کا اظہار اور کمال بندگی ہے۔ جو اتنی عبادت کو بھی ترک کر دے وہ دوسرے اعمال بھی ضائع کر دے گا انسانوں کے حقوق میں سب سے زیادہ اور سب سے اہم حقوق والدین کے اپنی اولاد پر ہیں، جو شخص اپنے والدین کے حقوق ادا نہ کر سکے اس سے کیا توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ دوسرے انسانوں کے حق ادا کرے گا اور جس نے کفار اور دشمنان اسلام کو ترک کر دیا وہ دین کی خاطر کسی اور مشقت و تکلیف کو بھی برداشت نہیں کرے گا۔ یہ حدیث اس سے پہلے (۳۱۵) میں گزر چکی ہے۔ (روضۃ المتقین: ۲۸۴/۳ - دلیل الفالحین: ۸۲/۴ - نزہۃ المتقین: ۲۲۲/۲)

ایمان کے بعد جہاد افضل عمل ہے

۱۲۸۷. وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: "الْإِيمَانُ

بِاللَّهِ وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۲۸۷) حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کون سا

عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان باللہ اور اللہ کے راستے میں جہاد۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۸۷): صحیح البخاری، کتاب العتق، باب ای الرقاب افضل . صحیح مسلم، کتاب الایمان،

باب بیان کون الایمان افضل الاعمال .

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ ہر شخص کے حالات کے مطابق اور اس کی تربیت کے مقاصد کے پیش نظر جواب ارشاد فرماتے۔

بعض اوقات آپ ﷺ ایمان باللہ کی اہمیت بیان کرنے کے لیے ایمان باللہ کو پہلے ذکر فرماتے اور کبھی پہلے جہاد کو بیان فرماتے ہیں اور

کبھی بروالدین کو ترجیح دیتے تھے۔ (فتح الباری: ۳۴/۱ . شرح صحیح مسلم للنووی: ۶۸/۲)

اللہ کی راہ میں ایک صبح یا شام دنیا ما فیہا سے بہتر ہے

۱۲۸۸. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَعْدُوَّةٌ فِي سَبِيلِ

اللَّهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۲۸۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام

گزارنا دنیا اور دنیا کی تمام دولت سے بہتر ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۸۸): صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب الغدوة والروحة في سبيل الله . صحیح مسلم،

کتاب الامارہ، باب فضل الغدوة والروحة في سبيل الله .

شرح حدیث: اللہ کے راستے میں ایک صبح نکلتا یا ایک شام نکلتا دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے کیونکہ دنیا کی ہر چیز فانی ہے اور آخرت کو

دوام اور بقا حاصل ہے اور باقی رہنے والی فانی چیز سے بہتر ہے اور دائمی نعمت زائل ہونے والی نعمت سے افضل ہے۔

جان و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا

۱۲۸۹. وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: "مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ" قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ:

"ثُمَّ مُؤْمِنٌ فِي شَعْبٍ مِنَ الشَّعَابِ يَعْبُدُ اللَّهَ وَيَدْعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۲۸۹) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا کہ کون سا آدمی افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن جو اپنی جان سے اور اپنے مال سے اللہ کے راستے میں جہاد کرے، اس نے کہا کہ پھر؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ مؤمن جو کسی پہاڑ کی گھاٹی میں بیٹھ کر اللہ کی عبادت کرے اور لوگوں کو اپنے شتر سے محفوظ رہنے دے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۸۹): صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب افضل الناس مؤمن یجاہد بنفسہ ومالہ فی سبیل اللہ . صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب فضل الجہاد و الرباط .

شرح حدیث: جب فتنے عام ہو جائیں اور دین پر عمل دشوار ہو جائے تو عزت نشینی اختیار کر کے اللہ کی عبادت میں ہمہ وقت مصروف ہو جانے والا اللہ کا بندہ مؤمن افضل ہے۔ یہ حدیث اس سے پہلے (حدیث ۵۹۸) گزر چکی ہے۔

(روضة المتقين: ۲۸۶/۳ - دليل الفالحين: ۸۴/۴)

جنت میں ایک کوڑے کی مقدار جگہ مل جانا دنیا میں کیا بہتر ہے

۱۲۹۰ . وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَمَوْضِعُ سَوْطٍ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَالرَّوْحَةُ يَرُوحُهَا الْعَبْدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تَعَالَى أَوْ لَعْدُوهُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۲۹۰) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں ایک دن سرحد پر چہرہ دینا۔ دنیا اور دنیا کی ساری نعمتوں سے بہتر ہے اور جنت میں اتنی جگہ جس میں تم میں سے کسی کا کوڑا رکھا جائے دنیا اور دنیا کی ساری نعمتوں سے بہتر ہے اور وہ ایک شام یا وہ ایک صبح جس میں اللہ کا بندہ اللہ کے راستے میں چلے دنیا اور دنیا کی ساری نعمتوں سے بہتر ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۹۰): صحیح البخاری، باب فضل رباط يوم في سبيل الله . صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب فضل الغدوة والروحة .

کلمات حدیث: رباط کے معنی ہیں دشمن کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے کے لئے اور اپنی سرحدوں کی حفاظت کے لیے، سرحدی علاقے میں مورچہ بند ہو کر بیٹھنا۔

شرح حدیث: رباط کے معنی ہر نوع کی جنگی تیاری کے ہیں یعنی ہر وہ تیاری اور استعداد جو دشمن سے مقابلے اور دارالاسلام کی حفاظت کے لیے کی جائے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ﴾

”اور تیاری کروان کی لڑائی کے واسطے جو کچھ جمع کر سکو قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے کہ اس سے دھاک پڑے اللہ کے

دشمنوں اور تمہارے دشمنوں پر۔“ (الانفال: ۶۰)

یعنی مسلمانوں پر فرض ہے کہ جہاں تک قدرت ہو سامانِ جہاد فراہم کریں اور جہاد کی تیاری کریں اور ہر حال میں تیار رہیں اور آلاتِ حرب و ضرب تیار رکھیں اور فنونِ حرب سے واقفیت رکھیں اور زمانے کی ترقی کے ساتھ جنگی حکمتِ عملی میں پیدا ہونے والی تبدیلیوں سے آگاہی حاصل کریں۔ مگر یہ بات ہر وقت پیش نظر رہے کہ ساری جنگی تیاریاں اور تمام سامانِ جنگ اسبابِ ظاہری ہیں جن کا مقصود دشمن پر رعب بٹھانا ہے تاکہ دشمن مسلمانوں کو بے سرو سامان سمجھ کر ان پر حملہ آور نہ ہو اور جہاں تک فتح و نصرت کا تعلق ہے وہ تو صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

غرض ایمان و یقین کے ساتھ ایک دن اللہ کے راستے میں جہاد میں لگا دینا دنیا اور دنیا کی تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے اور پھر آخرت میں اس کا صلہ جنت ہے اور جنت کا یہ حال ہے کہ اس کی اتنی زمین جس میں مجاہد فی سبیل اللہ کا کوزا رکھا جاسکے ساری دنیا اور دنیا کی تمام نعمتوں سے افضل ہے۔ سارا دن جہاد فی سبیل اللہ میں لگا دینے کی تو بات ہی کیا ہے، اگر بندہ مومن ایک صبح یا ایک شام اللہ کے راستے میں جہاد میں لگا دے تو یہ صبح یا شام بھی دنیا اور دنیا کی تمام نعمتوں سے افضل ہے۔

(فتح الباری: ۱/۱۴۶۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۳۴/۱۳۔ ارشاد الساری: ۶/۲۸۸)

اسلامی سرحد پر ایک دن کا پہرہ دنیا و مافیہا سے افضل ہے

۱۲۹۱۔ وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ”رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ، وَإِنْ مَاتَ فِيهِ أُجِرَى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ وَأُجِرَى عَلَيْهِ رِزْقُهُ، وَأَمِنَ الْفَتَانِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۱۲۹۱) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا

کہ ایک شب و روز اللہ کی راہ میں سرحد پر پہرہ دینا ایک ماہ کے روزوں اور اس کی راتوں میں قیام سے افضل ہے اور اگر اس کو اسی راستے میں موت آگئی تو اس کے عمل کو جو وہ کر رہا تھا جاری کر دیا جائے گا اور اس کا رزق جاری کر دیا جائے گا اور اسے قنبر سے محفوظ کر دیا جائے گا۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۲۹۱): صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب فضل الرباط فی سبیل اللہ .

کلمات حدیث: امن الفتان: یعنی قبر کے سوال اور فرشتوں کی آزمائش سے محفوظ ہو جائے گا۔

شرح حدیث: اللہ کے راستے میں جہاد میں مصروف بندہ مومن یا وہ صاحبِ ایمان جو سرحد پر دفاعِ اسلام کے لیے بیٹھا ہو اور اس کی اس حال میں طبعی موت آجائے تو جو اعمالِ صالحہ وہ دنیا میں کرتا رہا ہے جاری کر دیے جائیں گے اور قیامت تک اس کے نامہ اعمال

میں لکھے جاتے رہیں گے اور شہداء کی طرح اسے بھی جنت میں رزق ملتا رہے گا اور قبر میں آزمائش میں ڈالنے والے فرشتوں یعنی منکر نکیر کی آزمائش سے محفوظ ہو جائے گا یعنی اس کی اللہ کے راستے میں موت آ جانے کو اس کے ایمان کا ثبوت قرار دے کر اسے منکر نکیر کے سوالوں سے بچا لیا جائے گا اور وہ اس سے سوال کرنے قبر میں نہیں آئیں گے یا وہ اگر آئیں گے تو اسے ان کی آمد سے کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ واللہ اعلم (شرح صحیح مسلم للنووی: ۵۲/۱۳۔ روضة المتقین: ۲۸۸/۳)

پہرہ دیتے ہوئے مرنے والے کا ثواب قیامت تک جاری رہتا ہے

۱۲۹۲. وَعَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "كُلُّ مَيِّتٍ يُنْتَحَمُ عَلَى عَمَلِهِ إِلَّا الْمُرَابِطَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَإِنَّهُ يُنْمَى لَهُ عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَيُؤْمَنُ فَتَنَةُ الْقَبْرِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ!

(۱۲۹۲) حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر مرنے والے کے عمل کا اجر اس کی موت کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے، سوائے اللہ کے راستے میں سرحد پر پہرہ دینے والے کے کہ اس کا عمل قیامت کے دن تک بڑھتا رہتا ہے اور اسے قبر کی آزمائش سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔ (ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۱۲۹۲): سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فضل الرباط، الجامع للترمذی، ابواب فضائل الجہاد، باب ما جاء فی فضل المرابط.

راوی حدیث: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ نے غزوہ احد اور بعد کے تمام غزوات میں شرکت کی، پچاس احادیث روایت فرمائیں، ۵۸ھ میں انتقال فرمایا۔ (دلیل الفالحین: ۸۶/۴)

کلمات حدیث: یتختم علی عملہ: ہر مرنے والے کی موت کے ساتھ اس کا سلسلہ عمل بھی منقطع ہو جاتا ہے۔
شرح حدیث: موت سے انسان کے عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے کہ دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزاء ہے اور مرنے کے ساتھ ہی مرنے والے کی آخرت شروع ہو جاتی ہے۔

"من مات قامت قیامتہ."

"جو مر گیا اس کی قیامت قائم ہو گئی۔"

ایک حدیث میں ارشاد ہوا کہ انسان جب مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے، سوائے تین اعمال کے کہ وہ مرنے کے بعد بھی جاری رہتے، صدقہ جاریہ، علم جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچے اور نیک اولاد جو اس کے حق میں دعاء کرے۔

اس حدیث میں فرمایا کہ ہر مرنے والے کا عمل ختم ہو جاتا ہے سوائے اس کے کہ جو اللہ کے راستے میں سرحد پر پہرہ دے رہا ہو کہ اس کا عمل قیامت تک بڑھتا رہے گا، یعنی جملہ اعمال صالحہ جو اس نے اپنی زندگی میں کیے ہوں سب کا اجر و ثواب بڑھتا رہے گا اور وہ قبر کے فتنہ

سے محفوظ رہے گا۔ (تحفة الأحوذی: ۲۴۱/۵۔ روضة المتقین: ۲۸۸/۳)

سرحد ایک دن کا پہرہ دوسری جگہوں کے ہزار دن کے پہرہ سے افضل ہے

۱۲۹۳۔ وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيَمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ!

(۱۲۹۳) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کی راہ میں ایک دن سرحد پر پہرہ دینا اس کے علاوہ دوسری جگہوں کے ہزار دن پہرہ دینے سے بہتر ہے۔ (ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۱۲۹۳): الجامع للترمذی، ابواب فضائل الجہاد، باب ما جاء في فضل المرباط.

شرح حدیث: اللہ کا مومن بندہ جو ایک دن سرحدی چوکی پر اپنے آپ کو پابند کرنے بیٹھا رہا، اس کا یہ عمل دیگر اعمال جہاد سے ایک ہزار دن سے بہتر ہے۔ امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں وارد لفظ منازل سے مراد مقامات جہاد ہیں اور اس اعتبار سے سرحدی چوکی میں سرحدوں کی حفاظت کے لیے بیٹھنے والا خود معرکہ جہاد میں شرکت کرنے والے سے افضل ہے، کیونکہ سرحد پر حفاظت کے لیے بیٹھ رہنے میں صبر اور جس نفس زیادہ ہے اور قرآن کریم میں ہے:

﴿ إِنَّمَا يَوْفَى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴾

”صبر کرنے والوں کو بغیر حساب اجر دیا جائے گا۔“ (تحفة الأحوذی: ۳۰۳/۵۔ روضة المتقین: ۲۸۸/۳)

قیامت کے دن مجاہد کے خون کی خوشبو مشک کی طرح ہوگی

۱۲۹۴۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَضَمَّنَ اللَّهُ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا جِهَادٌ فِي سَبِيلِي وَإِيمَانٌ بِي وَتَصَدِيقٌ بِرُسُلِي فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَيَّ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ أَرْجِعَهُ إِلَى مَنْزِلِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ، أَوْ غَنِيمَةٍ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مِمَّنْ كَلِمٍ يُكَلِّمُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ كَلِمٍ: لَوْ نُفِ، لَوْ نَفْسُ، وَرَيْحُهُ، رِيحُ مِسْكٍ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ لَا أَنْ أَشَقَّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ مَا قَعَدْتُ خِلَافَ سَرِيَّةٍ تَغْرَوُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَبَدًا، وَلَكِنْ لَا أَجِدُ سَعَةً فَأَحْمِلُهُمْ وَلَا يَجِدُونَ سَعَةً وَيَشَقُّ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنْ أَغْرَوُ فَاقْتُلَ، ثُمَّ أَغْرَوُ فَاقْتُلَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ بَعْضَهُ!

”الْکَلْمُ“ : الْجَرْحُ !

(۱۲۹۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی ذمہ داری لیتا ہے جو اس کے راستے میں اس طرح نکلے کہ میرے راستے میں جہاد کے سوا اس کی کوئی غرض اور میرے اوپر ایمان اور میرے رسولوں کی تصدیق کے سوا اس کا کوئی داعی نہ ہو۔ میں اس بات کا ضامن ہوں کہ اسے جنت میں داخل کروں یا اس گھر کی طرف اسے اجر اور غنیمت کے ساتھ لوٹاؤں جس سے وہ نکل کر گیا اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے اللہ کی راہ میں جو زخم لگتا ہے تو قیامت کے دن مجاہد اس حالت میں آئے گا کہ گویا آج زخم لگا ہے اس کا رنگ خون کا رنگ ہوگا اور اس کی خوشبو مشک کی خوشبو جیسی ہوگی اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر مسلمان پر دشوار ہونے کا خوف نہ ہوتا تو میں کسی ایسے لشکر سے پیچھے نہ بیٹھتا جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے روانہ ہوتا لیکن میں اس بات کی گنجائش نہیں پاتا کہ تمام لوگوں کے لیے سواری کا انتظام کروں اور خود ان کے پاس بھی اتنی وسعت نہیں ہے اور یہ بات ان پر دشوار ہے کہ میں چلا جاؤں اور وہ پیچھے رہیں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ میں تو چاہتا ہوں کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں اور قتل کر دیا جاؤں پھر جہاد کروں اور قتل کر دیا جاؤں اور پھر جہاد کروں اور قتل کر دیا جاؤں۔ (مسلم، بخاری نے اس حدیث کا کچھ حصہ روایت کیا ہے)

تخریج حدیث (۱۲۹۳): صحیح البخاری، کتاب الجہاد، تمنی المحاہدان یرجع إلی الدنیا وتمنی الشهادة.

صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب فضل الجہاد والخروج فی سبیل اللہ.

کلمات حدیث: تضمن الله: اللہ اپنے فضل و احسان سے اس کا کفیل بن جائے گا۔ ضامن: کفیل اور ذمہ دار۔ فاحملهم: ان کو جہاد کے لیے تیار کر دوں اور سواری مہیا کر دوں۔

شرح حدیث: اللہ اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان کے ساتھ اگر کوئی شخص اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلے تو اللہ تعالیٰ اس کے جنت میں داخل ہونے کے ضامن ہو جاتے ہیں یعنی اگر اسے شہادت نصیب ہوگئی تو اللہ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے ورنہ وہ غازی بن کر اجر و ثواب کے ساتھ اور مال غنیمت لے کر اپنے گھر واپس آجائے گا۔

جس کو اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے کوئی زخم لگا وہ روز قیامت اسی حال میں اٹھایا جائے گا اور اس کے خون سے مشک کی خوشبو اٹھ رہی ہوگی۔

فرمایا کہ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ مسلمان دشواری میں پڑ جائیں گے تو میں اللہ کے راستے میں لڑنے والے ہر چھوٹے بڑے لشکر کے ساتھ جاتا لیکن نہ میں سب مسلمانوں کے لیے جہاد کی تیاری اور سواری کا انتظام کر سکتا ہوں اور نہ تمام مسلمان خود کر سکتے ہیں اور نہ یہ پسند کریں گے کہ میں جہاد میں چلا جاؤں اور وہ پیچھے رہ جائیں۔ حالانکہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ بار بار اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے نکلوں اور بار بار شہید ہو جاؤں۔ (فتح الباری: ۱/۲۵۸۔ روضة المتقین: ۳/۲۸۹۔ دلیل الفالحین: ۴/۸۷)

زخمی مجاہد اللہ کے دربار میں حاضر ہوگا تو اس کے زخم سے مشک کی طرح خوشبو مہک رہی ہوگی ۱۲۹۵۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَمِنْ مَكْلُومٍ يُكَلِّمُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَكَلِمُهُ يَذْمِي: اللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَالرِّيحُ رِيحُ مِسْكِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۲۹۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اللہ کے راستے میں جہاد میں کوئی زخم کھایا ہوگا وہ قیامت کے دن اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ اس کے زخموں سے خون ٹپک رہا ہوگا رنگ خون کا ہوگا اور خوشبو مشک کی ہوگی۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۲۹۵): صحیح البخاری، کتاب الذبائح، باب المسک، صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب فضل الجہاد و الخروج في سبيل الله.

کلمات حدیث: کلمہ یدمی: اس کے زخموں سے خون بہہ رہا ہوگا۔ مکْلوم: زخمی، مجروح۔ یکلم فی سبیل اللہ: جو اللہ کے راستے میں زخم کھائے۔ کلم کلماً (باب کرم) زخمی ہونا۔

شرح حدیث: اللہ کا بندہ جو اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہو نیتِ حسنہ اور پورے خلوص کے ساتھ اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے جہاد میں زخمی ہو گیا وہ روزِ قیامت اس طرح آئے گا کہ اس کے زخموں سے خون بہہ رہا ہو اور خون سے مشک کی خوشبو پھیل رہی ہوگی تاکہ اس کے اخلاص اور حسن نیت کی دلیل بن جائے اور اس کے حسن عمل کا ثبوت فراہم ہو جائے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اسی لیے شہید کے زخموں سے نہ خون صاف کرنا چاہیے اور نہ اسے غسل دینا چاہیے تاکہ وہ اسی حال میں اللہ کے یہاں حاضر ہو کر اپنے اس عمل کا خود گواہ بن جائے۔ (فتح الباری: ۱/۳۶۴۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۲۲/۱۳۔ روضة المتقین: ۳/۲۹۱)

تھوڑی دیر کا جہاد بھی دخولِ جنت کا باعث ہوگا

۱۲۹۶۔ وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فَوَاقٍ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ نُكِبَ نَكْبَةً فَإِنَّهَا تَجِبُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَعْزَرَ مَا كَانَتْ: لَوْ أَنَّهَا الرُّغْفَرَانُ، وَرِيحُهَا كَالْمِسْكِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ!

(۱۲۹۶) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس مسلمان نے اللہ کی راہ میں اتنی دیر جہاد کیا جتنا اونٹنی کو دوبارہ دوہنے کا وقفہ ہوتا ہے تو اس کے لیے جنت واجب ہوگی اور جس کو اللہ کی راہ میں کوئی زخم لگایا کوئی خراش آئی تو وہ قیامت کے روز اسی حال میں آئے گا کہ وہ زخم یا خراش زیادہ سے زیادہ اس حالت میں ہوگی جیسی وہ اس وقت ہوگی جس وقت لگی تھی اس کا رنگ زعفران کا اور اس کی خوشبو مشک کی ہوگی۔ (ابوداؤد، ترمذی، یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۱۲۹۶): سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فیمن سأل اللہ شہادۃ . الجامع للترمذی، کتاب

فضائل الجہاد، باب ما جاء فی من یکلم فی سبیل اللہ .

کلمات حدیث: فواق: دودھ دوہنے والا اونٹنی کا تھن پکڑ کر اسے دباتا ہے تو دودھ نکلتا ہے پھر دوبارہ دباتا ہے تو دودھ نکلتا ہے۔
دوئوں مرتبہ دبانے کے نتیجے میں نکلنے والے دودھ کی دودھاروں کے درمیان وقفہ فواق ہے۔ جو ظاہر ہے بہت ہی قلیل مدت اور انتہائی کم وقت ہے۔

شرح حدیث: ایمان باللہ اور ایمان بالرسالۃ کے ساتھ خلوص نیت اور خالصتاً رضائے الہی کے لیے اگر کسی نے بہت تھوڑے سے وقت کے لیے اللہ کے راستے میں جہاد کیا تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جسے جہاد میں کوئی زخم لگایا کوئی خراش آئی تو روز قیامت یہ شخص اس طرح آئے گا کہ اس کا زخم یا اس کی خراش اسی طرح تروتازہ ہوگی اور خون کارنگ زعفران اور خوشبو مشک کی سی ہوگی۔

(فتح الباری: ۱/۳۶۴۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۳/۱۹)

ایک ساعت کا جہاد ستر سال کی عبادت سے افضل ہے

۱۲۹۷۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ جُلٌّ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشُعْبٍ فِيهِ عُيَيْنَةٌ مِنْ مَاءٍ عَذْبَةٍ فَأَعْجَبَتْهُ فَقَالَ: لَوْ اغْتَرَلْتُ النَّاسَ فَأَقَمْتُ فِي هَذَا الشَّعْبِ وَلَنْ أَفْعَلَ حَتَّى أَسْتَاذِنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ مَقَامَ أَحَدِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَواتِهِ فِي بَيْتِهِ سَبْعِينَ عَامًا، أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَيُدْخِلَكُمُ الْجَنَّةَ؟ اغْزُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَوَاقٍ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ! "وَالْفَوَاقُ" مَا بَيْنَ الْحَلَبَتَيْنِ!

(۱۲۹۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیان کرتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے کسی صاحب کا گزر ایک گھاٹی پر ہوا جہاں بیٹھے پانی کا ایک چشمہ تھا وہ ان کو پسند آیا اور وہ کہنے لگا کہ اگر میں لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر اس گھاٹی میں قیام کر لوں لیکن میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا جب تک میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہ لے لوں، چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو، کیونکہ تم میں سے کسی کا اللہ کے راستے میں کہیں ٹھہرنا تمہارے گھر کی ستر سال کی نمازوں سے افضل ہے۔ کیا تمہیں یہ پسند نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمادے اور تمہیں جنت میں داخل فرمادے۔ اس لیے اللہ کی راہ میں جہاد کرو جس نے اللہ کی راہ میں اتنا جہاد کیا جتنی دیر میں اونٹنی کو دوبارہ دوہا جاتا ہے تو اس کے لیے جنت واجب ہے۔ (ترمذی)

ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔ فواق: دو مرتبہ دوہنے کے درمیان کا وقفہ۔

تخریج حدیث (۱۲۹۷): الجامع للترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ما جاء فی فضل الغلو والروح فی سبیل اللہ .

کلمات حدیث: شعب: گھائی جمع شعاب۔ عینہ: عین کی تغیر۔ پانی کا چشمہ۔

شرح حدیث: ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک گھائی سے ہوا وہاں شیریں پانی کا ایک چشمہ تھا انہوں نے کہا کہ اگر میں یہاں عزت نشینی اختیار کر لوں اور یکسو ہو کر اللہ کی عبادت میں لگ جاؤں، پھر کہنے لگے کہ میں جب تک رسول اللہ ﷺ سے نہ دریافت کر لوں ہرگز ایسا نہیں کروں گا۔ غرض واپسی پر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو کہ گھر میں ستر سال کی نمازوں سے جہاد فی سبیل اللہ میں شریک ہونا اور مجاہدین کے شانہ بشانہ کھڑا ہونا افضل ہے، بلکہ ایک دو گھڑی کی جہاد میں شرکت سے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (تحفة الأحوذی: ۲۸۴/۵۔ روضة المتقین: ۲۹۴/۳)

جہاد کے برابر اور کوئی عمل نہیں

۱۲۹۸۔ وَعَنْهُ قَالَ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا يَعْدِلُ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ: "لَا تَسْتَطِيعُونَهُ"، فَأَعَادُوا عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا كُلُّ ذَلِكَ يَقُولُ: "لَا تَسْتَطِيعُونَهُ" ثُمَّ قَالَ: "مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْفَاقِمِ الْفَاقِتِ بَيَاتِ اللَّهِ لَا يَفْتَرُ: مِنْ صَلَوةٍ وَلَا صِيَامٍ، حَتَّى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مُتَّقٍ عَلَيْهِ، وَهَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ. وَفِي رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادُ؟ قَالَ: "لَا أَحَدُهُ" ثُمَّ قَالَ: "هَلْ تَسْتَطِيعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُومَ وَلَا تَفْتَرُ، وَتَصُومَ وَلَا تَفْطِرَ؟" فَقَالَ وَمَنْ يَسْتَطِيعُ ذَلِكَ؟

(۱۲۹۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کون سا عمل ہے جو جہاد کے برابر ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ انہوں نے اپنا یہ سوال دو یا تین مرتبہ دہرایا۔ ہر مرتبہ آپ ﷺ نے یہی فرمایا کہ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجاہد فی سبیل اللہ کی مثال اس شخص کی طرح ہو جو روزے دار ہو شب بیدار ہو، اللہ کی آیات تلاوت کرنے والا ہو اور وہ نہ روزے رکھنے سے تھکے اور نہ نماز پڑھنے سے یہاں تک کہ مجاہد فی سبیل اللہ واپس آجائے۔ (متفق علیہ) اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ

ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے ایسا عمل بتلائے جو جہاد کے برابر ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم یہ ہمت رکھتے ہو کہ جس وقت مجاہد اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے روانہ ہو جاتے اپنی مسجد میں داخل ہو کر نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ اور ذرا سی سستی نہ کرو بلکہ مسلسل نماز پڑھتے رہو اور بغیر افطار کیے روزے رکھتے رہو۔ اس پر اس شخص نے کہا واقعی اس کی کون طاقت رکھتا ہے؟

تخریج حدیث (۱۲۹۸): صحیح البخاری، اول کتاب الجہاد۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الشہادۃ

فی سبیل اللہ .

کلمات حدیث: مابعد الجہاد : کون سا عمل اجر و ثواب میں جہاد کے برابر ہے۔ قانت : جو ساکت و صامت ہو کر خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ کے سامنے کھڑا اور مصروف تلاوت ہو۔ قنوت : خشوع و خضوع کی اسی کیفیت کا نام قنوت ہے۔

شرح حدیث: مجاہد فی سبیل اللہ جب تک جہاد میں رہتا ہے وہ بندگی رب میں حاضر ہوتا ہے اس کا ہر لمحہ عبادت اور اس کی ہر ساعت بندگی ہے، اس لیے اس کے برابر اس کا عمل ہوگا جو رات کو مسلسل عبادت میں مصروف رہے اور دن کو روزہ رکھے، نہ روزہ افطار کرے اور نہ سلسلہ نماز منقطع ہو اور خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا رہے یا اس کے سامنے سجدے میں گر پڑے۔ (فتح الباری : ۱/۱۴۳ - شرح صحیح مسلم للنووی : ۲۳/۱۳)

ہر وقت جہاد کے لیے تیار رہنے والا بہترین شخص ہے

۱۲۹۹ . وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مِنْ خَيْرِ مَعَاشِ النَّاسِ لَهُمْ رَجُلٌ مُمَسِّكٌ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَطِيرُ عَلَى مَتْنِهِ كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً أَوْ فَرْعَةً طَارَ عَلَى مَتْنِهِ يَتَّبِعُ الْقَتْلَ أَوِ الْمَوْتَ مَطَانَةً أَوْ رَجُلٌ فِي غَنِيْمَةٍ أَوْ شَعْفَةٍ مِنْ هَذَا الشَّعْفِ أَوْ بَطْنٍ وَادٍ مِنْ هَذَا الْوَادِيَةِ يُقِيمُ الصَّلَاةَ وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ وَيَعْبُدُ رَبَّهُ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْيَقِينُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ إِلَّا فِي خَيْرٍ "رَوَاهُ مُسْلِمٌ"

(۱۲۹۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں سب سے بہتر زندگی گزارنے والا وہ ہے جو اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگاتھانے والا ہو، جب بھی کوئی خوف کی یا جنگ کی آواز سنتا ہے تو گھوڑے کی پشت پر بیٹھ کر اڑنے لگتا ہے اور شہادت کو اور موت کو اپنی جگہوں پر تلاش کرتا ہے یا وہ آدمی ہے جو کچھ بھیڑ بکریاں لے کر پہاڑ کی چوٹی میں سے کسی چوٹی پر یا وادیوں میں سے کسی وادی میں ٹھہر جاتا ہے نماز قائم کرتا ہے، زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور اپنے رب کی عبادت کرتا ہے، یہاں تک کہ اسے موت آجائے لوگوں سے سوائے بھلائی کے اس کا کوئی اور تعلق نہ ہو۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۲۹۹): صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب الجہاد والرباط .

کلمات حدیث: معاش : جس سے لوگوں کی زندگی کا گزارن ہو یعنی رزق۔ عنان فرسہ : اس کے گھوڑے کی لگام۔ الیقین : موت، موت کو یقین اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس سے زیادہ یقینی دنیا میں کوئی بات نہیں ہے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد فرمایا کہ دو آدمیوں کی زندگی بہت عمدہ اور خوبصورت ہے۔

اس مجاہد کی زندگی جس کا جہاد کے لیے گھوڑا ہر وقت تیار ہے جہاں کہیں جہاد کی لگاریاں ہتھیاروں کی جھنکار سنی وہ فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر تیز رفتاری سے مقام جہاد پر پہنچ گیا اور شوق شہادت میں ہر مقام پر داؤد شجاعت دکھائی۔

دوسرا وہ جو فتنوں سے گھبرا کر اپنی بکریاں لے کر کسی پہاڑ کی چوٹی یا کسی وادی کے دامن کو اپنا مستقر بنا لیتا ہے اور اپنے رب کی عبادت

کر کے اپنے دین و ایمان کا تحفظ کرتا ہے۔ اس کی ایک امتیازی خوبی یہ بھی ہے کہ وہ کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا، اس کی ذات سے لوگوں کو فائدہ ہی پہنچتا ہے۔ یہ حدیث اس سے پہلے (۶۰۱) میں بھی گزر چکی ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۲۴/۱۳۔ روضة المتقین: ۲۹۶/۳۔ دلیل الفالحین: ۹۲/۴)

مجاہدین کے لیے جنت میں سو درجات ہیں

۱۳۰۰۔ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۳۰۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لیے جنت

میں سو درجات تیار کر رکھے ہیں ہر دو درجات میں اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۳۰۰): صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب درجات المجاہدین فی سبیل اللہ.

شرح حدیث: اللہ نے جنت میں سو درجات ان مجاہدین کے لیے تیار فرمائے ہیں جو اللہ کے راستے میں جہاد و قتال کرتے ہیں اور جان و مال کا نذرانہ پیش کرتے ہیں، صحیح بخاری میں یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لایا، نماز قائم کی اور رمضان کے روزے رکھے اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے خواہ اس نے فی سبیل اللہ جہاد کیا ہو یا اسی سرزمین میں بیٹھا رہا ہو جس میں وہ پیدا ہوا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم لوگوں کو خوشخبری دے دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک درجہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مجاہدین فی سبیل اللہ کے لیے تیار کیا ہے۔ جنت کے دو درجات کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین اور آسمان کے درمیان۔ اگر تم اللہ سے مانگو تو فردوس مانگو کہ یہ جنت کا درمیانی یا جنت کا اعلیٰ حصہ ہے۔ راوی نے کہا کہ اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے اوپر عرش الرحمن ہے اور اسی حصہ سے جنت کی نہریں پھوٹی ہیں۔ یعنی وہ چار نہریں جن کا قرآن کریم میں ذکر آیا ہے:

﴿فِيهَا أَنْهَارٌ مِّنْ مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٌ لِلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى﴾

”اس میں نہریں ہیں پانی کی جو بو نہیں کر گیا اور نہریں ہیں دودھ کی جس کا مزہ نہیں پھرا اور نہریں ہیں شراب کی جس میں مزا ہے

پینے والوں کے واسطے اور نہریں ہیں شہد کی صاف کیا ہوا۔“ (فتح الباری: ۱/۱۴۶۔ ارشاد الساری: ۲۸۶/۶)

جہاد کرنے والے کو جنت میں سو درجات ملیں گے

۱۳۰۱۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ

رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ“ فَعَجِبَ لَهَا أَبُو سَعِيدٍ فَقَالَ : أَعَدَّهَا عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَأَعَادَهَا عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ : وَأُخْرَى يَرْفَعُ اللَّهُ بِهَا الْعَبْدَ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ، مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ قَالَ، وَمَا هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ : ”الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ !

(۱۳۰۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے اور محمد (ﷺ) کے نبی ہونے پر راضی ہو گیا اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اس پر اظہارِ تعجب کیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ بات میرے سامنے پھر دہرائیے، آپ ﷺ نے ان پر اس بات کو پھر دہرایا اور فرمایا کہ ایک اور عمل ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ بندے کو جنت میں سو درجے بلند فرماتا ہے اور جنت کے دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ حضرت ابوسعید نے پوچھا کہ یا رسول اللہ وہ عمل کون سا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۰۱): صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب ما أَعَدَّ اللَّهُ تَعَالَى لِلْمُحَاهِدِ فِي الْجَنَّةِ مِنَ الدَّرَجَاتِ.

شرح حدیث: اللہ کو اپنا رب ماننا، رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر ایمان لانا اور اسلام کے جملہ احکام کو برضا و رغبت قبول کر لینا بنیادی امور ہیں جن پر دنیا میں ایک مومن کی زندگی استوار ہوتی ہے اور یہی تین باتیں ہیں جن کے بارے میں قبر میں سوال ہوگا، اور یہی تین باتیں ہیں جن پر حیاتِ اخروی کا مدار ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد کے نبی ہونے پر راضی ہو گیا اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا۔

جنت میں بے شمار درجات ہیں جن میں سو درجات اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والوں کو حاصل ہوں گے، جنت کے دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جتنا زمین اور آسمان کے درمیان ہے۔ (روضۃ المتقین: ۲۹۸/۳۔ دلیل الفالحین: ۹۵/۴)

جنت تلواروں کے سایہ تلے

۱۳۰۲. وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ يَقُولُ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ ”فَقَامَ رَجُلٌ رَكَّ الْهَيْئَةَ فَقَالَ : يَا أَبَا مُوسَى أَنْتَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هَذَا؟ قَالَ نَعَمْ فَرَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ : أَقْرَأُ عَلَيْكُمُ السَّلَامَ“ ثُمَّ كَسَرَ جَفْنَ سَيْفِهِ فَأَلْقَاهُ، ثُمَّ مَشَى بِسَيْفِهِ إِلَى الْعَدُوِّ فَضَرَبَ بِهِ حَتَّى قُتِلَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ !

(۱۳۰۲) حضرت ابوبکر بن ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ

- انہوں نے بیان کیا کہ وہ دشمن کے بالمقابل کھڑے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت کے دروازے تلواروں کے سائے کے نیچے ہیں۔ ایک پراگندہ حال شخص کھڑا ہوا اور کہا کہ اے ابو موسیٰ! کیا تم نے فی الواقع رسول اللہ ﷺ کو یہ بات فرماتے ہوئے سنا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں، وہ شخص یہ سن کر اپنے ساتھیوں کی طرف چلا اور انہیں کہا۔ السلام علیکم، پھر تلوار کی نیام توڑ کر پھینک دی اور تلوار لے کر دشمن کی طرف چل دیا اور اس سے دشمن پروار کیا یہاں تک کہ وہ خود شہید ہوگا۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۰۲): صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب ثبوت الحنة للشہید .

کلمات حدیث: وهو بحضرة العدو : اور وہ دشمن کے بالمقابل تھے۔ وہ دشمن کے سامنے تھے۔ رث الہیئة : رث پراگندہ۔ ہیئة : حالت۔ جفن السیف : تلوار کی نیام۔ تلوار کا پڑتلا۔

شرح حدیث: ایک موقع پر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث بیان فرمائی کہ جنت کے دروازے تلواروں کے سائے میں ہے۔ سامعین میں ایک شخص پھٹے پرانے کپڑے پہنے اور پراگندہ حالت میں کھڑا تھا۔ اس نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا تم نے یہ حدیث خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے انہوں نے کہا کہ ہاں۔ اس نے اسی وقت تلوار کو نیام سے نکالی، اسے توڑ کر پھینک دیا اور ساتھیوں کو الوداعی سلام کر کے تلوار ہاتھ میں لے کر دشمن پر ٹوٹ پڑا۔ یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ صحابہ کرام کے ایمان و یقین کی یہ کیفیت تھی جس نے انہیں فاتح عالم بنایا۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۴۰/۱۳۔ تحفة الأحوذی: ۵/۲۹۳)

اللہ کے راستہ کا غبار اور جہنم کی آگ ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے

۱۳۰۳۔ وَعَنْ أَبِي عُبَيْسٍ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۱۳۰۳) حضرت ابو عبیس عبد الرحمن بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی بندے کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوں اور پھر انہیں جہنم کی آگ بھی چھوئے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۳۰۳): صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب من اغبرت قدماء فی سبیل اللہ .

راوی حدیث: حضرت ابو عبیس عبد الرحمن بن جبیر رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ ہیں غزوہ بدر اور بعد کے غزوات میں شرکت فرمائی ۳۲ھ میں انتقال ہوا۔ (دلیل الفالحین: ۹۷/۴)

کلمات حدیث: ما اغبرت قدماء عبد: کسی بندے کے دونوں پیروں پر مٹی نہیں پڑی۔ کسی بندے کے پاؤں غبار آلود نہیں ہوئے۔ یعنی جو شخص بھی جہاد میں شریک ہوا۔

شرح حدیث: قدم غبار آلود ہونے سے مراد جہاد میں حصہ لینا ہے۔ مقصود حدیث یہ ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ اتنا بڑا اور عظیم عمل ہے

کہ ایسا نہیں ہوگا کہ اللہ کے راستے میں جہاد میں کسی کا پاؤں غبار آلود ہو جائے اور انہیں جہنم کی آگ چھوئے۔ یعنی مجاہد فی سبیل اللہ کے لیے جنت یقینی ہے بشرطیکہ کبار سے پاک ہو۔ (روضۃ المتقین: ۲۹۸/۳۔ دلیل الفالحین: ۹۷/۴)

اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے والا جہنم میں داخل نہ ہوگا

۱۳۰۴. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكَى مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ حَتَّى يَمُوتَ اللَّبَنُ فِي الصَّرْعِ وَلَا يَجْتَمِعُ عَلَى عَبْدٍ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ!

(۱۳۰۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ آدمی جہنم میں نہیں جاسکتا جو اللہ کے خوف سے رویا یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے اور ایک بندے پر یہ دو باتیں جمع نہیں ہو سکتیں اللہ کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں۔ (بخاری) ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج حدیث (۱۳۰۴): الجامع للترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ما جاء في فضل الغبار في سبيل الله.

کلمات حدیث: لا یلج: داخل نہیں ہوگا، یعنی جہنم میں نہیں داخل ہوگا یہاں تک کہ تھنوں سے نکالا ہوا دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے:

﴿حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ﴾

”یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے گزر جائے۔“

شرح حدیث: بندہ مؤمن جو اللہ کے خوف سے اور اس کی خشیت سے رو پڑے وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔ جیسا کہ اس حدیث مبارک میں ہے جس میں فرمایا گیا کہ سات آدمی وہ ہیں جو روز قیامت اللہ کے سائے میں ہوں گے جبکہ اللہ کے سائے کے سوا کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔ ان میں سے ایک وہ ہے جس نے اللہ کو یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ اسی طرح اللہ کا وہ بندہ جہنم میں نہیں جائے گا جس کے پاؤں اللہ کے راستے میں غبار آلود ہوئے ہوں۔ (روضۃ المتقین: ۳۰۰/۳۔ دلیل الفالحین: ۹۷/۴)

دو آنکھوں پر جہنم کی آگ حرام ہے

۱۳۰۵. وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "عَيْنَانِ لَا تَمْسُهُمَا النَّارُ: عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ، وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ!

(۱۳۰۵) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے

ہوئے سنا کہ دو آنکھیں ایسی ہیں جن کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی، وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئی اور وہ آنکھ جو اللہ کے راستے میں پہرہ دیتے ہوئے بیدار رہی۔ (ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۱۳۰۵): الجامع للترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ما جاء فی فضل الحرس فی سبیل اللہ .
شرح حدیث: اللہ کی خشیت اور اس کے خوف سے رونا اور اس کی محبت میں اسے یاد کر کے رونا بندگی اور عبادت کی روح ہے اور اس عمل سے اللہ کی شانِ رحمت و کرم جوش میں آتی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے:

﴿وَيَذْعُونَكَ غِبًا وَرَهْبًا وَكَاؤُا لِنَاخِشِيعٍ﴾

”اور وہ ہمیں پکارا کرتے رحمت کی امید اور ناراضگی کے ڈر سے اور وہ ہمارے سامنے بڑے ڈرنے والے تھے۔“ (الانبیاء: ۹۰)
 امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ رغبت و خوف یعنی راحت اور تکلیف کی ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کو پکارا کرتے اور اپنی عبادت و دعاء کے وقت نیم ورجاء کے درمیان رہتے کہ اللہ تعالیٰ سے قبولیت کی امید بھی رہتی اور اپنے گناہوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے خوف بھی۔
 جہاد فی سبیل اللہ ایمان باللہ کے بعد افضل ترین عمل ہے۔ حدیث مذکور میں ارشاد فرمایا کہ وہ آنکھ جو اللہ کے راستے میں سرحد کی حفاظت اور دشمن پر نظر رکھنے کی خاطر بیدار رہی وہ جہنم کی آگ سے محفوظ رہے گی۔

(تحفة الأحمدي: ۵/۲۶۱ - روضة المتقين: ۳/۳۰۰)

جس نے مجاہد کی مدد کی گویا کہ اس نے خود جہاد کیا

۱۳۰۶. وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۳۰۶) حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی مجاہد فی سبیل اللہ کو سامانِ جہاد تیار کر کے دیا اس نے گویا خود جہاد کیا اور جس نے بھلائی کے ساتھ مجاہد کے جانے کے بعد اس کے اہل خانہ کی دیکھ بھال کی اس نے بھی گویا جہاد کیا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۰۶): صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب فضل من جہز غازیاً بخیر . صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب فضل اعانة الغازی .

کلمات حدیث: جہز غازیاً: اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کو سامانِ جہاد دیا۔ یعنی جنگ کے لیے مجاہد کو جن ہتھیاروں اور اسلحہ کی ضرورت تھی وہ اسے فراہم کیے یا اسے جن دیگر اسباب کی ضرورت تھی وہ اسے مہیا کر کے دیے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں مسلمانوں کے باہمی تعاون اور ایک دوسرے کی نصرت اور مدد کرنے کی اہمیت کا بیان ہے اور فرمایا ہے کہ مجاہد کو ضروریات مہیا کر کے دینا اور اس کے مصارف کی تکمیل کرنا اور اسی طرح اس کی غیر موجودگی میں اس کے گھر والوں کی

دیکھ بھال کرنا اور ان کی کفالت کرنا ایسا ہے جیسے یہ شخص خود اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا ہو جو اجر اللہ ان مجاہدین کو دے گا وہی اسکو بھی دے گا۔

مجاہدین کو سایہ فراہم کرنا افضل صدقہ ہے

۱۳۰۷. وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَفْضَلُ الصَّدَقَاتِ ظِلُّ فُسْطَاطٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَنْبِئَةُ خَادِمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ طُرُوقَةٌ فَحَلٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ !

(۱۳۰۷) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدقات میں سب سے افضل صدقہ خیمہ کا سایہ فی سبیل اللہ دینا یا فی سبیل اللہ خادم کا عطیہ دینا ہے یا جو ان اونٹنی کو فی سبیل اللہ دینا ہے۔ (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۱۳۰۷): الجامع للترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ما جاء فی فضل الخدمة فی سبیل اللہ .

کلمات حدیث: فسطاط : جانوروں کی اون سے بنا ہوا خیمہ جس میں مجاہد سائے کے لیے بیٹھے۔ مخیہ : عطیہ۔

شرح حدیث: اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے مجاہدین کے لیے خیمہ دینا بہترین صدقہ ہے اسی طرح مجاہدین کو خدمت کے لیے اور ضروری کاموں کی تکمیل کے لیے خادم دینا بہترین صدقہ ہے اور صحت مند جو ان اونٹنی اللہ کی راہ میں مجاہدین کو دیدینا صدقہ ہے۔

(تحفة الأحمدي : ۲۴۸/۵ - دلیل الفالحین : ۹۹/۴)

مجاہدین کی مدد سے مال میں برکت ہوتی ہے

۱۳۰۸. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ فَتًى مِنْ أَسْلَمَ قَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُرِيدُ الْغَزَا وَلَيْسَ مَعِيَ مَا أَتَجَهَّزُ بِهِ قَالَ : "إِنَّتِ فُلَانًا فَإِنَّهُ قَدْ كَانَ تَجَهَّزَ فَمَرَضَ" فَاتَاهُ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ أَعْطِنِي الَّذِي تَجَهَّزَتْ بِهِ : قَالَ : يَا فُلَانَةُ أَعْطِيهِ الَّذِي كُنْتَ تَجَهَّزَتْ بِهِ وَلَا تَحْسَبِي عَنْهُ شَيْئاً فَوَاللَّهِ لَا تَحْسَبِي مِنْهُ شَيْئاً فَيُبَارِكَ لَكَ فِيهِ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ !

(۱۳۰۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ بنی اسلم کے ایک نوجوان نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں جہاد کے لیے جانا چاہتا ہوں لیکن میرے پاس مال نہیں ہے کہ میں تیاری کر سکوں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فلاں شخص کے پاس چلے جاؤ اس نے تیاری کی تھی پھر وہ بیمار ہو گیا۔ وہ اس کے پاس آیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جو تم نے تیاری کی ہے وہ مجھے دیدو۔ اس پر اس نے کہا کہ اے فلاںی اس کو وہ سارا سامان دیدو جو میں نے جہاد کے لیے تیار کیا تھا اور اس میں کوئی چیز نہ روکنا کہ اس میں تمہیں برکت دی جائے گی۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۰۸): صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب فضل اعانة الغازی .

شرح حدیث: جہاد کی تیاری میں مجاہدین کے ساتھ تعاون کرنا اور ان کی اسلحہ سے ہتھیاروں سے اور اس سامان سے مدد کرنا جو دوران جہاد مجاہدین کے کام آئیں ایک بابرکت عمل ہے اور اجر و ثواب کا حامل ہے اور جس آدمی نے جہاد کی تیاری کر رکھی ہو اور وہ کسی وجہ سے نہ جاسکے جو جہاد کے لیے جانا چاہتا ہو۔

یہ حدیث اس سے پہلے باب الدلالة علی خیر میں گزر چکی ہے۔ (روضۃ المتقین: ۳/۳۰۱ - دلیل الفالحین: ۴/۱۰۰)

مجاہدین کے اہل و عیال کے دیکھ بھال کرنے والے کو برابر کا اجر ملتا ہے

۱۳۰۹. وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ إِلَى بَنِي لَحْيَانَ فَقَالَ لِيَتَّبِعْتُ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ أَحَدَهُمَا، وَالْآخِرُ بَيْنَهُمَا، رَوَاهُ مُسْلِمٌ! وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ، لِيَخْرُجَ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ رَجُلٌ، ثُمَّ قَالَ لِلْقَاعِدِ: "أَيُّكُمْ خَلَفَ الْخَارِجَ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ، بِخَيْرٍ كَانَ لَهُ، مِثْلُ نَصْفِ أَجْرِ الْخَارِجِ!"

(۱۳۰۹) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی لحیان کی طرف ایک دستہ روانہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ہر دو آدمیوں میں سے ایک جائے اور اجر ان دونوں کے درمیان ہوگا۔ (مسلم)

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ہر دو آدمیوں میں سے ایک جہاد کے لیے نکلے اور پیچھے رہ جانے والے کے بارے میں فرمایا کہ تم میں سے جو جہاد کے لیے جانے والے کے اہل خانہ کی اور اس کے مال کی اس کے پیچھے بھلائی اور خیر خواہی کے ساتھ دیکھ بھال کرے گا اس کو جہاد کے لیے جانے والے کے اجر کا نصف ملے گا۔

تخریج حدیث (۱۳۰۹): صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب فضل اعانة الغازی .

کلمات حدیث: بنی لحیان: عرب کے قبائل میں سے بنو ہذیل کی ایک شاخ۔

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بنو لحیان اس وقت تک کافر تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ان سے جہاد کے لیے ایک دستہ روانہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ہر دو آدمیوں میں سے ایک جائے اور جو پیچھے رہ جائے وہ خیر خواہی کے ساتھ جہاد کے لیے جانے والے کے اہل و مال کی دیکھ بھال کرے۔

یہ صحیح مسلم کی دو روایات میں پہلی روایت میں ہے کہ والآخر بینہما کہ اجر ان دونوں کے درمیان ہوگا اور دوسری روایت میں ہے کہ لہ مثل نصف اجر الخارج اسے جہاد میں جانے والے کے اجر کے نصف کے برابر ملے گا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دونوں کے مجموعی اجر و ثواب کو جب دو حصوں میں تقسیم کیا جائے گا تو ہر ایک کے حصے میں وہی اجر آئے گا جو دوسرے کے حصہ میں آئے گا۔

حدیث کا مقصود یہ ہے کہ تمام اہل اسلام اپنے مال سے اور اپنے تعاون اور مدد سے جہاد میں شرکت کریں کہ مجاہدین کی مالی مدد کریں،

انہیں اسلحہ اور سامانِ جہاد دیں اور مجاہدین کی اہل و عیال کی کفالت اور ان کی دیکھ بھال کریں۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۳۶/۱۳۔ دلیل الفالحین: ۱۰۰/۴۔ ریاض الصالحین (صلاح الدین یوسف) ۲/۲۶۴)

جہاد کی برکت سے مسلمان ہوتے ہی جنت میں داخل مل گیا۔

۱۳۱۰۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيدِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقَاتِلُ أَوْ أُسَلِّمُ؟

فَقَالَ: "أُسَلِّمُ ثُمَّ قَاتِلُ" فَاسْلَمَ ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عَمِلَ قَلِيلًا وَأُجِرَ كَثِيرًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ: وَهَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ!!

(۱۳۱۰) حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آہن پوش شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں قتال کروں یا اسلام لاؤں آپ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے اسلام قبول کرو پھر قتال کرو۔ چنانچہ اس نے اسلام قبول کر لیا اور جہاد پر روانہ ہو گیا اور شہید ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ تھوڑا سا عمل کیا اور اجر کثیر حاصل کر لیا۔ (متفق علیہ) اور یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

تخریج حدیث (۱۳۱۰): صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب عمل صالح قبل القتال۔ صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب ثبوت الجنة للشہید۔

کلمات حدیث: مقنع بالحديد: آہن پوش۔ ہتھیاروں سے لیس، سر پر خود ڈھکے ہوئے اور جسم پر زہ پہنے ہوئے۔

شرح حدیث: ایک شخص خدمتِ اقدس ﷺ میں حاضر ہوا جو ہتھیاروں سے لیس تھا اور زہ اور خود پہنے ہوئے تھا کرمانی نے فرمایا کہ اس کا نام اصرم بن عبد الاشہل تھا، رسول اللہ ﷺ نے قبولِ اسلام کے بعد اس کا نام زرعہ رکھ دیا تھا۔ صحیح مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ انصاری قبیلہ بنو نعیث کا ایک شخص میدانِ جہاد میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا شہادتین کا اعلان کیا اور جہاد میں شامل ہو کر شہید ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس نے تھوڑا سا عمل کیا اور اجر کثیر پایا۔

(فتح الباری: ۱۵۲/۱۔ ارشاد الساری: ۳۰۲/۶۔ روضة المتقين: ۳۰۲/۳۔ دلیل الفالحین: ۱۰۱/۴)

صرف شہید ہی دنیا میں آنے کی تمنا کرے گا

۱۳۱۱۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا أَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَلَهُ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا الشَّهِيدُ يَتَمَنَّى أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرَى مِنَ الْكِرَامَةِ“ وَفِي رِوَايَةٍ لِمَا يَرَى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۳۱۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے جو جنت میں جا کر دنیا میں واپس آنے کی تمنا کرے خواہ اسے روئے زمین کی ساری دولت دے دی جائے سوائے شہید کے کہ وہ تمنا کرے گا کہ وہ دس مرتبہ دنیا میں لوٹایا جائے اور دس مرتبہ شہید کیا جائے، اس اعزاز کی وجہ سے جو اسے شہادت پر ملا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جو اس نے مرتبہ شہادت دیکھا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۱۱): صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب تمنی المجاہد ان یرجع الی الدنیا . صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الشهادة فی سبیل اللہ .

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث مبارک میں شہید کی فضیلت اور اس کی جنت میں عزت و شرف کا بیان ہوا ہے۔ نصر بن شہیل کہتے ہیں کہ شہید کو شہید اس لیے کہتے ہیں کہ وہ شہید ہوتے ہی جنت میں پہنچ جاتا ہے اور وہاں کی نعمتوں کا مشاہدہ کر لیتا ہے۔ ابن الانباری فرماتے ہیں کہ اسے شہید اس لیے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس کی جنت کی شہادت دیتے ہیں۔ دراصل شہید اپنی جان دے کر گواہی دیتا ہے کہ جس حق اور سچائی پر اور رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین پر وہ ایمان لایا تھا وہ برحق ہے۔ جس طرح صدقہ دینے والا اپنا مال دے کر تصدیق کرتا ہے کہ جس دین پر وہ ایمان لایا وہی برحق ہے۔

شہید کی جنت میں تمنا ہوگی کہ بار بار دنیا میں آئے اور بار بار شہید کیا جائے گا، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک جنتی کو لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے اے فرزند آدم! تو نے اپنا ٹھکانا کیسا پایا؟ وہ کہے گا کہ اے رب بہت اچھی جگہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے سوال کرو اور تمنا کرو، وہ کہے گا کہ کیا سوال کروں اور کیا تمنا کروں؟ بس یہ سوال ہے کہ آپ مجھے دنیا میں بھیج دیں اور میں تیرے راستے میں دس مرتبہ قتل ہو جاؤں، وہ جنتی یہ بات شہادت کی فضیلت اور اس کا جنت میں مرتبہ دیکھ کر کہے گا۔ (فتح الباری: ۱/۱۴۸ - ارشاد الساری: ۶/۲۸۹ - روضة المتقین: ۳/۳۰۴ - دلیل الفالحین: ۴/۱۰۳)



قرض کے علاوہ شہید کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں

۱۳۱۲. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يَغْفِرُ اللَّهُ لِلشَّهِيدِ كُلَّ شَيْءٍ، إِلَّا الدَّيْنَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: "الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُكَفِّرُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا الدَّيْنَ!"

(۱۳۱۲) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ما سوا قرض کے اللہ تعالیٰ شہید کا ہر گناہ معاف فرما دیں گے۔ (مسلم)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اللہ کے راستے میں شہید ہو جانا ہر بات کا کفارہ ہے سوائے قرض کے۔

تخریج حدیث (۱۳۱۲): شہید کی مغفرت اسی وقت ہو جاتی ہے جب اس کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے۔ چنانچہ روایت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شہید کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتے ہی اسے چھ انعامات عطا ہوتے ہیں، اس کی ہر خطا درگزر کر دی جاتی ہے، وہ جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ لیتا ہے، حور عین سے اس کا نکاح کر دیا جاتا ہے، فزع اکبر اور عذاب قبر سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اسے حلہ ایمان پہنایا جاتا ہے۔

شہید کے تمام گناہ صغیرہ جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہو معاف کر دیے جاتے ہیں۔ انسانوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کے متعلق حقوق اس میں شامل نہیں ہیں۔ ہر مسلمان کو اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ موت سے پہلے انسانوں کے تمام حقوق ادا کر دے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۲۷/۱۳)

حقوق العباد کے علاوہ شہید کے ہر گناہ معاف ہو جاتے ہیں

۱۳۱۳۔ وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِيهِمْ فَذَكَرَ أَنَّ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْإِيمَانَ بِاللَّهِ أَفْضَلَ الْأَعْمَالِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ تُكَفِّرُ عَنِّي خَطَايَايَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "نَعَمْ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُذْبِرٍ" ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كَيْفَ قُلْتَ؟" قَالَ: "أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَتُكَفِّرُ عَنِّي خَطَايَايَ؟" فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "نَعَمْ وَأَنْتَ صَابِرٌ، مُحْتَسِبٌ، مُقْبِلٌ غَيْرُ مُذْبِرٍ إِلَّا الَّذِينَ قَاتِلٌ جَبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِي ذَلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ!"

(۱۳۱۳) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ ہمیں نصیحت کے لیے کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ جہاد فی سبیل اللہ اور ایمان باللہ افضل اعمال ہیں۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر میں اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جاؤں تو کیا میرے گناہ مٹا دیے جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اگر تو اللہ کے راستے میں شہید ہو جائے اس حال میں کہ تو جم کر لڑے ثواب کی امید رکھے اور آگے بڑھے پیچھے نہ ہٹے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس شخص سے کہا کہ تو نے کیا کہا تھا؟ اس نے کہا کہ اگر میں اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جاؤں تو کیا میرے گناہ مٹا دیے جائیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اگر تو جم کر لڑے ثواب کی امید رکھے سامنے بڑھے اور پیچھے نہ ہٹے سوائے قرض کے کہ جبرئیل نے مجھے اسی طرح بتایا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۱۳): صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قتل فی سبیل اللہ کفرت خطایاہ الا الدین .

کلمات حدیث: ارایت: آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ کی کیا رائے ہے؟ کیف قلت: تو نے کیا کہا؟ تو نے کس طرح سوال کیا تھا؟ یعنی اس سے پوچھا کہ اس کا سوال کیا تھا۔

شرح حدیث: جہاد کی اس قدر فضیلت اور اس قدر عظیم مرتبہ ہے کہ اس حدیث مبارک میں رسول اللہ ﷺ نے جہاد کو ایمان باللہ پر مقدم فرمایا اور اس لیے بھی کہ ایمان باللہ کے بغیر جہاد نہیں ہو سکتا۔ غرض جہاد ایسا عظیم عمل ہے جس سے مجاہد کی تمام خطائیں درگزر کر دی

جاتی ہیں بشرطیکہ مجاہد جہاد کی تختیوں اور شدتوں پر صبر کرنے والا اور جم کر اور ثابت قدمی سے دشمن کا مقابلہ کرنے والا ہو اس طرح کہ آگے تو بڑھے مگر پیچھے نہ ہٹے اور اللہ سے اجر و ثواب کی امید رکھے کیونکہ کوئی عمل حسن نیت اور اخلاص کے بغیر مقبول نہیں ہے۔

جہاد میں خطائیں درگزر کر دی جاتی ہیں یعنی صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں سوائے قرض کے۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر آدمی قدرت کے باوجود قرض ادا نہ کرے تو وہ اس حکم میں داخل ہے لیکن اگر کسی کو قرض کی ادائیگی کی قدرت نہ ہو اور وہ جہاد میں شہید ہو جائے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف اس کے قرض خیرہ کو راضی کر دیں گے۔

اس حدیث مبارک میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جبریل نے اسی طرح بتایا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس علاوہ قرآن کے بھی وحی لے کر آتے تھے۔ اسی لیے وحی کی دو قسمیں کی گئی ہیں: وحی جلی جو قرآن کریم کی صورت میں موجود ہے اور وحی خفی جو سنت نبوی اور احادیث نبوی ﷺ کی صورت میں ہم تک پہنچی ہے۔

سنت نبوی ﷺ قرآن کریم کا بیان ہے خود قرآن کریم میں آپ ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ جو احکام انسانوں کے لیے نازل کیے گئے ہیں آپ انہیں ان کے سامنے بیان کر دیں۔

﴿لَتُسَبِّحَنَّ لِلنَّاسِ مَا نَزَّلَ إِلَيْهِمْ﴾

اسی لیے امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سنت کا منکر دراصل قرآن کا منکر ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۲۶/۱۳۔ تحفة الأحوذی: ۵/۳۶۷)

جنت کا شوق

۱۳۱۴۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: أَيُّنَا أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ قُتِلْتُ؟ قَالَ: "فِي الْجَنَّةِ." فَالْقَى تَمَرَاتٍ كُنَّ فِي يَدِهِ ثُمَّ قَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۱۳۱۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر میں شہید ہو جاؤں تو میں کہاں ہوں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں۔ اس شخص کے ہاتھ میں چند کھجوریں تھیں اس نے وہ پھینک دیں اور کفار سے لڑتار ہا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ (مسلم)

خرق حدیث (۱۳۱۴): صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب ثبوت الجنة للشہید.

شرح حدیث: صحابہ کرام کو ایمان و یقین کی اس قدر عظیم دولت حاصل تھی کہ انہیں جنت کی خوش خبری سن کر ادنیٰ سا تامل نہ ہوتا بلکہ اس قدر کامل یقین ہوتا کہ چند کھجوریں ہاتھ میں تھیں وہ بھی پھینک دیں کہ اتنا وقت ان کھجوروں کے کھانے میں لگے گا تو یہ بھی ضائع ہوگا۔

(فتح الباری: ۱/۵۴۷۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۳۹/۳۔ روضة المتقین: ۳/۳۰۵)

غزوہ بدر میں ایک صحابی کی شہادت کی تمنا

۱۳۱۵۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : انْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ حَتَّى سَبَقُوا الْمُشْرِكِينَ إِلَى بَدْرِ وَجَاءَ الْمُشْرِكُونَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَقْدَرُ مَنْ أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَى شَيْءٍ حَتَّى أَكُونَ أَنَا دُونَهُ"، فِدَنَا الْمُشْرِكُونَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "قُومُوا إِلَى جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ" قَالَ يَقُولُ عُمَيْرُ بْنُ الْحَمَامِ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَارَسُولَ اللَّهِ جَنَّةَ عَرْضُهَا السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ؟ قَالَ : "نَعَمْ" قَالَ : بَيْحُ بَيْحٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَا يَحْمِلُكَ عَلَى قَوْلِكَ بَيْحُ بَيْحٍ؟ قَالَ : لَا وَاللَّهِ يَارَسُولَ اللَّهِ إِلَّا رَجَاءُ أَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِهَا قَالَ فَإِنَّكَ مِنْ أَهْلِهَا" فَأَخْرَجَ تَمْرَاتٍ مِنْ قَرْيَةٍ فَجَعَلَ يَأْكُلُ مِنْهُنَّ ثُمَّ قَالَ : لَيْنُ أَنَا حَيْثُ حَتَّى أَكُلَ تَمْرَاتٍ هَذِهِ إِنَّهَا لَحَيَاةٌ طَوِيلَةٌ فَرُمِيَ بِمَا كَانَ مَعَهُ مِنَ التَّمْرِ ثُمَّ قَاتَلَهُمْ حَتَّى قُتِلَ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ !

"الْقَرْنَ" بَفَتْحِ الْقَافِ وَالرَّاءِ هُوَ جُعْبَةُ النَّشَابِ !

(۱۳۱۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب روانہ ہوئے اور مشرکین سے پہلے بدر کے مقام پر پہنچ گئے اور جب مشرکین بھی پہنچ گئے تو آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی کسی بات میں اس وقت تک آگے نہ بڑھے جب تک میں نہ کہوں یا کروں؟ مشرکین لڑائی کے لیے سامنے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس جنت کے لیے کھڑے ہو جس کی چوڑائی زمین اور آسمانوں کے برابر ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عمیر بن حمام انصاری کہنے لگے۔ یا رسول اللہ! جنت جس کی چوڑائی زمین اور آسمانوں کے برابر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ انہوں نے کہا کہ واہ واہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے واہ واہ کس وجہ سے کہا؟ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم یا رسول اللہ اس امید کے سوا کوئی بات نہیں کہ میں اس جنت میں جانے والوں میں سے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یقیناً تو جنت میں جانے والوں میں سے ہے۔ اس پر انہوں نے اپنے ترکش میں سے چند کھجوریں نکالیں اور انہیں کھانے لگے۔ پھر کہنے لگے میں یہ کھجوریں کھانے میں لگا رہا تو یہ تو لمبی زندگی ہوگی اور انہوں نے جو کھجوریں ان کے پاس تھیں وہ پھینک دیں پھر مشرکین سے جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ (مسلم)

قرن، قبروان : تیر رکھنے کی جگہ۔

تخریج حدیث (۱۳۱۵): صحیح مسلم، کتاب الامارہ، باب ثبوت الحجة للشہید .

کلمات حدیث: لَا يَقْدَرُ مَنْ مِنْكُمْ إِلَى شَيْءٍ : تم میں سے کوئی کسی بات میں پیش قدمی نہ کرے، کوئی کسی کام کی طرف قدم نہ بڑھائے۔ حَتَّى أَكُونَ أَنَا دُونَهُ : یہاں تک کہ میں اس جگہ پہنچ جاؤں یہاں تک کہ میں اس بات کے قریب ہو جاؤں، یعنی میں خود اس کام کو کروں یا اس کے لیے کہوں۔ یعنی کوئی میری اجازت کے بغیر اپنی جگہ سے نہ بڑھے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب تک میں آگے

بڑھ کر کوئی کام نہ کروں تم نہ کرو تا کہ جو مصالح پیش نظر ہیں وہ فوت نہ ہوں۔

شرح حدیث: صحابہ کرام کا شوق آخرت اور جذبہ ایمانی اس قدر بیدار تھا کہ اس نے ان کو دنیا کی لذتوں اور نعمتوں سے بے نیاز کر کے جنت کی لازوال نعمتوں کا ایسا متمنی بنادیا تھا کہ وہ چند کھجوریں کھانے کو جنت پہنچنے کے راستے میں ایک طویل زندگی سمجھتے تھے جو ان کے ارمان اور جنت کے درمیان حائل ہو گئی ہو۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جہاد کے میدان میں دشمنوں کی یلغار میں اس طرح بے دھڑک گھس جانا کہ شہادت یقینی ہو جائے بلا کراہت جائز اور درست ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۳۸/۱۳۔ روضة المتقین: ۳۰۷/۳۔ دلیل الفالحین: ۱۰۵/۴)

ستر قراء کی شہادت کا واقعہ

۱۳۱۶۔ وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ نَاسٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ ابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا يَعْلَمُونَا الْقُرْآنَ وَالشُّنَّةَ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ سَبْعِينَ رَجُلًا مِنْ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ فِيهِمْ خَالِي حَرَامٌ يَقْرُونَ الْقُرْآنَ وَيَتَذَكَّرُونَهُ بِاللَّيْلِ يَعْلَمُونَ وَكَانُوا بِالنَّهَارِ يَجِئُونَ بِالْمَاءِ فَيَضَعُونَهُ فِي الْمَسْجِدِ وَيَحْتَطِبُونَ فَيَعُونُهُ وَيَشْتَرُونَ بِهِ الطَّعَامَ لِأَهْلِ الصُّفَّةِ وَلِلْفُقَرَاءِ، فَبَعَثَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَضُوا لَهُمْ فَقَتَلُوهُمْ قَبْلَ أَنْ يَبْلُغُوا الْمَكَانَ فَقَالُوا: اللَّهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا أَنَّا قَدْ لَقِينَاكَ فَرَضِينَا عَنْكَ وَرَضِيتَ عَنَّا وَآتَى رَجُلٌ حَرَامًا خَالَ أَنَسٍ مِنْ خَلْفِهِ فَطَعَنَهُ بِرُمَحٍ حَتَّى أَنْفَذَهُ فَقَالَ حَرَامٌ: فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ إِخْوَانَكُمْ قَدْ قُتِلُوا وَأَنْتُمْ قَالُوا: اللَّهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا أَنَّا قَدْ لَقِينَاكَ فَرَضِينَا عَنْكَ وَرَضِيتَ عَنَّا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَهَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ !

(۱۳۱۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ لوگ آئے اور انہوں نے عرض کیا کہ کچھ لوگ ہمارے ساتھ روانہ فرما دیجئے جو ہمیں قرآن و سنت سکھائیں۔ آپ ﷺ نے ان کی جانب ستر انصاری صحابہ روانہ فرمائے جنہیں قراء کہا جاتا تھا۔ ان میں میرے ماموں حرام بھی تھے یہ سب لوگ رات کو قرآن مجید پڑھتے پڑھاتے اور سیکھتے اور دن کو یہ لوگ پانی لا کر مسجد میں رکھتے اور لکڑیاں اکٹھی کر کے لاتے اور انہیں فروخت کرتے اور اس سے اہل صفہ اور فقراء کے لیے سامان خوراک خریدتے تھے ان حضرات کو رسول کریم ﷺ نے ان کی جانب بھیجا۔ لیکن راستے میں ان کو لے جانے والے ان کی جان کے درپے ہو گئے اور انہیں منزل مقصود پر پہنچنے سے پہلے ہی قتل کر دیا۔ انہوں نے وقت شہادت کہا کہ اے اللہ! ہمارے نبی کو ہماری طرف سے یہ بات پہنچادے کہ ہماری تجھ سے ملاقات ہو گئی ہے ہم تجھ سے راضی ہو گئے ہیں اور تو ہم سے راضی ہو گیا ہے۔

ایک شخص حضرت انس کے ماموں حضرت حرام رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور پیچھے سے ان کو ایسا نیزہ گھونپا کہ وہ جسم سے آر پار ہو گیا اور حرام نے وقت شہادت کہا کہ رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے بھائی قتل ہو گئے ہیں اور وقت

شہادت انہوں نے کہا کہ اے اللہ! ہمارے نبی ﷺ کو ہماری طرف سے یہ بات پہنچادے کہ ہماری تجھ سے ملاقات ہوگئی ہے اور ہم تجھ سے راضی اور تو ہم سے راضی ہو گیا ہے۔ (متفق علیہ)

یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

تخریج حدیث (۱۳۱۶): صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب من ینکب او یطعن فی سبیل اللہ۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب ثبوت الحنۃ للشہید۔

کلمات حدیث: نام: کچھ لوگ اہل نجد کی ایک جماعت جس کا سربراہ ابو براء بن ملاعب الاسنہ تھا۔ فعرضوا الہم: ان کا سامنا کیا، ان سے تعرض کیا، ان کی جان کے درپے ہو گئے۔ انفذہ: تیران کے آر پار ہو گیا۔

شرح حدیث: اہل نجد کے کچھ لوگ جن کا سردار جو براء بن ملاعب الاسنہ تھا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور درخواست کی کہ ہمارے ساتھ کچھ لوگ روانہ کر دیں جو ہمیں قرآن اور سنت کی تعلیم دیں آپ ﷺ نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور ستر انصاری صحابہ روانہ فرمائے جنہیں قراء کہا جاتا تھا۔ یہ حضرات رات کو قرآن سیکھتے اور سکھاتے اور دن کو مسجد میں وضوء کا پانی لا کر رکھتے تاکہ مسلمان وضوء کریں اور لکڑیاں لاتے اور انہیں فروخت کر کے اس رقم سے اہل صفہ اور فقراء کے کھانے کا انتظام کرتے تھے۔

صفہ مسجد نبوی میں ایک چبوترہ تھا، جس پر چھپر ڈالا گیا تھا۔ یہ درس گاہ نبوی تھی اور مسلمانوں کی سب سے پہلے دانش گاہ تھی اس میں مختلف اوقات میں ستر، پچھتر صحابہ کرام رہتے تھے یہ روز و شب حضور اکرم ﷺ کی صحبت میں رہتے اور ارشادات نبوی ﷺ سنتے اور علوم نبوت سے استفادہ کرتے۔ ان حضرات کا نہ کوئی گھریا تھا اور نہ ذریعہ معاش۔ صرف اللہ پر توکل اور اس پر بھروسہ ان کا واحد سہارا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام ان کی مدد و اعانت کرتے اور ان کے کھانے پینے کا بندوبست فرماتے تھے۔

کافران صحابہ کرام کو سازش کر کے اپنے ساتھ لے گئے اور اپنے علاقے میں لے جا کر سب کو شہید کر دیا۔ ایک دشمن خدا عامر بن طفیل نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ماموں حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کے ایسا نیزہ مارا کہ آر پار ہو گیا۔ انہوں نے وقت شہادت کہا رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔

صحابہ کرام کی یہ جماعت دشمنوں میں گھر گئی اور کوئی امید زندگی کی باقی نہیں رہی تو وہ پکار اٹھے کہ اے اللہ! یہاں کوئی نہیں جو ہمارے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو مطلع کرے، اے اللہ تو ہمارے نبی ﷺ کو یہ خبر پہنچادے کہ ہم تجھ سے مل چکے ہیں اور تجھ سے راضی ہو گئے اور تو ہم سے راضی ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مطلع فرمادیا اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ تمہارے ساتھی شہید ہو گئے ہیں اور انہوں نے شہادت سے پہلے یہ بات کہی۔

دعوت دین اور تبلیغ اسلام دنیا کا مشکل ترین کام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس راستے میں تکالیف برداشت کیں اور مصائب سہے اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہر تکلیف اور ہر مصیبت کو صبر و استقامت سے برداشت کیا اور جان و مال کی قربانی دی اور اللہ کے دین کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچا دیا۔ داعی کے لیے ضروری ہے کہ عالم باعمل ہو سیرت و کردار کا پیکر ہو اور

درویشی اور فقیری کا خوگر ہو۔ اسباب دنیا پر تکیہ کرنے اور مادی آسائشوں کو محبوب رکھنے والے دعوت دین کا کام نہیں کر سکتے۔

(فتح الباری: ۵۶۰/۲۔ عمدۃ القاری: ۲۲۸/۱۶۔ روضۃ المتقین: ۳۰۸/۳۔ دلیل الفالحین: ۱۰۶/۴)

حضرت انس بن نضر کی بہادری اور ان کی شہادت کا واقعہ

۱۳۱۷۔ وَعَنْهُ قَالَ: غَابَ عَمِّيْ أَنَسُ ابْنُ النَّضْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللَّهِ غِبْتُ عَنْ أَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتُ الْمُشْرِكِينَ لَئِنْ اللَّهُ أَشْهَدَنِي قِتَالَ الْمُشْرِكِينَ لَيَرَيْنَّ اللَّهَ مَا صَنَعَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْكَشَفَ الْمُسْلِمُونَ فَقَالَ، اَللَّهُمَّ إِنِّي أَعْتَذِرُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ يَعْنِي أَصْحَابَهُ وَأَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ يَعْنِي الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مَعَاذٍ فَقَالَ: يَا سَعْدُ بْنُ مَعَاذٍ الْجَنَّةُ وَرَبِّ النَّضْرِ إِنِّي أَجِدُ رِيحَهَا مِنْ دُونِ أُحُدٍ. قَالَ سَعْدُ: فَمَا اسْتَطَعْتُ يَارَسُولَ اللَّهِ مَا صَنَعَ أَقَالَ أَنَسُ: فَوَجَدْنَا فِيهِ بَضْعًا وَثَمَانِينَ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ، أَوْ طَعْنَةً بِرُمْحٍ أَوْ رُمِيَّةً بِسَهْمٍ وَوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَمِثْلُ بِهِ الْمُشْرِكُونَ فَمَا عَرَفَهُ أَحَدٌ إِلَّا أُخْتُهُ بِنَاتِهِ قَالَ أَنَسُ: كُنَّا نَرَى. أَوْ نَظُنُّ. أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِيهِ وَفِي أَشْبَاهِهِ "مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ، إِلَىٰ آخِرِهَا مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ وَقَدْ سَبَقَ فِي بَابِ الْمُجَاهَدَةِ!

(۱۳۱۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے چچا انس بن النضر نے غزوہ بدر میں شرکت نہیں کی تھی۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کی مشرکین سے پہلی مرتبہ جنگ ہوئی اور میں غیر حاضر رہا، اب اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے مشرکین سے مقابلہ کا موقع ملا تو اللہ دیکھ لے گا میں کیا کرتا ہوں۔ جنگ احد کے موقع پر جب مسلمان منتشر ہو گئے تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ میں تیری طرف اس کام کی معذرت کرتا ہوں اس کام کی جو ان لوگوں نے کیا جو ان لوگوں نے کیا یعنی ان کے ساتھیوں نے اور تیرے سامنے اس کام سے براءت کا اظہار کرتا ہوں یعنی ان مشرکوں نے کیا۔ پھر آگے بڑھے تو ان کا سامنا حضرت سعد بن معاذ سے ہوا تو ان سے کہا کہ اے سعد بن معاذ نضر کے رب کی قسم میں احد پہاڑ سننے آنے والی جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔

سعد نے کہا یا رسول اللہ میں بیان نہیں کر سکتا کہ نضر نے کیا کیا؟ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان کے جسم پر اسی سے زیادہ تلواروں کی کاٹ نیزوں کے زخم اور تیروں کے نشانات تھے۔ ہم نے انہیں اس حال میں مقتول پایا کہ مشرکین نے ان کا مثلہ کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ ان کی بہن کے سوا کوئی انہیں نہ پہچان پایا انہوں نے ان کی انگلیوں کے پوروں سے پہچانا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کی یہ رائے تھی کہ یہ آیت ان کے بارے میں اور ان جیسے دیگر صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے:

﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ﴾

”مؤمنوں میں سے کچھ لوگ وہ ہیں جنہوں نے وہ وعدہ سچا کر دکھایا جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا اور بعض ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اپنا ذمہ پورا کر دیا۔“ (الاحزاب: ۲۳) (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۱۷): صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب قول اللہ تعالیٰ من المؤمنین رجال۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب ثبوت الحنة للشہید۔

کلمات حدیث: لئن اللہ اشہدنی: اگر اللہ نے میری قسمت میں لکھا ہے کہ میں کسی غزوہ میں شرکت کروں۔ لیرین اللہ: امام نووی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ یہ لفظ دو طرح پڑھا جاسکتا ہے یا اوراء کے زیر کے ساتھ لیرین اس کے معنی اللہ تعالیٰ ضرور دیکھ لے گا۔ اور یا پر پیش اوراء کے زیر کے ساتھ لیرین یعنی اللہ اس کو دکھلائے گا اور لوگوں پر ظاہر کر دے گا۔

شرح حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ کے چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں کسی وجہ سے شرکت نہ کر سکے تھے جس کا انہیں بے حد ملال اور افسوس تھا۔ اسی رنج و ملال کی کیفیت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کو پہلی مرتبہ مشرکین سے جنگ کا سابقہ پیش آیا اور میں اس میں شریک نہ ہوسکا اگر دوبارہ کبھی جنگ ہوئی اور اللہ نے میری قسمت میں اس میں شرکت کرنا نصیب کیا تو پھر اللہ لوگوں کو دکھلا دے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔

انتہائی سلیقہ سے اور بے محتاط انداز میں اپنی شجاعت اور بہادری کی جانب اشارہ کیا اور بتلایا کہ بدر میں میری عدم شرکت کوئی بزدلی اور کم ہمتی کی بناء پر نہ تھی اب اگر پھر ایسا موقع آیا تو دنیا دیکھے گی اور اللہ سب کو دکھلائے گا کہ میں کس قدر شجاع اور بہادر ہوں۔ معلوم ہوا کہ اگر آدمی کے دل میں نیکی کا کوئی کام کرنے کا ارادہ ہو تو لمبے چوڑے دعوے کرنے کی بجائے عزم و ہمت سے اور حسن نیت اور اخلاص کے ساتھ اس کام کو انجام دے اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا حسن قبول ہو لوگوں میں بھی حسن قبول پیدا کر دے گا۔ لیکن اگر پہلے ہی دل میں شہرت و ناموری کی بات آجائے گی تو وہ عمل ہی اکارت ہو جائے گا، کیونکہ اس میں حسن نیت اور اخلاص کی جگہ ریاء و نمود کے جذبے کی شمولیت ہو جائے گی۔

غزوہ بدر ۱۷ رمضان المبارک ۲ھ میں ہوا تھا جس میں انس بن نضر شرکت نہ کر سکے تھے، پھر وہ غزوہ احد میں شریک ہوئے، جس میں ان کو اسی سے زیادہ زخم آئے جو کواروں کے نیزوں کے اور تیروں کے تھے اور مشرکین نے ان کی لاش کا مسئلہ کر دیا تھا اور ان کی بہن نے انہیں انگلیوں کے پوروں سے پہچانا۔

یہ حدیث اس سے پہلے باب الجاہدہ (۱۰۹) میں گزر چکی ہے۔

(روضة المتقين: ۳/۳۰۹۔ دلیل الفالحین: ۴/۱۰۸۔ ریاض الصالحین (ترجمہ صلاح الدین یوسف) ۲/۲۷۰)

رسول اللہ ﷺ نے خواب میں شہداء کا گھر دیکھا

۱۳۱۸۔ وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ

رَجُلَيْنِ آتَيْنِي فَصَعِدَا بَنِي الشَّجَرَةِ فَأَدْخَلَانِي دَارَاهُمَا أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ لَمْ أَرْقُطْ أَحْسَنَ مِنْهَا، قَالَا: أَمَّا هَذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ: رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَهُوَ بَعْضُ مَنْ حَدِيثُ طَوِيلٍ فِيهِ أَنْوَاعٌ مِنَ الْعِلْمِ سَيَاتِي فِي بَابِ تَحْرِيمِ الْكُذْبِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى!

(۱۳۱۸) حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے رات کو دیکھا کہ میرے پاس دو آدمی آئے وہ مجھے لے کر درخت پر چڑھے اور انہوں نے مجھے ایک ایسے گھر میں داخل کیا جو بہت ہی عمدہ اور بہت اچھا تھا کہ میں نے اس سے زیادہ اچھا گھر پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ ان دونوں نے کہا کہ یہ گھر شہداء کا ہے۔ (اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے اور یہ طویل حدیث کا حصہ ہے جس میں متعدد علوم ہیں اور جو انشاء اللہ باب تحریم الکذب میں آئے گی)

تخریج حدیث (۱۳۱۸): صحیح بخاری، ابواب الجنائز، باب ما قيل في اولاد المشرکين .
کلمات حدیث: رأيت الليلة: میں نے آج رات خواب میں دیکھا۔ رجلین: دو آدمی دو فرشتے یعنی جبریل اور میکائیل علیہ السلام جو انسانوں کی شکل میں آئے تھے۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ کو خواب میں شہداء کے مقام اور مرتبہ کا مشاہدہ کرایا گیا اور آپ نے صحابہ کرام کے سامنے بیان فرمایا کہ شہداء کا اللہ کے یہاں کس قدر بڑا مقام اور کس قدر عظیم مرتبہ ہے۔

(روضة المتقين: ۳/۳۱۰۔ دليل الفالحين: ۴/۱۱۰)

حارث بن سراقہ جنت الفردوس میں ہے

۱۳۱۹. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أُمَّ الرَّبِيعِ بِنْتَ الْبَرَاءِ وَهِيَ أُمُّ حَارِثَةَ ابْنِ سُرَاقَةَ، آتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَحْدِثُنِي عَنْ حَارِثَةَ وَكَانَ قَتِيلَ يَوْمَ بَدْرٍ، فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبْرْتُ، وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ اجْتَهِدْتُ عَلَيْهِ فِي الْبُكَاءِ؟ فَقَالَ: يَا أُمَّ حَارِثَةَ إِنَّهَا جَنَّاتٌ فِي الْجَنَّةِ وَإِنَّ ابْنَكَ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلَى رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۳۱۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حارثہ بن سراقہ کی والدہ ام الربیع بنت البراء رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا مجھے حارثہ جو غزوہ بدر میں شہید ہو گئے تھے اس کے بارے میں نہیں بتائیں گے، کہ کیا وہ جنت میں ہیں کہ میں صبر کروں اور اگر کوئی اور بات ہے تو میں خوب رولوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے ام حارثہ جنت میں بہت سے باغات ہیں تمہارا فرزند تو فردوسِ اعلیٰ میں ہے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۳۱۹): صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب من اتاه سهم غرب فقتله .

کلمات حدیث: الفردوس الاعلیٰ: جنت کا بہت اعلیٰ اور درمیانی حصہ۔ جس کے بارے میں ارشاد فرمایا:

”اذا سالتم الله فستلوه الفردوس“

”جب تم اللہ سے مانگو تو فردوس مانگو۔“

شرح حدیث: غزوہ بدر اور شہداء بدر کی فضیلت کا بیان ہے۔ حضرت حارث رضی اللہ عنہ جو صحابی رسول ﷺ تھے جنگ بدر میں شہید ہو گئے تھے ان کی والدہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ ان کا بیٹا جنت میں ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت کے اعلیٰ حصے یعنی فردوس میں ہے۔ (روضة المتقين: ۳/۳۱۱۔ دلیل الفالحین: ۴/۱۱۲)

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فرشتوں کا سایہ

۱۳۲۰. وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: جِيءَ بِأَبِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مِثَلَ بِهِ قَوْضَعٌ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَذَهَبَتْ أَكْشِفُ عَنْ وَجْهِهِ فَفَهَا نَبِيُّ قَوْمٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”مَا زِلْتَ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ، يَا جَبْرِئِيلُ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ!“

(۱۳۲۰) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد عبداللہ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا کافروں نے ان کی لاش کا مسئلہ کر دیا تھا۔ لاش آپ ﷺ کے سامنے رکھ دی میں ان کے چہرے سے کپڑا ہٹانے لگا تو کچھ لوگوں نے مجھے منع کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے اسے اپنے پروں سے سایہ کیے ہوئے ہیں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۲۰): صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب ظل الملائكة على الشهيد. صحيح مسلم، کتاب

فضائل الصحابة، باب فضائل عبد الله بن عمرو والد جابر.

کلمات حدیث: مثل به: ان کا مسئلہ کر دیا، یعنی تاک کاں کاٹ کر لاش کو بگاڑ دیا گیا۔

شرح حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے اور کافروں نے ان کا مسئلہ کر دیا لاش رسول کریم ﷺ کے سامنے رکھی ہوئی تھی ان کے صاحبزادے عبداللہ نے ان کا چہرہ دیکھنا چاہا تو صحابہ کرام نے منع کر دیا لیکن رسول اللہ ﷺ نے منع نہیں فرمایا بلکہ ارشاد فرمایا کہ فرشتے اپنے پروں سے ان پر سایہ کیے ہوئے ہیں اور صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ فرشتے ان پر اپنے پروں سے ان کے اوپر سایہ لگن رہیں گے جب تک تم ان کا جنازہ نہ اٹھاؤ اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ یہاں تک کہ تم انہیں دفن کر دو۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شہید کی لاش پر فرشتوں کا اپنے پروں سے سایہ لگن ہونا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور ان کی رحمت و مہربانی کی علامت ہے۔ (فتح الباری: ۱/۷۵۴۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۶/۲۰۔ روضة المتقين: ۳/۳۱۱)

شہادت کی تمنا کرنے والا

۱۳۲۱. وَعَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”مَنْ

سَمَّالَ اللّٰهِ تَعَالٰی الشَّهَادَةَ بِصِدْقِ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ مَاتَ عَلَىٰ فِرَاشِهِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ !

(۱۳۲۱) حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ سے شہادت

طلب کی اس کو اللہ تعالیٰ مقامات شہداء عطا فرمائیں گے خواہ اس کی وفات اپنے بستر پر ہو۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۲۱): صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب استحباب طلب الشهادة .

شرح حدیث: شہادت کا اس قدر عظیم مرتبہ ہے کہ اگر کوئی اللہ تعالیٰ سے خلوص کے ساتھ شہادت طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اسے

مقامات شہادت عطا فرمادیتے ہیں خواہ اس کی موت اپنے بستر پر واقع ہو۔

یہ حدیث اس سے پہلے باب الصدق (۵۷) میں آچکی ہے۔ (روضۃ المتقین: ۳/۳۱۳۔ دلیل الفالحین: ۴/۱۱۳)

شہادت کی تمنا کرنے والے کو شہادت مل ہی جاتی ہے

۱۳۲۲. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”مَنْ طَلَبَ الشَّهَادَةَ

صَادِقًا أُعْطِيَهَا وَلَوْ لَمْ تُصِبْهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ !

(۱۳۲۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے صدق نیت کے ساتھ اللہ سے

شہادت طلب کی اللہ اسے اس کا اجر عطا فرمادیں گے اگرچہ وہ شہادت نہ پائے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۲۲): صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب استحباب طلب الشهادة .

کلمات حدیث: أعطیہا: اسے دیدیا گیا۔ وہ شے اسے دی گئی، یعنی جو شے مانگی وہ دیدی گئی۔ ولو لم تصبہ: اگرچہ خود اسے

شہادت نصیب نہ ہو۔ اصاب اصابة (باب افعال) پہنچنا۔

شرح حدیث: جو مسلمان صدق نیت اور اخلاص کے ساتھ اللہ سے شہادت طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو شہادت کا اجر و ثواب عطا

فرمادیتے ہیں اگرچہ اسے شہادت نصیب نہ ہوئی ہو کیونکہ اسلام میں تمام اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ اور ابن العربی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر

نیت درست ہو تو اللہ کی مدد اور اس کی نصرت حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تین آدمی

ہیں جن کی اللہ تعالیٰ ضرور مدد کرتا ہے: مجاہد فی سبیل اللہ، مکاتب جواد ایگی کی نیت رکھتا ہو اور نکاح کرنے والا جو پاکدامنی کی غرض سے

نکاح کرے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۳/۴۸۔ روضۃ المتقین: ۳/۳۱۲)

شہید کو موت کی تکلیف نہیں ہوتی

۱۳۲۳. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”مَا يَجِدُ

الشَّهِيدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ إِلَّا كَمَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ مِنْ مَسِّ الْقُرْصَةِ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ!

(۱۳۲۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شہید کو قتل ہو جانے میں اتنی تکلیف

محسوس ہوتی ہے جتنی تم میں سے کسی کو چیونٹی کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔ (ترمذی، اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۱۳۲۳): الجامع للترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ما جاء فی فضل الرابط .

کلمات حدیث: القرصہ: چیونٹی کا کاٹنا، قرص اصل میں کسی چیز کو انگلی کے پوروں سے پکڑنے کو کہتے ہیں۔

شرح حدیث: شہید پر اللہ کی اس قدر عنایات ہیں اور اس پر اس قدر فضل و کرم ہوتا ہے کہ اس کی موت کو بھی اس کے اوپر آسان کر

دیا جاتا ہے اور اس سہولت کے ساتھ روح جسم سے خارج ہوتی ہے جیسے چیونٹی نے کاٹ لیا ہو۔ شہید تو زندہ ہوتا ہے بس اس کی روح اس

جہاں سے اس جہاں میں پرواز کر جاتی ہے اور اس لیے وہ اللہ کی رحمت سے موت کی شدت سے اور اس کی سختیوں سے محفوظ کر دیا جاتا

ہے۔ (روضۃ المتقین: ۳/۳۱۳۔ دلیل الفالحین: ۴/۱۱۳)

جنگ کی تمنا کرنے کی ممانعت

۱۳۲۴. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ النَّبِيُّ لَقِيَ فِيهَا الْعَدُوَّ أَنْتَظَرَ حَتَّى مَالَتْ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ: "أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَاسْأَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا، وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ" ثُمَّ قَالَ: "اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِيَ السَّحَابِ: "وَهَازِمِ الْأَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانصُرْنَا عَلَيْهِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۳۲۴) حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی معرکہ میں جو آپ ﷺ کو دشمن

کے ساتھ پیش آیا سورج کے ڈھل جانے کا انتظار فرمایا۔ پھر آپ ﷺ لوگوں کو خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ لوگو! دشمن سے

مقابلہ کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو مگر جب دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو اس کے مقابلے میں ثابت قدمی اختیار کرو اور یقین

رکھو کہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ تو کتاب کا نازل کرنے والا، بادل کا چلانے والا اور

گردہوں کو شکست دینے والا ہے، دشمن کو ہزیمت دے اور ان کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۲۴): صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب لا تتمنوا لقاء العدو، صحیح مسلم، کتاب

الجہاد، باب کراہۃ تمنی لقاء العدو .

کلمات حدیث: مالت الشمس: سورج مغرب کی جانب ڈھل گیا۔ مال میلا (باب ضرب) مائل ہونا، جھکانا۔

شرح حدیث: مستحب یہ ہے کہ لڑائی کا آغاز زوالِ آفتاب کے بعد کیا جائے جو اس بات کی علامت ہوگا کہ شدت اور سختی کا وقت

ڈھل گیا اور عافیت و سکون کا وقت آ گیا۔ دشمن سے مقابلہ کی تمنا یا آرزو نہیں کرنی چاہیے بلکہ اللہ سے امن و عافیت کی دعاء کرنی چاہیے لیکن اگر دشمن حملہ آور ہو جائے تو ثابت قدمی اور استقامت سے مقابلہ کرنا چاہیے اور اس یقین کامل کے ساتھ جہاد کرنا چاہیے کہ تلواریں کی جھکنا اور ان کا سایہ جنت میں لے جانے والا ہے اور دوران جہاد اللہ سے عاجزی اور خشوع کے ساتھ دعاء کرنی چاہیے کہ اے اللہ! اپنے دین کا نام لینے والوں کو فتح و نصرت عطا فرما اور انہیں کامیابی عطا فرما کیونکہ فتح و نصرت اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جس کو چاہتا ہے عطا فرمادیتا ہے۔ یہ حدیث اس سے پہلے باب الصبر (۵۳) میں آچکی ہے۔

(روضۃ المتقین: ۳۱۴/۳۔ نزہۃ المتقین: ۲۴۳/۲۔ دلیل الفالحین: ۱۱۳/۴)

دو دعائیں رد نہیں ہوتیں

۱۳۲۵۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ، أَوْ قَلَّمَا تُرَدَّانِ: الدُّعَاءُ عِنْدَ الْبَدَاءِ وَعِنْدَ الْبَاسِ حِينَ يُلْحِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ!

(۱۳۲۵) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو دعائیں رد نہیں ہوتیں، یا بہت کم

رد ہوتی ہیں۔ اذان کے وقت کی دعاء اور لڑائی کے وقت کی دعاء جب کہ باہم گھسان کا رن ہو۔ (ابوداؤد)

تخریج حدیث (۱۳۲۵): سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب الدعاء عند اللقاء.

کلمات حدیث: الباس: جنگ، قتال۔ حین یلحم بعضہم بعضاً: جب دونوں مد مقابل لشکر ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو جائیں۔ دونوں جانب کے مقاتلین ایک دوسرے میں گھس جائیں۔

شرح حدیث: دو اوقات ایسے ہیں جن میں دعاء قبول ہوتی ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ دو اوقات ایسے ہیں جن میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی دعا کرے اور اس کی دعاء قبول نہ ہو۔ غرض مؤمن ان دونوں اوقات میں سے کسی وقت دعاء کرے تو اس کی دعاء قبول کی جاتی ہے۔

اذان کے وقت کی دعاء مقبول ہے اور اس وقت کی دعاء مقبول ہے جب دشمن سے مقابلے میں گھسان کا رن پڑ گیا ہو۔ غرض اذان کے وقت اور جہاد فی سبیل اللہ کے وقت دعاء کرنا مستحب ہے۔ (روضۃ المتقین: ۳۱۴/۳۔ دلیل الفالحین: ۱۱۵/۴)

جہاد کے لیے روانہ ہوتے وقت کی دعاء

۱۳۲۶۔ وَعَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا غَزَا قَالَ:

”اللَّهُمَّ أَنْتَ عَظُمَدِي وَنَصِيرِي، بِكَ أَحْوَلُ وَبِكَ أَصُولُ، وَبِكَ أَقَاتِلُ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ

وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۱۳۲۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ یہ دعاء فرماتے: اے اللہ تو ہی میرا بازو اور مددگار ہے تیری مدد سے میں پھرتا (اپنا دفاع کرتا ہوں) اور تیری ہی توفیق سے میں دشمن پر حملہ آور ہوتا ہوں اور لڑتا ہوں۔ (ابوداؤد، ترمذی اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۱۳۲۶): سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب ما یدعی عند اللقاء. الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب فی الدعاء اذا غزا.

کلمات حدیث: عضدی: میرا مددگار، طبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عقد کنا یہ ہے اس ذات سے جس پر اعتماد کیا جائے اور بھروسہ کیا جائے اور اس سے خیر کی توقع رکھی جائے۔ نصیری کے معنی ہیں۔ ناصری: میری مدد کرنے والا۔ بک احوال: تیری ہی مدد سے میں دشمن کے حملے کو اور اس کے مکروکید کو رد کرتا ہوں۔ بک اصول: تیری ہی مدد سے میں دشمن پر حملہ کرتا ہوں۔

شرح حدیث: مؤمن ہر حال میں اللہ پر بھروسہ اور اس پر توکل کرتا ہے اور اسباب ظاہرہ پر اس طرح کلی اعتماد نہیں کرتا کہ اسباب کو ہر معاملہ میں اور ہر وقت موثر سمجھے کہ اسباب کی تاثیر دراصل مشیت الہی کے تابع ہے اور ان کی تاثیر اسی وقت تک ہے جب تک مشیت الہی یہی ہے کہ ان کی تاثیر مرتب ہو۔ غرض اصل ذات جس پر اعتماد اور توکل ہونا چاہیے وہ مؤمن کے لیے اللہ ہی کی ذات ہے اس لیے ہر معاملے میں اور مسئلے میں اللہ سے رجوع کرے اور اسی سے مدد طلب کرے اور اسی سے مانگے۔

غرض اسباب ظاہرہ کی فراہمی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے فتح و نصرت کی دعاء بھی ضروری ہے کہ اللہ کی طرف رجوع اس کی یاد اور اس سے استعانت مؤمن کے لیے بہت بڑا سہارا اور اس کی قوت کا باعث ہے۔

(روضة المتقين: ۳/۳۱۴۔ دلیل الفالحین: ۴/۱۱۵)

خوف کے وقت پڑھی جانے والی دعا

۱۳۲۷. وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ: "اللَّهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ، وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ!

(۱۳۲۷) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب کسی قوم سے خطرہ محسوس

فرماتے تو یہ دعاء فرماتے اے اللہ! ہم آپ کو ان کا مد مقابل قرار دیتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔ (ابوداؤد، سند صحیح)

تخریج حدیث (۱۳۲۷): سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب ما یقول الرجل إذا خاف قوماً.

کلمات حدیث: نحورہم: ان کے سینے۔ نحور: نحر کی جمع سینہ۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ سے حفاظت اور پناہ طلب کرنی چاہیے اس سے امن و سلامتی کی دعاء کرنی چاہیے اور اللہ سے ہر شر اور فتنے

سے حفظ و امان طلب کرنی چاہیے۔ یہ حدیث اس سے پہلے گزر چکی ہے۔ (روضۃ المتقین: ۳/۳۱۵۔ دلیل الفالحین: ۴/۱۱۵)

گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر لکھ دی گئی ہے

۱۳۲۸۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الْخَيْلُ مَعْقُودَةٌ، فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۳۲۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت

تک کے لیے خیر باندھ دی گئی ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۲۸): صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب الخیل معقودہ۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ،

باب الخیل فی نواصیہا الخیر الی یوم القیامۃ۔

کلمات حدیث: معقودہ: باندھی گئی ہے۔ نواصیہا: اس کی پیشانیوں میں۔ نواصی جمع ناصیۃ: پیشانی۔ خیل: گھوڑا جمع

خیول۔

شرح حدیث: گھوڑوں کا باندھنا اور انہیں جہاد کے لیے تیار کرنا مستحب ہے اور قیامت تک کے لیے ان کی پیشانیوں سے خیر

وابستہ کر دی گئی ہے۔ پہلے زمانے میں جنگی اعتبار سے گھوڑوں کی اہمیت محتاج بیان نہیں ہیں، مگر اس کے باوجود کہ آج کے دور میں جنگی

چالیں اور ترویجی تدبیریں ترقی پا گئی ہیں اور اسلحہ کے پہاڑ کے پہاڑ کھڑے ہو گئے ہیں پھر بھی گھوڑوں کی اہمیت بہر حال باقی ہے۔

(دلیل الفالحین: ۴/۱۱۶۔ ریاض الصالحین (ترجمہ صلاح الدین) ۲/۲۷۵)

گھوڑوں کی پیشانی میں بھلائی لکھی ہوئی ہے

۱۳۲۹۔ وَعَنْ عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الْخَيْلُ مَعْقُودَةٌ، فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ: الْأَجْرُ، وَالْمَغْنَمُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۳۲۹) حضرت عروہ الباریقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک

کے لیے خیر باندھ دی گئی ہے یعنی اجر و غنیمت۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۲۹): صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب الجہاد ماض مع البر والفاجر۔ صحیح مسلم،

کتاب الامارۃ، باب الخیل فی نواصیہا الخیر۔

راوی حدیث: حضرت عروہ الباریقی رضی اللہ عنہ جہاد کا شوق رکھتے تھے اور جہاد کے لیے گھوڑے پالتے تھے ایک موقع پر ان کے

پاس متعدد گھوڑے تھے جن میں سے ایک گھوڑا انہوں نے دس ہزار درہم کا خرید لیا تھا۔ شعیب بن غرقہ کا بیان ہے کہ میں نے ان کے گھر میں

ستر گھوڑے بندھے ہوئے دیکھے، جو سب جہاد کے لیے تھے۔ ان سے تیرہ احادیث مروی ہیں جن میں سے دو متفق علیہ ہیں۔

(دلیل الفالحین: ۱۱۷/۴)

شرح حدیث: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت تک ہمیشہ کے لیے گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر باندھ دی گئی ہے۔ جس نے ان گھوڑوں کو اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے تیار کیا ان پر اللہ کے یہاں اجر و ثواب کی نیت سے خرچ کرے۔ ان کا سیر ہونا، بھوکا رہنا، سیراب ہونا، ان کا پیاسا ہونا اور ان کا لید کرنا سب کچھ اس کے لیے روز قیامت اس کی میزان اعمال میں اجر و ثواب بن جائے گا۔ (فتح الباری: ۱/۱۶۴۔ روضة المتقین: ۳/۳۱۶)

گھوڑوں کی ہر چیز میزانِ عمل میں تولی جائے گی

۱۳۳۰. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ احْتَبَسَ فَرَسًا، فِي سَبِيلِ اللَّهِ، إِيْمَانًا بِاللَّهِ، وَتَصَدِيقًا بِوَعْدِهِ، فَإِنَّ شَبْعَهُ، وَرِيَهُ، وَرَوْتَهُ، وَبَوْلَهُ، فِي مِيزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ!

(۱۳۳۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اللہ پر ایمان اور اس کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں گھوڑا باندھا تو اس گھوڑے کا سیراب ہونا اور سیر ہونا اور اس کی لید اور اس کا پیشاب کا اجر روز قیامت اس کے میزانِ عمل میں ہوگا۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۳۳۰): صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب من احتبس فرساً.

کلمات حدیث: احتبس: روکا، جہاد کے لیے تیار کیا۔ شبعہ وریہ: اس کا سیر ہونا اور اس کا سیراب ہونا، یعنی اس کا کھانا اور پینا۔ وروثہ و بولہ: اس کی لید اور اس کا پیشاب۔

شرح حدیث: جہاد فی سبیل اللہ کی خاطر گھوڑا پالنا باعثِ اجر و ثواب ہے اور اس شخص کو اس کے کھلانے پلانے اور اس کا ہر کام کرنے کا اجر ملے گا۔ حضرت ابوالدرداء سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑے پر خرچ کرنے والا جیسے کسی نے صدقہ دینے کے لیے اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوں اور وہ ان کو نہ بند کرتا ہو۔ (روضۃ المتقین: ۳/۳۱۷۔ دلیل الفالحین: ۴/۱۱۹)

جہاد کے لیے ایک اونٹ دینے پر سات سو ملیں گے

۱۳۳۱. وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَاقَةٍ مَخْطُومَةٍ فَقَالَ: هَذِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَبْعُمِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخْطُومَةٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۱۳۳۱) حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص مہار والی اونٹنی لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تجھے روز قیامت سات سواونٹیاں ملیں گی جو سب کی سب مہار والی ہوں گی۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۳۱): صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الصدقة فی سبیل اللہ وتضعیفها۔

کلمات حدیث: مخطومہ: لگام والی۔ لگام لگی ہوئی۔ خطام: لگام۔

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اسے روز قیامت سات سو مخطوم اونٹیاں ملیں گی یا ان کا اجر ملے گا سات سواونٹیاں

ملنا ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن میں فرمایا گیا ہے کہ:

﴿مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلٍ فِي كُلِّ سَنَابِلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿۳۱﴾﴾

”مثال ان لوگوں کی جو اپنے مال خرچ کرتے ہیں اللہ کے راستے میں ایسی ہے جیسا کہ ایک دانہ جس سے سات بالیں اگیں اور ہر

بال میں سو سودا نے ہوں اور اللہ دگنا کر دیتا ہے جس کے واسطے چاہے اللہ بخشنے والا اور جاننے والا ہے۔“ (البقرہ: ۲۶۱)

حدیث مبارک کا مقصود اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت اور جہاد فی سبیل اللہ میں مالی امداد کرنے کا اجر و ثواب بیان ہوا کہ یہ اجرائیک کا سات سو گنا ملتا ہے۔

قوت تیر اندازی میں ہے

۱۳۳۲. وَعَنْ أَبِي حَمَّادٍ وَيُقَالُ أَبُو سَعَادٍ وَيُقَالُ أَبُو اسَدٍ وَيُقَالُ أَبُو عَامِرٍ، وَيُقَالُ أَبُو عَمْرٍ وَيُقَالُ أَبُو الْأَسْوَدِ وَيُقَالُ أَبُو عَبْسٍ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ الْجُهَنِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: «وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ» أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ، أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۱۳۳۲) حضرت ابو حماد جنہیں ابو سعاد یا ابو اسد یا ابو عامر یا ابو عمر یا ابو الاسود یا ابو عبس بھی کہا جاتا ہے اور وہ عقبہ بن عامر جہنی

سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو برسر منبر یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا:

﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ﴾

”جہاں تک ممکن ہو ہر طرح کی طاقت دشمنوں سے مقابلہ کی تیاری کرو۔“

پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ قوت تیر اندازی ہے، قوت تیر اندازی ہے، قوت تیر اندازی ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۳۲): صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الرمی والحث علیہ۔

شرح حدیث: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم فرمایا ہے کہ کفار سے مقابلہ کے لیے ہر طرح کی قوت تیار کر رکھو، بلاشبہ فتح و نصرت صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ اگر چاہے بلا اسباب ظاہری بھی کامیابی عطا فرمادے لیکن اس کے ساتھ ہی جہاد کی تیاری، اس کے لیے سامان کی فراہمی اور اس کے لیے قوت و طاقت مہیا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

رسول کریم ﷺ نے آیت قرآنی میں مذکور لفظ قوت کی توضیح تیر اندازی کی تعلیم سے فرمائی۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ اے بنی اسماعیل تیر اندازی کرو کہ تمہارے باپ اسماعیل بھی تیر انداز تھے۔

غرض مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہر وقت جنگ کی مکمل تیاری رکھیں اور حسب استطاعت سامان جہاد اکٹھا کریں۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۵۶/۱۳۔ روضة المتقین: ۳/۳۲۰)

تیر اندازی سیکھ کر بھلا دینا گناہ ہے

۱۳۳۳۔ وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمْ أَرْضُونَ وَيَكْفِيكُمْ اللَّهُ، فَلَا يَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يُلْهَوْ بِأَسْهُمِهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۱۳۳۳) حضرت عقبہ بن عامر جہنی سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب تم پر زمینوں کی فتح کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کافی ہو جائے گا تم میں سے کوئی شخص تیر اندازی میں کوتاہی نہ کرے۔ (مسلم)

صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الرمی والحث علیہ۔

تخریج حدیث (۱۳۳۳):

کلمات حدیث: یکفیکم اللہ: اللہ لڑائی میں تمہارے لیے کافی ہو جائے گا اور دشمنوں پر تمہیں غلبہ عطا فرمادے گا۔

شرح حدیث: مسلمانوں کے لیے عظیم الشان خوشخبری اور بشارت ہے کہ مستقبل میں بہت سے علاقوں میں تمہیں فتح و نصرت حاصل ہوگی اور تم اللہ کی مدد اور اس کی نصرت سے نوازے جاؤ گے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ تم ظاہری اسباب بھی تیار کرو اور سامان حرب بھی اکٹھا کرو اور دشمن کے مقابلے کے لیے تیاری اور اس کی استعداد کے حصول میں کوتاہی نہ کرو، بلکہ ہر طرح اپنے آپ کو ہر قوت و طاقت کے ساتھ تیار رکھو۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۵۶/۱۳۔ روضة المتقین: ۳/۳۲۰۔ ریاض الصالحین (صلاح الدین) ۲/۲۷۷)

جس نے تیر اندازی سیکھ کر بھلا دی گناہ کیا

۱۳۳۴۔ وَعَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ عَلَّمَ الرَّمْيَ ثُمَّ تَرَكَهُ، فَلَيْسَ مِنَّا أَوْ فَقَدْ عَصَى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

مِنَّا أَوْ فَقَدْ عَصَى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۱۳۳۲) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے تیری اندازی کو سیکھ کر اس

کو چھوڑ دیا تو وہ ہم میں سے نہیں یا اس نے نافرمانی کی۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۳۳): صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الرمی .

شرح حدیث: کسی مسلمان کا کوئی ایسا کام سیکھ کر جو جنگ میں کارآمد ہو یا فنون حرب میں سے کسی فن حرب کی تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے بعد اس کا ترک کر دینا اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی ہے کیونکہ قرآن کریم میں اور متعدد احادیث میں عام مسلمانوں کو جنگی تیاری اور فنون حرب سیکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ کفار سے مقابلہ کے لیے اپنی پوری قوت و طاقت تیار کر رکھو اور حدیث مبارک میں ہے کہ تیر اندازی قوت یعنی قرآن کریم میں جس قوت کے حصول کا حکم دیا گیا ہے تیر اندازی اس کا ایک حصہ ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حدیث مبارک میں تیر اندازی پا کوئی اور فن حرب سیکھ کر اسے بھلا دینے اور ترک کر دینے پر شدید سرزنش اور تنبیہ فرمائی کہ ایسا آدمی ہم میں سے نہیں ہے یا ایسے شخص نے اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔

ایک تیر سے تین آدمی جنت میں

۱۳۳۵ . وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : "إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ : صَانِعَهُ، يَحْتَسِبُ فِي صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ، وَالرَّامِيَ بِهِ، وَمُنْبِلَهُ : وَأَرْمُوا وَارْكَبُوا، وَأَنْ تَرْمُوا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَرْكَبُوا : وَمَنْ تَرَكَ الرَّمْيَ بَعْدَ مَا عَلَّمَهُ، رَغْبَةً عَنْهُ فَإِنَّهَا نِعْمَةٌ تَرَكَهَا أَوْ قَالَ . كَفَرَهَا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ .

(۱۳۳۵) حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ ایک تیر پر تین آدمیوں کو جنت عطا فرماتے ہیں، بنانے والا جو اس کے بنانے میں اچھی نیت اور ثواب کی امید رکھتا ہو، اس تیر کا چلانے والا اور اس تیر کو نکال کر دینے والا۔ تیر اندازی کرو اور گھڑ سواری کرو اور تمہارا تیر اندازی کرنا مجھے گھڑ سواری سے محبوب ہے اور جس نے تیر اندازی سیکھ کر بے رغبتی کے ساتھ اسے چھوڑ دیا اس نے ایک نعمت کو چھوڑ دیا اور اس نے نعمت کی ناشکری کی۔

(ابوداؤد)

تخریج حدیث (۱۳۳۵): سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی الرمی .

کلمات حدیث: منبیلہ : وہ شخص جو تیر انداز کو تیر واپس لا کر دے یا اس کے لیے تیار کرے۔ الرامی بہ : تیر اندازی کرنے والا، تیر چلانے والا۔ رمی رمیا (باب ضرب) پھینکنا، تیر چلانا۔ رغبۃ عنہ : اس سے اعراض اور بے رغبتی اختیار کر لے بے رغبتی اور لاپرواہی سے۔

شرح حدیث: جہاد فی سبیل اللہ کی ہر نوع کی تیاری باعث اجر و ثواب ہے خواہ وہ تیر اندازی ہو یا گھڑ سواری ہو یا گھوڑوں کو پالنا

ہے۔ اس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ ایک تیر پر تین آدمیوں کو جنت عطا ہو جائے گی تیر بنانے والے کو، تیر چلانے والے کو اور تیر اٹھا کر دینے والے کو۔ اس حدیث مبارک پر دیگر فنونِ حرب کو قیاس کیا جاسکتا ہے۔

(روضة المتقين: ۳/۳۲۱۔ دلیل الفالحین: ۴/۱۲۰)

اسماعیل علیہ السلام تیر انداز تھے

۱۳۳۶. وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَفَرٍ يَنْتَضِلُونَ فَقَالَ: "ارْمُوا بَنِي إِسْمَاعِيلَ فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۳۳۶) حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک جماعت کے پاس سے گزرے وہ تیر اندازی کر رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے اولادِ اسماعیل تم تیر اندازی کرو کہ تمہارے والد حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی تیر انداز تھے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۳۳۶): صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب التحریض علی الرمی .

کلمات حدیث: ينتضلون: تیر اندازی کا مقابلہ کر رہے تھے، تیر اندازی کی تربیت حاصل کر رہے تھے۔

شرح حدیث: حضرت اسماعیل علیہ السلام تیر اندازی جانتے تھے ان کی سنت پر عمل کی ترغیب دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خوب تیر اندازی کرو اور اس کی اچھی طرح مشق کرو۔ (فتح الباری: ۲/۱۷۸۔ ارشاد الساری: ۶/۳۸۸)

تیر چلانے کا ثواب غلام آزاد کرنے کے برابر ہے

۱۳۳۷. وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ لَهُ عَدْلُ مُحَرَّرَةٍ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ!

(۱۳۳۷) حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اللہ کے راستے میں ایک تیر چلایا اس کو ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔ (ابوداؤد، ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۱۳۳۷): سنن ابی داؤد، کتاب العتق، باب ای الرقاب افضل . الجامع للترمذی، کتاب فضائل

الجہاد، باب ما جاء فی فضل النفقة فی سبیل اللہ .

شرح حدیث: فضیلت جہاد اور اس کے اجر و ثواب کا بیان ہے کہ اگر کوئی اللہ کے راستے میں ایک تیر چلائے تو اس کے لیے ایک

غلام آزاد کرنے کا ثواب ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے جس کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں راویت کیا ہے کہ جو مسلمان اللہ کے راستے میں ایک تیر چلاتا ہے وہ دشمن کو لگے یا نہ لگے اسے ایسا اجر ملے گا جیسا کسی نے اولادِ اسماعیل کے کسی غلام کو آزاد کیا ہو۔

(تحفة الأحوذی: ۲۶۰/۵۔ روضة المتقین: ۳۲۳/۳۔ دلیل الفالحین: ۱۲۲/۴)

ایک کا بدلہ سات سو گنا تک ملتا ہے

۱۳۳۸۔ وَعَنْ أَبِي يَحْيَىٰ خَرِيمِ بْنِ فَاتِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: "مَنْ أَنْفَقَ نَفَقَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ كُتِبَ لَهُ سَبْعُمِائَةِ ضِعْفٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ!

(۱۳۳۸) ابو یحییٰ حریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اللہ کی راہ میں کچھ بھی

خرچ کیا اس کے لیے سات سو گنا لکھا جاتا ہے۔ (ترمذی) یہ حدیث حسن ہے۔

تخریج حدیث (۱۳۳۸): الجامع للترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ما جاء فی فضل النفقة فی سبیل اللہ .

راوی حدیث: حضرت ابو یحییٰ حریم بن فاتک اسدی رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ تھے، حدیبیہ میں شرکت فرمائی تھی، حضرت

معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں انتقال ہوا اور آپ سے دس احادیث مروی ہیں۔ (دلیل الفالحین: ۱۲۳/۴)

شرح حدیث: جس شخص نے ایمان و یقین اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر و ثواب کی امید کے ساتھ اللہ کے راستے میں کوئی معمولی

سی معمولی چیز صرف کی تو اللہ کے یہاں اس کا سات سو گنا اجر لکھا جائے گا۔ اسی اصول کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان

فرمایا ہے کہ جس نے اللہ کے راستے میں خرچ کیا ہے وہ ایسا ہے جیسے ایک دانہ گندم جس سے سات بالیں نکل آئیں اور ہر بال میں سو

دانے ہوں۔ یعنی اللہ کے راستے میں جو کچھ بھی خرچ کیا جائے اس کا اسے سات سو گنا اجر ملے گا۔ اور اس کے بعد اللہ بھی جو بہت وسیع

خزانوں کا مالک اور اپنے بندوں کے اعمال میں پوشیدہ خلوص اور حسن نیت کو خوب جاننے والا ہے اور اگر چاہے اس میں بھی اور اضافہ کر

دے اور اسے دگنا کر دے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ کے لیے ایک گھوڑا لایا گیا وہ ایسا تیز رفتار تھا کہ جہاں اس کی نگاہ

پڑتی تھی وہاں اس کا قدم پڑتا تھا۔ آپ ﷺ اس گھوڑے پر تشریف لے گئے اور حضرت جبریل بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے

دیکھا کہ ایک قوم ہے جو روز بھیتی کرتے ہیں اور روز ان کی کھیتی تیار ہو جاتی ہے اور وہ اسے جب کاٹ لیتے ہیں وہ دوبارہ اسی طرح ہو جاتی

ہے۔ آپ ﷺ نے استفسار فرمایا کہ اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبریل نے فرمایا کہ یہ مجاہدین فی سبیل اللہ ہیں ان کی ایک نیکی

کا اجر سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے اور جو انہوں نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا انہیں اس کی جزا ملے گی۔

(تحفة الأحوذی: ۲۴۶/۵۔ الترغیب والترہیب: ۲۱۲/۲۔ دلیل الفالحین: ۱۲۲/۴)

سفر جہاد میں ایک روزہ ستر سال جہنم سے دوری کا باعث ہوگا

۱۳۳۹. وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُومُ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَّا بَاعَدَ اللَّهُ بِذَلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ! (۱۳۳۹) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو بندہ اللہ کے راستے میں روزہ رکھتا ہے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو آگ سے ستر سال دور کر دیتے ہیں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۳۹): صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسير، باب فضل الصوم في سبيل الله. صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل الصيام في سبيل الله لمن يطيقه.

کلمات حدیث: ما من عبد: جو کوئی بندہ، یعنی ہر مرد و عورت۔

شرح حدیث: فی سبیل اللہ کا لفظ عام ہے یعنی ہر وہ عمل جو اللہ کی رضا کے لیے کیا جائے اور ہر وہ نیکی جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی تعمیل میں کی جائے اور ہر وہ عمل صالح جو آخرت کے اجر و ثواب کے حصول کے لیے کیا جائے۔ اسی طرح صوم (روزہ) بھی فی سبیل اللہ میں داخل ہے۔ چنانچہ یہ حدیث باب الصوم (۱۲۱۹) میں آچکی ہے اور جہاد بھی ایسا عمل ہے جو فی سبیل اللہ میں داخل ہے اس لیے اس حدیث کو یہاں بھی ذکر کیا گیا۔ (فتح الباری: ۱۶۱/۲ - ارشاد الساری: ۳۳۴/۶)

سفر جہاد میں روزہ کی فضیلت

۱۳۴۰. وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ جَعَلَ اللَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ خَنْدَقًا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ "رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ!"

(۱۳۴۰) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اللہ کی راہ میں ایک روزہ رکھا اللہ

تعالیٰ اس کے درمیان آسمان اور زمین کے برابر خندق حائل کر دیتے ہیں۔ (ترمذی، اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۱۳۴۰): الجامع للترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب ما جاء في فضل الصوم في سبيل الله.

شرح حدیث: جس شخص نے جہاد فی سبیل اللہ میں روزہ کی حالت میں حصہ لیا اللہ تعالیٰ اس کے درمیان اور جہنم کی آگ کے درمیان ایک خندق حائل فرمادیں گے۔ یعنی اس صورت میں جب کہ مجاہد صائم خود دشمن سے نہ لڑ رہا ہو اور اسے کمزوری اور ضعف کا اندیشہ نہ ہو، تب وہ جہاد کی حالت میں روزہ رکھے ورنہ روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔

ایسا شخص جو روزہ دار ہو اور اللہ کے راستے میں جہاد میں مصروف ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے درمیان اور جہنم کی آگ کے درمیان ایک عظیم فاصلہ حائل فرمادیں گے یعنی اسے جہنم سے انتہائی دور فرمادیں گے۔

جس نے نہ جہاد کیا نہ سوچا وہ نفاق پر مرا

۱۳۴۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِغَزْوٍ مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنَ النِّفَاقِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۳۴۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس حالت میں مرا کہ نہ کبھی اس نے جہاد کیا اور نہ اس کے دل میں جذبہ جہاد بیدار ہوا وہ منافقت کی ایک خصلت پر مرا۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۴۱): صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب ذم من مات ولم یغز۔

کلمات حدیث: لم یغز: وہ جس نے غزوہ میں یا جہاد میں حصہ نہیں لیا۔ ولم یحدث نفسه بغزو: نہ اس کے دل میں یہ بات آئی کہ اسے جہاد کرنا چاہیے۔ اس کے دل میں شوق جہاد بھی پیدا نہیں ہوا۔

شرح حدیث: جہاد فی سبیل اللہ اسلام کا مقرر کردہ ایک اہم ترین فریضہ ہے۔ اگر کوئی شخص اس حال میں مر جائے کہ نہ کبھی اس نے عملاً جہاد میں شرکت کی ہو اور نہ کبھی ارادہ جہاد کیا ہو اور نہ شوق جہاد کا کبھی اس کی طرف سے اظہار ہوا ہو تو اس کی موت اس حال میں ہوئی ہے کہ اس میں نفاق کی ایک خصلت موجود تھی کیونکہ جہاد سے گریز اور اس سے پہلو تہی نفاق کی علامت ہے۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک مؤمن کے ایمان کا مقتضایہ ہے کہ اگر کسی عذر کی بنا پر وہ کوئی عمل صالح نہ کر سکے تو اس کا ارادہ اور اس کا شوق ضرور رکھے، مثلاً اگر حج کی استطاعت نہ ہو تو حج کا ارادہ اور شوق اور وہاں جانے کا عزم ضرور ہو کہ یہ شوق و جذبہ اس کے ایمان کی علامت ہے اگر ارادہ اور عزم ہو اور شوق اور لگن ہو اور دل میں طے کر لیا ہو کہ مجھے جب بھی موقع ملے گا میں ضرور حج کو جاؤں گا تو یہ ارادہ اور عزم اس کے ایمان کی علامت ہے اور اس پر بھی اللہ کے یہاں اجر و ثواب ہے۔ اسی طرح نیت جہاد اور اس کا شوق ہے کہ نہ صرف یہ کہ ایمان کی علامت ہے بلکہ اس پر اجر و ثواب بھی ملے گا۔ اور اس ارادہ اور اس شوق کا عملی اظہار اس طرح ہوگا کہ جہاد کی تیاری کرے اور سامان جہاد تیار کرے اور مجاہدین کی مدد کرے اور ان کی فتح و نصرت کے لیے دعا کرے۔

قرآن کریم کی سورہ توبہ میں منافقین کے بارے میں ارشاد ہوا ہے کہ اگر ان کا جہاد کا ارادہ ہوتا جیسا کہ وہ کہہ رہے ہیں تو وہ ضرور اس کی تیاری کرتے جب ان کی جہاد کی کوئی تیاری ہی نہیں ہے اور ان کے کسی قول و فعل سے جہاد کے ارادے کا اظہار ہی نہیں ہوتا تو صاف ظاہر ہے کہ وہ اپنے دعویٰ میں صادق نہیں ہیں۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۴۸/۱۳۔ روضة المتقین: ۲۲۶/۳۔ دلیل القالین: ۱۲۴/۴)

نیت پر اللہ تعالیٰ اجر عطا فرماتے ہیں

۱۳۴۲۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَقَالَ: "إِنَّ

بِالْمَدِينَةِ لِرَجَالٍ مَّاسَرْتُمْ مَسِيرًا، وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا إِلَّا كَانُوا مَعَكُمْ: حَبَسَهُمُ الْمَرَضُ“ وَفِي رَوَايَةٍ: ”حَبَسَهُمُ الْعَذْرُ“ وَفِي رَوَايَةٍ إِلَّا شَرَكُوكُمْ فِي الْأَجْرِ“ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ مِنْ رَوَايَةِ أَنَسٍ، وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ رَوَايَةِ جَابِرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ!

(۱۳۲۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ میں کچھ لوگ ایسے رہ گئے ہیں کہ تم نے جتنا فاصلہ طے کیا اور تم جس وادی سے گزرے وہ تمہارے ساتھ تھے انہیں بیماری نے شرکت سے روکا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اجر میں تمہارے ساتھ شریک ہیں۔

اس حدیث کو امام بخاری نے براویت انس رضی اللہ عنہ اور مسلم نے براویت جابر نقل کیا ہے اور اس حدیث کے الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔

تخریج حدیث (۱۳۲۲): صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب من حبسه العذر عن الغزو. صحیح مسلم، کتاب

الامارة، باب ثواب من حبسه عن الغزو مرض او عذر آخر.

شرح حدیث: امام یعنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بیماری یا کسی عذر کی بناء پر کسی عمل خیر کو نہ کر سکے اور اس کی نیت اور ارادہ اس کو کرنے کا ہو تو اسے وہی اجر ملے گا جو اس عمل کے کرنے والے کا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی پر نیند غالب آجائے اور نماز شب کے لیے نہ اٹھ سکے تو اسے نماز کا اجر ملے گا اور نیند اس کا صدقہ ہوگی۔ اس حدیث میں ارشاد ہوا کہ مدینہ میں کچھ اصحاب بیماری کی وجہ سے رہ گئے اور جہاد کی اس مہم میں جسمانی طور پر شریک نہیں ہو سکے لیکن مہم میں تم نے جتنا فاصلہ طے کیا اور جس وادی سے تم گزرے وہ سارے اجر و ثواب میں تمہارے ساتھ شریک رہے ہیں۔ یہ حدیث اس سے پہلے باب الاخلاص واحضار النية میں بھی آچکی ہے۔ (روضة المتقين: ۳/۳۲۶۔ دلیل الفالحین: ۴/۱۲۵)

صرف دین کی سر بلندی کے لیے لڑنے والا ہی مجاہد ہے

۱۳۲۳. وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ، يَا رَسُولَ اللَّهِ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُذْكَرَ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرَى مَكَانَهُ؟ وَفِي رَوَايَةٍ: يُقَاتِلُ شَجَاعَةً، وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً وَفِي رَوَايَةٍ يُقَاتِلُ غَضَبًا، فَمَنْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَاتَلَ لَتَكُونَ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۳۲۳) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی حاضر خدمت ہوا اور اس نے عرض

کیا کہ یا رسول اللہ! ایک شخص غنیمت کے حصول کے لیے لڑتا ہے۔ ایک اس لیے لڑتا ہے کہ اس کی شہرت ہو، ایک اس لیے لڑتا ہے کہ اس کا مقام معلوم ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ اور ایک وہ ہے جو بہادری دکھانے کے لیے لڑتا ہے اور ایک غیرت میں آکر لڑتا ہے اور ایک

غصہ اور غضب سے لڑتا ہے ان میں سے کون سا فی سبیل اللہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فی سبیل اللہ جہاد وہ ہے جو اس لیے کیا جائے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۴۳): صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ہی العلیاء۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ہی العلیاء۔

کلمات حدیث: للمغنم، مغنم: مفعل کے وزن پر وہ اشیاء جو غنیمت میں حاصل ہوں۔ مال غنیمت۔ حمیۃ: قومی یا خاندانی غیرت۔

شرح حدیث: ہر عمل صالح اور اچھے کام کے مختلف اغراض و مقاصد ہو سکتے ہیں یعنی کوئی اچھا کام کسی دنیاوی غرض یعنی عزت و شہرت کے حصول یا مال و منال کے حصول کے لیے بھی انجام دیا جاسکتا ہے لیکن اللہ کے یہاں وہی عمل مقبول ہے اور اسی پر آخرت کے دن اس کے کرنے والے کو اجر و ثواب ملے گا جو اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق ہو اور اس کی غرض و منشاء صرف اور صرف اللہ کی رضا کا حصول ہو۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کوئی عمل اس وقت تک قبول نہیں فرماتے جب تک وہ خالصتاً صرف اللہ ہی کے لیے نہ ہو اور اس سے صرف اس کی رضا مقصود ہو۔

اسی طرح جہاد بھی مختلف اغراض اور مقاصد کے لیے ہو سکتا ہے لیکن جو جہاد اللہ کے یہاں مقبول ہے اور جس پر مجاہد اجر و ثواب کا مستحق ہوتا ہے وہ وہ جہاد ہے جس کا مقصود اللہ کے کلمہ کو بلند کرنا ہو۔

(فتح الباری: ۱۵۳/۲۔ ارشاد الساری: ۳۰۴/۶۔ روضة المتقین: ۳۲۷/۳۔ دلیل الفالحین: ۱۲۶/۴)

شہید اور زخمی مجاہد کو پورا اجر ملے گا

۱۳۴۴۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَمْنٌ غَازِيَةٌ، أَوْ سَرِيَّةٌ تَغْزُو فَتَغْنَمُ وَتَسْلَمُ إِلَّا كَانُوا قَدْ تَعَجَّلُوا ثُلْثِي أَجْوَرِهِمْ، وَمَمْنٌ غَازِيَةٌ أَوْ سَرِيَّةٌ تُخَفِّقُ وَتُصَابُ إِلَّا تَمَّ أَجْوَرُهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۱۳۴۴) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو لڑنے والا گروہ یا لشکر جہاد کرے اور مال غنیمت لے کر صحیح سالم واپس آجائے تو انہوں نے اپنے اجر کا دو تہائی دنیا میں حاصل کر لیا اور جو گروہ یا لشکر لڑے اور غنیمت حاصل نہ کرے اور زخمی ہو جائیں تو انہیں ان کا پورا اجر ملے گا۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۴۴): صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب بیان قدر ثواب من غزا فغنم ومن لم یغنم۔

کلمات حدیث: غازیۃ: وہ جماعت جو لڑائی کے لیے جائے۔ سریہ: چار سو مجاہدین کا لشکر۔ تخفیق: ناکام ہو جائے۔ اخفاق (باب افعال) یعنی مقصود حاصل نہ ہونا۔

شرح حدیث: ایسی جماعت مجاہدین یا ان کا دستہ جو جہاد کے لیے جائے اور غنیمت لے کر صحیح سالم واپس آجائے اس نے جہاد میں اپنے اجر و ثواب میں سے دو تہائی دنیا ہی میں لے لیا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا کہ انہیں ایک تہائی ایک اجر جان کی سلامتی کی صورت میں اور ایک تہائی مال غنیمت کی صورت میں دنیا ہی میں مل گیا۔ لیکن وہ مجاہدین جو جہاد میں ہوتے ہیں اور شہید یا زخمی ہو جاتے ہیں اور مال غنیمت سے محروم رہ جاتے ہیں انہیں روز قیامت جہاد کا پورا اجر ملے گا۔ چنانچہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرمایا کرتے تھے کہ ہم میں سے بہت سے لوگ ایسے حال میں اللہ کو پیارے ہو گئے کہ انہوں نے اپنے اجر کا دنیا میں کوئی حصہ نہیں لیا اور اللہ کے گھر چلے گئے اور بہت سے ایسے ہیں کہ ان کے پھل پک گئے اور وہ اس کے ثمرات چن رہے ہیں۔

مفہوم حدیث یہ ہے کہ وہ غازی جو اللہ کے راستے میں شہید ہو گیا یا زخمی ہو گیا اور غنیمت نہ پاسکا اس کا اجر اس غازی سے زیادہ ہے جو مال غنیمت لے کر صحیح سالم واپس آ گیا۔ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو مجاہد دوران جہاد زخمی ہو گیا اور اسے مال غنیمت بھی حاصل نہ ہو سکا اسے پورا اجر ملے گا کیونکہ وہ آزمائش میں بھی مبتلا ہوا اور مال سے محروم بھی ہوا۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۴۴/۱۳۔ روضة المتقین: ۳۲۸/۳۔ دلیل الفالحین: ۱۲۶/۴)

میری امت کی تفریح جہاد میں ہے

۱۳۳۵۔ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ائْذَنْ لِي فِي السِّيَاحَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ سِيَاحَةَ أُمَّتِي الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ! (۱۳۳۵) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے سیاحت کی اجازت عطا فرما دیجئے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری امت کی سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ (ابوداؤد، سند جید)

تخریج حدیث (۱۳۳۵): سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب النہی عن السیاحۃ۔

کلمات حدیث: سیاحۃ: رہبانیت کے طور پر اور عبادت و بندگی کے لیے زمین میں چلنا اور سفر کرنا۔

شرح حدیث: جہاد فی سبیل اللہ اس قدر عظیم عبادت ہے اور اس کی فضیلت اور اس کا اجر اس قدر زیادہ ہے کہ اللہ کی قدرت کی نشانیاں دیکھنے کے لیے اور وطن سے اور فالتو تعلقات سے دور ہو کر اللہ کی بندگی کرنے میں مصروف ہو جانا بھی اس کے برابر نہیں ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے سائل سے فرمایا کہ اگر دنیا کی لذتوں سے کنارہ کش ہو کر اپنے آپ کو بندگی رب کے لیے وقف کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لیے اس کا بہترین طریقہ جہاد مقرر فرمایا ہے۔ (روضۃ المتقین: ۳۲۹/۳۔ دلیل الفالحین: ۱۲۸/۴)

جہاد سے واپسی کا ثواب جانے کے برابر ہے

۱۳۳۶۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

قَفْلَةً كَغَزْوَةٍ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ .

(۱۳۲۶) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جہاد سے لوٹنا بھی جہاد

کے لیے جانے کی طرح ہے۔ (ابوداؤد سند جید)

قفلہ کے معنی ہیں جہاد سے فارغ ہو کر واپس آنا، مقصد یہ ہے کہ جہاد سے لوٹنے میں بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا جہاد کے لیے جانے میں۔

تخریج حدیث (۱۳۲۶): سنن ابی داؤد، کتاب اوائل الجہاد، باب فضل القفل فی الغزو .

کلمات حدیث: قفلة: ایک مرتبہ لوٹنا، واپسی۔ قفل قفلا (باب نصر) لوٹنا، سفر کرنا، واپس آنا۔ قافلة: جانے والی یا لوٹنے والی جماعت، جمع قوافل۔

شرح حدیث: مجاہد فی سبیل اللہ کو جہاد سے واپس آتے ہوئے بھی اسی طرح ثواب ملتا ہے جس طرح جہاد کے لیے جاتے ہوئے ملتا ہے۔ یعنی تمام سفر جہاد از اول تا آخر عبادت ہے اور اس پر اجر و ثواب ہے۔

(روضة المتقين: ۳۲۹/۳ - ذیل الفالحین: ۴/۱۲۸)

غزوہ تبوک سے واپسی پر بچوں نے آپ ﷺ کا استقبال کیا

۱۳۳۷. وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ تَلَقَّاهُ النَّاسُ فَلَقِيْتُهُ مَعَ الصَّبْيَانِ عَلَى الْوُدَاعِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ بِهَذَا اللَّفْظِ وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ قَالَ ذَهَبْنَا نَتَلَقَّى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الصَّبْيَانِ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوُدَاعِ! (۱۳۳۷) حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو سب لوگوں نے آپ ﷺ سے ملاقات کی اور میں بھی بچوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع تک آپ ﷺ کے استقبال کے لیے گیا۔ (ابوداؤد و صحیح بخاری اور یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں) صحیح بخاری میں یہ الفاظ ہیں کہ ہم بچوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے استقبال کے لیے ثنیۃ الوداع تک گئے۔

تخریج حدیث (۱۳۳۷): سنن ابی داؤد، آخر کتاب الجہاد، باب فی التلقی . صحیح البخاری، اول باب فی

کتاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی کسری و قیصر .

کلمات حدیث: ثنية الوداع: مدینہ منورہ کے قریب ایک مقام۔

شرح حدیث: غزوہ تبوک آخری غزوہ ہے جس میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے یہ غزوہ ۹ھ میں رجب کے مہینے میں حجۃ الوداع سے پہلے ہوا۔ تبوک مدینہ منورہ اور دمشق کے درمیان ایک مقام کا نام ہے۔ جب آپ ﷺ کے تبوک سے واپسی کی اطلاع مدینہ

منورہ پہنچی تو جو لوگ ساتھ نہیں گئے اور پیچھے رہ گئے تھے اور وہ بچے آپ ﷺ کے استقبال کے لیے مدینہ منورہ سے باہر ثنیۃ الوداع کے مقام تک گئے۔ اس حدیث کے راوی سائب بن یزید بھی اس وقت بچوں میں شامل تھے اور بچوں کے ساتھ مل کر آپ ﷺ کے استقبال کے لیے گئے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بستی سے باہر جا کر جہاد سے ایسے آنے والے مجاہدین کا استقبال کرتا ہے۔

(فتح الباری: ۲/۲۱۷۔ ارشاد الساری: ۶/۵۵۶)

جہاد سے جی چرانے والا موت سے پہلے مصیبت میں گرفتار ہوگا

۱۳۳۸۔ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ لَمْ يَغْزُ، أَوْ يُجَاهِدْ غَازِيًا أَوْ يُخَلِّفَ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ، أَصَابَهُ اللَّهُ بِقَارِعَةٍ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ!" (۱۳۳۸) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے نہ جہاد کیا نہ کسی غازی کو سامان تیار کر کے دیا یا کسی غازی کے پیچھے اس کے گھر والوں کی بہتر دیکھ بھال نہیں کی تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت سے پہلے کسی بڑی مصیبت یا حادثہ سے دوچار کرے گا۔ (ابوداؤد سند صحیح)

تخریج حدیث (۱۳۳۸): سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب کراہیۃ ترک الغزو۔

کلمات حدیث: القارعة: بڑی مصیبت یا حادثہ عظیم۔

شرح حدیث: امت مسلمہ کا اجتماعی طور پر اور ہر مسلمان کا انفرادی طور پر یہ فرض بنتا ہے کہ وہ جہاد سے اعراض اور غفلت نہ برتیں بلکہ جہاد کرنے والے مجاہدین کی ضروریات اور ان کے تقاضوں کو پورا کریں اور ان کی تکمیل کریں۔ ایسا مسلمان جو جہاد میں بھی شرکت نہ کرے جہاد کا کوئی سامان بھی کسی مجاہد کو فراہم نہ کرے اور جہاد پر جانے والوں کے اہل خانہ کی دیکھ بھال بھی نہ کرے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے جہاد سے کوئی غرض اور مطلب نہیں ہے۔ اس شخص کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی اسے بے توجہی اور اعراض کی سزا دیں گے۔

(روضة المتقين: ۳/۳۳۱۔ دلیل الفالحین: ۴/۱۳۰۔ ریاض الصالحین (صلاح الدین) ۲/۲۸۳)

جان و مال سے مشرکین کے خلاف جہاد کرو

۱۳۳۹۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَالسِّيَاقُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ!

(۱۳۳۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مال سے اپنی جان سے اور اپنی زبان سے مشرکین سے جہاد کرو۔ (ابوداؤد سند صحیح)

تخریج حدیث (۱۳۳۹):

سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب کراہیۃ ترک الغزو .

شرح حدیث: حدیث مبارک میں جہاد کی تین قسمیں بیان ہوئی ہیں۔ جہاد بالمال، جہاد بالنفس اور جہاد باللسان۔ یعنی اللہ کے راستے اور اللہ کے دین کے فروغ و اشاعت کے لیے، اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے اپنے مال صرف کرنا۔ جہاد میں شرکت کر کے جان کا نذرانہ اللہ کے حضور پیش کرنا اور دین کے خلاف ہونے والے اعتراضات کو دلائل کے ساتھ تحریراً اور تقریراً رد کرنا اور دین کا صحیح علم لوگوں تک پہنچانا۔ (روضۃ المتقین: ۳۳۲/۳۔ دلیل الفالحین: ۴/۱۳۰)۔

آپ ﷺ دن کے ابتدائی حصہ میں دشمن پر حملہ کرتے تھے

۱۳۵۰۔ وَعَنْ أَبِي عَمْرٍو وَيُقَالُ أَبُو حَكِيمٍ النُّعْمَانُ بْنُ مُقَرِّنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ آخِرَ الْقِتَالِ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ، وَتَهْبُ الرِّيحُ، وَيَنْزِلَ النَّصْرُ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ!

(۱۳۵۰) حضرت نعمان بن مقرن جن کی کنیت ابوعمرو یا ابو حکیم ہے فرماتے ہیں کہ میں جہاد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہا۔

آپ ﷺ اگر دن کے اول حصے میں لڑائی کا آغاز نہ کرتے تو پھر زوال تک لڑائی کو مؤخر فرماتے یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے، ہوائیں چلنے لگیں اور نصرت نازل ہو جائے۔ (ابوداؤد اور ترمذی، ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۱۳۵۰):

سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب ای وقت يستحب اللقاء . الجامع للترمذی، ابواب

السیر، باب ما جاء فی الساعة التي يستحب فیها القتال .

شرح حدیث: حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کے ساتھ غزوات میں شرکت کی آپ ﷺ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ اگر اوّل نہار قتال کا آغاز نہ کرتے تو زوال شمس کا انتظار فرماتے کہ ہوائیں چل جائیں اور نصرت نازل ہو جائے۔ یہ تاخیر رسول اللہ ﷺ اس لیے فرماتے کہ نماز ظہر کا وقت ہو جائے اور قبولیت دعاء کا وقت ہو جائے۔ ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہر وقت وقت قبولیت دعاء ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کو قبولیت دعاء کے خاص اوقات سے مطلع کیا گیا تھا تو آپ ﷺ ان اوقات کا انتظار فرمایا کرتے تھے اور کچھ علامات تھیں جن کو آپ ﷺ ملحوظ رکھا کرتے تھے۔ مثلاً: آخر شب ہونا، بارش ہونا، دشمن کے بالقتال ہونا، لیلۃ القدر ہونا، جمعہ کی ساعت ہونا، سجدے کی حالت میں ہونا اور ضرورت اور احتیاج کے وقت دعاء کا قبول ہونا۔

لڑائی کے وقت ثابت قدم رہو

۱۳۵۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ فَإِذَا لَقِيتُمْ فَاصْبِرُوا يُمْتَثِقْ عَلَيْهِ .

(۱۳۵۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دشمن سے لڑنے کی تمنا نہ کرو لیکن جب

آمناسامنا ہو جائے تو ثابت قدمی اختیار کرو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۵۱): صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب لا تتمنوا لقاء العدو . صحیح مسلم، کتاب

الجہاد، باب کراہیۃ تمنی لقاء العدو .

شرح حدیث: ابن بطال فرماتے ہیں کہ انسان کو مستقبل کی کوئی خبر نہیں ہے اس لیے مسلمان کا دشمن سے مقابلے کی تمنا کرنا درست

نہیں کہ یہ معلوم نہیں ہے کہ جنگ کی صورت میں کیا حالات پیش آئیں گے چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ

ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ کی طرف سے عافیت نصیب ہو اور میں شکر کروں یہ زیادہ بہتر ہے اس سے کہ میں ابتلاء میں ڈالا جاؤں اور صبر

کروں۔ خود اسی حدیث میں ارشاد ہے کہ اللہ سے عافیت طلب کرو، لیکن اگر جنگ کی آزمائش سے دوچار ہو جاؤ تو جم کر مقابلہ کرو۔ یہ

حدیث اس سے پہلے (۱۳۲۵) میں آچکی ہے۔ (روضۃ المتقین: ۳/۳۳۴۔ دلیل الفالحین: ۴/۱۳۱)

جنگ چال بازی ہے

۱۳۵۲. وَعَنْهُ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الْحَرْبُ خَدْعَةٌ

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۳۵۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جنگ دھوکہ

ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۵۲): صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب الحرب خدعة . صحیح مسلم، کتاب الجہاد،

باب جواز الخداع فی الحرب .

کلمات حدیث: خدعة: جنگی چال۔ ایک امر کا اظہار کرنا اور اس کے برخلاف بات کو چھپانا۔

شرح حدیث: سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے یہ جملہ کہ "الحرب خدعة" جنگ خدق میں فرمایا۔ خدعة کا مطلب ہے کہ ایسی

چال چلتا جس سے دشمن مغالطہ میں پڑ جائے اور اسے مسلمانوں کے اصل مقاصد اور عزائم کا علم نہ ہو سکے نیز خود کافروں اور دشمنوں کی

چالوں اور ان کے فکر کو سمجھ کر ان کے مقابلے کی مناسب تدبیر اختیار کرنا۔ غرض ایسی جنگی تدبیر جن سے فتح و کامیابی کے حصول میں سہولت

اور اس کے نقصانات سے بچنے کے امکانات پیدا ہوں نہ صرف یہ کہ جائز بلکہ خوب تر ہے۔

(فتح الباری: ۲/۲۰۴۔ شرح مسلم للنووی: ۱۲/۴۰۔ عمدة القاری: ۱۴/۳۸۲)



(الباب ۲۳۵)

بَابُ بَيَانِ جَمَاعَةٍ مِنَ الشُّهَدَاءِ فِي ثَوَابِ الْآخِرَةِ وَيُغْسَلُونَ وَيُصَلَّى عَلَيْهِمْ
بِخِلَافِ الْقَتِيلِ فِي حَرْبِ الْكُفَّارِ

ان شہداء کا بیان جو آخری جزاء کے اعتبار سے شہید ہیں لیکن انہیں غسل دیا جائے گا
اور ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی برعکس اس شہید کے جو کافروں کے ساتھ جنگ میں شہید ہوا ہو

شہداء کی قسمیں

۱۳۵۳. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الشُّهَدَاءُ
خَمْسَةٌ الْمَطْعُونُ وَالْمَبْطُونُ، وَالْغَرِيقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ، وَالشَّهِيدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ"
(۱۳۵۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شہید پانچ ہیں۔ طاعون سے مرنے والا،
پیٹ کی بیماری سے مرنے والا، ڈوب کر مرنے والا، ڈب کر مرنے والا اور اللہ کی راہ میں شہید ہونے والا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۵۳): صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب الشهادة سبع سوى القتل. صحيح مسلم، كتاب
الامارة، باب بيان الشهداء.

کلمات حدیث: مطعون: وہ آدمی جو طاعون میں مر جائے۔ مبطون: وہ آدمی جو پیٹ کی کسی بیماری میں مر جائے۔ بطن: پیٹ
جمع بطنون. صاحب الهدم: وہ آدمی جو کسی مکان یا عمارت کے نیچے ڈب کر مر جائے۔ هدم هدم (باب ضرب) گرانہ۔ انهدام:
(باب انفعال) گرانہ۔

شرح حدیث: شہداء شہید کی جمع ہے، شہید کو شہید اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جنت کی
گواہی دی ہے یا اس لیے کہ اس کے رحمت کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں یا اس لیے کہ وہ معرکہ کارزار میں حاضر ہوتا ہے اور جان کا نذرانہ
پیش کرتا ہے۔

اس حدیث مبارک میں پانچ شہداء کا ذکر ہے جن میں سے ایک تو شہید فی سبیل اللہ ہے اور باقی چار وہ ہیں جو آخرت کے اجر و ثواب
کے اعتبار سے شہید ہیں۔ ایک اور حدیث میں سات کی تعداد بتائی گئی ہے یعنی اس میں دو مردہ افراد کا ذکر کیا گیا جن کو روز قیامت شہداء کی
طرح اجر و ثواب ملے گا ایک وہ عورت جو حمل کی حالت میں یا وضع حمل میں مر جائے اور وہ آدمی جو ذات المحب کی بیماری میں مر جائے۔
امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شہید فی سبیل اللہ کے علاوہ جن لوگوں کا بطور شہداء کے ذکر ہوا وہ آخرت کے اجر و ثواب کے اعتبار
سے شہداء میں شمار کیے گئے ہیں یعنی آخرت میں ان کو وہ اجر و ثواب ملے گا جو شہیدوں کو عطا ہوگا۔ لیکن جہاں تک دنیاوی احکام کا تعلق ہے
انہیں غسل بھی دیا جائے گا اور ان کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔

یہ اللہ سبحانہ کا امت مسلمہ پر انعام ہے اور اس کا فضل و احسان ہے کہ اس نے مسلمان کے لیے حادثاتی موت کو گناہوں کا کفارہ اور آخرت کے درجات کی بلندی کا ذریعہ بنادیا۔

(فتح الباری: ۵۲۵/۱ - روضة المتقین: ۳۳۶/۳ - ریاض الصالحین (صلاح الدین) ۲/۲۸۶)

شہید حکمی کی اقسام

۱۳۵۴. وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَاتُودُونَ الشَّهْدَاءُ فِيكُمْ؟" قَالُوا: يَارَسُولَ اللَّهِ مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ شَهِيدٌ. قَالَ: "إِنْ شَهِدَ آءُ أُمَّتِي إِذَا لَقِيتُ! قَالُوا: فَمَنْ يَارَسُولَ اللَّهِ قَالَ: مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ شَهِيدٌ! وَمَنْ مَاتَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ شَهِيدٌ! وَمَنْ مَاتَ فِي الطَّاعُونَ فَهُوَ شَهِيدٌ! وَمَنْ مَاتَ فِي الْبَطْنِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَالْغَرِيقُ شَهِيدٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ!!

(۱۳۵۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے لوگوں میں کسے شہید شمار کرتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے وہ شہید ہے اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح تو میری امت میں شہداء کم ہوں گے، انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پھر شہید کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائے وہ شہید ہے، جو اللہ کے راستے میں مرجائے وہ شہید ہے، جو طاعون میں مرجائے وہ شہید ہے، جو پیٹ کی بیماری میں مرجائے وہ شہید ہے، اور جو ڈوب کر مرجائے وہ شہید ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۵۴): صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب بیان الشهداء.

کلمات حدیث: مَا تَعْدُونَ الشَّهْدَاءَ فِيكُمْ: تم اپنے مرنے والوں میں سے کس کس کو شہید شمار کرتے ہو، تم کن لوگوں کو شہید گنتے ہو۔ عدد اُداً (باب نصر) شمار کرنا۔ گنتا۔

شرح حدیث: اللہ کے راستے میں مز جانے سے مراد طبعی موت مرنا ہے یعنی اگر مجاہد اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے جا رہا ہے اور جہاد سے پہلے ہی اسے طبعی موت آگئی یا گھوڑے سے گر کر مر گیا تو وہ بھی شہید ہے۔

(روضۃ المتقین: ۳۳۷/۳ - ریاض الصالحین (صلاح الدین): ۲/۲۸۶ - دلیل الفالحین: ۴/۱۳۲)

جوامال کی حفاظت کرتے ہوئے مرجائے وہ بھی شہید ہے

۱۳۵۵. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۳۵۵) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنے مال کی

حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۵۵): صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب من قتل دون ماله . صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی أن من أخذ مال غیره .

کلمات حدیث: دون ماله : علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دون اصل میں ظرف مکان ہے جو تحت (نیچے) کے معنی میں آتا ہے۔ جو آدمی اپنے مال کا دفاع کرتا ہے اس وقت اس کا مال یا تو اس کے نیچے ہوتا ہے یا پیچھے ہوتا ہے۔

شرح حدیث: اگر کسی مسلمان کا مال کوئی ناحق لینا چاہیے اور وہ مسلمان اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث دلیل ہے کہ اس بات کی کہ اگر کوئی شخص بغیر حق کے کسی کا مال چھینے تو اسے قتل کرنا جائز ہے، خواہ مال قلیل ہو یا کثیر۔ جمہور فقہاء کی یہی رائے ہے، جبکہ بعض فقہاء مالکیہ کے نزدیک اگر مال تھوڑا ہو تو چھیننے والے کا قتل جائز نہیں ہے۔ (فتح الباری: ۲/۲۴۰ - روضة المتقین: ۳/۳۳۸ - دلیل الفالحین: ۴/۱۳۴)



جوجان کی حفاظت کرتے ہوئے مر جائے وہ بھی شہید ہے

۱۳۵۶. وَعَنْ أَبِي الْأَعْوَرِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ نَفِيلٍ، أَحَدِ الْعَشْرَةِ الْمَشْهُودِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ دِينِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ، وَمَنْ قُتِلَ دُونَ أَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۱۳۵۶) حضرت ابوالاعور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل جو ان دس صحابہ میں سے ہیں جن کو جنت کی خوشخبری دی گئی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا وہ شہید ہے اور جو اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا وہ شہید ہے۔ جو اپنے دین کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا وہ شہید ہے اور جو اپنے گھر والوں کی حفاظت کرتے ہوئے مارا گیا وہ شہید ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۱۳۵۶): سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی قتال اللصوص .

کلمات حدیث: العشرة المشهود لهم بالجنة : وہ دس صحابہ جن کے بارے میں جنت کی شہادت دی گئی، وہ دس صحابہ جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جنتی ہیں۔ عشرہ مبشرہ بالجنة .

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے اپنے اصحاب میں سے متعدد صحابہ کرام کو جنت کی بشارت دی لیکن جن حضرات کو ایک ہی موقع پر جنت کی خوشخبری سنائی وہ دس ہیں، جنہیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے اور وہ یہ ہیں:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور اس حدیث کے راوی حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ابن الملک فرماتے ہیں کہ علماء کرام کی رائے یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے مال پر جان پر اور اس کے بیوی بچوں پر کوئی ظالم تعدی کرے تو اسے اپنے دفاع کا حق حاصل ہے اور اگر اسے اس کے لیے لڑنا بھی پڑے تو وہ قتال بھی کر سکتا ہے اور اگر وہ مدافعت کرتے ہوئے مارا جائے تو وہ شہید ہے۔ (روضۃ المتقین: ۳/۳۳۸ - دلیل الفالحین: ۴/۱۳۵ - ریاض الصالحین (صلاح الدین) ۲/۸۷)

ڈاکو جہنمی ہے

۱۳۵۷. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ جَاءَ رَجُلٌ يُرِيدُ أَخَذَ مَالِي؟ قَالَ: "فَلَا تُعْطِهِ مَالَكَ قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلَنِي؟ قَالَ: "قَاتِلْهُ"، قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلَنِي؟ قَالَ: "فَأَنْتَ شَهِيدٌ" قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلْتُهُ؟ قَالَ: "هُوَ فِي النَّارِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۱۳۵۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اگر کوئی آئے اور میرا مال چھینے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اسے اپنا مال مت دے۔ اس نے دریافت کیا کہ اگر وہ مجھ سے لڑنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ تو بھی اس سے مقابلہ کر۔ اس نے کہا کہ اگر وہ مجھے قتل کر دے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو شہید ہے۔ اس نے کہا کہ اگر میں اسے قتل کر دوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جہنم میں جائے گا۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۵۷): صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من قصد اخذ.

شرح حدیث: اسلام نے ہر انسان کی جان، مال اور عزت و آبرو محترم قرار دیا ہے اور بغیر حق کے ان میں کسی پر کوئی زیادتی جائز نہیں ہے اور زیادتی کرنے والا ظالم ہوگا اور اللہ کے یہاں گنہگار اور دنیا میں قابل سزا ہوگا۔ اگر کوئی شخص کسی کا مال زبردستی چھینے اور اسے لوٹے تو اسے حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مال کا دفاع کرے اگر اس مدافعت میں وہ مارا گیا تو شہید ہے اور اگر اس نے حملہ آور کو مار دیا تو یہ حملہ آور جہنمی ہے۔

اپنی جان، مال اور عزت اور اپنے گھر والوں کی حفاظت میں مارا جانے والا حکماً شہید ہے اس لیے اس کو غسل بھی دیا جائے گا اور نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۲/۱۳۸ - روضۃ المتقین: ۳/۳۳۹)



بَابُ فَضْلِ الْعِتْقِ غلاموں کو آزاد کرنے کی فضیلت

۲۹۴. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿فَلَا أَفْخَمَ الْعَقَبَةُ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝ فَكُ رَقَبَةً ۝﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

”پس وہ دشوار گزار گھاٹی میں داخل نہیں ہوا اور تجھے کیا معلوم کہ گھاٹی کیا ہے؟ گردن کا آزاد کرنا ہے۔“ (البلد)

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا اور اپنے احسانات سے سرفراز فرمایا لیکن اس قدر انعام و اکرام اور جملہ اسباب ہدایت کی موجودگی میں اسے توفیق نہ ہوئی کہ وہ دین کی گھاٹی پر آدھمکتا اور مکارم اخلاق کے راستوں کو طے کرتا ہو افروز و فلاح کے بلند مقامات کے پر پہنچ جاتا۔ دین کے احکام چونکہ انسانی خواہشات نفس کے برخلاف ہیں اس لیے ان پر عمل کرنے کو گھاٹی سے تعبیر فرمایا۔ ان احکام میں سے ایک اہم حکم غلاموں کو آزاد کرنا ہے۔

رسول کریم ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری سے پہلے ہی غلامی کا رواج ساری دنیا میں چھایا ہوا تھا اسلام نے اس رواج کو یکفخت ختم کرنے کی بجائے تدریجاً ختم فرمایا کہ غلاموں کی آزادی کا بہت اجر و ثواب بیان فرمایا مختلف مقامات پر غلاموں کو بطور کفارہ آزادی کا حکم فرمایا اور غلاموں کے ساتھ حسن سلوک بہتر برتاؤ اور اچھے تعلق رکھنے کا حکم فرمایا کہ ان کو وہی کھلاؤ جو تم خود کھاؤ اور ان کے ساتھ محبت، مہربانی اور شفقت سے پیش آؤ۔

غرض ایسی متعدد ہدایات اور احکام جاری فرمائے جن سے رفتہ رفتہ غلامی کا خاتمہ ہو گیا بلکہ غلام اسلامی سوسائٹی میں جذب ہو کر اسلامی تہذیب و ثقافت کا ایک قابل فخر حصہ بن گئے اور ان غلاموں کے سلسلے سے ایسے ماہر اور عبقری علماء پیدا ہوئے کہ آزادی بھی اس غلام پر قربان ہو جائے۔

(معارف القرآن۔ تفسیر عثمانی۔ روضة المتقین: ۳۳۹/۳۔ ریاض الصالحین (صلاح الدین) ۲/۲۸۷)

غلام آزاد کرنے کے بدلہ میں جہنم سے نجات ملے گی

۱۳۵۸. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ”مَنْ

أَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً أَعْتَقَ اللَّهُ بِكُلِّ غُضُوٍّ مِنْهُ غُضُوًّا مِنْهُ مِنَ النَّارِ حَتَّىٰ فَرَجَهُ، فَرَجُهُ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۳۵۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ جس نے

ایک مسلمان کی گردن آزادی اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے اس کے ہر عضو کو جہنم سے آزاد فرمادیں گے حتیٰ کہ شرمگاہ بھی شرمگاہ کے

بدلے میں جہنم کے عذاب سے نجات پا جائے گی۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۵۸): صحیح البخاری، الکفارات، باب قول اللہ تعالیٰ او تحریر رقبہ۔ صحیح مسلم، کتاب العتق، باب فضل العتق۔

کلمات حدیث: لکل عضو منہ: غلام آزاد کرنے والے کے جسم کا ہر عضو غلام کے ہر عضو کے بدلے جہنم کی آگ سے محفوظ کر دیا جائے گا۔

شرح حدیث: قرآن کریم میں غلام کے آزاد کرنے کی بڑی فضیلت بیان ہوئی اور مختلف مواقع پر غلاموں کو آزاد کرنے کا حکم دیا ہے اسی طرح متعدد احادیث نبوی ﷺ میں غلاموں کو آزاد کرنے کی فضیلت اور اس عمل کا اجر و ثواب بیان کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام نے غلاموں کو بکثرت آزاد کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غلاموں کے مالکوں کو غلاموں کی قیمت ادا کرتے اور خریدتے ہی ان کو آزاد کر دیتے تھے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تیس ہزار غلاموں کو آزاد فرمایا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک ہزار سے زائد غلام آزاد کیے اور بعض صحابہ کرام کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے ایک دن میں آٹھ ہزار غلاموں کو آزاد کیا۔ (فتح الباری: ۱/۳۳۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۰/۱۲۹۔ روضة المتقین: ۳/۳۴۰۔ نزہۃ المتقین: ۲/۲۵۷)

قیمتی غلام آزاد کرنے میں زیادہ فضیلت ہے

۱۳۵۹۔ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: "الْإِيمَانُ بِاللَّهِ، وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ" قَالَ: قُلْتُ: أَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: "أَنْفُسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا وَأَكْثَرُهَا ثَمَنًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۳۵۹) حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان باللہ اور جہاد فی سبیل اللہ میں نے عرض کیا کون سی گردن کو آزاد کرانا افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ غلام جو مالک کی نظر میں اعلیٰ اور قیمت میں گراں ہو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۵۹): صحیح البخاری، کتاب العتق، باب ای الرقاب افضل۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب کون الایمان باللہ تعالیٰ افضل الاعمال۔

کلمات حدیث: ای الرقاب افضل: غلاموں سے کس غلام کے آزاد کرنے کی زیادہ فضیلت ہے۔ رقبہ: جمع رقبہ: گردن مراد غلام۔

شرح حدیث: ایمان تمام اعمال صالحہ کی اساس اور ان کی روح ہے ایمان کے بغیر نہ کوئی عمل صالح بنتا ہے اور نہ ہی وہ اللہ کے یہاں مقبول ہے اس لیے ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کا افضل الاعمال ہونا بالکل واضح اور ظاہر ہے اور اس میں کوئی خفا نہیں ہے۔ قرآن

کریم میں ارشاد ہے کہ:

﴿لَنْ نَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾

”تم ہرگز نیکی حاصل نہ کر پاؤ گے یہاں تک کہ تم اپنی پسندیدہ اشیاء کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔“ (آل عمران: ۹۲)

اسی بنیاد پر فرمایا کہ غلاموں میں سے اس غلام کو آزاد کرنا زیادہ فضیلت کا کام ہے جو مالکوں کی نظر میں بہت اعلیٰ اور نفیس ہو اور بازار میں اس کی قیمت زیادہ ہو۔ جس طرح غلام کو آزاد کرنا ہے اسی طرح مقروض کا قرض ادا کر کے اس کا قرض چھڑانا اور جو کسی وجہ سے مالی بوجھ تلے دب گیا ہو اس کی گردن سے یہ بوجھ اتار دینا بھی بہت فضیلت اور اجر و ثواب کا کام ہے اور ﴿فَكَرَبَّةٍ ۝۱۳﴾ گردن چھڑانا میں داخل ہے۔

یہ حدیث اس سے پہلے باب بیان کثرۃ طرق الخیر میں گزر چکی ہے۔

(روضة المتقين: ۳/۳۴۱۔ دلیل الفالحین: ۴/۱۳۹۔ ریاض الصالحین (صلاح الدین) ۲/۲۸۹)



بَابُ فَضْلِ الْإِحْسَانِ إِلَى الْمَمْلُوكِ غلاموں سے حسن سلوک کی فضیلت

چند حقوق العباد کا ذکر

۲۹۵. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿وَأَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ
وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ
أَيْمَانُكُمْ﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

”اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھراؤ اور والدین کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، رشتے دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی، پاس رہنے والے اور مسافر کے ساتھ اور ان کے ساتھ جن کے تمہارے دائیں ہاتھ مالک ہوئے یعنی غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔“ (النساء: ۳۶)

تفسیری نکات: ایک اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ نیز تمام رشتہ دار پڑوسیوں اور جملہ متعلقین کے ساتھ حسن سلوک کرو اور غلاموں کے ساتھ بھی حسن سلوک کرو۔ (معارف القرآن، تفسیر عثمانی)

جو خود کھائے غلام کو وہی کھلائے

۱۳۶۰. وَعَنِ الْمَعْرُودِ بْنِ سَوْدٍ قَالَ : رَأَيْتُ أَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ وَعَلَى غُلَامِهِ مِثْلُهَا
فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ، فَذَكَرَ أَنَّهُ سَابَ رَجُلًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعِيرَهُ بِأَمْرِهِ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ “إِنَّكَ أَمْرُو فِينَا جَاهِلِيَّةٌ” هُمْ إِخْوَانُكُمْ، وَخَوْلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللَّهُ
تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيَلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا تَكْلِفُوهُمْ مَا
يَغْلِبُهُمْ فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعِينُوهُمْ” مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۳۶۰) حضرت معرود بن سويد سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک عمدہ حلہ پہنا ہوا اور ان کے غلام نے بھی انہی جیسا پہنا ہوا تھا۔ میں نے ان سے اس سلسلے میں دریافت کیا تو انہوں نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص کو برا بھلا کہا اور اس کی ماں کی نسبت سے اسے عار دلوائی۔ اس پر نبی کریم ﷺ

نے فرمایا کہ تم ایسے آدمی ہو کہ تمہارے اندر جاہلیت کا اثر موجود ہے۔ وہ تمہارے بھائی ہیں اور تمہارے خدمت گار ہیں اللہ نے انہیں تمہارے ماتحت بنا دیا ہے۔ جس کا بھائی اس کے ماتحت ہو وہ اس کو وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے اور ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالو اور اگر ایسے کام ان کے سپرد کرو تو خود بھی ان کی مدد کرو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۶۰): صحیح البخاری، کتاب العتق، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم العبيد اخوانکم۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اطعام المملوک مما یأکل۔

کلمات حدیث: حوالکم: تمہارے مددگار۔ فتح الباری میں ہے کہ غلام کو خول اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ کاموں کی اصلاح کرتے اور انہیں درست کرتے ہیں۔

شرح حدیث: حضرت معمر بن سوید تابعی ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک حلہ پہنا ہوا ہے اور اسی طرح کا ان کے غلام نے پہنا ہوا ہے میں نے ان سے اس کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کسی کو برا بھلا کہہ دیا تھا اور اسے اس کی ماں کی نسبت عار دلانی تھی، اور یہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے جو مؤذن رسول ﷺ تھے، جنہیں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے ابن السوداء (کالی عورت کا بیٹا) کہہ کر پکارا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر انہیں تنبیہ فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تمہارے اندر ابھی تک جاہلیت کا اثر موجود ہے کہ کسی کو اس کے نسب سے عار دلانا شیوہ جاہلیت ہے اخلاقی اسلام نہیں ہے۔ اس پر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرہ مبارک زمین پر رکھ دیا اور کہا کہ جب تک بلال رضی اللہ عنہ میرے چہرے پر اپنا پیر نہیں رکھ دیں گے میں اپنا رخسار زمین پر سے نہیں اٹھاؤں گا۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ غلام تمہارے بھائی اور تمہارے مددگار ہیں ان کو وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور وہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو۔ اسلام نے غلاموں اور مجبوروں کے ساتھ ہمدردی اور حسن سلوک پر بہت زور دیا ہے۔ اس کے پیش نظر ہر طرح کے ملازمین اور خادموں کے ساتھ ہمدردی اور اخوت کا معاملہ کرنا چاہیے۔

نیز ارشاد فرمایا کہ غلاموں پر اتنا بوجھ نہ ڈالو جسے برداشت کرنا ان کے لیے مشکل ہو بلکہ جو کام انہیں بتاؤ اس میں خود ان کی مدد کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ ملازموں اور مزدوروں پر بھی اتنا بوجھ نہ ڈالا جائے جسے وہ برداشت نہ کر سکیں اور اگر ان سے کوئی دشوار کام لیا جائے تو خود ان کا ہاتھ بٹانا چاہیے اور ان کی مدد کرنی چاہیے۔

اسلام آجر اور اجر آقا اور غلام اور مالک اور مزدور کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیتا ہے اور ان کو باہم ہمدرد، غمگسار، معاون اور مددگار بننے کی تلقین کرتا ہے اور آپس میں ایک دوسرے کو انسانی حقوق کی ادائیگی اور حسن سلوک کی تعلیم دیتا ہے کہ اسلام میں شرف و فضل کا معیار دنیا اور دنیاوی مسائل کی فروانی نہیں ہے بلکہ صرف اور صرف تقویٰ ہے۔

(فتح الباری: ۵۵/۱۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۱۰/۱۱۔ تحفة الأحوذی: ۶۴/۶۔ ریاض الصالحین (صلاح

الدین) ۲/۲۹۰۔ ارشاد الساری: ۱۶۷/۱۔ عمدة القاری: ۱/۳۲۴)

خادم کو بھی کھانے میں شریک کر لینا چاہیے

۱۳۶۱. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَإِنْ لَمْ يُجْلِسْهُ مَعَهُ، فَلْيُنَا وَلَهُ لُقْمَةٌ أَوْ لُقْمَتَيْنِ أَوْ أَكْلَتَيْنِ فَإِنَّهُ وَلِيَّ عِلَاجِهِ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

”الْأَكْلَةُ“ بِضَمِّ الِهْمْزَةِ! وَهِيَ اللَّقْمَةُ!

(۱۳۶۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے پاس اس کا خادم کھانا لے کر آئے تو اگر وہ اسے اپنے ساتھ بٹھا کر نہ کھلائے تو کم از کم ایک دولقمہ ہی دیدے کہ اس نے ہی اس کھانے کو لانے کی زحمت برداشت کی ہے۔ (بخاری)

اکلہ: بمعنی لقمہ۔

تخریج حدیث (۱۳۶۱): صحیح البخاری، کتاب الاطعمہ، باب الاکل مع الخادم . صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اطعام المملوک مما یأکل .

شرح حدیث: اسلام نے تمام انسانوں کو برابر قرار دیا ہے کسی عجمی کو عربی پر اور کسی گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں ہے سب ایک آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے۔ اس لیے اسلامی اخلاق یہ ہے کہ خادموں اور زیر دستوں کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے انہیں وہی کھانا دیا جائے جو مالک خود کھاتا ہے وہی کپڑا پہنایا جائے جو مالک خود پہنتا ہے اور جب خادم کھانا لے کر آئے تو اسے اپنے ساتھ کھلائے ورنہ ایک دولقمہ ہی اسے دیدے۔ ترمذی رحمہ اللہ کی حدیث میں ہے کہ خادم کو اپنے پاس بٹھا کر کھلائے اگر وہ نہ کھائے تو اسے وہ لقمہ دیدے جو اس کے ہاتھ میں ہو اور مسند احمد بن حنبل رحمہ اللہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب تمہارا خادم کھانا لے کر آئے تو صاحب طعام کو چاہیے کہ اسے اپنے قریب بٹھائے یا اسے ایک لقمہ دیدے، وجہ یہ ہے کہ اس خادم نے کھانا تیار کرنے کی کلفت برداشت کی ہے اسے پکایا ہے اور پکانے میں گرمی اور دھواں برداشت کیا ہے اور اگر صرف لا کر سامنے رکھا ہے تب بھی اس نے زحمت برداشت کی جو مالک کے حسن سلوک کی تقاضی ہے۔

(فتح الباری: ۴۵/۲ - روضة المتقین: ۳/۳۴۳ - دلیل الفالحین: ۴/۱۴۱)



بَابُ فَضْلِ الْمَمْلُوكِ الَّذِي يُؤَدِّي حَقَّ اللَّهِ وَحَقَّ مَوْلَاهُ اللَّهُ تَعَالَى كَأَوَّلِ حَقِّهِ اَدَاكَرْنِے وَاَلْے غلام كِی فضیلت

۱۳۶۲. عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهِ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ اللَّهِ، فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۳۶۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو غلام اپنے آقا سے مخلص رہا اور اچھی طرح اللہ کی عبادت کی اس کو دھرا اجر ملے گا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۶۲): صحیح البخاری، کتاب العنق، باب العبد اذا احسن عبادة ربه. صحیح مسلم، کتاب الايمان، باب ثواب العبد واجره اذا نصح لسيده.

کلمات حدیث: نصح لسيده: اپنے مالک کے ساتھ خیر خواہی کا رویہ اختیار کیا۔ اس کے خلوص کے ساتھ خدمت کی اور اس کے مال کی حفاظت کی اور ہر معاملہ میں اس کی بھلائی چاہی۔ أحسن عبادة الله: اللہ کی بہت اچھی طرح بندگی کی اللہ کی عبادت خلوص اور حسن نیت کے ساتھ اس کے تمام آداب اور جملہ شرائط کے ساتھ خالصتاً رضاء الہی کے ساتھ کی۔

شرح حدیث: علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر غلام یا خادم نے ان دونوں فرائض کو خوش اسلوبی سے اور عمدگی سے ادا کیا جو اس پر اس کے مالک کی طرف سے اور اس کے خالق کی طرف سے عائد ہوتے ہیں اس کا اجر اس بندہ آزاد سے دگنا ہوگا جو صرف اللہ کی بندگی میں مصروف ہے۔

مقصود حدیث یہ ہے کہ اگر خادم اپنے مالک کی خلوص کے ساتھ اور اس کی خیر خواہی کے ساتھ اس کی اطاعت اور تابعداری کرتا ہے اور اس کے ساتھ وہ اللہ کے مقرر کردہ تمام فرائض اور جملہ واجبات کو بحسن و کمال ادا کرتا ہے تو اللہ رب العزت اسے دھرا اجر عطا فرمائیں گے۔

(عمدة القاري: ۱۵۴/۱۳ - فتح الباري: ۴۵/۲ - شرح صحيح مسلم للنووي: ۱۱۲/۱۲ - روضة المتقين: ۳۴۵/۳)

حقوق اداء کرنے والے غلام کو دھرا جر ملتا ہے

۱۳۶۳. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوكِ الْمُضْلِحِ أَجْرَانِ" وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ لَوْلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَالْحَجُّ وَبِرْأَمِي، لَا حَبِيبُ أَنْ أَمُوتَ وَأَنَا مَمْلُوكٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۳۶۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس غلام کے جو اپنے آقا کا خیر خواہ ہو

اجر ہیں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں ابو ہریرہ کی جان ہے اگر جہاد فی سبیل اللہ، حج اور اپنی ماں سے حسن سلوک کا معاملہ نہ ہوتا تو میں پسند کرتا کہ میں مرتے وقت کسی کا مملوک ہوتا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۶۳): صحیح البخاری، کتاب العتق، باب العبد اذا احسن۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ثواب العبد واجرہ۔

کلمات حدیث: المصلح: صلح جو، اصلاح پسند، مالک کا کام خوش اسلوبی اور عمدگی سے کرنے والا۔
شرح حدیث: حدیث مبارک میں مصلح کا لفظ ہے جبکہ بخاری کی روایت میں صالح کا لفظ آیا ہے اور صالح وہ ہے جس کے اللہ سے احوال درست ہوں یعنی عبادات اور فرائض کی ادائیگی اور ان کے اہتمام اور یاد الہی سے اللہ اور بندے کا تعلق استوار ہو۔ اور مصلح وہ ہے جس کے اپنے احوال بھی اللہ سبحانہ کے ساتھ درست ہوں اور دوسروں کے بھی اصلاح احوال کے لیے کوشاں ہو۔ ظاہر ہے کہ مصلح کا درجہ صالح سے بڑھا ہوا ہے کیونکہ کار اصلاح انبیاء کا کام ہے۔

عمدہ بات یہ ہے کہ امت میں مصلحین کا عمل جاری رہے کہ ان کے کام اور ان کے وجود کی برکت سے اللہ تعالیٰ مصائب دور فرما دیتے ہیں اور آفات ٹال دیتے ہیں۔ سورہ ہود (۱۱۷) میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی کسی بستی کو بستی والوں کے ظلم پر ہلاک نہیں فرماتے جس کے لوگ مصلح ہوں۔ اور سورہ اعراف (۱۷۰) میں ارشاد فرمایا ہے کہ ہم مصلحین کے اجر کو ضائع نہیں ہونے دیتے۔

ایک بندہ مملوک جو مالک کا بھی خدمت گزار ہو اور اللہ تعالیٰ کی بندگی بھی تمام حسن اور بکمال خوبی بجالاتا ہو اس قدر اجر و ثواب ملے گا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر کہا کہ اگر جہاد فی سبیل اللہ، حج اور میرا اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ نہ ہوتا تو میں پسند کرتا کہ میں مملوک ہوتا اور مملوک ہونے کی حالت میں مرتا۔ یعنی مملوک کا اجر اس قدر زیادہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تین باتیں نہ ہوتیں تو میں تو اس اجر عظیم کے حصول کی خاطر مملوک ہو کر مرنے پسند کرتا ایک جہاد فی سبیل اللہ جو مملوک پر واجب نہیں ہے، دوسرے حج وہ بھی مملوک پر واجب نہیں ہے اور دونوں میں مالک کی اجازت ضروری ہے تیسرے میری ماں کی خدمت اور اس کے ساتھ حسن سلوک کہ ہو سکتا ہے کہ مالک کی خدمت میں حاضر رہنے سے ماں کی خدمت میں کوتاہی ہوتی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام امیمہ تھا اور وہ صحابیہ تھیں۔

(فتح الباری: ۴۵/۲ - ارشاد الساری: ۵۶/۵ - عمدۃ القاری: ۱۳/۱۵۵ - شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۱۲/۱۱)

حقوق العباد اور حقوق اللہ دونوں کی پاسداری کرنے والا غلام

۱۳۶۴۔ وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْمَمْلُوكُ الَّذِي يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَيُؤَدِّي إِلَى سَيِّدِهِ الَّذِي عَلَيْهِ مِنَ الْحَقِّ وَالنَّصِيحَةِ، وَالطَّاعَةِ، لَهُ أَجْرَانِ "رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ!"

(۱۳۶۲) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو غلام بتام حسن اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اور جو اس پر اس کے مالک کا حق ہے اس کو بھی اچھی طرح ادا کرتا ہے اور اس کے ساتھ خیر خواہی اور طاعت کے ساتھ پیش آتا ہے تو اس کے لیے دواجر ہیں۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۳۶۲): صحیح البخاری، کتاب العتق، باب کراہیۃ التطاول علی الرقیق.

کلمات حدیث: حسن عبادۃ ربہ: اپنے رب کی عبادت بتام حسن اور بکمال خوبی انجام دیتا ہے دراصل احسان کے معنی ہیں حسن نیت اور خلوص قلب کے ساتھ اللہ کی عبادت تمام آداب اور جملہ سنن و مستحبات کے ساتھ اس طرح انجام دینا کہ عبادت کرنے والے بندہ کا اللہ سے تعلق استوار قائم ہو۔ حدیث مبارک میں ہے کہ احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی اس طرح عبادت کرو جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو اگر تم اسے نہیں دیکھتے تو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔

شرح حدیث: ابن التین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دو گنا اجر ملنے کی وجہ کہ اس نے اپنے مالک کی خیر خواہی کی اور اپنے رب کی بندگی میں حسن و خوبی اختیار کی۔ (فتح الباری: ۴۷/۲ - عمدۃ القاری: ۱۶۰/۱۳ - ارشاد الساری: ۵/۵۶۹)

تین قسم کے لوگوں کو دھراا جر ملتا ہے

۱۳۶۵. وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ثَلَاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ: رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ، وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوكُ إِذَا أَدَّى حَقَّ اللَّهِ وَحَقَّ مَوْلَاهُ، وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَأَذْبَحَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيَّتَهَا، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ، أَجْرَانِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۳۶۵) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمی ہیں جن کا دھراا جر ہے۔ اہل کتاب کا وہ آدمی جو اپنے نبی پر ایمان لایا اور پھر محمد ﷺ پر ایمان لایا، وہ مملوک غلام جو اپنے آقا کا حق ادا کرے اور اللہ کا بھی حق ادا کرے اور وہ آدمی جس کے پاس ایک باندی تھی اس نے اسے بہت اچھا ادب سکھایا اور بہت خوب تعلیم دی پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کیا، اس کے لیے دواجر ہیں۔ (متفق علیہ)

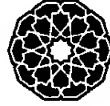
تخریج حدیث (۱۳۶۵): صحیح البخاری، کتاب العلم، باب تعلیم الرجال امة و اہله. صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب وجوب الایمان برسالة نبینا محمد ﷺ.

کلمات حدیث: موالیہ: اپنے آقاؤں کی خدمت کی۔ موالی: مولیٰ کی جمع ہے۔ جس کے معنی ہیں مالک اور آقا۔ وہ شخص جو کسی غلام کا مالک ہو۔ نیز مولیٰ آزاد کردہ غلام کو بھی کہتے ہیں۔

شرح حدیث: تین آدمیوں کو دھراا جر ملے گا۔ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ اگر ان میں سے کوئی اسلام لے آئے تو اسے دھراا جر ملے گا۔ پہلا اجر اپنے نبی (حضرت موسیٰ علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام) پر ایمان لانے کا اور پھر محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے

کا۔ یعنی رسول کریم ﷺ کی بعثت کے بعد جو یہودی یا عیسائی اسلام قبول کرے گا اسے دھراا جر ملے گا۔ وہ مملوک غلام جو اپنے مالک کی خدمت کا حق ادا کرے اور اللہ کی عبادت کا حق ادا کرے اسے دھراا جر ملے گا اور وہ مسلمان جو اپنی باندی کو دین کا علم سکھائے اور دینی آداب کی تعلیم دے اور پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے اسے بھی دھراا جر ملے گا۔

(فتح الباری: ۴۴/۲۔ ارشاد الساری: ۵۶۲/۵۔ روضۃ المتقین: ۳۴۷/۳۔ دلیل الفالحین: ۴۵/۴)



(الثانی ۲۳۹)

بَابُ فَضْلِ الْعِبَادَةِ فِي الْهَرَجِ وَهُوَ الْإِخْتِلَاطُ وَالْفِتْنُ وَنَحْوُهَا فتنہ اور فساد کے زمانے میں عبادت کی فضیلت

۱۳۶۶: عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْعِبَادَةُ

فِي الْهَرَجِ كَهَجْرَةِ الْيَمِّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۱۳۶۶) حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فتنہ اور فساد کے دور میں اللہ کی

عبادت کرنا ایسا ہے جیسے میری جانب ہجرت کرنا۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۶۶): صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب فضل العبادۃ فی الهرج.

کلمات حدیث: ہرج: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہرج کے معنی فتنے کے ہیں اور لوگوں کے امور کے باہم خلط ہو جانے کے ہیں۔ احادیث مبارکہ میں ہرج کے معنی فتنہ اور قتل کے آئے ہیں۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے جس طرح اپنی امت کو عقائد اور ایمانیات، اخلاق و عمل اور معاملات و معاشرت اور زندگی کے ہر پہلو کے بارے میں ہدایت دی ہیں اسی طرح آپ ﷺ نے اپنی امت کو آخر زمانے میں آنے والے فتنوں سے بھی متنبہ فرمایا ہے۔ آخری زمانے میں فتنے اس طرح تیزی اور تیز رفتاری سے آئیں گے جیسے تیغ کا دھاگہ ٹوٹ جائے تو اس کے دانے پے درپے گرتے ہیں اور جیسے بارش کے قطرے پے درپے آتے ہیں معاہدات اور معاملات میں دھوکہ و فریب عام ہوگا ہر جگہ دھل اور مکر کا کاروبار ہوگا ہر مقام پر جھوٹ کا چلن ہوگا، فسق و فجور عام ہوں گے اور یہ حال ہوگا کہ آدمی صبح کو مؤمن اور شام کو کافر اور شام کو مؤمن اور صبح کو کافر ہوگا۔

رسول کریم ﷺ نے احادیث مبارکہ میں آنے والے فتنوں کا بیان فرمایا تاکہ مسلمان فتنوں سے دور رہنے اور ان سے بچنے کی کوشش کریں اور فتنوں میں گرفتار ہو کر اللہ کے دین سے اور رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے راستے سے نہ ہٹ جائیں چنانچہ فرمایا کہ خوش نصیب ہے وہ بندہ جو فتنوں سے محفوظ کر دیا گیا۔

فتنہ عام ہو جائیں معاشرے میں فساد سرایت کر جائے اور برائیاں عام ہو جائیں تو نیکی پر عمل کرنا دشوار اور اللہ کی عبادت کٹھن ہو جاتی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کے لیے ایک وقت ایسا آئے گا کہ صبر و استقامت کے ساتھ دین پر قائم رہنے والا بندہ اس وقت اس آدمی کی مانند ہوگا جو ہاتھ میں جلتا ہوا انگارہ تھام لے۔ (ترمذی)

ایسے حال میں جب ہر طرف برائی کا غلبہ ہو اور اس کا چلن عام ہو اس کے باوجود کوئی اللہ کا بندہ اللہ کی عبادت پر اور اس کے احکام پر پھر صبر و استقامت کے ساتھ عمل کرتا رہے تو اس کو وہ اجر و ثواب ملے گا جو مکہ میں کافروں کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر بے یار و مددگار اور بے مال و منال مکہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرنے والے صحابہ کرام کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔

(شرح مسلم للنووی: ۷۰/۱۸۔ تحفۃ الأحوذی: ۴۴۲/۶۔ روضة المتقین: ۳/۴۸۳)

الْبَيِّنَاتِ (۲۴۰)

بَابُ فَضْلِ السَّمَاخَةِ فِي الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ وَالْأَخْذِ وَالْعَطَاءِ وَحُسْنِ الْقَضَاءِ
وَالْتَقَاضِي وَارْجَاحِ الْمَكْيَالِ وَالْمِيزَانِ وَالنَّهْيِ عَنِ التَّطْفِيفِ
وَفَضْلِ انْظَارِ الْمُوسِرِ وَالْمُعْسِرِ وَالْوَضْعِ عَنْهُ
خرید و فروخت اور لین دین میں نرمی اور ادائیگی اور تقاضہ کرنے میں اچھا رویہ اختیار کرنے
اور ناپ اور تول میں جھکتا ہوا تولنے کی فضیلت اور کم تولنے کی ممانعت اور تنگ دست
کو مہلت دینے اور قرض کو معاف کر دینے کی فضیلت

۲۹۶. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى

﴿وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ﴾ (۴۱۵)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”تم جو بھی بھلائی کرو گے یقیناً اللہ اسے جاننے والا ہے۔“ (البقرہ: ۲۱۵)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں فرمایا کہ ہر عمل خیر جو تم کرتے ہو خواہ وہ مالی ہو یا جسمانی اللہ اس سے بخوبی واقف ہے اور اس کا اجر عطا فرمانے والا ہے۔

۲۹۷. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَيَنْقُورُ أَوْفُوا الْمَكْيَالِ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”اے میری قوم! انصاف کے ساتھ ناپ تول پورا کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو۔“ (ہود: ۸۵)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں ہود علیہ السلام کی زبانی قوم مدین کو حکم دیا گیا ہے کہ تمہاری زندگی کا ہر معاملہ عدل و انصاف پر استوار ہونا چاہیے اور کسی بھی موقع پر بے اعتدالی عدم توازن بے انصافی اور خلاف عدل کوئی کام نہ ہونا چاہیے یعنی اپنا حق جائز طریقے پر اور انصاف سے لو اور دوسرے کا حق عدل و انصاف کے ساتھ پورا پورا اس کے حوالے کر دو۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ قوم ہود علیہ السلام نہ صرف یہ کہ کافر تھے بلکہ تجس و تطفیف کے بھی مریض تھے جب انہیں اپنا حق لینا ہوتا تو زائد لیتے اور دوسرے پر ظلم کرتے اور نا انصافی سے پیش آتے اور جب دوسرے کو دینا ہوتا تو کم دیتے اور دوسرے کا حق مار لیتے۔ انہیں حکم دیا کہ وہ ناپ تول پورا پورا عدل و انصاف کے ساتھ کریں اور لوگوں کو ان کی اشیاء کم تول کر نہ دیا کریں۔

(معارف القرآن)

ناپ تول میں کمی کرنے پر وعید

۲۹۸. وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿وَبَلِّغْ لِلْمُطَفِّفِينَ ۝۱ الَّذِينَ إِذَا أَكَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝۲ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ۝۳ أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ ۝۴ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ۝۵ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝۶﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے خرابی ہے جو لوگوں سے خود ناپ کر پورا لیتے ہیں مگر جب ناپ کر یا تول کر دوسروں کو دیتے ہیں تو کم کر دیتے ہیں کیا ان کو یقین نہیں کہ وہ ایک بڑے دن میں اٹھائے جائیں گے جس دن تمام لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔“ (المطففين)

تفسیری نکات: تیسری آیت میں فرمایا وعید شدید ہے ان لوگوں کے لیے جو ناپ تول میں کمی کرتے ہیں اور دوسرے کا حق دینے میں بخل سے کام لیتے ہیں جب لوگوں سے وصول کرنا ہو تو پورا پورا وصول کر لیں گے اور ایک حبہ بھی چھوڑنے پر راضی نہ ہوں گے مگر جب دوسروں کا حق ادا کرنے کا وقت آئے گا تو ناپ تول میں کمی کریں گے اگر انہیں یہ خیال ہوتا کہ مرنے کے بعد ایک دن پھر اٹھنا اور اللہ کے سامنے تمام حقوق و فرائض کا حساب دینا ہے تو ہرگز ایسی حرکت نہ کرتے۔ (تفسیر عثمانی)

حق دار کو بات کرنے کا حق ہے

۱۳۶۷. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَاضَاهُ فَأَغْلَظَ لَهُ، فَهَمَّ بِهِ أَصْحَابُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعُوهُ فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا، ثُمَّ قَالَ أَعْطُوهُ سِنًا مِثْلَ سِنِيهِ، قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ لَا نَجِدُ إِلَّا أَمْلًا مِنْ سِنِيهِ قَالَ "أَعْطُوهُ فَإِنَّ خَيْرَ كُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ"

(۱۳۶۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آکر تقاضہ کرنے لگا اور آپ ﷺ سے درشت رویہ اختیار کیا۔ صحابہ کرام نے اسے منع کرنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ رہنے دو صاحب حق کو بات کرنے کا حق حاصل ہے۔ پھر فرمایا کہ اس کو اتنی عمر کا اونٹ دے دو جتنا اس کا تھا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ہمارے پاس تو اس سے بہتر عمر کا جانور ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہی دید و کم تم میں بہتر وہ ہے جو ادائیگی میں بہتر ہو۔ (متفق علیہ)

تحریق حدیث (۱۳۶۷): صحیح البخاری، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ فی قضاء الدین۔ صحیح مسلم، کتاب

البیوع، باب من استسلف شیئا ففرضی خیراً منه

کلمات حدیث: یتقاضاہ: آپ ﷺ سے اپنے کسی مال قرض کی ادائیگی کا تقاضا کیا۔ فأغلظ: بات میں شدت اختیار کی، سخت

کلامی کی۔ سنا مثل سنہ : ایسا اونٹ جس کی عمر اس کے اونٹ کی عمر کے برابر ہو۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے کسی سے ایک اونٹ ادھار لیا تھا، وہ شخص مانگنے آیا اور مانگنے میں شدت اور سختی اختیار کی۔ اس شخص کا نام زید بن شعبہ کنانی ہے انہوں نے بعد میں اسلام قبول کیا۔ صحابہ کرام نے ارادہ فرمایا کہ ان صاحب کو منع کریں اور خدمت اقدس ﷺ میں گستاخی سے روکیں لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو صاحب حق کو اختیار ہے کہ وہ اپنا حق طلب کرے، یعنی اگر صاحب حق اپنے حق کے مانگنے میں سخت لب و لہجہ بھی اختیار کرے تو اس کو برداشت کرنا چاہیے کہ وہ اپنا حق طلب کر رہا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس عمر کا اس کا اونٹ تھا اس کو اسی عمر کا اونٹ دے دو۔ آپ ﷺ کے خادم حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ہمارے پاس اس عمر کا اونٹ نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے بہتر دید و کم تم میں سے اچھا وہ ہے جو ادائیگی میں اچھا ہے۔

سنن ترمذی میں حضرت ابورافع مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک نوجوان سے اونٹ قرض لیا تھا جب صدقہ کے اونٹ آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے ابورافع رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس نوجوان کا اونٹ دید و۔ انہوں نے کہا کہ سارے اونٹ بہت عمدہ اور چار سالہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہی دید و کہ بہترین لوگ وہ ہیں جو ادائیگی میں اچھے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہر معاملہ میں حسن معاملہ اور حسن اخلاق کی تعلیم دی ہے اور ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کا اخلاق زیادہ اچھا ہے اور وہ زیادہ اچھے لوگ ہیں کہ جب ان سے کوئی اپنے حق کا مطالبہ کرے تو وہ اس کی ادائیگی میں زیادہ عمدگی اور خوبی اختیار کرتے ہیں۔ مقروض اگر اپنی مرضی سے اور خوشی کے ساتھ بغیر کسی شرط کے قرض اور حق کی ادائیگی کے وقت کچھ زائد دیدے تو مستحب ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جانور کو بطور قرض لینا درست ہے، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جانور کا قرض لینا صحیح نہیں ہے۔

(فتح الباری: ۱/۱۱۶۳ - ارشاد الساری: ۵/۲۷۹ - شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۱/۳۱ - تحفة الأحمدي: ۴/۶۲۳)

حق وصول کرتے وقت نرمی کرنے کی فضیلت

۱۳۶۸. وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رَحِمَ اللَّهُ رَجُلًا سَمَحًا إِذَا بَاعَ، وَإِذَا اشْتَرَى وَإِذَا اقْتَضَى "رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ".

(۱۳۶۸) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اس شخص پر اپنی رحمت نازل فرمائے جو

خرید و فروخت کے وقت اور اپنے حق کے مطالبہ کے وقت نرمی اختیار کرے۔ (بخاری)

ترغیب حدیث (۱۳۶۸): صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب السهولة في الشراء والبيع.

کلمات حدیث: رجلاً سمحاً: سمح سمحاً (باب فتح) درگزر کرنا، سخاوت کرنا۔ نرمی اختیار کرنا۔

شرح حدیث: اسلام نے حسن معاملہ کی تعلیم دی ہے اور اس امر کی تاکید کی ہے کہ مسلمان باہم معاملات میں ایمان داری، سچائی اور

دیانت پر کاربند رہیں اور وہ وعدہ خلافی سے احتراز کریں اور اگر بیع (Thing-sole) میں کوئی عیب ہو تو وہ خریدار کو پہلے بتادیں اور اس طرح معاملہ کریں کہ وہ دھوکہ اور فریب سے بالکل پاک ہو۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔

خرید و فروخت کے وقت نرمی اور مسامحت کا مفہوم یہ ہے کہ فریقین میں سے کسی کو کوئی نقصان نہ ہو اور ایک دوسرے کو باہم معاملہ کرنے سے کوئی تکلیف نہ پہنچے بلکہ دونوں ہی فریق راضی اور مطمئن ہوں اور اگر خریدار خریدی ہوئی شے واپس کرنا چاہے تو بیچنے والا بلا تامل واپس لے لے اور اگر کسی سے اپنے حق کا تقاضا کرنا ہو تو اس میں بھی نرمی اور مسامحت برتتے اور ادب و احترام کے دائرے میں رہ کر اپنے حق کا مطالبہ کرے اگر مقروض نادار ہو تو قرض کی ادائیگی میں مہلت دیدے یا معاف کر دے۔

﴿وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ﴾

”اور اگر بخش دو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔“ (البقرہ: ۲۸۰)

(فتح الباری: ۱/۱۰۹۱۔ ارشاد الساری: ۵/۳۵۔ تحفۃ الأحوذی: ۴/۶۲۸۔ ریاض الصالحین (صلاح الدین) ۲/۲۹۵)

مقروض کو مہلت دینے کی فضیلت

۱۳۶۹. وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ”مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُنَجِّيهَ اللَّهُ مِنْ كُرْبٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلْيَنْفَسْ عَنْ مُعْسِرٍ أَوْ يَضَعْ عَنْهُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۱۳۶۹) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس کے لیے یہ بات خوش کن ہو کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ اسے دکھوں سے نجات دے دے تو اسے چاہیے کہ وہ تنگ دست کو مہلت دے یا اسے معاف کر دے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۶۹): صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب فضل انظار المعسر.

کلمات حدیث: من سرہ: جسے یہ بات اچھی لگے، جو اس بات سے خوش ہو۔ سر سروراً (باب نصر) خوش ہونا، سرور ہونا۔ کرب: مصائب، آلام، تکالیف۔ کربۃ کی جمع۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی کو یہ بات خوش گوار معلوم ہو کہ روز قیامت جب تمام انسان اس قدر مصائب اور پریشانیوں میں مبتلا ہوں گے کہ ماں اپنے دودھ پیتے بچے سے غافل ہو جائے گی اللہ اس کو مصائب سے اور پریشانیوں سے نجات عطا فرما دے تو اسے چاہیے کہ مقروض کو قرض کی ادائیگی میں مہلت دے اور ادائیگی کا مطالبہ کو مؤخر کر دے یا اسے بالکل معاف کر دے اور اگر وہ کسی اور کا مقروض ہے تو اس کا قرض اپنے پاس سے ادا کر دے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۰/۱۹۱۔ روضة المتقین: ۳/۳۵۲۔ دلیل الفالحین: ۴/۱۵۰)

تنگ دست کے ساتھ نرمی کرنے کی فضیلت

۱۳۷۰. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يُدَايِنُ النَّاسَ وَكَانَ يَقُولُ لِفَتَاهُ إِذَا آتَيْتَ مُعْسِرًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنْكَ، فَلَقِيَ اللَّهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۳۷۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے ملازم سے کہہ دیا کرتا تھا کہ جب قرض لینے کسی تنگ دست کے پاس جاؤ تو اس سے درگزر کیا کرو۔ شاید اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر فرما دے۔ چنانچہ جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے درگزر فرما دیا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۷۰): صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب من انظر معسراً. صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب فضل انظار المعسر.

کلمات حدیث: فتی: نوجوان، ملازم جمع فتیان۔ إذا آتیت معسراً: جب تو کسی تنگ دست کے پاس جائے یعنی جب تو قرض وصول کرنے کسی کے پاس جائے اور دیکھے کہ وہ تنگ دست ہے تو تو اس سے درگزر سے کام لے اور اس پر قرض کی وصولیابی کے لیے سختی نہ کر۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گزشتہ زمانے میں کوئی شخص تھا جو لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور جب وصولیابی کا وقت آتا تو وہ اپنے خادم کو کہتا کہ اگر تم کسی مقروض کے پاس جاؤ اور دیکھو کہ وہ تنگ دست ہے اور اس کے پاس قرض کی ادائیگی کی گنجائش نہیں ہے تو اس سے قرض کی وصولیابی میں سختی نہ کرنا بلکہ درگزر کرنا۔ اللہ سے امید ہے کہ وہ ہم سے درگزر فرمائے گا۔ چنانچہ جب وہ مرنے کے بعد اللہ کے حضور پیش ہوا تو اللہ نے اس سے درگزر فرما دیا اور اسے معاف فرما دیا۔

درگزر کرنے کے مفہوم میں حسن مطالبہ مزید مہلت یا قرض کی معافی تینوں صورتیں شامل ہیں اور تینوں ہی شرعاً مطلوب اور محمود ہیں۔ (فتح الباری: ۱۰۹۳/۲۔ ارشاد الساری: ۳۸/۵۔ روضة المتقین: ۳۵۲/۳)

جو تنگ دست کو درگزر کرے اللہ تعالیٰ اس کو درگزر فرمائے گا

۱۳۷۱. وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "خُوسِبَ رَجُلٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَلَمْ يُوَجِدْ لَهُ مِنَ الْخَيْرِ شَيْءٌ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ يُخَالِطُ النَّاسَ وَكَانَ مُوسِرًا، وَكَانَ يَأْمُرُ غِلْمَانَهُ أَنْ يَتَجَاوَزُوا عَنِ الْمُعْسِرِ: قَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: "نَحْنُ أَحَقُّ بِذَلِكَ مِنْهُ تَجَاوَزُوا عَنْهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۱۳۷۱) حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم بے پہلے لوگوں میں سے ایک

شخص کا حساب لیا گیا تو اس کے نامہ اعمال میں کوئی بھی کارِ خیر نہ نکلا۔ سوائے اس کے کہ وہ لوگوں سے میل جول رکھنے والا مالدار آدمی تھا اس نے اپنے ملازموں کو حکم دیا ہوا تھا کہ تنگ دست آدمی سے درگزر کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ درگزر کرنے کو ہم اس سے زیادہ حق دار ہیں۔ اس کے گناہوں سے درگزر کرو۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۷۱): صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب فضل انظار المعسر۔

کلمات حدیث: حوسب: اس کا حساب کیا گیا۔ حسب حسب حسب حسب (باب حسب) حساب کرنا، یعنی اعمال کا حساب لیا گیا۔ یخالط الناس: لوگوں کے ساتھ مل کر رہتا، یعنی ان سے معاملات کرتا۔ موسر: مال دار یسر سے ہے جس کے معنی آسانی اور سہولت کے ہیں۔

شرح حدیث: مقصود حدیث مبارک یہ ہے کہ لوگوں سے لین دین کے معاملات میں اور قرض کی وصولی میں نرمی اور درگزر سے کام لینا بھی بہت بڑی نیکی ہے اور اس کا اللہ کے یہاں اجر عظیم ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کسی کو مال و دولت کی فراوانی عطا کرے تو اسے چاہیے کہ کثرت سے اپنا مال راہِ خیر میں خرچ کرے لوگوں کو قرضِ حسد دے۔ قرض کی ادائیگی میں آسانی اور سہولت پیدا کرے اور جن لوگوں پر دوسروں کا قرض ہو تو ان کا خود قرض ادا کرے قرض سے ان کی گردن چھڑائے۔ یہ ایسے اعمال ہیں جن پر اللہ کے یہاں بہت اجر و ثواب ہے اور معافی اور درگزری کی امید ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۹۱/۱۰۔ تحفة الأحوذی: ۶۱۰/۴)

قیامت میں ایک دلچسپ مکالمہ

۱۳۷۲۔ وَعَنْ حَدِیْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أُنْتِیَ اللَّهُ تَعَالَى بِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِهِ اتَّاهُ اللَّهُ مَا لَا فَقَالَ لَهُ: مَاذَا عَمِلْتَ فِي الدُّنْيَا؟ قَالَ: وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا. قَالَ: يَا رَبِّ أَتَيْتَنِي مَا لَكَ فَكُنْتُ أَبَايَعِ النَّاسِ، وَكَانَ مِنْ خُلُقِي الْجَوَارُ. فَكُنْتُ أَتَيْسُرُ عَلَى الْمُوسِرِ، وَأَنْظِرُ الْمُعْسِرَ: فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى "أَنَا أَحَقُّ بِذِمَامِكَ تَجَاوَزُوا عَنْ عَبْدِي" فَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ وَأَبُو مُسْعُودٍ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا هَكَذَا سَمِعْنَاهُ مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۱۳۷۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں ایک بندہ لایا گیا تھا جسے اللہ نے بہت مال عطا

فرمایا تھا اللہ تعالیٰ نے اس سے سوال کیا کہ تو نے دنیا میں کیا عمل کیا؟ اس مقام پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا﴾

”وہ اللہ سے کوئی بات نہ چھپا سکیں گے۔“

اس بندے نے جواب دیا کہ اے رب! تو نے مجھے مال دیا تھا۔ میں لوگوں کے ساتھ خرید و فروخت کا معاملہ کرتا تھا اور میری اس

میں عادت درگزر کی تھی میں مالدار پر آسانی کرتا اور تنگ دست کو مہلت دیدیا کرتا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں درگزر کرنے کا تجھ سے زیادہ حق دار ہوں، اے فرشتو! میرے بندے سے درگزر کرو۔

حضرت عقبہ بن عامر اور حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کے دہن مبارک سے اسی طرح سنی ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۷۲): صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب فضل انظار المعسر.

کلمات حدیث: خلقی: میری عادت، میرا طریق۔ خلق: وہ عادت جو نفس میں جاگزیں ہو کر بہولت انجام پانے لگے۔ اچھی عادت، جمع اخلاق۔ اخلاق حسنة: اچھی عادات و اطوار۔ اخلاق سیئہ: بری عادات و اطوار۔

شرح حدیث: روز قیامت ہر انسان وہی کہے گا جو سچ ہوگا، وہاں سچ اور جھوٹ کھوٹا اور کھرا بالکل الگ الگ ہوں گے اور کسی انسان کی مجال نہیں ہوگی کہ کوئی بات چھپا سکے، بلکہ انسان کے کیے ہوئے اعمال کی گواہی اس کے اعضاء دیں گے اور ہاتھ پیر اور ناک، کان اور جسم کی جلد تک پکار پکار کر بتائے گا کہ اس انسان نے دنیا میں کیا کیا ہے؟ انسان پریشان ہو کر اپنے جسم سے کہے گا کہ تم ہمارے بارے میں کیسے گواہی دے رہے ہو؟ انسان کے اعضاء جواب دیں گے کہ ہمیں اسی اللہ نے گویائی عطا کی ہے جس نے ہر شے کو گویائی دی ہے۔ یعنی جس کی قوت نے ہر ناطق چیز کو بولنے کی قدرت دی آج اسی نے ہمیں بھی گویا کر دیا۔

مقصود حدیث یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو مال و دولت سے نوازے تو اس کو چاہیے کہ وہ شکر نعمت کرے اور امور خیر میں مال کو صرف کرے اور لوگوں کے ساتھ معاملات میں خوش اخلاقی اور نرمی اختیار کرے۔

(فتح الباری: ۱/۱۰۹۲۔ ارشاد الساری: ۵/۳۶۔ روضة المتقین: ۳/۳۵۴)

تنگ دست کے ساتھ نرمی کرنے پر عرش کے سایہ میں جگہ ملے گی

۱۳۷۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا، أَوْ وَضَعَ لَهُ، أَظْلَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ: وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ!

(۱۳۷۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے تنگ دست کو مہلت دی یا اس کا قرض معاف کر دیا اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت اپنے عرش کے سائے میں جگہ عنایت فرمائیں گے اور اس روز اللہ کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ (ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۱۳۷۳): الجامع للترمذی، ابواب البیوع، باب ما جاء فی انظار المعسر والرفق به.

شرح حدیث: قیامت کے روز جب تمام انسان میدان حشر میں جمع ہوں گے اور گرمی کی شدت سے پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں

گے اور سخت پریشانی اور فکر میں مبتلا ہوں گے اور اس روز اللہ کی رحمت کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ اس حال میں وہ بندہ بہت ہی خوش نصیب ہوگا جس کو عرش الہی کا سایہ نصیب ہوگا ان خوش نصیبوں میں سے ایک وہ شخص بھی ہوگا جو دنیا میں مال و دولت ملنے پر تکبر کے بجائے تواضع اختیار کرتا تھا اور اپنے مال سے لوگوں کی سہولت اور آسانی کے اسباب مہیا کرتا تھا اور ضرورت مندوں کو قرض دیتا اور پھر انہیں ادائیگی میں مہلت دیتا تھا یا بالکل معاف کر دیتا تھا۔ (فتح الباری: ۱۰۹۱/۱۔ ارشاد الساری: ۳۶/۵)

وزن جھکا کر دینا

۱۳۷۴۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى مِنْهُ بَعِيرًا (بُوقِيَّتَيْنِ وَدِرْهَمٍ أَوْ دِرْهَمَيْنِ) فَوَزَنَ لَهُ، فَأَرَجَحَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۳۷۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے ایک اونٹ خریدا اور

اس کی قیمت جھکتی ہوئی تول کر ادا فرمائی۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۷۴): صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب شراء الدواب والحمير، صحیح مسلم، کتاب

البيوع، باب من استسلف شيئا ففرض خيرا منه.

کلمات حدیث: فوزن له فارجح: اس کو وزن کر کے دیا اور جھکتا ہوا تول لیا۔ یعنی رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ سونا یا چاندی کی صورت میں قیمت تول کر ادا کی جائے اور جھکتی ہوئی تولی جائے۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ کسی غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ غزوہ ذات الرقاع تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے پاس جو اونٹ تھا وہ تھک چکا تھا اور سست چل رہا تھا۔ رسول کریم ﷺ نے حضرت جابر سے دریافت کیا کہ تمہارے اونٹ کو کیا ہوا انہوں نے فرمایا کہ بیمار ہے۔ آپ ﷺ اس اونٹ کے پیچھے آئے سرزنش کی اور دعاء فرمائی پھر تو وہ اونٹ ایسا تیز چلا کہ کم ہی اونٹ تھے جو اس کے آگے چل رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا تم یہ اونٹ مجھے فروخت کرنا چاہتے ہو، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں لیکن میں مدینہ منورہ میں اسی پر واپس جاؤں گا۔

دور نبوت میں اشیاء کی خرید و فروخت کے لیے سونا اور چاندی کے سکوں کا استعمال ہوتا تھا اور اشیاء کی قیمت سونے اور چاندی کی صورت میں تول کر ادا کی جاتی تھی۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو اونٹ کی قیمت تول کر ادا کر دیں اور جھکتا ہوا تول لیں۔ روایات میں آیا ہے کہ ایک قیراط اصل قیمت سے زیادہ ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں قیمت لے کر پلٹا تو آپ ﷺ نے مجھے بلوایا میں نے سمجھا کہ شاید آپ اونٹ واپس کرنا چاہتے ہیں حالانکہ میں اب یہ اونٹ واپس نہیں لینا چاہتا تھا۔ غرض میں واپس آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اونٹ بھی لے جاؤ

اور قیمت بھی تمہاری ہوئی۔

(فتح الباری: ۱/۴۴۴۔ روضة المتقین: ۳/۳۵۶۔ دلیل الفالحین: ۴/۱۵۳۔ تحفة الأحوذی: ۴/۵۲۴)

وزن کرتے وقت جھکا کر دیا کرو

۱۳۷۵۔ وَعَنْ أَبِي صَفْوَانَ سَوِيدِ بْنِ قَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَلَبْتُ أَنَا وَمَخْرَمَةُ الْعَبْدِيِّ كُزَّاءٍ مِنْ هَجَرَ، فَجَاءَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَنَا سِرَاوِيلَ وَعِنْدِي وَزَانُ يَزْنُ بِأَلَا جَرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِلْوَزَانِ "زِنْ وَأَرْجَحْ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۱۳۷۵) حضرت ابوصفوان سعید بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور مخرمہ عبدی ہجر سے کپڑا لے کر آئے تو نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے ایک سراویل (شلوار) کا معاملہ کیا۔ میرے پاس وزن کرنے والا تھا جو قیمت کا وزن کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے وزن کرنے والے سے فرمایا کہ جھٹکا ہو اور وزن کرو۔ (ابوداؤد، ترمذی، ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

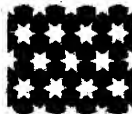
تخریج حدیث (۱۳۷۵): سنن ابی داؤد، کتاب البیوع، باب فی الرجحان۔ الجامع للترمذی، کتاب البیوع، باب ما جاء فی الرجحان فی الوزن۔

کلمات حدیث: بز: کپڑا۔ بزاز: کپڑا فروش، پارچہ فروش۔ ہجر: بحرین کے قریب ایک بستی۔ سراویل جمع سروال: عجمی لفظ ہے جسے معرب بنا لیا گیا۔ شلوار، یا پاجامہ۔

شرح حدیث: دیمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ علم نہیں ہوتا کہ رسول کریم ﷺ نے سراویل (شلوار) زیب تن فرمائی لیکن بہر حال ظاہر حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے پہننے ہی کے لیے خرید فرمائی تھی، بلکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بصراحت منقول ہے کہ انہوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ شلوار پہنتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں سفر اور حضر میں اور رات میں اور دن میں کیونکہ مجھے ستر کا حکم ہے اور اس سے زیادہ ستر کی اور کوئی چیز نہیں ہے۔

غرض رسول اللہ ﷺ نے شلوار خریدی اور اس کی قیمت جھکتی ہوئی تلو اکرا دفرمائی۔ اس وقت سدید بن قیس رضی اللہ عنہ آپ کو پہچانتے نہ تھے جب آپ ﷺ پلٹ کر جانے لگے تو کسی نے ان سے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔

(تحفة الأحوذی: ۴/۶۰۸۔ روضة المتقین: ۳/۳۵۷۔ دلیل الفالحین: ۴/۱۵۴)



کتاب العلم

(۲۴۱)

علم کی فضیلت

۲۹۹. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾ (۱۱۴)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”آپ کہیے اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔“ (طہ: ۱۱۴)

تفسیری نکات: پہلی آیت کریمہ میں خطاب رسول اللہ ﷺ سے ہے کہ قرآن کریم کو جس طرح ہم آہستہ آہستہ بالتدریج نازل کرتے ہیں تم بھی اس کو جبریل سے لینے میں جلدی نہ کرو اور یہ دعا کیا کرو کہ اے اللہ! تو مجھے قرآن کی اور زیادہ سمجھ اور بیش از بیش علوم و معارف عطا فرما۔ (تفسیر عثمانی)

عالم جاہل مرتبہ میں برابر نہیں ہو سکتے

۳۰۰. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”کہہ دیجئے کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں؟“ (الزمر: ۹)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں فرمایا کہ کیا عالم اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں؟ استفہام انکاری ہے یعنی نہیں ہو سکتے، جو لوگ اللہ کی اور رسولوں کی اور عالم آخرت کی معرفت رکھنے والے ہیں اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں یہی لوگ یہی صاحب علم اور صاحب عقل سلیم ہیں، یہ ان کے برابر کیسے ہو سکتے ہیں جنہیں نہ اپنے خالق کا علم ہے اور نہ اپنا راستہ معلوم ہے اور نہ اپنی منزل کا پتہ ہے۔ (تفسیر قرطبی - تفسیر مظہری)

۳۰۱. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ ءَامَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”اللہ تعالیٰ تم میں سے اہل ایمان کو اور ان لوگوں کو جن کو علم سے نوازا گیا درجات میں بلند فرماتا ہے۔“ (المجادلہ: ۱۱)

تفسیری نکات: تیسری آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے اور اہل علم کے درجات بلند فرماتے ہیں یعنی ایمان اور علم و ادب و تمیز اور شائستگی سکھاتا ہے اور اللہ کی جناب میں تواضع اور حمد و شکر کا رویہ سکھاتا ہے اور جس قدر صاحب علم تواضع اختیار کرتا ہے صبر و شکر کرتا ہے اور اللہ کے بتائے ہوئے احکام پر عمل پیرا ہوتا ہے اسی قدر اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند فرما دیتے ہیں۔

(تفسیر عثمانی - تفسیر مظہری)

عالم کا خاص وصف تقویٰ ہے

۳۰۲. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں صرف علماء ہی ڈرتے ہیں۔“ (فاطر: ۲۸)

تفسیری نکات: چوتھی آیت میں ارشاد فرمایا کہ اللہ کی عظمت و جلال سے آگہی اور اللہ کی صفات جلال و کمال سے واقفیت کے لیے خشیت الہی لازم ہے جو شخص جس قدر زیادہ اللہ کی ذات اور صفات کا علم رکھتا ہے وہ اتنا ہی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ آدمی پر اور آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے تو روتے بہت اور ہنستے کم، اس سے معلوم ہوا کہ کامل خشیت انبیاء علیہم السلام کو حاصل ہوتی ہے اس کے بعد اولیاء کو اس کے بعد علماء کا درجہ ہے۔ (فتح الباری: ۱/۲۸۹)

فقہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے

۱۳۷۶. وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ

خَيْرًا يَفْقَهُهُ فِي الدِّينِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۳۷۶) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی فہم

عطا فرما دیتا ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۷۶): صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ خیراً. صحیح مسلم، کتاب الزکاة،

باب النهی عن المسألة.

کلمات حدیث: یفقهہ فی الدین: اسے دین کا فہم عطا فرما دیتے ہیں، اسے دین کی سمجھ دیدیتے ہیں۔

شرح حدیث: دین کا فہم حاصل ہو جانا ایک بہت عظیم خیر ہے اور خیر اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں عطا فرما دیتے ہیں۔ فقہ کے لفظی معنی فہم رسا اور فکر ثاقب اور ایسی بصیرت و ادراک کے ہیں جس سے اعمال و افعال کی غایت اور مقصود علم و شعور حاصل ہو سکے۔ غرض فقہ ایسی دینی بصیرت اور قلبی دانائی کا عنوان ہے جس کی روشنی میں مفید اور مہربانی بر خیر امور کا شعور اور مضرت رسا امور کا ادراک حاصل ہو جاتا ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عصر صحابہ میں فقہ کا علم راہ آخرت کے علم آفات کی پہچان عمل میں فساد کا سبب بننے والے امور کا شعور خشیت الہی اور آخرت کی جانب کامل رجحان پر مشتمل تھا اور انہی امور کا ادراک و شعور تفقہ فی الدین مقصود ہوتا تھا۔ قرآن کریم سے بھی اسی حقیقت کی نشاندہی ہوتی ہے کہ تفقہ ایسی قلبی بصیرت کا عنوان ہے جو اپنے لیے تحذیر و تنبیہ اور دوسروں کے لیے نور اور روشنی بن جائے کہ خشیت الہی سے عاری اور زہد و تقویٰ سے تہی دامن ہو کر فقیہی جزئیات میں مصروف رہنا قساوت قلبی کا سبب بن جاتا ہے۔

صحیح بخاری کی حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تو تقسیم کرنے والا ہوں دینے والا تو اللہ ہے۔ یعنی علم و فقہ فہم و دانائی بصیرت و روشنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے وہ جس کو چاہتا ہے تفقہ فی الدین کی دولت عطا کر دیتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے قرآن کریم کے علوم اور اس کے بیان کو امت کو پہنچا دیا اور انوار نبوت ﷺ کو عام کر دیا۔ اب آگے تو فیق رب ہے کہ کون کتنا مستفید ہوتا ہے۔ (فتح الباری ۲۸۱/۱ - اسلامی فقہ کے اصول و مبادی (ڈاکٹر ساجد الرحمن صدیقی) ص ۳۱)

حسد و آدمیوں پر جائز ہے

۱۳۷۷. وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَلَسَطَهُ، عَلَى هَلَكَةٍ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيَعْلَمُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ..

وَالْمُرَادُ بِالْحَسَدِ الْغِبْطَةُ وَهُوَ أَنْ يَتَمَنَّى مِثْلَهُ!

(۱۳۷۷) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو آدمیوں کے بارے میں رشک جائز ہے ایک وہ آدمی جسے اللہ نے مال عطا کیا اور اسے حق کے راستے میں خرچ کرنے کی توفیق دی اور دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ نے دانائی سے نوازا وہ اس کے ساتھ لوگوں کے فیصلے کرتا ہے اور انہیں سکھاتا ہے۔ (متفق علیہ)

یہاں حسد سے مراد رشک ہے اور وہ یہ کہ آدمی اس شے کی تمنا کرے جو دوسرے کے پاس ہے۔

خرج حدیث (۱۳۷۷): صحیح البخاری، کتاب العلم، باب الاغتباط فی العلم و الحکمة. صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب فضل من يقوم بالقرآن و یعلمه

کلمات حدیث: فسلطه الله على هلكته في الحق: اللہ نے اسے مقرر کر دیا کہ وہ اس مال کو حق میں خرچ کرے یعنی اللہ نے اسے یہ توفیق دیدی کہ وہ اس مال کو امور خیر میں خرچ کرے۔ حکمت، دانائی، فہم و فراست۔ وہ صحیح فہم و فراست جو علوم قرآن و سنت سے

حاصل ہو۔ جس کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ مؤمن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

شرح حدیث: حسد کے معنی ہیں کسی کے پاس موجود نعمت کے زائل ہونے کی تمنا کرنا اور رشک یہ ہے کہ اللہ سے یہ دعاء کرنا کہ تو نے فلاں کو بھی نواز دیا ہے مجھے بھی عطا فرما دے۔ حسد جائز نہیں ہے اور رشک جائز ہے اور خاص طور پر ان دو باتوں میں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو مال و دولت سے نوازا ہے اور اس کے ساتھ ہی اسے یہ توفیق بھی عطا فرمائی ہے کہ وہ اس مال کو حق اور بھلائی کے کاموں میں صرف کرے اور دوسرے وہ جسے اللہ تعالیٰ نے علم سے نوازا اور حکمت اور دانائی عطا فرمائی وہ اپنے علم و دانش کے ذریعہ لوگوں کے معاملات و مسائل کو سلجھاتا ہے اور دوسروں کو علم و دانش سے تحریر و تقریر اسے روشناس کرتا ہے اور ان تک حق اور سچائی کو پہنچاتا ہے۔

﴿وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا﴾

”اور جسے حکمت دیدی گئی اسے درحقیقت خیر کثیر عطا ہوگئی۔“ (البقرہ)

یہ حدیث اس سے پہلے (۵۸۰) میں آچکی ہے۔ (دلیل الفالحین: ۴/۱۵۷)

علم سے فائدہ اٹھانے والوں کی قسمیں

۱۳۷۸۔ وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”مَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ مِنَ الْهُدَى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَصَابَ أَرْضًا: فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَيِّبَةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ فَأَنْبَتَتِ الْكَلَّاةَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيرَ، وَكَانَ مِنْهَا أَجَادِبٌ أَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَفَنَعَ اللَّهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوا مِنْهَا وَسَقَوْا وَزَرَعُوا وَأَصَابَ طَائِفَةٌ مِنْهَا أُخْرَى إِنَّمَا هِيَ قَيْعَانٌ: لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تَنْبِتُ كَلَّاةً فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقَهُ فِي دِينِ اللَّهِ وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِي اللَّهُ بِهِ فَعَلِمَ وَعَلِمَ، وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذَلِكَ رَأْسًا، وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللَّهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۳۷۸) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے جو علم اور ہدایت دے کر مبعوث فرمایا ہے اس کی مثال اس بارش کی مانند ہے جو کسی زمین پر برسی۔ زمین کے ایک عمدہ حصے نے پانی جذب کر لیا اور خوب گھاس اور سبزہ اگایا۔ زمین کا ایک حصہ سخت تھا اس نے پانی اکٹھا کر لیا اللہ نے اس کے ذریعے لوگوں کو فائدہ پہنچایا۔ انہوں نے خود بھی پیا اپنے جانوروں کو پلایا اور کھیتوں کو سیراب کیا۔ بارش کا پانی زمین کے ایک اور حصہ میں پہنچا جو چٹیل میدان تھا اس میں نہ پانی رکا اور نہ سبزہ اگا۔ یہ مثال اس شخص کی ہے جس نے فہم دین حاصل کیا اور جو ہدایت اللہ نے مجھے دے کر بھیجا ہے اللہ نے اسے اس سے فائدہ پہنچایا۔ اس نے اسے سیکھا اور سکھایا اور یہ مثال اس کی ہے کہ جس نے اس کی طرف سراٹھا کر بھی نہ دیکھا اور نہ اللہ کی اس ہدایت کو قبول کیا جس کے ساتھ اللہ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۷۸): صحیح البخاری، کتاب العلم، باب فضل من علم و علم۔ صحیح مسلم، کتاب

الفضائل، باب بیان مثل ما بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم .

کلمات حدیث: غیث: بارش۔ طائفہ: حصہ، جمع طوائف۔ طیبہ: شاداب، اچھی، زرخیز۔ عشب: گھاس۔ کلاؤ: سبزہ۔ اجادب: جذب کی جمع، سخت زمین جو پانی جذب نہ کرے۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ اُفح العرب تھے اور آپ ﷺ کو جو امع الکلم عطا ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنی احادیث مبارکہ میں متعدد امور کو مثالوں سے واضح فرمایا ہے۔ چنانچہ اس حدیث مبارکہ میں ارشاد فرمایا کہ میری لائی ہوئی ہدایت اور علم کی مثال بارش کی ہے جو کسی سرزمین میں خوب کھل کر برسی۔ اس زمین کے تین قطععات ہیں: ایک قطعہ ایسا ہے کہ اس نے بارش کا سارا پانی جذب کر لیا زمین کا یہ حصہ اس قدر زرخیز تھا کہ اس میں خوب روئیدگی ہوئی اور خوب سبزہ اگا اور ساری زمین لہلا اٹھی۔ دوسرا قطعہ زمین چٹیل میدان تھا اس میں پانی جذب نہ ہوا بلکہ جمع ہو کر تالاب بن گیا اور پانی کا ایسا ذخیرہ بن گیا جس سے سب خوب فیض یاب ہوئے خود پانی پیا جانوروں کو پلایا اور کھیتوں میں پانی دیا۔ تیسرا قطعہ زمین ایسا بنجر اور ناہموار میدان تھا کہ اس نے نہ پانی جذب کیا نہ پیداوار ہوئی اور نہ پانی وہاں ٹھہرا بلکہ بہہ کر کسی اور زمین میں چلا گیا۔

بارش سے مراد وہ علم و ہدایت ہے جو رسول کریم ﷺ لے کر مبعوث ہوئے اور زمین سے مراد امت دعوت یعنی ساری انسانیت ہے۔ انوار نبوت ﷺ اور علوم رسالت کی بارش ساری انسانیت پر خوب جم کر اور کھل کر برسی اور انسانوں کے ایک گروہ نے اس سے خوب استفادہ کیا خود بھی علوم قرآن و سنت سے مستفید ہوئے اور ان علوم سے ہزاروں اور لاکھوں کو فیض یاب کیا خود بھی علم و عمل میں کمال حاصل کیا اور دوسروں کو بھی علم و عمل کا پیکر بنا دیا اپنے آپ بھی نور نبوت سے مستفید ہو کر آفتاب و ماہتاب بنے دوسروں کو بھی آسمان علم و عمل پر کھکشاں بنا کر سجا دیا۔ یہ مثال ہے صحابہ کرام، سلف صالح اور علماء و فقہاء اور محدثین امت کی جو خود بھی نور نبوت سے مستفیض ہوئے اور امت کو بھی فیض یاب کیا۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جنہوں نے علم حاصل کیا اور عمل کیا لیکن ان کے علم و عمل سے امت کو بہت زیادہ فائدہ نہیں پہنچا جیسے عباد اور زہاد امت اور ان کا فیض بہ نسبت پہلے گروہ کے کم رہا۔

تیسرا گروہ ہے جو اس علم و ہدایت کی طرف سر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ نہ خود سیکھتا ہے اور سکھاتا ہے اور نہ سیکھنے اور سکھانے کی رغبت رکھتا ہے۔ یہ وہ بنجر اور چٹیل میدان ہے جس میں نہ پانی ٹھہرتا ہے اور نہ روئیدگی پیدا ہوتی ہے۔ یہ حدیث (۱۶۲) میں اس سے پہلے بھی گزر چکی ہے۔

(فتح الباری: ۱/۲۹۳۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۳۷/۱۵۰۔ روضة المتقین: ۳/۳۶۲)

ایک آدمی کو ہدایت ملنا سرخ اونٹ سے بہتر ہے

۱۳۷۹. وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهُ: "فَوَاللَّهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ!

(۱۳۷۹) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ کی قسم

اگر تیری وجہ سے اللہ تعالیٰ کسی ایک آدمی کو ہدایت دے دے تو یہ تیرے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

تخریج حدیث (۱۳۷۹): صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الحبیر۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل

الصحابہ، باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔

کلمات حدیث: حمر النعم: سرخ اونٹ، سرخ اونٹ اہل عرب میں بہت قیمتی جانور سمجھے جاتے تھے۔ یہاں بطور مثال آیا ہے یعنی بہت اعلیٰ اور بہت قیمتی شے۔

شرح حدیث: مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ علم دین حاصل کریں اور اس پر عمل کریں اور اس علم دین کو دوستوں تک پہنچائیں۔ دعوت دین پوری امت کا فریضہ ہے لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ داعی عالم باعمل ہو سیرت و کردار کا پیکر ہو اور اخلاقی حسنہ اور عادات طیبہ کا مجسمہ ہو۔ کیونکہ لوگ باتوں کا اثر اتنا قبول نہیں کرتے جتنا وہ سیرت و کردار سے متاثر ہوتے ہیں۔

یہ حدیث اس سے پہلے (۱۷۹) آچکی ہے۔ (روضۃ المتقین: ۳/۳۶۲۔ دلیل الفالحین: ۴/۱۵۹)

دین کی تبلیغ کرتے رہو

۱۳۸۰. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً، وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ!"

(۱۳۸۰) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری طرف سے پہنچا دو خواہ ایک ہی آیت ہو۔ بنی اسرائیل سے نقل کرو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر جس نے عمداً مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۳۸۰): صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل۔

کلمات حدیث: بلغوا: پہنچا دو۔ بلغ تبلیغاً (باب تفعلیل) پہنچانا۔ اللہ کے دین کو دوسروں تک پہنچانا۔ ولو آیة: اگرچہ ایک آیت ہو، یعنی خواہ قرآن کریم کی آیت اور حدیث کا ایک فقرہ ہو، لوگوں تک اسے ضرور پہنچا دو، ہو سکتا ہے کہ پہنچانے والے سے زیادہ اسے فائدہ ہو جسے بات پہنچائی گئی ہے۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ انہیں نیکی اور بھلائی کی دعوت دیں اور اعمال و اخلاق کی تعلیم دیں امور خیر کی طرف راغب کریں اور ہر نوع کی برائیوں سے بچنے کی تلقین کریں۔ خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر سلسلہ نبوت ختم کر دیا گیا اور قیامت تک کے لیے اس کا ربوبت کی ذمہ داری امت کے سپرد کر دی گئی ہے جیسا

کہ ارشاد ہوا ہے:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾

”تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے ظہور میں لائی گئی ہو کہ تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔“ (آل عمران)

بہر حال سلسلہ نبوت ختم ہو جانے کے بعد اس پیغمبرانہ کام کی پوری ذمہ داری ہمیشہ کے لیے امت محمدیہ پر عائد کر دی گئی ہے علاوہ قرآن کریم کی متعدد آیات کے رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارشادات میں ان امور کی وضاحت فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں ارشاد فرمایا کہ جو یہاں موجود ہے وہ اس کو یہ باتیں پہنچا دے جو یہاں موجود نہیں ہے اور اس حدیث میں فرمایا کہ میری طرف سے پہنچا دو خواہ ایک آیت یا ایک جملہ ہی کیوں نہ ہو۔

اس حدیث مبارک میں فرمایا کہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ سے بھی نقل کرو اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے ایک اور ارشاد میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب کرو بلکہ کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس ہدایت پر جو ہماری طرف سے نازل کی گئی ہے۔ صحابہ کرام بعض اوقات ان یہود و نصاریٰ سے جو مسلمان ہو چکے تھے ان سے بعض اوقات قرآن کریم کے قصص سے متعلق کتب سابقہ میں وارد تفصیل معلوم کر لیا کرتے تھے، یا قدیم کلمات حکمت روایت کر لیا کرتے تھے لیکن عقائد و احکام سے متعلق ان سے کوئی بات نہ سنتے اور نہ اخذ کرتے اور ہر اس بات کو نظر انداز کر دیا کر دیتے جو قرآن و سنت کے خلاف ہوتی، بلکہ اگر ان سے اگر کوئی ایسی بات سنتے تو اس کی تردید کر دیا کرتے تھے، چنانچہ روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت کعب الاحبار سے اس ساعت قبولیت کے بارے میں استفسار کیا جس کے بارے میں حدیث میں ہے کہ جمعہ کے دن ایک ساعت ہوتی ہے اگر مسلم بندہ نماز میں ہو اور یہ ساعت آجائے تو وہ اللہ سے جو سوال کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا فرما دیتے ہیں، کہ کیا یہ ساعت ہر جمعہ کو ہے؟ کعب نے بیان کیا کہ یہ سال میں ایک جمعہ کو ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کی تردید کی اور فرمایا کہ ہر جمعہ کو ہے۔ جس پر حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے تورات سے مراجعت کی تو معلوم ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی رائے درست ہے۔

جھوٹ کی برائی اور اس کا گناہ ہونا قرآن کریم اور سنت نبوی ﷺ میں جا بجا بیان ہوا ہے۔ لیکن اگر اس جھوٹ کا تعلق رسول کریم ﷺ کی ذات مبارک سے ہو تو اس کی سنگینی کی کوئی انتہا نہیں ہے اور یہ کام کوئی شقی اور بد بخت ہی کر سکتا ہے۔ چنانچہ یہاں ارشاد فرمایا کہ جس نے مجھ پر عدا جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

یہ حدیث کہ جس نے مجھ پر عدا جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ متواتر ہے اور امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو بائیس صحابہ کرام نے روایت کیا ہے جس میں تمام عشرہ مبشرہ بھی ہیں اور کوئی حدیث ایسی نہیں ہے جس کے روایات کرنے والے صحابہ میں تمام عشرہ مبشرہ موجود ہوں۔ اور عراقی نے کہا ہے کہ اس حدیث کو ستر صحابہ نے روایت کیا ہے۔

(فتح الباری: ۳۰۴/۱ - دلیل الفالحین: ۱۵۹/۴ - التفسیر والمفسرون: ۱۲۴/۱ - المعجم الحديث فی مصطلح الحديث)

(ساجد الرحمن) ص ۱۰۴

علم کا طلب کرنے والا جنت کے راستہ میں ہے

۱۳۸۱. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ، طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۱۳۸۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص طلب علم کے کسی راستے پر چلے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرمادیں گے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۸۱): صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن .

شرح حدیث: علم سے مراد قرآن و سنت کا علم ہے یہ وہ علم ہے جو انسان کو اندھیروں سے نکال کر روشنیوں کی طرف لاتا ہے جس سے فاسد عقائد، غلط خیالات و افکار اور مضرت رسا اعمال کی تاریکیوں سے نکال کر انسان ایمان و یقین اور عمل صالح کا سفر شروع کرتا ہے۔ اس علم سے دل میں وہ نور پیدا ہوتا ہے جس سے انسان حق و باطل میں امتیاز اور غلط اور صحیح میں فرق کر سکتا ہے۔ اور جو اس علم کے حصول کے لیے نکلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرمادیتا ہے۔

یہ حدیث باب حوائج المسلمین میں بھی (۲۴۷) آچکی ہے۔ (نزهة المتقين: ۲/۲۷۱ - دليل الفالحين: ۴/۱۶۰)

بھلائی کی طرف رہنمائی کرنے والا ثواب میں برابر کا شریک ہے

۱۳۸۲. وَعَنْهُ أَيْضًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ!"

(۱۳۸۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی ویسے امر ہدایت کی دعوت دی تو اس کو اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اس ہدایت پر چلنے والوں کو ملے گا اور ان کے اجر میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۸۲): صحیح مسلم، کتاب العلم، باب من سن سنة حسنة .

شرح حدیث: اسلام میں کسی سچائی یا کسی عمل خیر کی جانب لوگوں کو دعوت دینے کی اس قدر فضیلت اور اس قدر اجر و ثواب ہے کہ داعی کی دعوت سے جتنے لوگ اس بات پر عمل کریں گے اس داعی کو ان سب کے برابر اجر ملے گا اور ان سب کے اجر میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔ داعی کو دعوت کا اجر ملے گا اور عامل کو عمل کا اجر ملے گا۔

یہ حدیث مکرر ہے اور اس سے پہلے باب الدلالة على الخير (۱۷۴) میں آچکی ہے۔

(روضة المتقين: ۳/۳۶۴ - دليل الفالحين: ۴/۱۶۱)

موت کے بعد تین عمل کا ثواب جاری رہتا ہے

۱۳۸۳. وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "إِذَا مَاتَ ابْنُ آدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا

مِنْ ثَلَاثٍ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ"، رَوَاهُ مُسْلِمٌ !

(۱۳۸۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فرزند آدم جب مرتا ہے اس کا سلسلہ عمل

بھی منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین باتوں کے صدقہ جاریہ، ایسا علم جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچ رہا ہو اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہو۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۸۳): صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاته۔

کلمات حدیث: انقطع عمله: اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے، یعنی انسان کا ہر عمل اس کی زندگی کے ساتھ وابستہ ہے، زندگی ختم عمل بھی ختم اور اس عمل کا اثر اور نتیجہ بھی انتہا کو پہنچے گا۔

شرح حدیث: آدمی کی موت کے ساتھ اس کا سلسلہ عمل بھی ختم ہو جاتا ہے۔ مگر تین اعمال ایسے ہیں جن کا اجر و ثواب آدمی کو مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ، یعنی مسجد یا مدرسہ بنوادینا۔ دینی درس گاہ قائم کر دینا، دینی کتابوں کی لائبریری بنادینا، ہسپتال بنوادینا۔ غرض ہر وہ کام جس میں عام مسلمانوں کی بھلائی ہو اور انہیں اس سے تادیر خیر اور فائدہ حاصل ہوتا رہے صدقہ جاریہ ہے۔ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے کا مطلب یہ ہے کہ علم کو عام کرنا لوگوں کو سکھانا شاگردوں کو تعلیم دینا اور تصنیف و تالیف کرنا جب تک اس کا سلسلہ تمدن قائم اور کتابیں محفوظ رہیں گی اور لوگ ان سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے تو ان کا اجر بھی معلم یا مصنف کو ملتا رہے گا، اولاد کی صحیح دینی تربیت کرنا تاکہ وہ مرنے کے بعد باپ کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں۔ (دلیل الفالحین: ۱۴۳/۴۔ نزہۃ المتقین: ۲۷۳/۲)

دنیا ملعون ہے مگر چند چیزیں

۱۳۸۴. وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ مَلْعُونَةٌ مَا فِيهَا،

إِلَّا ذِكْرَ اللَّهِ تَعَالَى، وَمَا وَالَاهُ، وَغَالِمًا أَوْ مُتَعَلِّمًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ !

قَوْلُهُ "وَمَا وَالَاهُ أَيْ طَاعَةُ اللَّهِ !!"

(۱۳۸۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا

کہ دنیا بھی ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے۔ سوائے اللہ کے ذکر کے اور اس سے تعلق کے اور عالم اور متعلم کے۔ (ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

وما والاه کے معنی ہیں اللہ کی اطاعت۔

تخریج حدیث (۱۳۸۴): الجامع للترمذی، کتاب الزہد، باب ما جاء فی ہوان الدنيا علی اللہ۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ کی نظر میں ساری دنیا اور جو کچھ دنیا میں مال و اسباب ہیں اس کی حیثیت مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے۔ دنیا انسان کے لیے دارالامتحان ہے کہ اس کی کشش اور رونق انسان کو اللہ سے غافل انجام سے بے پرواہ اور عاقبت سے بے خوف بنا دیتی ہے اور یہی پہلو برا بھی ہے اور فتنہ بھی۔ سوائے ان لوگوں کے جو اس آزمائش میں پورے اتریں جس کا طریقہ علم دین کا حصول اور اس کی تعلیم اور اس کا تعلم ہے اور اللہ کی یاد کو دل میں بسانا اور اللہ کے رسول کے لائے ہوئے احکام پر عمل کرنا ہے۔ جو اس طریقے پر چلتا ہے وہ دنیا کے فتنہ سے محفوظ رہتا ہے اور اس دارالامتحان سے کامیابی سے گزر کر فوز و فلاح کے راستے پر گامزن ہو جاتا ہے۔ یہ حدیث اس سے پہلے فضل الزہدی الدنیا (۲۷۸) میں آچکی ہے۔ (روضة المتقین: ۳/۳۶۵۔ دلیل الفالحین: ۴/۱۶۳)

علم طلب کرنے والا مجاہد کی طرح ہے

۱۳۸۵۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ خَرَجَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَتَّى يَرْجِعَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ!!
(۱۳۸۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو طلب علم کے لیے گھر سے نکلا وہ واپس آنے تک اللہ کے راستے میں ہے۔ (ترمذی، اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۱۳۸۵): الجامع للترمذی، ابواب العلم، باب فضل طلب العلم۔

شرح حدیث: علم دین کے حصول کے لیے اپنے گھر یا وطن سے نکلنا ایسا ہے جیسے جہاد فی سبیل اللہ طالب علم کا اجر و ثواب ایسا ہے جیسا مجاہد فی سبیل اللہ کا اجر و ثواب ہے کیونکہ جس طرح جہاد فی سبیل اللہ کا کلمہ بلند کرنے کے لیے ہوتا ہے اسی طرح علم دین کا حصول بھی اللہ کے احکام کو لوگوں تک پہنچانے کے لیے اور دعوت دین کو عام کرنے کے لیے ہے۔

(روضة المتقین: ۳/۳۶۵۔ دلیل الفالحین: ۴/۱۶۳)

مومن علم سے سیر نہیں ہوتا

۱۳۸۶۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَنْ يَشْبَعَ مُؤْمِنٌ مِنْ خَيْرٍ حَتَّى يَكُونَ مُنْتَهَاهُ الْجَنَّةُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ!

(۱۳۸۶) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن بھلائی اور خیر سے کبھی سیر

نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ اپنے منتہا یعنی جنت تک پہنچ جاتا ہے۔ (ترمذی، اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۱۳۸۶): الجامع للترمذی، ابواب العلم، باب ما جاء في فضل الفقه على العبادة۔

شرح حدیث: مومن اعمال صالحہ کا حریص ہوتا ہے اس کو نیک اور بھلائی کے کاموں سے کبھی طبیعت سیر نہیں ہوتی نہ کبھی وہ تھکتا یا

اگتا ہے یہاں تک کہ اسے موت آجاتی ہے اور وہ اپنے آخری مستقر جنت میں پہنچ جاتا ہے، علم دین کی طلب اور اس کی اشاعت اعمال صالحہ میں بہت مفید عمل ہے، عالم دین کی بھی کبھی علم سے طبیعت سیر نہیں تھی اور وہ حصول علم سے اور علم کی اشاعت سے نہ تھکتا ہے اور نہ اگتا ہے حتیٰ کہ اسے موت آجاتی ہے اور وہ اپنی آخری منزل جنت میں پہنچ جاتا ہے۔

(تحفة الأحوذی: ۷/۴۹۰ - دلیل الفالحین: ۴/۱۶۳)

علم سکھانے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق دعاء کرتی ہے

۱۳۸۷. وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "فَضَّلَ الْعَالَمُ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَذْنَاكُمْ" ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حَتَّى الْحَوْتُ لِيَصَلُّونَ عَلَى مُعَلِّمِي النَّاسِ الْخَيْرِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ!

(۱۳۸۷) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے جس طرح میری فضیلت تم میں سب سب سے ادنیٰ پر۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اس کے فرشتے اور آسمانوں اور زمین والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں سمندر میں لوگوں کو خیر کی تعلیم دینے والوں کے حق میں دعاء کرتے ہیں۔

(ترمذی، یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۱۳۸۷): الجامع للترمذی، ابواب العلم، باب ما جاء فی فضل الفقه علی العبادۃ.

کلمات حدیث: العالم: علم دین کا جاننے والا اور اپنے اوقات کو تعلیم و تعلم میں صرف کرنے والا۔ عابد: عبادت گزار جو شب و روز عبادت میں مصروف رہے۔ ادناکم: تم میں سب سے ادنیٰ، یعنی فضیلت میں سب سے کم درجہ والا مسلمان۔ لیصلون: دعاء کرتے ہیں۔ صلاۃ کی نسبت اگر اللہ کی طرف ہو تو رحمت کے ہوتے ہیں، ملائکہ کی طرف ہو تو استغفار کے اور مخلوقات کی طرف ہو تو دعاء کے ہوتے ہیں۔

شرح حدیث: عابد کی کثرت عبادت کا اجر و ثواب اور خیر و برکات اس کی ذات تک محدود ہیں، جبکہ عالم کی ذات ایک چشمہ خیر ہے جس سے بے شمار تشنگان علم اور طالبان خیر اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ارشاد فرمایا کہ عالم باعمل کو عابد پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی مجھے تمہارے میں سے کسی ادنیٰ پر حاصل ہے۔ عالم دین پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں، فرشتے استغفار کرتے ہیں اور ساری مخلوقات دعائیں کرتی ہیں یہاں تک کہ چیونٹیاں اور مچھلیاں بھی دعائیں کرتی ہیں۔

(تحفة الأحوذی: ۷/۴۷۹ - روضة المتقین: ۳/۳۶۶ - دلیل الفالحین: ۴/۱۶۴)

علم حاصل کرنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے

۱۳۸۸. وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَتَّبِعِي فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنَحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَصْنَعُ، وَإِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ حَتَّى الْجِبْتَانِ فِي الْمَاءِ، وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، وَإِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُورَثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا إِنَّمَا وَرَثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحِطِّ وَافِرٍ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

(۱۳۸۸) حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص علم دین کی جستجو میں کسی راستے پر چلے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرمادیتے ہیں اور فرشتے طالب علم کے لیے اس طلب سے خوش ہو کر اپنے پر رکھ دیتے ہیں۔ عالم کے لیے آسمانوں اور زمین کی جملہ مخلوقات حتیٰ کہ پانی میں مچھلیاں بھی دعا کرتی ہیں۔ عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے جیسے چاند کو تمام ستاروں پر فضیلت حاصل ہے۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ اس لیے کہ انبیاء اپنے ورثہ میں درہم اور دینار چھوڑ کر نہیں جاتے بلکہ علم ہی اپنے ورثہ میں چھوڑ کر جاتے ہیں۔ جس نے علم حاصل کیا اس نے شرف و فضل کا بہت بڑا حصہ حاصل کیا۔ (ابوداؤد، ترمذی)

تخریج حدیث (۱۳۸۸): سنن ابی داؤد، کتاب العلم، باب الحث علی طلب العلم. الجامع للترمذی، ابواب العلم، باب ما جاء فی فضل الفقه علی العبادۃ.

کلمات حدیث: تَضَعُ أَجْنَحَتَهَا: اپنے پر جھکاتے ہیں، یعنی فرشتے علم کے احترام میں اپنے پر جھکا دیتے ہیں، یا طالب علم کے لیے آسانی پیدا کرتے ہیں اور اس کی مدد کرتے ہیں۔

شرح حدیث: علم اور اہل علم کی فضیلت اور ان کی منقبت کا بیان ہے کہ علم ایسی روشنی ہے جس سے قلوب منور ہوتے ہیں اور آدمی تاریکی سے نکل کر روشنی میں آجاتا ہے اور آدمی کو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ کون ہے کیا ہے اس دنیا میں کیوں آیا ہے اسے کیا کرنا ہے اور اس کی منزل کہاں ہے جہاں اسے جانا ہے اور اس کا خالق و مالک کون ہے؟ اور اس کی بندگی اور عبودیت کا کیا طریقہ ہے؟ جس آدمی کو خالق کی پہچان نہیں ہے وہ تو ایسا ہے جیسے گلے سے بچھری ہوئی بھیڑ جسے نہ راستہ کا پتہ اور نہ منزل معلوم۔ علم کا کمال اسوۂ رسول اللہ ﷺ کی اقتداء سے حاصل ہوتا ہے بغیر عمل کے عالم کی مثال رسول اللہ ﷺ نے اس طرح بیان فرمائی کہ جیسے شمع جو گرد و پیش میں روشنی تو پھیلاتی ہے لیکن خود جل کر ختم ہو جاتی ہے۔ (او کما قال علیہ السلام)

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسول اللہ ﷺ تک جتنے بھی انبیاء آئے انہوں نے انسانوں کو فلاح و کامیابی کا راستہ بتلایا انہیں یہ بتایا کہ ان کا خالق و مالک کون ہے اور اس کی بندگی کا کیا طریقہ ہے اور انسان اس دنیا میں کیوں آیا ہے اور اس کا کیا منصب ہے جسے

اسے سرانجام دینا ہے، انسانی حیات اور کائنات کے بارے میں اور معبودِ حقیقی کے بارے میں یہ علم انبیاء نے عطا کیا ہے اور علماء اسی علم کے وراث اور امین ہیں۔ اس لیے علماء و ارثین انبیاء ہیں۔ یہ علم اس قدر عظیم ہے کہ جس کو اس میں ذرا سا بھی حصہ مل گیا اسے سرمایہ عظیم حاصل ہو گیا۔

غرض حدیث مبارک میں علم سے مراد قرآن و سنت کا علم ہے جس کے حصول اور جس کے مطابق عمل پر اللہ کی رضا موقوف ہے۔ یہی وہ علم ہے جس میں مسلمانوں کی رفعت و ترقی اور ان کی مادی اور روحانی ترقی کا راز پنہاں ہے اور یہی میراث محمد ﷺ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بازار سے گزر ہوا لوگ تجارت اور کاروبار میں مصروف تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم یہاں مشغول ہو اور مسجد میں رسول اللہ ﷺ کی میراث تقسیم ہو رہی ہے، لوگ جلدی سے مسجد پہنچے تو دیکھا کہ جا بجا درس قرآن کے اور ذکر کے حلقے بنے ہیں اور مجالس علم برپا ہیں۔ ان لوگوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم تو کہہ رہے تھے کہ مسجد میں میراث محمد ﷺ تقسیم ہو رہی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہی تو میراث محمد ہے جو تقسیم ہو رہی ہے۔

(دلیل الفالحین: ۴/۱۶۴۔ روضة المتقین: ۳/۳۶۸۔ تحفة الأحوذی: ۷/۴۸۴)

علم حدیث کا مشغلہ رکھنے والوں کے لیے خوشخبری

۱۳۸۹۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "نَضَرَ اللَّهُ أَمْرًا سَمِعَ مِنْ شَيْئًا قَبْلَهُ، كَمَا سَمِعَهُ، قُرْبُ مُبْلَغٍ أَوْ عَمَى مِنْ سَامِعٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ!

(۱۳۸۹) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس آدمی کو تروتازہ رکھے جو ہم سے کوئی بات سنے پھر اسے اسی طرح دوستوں تک پہنچا دے جس طرح اس نے سنا کہ بہت سے لوگ جن کو بات پہنچائی جائے سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔ (ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۱۳۸۹): الجامع للترمذی، ابواب العلم، باب ما جاء فی الحث علی تبلیغ السماع.

کلمات حدیث: نَضَرَ اللَّهُ أَمْرًا: اللہ اس شخص کو تروتازہ اور شاداب رکھے۔ خوش رکھے۔ نضرة کے معنی ہیں خوبصورتی، دلکشی اور رونق۔ أَوْ عَمَى: زیادہ یاد رکھنے والا، زیادہ محفوظ رکھنے والا، زیادہ سمجھنے والا۔ وَ عَمَى کے معنی ہیں خوب سمجھ کے سارے معانی اور مطالب کو ذہن نشین کر کے بات کو پوری طرح یاد رکھنا۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ اور شاداب رکھے اسے بہت وسرور عطا کرے اور رونق و حسن بخشے جو کلام نبوت ﷺ کو سن کر اسے یاد کرے اور اس کے معانی اور مفہیم کو پوری طرح ذہن نشین کر کے جس طرح سنا ہے بعینہ اسی طرح امت کو پہنچا دے۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مناکال لفظ ہے اور رسول کریم ﷺ کے تمام اقوال و افعال اور احوال سب اس میں داخل ہیں اسی طرح جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کے بھی تمام آثار اس میں داخل ہیں۔

یہ حدیث مبارک دراصل رسول کریم ﷺ کی دعاء ہے ان جملہ اصحاب علم کے حق میں جو کسی نہ کسی طرح حدیث کے علم اور اس کی تدریس اور اس کی تبلیغ سے وابستہ ہوں۔

غرض جو شخص کلام نبوت ﷺ سن کر سمجھ کر اور اس کے معانی و مطالب کو خوب دل نشین کر کے فرمان نبوت جس طرح سنا ہے اسی طرح دوسروں تک پہنچا دے اور اس میں کوئی کمی بیشی نہ کرے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جس کو اس نے حدیث پہنچائی ہے وہ زیادہ اس کے معانی کو سمجھنے والا اور زیادہ اس کے دقیق مطالب کی جانب رسائی حاصل کر نیو والا ہے اور اس میں پنہاں علوم و معارف کو زیادہ اجاگر کرنے والا ہو۔ امت میں حدیث نبوی ﷺ کی روایت و درایت کا سلسلہ فی الواقع اسی طرح واقع ہوا ہے کہ راویان کرام نے احادیث مبارکہ کو حس طرح سنا بعینہ اسی طرح پہنچایا اور محدثین فقہاء اور علماء نے ان احادیث کے اسرار سے پردہ اٹھایا اور ان کے دقیق کلمات بیان کیے اور ان کے معانی اور مطالب کی توضیح کی۔ (تحفة الأحوذی: ۴۵۳/۷۔ دلیل الفالحین: ۱۶۶/۴۔ روضة المتقین: ۳/۳۶۸)

دین کا علم چھپانے پر وعید

۱۳۹۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ سِئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكْتَمَهُ، أَلْجَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ! (۱۳۹۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی سے علم کی کوئی بات پوچھی گئی اور اس نے اسے چھپایا روز قیامت اسے آگ کی لگام دی جائے گی۔ (ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے)

کلمات حدیث (۱۳۹۰): کتمہ: اسے چھپایا۔ کتم کتما و کتمان (باب نصر) چھپانا، بات چھپانا، علم نہ بتانا۔
شرح حدیث: علم سے مراد علم دین ہے۔ یعنی اگر سائل کسی عالم سے دین کی بات دریافت کرے مثلاً کسی چیز کے بارے میں دریافت کرے کہ حلال ہے یا حرام؟ یا نماز کا طریقہ اور اس کے اوقات وغیرہ دریافت کرے یعنی سوال کا تعلق علم ضروری سے ہو اور عالم جان بوجھ کر نہ بتائے اور علم کو چھپائے تو روز قیامت اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔

(تحفة الأحوذی: ۴۴۳/۷۔ روضة المتقین: ۳۷۰/۳۔ دلیل الفالحین: ۱۶۷/۴)

دنیا کی خاطر علم حاصل کرنے پر وعید

۱۳۹۱۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِّمَّا يُتَنَغَّى بِهِ وَجْهُهُ لِلَّهِ

عَزَّوَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرَفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ يَعْنِي رِيحَهَا : رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ !

(۱۳۹۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص وہ علم جس سے اللہ کی رضا مقصود ہوتی ہے، اس لیے حاصل کرے کہ اس سے دنیا کمائے تو وہ قیامت کے روز جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔ (ابوداؤد بسند صحیح)

تخریج حدیث (۱۳۹۱): الجامع للترمذی، کتاب العلم، باب طلب العلم لغير الله تعالى .

کلمات حدیث: عرف الجنة : جنت کی خوشبو، یعنی جنت میں داخل ہونا تو کجا وہ اس کی خوشبو بھی نہ پاسکے گا۔

شرح حدیث: علوم نبوت یعنی قرآن اور حدیث کے حصول کی غرض و غایت اللہ کی رضا ہے، اگر کوئی شخص ان علوم کو دنیا حاصل کرنے کے لیے سیکھے اور پڑھے تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پاسکے گا، لیکن اگر علم دین کو اللہ کی رضا کے لیے حاصل کرے اور دنیا اس کے ارادے اور قصد کے بغیر مل جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ رضائے الہی حاصل ہو تو دنیا خود بخود آجاتی ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جس نے اپنے آپ کو آخرت کے لیے وقف کر دیا تو اللہ تعالیٰ اس کے سارے معاملات کو درست فرمادیں گے، اس کے دل کو غنی کر دیں گے اور دنیا مغلوب ہو کر اس کے پاس آجائے گی۔ (روضۃ المتقین: ۳/۳۷۰۔ دلیل الفالحین: ۴/۱۶۷)

قیامت کے قریب علم اٹھالیا جائے گا

۱۳۹۲ . وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوسًا جُهَلَاءَ، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ! (۱۳۹۲) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ اسے لوگوں کے سینوں سے نکال لے لیکن وہ علم کو علماء کی وفات کے ذریعے اٹھائے گا یہاں تک کہ جب وہ کسی عالم کو باقی نہیں رکھے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے ان سے سوال کیا جائے گا تو وہ بغیر علم کے جواب دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۹۲): صحيح البخاری، کتاب العلم، باب كيف يقبض العلم . صحيح مسلم، کتاب العلم باب رفع العلم وقبضه .

کلمات حدیث: انتزاعاً : کھینچنا، یکھٹ نکال لینا۔ نزع نزعاً (باب فتح) نکلتا۔ نزع الروح من البدن : جسم سے روح کا نکلتا۔ انتزاع (باب افعال) کھینچنا، نکال لینا۔

شرح حدیث: قیامت کے قریب علم دین اٹھالیا جائے گا جاہل اور بے عمل لوگ لوگوں کے سردار اور دینی راہنما ہوں گے اور صحیح علم

دین کے حامل صلحاء اور اتقیا شاذ و نادر رہ جائیں گے اور جو ہوں گے ان کی طرف لوگوں کا رجوع نہ ہوگا۔ فرمایا کہ یہ ایسا نہیں ہوگا کہ علماء کے سینوں سے علم دین نکال لیا جائے بلکہ یہ ہوگا کہ علمائے دین وفات پا جائیں گے اور جاہل لوگ عالم اور مفتی بن بیٹھیں گے لوگ ان سے سوال کریں گے اور بغیر علم صحیح کے جواب دیں گے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

(فتح الباری: ۲۰۶/۱ - ارشاد الساری: ۲۹۳/۱ - روضۃ المتقین: ۳۷۱/۳ - دلیل الفالحین: ۱۶۸/۴)



کتاب حمد اللہ تعالیٰ والشکر

(الباب ۲۴۲)

حمد اور شکر کی فضیلت

۳۰۳. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿ فَاذْكُرُونِيْ اَذْكُرْكُمْ وَاَشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْا ۝۱۵۲ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور تم میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔“ (البقرة: ۱۵۲)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں ذکر و شکر کا حکم دیا گیا ہے۔ ذکر اللہ اپنے وسیع معنی کے اعتبار سے نماز تلاوت قرآن دعاء و استغفار سب ہی کو شامل ہے لیکن عرف و اصطلاح کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس تو حید و تجید اس کی عظمت و کبریائی اور اس کی صفات کمال و جمال کے بیان کو ذکر کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ ءٰمَنُوْا اذْكُرُوْا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝۴۱ وَسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝۴۲ ﴾

”اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی پاکی بیان کرو۔“ (الاحزاب: ۴۱، ۴۲)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ:

﴿ وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرَّعًا وَخِيْفَةً ۝۴۳ ﴾

”اور اپنے رب کا ذکر کرو اپنے دل میں گڑ گڑا کر اور خوف کی کیفیت کے ساتھ۔“ (الاعراف: ۲۰۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ جس طرح مجھ سے اعتقاد رکھتا ہے میں اس سے اسی طرح پیش آتا ہوں اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس کی مجلس سے اچھی مجلس میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میری طرف بالشت بھرتا ہے تو اس کے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ میری طرف چلتا ہے تو میں ایک گز اس کی طرف چلتا ہوں اور اگر وہ میرے پاس چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ﴿ فَاذْكُرُونِيْ اَذْكُرْكُمْ ﴾ کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے بندو! تم مجھ کو میری عبادت سے یاد کرو یعنی میری عبادت کرو میں تم کو مغفرت سے یاد رکھوں گا میں تمہارے گناہوں سے درگزر کروں گا۔ (تفسیر مظہری۔ تفسیر عثمانی۔ معارف الحدیث)

۳۰۴. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿لَیْنٌ شَکَرْتُمْ لَا زَیْدَ نَکَمْ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”اگر تم شکر کرو تو میں تمہیں زیادہ دوں گا۔“ (ابراہیم: ۷)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں فرمایا کہ اگر احسان مان کر زبان و دل سے میری نعمتوں کا شکر ادا کرو گے تو اور زیادہ نعمتیں ملیں گی جسمانی و روحانی اور دنیوی و اخروی ہر قسم کی۔ شکر کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو اس کی نافرمانی، حرام اور ناجائز کاموں میں صرف نہ کرے اور زبان سے بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اپنے افعال و اعمال کو بھی اس کی مرضی کے مطابق بنائے۔

(معارف القرآن)

۳۰۵۔ وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”اور کہہ دیجئے کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔“ (الاسراء: ۱۱۱)

تفسیری نکات: تیسری آیت میں حمد کا حکم ہے، یعنی ساری تعریفیں اور تمام خوبیاں اللہ ہی کے لیے ہیں اور جو اپنی ہر صفت کمال میں یگانہ ہے اور ہر قسم کے عیب و قصور اور نقص و ثور سے پاک اور کلیتاً منزہ ہے۔ (تفسیر عثمانی)

۳۰۶۔ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿وَعَاخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”اور ان کی آخری پکاری یہ ہوگی کہ تمام تعریفیں اللہ کے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔“ (یونس: ۱۰)

تفسیری نکات: چوتھی آیت میں بیان فرمایا کہ جب اہل جنت جنت میں پہنچ جائیں گے اور دنیاوی تفکرات و کمزورت سے دور ہو کر جنت کی نعمتوں سے سرفراز ہوں گے تو اللہ کا شکر اور اس کی حمد کریں گے اور ان کی ہر دعا اور ہر پکار کا خاتمہ ان کلمات پر ہوگا کہ جملہ حمد ہر طرح کی تعریف اور ہر نوع کی ثناء صرف اور صرف تمام جہانوں کے رب اللہ کے لیے ہے۔ (تفسیر عثمانی - تفسیر مظہری)

آپ ﷺ نے دودھ پسند فرمایا

۱۳۹۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى لَيْلَةً أُسْرَى بِهِ بِقَدْحَيْنِ

مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا فَأَخَذَ اللَّبَنَ: فَقَالَ جَبْرِئِيلُ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَذَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْ أَخَذْتَ

الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۳۹۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس شبِ معراج میں دودھ اور شراب کے دو

پیالے لائے گئے آپ ﷺ نے دونوں کو دیکھا اور دودھ کا پیالہ لے لیا حضرت جبریل نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے آپ ﷺ کی فطرت کی طرف رہنمائی فرمائی، اگر آپ شراب کا پیالہ لے لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۹۳): صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

کلمات حدیث: اُسرى به: آپ ﷺ کو رات کے وقت لے جایا گیا۔ رات کے وقت آپ کو بیت المقدس لے جایا گیا اور وہاں سے آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ ہذاک: آپ ﷺ کی رہنمائی کی اور آپ ﷺ کو ہدایت دی کہ آپ ﷺ نے فطرتِ سلیمہ کا انتخاب کیا جو توحید اور استقامت فی الدین کی طرف لے جانے والی ہے اور دودھ اس کی علامت ہے۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ کو شبِ معراج دو پیالے پیش کیے گئے ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب، یہ پیالے آپ ﷺ کو اس وقت پیش کیے گئے جب آپ ابھی بیت المقدس میں تھے اور صبح بخاری اور صبحِ مسلم میں ہے کہ یہ پیش کش آپ ﷺ کو آسمانوں میں ہوئی۔ آپ ﷺ نے دودھ کا پیالہ لے کا انتخاب فرمایا جس پر حضرت جبریل علیہ السلام مسرور ہوئے اور الحمد للہ کہا اور فرمایا کہ اس وقت اگر آپ ﷺ شراب کا پیالہ لے لیتے تو آپ ﷺ کی امت صراطِ مستقیم سے ہٹک جاتی کہ شراب میں نشہ کا ہونا خلافِ فطرت ہے اور یہ امِ النجائث جس سے بے شمار برائیاں ظاہر ہوتی ہیں جب کہ دودھ فطرت کی علامت ہے اور فطرت توحید اور دینِ صحیح پر استقامت ہے۔ (فتح الباری: ۳۱۴/۲ - تحفۃ الأحمودی: ۵۴۰/۸ - روضة المتقین: ۳۷۴/۳)

ہر کام، بسم اللہ سے شروع کیا جائے

۱۳۹۴. وَعَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَا يُبْدَأُ فِيهِ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ،

فَهُوَ أَقْطَعُ" حَدِيثٌ حَسَنٌ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَغَيْرُهُ!

(۱۳۹۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر اہم کام جس کی ابتداء اللہ کی حمد اور

اس کی تعریف سے نہ کی جائے تو وہ بے برکت ہے۔ (ابوداؤد)

تخریج حدیث (۱۳۹۴): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب الہدی فی الکلام وغیرہ۔

کلمات حدیث: امر ذی بال: ہر اہم کام، ہر ایسا کام جو آدمی کی توجہ اور عنایت کا مستحق ہو۔ بال کے معنی دل اور قلب کے ہیں۔ ذی بال: دل والا یعنی اہمیت والا۔ ابن الاثیر فرماتے ہیں کہ بال کے معنی حال اور شان کے ہیں یعنی ایسا کام جس کا اہتمام کیا جائے اور آدمی کا قلب اس کی طرف یا اس کے انجام کی طرف متوجہ ہو۔

شرح حدیث: کائنات میں کوئی شے اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی مشیت کے بغیر حرکت تک نہیں کرتی ظاہر اسباب اور تدابیر اسی وقت مؤثر ہوتی ہیں جب اللہ کی مشیت اس امر کی مقتضی ہو کہ ان اسباب کے مسببات ظاہر ہوں ورنہ جملہ اسباب موجود ہوتے ہوئے بھی

مسبب کا ظہور نہیں تھا۔ اس لیے مسلمان کے لیے اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ وہ ہر حال میں اور ہر مرحلے میں اللہ کا نام لے اور اس کی حمد و ثناء اور اس کی تعریف و تجلیل بیان کرے۔ ہر اچھے اور اہم کام کا آغاز بسم اللہ اور الحمد للہ سے کرے، ورنہ وہ کام بے برکت اور بے ثمر ہو کر رہ جائے گا اور اس سے وہ خیر برآمد نہ ہوگی جو مطلوب ہے۔ (روضة المتقین: ۳/۳۷۶۔ دلیل الفالحین: ۴/۱۷۱)

بچہ کی موت پر صبر کرنے کا بدلہ ”بیت الحمد“

۱۳۹۵۔ وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِمَلَائِكَتِهِ قَبِضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيَقُولُ: قَبِضْتُمْ ثَمَرَةً فَوَادِهِ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ فَيَقُولُ فَمَاذَا قَالَ عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ حَمْدَكَ وَاسْتَرْجَعَ فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: ابْنُوا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ!

(۱۳۹۵) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی اللہ کے بندے کا بچہ فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی ہے۔ فرشتے کہتے ہیں ہاں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پھر میرے بندے نے کیا کہا۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ کی حمد کی اور ان اللہ پر بھی۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے اس بندے کے لیے جنت میں گھر بنا دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھ دو۔ (ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۱۳۹۵): الجامع للترمذی، کتاب الجنائز، باب فضل المصيبة اذا احتسب.

کلمات حدیث: قبضتم ولد عبدی، تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی۔ ثمرۃ فوادہ: اس کا شر قلب، اس کے دل کا ٹکڑا، اس کے جگر کا ٹکڑا۔ واسترجع استرجاع (باب استفعال) انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنا۔

شرح حدیث: مصیبت اور آزمائش کے وقت اللہ کی مشیت اور اس کی تقدیر پر راضی رہنا اور اس حال میں بھی اللہ کا شکر کرنا اور اس کی حمد و ثناء کرنا اللہ کے یہاں بہت بڑے اجر و ثواب کا کام ہے اور اس موقع پر خصوصی انعام سے نوازا جاتا ہے، چنانچہ اگر کسی مومن بندہ کا بچہ مر جائے اور وہ اس پر صبر کرے اور ان اللہ وانا الیہ راجعون پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں گھر عطا فرمائیں گے جس کا نام بیت الحمد ہوگا۔ یہ حدیث اس سے پہلے (۹۳۱) میں بھی آچکی ہے۔ (روضة المتقین: ۳/۳۷۶۔ دلیل الفالحین: ۴/۱۷۲)

ہر لقمہ اور گھونٹ پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا

۱۳۹۶۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللَّهَ لَيَرْضَى عَنِ الْعَبْدِ يَأْكُلُ الْأَكْلَةَ فَيَحْمَدُهَا، وَيَشْرِبُ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدُهَا، عَلَيَّهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۱۳۹۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے بہت خوش

ہوتے ہیں جو ایک لقمہ کھاتا ہے اور الحمد للہ کہتا ہے اور ایک گھونٹ پانی پیتا ہے اور الحمد للہ کہتا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۹۶): صحیح مسلم، کتاب الذکر، باب استحباب حمد اللہ تعالیٰ بعد الاکل والشرب .

کلمات حدیث: اکلہ: ایک وقت کا کھانا یا ایک لقمہ۔ شربہ: ایک وقت کا پینا یا ایک گھونٹ۔

شرح حدیث: کھانے پینے کے وقت الحمد للہ کہنا چاہیے چاہے کم کھانا پینا ہو یا زیادہ، اگر ایک لقمہ کھائے اور ایک گھونٹ بھی پانی پئے تو الحمد للہ کہے یا الحمد للہ رب العالمین کہے یا کہے:

”الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مَبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَعْنِيٍّ عَنْهُ رَبَّنَا.“

”اے اللہ! تیرے ہی لیے حمد ہے بہت زیادہ، بہت پاکیزہ اور بہت بابرکت حمد۔ اے اللہ یہ رزق جو آپ نے مجھے دیا ہے یہ کافی کیا ہوا نہیں ہے بلکہ مجھے اس کی پھر بھی ضرورت ہے، اس کو رخصت بھی نہیں کرنا کہ پھر بھی احتیاج ہے اور اس سے مستغنی بھی نہیں ہیں کہ پھر بھی ضرورت ہے۔“

یہ حدیث اس سے پہلے (۱۴۰) میں بھی آچکی ہے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۴۲/۱۷)



کتاب الصلاۃ علی رسول اللہ

(الباب ۲۴۳)

درود کی فضیلت

درود پڑھنے کا حکم

۳۰۷. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو۔“ (الاحزاب: ۵۶)

تفسیری نکات: سورة الاحزاب کی اس آیت مبارکہ میں اہل ایمان کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا گیا ہے کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ پر صلاۃ و سلام بھیجا کریں اور اس حکم میں ایک خاص اہمیت اور تاکید پیدا کرنے کے لیے فرمایا گیا کہ اللہ اور اس کے فرشتے بھی آپ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ صلوٰۃ و سلام دراصل اللہ تعالیٰ کے حضور میں کی جانے والی بہت اعلیٰ و اشرف دعاء ہے جو رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک سے عشق و محبت کے اظہار کے لیے کی جاتی ہے۔ رسول کریم ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں آپ ﷺ نے تمام انسانیت کے لیے ایک بہترین دین ایک عمدہ نظام حیات اور ایک اعلیٰ ترین نظام اخلاق عطا فرمایا ہے اور اہل اسلام اور اہل ایمان کو صراطِ مستقیم کی جانب راہنمائی فرمائی ہے انہیں فوز و فلاح کا راستہ دکھایا ہے اور انہیں دین حق سے بہرہ مند فرمایا ہے جس کے صلے میں ہر امتی کا فرض بنتا ہے کہ وہ صلاۃ و سلام کی صورت میں نذرانہ عقیدت پیش کرے۔

فقہائے امت اس امر پر متفق ہیں کہ رسول کریم ﷺ پر درود و سلام بھیجننا امت کے ہر فرد پر فرض ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ہر نماز کے قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا واجب ہے اگر درود نہ پڑھا گیا تو نماز نہ ہوگی۔ لیکن امام مالک اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ اور اکثر فقہاء کے نزدیک قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود پڑھنا سنت ہے۔ جس کے چھوٹ جانے سے نماز میں بڑا نقص پیدا ہو جاتا ہے۔

اس کے علاوہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ جب آپ ﷺ کا ذکر آئے یا کتاب میں پڑھے یا سنے تو آپ ﷺ پر درود بھیجے متعدد احادیث میں رسول اللہ ﷺ پر صلاۃ و سلام پڑھنے کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں بھیجتا ہے۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتے ہیں اس کی دس

خطائیں درگزر فرمادیتے ہیں اور آخرت میں اس کے دس درجے بلند کر دیے جاتے ہیں۔ (معارف الحدیث: ۲۲۳/۲)

درود پڑھنے والے کے لیے دس رحمتیں

۱۳۹۷: وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ صَلَّى عَلَى صَلَوةٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۱۳۹۷) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۹۷): صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب ما جاء في فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم.

شرح حدیث: اللہ سبحانہ کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کی تشریف و تکریم اور آپ ﷺ پر خصوصی عنایات اور اکرام کو صلاۃ کہا جاتا ہے۔ صلاۃ دراصل رسول اللہ ﷺ کے ادنیٰ امتی کی طرف سے خدمتِ اقدس میں نذرانہ عقیدت گلدستہ محبت اور ہدیہ ممنونیت اور سپاس گزاری ہوتی ہے اور وہ بھی اس طرح کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتا ہے کہ اے اللہ تو رسول کریم ﷺ کو اپنی خاص عنایات اور رفع درجات سے سرفراز فرما۔

رسول اللہ ﷺ اشرف الانبیاء اور اکرم الخلائق ہیں اور حبیب رب العالمین ہیں۔ ان کا ادنیٰ امتی جب بارگاہ الہی میں عرض کناں ہوتا ہے "اللہم صل علی محمد" اے اللہ! محمد ﷺ پر درود بھیج۔ تو یہ درخواست قبولیت سے سرفراز ہوتی ہے اور قبولیت کے نتیجے میں یہ گزارش کرنے والا بھی محروم نہیں رہتا اور اس پر بھی دس مرتبہ اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنا اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایتوں اور رحمتوں کے حاصل کرنے اور خود جناب نبی کریم ﷺ سے قرب روحانی کی برکات سے بہرور ہونے کا خاص الخاص وسیلہ ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووي: ۷۲/۴۔ زوۃ المتقین: ۳۷۸/۳۔ معارف الحدیث: ۲۲۳/۱)

درود کی کثرت سے رسول اللہ ﷺ کا قرب نصیب ہوگا

۱۳۹۸: وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَوَّلَى النَّاسِ بِئِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَى صَلَوةٍ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ!"

(۱۳۹۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ روز قیامت لوگوں میں مجھ سے

قریب تر وہ شخص ہوگا جو مجھ پر بکثرت درود پڑھنے والا ہوگا۔ (ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۱۳۹۸): الجامع للترمذی، ابواب الصلاة، باب ما جاء في فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه

وسلم .

کلمات حدیث: اولی الناس بی : میرے ساتھ خصوصیت کا تعلق رکھنے والا۔ مجھ سے زیادہ قریب اور میری شفاعت کا سب سے زیادہ حق دار۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ اشرف الخلق اور اللہ سبحانہ کے حبیب ہیں اور حبیب کا چاہنے والا بھی محبوب ہوتا ہے اور رسول کریم ﷺ کے عشاق اور عقیدت و تعلق رکھنے والے آپ ﷺ پر کثرت سے درود بھیجتے ہیں۔ اس لیے فرمایا کہ جو لوگ مجھ پر کثرت سے درود بھیجتے ہیں وہ روز قیامت میری محبت میری نصرت اور میری شفاعت کے زیادہ مستحق ہوں گے۔

ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امت میں یہ فضیلت محدثین اور ان علماء کو حاصل ہے جو حدیث رسول اللہ ﷺ کی نقل و روایت اور اس کی درس و تدریس میں مشغول ہیں کیونکہ وہ ہر حدیث کی روایت یا قراءت یا کتابت کے وقت بار بار صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔ اسی طرح ابو نعیم نے نقل کیا ہے کہ خطیب بغدادی نے یہ شرف اصحاب الحدیث میں فرمایا ہے کہ کثرت سے درود پڑھنے کی فضیلت اور یہ فضیلت ان راویان حدیث کو حاصل ہے جو ہر روایت حدیث کے موقع پر کئی کئی مرتبہ درود بھیجتے ہیں۔

حدیث مبارک دراصل افراد امت کے لیے ترغیب ہے کہ وہ کثرت سے درود پڑھیں کہ اس عمل کی برکت سے اللہ تعالیٰ قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ فرمائے گا اور آدمی شفاعت رسول ﷺ کا مستحق قرار پائے گا۔

(تحفة الأحوذی: ۶۱۹/۲۔ روضة المتقین: ۳۷۹/۳۔ دلیل الفالحین: ۱۷۵/۴)

جمعہ کے دن کثرت سے درود پڑھنا چاہیے

۱۳۹۹۔ وَعَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَكَثِّرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ، قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ تُعَرِّضُ صَلَاتَنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرَمْتَ قَالَ يَقُولُ: بَلَيْتَ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ!

(۱۳۹۹) حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ کا ہے اس روز مجھ پر کثرت درود بھیجو کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہمارا درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا جبکہ آپ کا جسم بوسیدہ ہو چکے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے مبارک جسموں کو زمین پر حرام کر دیا ہے۔ (ابوداؤد سند صحیح)

تخریج حدیث (۱۳۹۹): سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة.

کلمات حدیث: معروضہ علی : مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ یعنی فرشتے آکر رسول اللہ ﷺ کو بتاتے ہیں کہ آپ کے فلاں امتی نے

آپ ﷺ پر درود بھیجا ہے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد ہوا ہے کہ ہفتہ کے دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ کا ہے اس لیے تم اس دن کثرت سے درود بھیجو کہ عمل صالح کے اجر و ثواب میں زمان اور مکان کی فضیلت سے اضافہ ہوتا ہے چنانچہ اگر آدمی جمعہ کی نماز کے لیے مسجد میں جلدی پہنچے اور وہاں درود و سلام پڑھے تو اس کا بہت اجر ملے گا جو کوئی درود پڑھتا ہے وہ رسول کریم ﷺ پر پیش کیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے زمین میں ادھر سے ادھر جاتے رہتے ہیں یہ فرشتے میری امت کے افراد کا مجھے سلام پہنچاتے ہیں، یہ بات اس درود و سلام سے متعلق ہے جو امت محمد ﷺ کے افراد ساری دنیا میں پڑھتے رہتے ہیں لیکن وہ درود و سلام جو قبر مبارک میں آپ ﷺ پر پیش کیا جائے وہ آپ ﷺ خود سنتے ہیں چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جس نے میری قبر پر آکر درود پڑھا میں اس کو سنتا ہوں اور جو کہیں درود پڑھتا ہے وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے جسم اللہ تعالیٰ نے محفوظ فرما دیے ہیں انہیں مٹی نہیں کھا سکتی۔

(دلیل الفالحین: ۱۷۵/۴ - روضة المتقین: ۳۸۰/۳)

درود نہ پڑھنے والے کے حق میں بددعاء

۱۲۰۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَغِمَ أَنْفُ

رَجُلٍ ذُكِرَتْ عَنْهُ، فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ!

(۱۲۰۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے

سامنے میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود نہیں بھیجا۔ (ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۱۲۰۰): الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب قول رسول اللہ ﷺ رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ۔

کلمات حدیث: ابن الاثیر فرماتے ہیں کہ عربی محاورے میں کہا جاتا ہے رَغِمَ اللہُ اَنفہ اللہ اس کی ناک کو خاک آلود کرے۔ اور یہ اس موقع پر استعمال ہوتا ہے جب کسی آدمی کے بارے میں یہ بتانا ہو کہ وہ فلاں غلط کام کر کے پشیمان ہو گیا یا رسوا اور ذلیل ہو گیا۔

شرح حدیث: فرمایا کہ وہ آدمی رسوا اور ذلیل ہوا یعنی اللہ کی رحمت سے اور اس کے اجر و ثواب سے محروم ہوا جس کے سامنے میرا

ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود نہیں بھیجا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا

آمین، آمین، آمین۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ کس بات پر آمین کہہ رہے تھے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیل

نے مجھ سے کہا کہ اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس کے والدین یا ان میں سے ایک موجود تھا اور وہ پھر بھی جنت میں نہ جاسکا۔ اس پر

میں نے کہا آمین۔ جبرئیل امین نے کہا کہ اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس پر ماہ رمضان آیا اور اس کی مغفرت نہ ہو سکی میں نے کہا

آمین جبرئیل نے کہا کہ اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود نہیں بھیجا میں نے کہا کہ آمین۔

اس حدیث میں تین قسم کے آدمیوں کے لیے ذلت و خواری کی بددعاء ہے ان کا جرم یہ ہے کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت و مغفرت اور فضل و کرم کے مواقع فراہم کیے مگر انہوں نے اس سے منہ موڑا اور بے اعتنائی اختیار کی اور اللہ کی رحمت و مغفرت کو حاصل کرنا ہی نہیں چاہا بلکہ اس سے محروم رہنا ہی اپنے لیے پسند کیا بے شک وہ ایسی ہی بددعاء کے مستحق ہیں۔

(روضۃ المتقین: ۳/۳۸۰۔ دلیل الفالحین: ۴/۱۷۶۔ معارف الحدیث: ۲/۲۳۰)

میری قبر کو میلہ گاہ مت بنانا

۱۲۰۱۔ وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيْدًا وَصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ!

(۱۲۰۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری قبر کو عید نہ بناؤ اور مجھ پر درود پڑھو کہ تم جہاں کہیں بھی ہو تمہارا درود مجھے پہنچ جاتا ہے۔ (ابوداؤد بسند صحیح)

تخریج حدیث (۱۲۰۱): سنن ابی داؤد، کتاب المناسک، باب زیارة القبور۔

کلمات حدیث: تبلغنی: مجھے پہنچتا ہے۔ بلغ بلاغا (باب نصر) پہنچنا۔

شرح حدیث: علامہ تورپشتی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عید میں چونکہ سب جمع ہوتے اور خوش ہوتے ہیں اس لیے فرمایا کہ میری قبر کو اس طرح زیارت گاہ نہ بناؤ جیسے کوئی عید اور میلہ ہو۔ یہ ارشاد آپ ﷺ نے اس لیے فرمایا کہ اہل کتاب اپنے انبیاء کی قبور کی زیارت کے لیے جاتے اس جیسے اہل اوثان اپنے بتوں کی پرستش کے لیے جایا کرتے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر غفلت کا پردہ ڈال دیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری قبر کو وثن (نہ بناؤ جس کی پوجا ہوتی ہو اللہ ان لوگوں سے بہت ناراض ہوتا ہے جو اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنا لیتے ہیں۔)

قبر مبارک پر حاضری مستحب ہے لیکن ضروری ہے کہ انتہائی ادب تعظیم اور تکریم کے ساتھ حاضری ہو اور انتہائی مؤدب ہو کہ درود و سلام پڑھا جائے تو جہاں بھی مسلمان ہو اور درود پڑھے وہ آپ کو پہنچایا جاتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی قبر کی زیارت کرنا سعادت دارین ہے خود رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس کو مدینہ پہنچنے کی وسعت ہو اور وہ میری زیارت کو نہ آئے (یعنی صرف حج کر کے چلائے جائے) اس نے میرے ساتھ بڑی بے مروتی کی، نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت لازم ہوگی۔ (روضۃ المتقین: ۳/۳۸۱۔ دلیل الفالحین: ۴/۱۷۷)

ہر سلام پڑھنے والے کو جواب ملتا ہے

۱۲۰۲۔ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ

رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ!

(۱۲۰۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ

میری روح مجھ پر لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اسے جواب دیتا ہوں۔ (ابوداؤد سند صحیح)

تخریج حدیث (۱۲۰۲): سنن ابی داؤد، کتاب المناسک، باب زیارة القبور۔

شرح حدیث: جملہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور خاص کر سید الانبیاء حضرت محمد ﷺ کو اپنی قبر مبارک میں حیات

حاصل ہے۔ لیکن قبر میں آپ ﷺ کی روح پاک کی تمام تر توجہ ملاحظی کی جانب اور اللہ تعالیٰ کی تجلیات کی طرف متوجہ رہتی ہے اس لیے جب کوئی سلام عرض کرتا ہے اور وہ فرشتے کے ذریعے یا براہ راست آپ کو پہنچتا ہے تو باذن الہی روح مبارک اس طرف متوجہ ہوتی ہے اور جواب دیتی ہے۔ اسی روحانی التفات کو حدیث مبارک میں رد اللہ علی روحی سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(روضة المتقين: ۳۸۱/۳۔ دلیل الفالحین: ۱۷۸/۴۔ معارف الحدیث: ۲۳۸/۲)

دنیا کا سب سے بڑا بخیل

۱۴۰۳۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْبَخِيلُ مَنْ

ذُكِرَتْ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ!

(۱۲۰۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ آدمی بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو

اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ (ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۱۲۰۳): الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب قول الرسول صلی اللہ علیہ وسلم رغم انف رجل۔

شرح حدیث: مقصود حدیث یہ ہے کہ بخیل عام طور پر اس شخص کو سمجھا جاتا ہے جو مال خرچ کرنے میں بخل کرے لیکن اس سے بھی

بڑا بخیل وہ ہے جس کے سامنے اس ہستی کا ذکر آئے جو رحمۃ للعالمین ہے جو ساری بنی نوع انسان کے لیے سراپا رحمت ہے اور جس نے اس

امت کو دین کی اخلاق کی اور اللہ کی معرفت کی اتنی بڑی نعمت عطا فرمائی ہے اور وہ زبان سے درود پڑھنے میں بھی تساہل سے کام لے

حالانکہ امت کو آپ ﷺ کی طرف سے جو دولت عظمیٰ عطا ہوئی ہے اگر ہر امتی اس کے شکر یہ میں اپنی جان کا نذرانہ بھی پیش کرے تو کم

ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ایسا شخص خود اپنے آپ کو عظیم انعام و اکرام سے محروم کرتا ہے جیسا کہ ایک حدیث میں اشارہ ہے کہ بخیل وہ نہیں

ہے جو اپنے مال میں بخل کرے بخیل وہ ہے جو دوسرے کے مال میں بخل کرے اور اس سے بھی بڑھا ہوا وہ ہے جو دو سخاوت کا اتنا بڑا دشمن

ہو کہ اسے خود اپنے اوپر سخاوت بھی ناگوار ہو۔ یقیناً وہ شخص مجوز ذکر رسول ﷺ سن کر بھی درود نہ پڑھے وہ ایسا ہی بخیل ہے جسے یہ بھی پسند

نہیں ہے کہ خود اس پر جو دو سخا کی جائے اور خود اسے انعام و اکرام سے نوازا جائے۔

(دلیل الفالحین: ۱۷۸/۴۔ روضة المتقين: ۳۸۲/۳۔ تحفة الأحوذی: ۴۹۲/۹)

دعاء مانگنے کا مقبول طریقہ

۱۴۰۳. وَعَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُيَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَدْعُو فِي صَلَاتِهِ لَمْ يَمَجِّدِ اللَّهَ تَعَالَى، وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : عَجَلْ هَذَا " ثُمَّ دَعَا فَقَالَ لَهُ : أَوْلَغِيْرِهِ : " إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيدِ رَبِّهِ سُبْحَانَهُ وَالنَّعَاءِ عَلَيْهِ، ثُمَّ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَدْعُو بَعْدَ بِمَا شَاءَ " رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ !

(۱۴۰۳) حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو اپنی نماز میں دعاء کرتے ہوئے سنا کہ اس نے نہ اللہ کی حمد بیان کی اور نہ رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس نے بڑی جلدی کی پھر اسے بلایا اور اس سے یا کسی اور سے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو اپنے رب کی حمد و ثناء سے ابتداء کرے پھر نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے پھر جو چاہے دعاء کرے۔ (ابوداؤد، ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ حدیث صحیح ہے)

تخریج حدیث (۱۴۰۳): سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب فی ثواب التسمیح . الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب ادع تجب .

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگنے کا ادب یہ ہے کہ اولاً اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے پھر رسول اکرم ﷺ پر درود پڑھے اور اس کے بعد انتہائی تضرع اور عاجزی سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعاء کرے اور آخر میں بھی دعاء کو حمد و ثناء اور صلاۃ و سلام پر ختم کرے۔ انشاء اللہ بارگاہ الہی میں مقبول ہوگی۔ (تحفة الأحوذی : ۴۱۶/۹ - روضة المتقین : ۳۸۲/۳ - دلیل الفالحین : ۱۷۹/۴)

کون سا درود زیادہ افضل ہے

۱۴۰۵. وَعَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ كَعْبٍ، بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا : يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ قَالَ : " قُولُوا : اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ! اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۴۰۵) حضرت ابو محمد کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم نے تو یہ جان لیا کہ ہم آپ ﷺ پر سلام کس طرح بھیجیں یہ بتائیے کہ درود کیسے پڑھیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح کہو:

”اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید اللہم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید۔“

”اے اللہ! محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما، جس طرح آپ نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی، بے شک آپ تعریف و بزرگی والے ہیں۔ اے اللہ! محمد اور آل محمد پر برکت نازل فرما جس طرح آپ نے آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی بے شک آپ تعریف و بزرگی والے ہیں۔“

تخریج حدیث (۱۲۰۵): صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب قوله تعالى: ﴿ان الله وملائكته يصلون على النبي﴾ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد التشہد۔

شرح حدیث: صحابہ کرام کو نماز کے قعدہ اخیرہ میں التحیات کی تعلیم دی جا چکی تھی اس لیے انہوں نے فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمیں آپ ﷺ پر سلام پڑھنے کا طریقہ تو معلوم ہے کہ ہم السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ کہتے ہیں لیکن اب جبکہ یہ حکم آگیا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ تو آپ ہمیں بتائیے کہ ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو اس حدیث میں مذکور درود کی تعلیم دی اور درود و سلام دونوں کو نماز میں جمع فرمادیا۔

لفظ صلاة کی نسبت اللہ سبحانہ کی جانب ہو تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق اس کے معنی رحمت کے ہوتے ہیں یعنی اے اللہ اپنی رحمتیں نازل فرما اور صلی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں فرمایا ہے کہ اللہم صل علی محمد کے معنی ہیں اے اللہ رسول کریم ﷺ کے درجات اور مراتب بلند فرما ان کا ذکر بلند فرما ان کے دین کو رفعت عطا فرما اور کون و مکان میں ان کی لائی ہوئی شریعت جاری فرما اور ان کی ایسی تشریف اور ایسی تعظیم فرما جیسی تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی فرمائی کہ ہر بڑائی ہر عظمت اور ہر بزرگی کا مرجع تیری ہی ذات ہے۔

(فتح الباری: ۲/۳۰۵ - عمدة القاری: ۱۵/۳۶۳ - روضة المتقین: ۳/۳۸۵ - دلیل الفالحین: ۴/۱۷۹)

درود ابراہیمی سب سے افضل ہے

۱۲۰۶۔ وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَامَ لَهُ بِشِيرُ بْنُ سَعْدٍ: أَمَرَنَا اللَّهُ أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ؟ يَارَسُولَ اللَّهِ فَكَيْفَ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ؟ فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تَمَنَّيْنَا أَنَّهُ لَمْ يُسْأَلْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُولُوا: اَللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارَكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ

مَجِيدٌ وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ!

(۱۲۰۶) حضرت ابوسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، آپ ﷺ سے بشر بن سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم فرمایا ہے ہم کیسے آپ ﷺ پر درود بھیجیں، رسول اللہ ﷺ خاموش رہے یہاں تک کہ ہمارے دل میں تمنا پیدا ہوئی کہ وہ آپ ﷺ سے سوال نہ کرتے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس طرح درود پڑھو:

”اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.“
اور سلام کا طریقہ تمہیں معلوم ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۲۰۶): صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم.

کلمات حدیث: حتی تمنینا: یہاں تک کہ ہم نے تمنا کی۔ رسول کریم ﷺ وحی کے انتظار میں کچھ دیر خاموش رہے اور نزول وحی کے بعد آپ ﷺ نے جواب دیا۔

شرح حدیث: حضرت بشر بن سعد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم کس طرح آپ پر درود بھیجیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان الفاظ میں درود پڑھا کرو۔ اور سلام کا وہی طریقہ ہے جو میں پہلے تمہیں بتا چکا ہوں آل سے مراد ازواج مطہرات اور وہ اہل قرابت ہیں جن کا تعلق بنو عبدالمطلب اور بنو ہاشم سے تھا اور وہ اسلام لائے۔

حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ جو بات معلوم نہ ہو اس کو اہل علم سے دریافت کرنا چاہیے، دین کی بات پر اپنے اندازے کے مطابق عمل کرنا درست نہیں ہے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۰۵/۴۔ روضة المتقین: ۳۸۶/۳۔ دلیل الفالحین: ۱۸۰/۴)

مختصر درود ابراہیمی

۱۲۰۷۔ وَعَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ قَالَ: ”قُولُوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى اَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى اِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى اَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى اِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ“ ”مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ“! (۱۲۰۷) حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ پر کس طرح درود بھیجیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح کہو:

”اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى اَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى اِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى اَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى اِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.“ (متفق علیہ)

”اے اللہ! محمد ﷺ پر اور آپ کی ازواج پر اور آپ کی اولاد پر رحمتیں نازل فرما جیسا کہ تو نے رحمت نازل فرمائی آل ابراہیم پر اور برکت نازل فرما محمد ﷺ پر آپ کی ازواج پر اور آپ کی ذریت پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام کی اولاد پر بے شک آپ تعریف اور بزرگی والے ہیں۔“

تخریج حدیث (۱۲۰۷): صحیح البخاری، احادیث الانبیاء۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ علی النبی بعد التشہد۔
کلمات حدیث: أزواجہ، أزواج: زوج کی جمع: میاں اور بیوی دونوں میں سے ہر ایک کو زوج کہا جاتا ہے۔ یہاں ازواج مطہرات مراد ہیں جو آل میں داخل ہیں۔ آپ ﷺ کی گیارہ ازواج تھیں ان میں دو کی وفات حیات طیبہ میں ہوئی باقی آپ کی وفات کے بعد زندہ رہیں۔ وبارک: برکت سے ہے، جس کے معنی خیر و فضیلت میں اضافہ کے ہیں جیسا کہ علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔
شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھنا بے حد اجر و ثواب کا کام ہے اور جیسا کہ اس حدیث مبارک میں آیا ہے تمام ازواج اور ذریات کو صلاۃ میں شامل کرنا مستحب ہے۔ (فتح الباری: ۳۰۵/۲۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۰۹/۴)



کتاب الذاکر

المبانی (۲۴۴)

ذکر کی فضیلت

۳۰۸. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”اور اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔“ (العنکبوت: ۲۵)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں ارشاد فرمایا کہ اللہ کا ذکر بہت ہی عظیم شے ہے یہ کائنات کی سب سے بڑی شے ہے کہ اسی پر سارے کون و مکان قائم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس تو حید و تجید اس کی عظمت و کبریائی اور اس کی صفات کمال کے بیان کو ذکر اللہ کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم کی آیات مبارکہ اور احادیث طیبہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ نماز سے لے کر جہاد تک تمام اعمال صالحہ کی روح اور جان ذکر اللہ ہے اور یہی ذکر پروانہ ولایت ہے جس کو عطا ہوا وہ اصل ہو گیا اور جس کو عطا نہیں ہوا وہ دور اور مجبور رہا۔ ذکر اللہ کے بندوں کے قلوب کی غذا اور ذریعہ حیات ہے اگر وہ ان کو نہ ملے تو جسام ان قلوب کے لیے قبور بن جائیں۔ ذکر ہی سے دلوں کی دنیا آباد ہے۔ اللہ سے تعلق رکھنے والے بندوں کو اللہ کے ذکر ہی سے چین حاصل ہوتا ہے۔

﴿ أَلَا يَذْكُرُ اللَّهُ تَطْمِئِنُّ الْقُلُوبُ ﴾ (تفسیر مظہری - معارف الحدیث)

۳۰۹. وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿ فَأَذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔“ (البقرہ: ۱۵۲)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں فرمایا کہ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس قدر نعمتوں سے نوازا تو تمہارے اوپر بھی لازم ہے کہ اسے دل سے زبان سے فکر سے، خیال سے اور ہر گھڑی اور ہر وقت اسے یاد کرو۔ اور ایک لحظہ بھی اس سے غافل نہ ہو۔ (تفسیر عثمانی)

صبح و شام اللہ کو یاد کرنا

۳۱۰. وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿ وَأَذْكُرْ نَفْسَكَ تَصْرَعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ

مِنَ الْغَفْلِينَ ﴿۲۰۵﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”اپنے رب کو اپنے دل میں صبح و شام گڑ گڑا کر اور ڈرتے ہوئے یاد کرو نہ کہ زور سے اور غفلوں میں سے مت بنو۔“

(الاعراف: ۲۰۵)

تفسیری نکات: تیسری آیت میں فرمایا کہ اپنے رب کا صبح و شام ذکر کرو اپنے دل میں گڑ گڑا کر اور عاجزی اور خوف کے ساتھ اللہ کے ذکر کی روح یہ ہے کہ جو زبان سے کہے دل سے اس کی طرف دھیان رکھے تاکہ دل و زبان دونوں بیک وقت اللہ کی یاد میں مشغول ہوں اور وقت ذکر دل اللہ کی خشیت اور اس کے خوف سے لرز رہا ہو اور اس کی جانب سے مغفرت کی طلب اور امیدیں لگا ہوا ہو سزا کا خوف بھی ہو اور جزا کی امید بھی غرض ہیئت اور آواز اور دل سب اللہ کی طرف متوجہ ہوں آواز پست ہو اور اس سے نیم درجہ کی کیفیت ہو پیدا ہو۔ (تفسیر عثمانی)

ذکر اللہ کی کثرت کامیابی کی کنجی ہے

۳۱۱. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔“ (الجمعة: ۱۰)

تفسیری نکات: چوتھی آیت مبارکہ میں فرمایا کہ اللہ کو خوب یاد کرو شاید کہ تم کامیاب ہو جاؤ، یعنی اللہ کو یاد کرو اور اعمال صالحہ کرتے رہو کہ ایمان اور عمل صالح ہی کامیابی کی طرف لے جانے والے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

ذاکرین کیلئے اجر عظیم کا وعدہ ہے

۳۱۲. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں..... اس آیت تک..... اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے مرد اور اللہ کو بہت یاد کرنے

والی عورتیں اللہ نے ان کے لیے بخشش اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔“ (الاحزاب: ۳۵)

تفسیری نکات: پانچویں آیت میں فرمایا کہ بکثرت اللہ کی یاد کرنے والے مرد اور بکثرت اللہ کی یاد کرنے والی عورتیں۔ اور یہ بات اس وقت حاصل ہوتی ہے جب فنائے قلب حاصل ہو جائے ذکر میں دل ڈوبا رہے اور ہر وقت حضور دوائی حاصل رہے۔ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا کہ مفردوں آگے بڑھ گئے عرض کیا گیا کہ مفردوں کون ہیں؟ فرمایا: اللہ کو بکثرت یاد کرنے والے مرد اور اللہ کو بکثرت یاد کرنے والی عورتیں۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ قیامت کے دن کون سا بندہ سب سے افضل اور عالی مرتبہ ہوگا فرمایا اللہ کو بکثرت یاد کرنے والے مرد اور عورتیں۔ (تفسیر مظہری)

صبح وشام تسبیح کا حکم

۳۱۳. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ﴿٤١﴾ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٤٢﴾﴾ الْآيَةُ .

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرو اور صبح وشام اس کی پاکیزگی بیان کرو۔“ (الاحزاب: ۴۱)

تفسیری نکات: چھٹی آیت میں فرمایا کہ اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کر دو اور صبح وشام اس کی تسبیح کرو۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کے علاوہ ہر فرض کی ایک حد مقرر کر دی ہے اور معذوروں کو مستثنیٰ فرما دیا ہے لیکن ذکر کی کوئی آخری حد مقرر نہیں کی اور سوائے جنوں کے کسی کو مستثنیٰ نہیں قرار دیا بلکہ تمام حالتوں میں اٹھتے بیٹھتے اور لیٹے ہوئے ذکر کا حکم فرمایا ہے۔ تسبیح کے لیے صبح وشام کی تخصیص اس لیے فرمائی کہ ان اوقات میں رات اور دن کے ملائکہ جمع ہوتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رات کے ملائکہ اور دن کے ملائکہ باری باری تمہارے پاس آتے ہیں اور فجر اور عصر کی نمازوں میں سب جمع ہو جاتے ہیں، پھر وہ ملائکہ جو رات کو تمہارے پاس رہے اوپر چڑھ جاتے ہیں تمہارا رب ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ خود بخوبی واقف ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا ملائکہ عرض کرتے ہیں کہ ہم نے ان کو نماز پڑھتے چھوڑا اور جب ہم ان کے پاس پہنچے تھے تب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ (تفسیر مظہری)

دو کلمے زبان پر ہلکے ترازو پر بھاری

۱۴۰۸. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ”كَلِمَتَانِ

خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ : سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۴۰۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو کلمے ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں اور

میزان میں بھاری ہیں اور رحمن کو محبوب ہیں:

”سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔“ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۴۰۸): صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب اذا قال واللہ لا اتکلم الیوم . صحیح مسلم،

کتاب الذکر والدعاء، باب فضل التهلیل والتسبیح .

کلمات حدیث: کلمتان: دو کلمے، تثنیہ ہے مفرد کلمہ ہے۔ کلمۃ: جملہ مفیدہ ایک بامعنی فقرہ۔ حقیقتان: دو ہلکے جملے، خفیف کا تثنیہ۔ یعنی زبان پر ادائیگی میں ہلکے اور آسان۔ ایسا کلام جو زبان پر آسانی سے جاری ہو جائے۔ ثقیلتان: دو ثقیل، تثنیہ ہے ثقیل سے جس کے معنی ہیں بھاری اور وزنی، یعنی یہ دو جملے قیامت کے روز میزانِ عمل میں بھاری اور وزنی ہوں گے۔ روز قیامت اعمالِ مثل اجسام کے وزن والے ہوں گے اور ان کو وزن کیا جائے گا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد فرمایا کہ دو جملے ہیں جو کہنے میں زبان پر بہت ہلکے ہیں میزانِ عمل میں بہت بھاری ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں۔ یہ دو کلمے ہیں: سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

اس دنیا کی زندگی میں تمام اعمالِ حسنہ انسان کے لیے بھاری ہیں اور ان کو انجام دینا کسی نہ کسی درجے میں دشوار ہے مگر یہ دو جملے اس قدر ہلکے اور آسان ہیں کہ ان کی ادائیگی میں کوئی دشواری نہیں ہے اور ان کا کہنا اس قدر رواں اور آسان ہے کہ جتنی مرتبہ چاہو کہتے رہو، آسانی سے زبان سے ادا ہوتے رہیں گے۔ مزید یہ کہ یہ کلمات اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں اور میزانِ عمل میں بہت بھاری ہیں۔ یا جن صحیفوں میں یہ مرقوم ہوں گے وہ میزانِ عمل میں بھارتی ہوں گے۔

جب قیامت قائم ہو جائے گی تو دنیا کا سارا نظام متغیر ہو جائے گا۔ زمین اور آسمان بدل جائیں گے اور اس دنیا کی زندگی میں کارفرما تمام اصول و ضابطے تبدیل ہو جائیں گے جو اشیاء یہاں بہت وزنی ہیں ان کا وزن ختم ہو جائے گا اور جن اشیاء کو یہاں بے وزن تصور کیا جاتا ہے وہ وہاں وزنی قرار پائیں گی پہاڑ روٹی کے گالوں کی طرح اڑتے پھریں گے اور انسان کی نیکی اور اس کے عملِ خیر کا وزن ہر شے پر فائق اور بالاتر ہو جائے گا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے میرے رب مجھے ایسے کلمات سکھا دیجئے جن سے میں آپ کو یاد کروں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ پڑھا کرو، کہ اگر تمام آسمان اور سات زمینیں اور جو کچھ ان میں ہے سب ترازو کے ایک پلڑے میں رکھے جائیں اور لا الہ الا اللہ دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو لا الہ الا اللہ والا پلڑا جھک جائے گا۔

حضرت ابوما لک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ الحمد للہ سے ساری میزان بھر جاتی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ روز قیامت اعمال کا وزن ہوگا، چنانچہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میزان میں سب سے بھاری عمل حسن اخلاق ہوگا۔ سلف صالح میں سے کسی سے دریافت کیا گیا کہ یہ کیا بات ہے کہ دنیا میں انسان کو برا کام آسان لگتا ہے اور عمل صالح بھاری محسوس ہوتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ دنیا میں برے عمل کی دلکشی اور اس کی رغبت سامنے ہوتی ہے اور اس کا برا انجام نگاہوں سے اوجھل ہوتا ہے اور عملِ خیر کی اچھائی اور اس کا حسن انجام پیش نظر نہیں ہوتا اور اس کی کلفت متحضر ہوتی ہے۔ (فتح الباری: ۳/۳۳۶۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۶/۱۷۔ تحفۃ الاحوذی: ۹/۴۰۴)

تمام کائنات سے بہتر تسبیح

۱۴۰۹۔ وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا أَقُولُ: سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ." رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۴۰۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر

مجھے ان تمام اشیاء سے زیادہ محبوب ہیں جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۴۰۹): صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل التهلیل والتسبیح والدعاء.

کلمات حدیث: مما طلعت عليه الشمس: ان تمام چیزوں سے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ یعنی دنیا کی تمام اشیاء دنیا کی ساری نعمتیں۔

شرح حدیث: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب سے محبوب کلام یہ چار کلمات ہیں جس سے چاہو شروع کرو کوئی حرج نہیں ہے۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔

یہ کلمات اللہ کو بھی محبوب ہیں اور اللہ کے حبیب کو بھی محبوب ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا میں جو اشیاء اور جس قدر نعمتیں ہیں ان سب سے زیادہ مجھے یہ کلمات محبوب ہیں کیونکہ یہ اعمال آخرت ہیں جو ہمیشہ باقی رہیں گے اور ان کا اجر و ثواب اور ان کے صلے میں ملنے والی نعمتیں ہمیشہ باقی رہیں گی جبکہ دنیا خود فانی ہے اور اس کے اندر موجود تمام اشیاء فانی ہیں۔ ظاہر ہے کہ لازوال باقی رہنے والے کو ہر دم فنا اور تغیر سے دوچار رہنے والی اشیاء پر فوقیت حاصل ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ﴾

”تمہارے پاس جو کچھ ہے وہ ختم ہو جائے گا اور اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ باقی رہے گا۔“ (النحل: ۹۶)

یعنی جو کچھ مال و متاع دنیا تمہارے پاس ہے وہ تو فنا ہو جائے گا مگر اللہ کی رحمت کے خزانے کبھی ختم نہ ہوں گے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دنیا کو پسند کرتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے اور جو آخرت کو پسند کرتا ہے وہ اپنی دنیا کا ضرر کرتا ہے تم باقی رہنے والی چیز کو فنا ہونے والی دنیا پر ترجیح دو۔

(فتح الباری: ۳/۳۳۶۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۷/۱۶۔ روضة المتقين: ۳/۳۹۲۔ تفسیر مظہری)

شیطان کے شر سے محفوظ رہنے کا ذریعہ

۱۴۱۰۔ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ

لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عِدَّةٌ عَشْرٍ رَقَابٍ

وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَمُحِيتَ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ، وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذَلِكَ حَتَّى يُمْسِيَ، وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلٍ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ أَكْثَرَمَنْهُ، وَقَالَ: مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَ مِثْلَ زَبْدِ الْبَحْرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۴۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے دن میں سو مرتبہ یہ کلمہ پڑھا:

”لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شىء قدير.“

”اللہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اسی کا ملک ہے اور اس کے لیے ہر حمد ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔“

اس کے لیے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھا جائے گا، سونیکیاں لکھی جائیں گی اور سو گناہ منادیے جائیں گے اور وہ اس کے لیے شام تک سارا دن شیطان سے حفاظت کا ذریعہ بن جائے گا اور کوئی بھی اس سے زیادہ فائدہ نہ لے کر آئے گا مگر وہ شخص جس نے اس سے زیادہ عمل کیا ہو۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ایک دن میں سو مرتبہ سبحان اللہ و بحمدہ کہا اس کی غلطیاں منادی جاتی ہیں اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۴۱۰): صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب فضل التهليل. صحیح مسلم، کتاب الذکر

والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء.

کلمات حدیث: له الملك: سارے جہاں کا مالک وہی ہے اور کائنات اس کے قبضے اور گرفت میں ہے، کوئی چھوٹی یا بڑی شے اس کے حیطہ اقتدار سے خارج نہیں ہے۔ حرزاً: بچاؤ۔ زبد البحر: سمندر کا جھاگ۔ عدل عشر رقاب: دس گردنوں کے برابر، دس غلام آزاد کرنے کے برابر۔

شرح حدیث: اس کلمہ کی اس قدر بڑی عظمت اور اس قدر بڑی فضیلت ہے اور اس کا اس قدر اجر و ثواب ہے کہ اگر اللہ کا مومن بندہ دن میں سو مرتبہ اس کلمہ کو پڑھے تو ایسا ہے جیسے اس نے دس غلام آزاد کر دیے اور اس کی سو برائیاں منادی جائیں گی اور سونیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھ دی جائیں گی اور اس دن شام تک اسے شیطان سے تحفظ حاصل ہو جائے گا۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سو کی تعداد لازمی نہیں ہے اس تعداد سے زیادہ بھی پڑھا جاسکتا ہے اور جس قدر زیادہ ہو اسی قدر اس کے اجر و ثواب میں اضافہ ہوگا۔

بظاہر حدیث مبارک کے الفاظ عام ہیں لیکن قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ان کلمات کے پڑھنے سے اس بیان کردہ ثواب کا مستحق ایسا اللہ کا بندہ ہوگا جو دینی اعمال پر عمل کرنے والا اور بڑے گناہوں سے مجتنب ہو اور اس کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے:

﴿أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾

(الجماعیہ: ۲۱)

”کیا جنہوں نے برائیاں کمائی ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں ان لوگوں کے برابر کر دیں گے جو ایمان لائے اور عمل صالح کیے۔“

(تحفة الأحوذی: ۹/۴۱۰۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۷/۱۴۔ روضة المتقین: ۳/۳۹۳۔ دلیل الفالحین: ۴/۱۸۶)

چار عرب غلام آزاد کرنے کے برابر اجر

۱۲۱۱۔ وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، عَشْرَ مَرَّاتٍ، كَانَ كَمَنْ أَغْتَقَ أَرْبَعَةَ أَنْفُسٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۲۱۱) حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے دس مرتبہ یہ کلمہ کہا:

”لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير“

تو یہ ایسا ہے جیسے اس نے اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے چار آدمیوں کی گردنیں آزاد کی ہوں۔

تخریج حدیث (۱۲۱۱): صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب فضل التهليل. صحیح مسلم، کتاب الذکر،

باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء.

شرح حدیث: اولاد اسماعیل علیہ السلام کو تمام اہل عرب پر فضیلت ہے۔ اس لیے اولاد اسماعیل علیہ السلام میں چار غلاموں کو آزاد کرنا بہت ہی فضیلت اور اجر و ثواب کا حامل عمل ہے۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ثواب اللہ کے اس نیک بندے کے لیے ہے جو ان کلمات کو سمجھتا ہو ان کے معانی اور مفہیم سے واقف اور ان کلمات میں پنہاں رموز و حدائیت پر غور و فکر کرنے والا ہو۔ ظاہر ہے کہ لوگوں کے فہم اور ان کے ادراک و شعور میں فرق ہوتا ہے اسی فرق کے اعتبار سے ان کے اجر و ثواب میں فرق ہوگا۔

(تحفة الأحوذی: ۹/۵۰۲۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۷/۱۶۔ روضة المتقین: ۳/۳۹۴۔ دلیل الفالحین: ۴/۱۸۷)

اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب کلام

۱۲۱۲۔ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَحَبِّ الْكَلَامِ إِلَى اللَّهِ؟ إِنَّ أَحَبَّ الْكَلَامِ إِلَى اللَّهِ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۲۱۲) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں نہ بتا دوں کہ اللہ کے

نزدیک سب سے محبوب کلام کون سا ہے؟ اللہ کے نزدیک سب سے محبوب کلام سبحان اللہ و بحمدہ ہے۔

شرح حدیث: صحیح مسلم میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا کلام افضل ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ کلام جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے لیے یا اپنے بندوں کے لیے منتخب فرمایا ہے۔ یعنی سبحان اللہ

و بحمدہ۔

علامہ کرمافی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بعض صفات وجودی ہیں جیسے علم اور قدرت۔ یہ صفات کمال ہیں اور بعض صفات عدمی ہیں جیسے اس کا شریک یا اس کا مثل نہ ہونا یہ صفات جلال ہیں۔ تسبیح اشارہ ہے صفات جلال کی طرف یعنی ذات پاری تعالیٰ ہر نقص ہر کمی اور ہر خامی سے منزہ اور پاک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور کوئی اس جیسا نہیں ہے۔ اس طرح سبحان اللہ و بھمہ کے معنی ہونے کے میں اللہ تعالیٰ کی تنزیہ اور تقدیس بیان کرتا ہوں کہ وہ ہر طرح کے نقائص سے پاک ہے اور اس کی حمد و ثناء کرتا ہوں کہ وہ تمام محامد اور جملہ صفات کمال سے متصف ہے۔ (تحفة المصوّذی: ۵۲/۱۰۔ روضة المتقین: ۳۹۴/۳۔ دلیل الفالحین: ۴/۱۸۸)

سبحان اللہ والحمد للہ کا اجر

۱۴۱۳۔ وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأَانِ. أَوْ تَمْلَأُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۴۱۳) حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ طہارت ایمان کا حصہ ہے اللہ میزان کو بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ اور الحمد للہ آسمانوں اور زمین کے درمیان ساری فضا کو بھر دیتے ہیں۔ (مسلم)

خریج حدیث (۱۴۱۳): صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب فضل الوضوء.

کلمات حدیث: الطہور: طاء کے پیش کے ساتھ پاکی اور طہارت حاصل کرنا۔ طہارت جسمانی اور طہارت روحانی، طہارت جسمانی سے مراد بدن لباس اور جائے عبادت کی طہارت اور پاکی ہے اور طہارت روحانی سے مراد قلب کی طہارت اور اس کا کفر و نفاق سے آلائشوں سے پاک ہونا اور ایمان و یقین سے لبریز ہونا۔ شطر: حصہ۔ الطہور شطر ایمان: پاکی اور پاکیزگی ایمان کا جزو اور اس کا حصہ ہے۔

شرح حدیث: اسلام میں عبادت و پاکیزگی کی حیثیت صرف یہی نہیں ہے کہ وہ عبادات کی ادائیگی کی ایک لازمی شرط ہے بلکہ وہ بجائے خود بھی ایک عبادت اور دین کا ایک اہم شعبہ اور بذات خود بھی مطلوب ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾

”اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور پاک صاف رہنے والے اپنے بندوں کو محبوب رکھتا ہے۔“ (البقرہ: ۲۲۲)

قبائلی بستی میں رہنے والے اہل ایمان کی تعریف میں ارشاد فرمایا کہ:

﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَّطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ (التوبہ: ۱۰۸)

”اس میں ہمارے ایسے بندے ہیں جو پاکیزگی پسند ہے اور اللہ تعالیٰ خوب پاک و صاف رہنے والے بندوں سے محبت رکھتا

ہے۔“

اس حدیث میں پاکی اور پاکیزگی کو ایمان کا حصہ کہا گیا ہے اور ایک اور حدیث میں نصف ایمان کہا گیا ہے۔ طہارت کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ فلاح و سعادت پر مبنی صراطِ مستقیم کے بے شمار ابواب اور گونا گوں شعبے ہیں لیکن اصولی طور پر وہ چار عنوان کے ذیل میں آتے ہیں:

(۱) طہارت (۲) اخبات (۳) سماحت (۴) عدالت

اور اس اعتبار سے طہارت ایمان کا ایک اہم شعبہ ہے۔

اس کے بعد شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے طہارت کی حقیقت اور اسلام میں اس کی اہمیت و فضیلت کو اس طرح واضح فرمایا ہے۔ ایک سلیم الفطرت اور صحیح المزاج انسان جو نفس کے سفلی تقاضوں سے مغلوب نہ ہو وہ جب نجاست آلود ہو جاتا ہے اور اس کا جسم ناپاک ہو جاتا ہے تو اس کو اپنی طبیعت میں سخت قسم کی ظلمت اور شدید قسم کا انقباض ہوتا اور یہ طبیعت کی تاریکی اور نفس کا انقباض اس وقت تک دور نہیں ہوتا جب تک وہ جسم سے نجاست دور کر کے وضوء اور غسل نہ کر لے جوں ہی وہ وضوء اور غسل کرتا ہے نفس کا انقباض اور تکدر اور طبیعت کی تاریکی اور ظلمت دور ہو جاتی ہے اور اس کی جگہ طبیعت میں انشراح و انبساط اور نفس میں فرحت اور سرور کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ پہلی کیفیت کا نام حدث اور ناپاکی ہے اور دوسری حالت کا نام طہارت اور پاکی ہے اور ہر وہ انسان کی جس کی فطرت سلیم اور جس کا وجدان صحیح ہو وہ ان دونوں حالتوں کا فرق بخوبی محسوس کر سکتا ہے۔

نفس انسان کی یہ طہارت کی حالت ملاء اعلیٰ کی حالت سے مشابہت اور مناسب رکھتی ہے کیونکہ اللہ کے فرشتے دائمی طور پر بھی آلودگیوں سے پاک و صاف اور نورانی کیفیات سے شاداں و فرحاں رہتے ہیں اور اسی لیے حسب استطاعت طہارت و پاکیزگی کا اہتمام انسانی روح کو ملوکوتی حاصل کرنے اور الہامات کے ذریعے ملاء اعلیٰ سے استفادہ کرنے کے قابل بنادیتا ہے اور اس کے برعکس جب آدمی حدث اور ناپاکی کی حالت میں ہوتا ہے تو اس کو شیاطین سے ایک مناسبت اور مشابہت پیدا ہو جاتی ہے اور اس میں شیطانی وساوس کی قبولیت کی ایک خاص استعداد اور صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے اور اس کی روح کو ظلمت اور تاریکی گھیر لیتی ہے۔

طہارت و پاکیزگی کی اہمیت اور فضیلت کے بیان کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ الحمد للہ کہنا میزان کو بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ والحمد للہ کہنا آسمانوں اور زمین کے درمیان ساری فضا کو بھر دیتا ہے۔

تسبیح یعنی سبحان اللہ کہنے کا مطلب اپنے اس یقین کا اظہار اور اس کی شہادت دینا ہے کہ اللہ کی مقدس ذات پر اس بات سے پاک اور برتر ہے جو اس کی شان الوہیت کے مناسب نہ ہو اور تحمید یعنی الحمد للہ کہنے کا مطلب اپنے اس یقین کا اظہار اور اس کی شہادت دینا ہے کہ ساری خوبیاں اور سارے کمالات جن کی بناء پر کسی کی حمد و ثناء کی جاسکتی ہے صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات میں ہیں اور اس لیے ساری حمد و ستائش صرف اسی کے لیے ہے۔ یہی تسبیح و تحمید حق تعالیٰ کی نوزائیت اور معصوم مخلوق فرشتوں کا وظیفہ ہے۔ قرآن کریم میں فرشتوں کی زبانی نقل فرمایا گیا ہے کہ نحن نسبح بحمدهم ہم تیری ہی تسبیح اور حمد میں مصروف رہتے ہیں۔ پس انسانوں کے لیے بھی بہترین وظیفہ اور مقدس ترین شغل یہی ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے اور سارے عالم کے خالق کی تسبیح کریں اور اس کی حمد بیان کریں۔ اسی تسبیح و تحمید کی ترغیب کے

لیے اور اس کے اجر و ثواب کیلئے بیان فرمایا کہ ایک کلمہ سبحان اللہ میزانِ عمل کو بھر دیتا ہے اور اس سبحان اللہ کے ساتھ الحمد للہ بھی مل جائے تو ان دونوں کا نور زمین و آسمان کی ساری فضاؤں کو معمور اور منور کر دیتا ہے۔ یہ حدیث اس سے پہلے باب الصبر (۲۷) میں آچکی ہے۔

(روضۃ المتقین: ۳۹۵/۳۔ دلیل الفالحین: ۱۸۸/۴۔ معارف الحدیث: ۲۴/۱۔ حجة الله البالغة: ۵۴/۱)

ایک اعرابی کی دعاء

۱۲۱۴۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: عَلَّمْنِي كَلَامًا أَقُولُهُ، قَالَ: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ» قَالَ فَهُوَ لَاءٍ لِرَبِّي فَمَالِي؟ قَالَ: «قُلْ! اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي، وَاهْدِنِي، وَارْزُقْنِي» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۲۱۴) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ مجھے ایسے کلمات سکھائیں جو میں پڑھا کروں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کہا کرو:

”لا اله الا الله وحده لا شريك له الله اكبر كبيرا والحمد لله كثيرا وسبحان الله رب العالمين ولا حول ولا قوة الا بالله العزيز الحكيم.“

”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اللہ سب سے بڑا ہے اس کی کبریائی ہے۔ اللہ ہی کے لیے سب تعریفیں ہیں اللہ کے لیے پاکیزگی ہے جو جہانوں کا رب ہے گناہ کے چھوڑنے اور نیکی کرنے کی قوت اللہ ہی سے حاصل ہوتی ہے جو غالب حکمتوں والا ہے۔“

اس نے کہا کہ یہ کلمات تو میرے رب کے لیے ہیں میں اپنے لیے کیا کہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کہو:

”اللهم اغفر لي وارحمني واهدني وارزقني.“

اے اللہ! مجھے معاف فرما مجھ پر رحم کر مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عطا کر۔“ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۲۱۴): صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء.

شرح حدیث: حدیث مبارک میں نہایت عمدہ اور پاکیزہ اذکار کی تعلیم دی گئی ہے یہ کلمات طیبات اللہ کو اور اللہ کے رسول ﷺ کو محبوب ہیں۔ ان کلمات میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے ساتھ اس کی وحدانیت بیان کی گئی ہے اور ان باتوں سے تنزیہ کی گئی ہے جو اس کے لائق نہیں ہیں۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ کثرت سے دعاء کریں، عاجزی اور تضرع سے دعا کریں اور اللہ کے سامنے اپنی جملہ حاجات پیش کریں اور ماثورہ دعاؤں کا اہتمام کریں کہ انسان کی ضرورت اور اس کی احتیاج کا کوئی موضوع ایسا نہیں ہے جو قرآن کریم اور احادیث نبوی ﷺ

میں بیان نہ ہوا ہو تو پھر یہ کہ مانورہ دعاؤں کے روحانی اثرات بھی زیادہ اور ان کی خیر و برکت بھی بہت وسیع ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے دعاء مانگنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ تم مجھ سے دعاء مانگو میں قبول کروں گا۔

ایک حدیث مبارک میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دعاء عین عبادت ہے۔ اور ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ دعاء ہر عبادت کا جوہر ہے اور ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے یہاں کوئی عمل دعاء سے زیادہ عزیز اور کرم نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں اس دعاء کی تعلیم دی ہے وہ جوامع الکلم میں سے ہے کہ اس میں مغفرت کی دعاء ہے اور مغفرت کے ساتھ رحمت ہوتی ہے اور رحمت سے ہدایت حاصل ہوتی ہے اور ہدایت یافتہ آدمی سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں اور اسے دین و دنیا کی نعمتیں عطا فرماتے ہیں اور رزق عنایت فرماتے ہیں۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۷/۱۷ - روضة المتقین: ۳۹۶/۳ - دلیل الفالحین: ۱۸۹/۴)

نماز کے بعد تین مرتبہ استغفار

۱۴۱۵. وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا، وَقَالَ: "اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ" قِيلَ لِلْأَوْزَاعِيِّ، وَهُوَ أَحَدُ رُوَاةِ الْحَدِيثِ، كَيْفَ الْإِسْتِغْفَارُ؟ قَالَ: يَقُولُ: اسْتَغْفِرُ اللَّهَ، اسْتَغْفِرُ اللَّهَ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۱۴۱۵) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ جب نماز سے سلام پھیرتے تو تین مرتبہ استغفار

فرماتے اور یہ دعاء پڑھتے:

”اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ“

”اے اللہ تو سلامتی عطا کرنے والا ہے اور تیری ہی طرف سے سلامتی مل سکتی ہے تیری ذات پاک ہے اے جلال اور اکرام

والے۔“

اوزاعی رحمہ اللہ جو اس حدیث کے راویوں میں سے ہیں ان سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ کے استغفار کا کیا طریقہ تھا؟ انہوں نے

فرمایا کہ آپ ﷺ استغفر اللہ استغفر اللہ کہتے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۴۱۵): صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب الذكر بعد الصلاة

وبیان صفتہ.

کلمات حدیث: السلام: اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ایک نام ہے یعنی وہ ذات جو ان تمام باتوں سے محفوظ ہے جو اس کے

لائق نہیں ہیں جو سلامتی عطا کرنے والا اور سلامتی کے لیے اسی کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ استغفر اللہ: میں اپنے گناہوں کی معافی کا

اللہ سے خواستگار ہوں۔ استغفار (باب استتعال) طلب مغفرت کرنا۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نماز سے فارغ ہو کر کلمات مذکورہ فرماتے اور تین مرتبہ استغفار فرماتے۔ استغفار بھی دعاء ہی کی ایک صورت ہے اور توبہ اور استغفار باہم لازم و ملزوم ہیں۔ توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ اگر بندے سے کوئی گناہ یا نافرمانی یا کوئی ناپسندیدہ عمل سرزد ہو جائے تو وہ اس کے برے انجام سے خائف ہو کر ندامت و شرمندگی کے ساتھ اس کے آئندہ نہ کرنے کا عزم کرے اور اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اس کی رضا کے حصول کا پختہ ارادہ کرے اور جو کچھ سرزد ہو چکا ہے اس پر اللہ سے صدق دل سے معافی طلب کرے یہی معافی طلب کرنا استغفار ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام اگرچہ معصوم اور گناہوں سے محفوظ ہوتے ہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی ہمہ تن بندگی کے باوجود محسوس کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کا حق ادا نہیں ہوا اس لیے وہ استغفار کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں استغفار کرتا ہوں۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۷۶/۵۔ تحفۃ الأحوذی: ۲۰۸/۲۔ معارف الحدیث: ۱۹۷/۲)

عطاء کرنا اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے

۱۴۱۶۔ وَعَنِ الْمُغْبِرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ: اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطَى لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۴۱۶) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو یہ کلمات فرماتے:

"لا إله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير اللهم لا مانع

لما أعطيت ولا معطى لما منعت ولا ينفع ذا الجد منك الجد."

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے بادشاہی اسی کے لیے ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں

اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اے اللہ! کوئی روکنے والا نہیں جب آپ عطا فرمائیں اور کوئی دینے والا نہیں اگر آپ روک لیں اور کسی صاحب

حیثیت کو اس کی حیثیت نہ فائدہ پہنچا سکتی ہے اور نہ تجھ سے بچا سکتی ہے۔" (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۴۱۶): صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الذکر بعد الصلوة۔ صحیح مسلم، کتاب

المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلوة۔

کلمات حدیث: السجد: کے معنی ہیں خوش بختی، تو نگرہی۔ یعنی دنیا کی خوش بختی یا دنیا کا مال و دولت اللہ کے ہاں انسان کے کام نہیں

آئے گا بلکہ وہاں صرف ایمان اور عمل صالح کام آئے گا۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ دنیا کے تمام خزانوں کا مالک ہے وہ جس کو دینا چاہے کوئی اس کو روکنے والا نہیں ہے اور جس کو نہ دینا چاہیے کوئی نہیں ہے جو اسے دینے پر آمادہ کرے، وہ مالک الملک ہے جس کو چاہے دے کوئی اور دینے والا نہیں نہ چاہے نہ دے کوئی اور دینے والا نہیں ہے۔

﴿تَوَتَّى الْمَلِكُ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمَلِكُ مِمَّنْ تَشَاءُ﴾

”تو جس کو چاہے ملک عطا کرے اور تو جس سے چاہے ملک چھین لے۔“

مال و منال اولاد و قبیلہ یہ اس دنیا کے سکے ہیں جب یہ دنیا باقی نہیں رہے گی تو اس دنیا کا نظام بھی باقی نہ رہے گا۔

﴿يَوْمَ تَبْدُلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتُ﴾

”اس دن زمین و آسمان بدل جائیں گے اور یہ زمین و آسمان باقی نہیں رہیں گے۔“

عالم آخرت دنیا کے نظام سے مختلف ہوگا وہاں کے قوانین اور اصول بھی یہاں سے مختلف ہوں گے۔ وہاں کسی صاحب حیثیت کی حیثیت کام نہ آئے گا صرف اعمال صالحہ ہی کارآمد ہوں گے۔

﴿الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا﴾

”مال اور اولاد حیات دنیا کی ایک رونق ہے اور جو اعمال صالحہ باقی رہنے والے ہیں وہ آپ کے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار

سے بھی بدرجہا بہتر ہیں اور امید کے لحاظ سے بھی سب سے افضل ہیں۔“ (الکہف: ۴۶)

یعنی وہ مال و اولاد جن پر اہل دنیا کو فخر ہے محض دنیوی رونق کی چیزیں ہیں آدمی ان پر فخر کرتا ہے پھر یہ چیزیں فنا ہو جاتی ہیں، یہ زادِ آخرت نہیں ہیں لیکن وہ اعمال صالحہ جن کا اچھا نتیجہ دوامی اور غیر فانی ہے وہ اللہ کے نزدیک اس دنیاوی مال سے ہزاروں درجہ افضل ہے۔ دنیاوی چیزوں کی امید اور تمنا فانی کی تمنا ہے اور اعمال صالحہ کے ثواب کی تمنا باقی کی تمنا ہے اور باقی فانی سے بدرجہا افضل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مال اور اولاد دنیا کی کھیتی ہیں اور اعمال صالحہ آخرت کی کھیتی ہیں۔

(فتح الباری: ۶۰۱/۱۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۷۷/۵۔ تفسیر مظہری)

ہر نماز کے بعد کے مخصوص کلمات

۱۴۱۷۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ ذُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ حِينَ يُسَلِّمُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَالْفَضْلُ وَلَهُ الشَّاءُ الْحَسَنُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ، قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهْلِلُ بِهِنَّ ذُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۲۱۷) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ہر نماز کے بعد جب سلام پھیر لیتے تو یہ کلمات کہتے:

”لا الہ الا اللہ وحده لا شریک له له الملک وله الحمد وهو علی کل شیء قذیر لا حول ولا قوۃ الا باللہ لا الہ الا اللہ ولا نعبد الا یناہ له النعمۃ وله الفضل وله الثناء الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین له الدین ولو کرہ الکافرون۔“

”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہی اسی کے لیے ہے اور تمام تعریفوں کا وہی حق دار ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے گناہ سے بچنے کی توفیق اور نیکی کرنے کی توفیق اللہ ہی سے حاصل ہوتی ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہم صرف اسی ایک کی عبادت کرتے ہیں اسی کے لیے نعمت اسی کے لیے حمد اور اسی کے لیے ہر طرح کی ثناء حسن ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہم اسی کے لیے اپنی اطاعت کو خالص کرنے والے ہیں اگرچہ کافروں پر گراں ہو۔“

حضرت عبداللہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد یہ کلمات فرماتے تھے۔

تخریج حدیث (۱۲۱۷): صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ۔

کلمات حدیث: یہل بہن دبر کل صلاۃ مکتوبہ: آپ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد ان کلمات کو پڑھا کرتے تھے۔ یہل: لا الہ الا اللہ کہتے تھے، اللہ کی توحید بیان کرتے تھے۔ ہل تہلیل (باب تفعل) لا الہ الا اللہ کہنا، اللہ کی توحید اور اس کی عظمت بیان کرنا۔ دبر: بعد میں۔ مکتوبہ: فرض۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں بہت عمدہ اور جامع کلمات مذکور ہوئے ہیں ان کو ہر نماز کے بعد پڑھنا مستحب بھی ہے اور سنت رسول اللہ ﷺ بھی۔ جو کلمات زبان نبوت ﷺ سے اداء ہوتے ہوں ان کا پڑھنا ہر حال میں ایک مسلمان کے لیے باعث اجر و ثواب اور سعادت دارین کے حصول کا ذریعہ ہے۔

صحابہ کرام ہر معاملے میں اسوۂ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کیا کرتے تھے اور جس وقت آپ کو جو کلمات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ان کلمات کو پڑھا کرتے اور دوسروں کو تعلیم دیا کرتے تھے۔ خاص طور پر ایسے کلمات جس میں بندہ کی عبودیت کا اقرار اور اللہ کی توحید اور اس کی وحدانیت اور اس کی قدرت کاملہ کا بیان ہو اور جس میں اس حقیقت کا اظہار ہو کہ جو سستی انسان پر فضل و کرم کرنے والی ہے اور اس پر انعام و اکرام کرنے والی وہی اس کی بندگی کا مستحق ہے اور وہ ذات ہر عیب اور نقص سے پاک اور ہر کمال سے متصف ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۷۸/۵۔ روضۃ المتقین: ۳۹۸/۳۔ دلیل الفالحین: ۱۹۲/۴)

تسبیحات سے صدقہ خیرات کا ثواب

۱۴۱۸۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ فَكْرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ اتُّوَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: ذَهَبَ أَهْلُ الدُّنْيَا بِالدرَجَاتِ الْعُلَى، وَالنَّعِيمِ الْمُقِيمِ: يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي، وَيُصُومُونَ

كَمَا نَصُومُ، وَلَهُمْ فَضْلٌ مِنْ أَمْوَالٍ: يَحْجُونَ، وَيَعْتَمِرُونَ، وَيُجَاهِدُونَ، وَيَتَصَدَّقُونَ. فَقَالَ: "إِلَّا أَعْلِمُكُمْ شَيْئًا تَذَرُكُمْ بِهِ مِنْ سَبَقِكُمْ، وَتَسْبِقُونَ بِهِ مَنْ بَعْدَكُمْ، وَلَا يَكُونُ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِنْكُمْ إِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ؟" قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: تَسْبَحُونَ، وَتَحْمَدُونَ، وَتُكَبِّرُونَ، خَلْفَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ" قَالَ أَبُو صَالِحٍ الرَّائِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ لَمَّا سُئِلَ عَنْ كَيْفِيَّةِ ذِكْرِهِنَّ قَالَ: يَقُولُ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ، حَتَّى يَكُونَ مِنْهُنَّ كُلُّهُنَّ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ مُسْلِمٌ فِي رَوَايَتِهِ: فَرَجَعَ فَقَرَأَ الْمُهَاجِرِينَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا سَمِعَ إِخْوَانُنَا أَهْلُ الْأَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا فَفَعَلُوا مِثْلَهُ؟

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ "الذُّنُورُ" جَمْعُ ذَنْبٍ "بِفَتْحِ الدَّالِ وَاسْكَانِ الثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ" وَهُوَ: الْمَالُ الْكَثِيرُ.

(۱۴۱۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فقراء مہاجرین رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ درجات بلند اور دائمی نعمتیں تو مال دار لوگ لے گئے، وہ نماز پڑھتے ہیں جس طرح ہم پڑھتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں جس طرح ہم رکھتے ہیں۔ لیکن مال کی وجہ سے انہیں فضیلت حاصل ہے کہ وہ حج اور عمرہ کرتے ہیں، جہاد کرتے ہیں اور صدقہ دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتلاؤں جس کے ذریعے تم سبقت کرنے والوں کو پالو اور اپنے بعد آنے والوں سے آگے بڑھ جاؤ۔ اور پھر کوئی تم سے افضل نہ ہو سوائے اس کے کہ جو وہی کرے جو تم کر رہے ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھا کرو۔

حضرت ابو صالح جو اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے ہیں ان سے اس ذکر کی کیفیت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر کہا جائے یہاں تک کہ ان میں سے ہر ایک تینتیس مرتبہ ہو جائے۔

(متفق علیہ)

صحیح مسلم کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ یہ فقراء مہاجرین دوبارہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا کہ جو کلمات ہم نے کہے وہ ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی سن لیے اور اب وہ بھی یہ کلمات پڑھتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عنایت فرمائے۔

ذنور: دثر کی جمع ہے اس کے معنی مال کثیر کے ہیں۔

تخریج حدیث (۱۴۱۸): صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الذکر بعد الصلاۃ۔ صحیح مسلم، کتاب

المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ۔

شرح حدیث: مذکورہ حدیث میں ابو صالح راوی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کلمات کو مجموعاً پڑھا جائے لیکن صحیح اور کامل

طریقہ یہ ہے کہ ان میں ہر کلمہ کو علیحدہ علیحدہ تینتیس تینتیس مرتبہ پڑھا جائے جیسا کہ اس سے اگلی حدیث میں اس کی وضاحت آ رہی ہے۔ ایک روایت کے مطابق اللہ اکبر چونتیس مرتبہ کہا جائے تاکہ سو کا عدد مکمل ہو جائے۔ اور ایک اور روایت کے مطابق یہ تینوں کلمات سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر تینتیس، تینتیس مرتبہ کہا جائے اور سو کا عدد پورا کرنے کے لیے یہ کلمہ پڑھا جائے:

”لا اله الا الله وحده لا شریک له له الملك وله الحمد وهو على كل شئی قدير.“

یہ حدیث اس سے پہلے باب بیان کثرۃ طرق الخیر (۱۲۰) میں آچکی ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۸۰/۵۔ دلیل الفالحین: ۱۹۳/۴)

تسبیحات سے گناہوں کی معافی

۱۲۱۹۔ وَعَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”مَنْ سَبَّحَ اللَّهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَحَمِدَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَكَبَّرَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، غُفِرَتْ خَطَايَاهُ، وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۲۱۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ہر نماز کے بعد سبحان اللہ تینتیس بار الحمد للہ تینتیس بار اور اللہ اکبر تینتیس بار کہا اور سو کا عدد پورا کرنے کے لیے یہ کلمہ پڑھا: لا اله الا اللہ وحدہ لا شریک له له الملك وله الحمد وهو على كل شئی قدير اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۲۱۹): صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل التسبیح والتہلیل.

کلمات حدیث: زبد البحر: سمندر کا جھاگ۔ یعنی اگر کسی کے گناہ اتنے زیادہ ہوں جتنا سمندر کا جھاگ ہوتا ہے تو بھی ان کلمات کی برکت سے معاف کر دیے جائیں گے۔

شرح حدیث: سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر ان تینوں کلمات کو ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ تینتیس مرتبہ کہنے کی تعلیم ہے اور حکمت اس عدد میں یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ نانوے ہیں اور ان تینوں کا مجموعی عدد بھی نانوے بنتا ہے اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نانوے اسماء ہیں جو ان کا احصاء کرے گا وہ جنت میں جائے گا۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۸۰/۵)

کامیابی کا حصول

۱۲۲۰۔ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”مُعَقَّبَاتٌ لَا يَخِيبُ قَائِلُهُنَّ. أَوْ فَاعِلُهُنَّ. دُبُرُ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٌ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ تَسْبِيحَةً، وَثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ“

تَحْمِيدَةً وَأَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ تَكْبِيرَةً“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۲۲۰) حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نماز کے بعد پڑھنے والے چند کلمات ایسے ہیں کہ ان کو پڑھنے والا یا ان کو یاد کرنے والا نامراد نہیں ہوتا۔ یعنی ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۲۲۰): صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاة .

کلمات حدیث: معقبات : ایسے کلمات جو نماز کے بعد پڑھے جائیں۔ معقبات : جمع مؤنث سالم، واحد۔ معقبہ : مذکر معقب، یعنی تسبیحات۔ تقال اعقاب الصلاة : تسبیحات جو نماز کے بعد پڑھی جائیں۔
شرح حدیث: جو شخص ہر نماز کے بعد ان کلمات کو پڑھے وہ نامراد نہیں ہوگا یعنی اللہ کی رحمت اور اس کے فضل و کرم اور اس کی مغفرت سے محروم نہیں ہوگا بلکہ اللہ کی رحمتوں سے سرفراز ہوگا۔

(شرح صحیح مسلم للنووی : ۵/۸۱۔ روضة المتقین : ۳/۴۰۰۔ دلیل الفالحین : ۴/۱۹۶)

کن باتوں سے پناہ مانگی جائے

۱۲۲۱ . وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ ذُبُرَ الصَّلَوَاتِ بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ : ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْدَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ“ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .
(۱۲۲۱) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ ہر نماز کے بعد ان کلمات کے ساتھ اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے:

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْدَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ.“ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۲۲۱): صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التعوذ من البخل .

کلمات حدیث: أعوذ : میں پناہ مانگتا ہوں۔ جبن : بزدلی، کم ہمتی۔ إردل العمر : نکلے عمر، بڑھاپے اور عمر کی زیادتی کی وجہ سے عقل رفتہ ہو جانا۔

شرح حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد یہ کلمات پڑھتے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت سعد اپنے بیٹوں کو یہ کلمات اس طرح سکھایا کرتے تھے جیسے مکتب میں معلم بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھاتا ہے۔ دنیا اور آخرت کی کوئی خیر اور بھلائی اور انسان کی کوئی حاجت اور ضرورت ایسی نہیں ہے جس کی رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے

دعاء نہ کی ہو اور ان دعاؤں کی امت کو تلقین نہ فرمائی ہو اسی طرح دنیا اور آخرت کا کوئی شر اور برائی کوئی فتنہ اور کوئی بلا اور کوئی مصیبت اور آفت ایسی نہیں ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے اللہ سے پناہ نہ مانگی ہو اور پناہ مانگنے کے ان کلمات کی امت کو تلقین نہ فرمائی ہو۔ آپ ﷺ نے جس خیر اور بھلائی کو اللہ تعالیٰ سے طلب فرمایا ہے وہ دعاء ہے اور جس شر اور برائی سے اللہ سے پناہ چاہی ہے وہ استعاذہ ہے۔

اس حدیث مبارک میں مذکور تعوذ میں آپ ﷺ نے اللہ سے پناہ طلب فرمائی ہے، بزدلی اور بخل سے کہ دونوں اخلاقی برائیاں اور کردار کے ایسے نقائص ہیں جن سے آدمی بہت سی خیر اور فلاح سے محروم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ بزدلی جہاد فی سبیل اللہ اور ان تمام امور کی انجام دہی سے مانع بن جاتی ہے جن میں جرات و شجاعت اور ہمت و استقامت کی ضرورت ہوتی ہے اور بخل ان تمام امور خیر میں مانع ہوتا ہے جس میں اللہ کے راستے میں مال خرچ کیا جاتا ہے۔

آپ ﷺ نے پناہ مانگی ارذل عمر سے اور دنیا کے تمام فتنوں سے مصائب سے اور آلام سے، اور خواہش نفس اور جہالت اور نادانی کے فتنے میں گرفتار ہونے سے اور آپ ﷺ نے پناہ طلب فرمائی عذاب قبر سے یعنی ان برے افعال اور اعمال سے پناہ مانگی جن کے نتیجے میں عذاب قبر سے گزرنا پڑے۔

(فتح الباری: ۱۵۷/۲ - ارشاد الساری: ۳۱۷/۶ - عمدة القاری: ۱۶۷/۱۴ - تحفة الأحوذی: ۱۶/۱۰)

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت

۱۲۲۲۔ وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِهِ، وَقَالَ: "يَا مُعَاذُ، وَاللَّهِ إِنِّي لَأَجِبُكَ" فَقَالَ: أَوْصِيكَ يَا مُعَاذُ لَا تَدْعُنِي فِي ذُبْرِ كُلِّ صَلَوةٍ تَقُولُ: اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ، وَشُكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

(۱۲۲۲) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لیا اور فرمایا کہ اے معاذ! قسم بخدا مجھے تم سے محبت ہے۔ پھر فرمایا کہ اے معاذ! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد ان کلمات کا کہنا ہرگز نہ چھوڑنا:

”اللهم اعني على ذكرك وشكرك وحسن عبادتك“.

”اے اللہ! میری مدد فرما کہ میں آپ کا ذکر کروں اور شکر کروں اور خوب بہترین بندگی کروں۔“ (ابوداؤد سند صحیح)

تخریج حدیث (۱۲۲۲): سنن ابی داؤد، کتاب الوتر، باب الاستغفار.

کلمات حدیث: اعنی: میری مدد فرما۔ أعان إعانة (باب افعال) مدد کرنا۔ عون: مدد۔ معین: مدد کرنے والا۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ اپنے اصحاب سے محبت فرماتے تھے اور ان پر شفیق و رحیم تھے اور آپ ﷺ کے اصحاب بھی آپ ﷺ سے محبت کرتے تھے اور شدید محبت کرتے تھے اسی محبت کے طفیل ان کے لیے اسوۂ رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور آپ ﷺ کی سیرت

کے ہر امر کی اقتداء سہل اور آسان ہو گئی تھی، جس طرح محبت سے اتباع آسان ہو جاتی ہے اسی طرح اتباع سے محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے قسم کھا کر فرمایا کہ اے معاذ! مجھے تم سے محبت ہے اور نسا کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا کہ یا رسول اللہ! میں بھی آپ کو محبوب رکھتا ہوں۔ اور مستدرک حاکم میں یہ الفاظ ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان اللہ کی قسم میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ ہر نماز کے بعد یہ کلمات کہا کرو کہ اے اللہ! میری مدد فرما کہ میں تیرا کثرت سے ذکر کروں یعنی ہر گھڑی اور ہر وقت ذکر کروں، کہ کثرت سے ذکر کرنے والوں کا اللہ تعالیٰ ملا علی میں ذکر فرماتا ہے اور میری مدد فرما کہ میں تیرا کثرت سے شکر ادا کروں کہ شکر نعمت ادا کرنے والوں کو اللہ مزید نعمتیں عطا فرماتا ہے اور اے اللہ میری مدد فرما کہ میں خوب اچھی طرح تیری بندگی کروں یعنی احسان کی وہ کیفیت حاصل ہو جس کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی بندگی اس طرح کرو جس طرح تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے ہو تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ (روضة المتقین: ۳/۴۰۳۔ دلیل الفالحین: ۴/۱۹۶)

فتنوں سے پناہ مانگنا

۱۲۲۳. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا تَشَهَّدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنْ أَرْبَعٍ، يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۲۲۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی تشہد پڑھ چکے تو چار باتوں سے اللہ کی پناہ مانگے، عذاب جہنم سے عذاب قبر سے زندگی کے فتنے سے اور موت کے فتنے سے اور مسیح دجال کے فتنے سے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۲۲۳): صحیح مسلم، کتاب الذکر و الدعاء، باب التعوذ من شر الفتن.

کلمات حدیث: فتنۃ المحیاء والممات: ان تمام آزمائشوں، مصیبتوں اور آفتوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جو کسی انسان کی زندگی میں پیش آسکتی ہیں اور جن سے آدمی مرنے کے بعد دوچار ہوگا۔ یعنی دنیا اور آخرت میں پیش آنے والی تمام آفات اور بلیات سے اللہ کی پناہ۔ المسیح الدجال: وہ کانا کذاب جو قیامت کے قریب آکر لوگوں کو دجل اور فریب میں مبتلا کرے گا اور لوگ اس کے فتنوں میں مبتلا ہو جائیں گے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں عذاب جہنم اور عذاب قبر سے پناہ مانگنے کی تلقین کی گئی۔ اور دجال کے فتنے سے بچنے کے لیے اللہ سے پناہ مانگنے کی تعلیم دی گئی۔ دجال کا فتنہ ان فتنوں سے ہے جن سے رسول اللہ ﷺ سے کثرت سے پناہ مانگتے تھے اور اہل ایمان کو اس کی تلقین فرماتے تھے۔

رسول کریم ﷺ سے مروی متعدد احادیث میں قیامت کے قریب دجال کے ظہور کی اطلاع دی گئی ہے، اور بتایا گیا ہے کہ دجال کا فتنہ قیامت سے پہلے واقع ہونے والے فتنوں میں عظیم تر فتنہ ہوگا۔ وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا اور نقلی جنت و جہنم بنا کر لوگوں کو دکھائے گا جبکہ فی الواقع جس کو وہ جنت کہے گا وہ جہنم ہوگی اور جس کو جہنم کہے گا وہ جنت ہوگی، دجال کی یہ جنت اور جہنم اس کی جادوگری اور نظر فریبی کا نتیجہ ہوگی۔ دجال ایک آنکھ سے کانا ہوگا اور صحیح روایات میں ہے کہ اس کی آنکھ میں انگور کے دانے جیسا پھولا ہوگا جو سب کو نظر آئے گا۔ ان سب علامات کے باوجود خدا نا آشنا اور بعض ضعیف الایمان اس کے استدراجی کرشموں سے متاثر ہو کر اس کی خدائی کے دعویٰ کو مان لیں گے لیکن جن کو دولت ایمان نصیب ہوگی ان کے لیے دجال کا ظہور اور اس کے خارق عادت کرشمے ایمان و یقین میں مزید ترقی اور اضافہ کا سبب بنیں گے اور وہ اس کو دیکھ کر کہیں گے کہ یہی وہ دجال ہے جس کی خبر ہمارے پیغمبر صادق ﷺ نے دی تھی اس طرح دجال کا ظہور ان کے کمال ایمان اور ترقی درجات کا ذریعہ بنے گا۔ حضرت عیسیٰ دجال کو قتل کریں گے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۷۶/۵)

نماز کے آخر کی دعاء

۱۴۲۲۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ يَكُونُ مِنْ آخِرِ مَا يَقُولُ بَيْنَ التَّسْهِدِ وَالتَّسْلِيمِ: "اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَسْرَفْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي: أَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۴۲۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو نماز کے آخر میں تشہد اور سلام کے درمیان یہ دعاء فرماتے۔

"اللهم اغفر لي ما قدمت وأنت المؤخر لا اله الا انت."

"اے اللہ! میرے تمام گناہ معاف فرما دے اگلے پچھلے، وہ جو میں نے چھپ کر کیے اور وہ جو میں نے علانیہ کیے اور وہ جو میں نے زیادتی کی اور وہ گناہ جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو ہی آگے بڑھانے والا اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔"

(مسلم)

کلمات حدیث (۱۴۲۴): ما اسررت: جو میں نے چھپائے، جو میں نے چھپا کر کیے۔ اسرا سراً (باب افعال) چھپانا، چھپا کر کرنا۔ ما اسرقت: جو میں نے زیادتی کی، جو میں نے حد سے تجاوز کیا۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ کی تمام دعائیں امت کی تعلیم کے لیے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تمام اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادی ہیں۔ حدیث مبارک میں اس دعاء کے نماز کے آخر میں پڑھنے کا استحباب بیان ہوا ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۵۴/۶۔ روضة المتقين: ۴۰۴/۳۔ دلیل الفالحین: ۱۹۸/۴)

رکوع وسجود میں دعاء مغفرت

۱۳۲۵۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۳۲۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ اپنے رکوع اور سجود میں کثرت سے یہ تسبیح پڑھتے:

”سبحانک اللہم ربنا وبحمدک اللہم اغفر لی“

”اے اللہ! اے ہمارے رب تو پاک ہے اور تمام خوبیاں اور محامد تیرے ہی لیے ہیں اے اللہ مجھے معاف فرما۔“ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۳۲۵): صحیح البخاری، کتاب صفة الصلاة، باب التسييح والدعاء في السجود. صحيح

مسلم، کتاب الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود.

شرح حدیث: اے اللہ! اے ہمارے رب! آپ کی ذات پاک ہے اور مستحق جمیع محامد ہے۔ یہ آپ ہی کا فضل و کرم ہے اور آپ

ہی کی دی ہوئی توفیق ہے کہ بندۂ عاجز اپنے مالک اور خالق کی طرف متوجہ ہوا اور اس کے ذکر اور اس کی عبادت میں مصروف ہوا۔

(دلیل الفالحین: ۴/۱۹۹)

رکوع وسجود کی ایک دعاء

۱۳۲۶۔ وَعَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: ”سُبُوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۳۲۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ اپنے رکوع اور سجود میں یہ تسبیح پڑھتے:

”سبوح قدوس رب الملائكة والروح“

”بہت ہی پاک اور پاکیزگی والا ہے فرشتوں کا اور روح کا رب ہے۔“ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۳۲۶): صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود.

کلمات حدیث: سبوح: پاک۔ قدوس: مبارک۔ اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ ہیں۔ جو تزیہ اور تقدیس بیان کرتے ہیں۔

الروح: جبرئیل علیہ السلام۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اور متصف ہے تمام صفات کمال سے اور بابرکت ہے وہی رب ہے فرشتوں کا اور

روح کا، رکوع اور سجود میں یہ دعاء پڑھنا مسنون ہے۔ (روضۃ المتقین: ۳/۴۰۶۔ دلیل الفالحین: ۴/۱۹۹)

سجدہ میں دعاء زیادہ قبول ہوتی ہے

۱۴۲۷۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "فَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعِظْمُوهَا فِيهِ الرَّبُّ. وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ فَقِمْنَ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.
(۱۴۲۷) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رکوع میں اپنے رب کی تعظیم کرو اور سجدوں میں خوب دعاء کرو کہ امید ہے کہ یہ دعائیں قبول فرمالی جائیں۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۴۲۷): صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود.

کلمات حدیث: قمن: مناسب ہے۔ قمن ان يستجاب لكم: مستحق ہے کہ قبول کر لی جائے۔

شرح حدیث: بندہ اپنے رب سے زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے۔ اس لیے سجدے کی حالت میں خوب گڑگڑا کر خوب عاجزی اور مسکنت کے ساتھ اور تضرع و زاری کے ساتھ اللہ کی جناب میں دعاء کی جائے تو یہ دعاء قبولیت کے قریب ہوتی ہے اور اس امر کی مستحق ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قبولیت سے سرفراز فرمائے۔ یہ حدیث مبارک دلیل ہے اس قول کی کہ سجدہ تمام ارکان صلاۃ میں افضل ہے۔ اس مسئلہ میں علماء کی تین آراء ہیں:

ایک یہ کہ سجود کو طویل کرنا اور رکوع اور سجود کی کثرت افضل ہے۔ یہ رائے امام ترمذی اور بغوی رحمہما اللہ کی ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی یہی منقول ہے۔

دوسرا قول امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے وہ فرماتے ہیں کہ قیام افضل ہے۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ افضل صلاۃ طول قنوت ہے۔ اور قنوت سے مراد قیام ہے۔ نیز یہ کہ قیام کی حالت میں قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی ہے اور سجدے میں تسبیحات پڑھی جاتی ہیں اور تلاوت کلام الہی تسبیحات سے افضل ہے اور رسول اللہ ﷺ قیام کو سجود سے زیادہ طویل فرماتے تھے۔

تیسرا قول توقف کا ہے جو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ انہوں نے اس بارے میں کوئی قطعی رائے نہیں اختیار کی اور اسحاق بن راہویہ نے فرمایا کہ دن کے وقت کثیر رکوع اور سجود افضل ہے اور رات کے وقت تطویل قیام افضل ہے۔ سوائے اس کے کوئی شخص رات کو قرآن کریم کے کسی مقررہ حصے کی تلاوت کرتا ہو تو تکثیر رکوع اور سجود افضل ہے کہ اس طرح وہ اپنا مقررہ حصہ تلاوت کرنے کے ساتھ رکوع و سجود کی کثرت کی فضیلت بھی حاصل کرے گا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسحاق کے اس قول کی وجہ یہ ہے کہ احادیث میں رسول اللہ ﷺ کے رات کے وقت طول قیام کا ذکر آیا ہے اور دن کے وقت طول قیام بیان نہیں ہوا ہے۔ واللہ اعلم

(شرح صحیح مسلم للنووی ۴/۱۶۷. روضة المتقين ۳/۴۰۸)

سجدہ میں اللہ تعالیٰ کا زیادہ قرب حاصل ہوتا ہے

۱۴۲۸۔ وَعَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَقْرَبُ

مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثَرُوا الدُّعَاءَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۱۲۲۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ اپنے رب سے سب سے

زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود.

شرح حدیث: امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بندے کو سجدے میں جو اللہ تعالیٰ سے قرب حاصل ہوتا ہے وہ فضل و رحمت کا

قرب ہے اور قبولیت دعا کا قرب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات زمان و مکان سے ماوراء ہے۔ غرض رکوع اور سجود میں تعظیم اور تسبیح یعنی رکوع میں سبحان ربی العظیم اور سجدے میں سبحان ربی الاعلیٰ کہنا مستحب ہے سجدے میں کثرت سے تسبیح پڑھے اور کثرت سے دعائیں کرے۔ ابن الملک فرماتے ہیں کہ سجدے میں بندے کو قرب اس لیے حاصل ہوتا ہے کہ یہ بندے کے انتہائی تذلل اور عاجزی کا اظہار ہے اور اعتراف عبودیت اور اقرار ربوبیت کی اکمل ترین صورت ہے کہ بندہ اپنے اشرف ترین اعضاء یعنی ناک اور پیشانی کو اراذل ترین جگہ یعنی

زمین پر ٹیک دیتا ہے۔ (شرح صحیح مسلم ۱۶۷/۴۔ روضة المتقين ۴۰۸/۳)

سجدہ کی ایک خاص دعا

۱۴۲۹. وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ: ”اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي

كُلَّهُ: دِقَّةً، وَجَلَّةً، وَأَوَّلَهُ، وَآخِرَهُ، وَعَلَانِيَتَهُ، وَسِرَّهُ“، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۴۲۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سجدے میں یہ دعا فرماتے تھے:

”اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ دِقَّةً وَجَلَّةً وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ.“

”اے اللہ میرے تمام گناہ معاف فرمادے چھوٹے ہوں یا بڑے پہلے ہوں یا پچھلے کھلے ہوں یا پوشیدہ۔“ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب ما يذكر في الركوع والسجود.

کلمات حدیث: دِقَّة: اس کا چھوٹا۔ یعنی چھوٹا گناہ۔ جَلَّة: اس کا بڑا۔ یعنی بڑا گناہ۔

شرح حدیث: انبیاء کرام علیہ السلام معصوم ہوتے ہیں اور ان سے گناہ سرزد نہیں ہوتے خاص طور پر نبی آخر الزماں ﷺ کے

بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾ لیکن آپ ﷺ نے طلب مغفرت کی دعائیں فرمائیں تاکہ آپ ﷺ اللہ کے سامنے اپنی عبودیت اور اپنے افتخار کا اظہار فرمائیں اور تاکہ امت کو ان عمدہ اور قیمتی کلمات کی تعلیم دیں اور انہیں سکھائیں کہ رب کے سامنے معافی مانگنے کا طریقہ اور اسلوب کیا ہونا چاہیے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی ۱۶۹/۴۔ روضة المتقين ۴۰۹/۳۔ دلیل الفالحین ۲۰۱/۴)

رسول اللہ ﷺ سجدہ میں یہ دعاء پڑھتے تھے

۱۲۳۰۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: افْتَقَدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَتَحَسَّسْتُ فَإِذَا هُوَ رَاكِعٌ. أَوْ سَاجِدٌ يَقُولُ: سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ. وَفِي رِوَايَةٍ، فَوَقَعْتُ يَدِي عَلَى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ وَهُوَ يَقُولُ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَا فَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ" (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۱۲۳۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان فرماتی ہیں کہ ایک شب میں نے حضور ﷺ کو تلاش کیا، میں نے محسوس کیا کہ آپ ﷺ رکوع میں یا سجدے میں ہیں اور آپ ﷺ فرما رہے ہیں: "سبحنک وبحمدک لا الہ الا انت" (پاک ہے تیری ذات مستحق ہے تمام محامد کا تو ایک ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے) ایک اور روایت میں ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو ٹولا تو میرا ہاتھ آپ ﷺ کے قدموں کو لگا جو سجدے کی حالت میں کھڑے تھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے:

"اللهم انی اعوذ برضاک من سخطک وبمعافاتک من عقوبتک واعوذ بک منك لا احصى ثناء علیک أنت کما اثنیت علی نفسک."

"اے اللہ! میں تیری ناراضگی سے ڈر کر تیری رضا مندی کی پناہ میں آتا ہوں اور تیری سزا سے تیری عافیت کی پناہ میں آتا ہوں اور تیرے قہر سے تیرے کرم کی پناہ میں آتا ہوں۔ میں تیری ثنا کو اس طرح احصاء نہیں کر سکتا جس طرح تو نے خود اپنی تعریف فرمائی ہے۔" (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب ما یقال فی الركوع والسجود.

کلمات حدیث: افتقدت: میں نے آپ ﷺ کو نہ پایا۔ فتحسست: میں نے آپ ﷺ کو تلاش کیا۔ لا احصى ثناء علیک: میں تیری ثناء کا احاطہ نہیں کر سکتا۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ ایک شب سجدے کی حالت میں دعاء واستغفار میں مصروف تھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیدار ہوئیں تو آپ ﷺ کو نہ پایا۔ اس زمانے میں بیت نبوت ﷺ میں چراغ نہیں جلتا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ کو ہاتھوں سے ٹولا تو ان کا ہاتھ آپ ﷺ کے کھڑے ہوئے پیروں سے لگا جس سے انہیں معلوم ہوا کہ آپ ﷺ سجدے کی حالت میں ہیں۔ اور آپ ﷺ فرما رہے ہیں: "سبحانک اللهم وبحمدک" کہ اللہ تیری ذات پاک ہے اور جملہ محامد کا مستحق ہے کہ میں تیری توفیق سے سرفراز ہو کر اور تیری ہدایت سے فیضیاب ہو کر تیری تسبیح اور تیری تحمید میں مشغول ہوں، میں شکر بجالاتا ہوں کہ اس نے مجھے تسبیح و تحمید کی توفیق و ہدایت نصیب فرمائی۔

نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اللهم انی اعود برضاک من سخطک“

”اے اللہ تیری ناراضی سے تیری رضامندی میں پناہ ڈھونڈتا ہوں۔“

یعنی اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے بچنے کا واحد ذریعہ اسی کی رضا کا حصول ہے۔ امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بڑی دلکش اور روح پرور اسلوب ہے کہ بندے کے پاس اللہ کی ناراضگی سے پناہ ڈھونڈنے کا اس کے سوا کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ وہ اس کی رضا کا متلاشی ہو، اس کی سزا اور گرفت سے بچنے کا کوئی طریقہ اس کے سوا نہیں ہے کہ اسی سے اپنی خطاؤں اور لغزشوں کی معافی طلب کی جائے اور اس کی قبر و غضب سے نجات کا کوئی راستہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ خود اسی کی امان طلب کی جائے۔

اور فرمایا کہ اے اللہ میں تیری ثنا کا احصاء نہیں کر سکتا، یعنی تیری نعمتوں کا شمار نہیں کر سکتا اور نہ ان کا احصاء کر سکتا ہوں اور جب نعمتوں اور احسانات کا شمار اور احصاء نہیں ہو سکتا تو ان کا شکر کیوں کر ادا ہو۔ اس لیے میں تیری وہی ثنا کرتا ہوں اور تیری وہی حمد بیان کرتا ہوں جو تو نے خود اپنے لیے فرمائی ہے کہ تو نے خود ہی فرمایا ہے:

﴿فَلِلَّهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٣٦﴾ وَلَهُ الْكِبَرِيَاءُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٣٧﴾﴾

فلله الحمد رب السموات ورب الأرض رب العالمين وله الكبرياء في السموات والأرض وهو العزيز الحكيم

”اللہ ہی کے لیے ساری حمد جو رب ہے آسمانوں کا رب ہے زمین کا رب ہے تمام جہانوں کا اسی کی بڑائی ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور بڑا غالب اور حکیم ہے۔“

(شرح صحیح مسلم للنووی ۴/۱۷۰، تحفة الاحوذی ۹/۴۳۱، دلیل الفالحین ۴/۲۰۱، روضة المتقين ۳/۴۰۹)

روزانہ ہزار نیکیاں

۱۲۳۱۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: ”أَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَكْتَسِبَ فِي كُلِّ يَوْمٍ أَلْفَ حَسَنَةٍ؟“ فَسَأَلَهُ سَائِلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ كَيْفَ يَكْسِبُ أَلْفَ حَسَنَةٍ؟ قَالَ: ”يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيحَةٍ فَيُكْتَبَ لَهُ أَلْفُ حَسَنَةٍ، أَوْ يُحِطُّ عَنْهُ أَلْفُ خَطِيئَةٍ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَالَ الْحَمِيدِيُّ: كَذَا هُوَ فِي كِتَابِ مُسْلِمٍ: أَوْ يُحِطُّ ”قَالَ الْبَرْقَانِيُّ: رَوَاهُ شُعْبَةُ، وَأَبُو عَوَانَةَ، وَيَحْيَى الْقَطَّانُ، عَنْ مُوسَى الَّذِي رَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ جِهَتِهِ فَقَالُوا: ”وَيُحِطُّ بِغَيْرِ أَلْفٍ“.

(۱۲۳۱) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی اس بات سے عاجز ہے کہ روزانہ ایک ہزار نیکیاں کمالے؟ شرکائے مجلس میں سے کسی نے عرض کیا کہ آدی ایک ہزار نیکیاں کیسے حاصل کر سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سو مرتبہ سبحان اللہ کہنے پر ایک ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں یا اس سے ایک ہزار خطائیں درگزر کر دی جاتی ہیں۔ (مسلم)

امام حمیدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام مسلم کی کتاب میں اوسط کا لفظ ہے جبکہ علامہ برقانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ شعبہ ابو عوانہ اور بخاری قطان نے اسی موسیٰ سے جس سے مسلم نے روایت کی ہے او کے بغیر و محط یعنی بغیر الف کے نقل کیا ہے۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل التہلیل والتسبیح والدعاء۔

کلمات حدیث: ايعجز أحدکم: کیا تم میں سے کوئی شخص عاجز ہے یا اسے قدرت نہیں ہے۔ عجز عجزاً (باب ضرب) قدرت نہ ہونا۔ عاجز ہونا۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾

”جس نے ایک نیکی کی اسے اس کا دس گنا اجر ملے گا۔“

سبحان اللہ کہنے کی فضیلت بیان ہوئی ہے کہ ہر روز سو مرتبہ سبحان اللہ کہنا ایسا ہے جیسے روزانہ ایک ہزار نیکیاں کرنا کہ ہر مرتبہ سبحان اللہ کہنے کا دس گنا اجر ملے گا۔ اور یہ اضافہ بڑھ کر سات سو گنا بھی ہو جائے گا اور صرف یہی نہیں بلکہ ایک ہزار گنا بھی معاف فرمادیئے جائینگے۔ یا یہ کہ رحمت حق تقاضی ہوگی تو سبحان اللہ کہنے پر ایک ہزار نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور شان مغفرت جوش میں آئے گی تو ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے پر ایک ہزار گنا معاف کر دیئے جائیں گے۔

(تحفة الأحوذی: ۴۰۰/۹، شرح صحیح مسلم: ۱۷/۱۷، روضة المتقين: ۴۱۱/۳)

جسم کے ہر جوڑ کا صدقہ

۱۲۳۲. وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يُضْبَحُ عَلَى كُلِّ سَلَامٍ مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَيُجْزَى مِنْ ذَلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الصُّحُورِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۲۳۲) حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر صبح کو تم میں سے ہر ایک پر اس کے ہر جوڑ کا صدقہ لازم ہے، ہر تسبیح صدقہ ہے، ہر تحمید صدقہ ہے، ہر تہلیل صدقہ ہے، ہر تکبیر صدقہ ہے، ہر امر بالمعروف صدقہ ہے اور نہی عن

المکرم صدقہ ہے۔ اور ان سب کی طرف سے چاشت کی دو رکعت کافی ہیں۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتب الذکر والدعاء، باب فضل التهلیل والتسبیح والدعاء.

شرح حدیث: آدمی جب صبح کو بیدار ہوتا ہے تو اس کے ہر ہر عضو پر اس کی صحت اور سلامتی کا صدقہ لازم ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی اس نعمت اور احسان پر اس کا شکر ادا کرے۔ ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے، ایک مرتبہ الحمد للہ کہنا صدقہ ہے، ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے ایک مرتبہ اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے۔ کوئی نیکی کی بات بتانا صدقہ ہے۔ کسی بری بات سے روکنا صدقہ ہے۔ اور تمام اعضاء کی صحت و سلامتی پر بطور مشکور دو رکعت نماز چاشت پڑھ لینا کافی ہے۔

یہ حدیث باب کثرۃ طرق الخیر (۱۱۸) میں آچکی ہے۔ (دلیل الفالحین ۴/۲۰۴)

چار اہم تسبیحات

۱۴۳۳. وَعَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ جُورِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بُكْرَةً حِينَ صَلَّى الصُّبْحَ وَهِيَ فِي مَسْجِدِهَا ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ أَنْ أَضْحَى وَهِيَ جَالِسَةٌ فَقَالَ: مَا زِلْتُ عَلَى الْحَالِ الَّتِي فَارَقْتُكَ عَلَيْهَا؟ قَالَتْ: نَعَمْ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَقَدْ قُلْتُ بِعْدُكَ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَوْ زِدْتُ بِمَا قُلْتُ مِنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنْتَهُنَّ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضَا نَفْسِهِ، وَزِينَةِ عَرْشِهِ، وَمَدَادِ كَلِمَاتِهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: "سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ زِينَةِ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ مَدَادِ كَلِمَاتِهِ" وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ: "أَلَا أَعْلَمُكُمْ كَلِمَاتٍ تَقُولُنَّهَا؟ سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ رِضَا نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ زِينَةِ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ مَدَادِ كَلِمَاتِهِ، سُبْحَانَ اللَّهِ مَدَادِ كَلِمَاتِهِ".

(۱۴۳۳) حضرت ام المؤمنین جویریہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ ایک روز صبح کو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے باہر تشریف لے گئے جب آپ ﷺ نماز صبح کے بعد واپس تشریف لائے تو وہ ابھی اپنی نماز کی جگہ میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ پھر جب آپ ﷺ صلاۃ الضحیٰ پڑھ کر آئے تب بھی وہ وہیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ابھی تک اسی حالت میں ہو جس میں میں چھوڑ کر گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تمہارے پاس سے جانے کے بعد چار کلمے تین مرتبہ کہے اگر ان کا وزن ان کلمات سے کیا جائے جو تم شروع دن سے کہہ رہی ہو تو وہ ان پروزن میں بھاری ہوں گے:

"سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِينَةِ عَرْشِهِ وَمَدَادِ كَلِمَاتِهِ."

”اللہ کی پاکیزگی اور اس کی حمد اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر اس کی ذات کی رضامندی کے مطابق، اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس کے کلمات کی روشنائی کے برابر۔“ (مسلم)

مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے یہ کلمات اس طرح ارشاد فرمائے:

”سبحان اللہ عدد خلقه سبحان اللہ رضی نفسه سبحان اللہ زنة عرشه سبحان اللہ مداد کلماته۔“

اور جامع ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ میں تمہیں چند کلمات نہ سکھا دوں جنہیں تم پڑھ لیا کرو۔ وہ یہ ہیں:

”سبحان اللہ عدد خلقه سبحان اللہ عدد خلقه سبحان اللہ رضی نفسه سبحان اللہ زنة عرشه سبحان اللہ مداد کلماته سبحان اللہ زنة عرشه سبحان اللہ زنة عرشه سبحان اللہ رضی نفسه سبحان اللہ زنة عرشه سبحان اللہ مداد کلماته سبحان اللہ مداد کلماته۔“

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التسیح اول النهار وعند النوم . الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب من ادعية المغفرة .

کلمات حدیث: وہی فی مسجدھا: اور وہ اپنے گھر میں اپنی نماز کی جگہ میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ مازلت علی الحال التی فارقت علیھا: تم ابھی تک اسی حالت میں ہو جس میں تم سے جدا ہوا تھا۔ لو وزنت بما قلت منذ الیوم لو زنتھن: اگر یہ وزن کئے جائیں ان کلمات سے جو تم نے آج کے دن پڑھے تو یہ ان سب پر بھاری ہوں گے۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ کے کلمات اس قدر زیادہ اور اس قدر کثیر ہیں کہ ان کو نہ شمار کیا جاسکتا ہے اور نہ ان کا احاطہ کیا جاسکتا ہے۔ اگر ساری دنیا کے درختوں کی شاخوں سے قلم بنالیے جائیں اور سات سمندروں کے بقدر روشنائی مہیا کر لی جائے تو یہ سارے قلم اور یہ تمام روشنائی ختم ہو جائے گی اور اللہ کے کلمات ختم نہ ہوں گے۔ جس طرح ان کلمات کی وسعت اور قدرت کثرت ہے اسی طرح ان کا اجر و ثواب بھی وسیع اور کثرت ہے اور جس طرح انسان ان کلمات کے شمار اور احاطہ سے قاصر ہے اسی طرح وہ ان پر ملنے والے اجر و ثواب کی کثرت و وسعت کے تصور سے بھی عاجز ہے۔

اللہ تعالیٰ کے کلمات قدیم اور ان تمام اوصاف سے پاک اور منزہ ہیں جو کلمات احادث میں پائے جاتے ہیں۔ حدیث مبارک میں چار کلمات ارشاد ہوئے ہیں اور پہلے مخلوقات کے عدد کا کثیر گہوا جو خود انسان کے حضور شمار ہے کہ کسی کو نہیں معلوم کہ اللہ کی جملہ مخلوقات کی حقیقی تعداد کیا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی ذات کی رضا کا ذکر ہوا جو یقیناً مخلوقات کی کثرت اور ان کی تعداد سے زیادہ ان سب پر حاوی اور محیط ہے، اس کے بعد عرش کے وزن کا ذکر ہوا جس کی عظمت قدر و منزلت اور وسعت کا کوئی احاطہ نہیں ہو سکتا اور اس کے بعد کلمات کا ذکر ہوا جو اگر تمام سمندروں کو سیاہی بنا دیا جائے تو بھی اللہ کے کلمات لکھنے کے لیے ناکافی ہوگی۔

(شرح صحیح مسلم للنووی ۱۷/۲۶۔ روضة المتقین ۳/۴۱۳۔ دلیل الفالحین ۴/۲۰۵)

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا زندہ ہے

۱۳۳۴۔ وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُهُ، مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ "رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ فَقَالَ: مَثَلُ الْبَيِّتِ الَّذِي يَذْكُرُ اللَّهَ فِيهِ وَالْبَيْتِ الَّذِي لَا يَذْكُرُ اللَّهَ فِيهِ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ". (رواه البخاری)

(۱۳۳۴) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کی مثال جو اللہ کو یاد کرتا ہے اور جو اللہ کو یاد نہیں کرتا زندہ اور مردہ کی سی ہے۔ (بخاری)

صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ اس گھر کی مثال جس میں اللہ کو یاد کیا جاتا ہو اور اس گھر کی مثال جس میں اللہ کو نہ یاد کیا جاتا ہو زندہ اور مردہ کی ہے۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب فضل ذکر اللہ عزوجل۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة النافلة فی بیته۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ نے انسان کو مٹی سے پیدا فرما کر اس میں روح ڈالی اور اس طرح انسان کا وجود مادہ اور روح سے مرکب ہوا اور اس کے نتیجے میں جہاں بہت سے مادی تقاضے ابھرے وہاں بے شمار روحانی تقاضوں نے بھی اس وجود خاکی میں جگہ پائی اور اس کے لیے لازم ٹھہرا کہ جس طرح وہ اپنے مادی تقاضوں کی تکمیل کرتا ہے اسی طرح اپنے روحانی تقاضوں کی بھی تکمیل کرے۔ اولین روحانی تقاضہ یہ ہے کہ بندہ اپنے خالق اور مالک کو پہچانے اس کو زبانی یاد کرے اور اس کے نام کو ورد زبان رکھے، قلب کی گہرائیوں میں خالق اور مالک کا احساس اجاگر کریں اور قلب و نظر خالق کے اقرار و اعتراف سے سرشار ہوں اور تمام اعضاء اس کی بندگی میں مشغول اور اس کی عبادت میں مصروف ہوں۔

اگر بندہ اللہ کو یاد نہ کرے تو وہ اس مردہ کی طرح ہے جس کا جسم خاکی موجود ہو اور روح پرواز کر چکی ہے اور یہ روحانی موت ایسا عظیم خسارہ ہے جس کی تلافی ساری دنیا کی دولت سے بھی نہیں ہو سکتی۔ اور جو اللہ کا بندہ ہر وقت زبان سے اور دل سے اللہ کو یاد کرتا ہو اور عملاً اس کے احکام کی تعمیل میں لگا ہوا ہو وہ درحقیقت زندہ ہے کہ اس کے جسم میں اس کی روح موجود اور زندہ ہے۔

(فتح الباری: ۳/۳۳۶۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۶/۶۰۔ روضة المتقین: ۳/۴۱۴۔ دلیل الفالحین: ۴/۲۰۶)

ذکر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہوتی ہے

۱۳۳۵۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يَقُولُ اللَّهُ

تَعَالَى: اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَاَنَا مَعَهُ، اِذَا ذَكَرَنِي: فَاِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ، فِي نَفْسِي، وَاِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَأٍ ذَكَرْتُهُ، فِي مَلَأٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۲۳۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ کسی مجلس میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس سے بہتر مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب ذکر النبی ﷺ وروایۃ عن ربہ . صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب الحث علی ذکر اللہ تعالیٰ .

شرح حدیث: یہ حدیث قدسی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوں یعنی جو اللہ کا بندہ اللہ پر ایمان و یقین کے ساتھ اس سے خیر و عافیت کی امید رکھتا ہے اور اس کے سامنے عاجزی اور تضرع سے توبہ کرتا ہے اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا اور اس کو دنیا کے رنج و محن سے نجات عطا فرماتا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہیں لیکن ان بندوں کے لیے جو ایمان و یقین کے ساتھ اس کی عبادت و بندگی کرتے ہیں اور اس کی اطاعت فرمانبرداری میں رہتے ہیں اور جب ان سے کوئی خطا ہو جاتی ہے تو اسی کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔

فرمایا کہ جب میرا بندہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور جب وہ میرا مجلس میں ذکر کرتا ہے تو میں اس کا اس سے بہتر مجلس میں ذکر کرتا ہوں یعنی فرشتوں کی مجلس میں اور انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ (فتح الباری: ۸۵۰/۳ . شرح صحیح مسلم للنووی: ۴/۱۷ . تحفة الاحوذی: ۶۴/۱۰)

اعمال میں سبقت لے جانے والے

۱۳۳۶ . وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”سَبَقَ الْمُفْرَدُونَ“ قَالُوا: وَمَا الْمُفْرَدُونَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ”الَّذَاكِرُونَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

رَوَى: ”الْمُفْرَدُونَ“ بِتَشْدِيدِ الرَّاءِ وَخَفِيفِهَا وَالْمَشْهُورُ الَّذِي قَالَهُ الْجَمْهُورُ التَّشْدِيدُ.

(۱۳۳۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مفردون سبقت لے گئے صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مفردون کون ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور عورتیں۔ (مسلم) مفردون: کالفظ راء کے سکون اور تشدید دونوں طرح روایت کیا گیا ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک تشدید کے ساتھ ہے۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب الحث علی ذکر اللہ تعالیٰ.

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا درجات بلند اور فضل و کمال کی جانب مفردون سبقت کر گئے۔

یعنی وہ لوگ جو ہر طرف سے کٹ کر اور دنیا سے منہ موڑ کر صرف اللہ کی یاد اور اس کے ذکر میں ہمہ تن مشغول ہو گئے، دوست و احباب کو چھوڑ دیتے اور اسباب سے نظر ہٹا کر مسبب الاسباب سے تعلق قائم کر لیا اور دنیا سے الگ تھلگ ہو کر اور دنیا کے معاملات سے بے نیاز ہو کر اللہ کی اطاعت اور اس کی عبادت میں مصروف ہو گئے یہ مقام تفرید وہ ہے جس کی جانب اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے کہ ﴿وَإِذْ كُنَّا نَمُرُّ بِكَ وَنَبْتَئِلُ إِلَيْهِ بَتِّيلاً﴾ یعنی اللہ کے سوا اپنے دل کا رشتہ ہر شے سے منقطع کر کے صرف اسی کی یاد میں لگ جاؤ۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ لوگوں سے ملنا جلنا ترک کر دیا جائے اور حقوق العباد میں کوتاہی کی جائے بلکہ اصل مقصود یہ ہے کہ دل کی وابستگی معاملات دنیا سے باقی نہ رہے۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ طریق تصوف کی دو منزلیں ہیں ایک منزل مخلوق سے منقطع ہو جانے کی اور دوسری منزل ہے حق سے جڑ جانے کی دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم ہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے دونوں کے درمیان واؤ عاطفہ ذکر کیا ہے جو جمعیت پر دلالت کرتا ہے اور پہلے وصول حق کو اذکر اسم ربک کہہ کر ذکر کیا اور پھر مخلوق سے انقطاع یعنی تبتل کا ذکر کیا کیونکہ مخلوق سے کٹ جانے کی غرض و غایت ہی اللہ سے جڑ جانا ہے۔

ذکر اللہ کی تعبیر وصول حق سے اس لیے کی گئی کہ ایسی یاد جس میں کسی قسم کی غفلت نہ ہو وہ علم حضوری ہو گا علم حصولی کا تصور وہاں بذاتہ ممکن نہیں ہے کیونکہ علم حضوری اسی کو تو کہتے ہیں کہ جس میں عالم کے سامنے خود معلوم موجود ہو جب معلوم خود پیش نظر ہے تو یہی دوام حضور ہے یہی وصول و اتصال ہے اسی کو اتحاد اور بقاء کہتے ہیں۔ الفاظ مختلف ہیں مطلب سب کا ایک ہے۔ متقدمین کے یہاں یہی اخلاص ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے تبتل الیہ تبتلیا کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ اللہ کے لیے کامل اخلاص اختیار کرو۔ (روضۃ المتقین: ۴۱۶/۳۔ دلیل الفالحین: ۲۰۸/۴۔ تفسیر مظہری: ۱۱۲/۱۲)

لا الہ الا اللہ افضل ذکر ہے

۱۲۳۷۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۱۲۳۷) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے

سنا کہ افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے۔ (ترمذی، اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

ترجمہ حدیث: الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب ماجاء ان دعوة المسلم مستجابة.

شرح حدیث: کلمہ توحید افضل ترین کلام ہے کیونکہ اس میں اللہ کی وحدانیت کا ثبوت اور شرکاء کی نفی ہے یہ ان تمام کلاموں میں افضل ترین کلام ہے جو انبیاء علیہ السلام فرماتے اور جو ہر پیغمبر اور رسول کی زبان پر جاری ہوتے، اس علم کے نیچے انہوں نے جہاد کیا اور اسی کے راستے میں وہ شہید کئے گئے اور کہ کلمہ کلید جنت اور جہنم سے نجات کا ذریعہ ہے۔

امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ میں ایسی روحانی تاثیر ہے کہ اس سے انسان کے دل کی تہوں میں چھپے ہوئے بت بھی گر

پڑتے ہیں اور بندہ کا دل شرک کی آلودگیوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ افرایت من اتخذ الهه هواه (کیا تو نے دیکھا اس شخص کو جس نے خواہش نفس کو اپنا الہ بنالیا) کیونکہ لا الہ کہنے سے ہر الہ کی نفی ہو جاتی ہے خواہ وہ ظاہری ہو یا باطنی اور الا اللہ کہنے سے اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کا اثبات اور اس کی وحدانیت کا اقرار ہو جاتا ہے۔ (روضة المتقين: ۴۱۷/۳۔ دلیل الفالحین: ۲۰۹/۴)

زبان ہمیشہ ذکر سے تر رکھی جائے

۱۴۳۸ھ۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ شَرَائِعَ الْإِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَأَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ أَتَشَبُّتُ بِهِ قَالَ: "لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۱۴۳۸ھ) حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے تو احکام اسلام زیادہ معلوم ہوتے ہیں آپ ﷺ مجھے کوئی ایسی بات بتلا دیں جسے میں مضبوطی سے تھام لوں۔ فرمایا کہ تیری زبان ہر وقت اللہ کی یاد سے تر رہنی چاہیے۔ (ترمذی، اور ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب فضل الذکر.

کلمات حدیث: شرائع الاسلام: اسلام کے احکام، واجبات اور مستحبات تمام احکام۔ اَتَشَبُّتُ بِهِ: جسے میں مضبوطی سے تھام لوں، جسے میں اچھی طرح پکڑ لوں۔

شرح حدیث: ایک شخص نے خدمت اقدس میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ احکام اسلام مجھ پر غالب آ گئے اور میں ان سب کی تکمیل سے مغلوب ہو گیا ہوں۔ آپ مجھے ایک ایسا حکم بتا دیں جسے میں مضبوطی سے تھام لوں تاکہ وہ مجھے کثرت نوافل سے مستغنی کر دیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری زبان ہر وقت یاد الہی سے تر رہے۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ زبان کے تر رہنے سے مراد یہ ہے کہ ذکر الہی پر مشتمل کلمات ہمہ وقت زبان پر جاری رہیں اور کبھی ذکر کا سلسلہ منقطع نہ ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾

”تم ہر گز نہ مرنا گزریہ کہ تم مسلم ہو۔“ (دلیل الفالحین: ۲۱۰/۴۔ روضة المتقين: ۴۱۸/۳)

ذکر سے جنت میں درخت اُگتا ہے

۱۴۳۹ھ۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۱۲۳۹) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے سبحان اللہ و بحمدہ کہا اس کے

لیے جنت میں کھجور کا درخت لگا دیا جائے گا۔ (ترمذی، اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

شرح حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی اسراء و معراج کی حدیث میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ جنت میں ایسے باغات ہیں جن میں ”سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ“ سے شجرکاری کی جاتی ہے۔ اور اس حدیث میں فرمایا کہ سبحان اللہ و بحمدہ کہنے سے جنت میں کھجور کا درخت اگ جاتا ہے۔ خواہ فی الواقع کھجور کا درخت پیدا ہو جاتا ہو اور خواہ مراد یہ ہو کہ جنتی کو اس کے میوے سے لذت حاصل ہوگا۔ (دلیل الفالحین ۲۰۹/۴)

جنت میں باغات لگائیں

۱۲۴۰. وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقِيتُ إِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرَى بِي فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَقْرَأُ أَمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ، عَذْبَةُ الْمَاءِ وَأَنَّهَا قِيَعَانٌ وَأَنَّ غِرَاسَهَا: سُبْحَانَ اللَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۱۲۴۰) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح حسن حدیث مروی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میری ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی۔ انہوں نے فرمایا اے محمد ﷺ اپنی امت کو میرا سلام کہہ دیجئے اور انہیں بتلا دیجئے کہ جنت کی زمین بہت عمدہ ہے اس کا پانی شیریں ہے اور وہ چٹیل میدان ہے۔ اس کے درخت سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ہیں۔ (ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب غراس الجنة سبحان الله.

کلمات حدیث: قیعان: قاع کی جمع ہے۔ جس کے معنی میدان کے ہیں۔

شرح حدیث: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کے توسط تمام امت محمدیہ کو سلام کہلایا اور فرمایا کہ جنت میدان ہے جس کی مٹی بڑی پاکیزہ اور پاک ہے کہ یہ مٹی مشک اور زعفران کی ہے اور یہاں کا پانی بڑا عمدہ اور پاکیزہ ہے۔ زمین کے ان قطعات میں اللہ کے نزدیک بندے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کے باغات اگاتے ہیں، اور یہی وہ باقیات صالحات ہیں جن کے بارے میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ باقیات صالحات کی خوب کثرت کرو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ یہ باقیات صالحات کیا ہیں۔ فرمایا تکبیر، تہلیل، تسبیح اور تہمید اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

جنت کی دو ستمیں زمین اور آسمان کے برابر ہیں وہاں گھنے درخت ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ملا علی قاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جنت میں ہر جگہ درخت اور نہریں ہیں لیکن اس کے ساتھ کچھ قطعات خالی ہیں جن کا وصف اس حدیث میں بیان ہوا۔ یہ اس لیے چھوڑے

گئے ہیں کہ اللہ کے نیک بندے ان میں اعمال صالحہ کی کاشت کریں اور خاص طور پر ان کلمات کو پڑھیں جن کی اس حدیث مبارک میں تعلیم دی گئی ہے۔ (تحفة الاحوذی: ۳۹۸/۹)

ذکر اللہ بہترین اعمال میں سے ہے

۱۳۴۱۔ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْأَتْبُتُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ، وَازْكَاها عِنْدَ مَلِيكِكُمْ، وَارْفَعَهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ، وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ إِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ؟" قَالُوا: بَلَى، قَالَ: "ذَكَرَ اللَّهُ تَعَالَى" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، قَالَ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

(۱۳۴۱) حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہارے اعمال میں سے اچھا سب سے بہتر عمل بتلا دوں جو تمہارے مالک کے نزدیک سب سے پاکیزہ تمہارے درجات میں سب سے زیادہ اضافہ کرنے والا، تمہارے لیے اللہ کی راہ میں سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بھی بہتر اور اس سے بھی خوب تر کہ تم اپنے دشمن سے مقابلہ کرو اور تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کیوں نہیں ضرور بتلائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ عمل اللہ کی یاد ہے۔ (ترمذی، حاکم ابو عبد اللہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے)

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب خیر الاعمال.

کلمات حدیث: از کھا: سب سے زیادہ پاکیزہ۔ ملیککم: تمہارے مالک تمہارے بادشاہ۔

شرح حدیث: علامہ عز الدین بن عبد السلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آخرت میں اعمال کی جزا اور ثواب کا مدار دنیا میں ان اعمال کی جسامت اور بڑائی پر نہیں ہے کہ دنیا میں اس عمل کو کرنے میں انسان کو کس قدر زحمت اور مشقت پیش آتی ہے اور وہ کس قدر وقت اور توانائی اس کی انجام دہی میں صرف کرتا ہے بلکہ مدار عمل کرنے والے کی حسن نیت اور اخلاص پر اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور قبولیت پر ہے۔ آخرت میں اعمال کی جزا اللہ تعالیٰ کے ارادے اور اس کی مشیت سے وابستہ ہے نیز یہ کہ حدیث مبارک میں ذکر اللہ سے مراد ذکر کامل ہے یعنی وہ ذکر جس پر آدمی ایمان و یقین کے ساتھ زندگی بھر مداومت اختیار کرے اور ہر وقت اور ہر گھڑی زبان ذکر اللہ سے تر رہے اور یہ ذکر ذکر لسانی بھی ہو ذکر قلبی بھی ہو اور اللہ تعالیٰ کے تمام احکام پر عمل کے ساتھ ہو اور ہر سانس کی آمد و رفت اللہ کے ذکر کے ساتھ ہو ظاہر ہے کہ اگر ایسا ہو تو ذکر ہی افضل اعمال ہے۔ (روضۃ المتقین: ۴۲۰/۳، دلیل الفالحین: ۲۱۲/۴)

آسان اور بہترین ذکر

۱۳۴۲۔ وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَلَىٰ امْرَأَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوَىٰ. أَوْ حَصَى، تُسَبِّحُ بِهِ فَقَالَ: "أَخْبِرْكَ بِمَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكَ مِنْ هَذَا. أَوْ أَفْضَلُ" فَقَالَ: "سُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْأَرْضِ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذَلِكَ، وَسُبْحَانَ اللَّهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ مِنْ ذَلِكَ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ مِثْلَ ذَلِكَ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِثْلَ ذَلِكَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ مِثْلَ ذَلِكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۱۲۴۲) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی خاتون کے پاس آئے دیکھا کہ ان کے سامنے کھجور کی گھلیاں یا کنکریاں پڑی ہیں اور وہ ان پر تسبیح پڑھ رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایسی چیز نہ بتا دوں جو تمہارے لیے اس سے آسان تر یا اس سے افضل ہو۔ پھر فرمایا کہ تم یہ پڑھو: "سبحان اللہ عدد ما خلق في السماء وسبحان الله عدد ما هو بين ذلك۔ سبحان الله عدد ما هو خالق ذلك۔ والحمد لله مِثْلَ ذَلِكَ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ مِثْلَ ذَلِكَ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِثْلَ ذَلِكَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ مِثْلَ ذَلِكَ" (اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں آسمانوں میں اس کی مخلوقات کی تعداد کے مطابق اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں زمین میں اس کی مخلوقات کی تعداد کے مطابق اور اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس کی مخلوقات کی تعداد کے مطابق جو زمین و آسمان کے درمیان ہیں اور پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس کی ان مخلوقات کی تعداد کے مطابق جو وہ آئندہ پیدا کرنے والا ہے۔) اور اللہ اکبر بھی اسی طرح اور الحمد للہ بھی اسی طرح اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ بھی اسی طرح۔ (یعنی اسی طرح پڑھنا چاہیے)

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب دعاء النبی ﷺ و تعوذہ دبر کل صلاة.

کلمات حدیث: نوئی: نواۃ کی جمع۔ کھجور کی گھلی۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے کسی خاتون کو جو غالباً حضرت صفیہ بنت جحش تھیں یا حضرت جویریہ تھیں، دیکھا کہ کھجور کی گھلیاں یا کنکریاں سامنے پھیلی ہوئی ہیں اور وہ ان پر تسبیح پڑھ رہی ہیں آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ میں تمہیں اس سے افضل اور اس سے آسان تسبیح بتاتا ہوں تم کہا کرو سبحان اللہ اس تعداد کے مطابق جس تعداد میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پیدا فرمایا ہے۔ کہ فرشتے اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کی تعداد کا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو علم نہیں ہے۔ وما یعلم جنود ربك الا هو۔ اور تیرے رب کے لشکروں کی تعداد اس کے سوا کوئی بھی نہیں جانتا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسراء اور معراج کی طویل حدیث میں مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبۃ اللہ کی دیوار سے ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے ہوتے تھے اور ستر ہزار فرشتے روزانہ کعبۃ اللہ کا طواف کرتے ہیں اور وہ پھر دوبارہ نہیں آتے۔

غرض ان کلمات طیبات میں سے ہر کلمہ کو اس طرح کہا جائے کہ مثلاً سبحان اللہ اس تعداد کے مطابق جو اللہ نے آسمان میں مخلوقات پیدا فرمائی ہیں، اس تعداد کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے زمین میں مخلوقات پیدا فرمائی ہیں اس تعداد کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے درمیان پیدا فرمائی ہیں اور اس تعداد کے مطابق جو اللہ تعالیٰ پیدا فرمانے والا ہے۔ امام طیبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ وہ تمام

خلوقات جو اللہ پیدا فرما چکا ہے اور جو آئندہ پیدا فرمائے گا ان سب کی تعداد کے مطابق سبحان اللہ۔ اسی تعداد کے مطابق الحمد للہ، اسی تعداد کے مطابق لا الہ الا اللہ اور اسی تعداد کے مطابق، اللہ اکبر اور اسی تعداد کے مطابق لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

(دلیل الفالحین: ۲۱۳/۴۔ روضة الصالحین: ۴۲۱/۳۔ تحفة الاحوذی: ۱۸/۱۰)

لا حول ولا قوۃ جنت کا خزانہ ہے

۱۴۳۳ھ۔ وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟" فَقُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. (۱۴۲۳) حضرت ابو موسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے پر مطلع نہ کر دوں میں نے عرض کیا کہ ضرور یا رسول اللہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

(متفق علیہ)

تخریق حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب قول لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ صحیح مسلم، کتاب الدعاء والذکر، باب استحباب خفض الصوت بالذكر۔

کلمات حدیث: کنز: خزانہ، مدفون مال۔ مقصود جنت کی نعمتیں اور درجات بلند جمع کنوز۔

شرح حدیث: لا حول ولا قوۃ الا باللہ ایک کنز نفس ہے جو لوگوں کی نگاہوں سے محفوظ اور مستور نعمتوں کا بیش بہا خزانہ ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس کلمہ کے کہنے کے صلے میں ملنے والی نعمتوں اور بیش بہا اجر و ثواب کے خزانوں سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کلمہ تسلیم و رضا کا ایک انتہائی بلوغ اظہار ہے اور ایک بہت ہی لطیف اسلوب ہے کہ بندہ اپنے رب کے حضور میں عرض کرے کہ اے میرے رب میرے اندر کوئی قوت نہیں ہے نہ کوئی ہمت و استطاعت ہے میں بالکل بے حیلہ اور بے سہارا اور بے بس ہوں۔ میں نہ کوئی برائی اپنے آپ سے دور کر سکتا ہوں اور نہ کوئی خیر حاصل کر سکتا ہوں میرا ہر امر اور میرا معاملہ تیرے سپرد ہے اور تیری مشیت کے تابع ہے اس لیے میں تجھ ہی سے ہر خیر کا طلب گار اور تجھ ہی خواستگار ہوں کہ مجھ سے ہر شر اور برائی کو دور فرمادے۔

(فتح الباری: ۳۲۷/۳۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۲۰/۱۷۔ روضة المتقین: ۴۲۲/۳۔ دلیل الفالحین: ۲۱۴/۴)



(الباب ۲۴۵)

بَابُ ذِكْرِ اللَّهِ قَائِمًا وَقَاعِدًا وَمُضْطَجِعًا مُحْدِثًا وَجُنُبًا وَحَائِضًا

إِلَّا الْقُرْآنَ فَلَا يَحِلُّ لِجُنُبٍ وَلَا حَائِضٍ

اللہ کا ذکر ہر حالت میں کھڑے ہوئے بیٹھے ہوئے لیٹے ہوئے اور وضو ہونے کی صورت میں اور جنبی اور حائضہ ہونے کی حالت میں سوائے تلاوت قرآن کریم کہ وہ جنبی اور حائضہ کے لیے جائز نہیں ہے

۳۱۴۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِيَ الْأَلْبَابِ ۝۱۱﴾

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ ۝

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ : لآيَاتٍ لِّأُولِيَ الْأَلْبَابِ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ

اللَّهُ قِيَمًا، وَقُعُودًا، وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ ۝

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

”بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کے اول بدل کر آنے جانے میں عقل مندوں کے لیے نشانیاں ہیں وہ جو

کھڑے بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر ہوتے ہوئے اللہ کو یاد کرتے ہیں۔“ (آل عمران: ۱۹۰)

تفسیری نکات: آسمانوں کی تخلیق اور زمین کی اور ان کے درمیان کائنات کی تخلیق میں جو عجائب قدرت پنہاں ہیں اور رات دن

کے آنے جانے اور ان کی ہر حکمت آمد و رفت خالق کے وجود اور اس کے کمال قدرت ارادہ اور حکمت کے ثبوت کی کھلی ہوئی دلیلیں موجود

ہیں ان لوگوں کے جاننے اور ماننے کے لیے جن کی فہم و دانش تو ہمت سے پاک اور شیطانی وسوسوں سے منزہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ افسوس ہے اس پر جو یہ آیت پڑھتا ہے اور اس پر غور نہیں کرتا۔

یعنی وہ اہل فکر و دانش جو زمین و آسمان کی پیدائش اور ان کے عجیب و غریب احوال و روابط اور دن و رات کے مضبوط اور محکم نظام میں

غور کرتا ہے اور اس کو یقین کرنا پڑتا ہے کہ یہ سارا مرتب و منظم سلسلہ ضرور کسی ایک مختار کل اور قادر مطلق فرماں روا کے ہاتھ میں ہے جس

نے اپنی عظیم قدرت و اختیار سے ہر چھوٹی بڑی مخلوق کو اپنے قانون اور ضابطہ کا پابند بنایا ہوا ہے تو وہ کسی حال اللہ کی یاد سے غافل نہیں

ہوتے اس کی یاد ان کے دل میں اور زبان پر ہمہ وقت جاری رہتی ہے اور وہ اٹھتے بیٹھتے اور کروٹ پر لیٹے ہوئے غرض ہر حالت میں اللہ کو

یاد کرتے ہیں۔ (تفسیر مظہری، تفسیر عثمانی)

رسول اللہ ﷺ ہر وقت ذکر میں مشغول رہتے تھے

۱۴۴۴۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللَّهَ تَعَالَى

عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۲۴۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر وقت اللہ کو یاد کیا کرتے

تھے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب ذكر الله تعالى في حال حياته .

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ ہر حالت میں اور ہر وقت اللہ کا ذکر فرماتے تھے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس

مسئلہ کی دلیل ہے کہ بندہ ہر حالت میں اللہ کا ذکر کر سکتا ہے یعنی سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر جیسے کلمات کہہ سکتا ہے۔ البتہ جمہور فقہاء کے نزدیک حالت جنابت اور حالت حیض میں تلاوت قرآن کی ممانعت ہے حتیٰ کہ اگر بسم اللہ اور الحمد للہ کہنے میں بھی ارادہ قرآن کریم کا ہو تو بھی ممنوع ہے اسی طرح بول و براز کی حالت میں اور حالت جماع میں ممنوع ہے لیکن بارادۃ ذکر غسل کے وقت بسم اللہ کہنا مستحب ہے۔ جو شخص قضاء حاجت کے لیے بیٹھا ہو اس کے لیے بطور ذکر بھی تسبیح یا تحمید وغیرہ مکروہ ہے، بلکہ سلام کا جواب بھی نہ دے اور نہ اذان کے کلمات دھرائے، نہ چھینک آنے پر الحمد للہ کہے، نیز قضائے حاجت کے وقت ہر طرح کا کلام مکروہ ہے الا یہ کہ کوئی شدید ضرورت ہو مثلاً کسی انسان کے قریب سانپ آگیا ہو تو اسے مطلع کرنا ضروری ہے۔

(تحفة الاحوذی: ۳۰۳/۹۔ روضة المتقين: ۴۲۳/۳)

ہمبستری کے وقت کی دعاء

۱۲۴۵۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ، قَالَ: بِسْمِ اللَّهِ، اللَّهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ، وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَارَزَقْتَنَا، فَقُضِيَ بَيْنَهُمَا وَلَدَلَّمْ يَضُرَّهُ"، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۲۴۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی اپنی

بیوی کے پاس جانے کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے: بسم اللہ اللہم جنبنا الشیطان و جنب الشیطان مارزقنا (اللہ کے نام کے ساتھ۔ اے اللہ شیطان کو ہم سے دور کر دے اور جو اولاد ہمیں عطا کرے اس سے بھی شیطان کو دور رکھ)۔ اگر اللہ نے ان کے درمیان اولاد مقدر کی ہے تو شیطان کبھی اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة ابليس. صحیح مسلم، کتاب النکاح باب

ما يستحب ان يقول له عند الجماع .

شرح حدیث: اپنے اہل خانہ کی قربت سے پہلے یہ دعا پڑھ لینی چاہئے تاکہ دونوں میاں بیوی اور ان کے مقدر میں اللہ تعالیٰ نے جو اولاد

لکھی ہے سب شیطان کی مصلحتوں سے اور اس کے شر سے محفوظ رہیں۔ (فتح الباری: ۳۲۲/۱۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۶/۱۰)

الباب (۲۴۶)

بَابُ مَا يَقُولُهُ عِنْدَ نَوْمِهِ وَاسْتَيْقَاضِهِ بیدار ہونے اور سونے کے وقت کی دعائیں

۱۳۴۶. وَعَنْ حُذَيْفَةَ، وَابْنِ ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ : "بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ أَحْيَا وَأَمُوتُ" وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ : "الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۱۳۴۶) حضرت ابو ذر اور حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ جب استراحت فرما ہوتے

تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے:

”باسمک اللہم اموت و احیا۔“

”اے اللہ! میں تیرے نام کے ساتھ مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں۔“

اور جب آپ بیدار ہوتے تو یہ فرماتے:

”الحمد لله الذي احيا نا بعد ما اماتنا واليه النشور .“

”تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف سب کو اکٹھا ہونا ہے۔“ (بخاری)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب ما یقولہ اذ انام .

کلمات حدیث: والیہ النشور: روز قیامت مردوں کا دوبارہ زندہ ہونا اور ایک جگہ اکٹھا ہونا۔

شرح حدیث: علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نیند اور موت دونوں حالتوں میں روح بدن سے چلی جاتی ہے اور اس کا تعلق

منقطع ہو جاتا ہے۔ نیند میں یہ انقطاع عارضی اور وقتی ہوتا ہے جبکہ موت میں دائمی اور ابدی، اور نیند میں روح کا انقطاع کامل نہیں ہوتا

کیونکہ اسے پھر واپس آنا ہے اس لیے ایک گونہ تعلق برقرار رہتا ہے۔ جبکہ موت میں روح کا بدن سے انقطاع کامل ہوتا ہے۔ امام بغوی

رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سونے کے وقت آدمی کی روح نکل جاتی ہے صرف ایک شعاع سی اس کے

جسم میں باقی رہ جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سونے کے وقت بدن سے روح نکلنے سے مراد یہ ہے کہ عالم ملکوت میں روح عالم مثال

کے مطالعہ کی جانب متوجہ ہو جاتی ہے اور عالم مثال بدن سے باہر ہے اور بدن کے اندر روح کی شعاع باقی رہنے سے یہ مراد ہے کہ حسب

سابق بدن سے روح کا تعلق باقی رہتا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ

وَبُرِّسِلَ الْأَخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ﴿۴۳﴾

”اللہ قبض کر لیتا ہے جانوں کو ان کے مرنے کے وقت اور ان جانوں کو جو مرتی نہیں قبض کر لیتا ہے سونے کی حالت میں پھر ان جانوں کو روک لیتا ہے جن کی موت کا حکم دے چکا ہے اور باقی جانوں کو ایک میعاد معین تک کے لیے واپس کر دیتا ہے۔“ (الزمر: ۴۳)

قرآن کریم کے اس ارشاد سے یہ امر واضح ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نیند کی حالت میں بھی جان قبض فرما لیتے ہیں جان کے قبض کر لینے کی دو صورتیں ہیں، ایک دائمی اور ابدی قبض جس میں بدن اور روح کا تعلق دائمی طور پر منقطع ہو جاتا ہے اور دوسرے وقتی قبض جس میں بدن اور روح کا ایک درجے میں تعلق باقی رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس روح کو بدن میں واپس فرما دیتا ہے اور یہ نیند کی حالت ہے۔

غرض قرآن کریم نے بھی نیند کو اور حالت نوم کو موت کہا ہے اور کلام نبوت ﷺ میں بھی موت کہا گیا ہے اور اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے امت کو تعلیم فرمائی کہ سونے کے وقت یہ کہیں کہ اے اللہ میں تیرے نام کے ساتھ مرتا اور جیتا ہوں۔ یعنی میری زندگی اور موت تیرے ہی قبضے میں ہے۔ اور بیدار ہونے کے وقت کہے کہ تمام محامد اور ہر طرح کی ثناء اللہ ہی کے لیے ہے۔ جس نے ہمیں مرنے کے بعد زندہ فرمایا اور سب کو اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ (فتح الباری: ۲۹۸/۳۔ تحفۃ الاحوذی: ۳۳۸/۹۔ تفسیر مظہری)



(الباب ۲۴۷)

بَابُ فَضْلِ حَلَقِ الذِّكْرِ وَالنَّدْبِ إِلَى مُلَازِمَتِهَا وَالنَّهْيِ عَنْ مُفَارَقَتِهَا لِغَيْرِ عُدْرِ
حلقة ذکر کی فضیلت اس میں شرکت کا استحباب اور بغیر عذر ترک کر دینے کی ممانعت

۳۱۵. قَالَ تَعَالَى:

﴿وَأَصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”اور اپنے نفس کو ان لوگوں کے ساتھ باندھ رکھ جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضامندی کے ارادے سے اور تیری

آنکھیں ان سے تجاوز نہ کریں۔“ (الکہف: ۲۸)

تفسیری نکات: اس آیت کریمہ میں رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنے آپ کو قائم رکھو جمائے رکھو ان لوگوں کے ساتھ جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں دعاء اور ذکر کرتے ہیں اس سے ان کا مقصد صرف اپنے رب کی خوشنودی کا حصول ہوتا ہے کوئی اور غرض نہیں ہوتی اس لیے دنیاوی زندگی کی رونق کے خیال سے آپ ﷺ کی توجہ غریب مسلمانوں سے نہ ہٹنے پائے یعنی دولت مندوں کے ساتھ بیٹھنے اور مال دار دنیا داروں کی مصاحبت اختیار کرنے کے لیے تم ہمہ وقت اللہ کا ذکر کرنے والے نادار لوگوں سے آنکھیں پھیر لو۔ ایسا نہ کرو۔

بغوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ مذکورہ آیت عینیہ بن حصن فزاری کے بارے میں نازل ہوئی وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کی مجلس میں کچھ فقراء صحابہ تشریف فرما تھے اس نے آپ ﷺ سے کہا کہ ہمیں آپ ﷺ کے پاس بیٹھنے سے ان لوگوں کی موجودگی روکتی ہے اگر آپ ﷺ ان کو ہٹا دیں تو ہم آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد مبارک تمام امت کے لیے تعلیم عام ہے کہ صلحاء اور اولیاء کی مجالس میں بیٹھنا چاہیے اور اباب دنیا کی مجلس میں بیٹھنے سے گریز کرنا چاہئے کہ اہل دنیا کی مجلس میں بیٹھنے سے دل میں دنیا کی محبت پیدا ہوتی ہے اور اولیاء اور صلحاء کی مجلس میں بیٹھنے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت پیدا ہوتی اور بڑھتی ہے اور اعمال صالحہ کی جانب راغب کرتی ہے۔ (تفسیر مظہری - تفسیر عثمانی)

مجالس ذکر کے بارے میں فرشتوں کا اللہ تعالیٰ سے مکالمہ

۱۳۴۷. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى مَلَائِكَةً يَطُوفُونَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ، فَإِذَا وَجَدُوا قَوْمًا يَذْكُرُونَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ تَنَادَوْا: هَلُمُّوا إِلَيْنَا حَاجَتُكُمْ، فَيُحْتَوْنَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ. وَهُوَ أَعْلَمُ. مَا يَقُولُ عِبَادِي؟ قَالَ: يَقُولُونَ: يُسَبِّحُونَكَ، وَيُكَبِّرُونَكَ، وَيُحَمِّدُونَكَ، وَيُمَجِّدُونَكَ، فَيَقُولُ: هَلْ

رَأَوْنِي؟ فَيَقُولُونَ: لَا وَاللَّهِ مَا رَأَوْنَاكَ. فَيَقُولُ: كَيْفَ لَوَرَأَوْنِي؟ قَالَ: يَقُولُونَ لَوَرَأَوْنَاكَ كَانُوا أَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً، وَأَشَدَّ لَكَ تَمَجُّدًا وَاتِّكَاثًا لَكَ تَسْبِيحًا فَيَقُولُ: فَمَاذَا يَسْأَلُونَ؟ قَالَ: يَقُولُونَ: يَسْأَلُونَكَ الْجَنَّةَ. قَالَ: يَقُولُ: وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُولُونَ لَا وَاللَّهِ يَارَبِّ مَا رَأَوْهَا قَالَ يَقُولُ: فَكَيْفَ لَوَرَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُولُونَ: لَوَأَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا، وَأَشَدَّ لَهَا طَلَبًا، وَأَعْظَمَ فِيهَا رَغْبَةً. قَالَ: فَمِمَّ يَتَعَوَّذُونَ؟ قَالَ يَتَعَوَّذُونَ مِنَ النَّارِ، قَالَ: فَيَقُولُ وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُولُونَ: لَا وَاللَّهِ مَا رَأَوْهَا. فَيَقُولُ: كَيْفَ لَوَرَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُولُونَ: لَوَرَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا، وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً. قَالَ: فَيَقُولُ: فَأَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ: يَقُولُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ: فِيهِمْ فَلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ قَالَ: هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّارَةً فَضَلَا يَتَّبِعُونَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ فَإِذَا وَجَدُوا مَجْلِسًا فِيهِ ذِكْرٌ قَعَدُوا مَعَهُمْ، وَخَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِأَجْنَحَتِهِمْ حَتَّى يَمْلَأُوا مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَإِذَا تَفَرَّقُوا عَرَجُوا وَصَعِدُوا إِلَى السَّمَاءِ فَيَسْأَلُهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ. وَهُوَ أَعْلَمُ مِنْ أَيْنَ جِئْتُمْ؟ فَيَقُولُونَ جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادِكَ فِي الْأَرْضِ: يُسَبِّحُونَكَ، وَيُكَبِّرُونَكَ، وَيُهَلِّلُونَكَ، وَيَحْمَدُونَكَ وَيَسْأَلُونَكَ. قَالَ: وَمَاذَا يَسْأَلُونِي؟ قَالُوا: يَسْأَلُونَكَ جِئْتِكَ. قَالَ: وَهَلْ رَأَوْا جَنَّتِي؟ قَالُوا بَلَى أَيْ رَبِّ: قَالَ فَكَيْفَ لَوَرَأَوْا جَنَّتِي؟ قَالُوا: وَيَسْتَجِيرُونَكَ قَالَ: وَمِمَّ يَسْتَجِيرُونِي؟ قَالُوا: مِنْ نَارِكَ يَارَبِّ. قَالَ: وَهَلْ رَأَوْا نَارِي؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَكَيْفَ لَوَرَأَوْا نَارِي؟ قَالُوا: وَيَسْتَغْفِرُونَكَ؟ فَيَقُولُ: قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، وَأَعْطَيْتُهُمْ مَا سَأَلُوا، وَاجْرَثْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوا. قَالَ: يَقُولُونَ: رَبِّ فِيهِمْ فَلَانٌ عَبْدٌ خَطَا إِنَّمَا مَرَّفَ جَلَسَ مَعَهُمْ. فَيَقُولُ: وَلَهُ، غَفَرْتُ، هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ"

(۱۲۴۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو اللہ کا ذکر کرنے والوں کی تلاش میں راستوں میں گھومتے ہیں جب کسی ایسی جماعت کو پاتے ہیں جو اللہ کے ذکر میں مصروف ہو تو آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ آؤ تمہارا مطلوب یہاں موجود ہے اور وہ آسمان دنیا تک ان لوگوں کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ ان کا رب ان سے پوچھتا ہے کہ حالانکہ وہ خوب جانتا ہے کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے، فرشتے کہتے ہیں کہ وہ آپ ﷺ کی تسبیح، تکبیر تحمید اور تمجید میں مصروف تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ نہیں اللہ کی قسم انہوں نے تجھے نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو اس سے بھی زیادہ تیری عبادت کریں اس سے بھی زیادہ تیری بزرگی بیان کریں اور اس سے بھی زیادہ تیری تسبیح

کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ کیا مانگتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ وہ آپ سے جنت مانگتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ نہیں اللہ کی قسم اے رب انہوں نے جنت نہیں دیکھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ جنت دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ جنت کو دیکھ لیں تو اس کے لیے ان کی حرص اور طلب اور بڑھ جائے۔ اور ان کی رغبت میں مزید اضافہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ جنت کی آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ کیا انہوں نے اسے دیکھا ہے۔ فرشتے فرماتے ہیں کہ نہیں اللہ کی قسم انہوں نے اسے نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ اسے دیکھ لیں تو کیا حال ہو۔ فرمایا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ اسے دیکھ لیں تو اس سے زیادہ دور بھاگیں اور اس سے بہت زیادہ ڈریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں معاف کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ ان لوگوں میں ایک شخص اور بھی تھا جو ان میں سے نہیں تھا بلکہ اپنی کسی ضرورت کے لیے آیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ ایسے ہم نشیں ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا۔ (متفق علیہ)

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں جو حفاظت کرنے والے فرشتوں کے علاوہ ہیں اور گھوم پھر کر ذکر کی مجالس تلاش کرتے ہیں جب وہ ذکر کی کوئی مجلس پالیتے ہیں تو اس میں ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور ان کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنے سامنے اور آسمان وزمین کے درمیان جگہ کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ جب یہ لوگ منتشر ہو جاتے ہیں تو یہ فرشتے آسمان کی جانب چڑھ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے دریافت فرماتے ہیں کہ حالانکہ وہ بخوبی واقف ہیں کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہم تیرے ان بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو زمین میں تیری تسبیح اور بڑائی وحدانیت عظمت اور حمد و ثناء بیان کر رہے تھے اور تجھ سے سوال کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ وہ مجھ سے کیا سوال کر رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ تجھ سے تیری جنت کا سوال کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرماتے ہیں کہ کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے۔ وہ کہتے ہیں نہیں اے رب۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر میری جنت دیکھ لیں تو کیا حال ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ تجھ سے پناہ مانگ رہے تھے اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ وہ کس چیز سے پناہ طلب کر رہے تھے وہ کہتے ہیں کہ اے رب تیری جہنم سے۔ اللہ تعالیٰ دریافت کرتے ہیں کیا انہوں نے میری جہنم کو دیکھا ہے تو فرشتے عرض کرتے ہیں دیکھا تو نہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ میرے جہنم کو دیکھ لیں تو کیا حال ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں وہ اس سے زیادہ پناہ مانگے اور فرشتے عرض کرتے ہیں وہ آپ سے مغفرت طلب کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں معاف کیا اور جو انہوں نے مانگا وہ انہیں دیدیا اور جس سے انہوں نے پناہ طلب کی میں نے پناہ دیدی۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے رب ان میں فلاں خطا کار بندہ بھی وہاں سے گزر رہا تھا اور ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے بھی معاف کیا۔ یہ ایسی قوم ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم

نہیں رہتا۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب فضل ذکر اللہ عزوجل۔ صحیح مسلم، کتاب الدعوات،

باب فضل مجالس الذکر۔

کلمات حدیث: یلتمسون: تلاش کرتے ہیں، جستجو کرتے ہیں۔ التماس (باب افعال) تلاش کرنا، طلب کرنا۔ لمس لمساً

(باب فتح) چھونا۔ تنادوا: ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں۔ ایک دوسرے کو پکارتے ہیں۔ یتعوذون: پناہ طلب کرتے ہیں۔ عوذ تعوذاً (باب تفعّل) پناہ مانگنا، پناہ چاہنا۔ سیارة: سیار کا مؤنث۔ بہت چلنے والا۔ سار سراً (باب ضرب) چلنا، سفر کرنا۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی تعداد اور ان کی کثرت کا کسی کو علم نہیں ہے صرف اللہ ہی جانتا ہے کہ ان کی تعداد کتنی ہے؟

﴿وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ﴾

”اور آپ کے رب کے لشکروں کی تعداد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔“

فرشتوں کی کثرت کا اندازہ اس حدیث مبارک سے کیا جاسکتا ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ستر ہزار فرشتے روزانہ کعبۃ اللہ کا طواف کرتے ہیں اور ان کا پھر دوبارہ نمبر نہیں آتا۔ فرشتے اللہ کے حکم سے متعدد امور اور فرائض انجام دیتے ہیں ان میں سے کچھ فرشتے انسان کے جملہ اعمال لکھتے رہتے ہیں انہیں الکرام الکاتبون کہتے ہیں کچھ فرشتے اللہ کے بندوں کی حفاظت پر مامور ہیں جنہیں حفظہ کہا جاتا ہے، بعض فرشتے ہیں جو ان اللہ کے بندوں کی جستجو میں گھومتے ہیں جو اللہ کی یاد اور اس کے ذکر میں مشغول ہوں۔ یہ فرشتے ان مجالس ذکر کی تفصیل اللہ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نہ صرف مجالس ذکر میں شرکت کرنے والوں کی بلکہ ان کے ساتھ بیٹھنے والوں کی بھی معافی کا اعلان فرماتے ہیں۔

حدیث مبارک میں ذکر کی فضیلت اور ذکر کرنے والوں کے عظیم رتبے اور اعلیٰ درجات کا بیان ہوا ہے اور اس امر کی وضاحت فرمائی گئی ہے کہ اہل ذکر کی مجلس میں بیٹھنے والے بھی محروم نہیں رہتے بلکہ جس انعام و اکرام سے اہل ذکر سرفراز ہوتے ہیں وہی انعام و اکرام شرکاء مجلس کے بھی حصے میں آتا ہے۔ فرشتے سراپا خیر ہیں اس لیے وہ بھی اہل خیر سے اور اہل ذکر سے محبت رکھتے ہیں اور اسی لیے وہ ذکر کی مجلس سے اس قدر مسرور ہوتے ہیں کہ مجلس ذکر سے اوپر آسمان تک ساری فضا میں بھر جاتے ہیں۔ اور جب مجلس ذکر ختم ہو جاتی ہے تو اللہ کی بارگاہ میں پیش ہو کر اس کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔

ذکر کی مجالس عام ہیں

علامہ عینی رحمہ اللہ نے عمدۃ القاری میں اہل الذکر کو عمومی معنی میں لیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس میں نماز قرأت قرآن، تلاوت حدیث، تدریس علوم بھی شامل ہیں۔ جبکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ عسقلانی رحمہ اللہ نے اہل الذکر کے ظاہری الفاظ کے پیش نظر فرمایا ہے کہ اس سے ذکر اللہ کی وہ مجالس مراد ہیں جو اللہ کی تسبیح و تکبیر تلاوت قرآن اور دین اور دنیا کی خیر کی دعاؤں پر مشتمل ہوں۔

(فتح الباری: ۳/۳۳۶۔ عمدۃ القاری: ۲۳/۴۰۔ ارشاد الساری: ۱۳/۴۰۵۔ تحفۃ الاحوذی: ۱۰/۱۰۔ شرح

صحیح مسلم للنووی: ۱۲/۱۷

ذاکرین کا تذکرہ فرشتوں کی مجلس میں

۱۴۳۸. وَعَنْهُ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا أَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۴۳۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو سعید ہذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو جماعت اللہ کے ذکر کے لیے بیٹھتی ہے تو فرشتے آکر اسے گھیر لیتے ہیں رحمت الہی ان پر سایہ فگن ہو جاتی ہے اور ان پر سکینیت نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا اپنی مجلس میں موجود حاضرین سے ذکر فرماتے ہیں۔ (مسلم)

تحریک حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن وعلی الذکر۔
کلمات حدیث: حفتهم الملائكة: فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں۔ غشيتهم الرحمة: رحمت الہی ان کو ڈھانپ لیتی ہیں۔ نزلت عليهم السكينة: ان پر سکینیت نازل ہوتی ہے۔ سکينة: طمانینیت اور وقار۔
شرح حدیث: ذکر الہی کی مجلس جہاں کہیں برپا ہو فرشتے اسے ہر طرف سے گھیر لیتے ہیں، رحمت الہی ہر طرف سے ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینیت نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ملاء اعلیٰ میں فرماتے ہیں۔

دین کی مجالس سے فائدہ حاصل کرنا چاہیے

۱۴۳۹. وَعَنْ أَبِي وَقِيدٍ الْخَرِثِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ إِذْ أَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ: فَوَقَفَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَرَأَى فُرْجَةَ فِي الْحَلَقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا، وَأَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ، وَأَمَّا الثَّالِثُ فَأَذْبَرَ ذَاهِبًا. فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْأَخِيرُ كُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ: أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَرَى إِلَى اللَّهِ فَأَوَاهُ اللَّهُ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَى فَاسْتَحْيَى اللَّهُ مِنْهُ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَاعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللَّهُ عَنْهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۴۳۹) حضرت ابو وقاد حارث بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں لوگوں کے ساتھ تشریف فرماتے تھے کہ تین افراد آئے ان میں سے دو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ایک چلا گیا، وہ دونوں رسول اللہ

ﷺ کے پاس کھڑے ہو گئے پھر ان میں سے ایک نے حلقہ میں جگہ پائی وہ اس میں بیٹھ گیا اور دوسرا اہل مجلس کے پیچھے بیٹھ گیا۔ اور تیسرا واپس چلا گیا۔ جب رسول کریم ﷺ فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں ان تین افراد کے بارے میں بتا دوں، ان میں سے ایک نے رحمت الہی میں پناہ لی اللہ نے اسے پناہ دیدی، دوسرے نے حیا اختیار کی اللہ تعالیٰ نے اس سے درگزر فرمایا اور تیسرے نے اعراض کیا تو اللہ نے بھی اس سے اعراض کیا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من قعد حیث ینتہی بہ المجلس . صحیح مسلم، کتاب السلام، باب من اتی مجلس فوجد فرجة .

راوی حدیث: حضرت ابو واقد حارث بن عوف لیشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ بدر میں شرکت فرمائی کسی نے کہا کہ یہ فتح مکہ کے وقت اسلام لائے ابن الاثیر کہتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کر چکے تھے۔ جنگ یرموک میں بھی شرکت فرمائی۔ آپ سے چوبیس احادیث مروی ہیں۔ مختصر التلخیص میں ہے کہ صحیحین میں ان کی ۲۱ احادیث ہیں جن میں سے ۱۱ متفق علیہ ہیں ۶۸ میں انتقال فرمایا۔ (دلیل الفالحین: ۲۲۴/۴)

کلمات حدیث: فرجة: خالی جگہ۔ حلقہ: ہر گول شے جس کے درمیان خالی ہو۔ بیان کرنے والے کے سامنے نیم دائرے کی شکل میں بیٹھے ہوئے لوگ۔ اوی الی اللہ: اللہ کی طرف آ گیا۔ اللہ کی طرف رجوع کیا۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ مسجد نبوی ﷺ میں تشریف فرما تھے اور صحابہ کرام آپ ﷺ کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھے ہوئے ہوتے تھے اور آپ ﷺ کے ارشادات سن رہے تھے کہ تین افراد آئے جن میں سے ایک واپس چلا گیا ایک کو حلقہ کے درمیان جگہ ملی وہاں بیٹھ گیا اور تیسرا حلقہ کے پیچھے بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے بیان ختم ہونے کے بعد فرمایا کہ ان میں سے جو شخص چلا گیا اس نے علم نبوت ﷺ سے اعراض کیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے اعراض کیا یعنی وہ رحمت الہی اور اس کے فضل سے محروم رہا۔ دوسرے نے پناہ ڈھونڈی تو اللہ نے اسے پناہ عطا کر دی یعنی اس نے مجلس ذکر کے حلقہ میں داخل ہونا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اسے داخل فرمایا اور تیسرے نے حیا اختیار کی اور حلقہ کے پیچھے بیٹھ گیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اسے اپنی رحمت اور فضل سے نوازا۔

(فتح الباری: ۲۸۵/۱۔ تحفة الاحوذی: ۵۴۰/۷۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۴/۱۳۲)

اللہ جل شانہ کا ذکرین کے ذریعہ فرما کرنا

۱۳۵۰۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى حَلْقَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا اجْلِسْكُمْ قَالُوا اجْلِسْنَا نَذْكُرَ اللَّهَ فَقَالَ: اللَّهُ مَا اجْلِسْكُمْ إِلَّا ذَاكَ؟ قَالُوا: مَا اجْلِسْنَا إِلَّا ذَاكَ، قَالَ: أَمَا إِنِّي لَمْ أَتُحْلِفْكُمْ تَهْمَةً لَكُمْ، وَمَا كَانَ أَحَدٌ بِمَنْزِلَتِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَلَّ عَنْهُ حَدِيثًا مِنِّي: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَى حَلْقَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ

فَقَالَ: "مَا أَجْلَسَكُمْ؟" قَالُوا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللَّهَ وَنُحَمِّدُهُ عَلَى مَا هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ، وَمَنْ بِهِ عَلَيْنَا. قَالَ: "اللَّهُ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ؟" قَالُوا: اللَّهُ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ. قَالَ: "أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تَهْمَةً لَكُمْ، وَلَكِنَّهُ أَتَانِي جِبْرِيلُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللَّهَ يُبَاهِي بِكُمْ الْمَلَائِكَةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۲۵۰) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں ایک حلقہ میں تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ کس لیے بیٹھے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ ذکر الہی کے لیے بیٹھے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم کیا تم اسی لیے بیٹھے ہو؟ لوگوں نے کہا کہ فی الواقع ہم اسی لیے بیٹھے ہیں۔ اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تم سے حلف کسی تہمت کی بنا پر نہیں لیا۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو رسول اللہ سے مجھ جیسا قرب رکھنے والا ہو اور مجھ سے کم حدیثیں بیان کرنے والا ہو۔ بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے ایک حلقہ میں آئے اور آپ ﷺ نے پوچھا کہ کس لیے بیٹھے ہو انہوں نے عرض کیا کہ اللہ کا ذکر کر رہے ہیں اور اسکی حمد کر رہے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت دی اور ہم پر احسان فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم کیا تم اسی لیے بیٹھے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ کی قسم ہم فی الواقع اسی لیے بیٹھے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم سے حلف کسی تہمت کی بنا پر نہیں لیا بلکہ حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ تم پر فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن وعلی الذکر.

کلمات حدیث: تہمة لکم: تمہارے اوپر جھوٹ کا شک کرتے ہوئے۔ یباہی بکم الملائكة: اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کرتے ہیں۔

شرح حدیث: حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد میں ایک حلقہ ذکر دیکھا تو ان سے وجہ دریافت فرمائی اور فرمایا کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں کوئی ایسا نہیں ہے جس کو رسول اللہ ﷺ سے اس قدر قریب ہو اور اس نے اس قدر کم احادیث روایت کی ہوں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تین وحی میں سے تھے اور آپ کی ہمشیرہ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ازواج مطہرات میں سے تھیں لیکن اس قرابت اور تعلق کے باوجود آپ ورع تقویٰ کی بناء پر روایت احادیث میں محتاط تھے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تم سے قسم اس لیے نہیں لی کہ مجھے تمہارے بارے میں جھوٹ بولنے کا شبہ ہے بلکہ اس لیے کہ اسی طرح سوال رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا جب آپ ﷺ نے مسجد میں اپنے اصحاب کا حلقہ دیکھا تھا اور صحابہ کرام نے فرمایا تھا کہ ہم ذکر الہی میں مشغول ہیں اور اس بات پر اللہ کی حمد و ثناء کر رہے ہیں کہ اس نے ہمارے اوپر احسان فرمایا اور اسلام کی ہدایت سے سرفراز فرمایا۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے سامنے تم پر فخر کا اظہار فرما رہے ہیں یعنی تمہاری فضیلت بیان کر رہے ہیں اور تمہارے حسن عمل کا ذکر کر رہے ہیں۔

(شرح صحیح مسلم للنووی ۱۷/۱۹. روضة المتقین ۳/۴۳۳. دلیل الفالحین ۴/۲۲۶)

الْبَتَانِ (۲۴۸)

بَابُ الذِّكْرِ عِنْدَ الصَّبَاحِ وَالْمَسَاءِ صبح اور شام کے وقت اللہ کا ذکر

۳۱۶. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ
مِنَ الْغَافِلِينَ ۝۴۵﴾

قَالَ أَهْلُ اللُّغَةِ ”الْآصَالُ“ جَمْعُ أَصِيلٍ وَهُوَ مَا بَيْنَ الْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ :
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”اپنے رب کو اپنے جی میں یاد کرو گڑ گڑاتے ہوئے نہ کہ اونچی آواز سے صبح و شام اور غفلت کرنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ۔“

(الاعراف: ۲۰۵)

اہل لغت کہتے ہیں کہ آصال اصل کہ جمع ہے اور یہ عصر اور مغرب کا درمیانی وقت ہے۔

تفسیری نکات: پہلی آیت میں ارشاد ہوا ہے کہ ذکر اللہ کی اصل روح یہ ہے کہ جو کچھ زبان سے کہے دل سے اس کی طرف دھیان رکھے تاکہ ذکر کا پورا نفع ظاہر ہو اور دل و زبان دونوں اللہ کی یاد میں مشغول ہوں ذکر الہی کے وقت دل میں رقت ہونی چاہیے اور رغبت و رہبت سے اللہ کو پکارے جیسے کوئی ڈرا اور سہا ہوا آدمی عاجزی اور تضرع سے پکارتا ہے۔ ذکر کے لمحے میں آواز میں ہیبت میں تضرع اور خوف کا رنگ محسوس ہونا چاہیے کہ جس کا ذکر کیا جا رہا ہے اس کی عظمت و جلال سے آواز کا پست ہونا قدرتی چیز ہے۔ ﴿وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا﴾ (اور دب جائیگی آوازیں رحمن کے ڈر سے پھر تو نہ سنے گا مگر کھس کھسی آواز) اسی لیے زیادہ چلانے سے منع فرمایا گیا ہے۔ دہمی آواز سے سر آیا جھرا اللہ کا ذکر کرے اللہ اس کا ذکر کرے گا اور اس سے زیادہ عاشق کی خوش بختی کیا ہو سکتی ہے۔ اللہ کی یاد ہر وقت اور ہر گھڑی ضروری ہے مگر بطور خاص صبح و شام میں اس کی یاد سے غفلت نہ کرو۔ (تفسیر عثمانی)

۳۱۷. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا ۝۴۶﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”اپنے رب کی خوبیوں کے ساتھ پاکیزگی بیان کر و سورج کے طلوع اور غروب ہونے سے قبل۔“ (طہ: ۱۳۰)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں ارشاد ہوا کہ صبح و شام کے اوقات اللہ کی حمد و ثنا اور اس کے ذکر کے لیے بہت اہم ہیں ان دونوں اوقات میں اللہ کے فرشتے اپنے بندوں کے اعمال لے کر جاتے ہیں اور یہ نماز عبادت اور ذکر کے بہت ہی عمدہ اوقات ہیں۔

(معارف القرآن)

۳۱۸. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَرِ ۝۵۵ ﴾

قَالَ أَهْلُ اللُّغَةِ : الْعَشِيُّ مَا بَيْنَ زَوَالِ الشَّمْسِ وَغُرُوبِهَا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”صبح وشام اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کرو۔“ (غافر: ۵۵)

اہل لغت کہتے ہیں کہ زوال کے بعد سے رات کا وقت عشی ہے۔

تفسیری نکات: تیسری آیت میں فرمایا کہ ہمیشہ اور ہر وقت اللہ کو یاد کرو اور صبح وشام اپنے رب کی تسبیح اور تحمید کا ورد کرو اور کسی بھی

وقت ظاہر و باطن میں اس کی یاد سے غافل نہ ہو۔ اسی سے طلب مغفرت کرو اور اسی کی بارگاہ میں سر جھکاؤ۔ (تفسیر مظہری)

دنیا کا کوئی کام ذکر اللہ سے نہ روکے

۳۱۹. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿ فِي مِثْوَتِ اللَّهِ أَنْ تَرْفَعَ وَيَذْكُرَ بِهَا اسْمُهُ يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ۝۶۱ رِجَالٌ

لَا تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ ۝ الْآيَةُ .

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”ان گھروں میں جن کو بنانے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور ان میں اس کا ذکر کیا جائے وہ اس میں صبح وشام اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ان

میں ایسے لوگ ہیں کہ انہیں کاروبار اور خرید و فروخت اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔“ (النور: ۳۶)

تفسیری نکات: چوتھی آیت میں بیوت سے مراد مسجدیں ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

مسجدیں زمین پر اللہ کے گھر ہیں یہ آسمان والوں کی نظر میں ایسی چمکیلی دکھائی دیتی ہیں جیسے زمین والوں کے لیے ستارے۔ غرض مسجدوں

کے بلند کرنے سے ان کو بنانا مراد ہے۔ بغوی رحمہ اللہ نے حضرت بریدہ کا قول نقل کیا ہے کہ چار مسجدیں جنہیں انبیاء کرام علیہ السلام نے

بنایا ہے وہ یہاں مراد ہیں یعنی بیت المقدس جسے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے بنایا کعبۃ اللہ کو حضرت ابراہیم

علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے تعمیر فرمایا اور مسجد نبوی اور مسجد قبا کو رسول اللہ ﷺ نے تعمیر فرمایا۔

اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ صبح وشام کی تسبیح سے پانچ فرض نمازیں مراد ہیں اور مسجدوں کی تعمیر انہی پانچ نمازوں کی ادائیگی کے لیے کی

جاتی ہے اور فجر کی نماز صبح کی نماز ہے اور باقی چار نمازیں شام کی نمازیں ہیں کہ آصال اصل کی جمع ہے جو زوال سے رات کا وقت ہے۔

بعض علماء نے کہا کہ اس آیت کریمہ میں فجر اور عصر کی نمازیں مراد ہیں، چنانچہ فرمان نبوت ہے کہ جس نے دونوں ٹھنڈی نمازیں یعنی فجر

اور عصر پڑھیں وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ اہل ایمان ایسے ہیں کہ ان کو دنیا کے معاملات اللہ کی یاد سے غفلت میں نہیں ڈالتے۔

(تفسیر مظہری)

پہاڑوں کی تسبیحات

۳۲۰. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿إِنَّا سَخَرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعُشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ﴾ (۱۸)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”بے شک ہم نے پہاڑوں کو زیر فرمان کر دیا تھا وہ صبح و شام ان کے ساتھ اللہ کی پاکیزگی بیان کرتے تھے۔“ (ص: ۱۸)

تفسیری نکات: پانچویں آیت کریمہ میں ارشاد ہوا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی صبح و شام کی تسبیح ایسی وجد آفرین تھی کہ پہاڑ بھی اس تسبیح میں ان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ نیز پرندے بھی حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔

(تفسیر مظہری۔ تفسیر عثمانی)

سو تسبیحات پڑھنے والا

۱۲۵۱. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قَالَ حِينَ يُصْبِحُ وَحِينَ يُمَسِّي: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ لَمْ يَأْتِ أَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَفْضَلٍ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَخَذَ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ أَوْزَادَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۲۵۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صبح و شام سو مرتبہ سبحان اللہ

و بحمدہ کہے روز قیامت اس سے افضل عمل کسی کا نہ ہوگا الا یہ کہ کوئی اور بھی اس طرح کہے یا اس سے زیادہ کہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح.

شرح حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صبح کے وقت سو مرتبہ سبحان

اللہ و بحمدہ کہے اور پھر شام کو سو مرتبہ اسی طرح کہے تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ سے بھی زیادہ ہوں۔

غرض اس ذکر کی بہت فضیلت ہے اور سو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام اس کا پڑھنا صغیرہ گناہوں سے نجات کا ذریعہ ہے اور اگر کوئی اس

تعداد سے زیادہ پڑھے تو اس کا اجر و ثواب اور زیادہ ہے اور صبح و شام کے اوقات کے ذکر کی حکمت یہ ہے کہ آدمی کا دن کا آغاز اللہ کی

رحمتوں اور مغفرتوں سے اور اس کا اختتام بھی رحمت الہی اور اس کی مغفرت پر ہو۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۶/۱۷۔ روضة المتقين: ۴۳۵/۳۔ دلیل الفالحین: ۲۲۹/۴)

مخلوقات کے شر سے پناہ مانگنے کا طریقہ

۱۲۵۲. وَعَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَقِيتُ مِنْ

عَقْرَبٍ لَدَغْتَنِي الْبَارِحَةَ قَالَ : ”أَمَالُو قُلْتُ حِينَ أَمْسَيْتَ : أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ تَضُرَّكَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۲۵۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ رات مجھے بچھو کے کانٹے سے بہت تکلیف پہنچی آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو نے شام کے وقت یہ کلمات کہے ہوتے تو وہ تجھے تکلیف نہ پہنچاتا۔ اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق (اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی برکت سے میں مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من سوء القضاء ودرك الشقاء .

شرح حدیث: کلمات سے مراد ہے اللہ کا کلام، اس کی صفات کاملہ اور اس کی قدرت اور اس کا فیصلہ۔ یعنی میں اللہ کے اس کلام کے توسط سے جو ہر نقص سے پاک ہے اس کے فیصلے اور اس کی قدرت کے تحت ہر ایذا دینے والی مخلوق کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۲۶/۱۷)

صبح و شام کی دعاء

۱۴۵۳۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ : ”اللَّهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا، وَبِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوتُ، وَإِلَيْكَ النُّشُورُ“ وَإِذَا أَمْسَى قَالَ : ”اللَّهُمَّ بِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَا، وَبِكَ نَمُوتُ، وَإِلَيْكَ النُّشُورُ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ .

حدیث (۱۴۵۳): حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ صبح کے وقت یہ کلمات پڑھتے:

”اللهم بك أصبحنا وبك أمسينا وبك نحيا وبك نموت وإليك النشور .“

”اے اللہ ہم تیری قدرت سے صبح کی اور تیری ہی قدرت سے شام ہوگی، تیری ہی قدرت سے ہم زندہ ہیں اور تیری ہی قدرت سے ہماری موت واقع ہوگی اور تیری ہی طرف اکٹھے ہونا ہے۔“

اور جب شام ہوتی تو آپ ﷺ یہ فرماتے:

”اللهم بك أمسينا وبك نحيا وبك نموت وإليك النشور .“

اے اللہ ہم نے تیری ہی قدرت سے شام کی تیری ہی قدرت سے ہم زندہ ہیں اور تیری ہی قدرت سے ہماری موت واقع ہوگی اور تیری ہی طرف اکٹھے ہونا ہے۔“ (ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب ما یقول اذا أصبح . الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب ماجاء فی الدعاء اذا أصبح واذامسى .

شرح حدیث: اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ مسلمان ہر کام کو اللہ کا حکم اور اس کی تقدیر سمجھے اور ہر وقت یہ یقین کامل رکھے کہ کون و مکان میں جو کچھ بھی ہوتا ہے اللہ ہی کے حکم سے ہوتا ہے، ہمارا صبح و شام کرنا ہمارا جینا اور مرنا سب کچھ اسی کے قبضہ قدرت ہے اور مرنے کے بعد ہمیں اسی کے سامنے پیش ہونا ہے۔ صبح و شام دونوں وقت مذکورہ دعا پڑھنا مستحب بھی ہے اور تجدید ایمان بھی اور اللہ کی قدرت کاملہ کا اعتراف بھی اس لیے ہر مسلمان کو چاہئے کہ ان دعاؤں کا التزام کرے۔

(تحفة الأحوذی: ۳۱۱/۹ - روضة المتقین: ۴۳۶/۳)

نفس و شیطان کے شر سے پناہ مانگنا

۱۲۵۳. وَعَنْهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: يَارَسُولَ اللَّهِ مَرْنِي بِكَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ إِذَا أَصْبَحْتُ وَإِذَا أَمْسَيْتُ. قَالَ: "قُلْ: اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، رَبِّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكُهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي، وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرِّكَه" قَالَ: "قُلْهَا إِذَا أَصْبَحْتَ، وَإِذَا أَمْسَيْتَ، وَإِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۱۲۵۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے ایسے کلمات بتائیے جو میں صبح و شام کہہ لیا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کہو:

"اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، رَبِّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيكُهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي، وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرِّكَه."

"اے اللہ آسمانوں کے اور زمین کے پیدا کرنے والے پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کے جاننے والے ہر چیز کے رب اور اس کے مالک میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے شیطان کے شر سے اور اس کے شرک سے۔" تم یہ کلمات صبح و شام اور جب اپنے بستر پر لیٹو پڑھا کرو۔ (ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الآداب، باب ما یقول اذا أصبح. الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب ما یقال فی الصبح والمساء.

کلمات حدیث: فاطر: خالق۔ فطر کے معنی ابتداء اور اختراع کے ہیں۔ عالم الغیب والشہادۃ: ان تمام باتوں کا جاننے والا جو بندوں کے علم اور مشاہدے سے غائب ہیں اور ان تمام باتوں کا جاننے والا جو بندوں کے علم وادراک میں موجود ہیں۔ شرک: شین کے زیر سے معنی ہیں شیطان کی دعوت شرک اور اس کو انسانوں کو مختلف طریقوں سے مشرک نہ امور میں مبتلا کرنا اور شین اور راء کے زیر سے شیطان کا جال اس کا مکر کید مراد ہے۔

شرح حدیث: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے ہر وقت اعمال خیر اور کلمات خیر کے جاننے اور سیکھنے کے خواہش مند رہتے تھے اور رسول کریم ﷺ بھی ہمہ وقت اپنے اصحاب کی تعلیم و تربیت میں مصروف رہتے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کلمات تعلیم فرمائے جو بہت ہی اعلیٰ اور عمدہ کلمات ہیں جنکو پڑھنے کی ہر مسلمان کو عادت بنانی چاہئے۔

(تحفة الأحوذی: ۳۱۲/۹۔ روضة المتقین: ۴۳۸/۳۔ دلیل الفالحین: ۲۳۱/۴)

شام کے وقت کی دعاء

۱۳۵۵۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمْسَى قَالَ: "أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلَّهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ"، قَالَ الرَّائِي: أَرَاهُ قَالَ فِيهِمْ: "لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، رَبِّ اسْأَلْكَ خَيْرَ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا، رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوءِ الْكِبَرِ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ" وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ: ذَلِكَ أَيْضًا "أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلَّهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۳۵۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ شام کے وقت یہ پڑھتے:

"أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمَلِكُ لِلَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ."

"ہم نے شام کی اور اللہ کے لیے ملک نے شام کی اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا

کوئی شریک نہیں ہے۔"

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر ما لم يعمل.

شرح حدیث: ایمان و اسلام کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر وقت بندہ کے دل میں اللہ کی یاد رہے اور قلب ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ

رہے اور اسی کی بارگاہ سے حفاظت و عافیت اور ہدایت و نجات طلب کرے اور دنیا اور آخرت میں تکلیف پہنچانے والی تمام باتوں سے اسی

کی پناہ طلب کرے۔ ان کلمات کا صبح و شام اور سونے کے وقت پڑھنا مستحب ہے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۳۴/۱۷)

ہر شر سے حفاظت

۱۳۵۶۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَبِيبٍ "بِضَمِّ الْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ" رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِقْرَأْ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَالْمُعَوَّذَتَيْنِ حِينَ تُمْسِي وَحِينَ تُصْبِحُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۱۲۵۶) حضرت عبداللہ بن حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم صبح و شام تین تین مرتبہ قل ھو اللہ احد اور معوذتین پڑھا کرو۔ یہ تمہیں ہر چیز سے کافی ہو جائیگی۔ (ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الادب، ما یقول اذا أصبح۔ الجامع للترمذی ابواب الدعوات، باب ما یقال عند النوم۔

کلمات حدیث: معوذتین: قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس۔ تعوذ (باب تفعل) اللہ کی پناہ مانگنا۔ تکفیک: یعنی سورہ اخلاص اور معوذتین پڑھنا تمہارے لیے دیگر اوراد سے کافی ہو جائے گا۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ رات کو جب بستر پر لیٹتے تو سورہ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم فرماتے اور پھر اپنے ہاتھوں کو اپنے سارے جسم پر پھیر لیتے تھے۔ ہر مسلمان کو چاہئے کہ سونے سے پہلے ان تینوں سورتوں کو پڑھ کر اسی طرح اپنے اوپر دم کر لے۔ ان سورتوں کی برکت سے اور اللہ کے کلام کی برکت سے تمام موزی اشیاء سے اور تکلیف دہ امور سے محفوظ رہے گا اور اللہ کی پناہ میں آجائے گا۔

حضرت عبداللہ بن حبیب از والد خود بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ذکر کیا کہ ہم ایک رات رسول اللہ ﷺ کی جستجو میں نکلے رات بہت تاریک تھی اور بارش ہو رہی تھی۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے نماز پڑھ لی۔ میں نے کچھ نہیں کہا آپ ﷺ نے کہا کہ کہو۔ میں نے کچھ نہیں کہا۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہو۔ میں نے کچھ نہیں کہا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں کیا کہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قل ھو اللہ احد اور معوذتین صبح و شام پڑھو تمہیں ہر شے سے کافی ہو جائیگی۔

(روضة المتقین: ۴۳۸/۳ - دلیل الفالحین: ۴/۲۳۳)

تکالیف اور بیماریوں سے حفاظت

۱۳۵۷۔ وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَاضٍ عَبْدٌ يَقُولُ فِي صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ وَمَسَاءٍ كُلِّ لَيْلَةٍ: (بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّهُ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِلَّا لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ."

(۱۳۵۷) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو بندہ ہر صبح و شام یہ کلمات پڑھ لیا کرے اس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

"بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا يَضُرُّهُ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ."

”اس اللہ کے نام کی برکت سے جس کے نام کے ساتھ زمین اور آسمان میں موجود کوئی شے نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ بہت سننے والا اور جاننے والا ہے۔“ (ابوداؤد اور ترمذی اور نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب ما یقول اذا أصبح . الجامع للترمذی، کتاب الدعوات، باب ما جاء فی الدعاء اذا أصبح واذا امسى .

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ کے نام میں بڑی عظیم خیر و برکت ہے کہ آسمان و زمین اللہ کے نام پر قائم ہیں اور کون و مکان اسی مالک کائنات کے نام سے استوار ہیں۔ اسی کے نام کی برکت سے اللہ کا مومن بندہ ہر برائی ہر تکلیف اور ہر آزار سے نجات پاتا ہے خواہ وہ انسانوں کی طرف سے ہو یا شیطان کی طرف سے ہو، جمادات کی طرف سے یا حیوانات کی طرف سے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر شے کا مالک ہے اور کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ شے بھی اس کے حیطہ اقتدار سے باہر نہیں ہے اس کی قدرت عظیم ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے اور اس کے حکم کے بغیر درخت سے ایک پتہ نہیں گرتا وہ تمام کائنات کے حالات کو جاننے والا ہے اور ان کو جس طرح چاہے پھیرنے پر قادر ہے۔ اس لیے بندوں کی حفاظت اور ان کو ہر بلا اور مصیبت سے محفوظ رکھنا صرف اسی کا کام ہے اور اسی کے نام کی برکت سے ہر فتنے اور ہر شر سے تحفظ ملتا ہے۔ چنانچہ ابوداؤد اور ابن حبان سے مروی حدیث میں ہے کہ جو شخص صبح کے وقت تین مرتبہ یہ کلمات کہے تو شام تک وہ ہر بلا سے محفوظ رہے گا اور اگر شام کو کہے تو اگلے دن صبح تک ہر بلا سے محفوظ رہے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ کلمات کس قدر بابرکت ہیں اور ان کے پڑھنے سے اللہ کا بندہ تمام فتنوں اور مصیبتوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

(تحفة الاحوذی: ۳۱۱/۹۔ روضة المتقین: ۴۴۰/۳۔ دلیل الفالحین: ۴/۲۳۴)



الْبَاقِ (۲۴۹)

بَابُ مَا يَقُولُهُ عِنْدَ النَّوْمِ سونے کے وقت کی دعائیں

۳۲۱۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ۝ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۝﴾
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے اول بدل کر آنے جانے میں عقل مندوں کے لیے نشانیاں ہیں وہ جو کھڑے بیٹھے اور پہلوؤں پر لیٹے ہوئے اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں۔“

(آل عمران: ۱۹۰)

تفسیری نکات: آیت کریمہ میں ارشاد ہے کہ ارباب دانش اور اصحاب عقل جب آسمان وزمین کی پیدائش ان کے عجیب و غریب حالات اور دن و رات کے محکم نظام پر غور کرتے ہیں تو انہیں یقین کرنا پڑتا ہے کہ یہ سارا محکم نظام اور یہ تمام مربوط سلسلہ ضرور اور بالیقین ایک قادر مطلق اور مختار کل فرماں روا کے ہاتھ میں ہے جس نے اپنی عظیم قدرت اور اختیار سے ہر چھوٹی بڑی مخلوق کی حد بندی کر رکھی ہے کسی کی مجال نہیں ہے کہ اپنے محدود وجود اور اپنے مقرر دائرہ عمل سے باہر نکل سکے۔ اگر اس قدر عظیم کارخانہ قدرت میں ایک ذرہ بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اختیار سے باہر ہوتا تو عالم کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں رسول اللہ ﷺ کے گھر سویا میں نے دیکھا کہ رات کو رسول اللہ ﷺ نے بیدار ہو کر مسواک کی وضو کیا اور یہ آیت ”ان فی خلق السماوات آخرة سورت تک پڑھی“ پھر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی جس میں قیام رکوع اور سجود طویل کیا پھر بستر پر آ کر سو گئے کہ سانس کی آواز آنے لگی۔ اس طرح آپ ﷺ نے تین مرتبہ کیا اور چھ رکعتیں پڑھیں اور ہر مرتبہ مسواک بھی کیا اور وضو بھی کیا اور ان آیات کی تلاوت بھی کی پھر تین و تر پڑھے۔ (مسلم)

یہ ارباب دانش اور اصحاب عقل اللہ کے ذکر و فکر تسبیح و استغفار اور اس کی بارگاہ میں دعا تضرع اور عاجزی کے اظہار میں مشغول رہتے ہیں کہ جو ان صفات سے متصف نہیں ہے وہ جانور ہے بلکہ چوپایوں سے بھی زیادہ گمراہ ہے۔

(روضة المتقين: ۴۴۱/۳۔ دلیل الفالحین: ۴۰/۴۴۱)

بستر پر یہ دعاء پڑھے

۱۴۵۸۔ وَعَنْ خُذَيْفَةَ، وَآبَى ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا

أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ: "بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ أَحْيَا وَأَمُوتُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۲۵۸) حضرت حذیفہ اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بستر پر تشریف لاتے تو فرماتے:

"باسمک اللہم احیا واموت."

"اے اللہ! میں تیرے نام سے مرتا اور جیتا ہوں۔" (بخاری)

شرح حدیث: زندگی اور موت اللہ کے اختیار اور اس کی قدرت میں ہے بلکہ زندگی کا ایک ایک سانس اس کے قبضے میں ہے یہ اس قدر عظیم حقیقت ہے جو اللہ کے مؤمن بندے کے ذہن میں ہر وقت رہنی چاہئے اور رات کو سونے سے پہلے اس دعا کو پڑھ کر اس حقیقت کا استحضار چاہئے کہ اے اللہ میں تیرے ہی حکم سے اور تیرے ہی نام سے زندہ ہوں اور جب مروں گا تو تیری مشیت اور تیرے ہی حکم سے مروں گا اور اس لیے میں عزم کرتا ہوں کہ میں اپنی زندگی کا ہر سانس تیری مرضی کے مطابق گزاروں اور میں یہ عزم کرتا ہوں کہ اگر اگلی صبح میں تیرے حکم سے بیدار ہوا تو میں تیرے احکام پر عمل کروں گا اور تیری عبادت و بندگی کروں گا۔ یہ حدیث اس سے پہلے آداب النوم (۱۲۲۶) میں گزر چکی ہے۔

دن بھر کی تھکاوٹ دور کرنے کا وظیفہ

۱۲۵۹. وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ: وَلِفَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: "إِذَا أَوَيْتُمَا إِلَى فِرَاشِكُمَا أَوْ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا. فَكَبِّرَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ" وَفِي رِوَايَةِ التَّسْبِيحِ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ وَفِي رِوَايَةِ التَّكْبِيرِ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۲۵۹) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے اور حضرت فاطمہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ جب تم اپنے بستر پر لیٹ جاؤ یا اپنے بستر پر آؤ۔ ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر کہو۔ ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ کہو اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ کہو۔

ایک روایت میں ہے کہ ۳۲ مرتبہ سبحان اللہ کہو اور ایک روایت میں ہے کہ ۳۲ مرتبہ اللہ اکبر کہو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التكبير والتسبيح عند النوم. صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب التسبيح اول النهار وعند النوم.

کلمات حدیث: اذا اويتما الى فراشكما: جب تم دونوں اپنے بستر پر آؤ۔ او اخذتما مضاجعكما: تم دونوں اپنے لیٹنے کی جگہ آ جاؤ۔ تم دونوں اپنے بستر پر لیٹ جاؤ۔

ح حدیث: صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سبب ورود الحدیث اس طرح مذکور ہوا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھوں میں آٹا پیسنے کی چکی چلانے اور گھر کے کام کاج سے گئے پڑ گئے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنا حال بیان

کرنے تشریف لائیں تاکہ آپ ﷺ سے کوئی خادم مانگ لیں۔ مگر جب آپ ﷺ کو نہ پایا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صورت حال بیان فرمائی جو انہوں نے آپ ﷺ کی تشریف آوری پر آپ ﷺ کو بتادی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رات کو رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم دونوں لیٹ چکے تھے۔ میں نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ لیٹے رہو۔ پھر آپ ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرما ہو گئے یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کے قدم مبارک کی خنکی اپنے سینے پر محسوس کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تم دونوں کو ایسی بات نہ بتاؤں جو تمہارے خادم سے بھی بہتر ہو۔ پھر آپ ﷺ نے ان کو یہ تسبیحات بتائیں۔ کہ روزانہ بستر پر آنے کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۲ مرتبہ اللہ اکبر پڑھا کرو۔ طبرانی میں بعد میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ یہ زبان سے کہنے میں سو مرتبہ ہیں لیکن میزان میں یہ ایک ہزار ہیں۔

روایات کے اختلاف سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان کلمات کی کل تعداد سو پوری کرنی چاہئے۔ اور ان تینوں کلمات سے کسی بھی کلمہ کو ۳۲ مرتبہ کہا جاسکتا ہے کہ ہر ایک کلمہ کے بارے میں مختلف احادیث میں ۳۲ کا عدد آیا ہے۔ دور روایات تو اسی مقام پر مذکور ہیں اور سنن النسائی میں ہے کہ الحمد للہ ۳۲ بار پڑھا جائے۔ اسی طرح ان کلمات کو ہر فرض نماز کے بعد پڑھنے کا بھی حکم ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ جب سے میں نے نبی کریم ﷺ سے ان کلمات کے پڑھنے کا حکم سنا ہے میں نے ان کا پڑھنا کبھی ترک نہیں کیا کسی نے کہا کہ جنگ صفین کی رات بھی نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ صفین کی رات بھی نہیں۔ یعنی جنگ کی مصروفیت کے دوران بھی میں نے ان کلمات کو ترک نہیں کیا۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے خود تمام زندگی زہد اور فقر کیساتھ گزاری اور یہی طرز زندگی صاحبزادی کے لیے بھی پسند فرمایا کہ آخرت کے درجات کی بلندی اور جنت کی نعمتیں اس فانی زندگی کی آسائشوں سے بہتر ہیں۔ اور یہی تمام انبیاء اولیاء اور صلحاء کی سنت ہے کہ سب نے اخروی درجات اور نعم جنت کے حصول کے لیے دنیا کی کلفتیں اور مصائب برداشت کئے اور دنیا اور اسباب دنیا کی طرف کبھی نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو اس ذکر کو پابندی سے پڑھے وہ جھکن سے دو چار نہیں ہوگا کیونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تعب اور جھکن کا شکوہ کیا تھا اور آپ ﷺ نے یہ تسبیحات بتائیں جس کا مطلب یہ ہے کہ مواعظت کے ساتھ ان کو پڑھنے والا کثرت عمل کی تھکان اور تعب سے بفضلہ تعالیٰ محفوظ رہے گا۔

(فتح الباری: ۲/۲۲۷۔ عمدۃ القاری: ۱۴/۴۹۔ روضة المتقین: ۳/۴۴۱۔ دلیل القالین: ۴/۲۳۶)

(ریاض الصالحین (صلاح الدین): ۲/۳۵۲)

سونے سے پہلے بستر جھاڑ لے

۱۴۶۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِذَا أَوَى

أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ فَلْيَنْقُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ فَإِنَّهُ لَا يَذَرِي مَا خَلْفَهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَقُولُ: بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ: إِنْ أَمْسَكَتَ نَفْسِي فَأَرْحَمْهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَأَحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۲۶۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی جب اپنے بستر پر لیٹنے آئے تو وہ اپنے بستر کو اپنے تہبند کے اندرونی حصے کے ساتھ جھاڑے اس لیے کہ اسے نہیں معلوم کہ اس کے پیچھے کون اس پر آیا، پھر یہ دعا پڑھے: ”باسمک ربی وضعت جنبی وبک أرفعه ان أمسکت نفسي فأرحمها وان أرسلتها فاحفظها بما تحفظ به عبادک الصالحین.“

”اے میرے رب میں نے تیرے نام کیساتھ اپنا پہلو بستر پر رکھا ہے اور تیرے ہی نام کیساتھ اسے اٹھاؤں گا۔ اگر تو نے اس دوران میری روح قبض کر لی تو اس پر رحم فرما اور اگر تو اسے واپس کر دے تو اس کی اس طرح حفاظت فرما جس طرح تو نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔“ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التعوذ والقرأة عند المنام۔ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب ما یقول عند النوم واخذ المضجع۔

شرح حدیث: رات کو بستر پر لیٹنے سے پہلے بستر جھاڑ لینا چاہئے ہو سکتا ہے اس پر کوئی کیڑا یا کوئی مضرت رساں چیز آگئی ہو اور جب آدمی سو جائے اس وقت اس کو اس سے ضرر یا تکلیف پہنچے اس کے ساتھ ہی مذکورہ دعا پڑھے۔

(فتح الباری: ۳/۳۰۳۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۷/۳۱)

سونے سے پہلے معوذتین پڑھ کر جسم پر دم کرنا

۱۲۶۱۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ نَفَثَ فِي يَدَيْهِ، وَقَرَأَ بِالْمُعَوِّذَاتِ. وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ لُهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفْيَيْهِ، ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا! قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ: يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ، يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۲۶۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بستر میں آرام فرما ہوتے تو دونوں ہاتھوں

میں پھونکتے اور معوذات پڑھتے اور ان کو اپنے جسم پر پھیر لیتے۔ (متفق علیہ)

اور ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ جب ہر رات اپنے بستر پر تشریف لاتے تو اپنی دونوں ہاتھوں کو جوڑتے اور ان میں قل

هو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر پھونکتے اور ہاتھوں کو جہاں تک پہنچتے جسم مبارک پر پھیرتے، سر سے چہرے اور جسم کے اگلے حصے سے شروع فرماتے اور تین مرتبہ اس طرح کرتے۔ (متفق علیہ)

اہل لغت نے بیان کیا ہے کہ نفث کے معنی بغیر اس کے کہ تھوک آئے لطیف انداز سے پھونک مارنے کو کہتے ہیں۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التعوذ والقرأة عند المنام۔ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب رقية المريض بالمعوذات والنفث۔

شرح حدیث: آدمی جب سونے لگے تو سورۃ اخلاص اور سورۃ فلق اور سورۃ ناس پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں پر دم کرے اور اپنے سر پر پھیرے پھر چہرے پر اور پھر بدن کے اگلے حصے اور پشت پر جہاں تک دونوں ہاتھ پہنچے پھیرے۔

(فتح الباری: ۳/۹۵۴۔ روضة المتقين: ۳/۴۴۵۔ دلیل الفالحین: ۴/۲۳۷)

بستر پر لیٹنے کی خاص دعاء

۱۴۶۲۔ وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ لِي: إِذَا آتَيْتَ مَضْجِعَكَ فَتَوَضَّأْ وَضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ وَقُلْ: اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَالْجَنَاتِ ظَهْرِي إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مُنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ، وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ، فَإِنْ مِتُّ مِتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاجْعَلْنِي خَيْرَ مَا تَقُولُ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۴۶۲) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

کہ جب تم اپنے بستر پر آنے لگو تو اس طرح وضو کرو جس طرح نماز کی وضو کی جاتی ہے پھر دائیں کروٹ لیٹ جاؤ اور یہ دعا پڑھو:

”اللهم اسلمت نفسي اليك وفوضت امرى اليك والجنات ظهري اليك رغبة ورهبة اليك

لا ملجأ ولا منجاء منك الا اليك آمنت بكتابك الذي انزلت وبنبيك الذي ارسلت.“

”اے اللہ میں نے اپنا نفس آپ کو سونپ دیا میں نے اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا اور اپنی ٹیک تیری طرف لگا دی تیری رحمت کی امید کرتے ہوئے اور تیرے غضب سے ڈرتے ہوئے تیرے سوا کوئی ٹھکانا اور جائے پناہ نہیں میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کیا اور اس نبی پر ایمان لایا جو تو نے بھیجا۔“

اگر تم یہ کلمات پڑھ کرو فاطمہؑ تو تمہاری موت فطرت یعنی اسلام پر ہوگی۔ اور ان کلمات کو رات کو جو تم پڑھتے ہو ان سب کے آخر میں پڑھو۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب ما يقول اذا نام۔ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء،

باب ما یقول عند النوم وأخذ المضجع.

کلمات حدیث: اسلمت نفسی الیک: میں نے اپنی جان کو اور اپنے وجود کو آپ کے سپرد کر دیا اور اپنے آپ کو آپ کے حکم کا مطیع بنادیا۔ اسلم اسلاما (باب افعال) سپرد کرنا، بندگی اور طاعت اختیار کرنا۔ فرماں بردار ہو جانا۔ الفطرة: خالص دین۔ دین فطرت۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو پیدا کیا ہے۔ انسان کی فطرت یہی ہے کہ وہ ایک خالق کو مانے اور اس کی بندگی کرے مگر والدین اور ماحول اسے اس فطرت سے ہٹا دیتے ہیں۔

شرح حدیث: رات کو سونے سے پہلے اچھی طرح وضو کر کے دائیں کروٹ لیٹ کر یہ دعا پڑھنی چاہئے اور اپنی جان اور اپنے وجود کو اللہ کے سپرد کر دینا چاہئے۔ اور ان کلمات میں تمام دعاؤں ان جملہ کلمات کے بعد سب سے آخر میں پڑھنا چاہئے اگر آدمی اپنی عمر پر مر جائے تو اس کی موت فطرت پر ہوگی اور وہ اللہ کا فرماں بردار اور مسلم بن کمرے گا۔

فطرت کے معنی دین اسلام کے ہیں ہر آدمی دین فطرت یعنی اسلام ہی پر پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث بنوی ﷺ میں آیا ہے کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں۔ غرض سوتے وقت یہ کلمات کہنے والا اگر وفات پا جائے تو اس کی وفات دین فطرت یعنی اسلام پر ہوگی۔ سونے سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے اور اس دعا کے پڑھ لینے کے بعد کوئی دنیاوی بات نہ کرنا بہتر ہے۔ یہ حدیث اس سے پہلے باب الیقین والتوکل (۸۰) میں گزر چکی ہے۔

(دلیل الفالحین: ۴/۲۳۸۔ روضة المتقین: ۳/۴۴۵۔ نزہة المتقین: ۲/۳۱۸)

بستر پر پڑھنے کی ایک اور دعا

۱۲۶۳۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ: "الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا فَكُم مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ، وَلَا مُؤَوَّى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۲۶۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب بستر پر تشریف لاتے تو یہ

دعا پڑھتے:

"الحمد لله الذي اطعمنا وسقانا وكفانا وآوانا فكم ممن لا كافي له ولا مؤوى له."

"تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں کافی ہو گیا اور ہمیں ٹھکانا دیا بہت سے ایسے ہیں جن کی کفایت

کرنے والا اور انہیں ٹھکانا دینے والا کوئی نہیں ہے۔" (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب ما یقول عند النوم وأخذ المضجع.

کلمات حدیث: کفانا: جو ہمارے لیے کافی ہو گیا، جس نے ہماری کفایت کی، جو ہماری کفایت کرنے والا ہو گیا۔ کفی کفایۃ:

(باب ضرب) کافی ہونا۔ لا کافی ولا مؤوی: نہ کوئی کفایت کرنے والا اور نہ کوئی پناہ دینے والا۔

شرح حدیث: سونے سے قبل ان کلمات کا کہنا مستحب ہے کہ ان میں بندہ ان نعمتوں اور فضل و احسان کا اقرار و اعتراف کرتا ہے جو اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہیں اور ان نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرتا ہے اور اس عظیم حقیقت کا اعتراف کرتا ہے کہ آدمی کے لیے خالق و مالک کے سوانہ کوئی پناہ دینے والا ہے اور نہ کوئی اس کی ضرورتوں اور حاجتوں کا پورا کرنے والا ہے۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ مفہوم قرآن کریم میں اس طرح وارد ہوا ہے:

﴿ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَى لَهُمْ﴾ (۱۱)

”یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے کارساز ہیں اور کافروں کا کوئی کارساز نہیں ہے۔“ (محمد: ۱۱)

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۳۰/۱۷۔ تحفۃ الاحوذی: ۳۱۶/۹)

سونے کا مسنون طریقہ

۱۳۶۳۔ وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْقُدَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى تَحْتَ خَدِّهِ ثُمَّ يَقُولُ: ”اللَّهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ وَرَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، مِنْ رِوَايَةِ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، وَفِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. (۱۳۶۴) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ دعا پڑھتے:

”اللهم قني عذابك يوم تبعث عبادك.“

”اے اللہ تو مجھے اپنے عذاب سے بچالے جس دن آپ اپنے بندوں کو اٹھائیں گے۔“

اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ اور اسے ابوداؤد نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے اور اس روایت میں ہے کہ آپ ﷺ یہ کلمات تین مرتبہ ادا فرماتے تھے۔

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، کتاب الدعوات، باب من الادعية عند النوم۔ سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب ما یقولہ عند النوم۔

کلمات حدیث: قنی: میری حفاظت کر۔ قنی وقایہ (باب ضرب) حفاظت کرنا۔ ق۔ صیغہ امر۔ ن۔ وقایہ اور یا متکلم ملکر قنی بنا۔
شرح حدیث: ایمان خوف اور رجاء کے درمیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کی گرفت کا ڈر اور خوف اور اس کی رضا اور اس کے انعام و اکرام کی امید، خوف اور خشیت ترک معاصی پر آمادہ کرے اور اللہ کے فضل و کرم کے سزاوار بننے اور اس کی نعمتوں کے استحقاق کی امید عمل صالح بندگی اور طاعتوں کی طرف لے جائے۔ سوتے وقت یہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔ رسول کریم ﷺ ان کلمات کو تین مرتبہ ادا فرماتے تھے۔ (تحفۃ الاحوذی: ۳۱۸/۹۔ روضۃ المتقین: ۴۴۶/۳۔ نزہۃ المتقین: ۳۲۰/۲)

کتاب الدعوات

الباب (۲۵۰)

دعا کا حکم اس کی فضیلت اور آپ ﷺ کی بعض دعائیں

۳۲۲. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”اور تمہارے رب نے کہا کہ مجھے پکارو میں تمہاری پکار کو قبول کروں گا۔“ (غافر: ۶۰)

تفسیری نکات: پہلی آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا کہ تمہارے رب نے فرمادیا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا۔ ہر ضرورت کی چیز اللہ ہی سے مانگنا اور کسی دوسری طرف رخ نہ کرنا ہی کمال عبودیت ہے اور اللہ کی بے نیازی اور اپنے محتاج ہونے کا اظہار ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو اپنی ضرورت کی ہر چیز اپنے رب ہی سے مانگتے ہیں یہاں تک کہ اگر ان کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جاتا ہے تو وہ بھی اپنے رب سے مانگتے ہیں۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دعائی عبادت ہے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (معارف القرآن)

۳۲۳. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يَحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”تم اپنے رب کو گڑگڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے پکارو بے شک اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔“

(الاعراف: ۵۵)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ جب عالم خلق و امر کا مالک اور تمام خیر و برکت کا منبع ذات الہی ہے تو اپنی دنیاوی ضروریات اور اخروی حاجات میں اسی کو پکارنا چاہئے الحاح اخلاص اور خشوع کے ساتھ آہستہ آہستہ اور چپکے چپکے ہر ریا کاری سے پاک اور ہر دکھاوے سے منزہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ دعا میں اصل اخفاء ہے اور یہی سلف کا معمول تھا۔ اور دعا میں حد ادب سے تجاوز نہ کرے کہ ایسا سوال کرے جو اللہ کی شان کے مناسب نہ ہو یا سوال معصیت کے کسی کام کا ہو۔ (تفسیر عثمانی)

۳۲۴. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾ الْآيَةُ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”اور جب تجھ سے میرے بندے پوچھیں تو بتلا دے کہ میں قریب ہوں میں پکارنے والے کی پکار کو قبول کرتا ہوں جب بھی وہ

مجھے پکارے۔“ (البقرة: ۱۸۶)

تفسیری نکات: تیسری آیت میں فرمایا کہ جب آپ میرے بندے سے میرے متعلق دریافت کریں کہ میں ان سے قریب ہوں یا دور تو آپ فرمادیجئے کہ میں قریب ہی ہوں اور مانگنے والے کی ہر درخواست قبول کرتا ہوں۔ اس آیت میں ”انی قریب“ کہہ کر اس طرف بھی اشارہ فرمادیا کہ دعا آہستہ اور خفیہ کرنا چاہئے اور دعا میں آواز بلند کرنا بہتر نہیں ہے۔ ابن کثیر رحمہ اللہ نے آیت کے شان نزول میں لکھا ہے کہ کسی اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اگر ہمارے رب قریب ہے تو ہم اسے آہستہ پکاریں اور دور ہے تو بلند آواز سے پکاریں تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

۳۲۵. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ﴾ الآية .

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”اور کون ہے جو مضطر کی پکار کو جب وہ پکارے قبول کرتا اور اس کی تکلیف کو دور کرتا ہے۔ (النمل: ۶۲)

تفسیری نکات: چوتھی آیت کریمہ میں ارشاد ہوا کہ کون ایسا ہے کہ جب کوئی بے قرار اسے پکارتا ہے تو وہ اس کی دعا قبول کرتا ہے اور مصیبت کو دور کر دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی نہیں ہے۔ یعنی اللہ کی مشیت اور اس کا ارادہ ہو تو وہ بے کس اور بے قراری کی دعا کو قبول فرماتے ہیں اور اس کے سوا کوئی بندے کی پکار کو سننے والا نہیں ہے گویا دعا بھی منجملہ اسباب عادیہ کے ایک سبب ہے جس پر سبب کا ترتیب بمشیت الہی ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ کافر اور مشرک بھی حالت اضطرار میں اسی کو پکارتے ہیں۔ (تفسیر مظہری، تفسیر عثمانی)

دعاء عبادت ہی ہے

١٢٦٥. وَعَنِ الثُّعْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الدُّعَاءُ

هُوَ الْعِبَادَةُ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

حدیث (۱۴۶۵): حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دعا عبادت ہے۔

(ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب الدعاء . الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب ماجاء فی

تخریج حدیث:

فضل الدعاء .

امام ابن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دعاء دراصل عاجزی اور فروتنی کا اظہار اور اللہ کی قوت اور قدرت کا

شرح حدیث:

اعتراف ہے جو کہ عبادت کی روح اور اس کی اصل ہے کہ بندہ اپنی عاجزی اور بے بسی کا اظہار اور اللہ کی بندگی اور اس کی عبودیت کا اعتراف کرے اور اس کے مالک حقیقی ہونے کا اقرار کر کے اپنا سر تسلیم و اطاعت کے لیے جھکا دے۔ غرض دعا بھی عبادت ہے بلکہ اس کی روح اور اس کی جان ہے اس لیے ضروری ہے کہ صرف اللہ ہی سے دعا کی جائے اور جو کچھ مانگنا ہے اسی سے مانگا جائے اور جب سوال کیا جائے تو اسی سے سوال کیا اسی سے مدد مانگی جائے اور اسی سے استعانت طلب کی جائے۔

(روضۃ المتقین: ۳/۴۴۹۔ دلیل الفالحین: ۴/۲۴۳)

جامع دعا کا پسندیدہ ہونا

۱۲۶۶۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ وَيَدْعُ مَا سَوَى ذَلِكَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ.

(۱۲۶۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جامع دعاؤں کو پسند فرماتے تھے اور ان کے ماسوا

کو چھوڑ دیتے تھے۔ (ابوداؤد بسند جید)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب الدعاء.

کلمات حدیث: يستحب: پسند فرماتے تھے۔ استحباباً (باب استفعال) پسند کرنا۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ ایسی دعاؤں کو پسند فرماتے ہیں جن کے الفاظ مختصر ہوں لیکن ان کے معانی بہت وسیع ہوں۔ جیسے

قرآن کریم میں وارد یہ دعا:

﴿ رَبَّنَا إِنَّا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿٢٠١﴾ ﴾

”اے ہمارے رب! ہمیں دنیا کی ہر اچھائی عطا فرما اور ہمیں آخرت کی ہر اچھائی عطا فرما اور ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھ۔“

رسول کریم ﷺ رحمۃ للعالمین تھے آپ ﷺ نے اپنی امت کو اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا طریقہ سکھایا اور اس کے آداب بیان فرمائے اور اس کے لیے انتہائی عمدہ فصیح و بلیغ اور جامع کلمات تلقین فرمائے اور انسانی زندگی کا کوئی ایسا پہلو اور آدمی پر طاری ہونے والے حالات میں کوئی حال ایسا نہیں چھوڑا جس کے لیے دعا کے کلمات تعلیم نہ فرمائے ہوں اس لیے ایک مسلمان کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ کوئی عام دعا کا التزام کرے کیونکہ زبان نبوت ﷺ سے نکلے ہوئے کلمات کی خیر و برکت بھی زیادہ ہے اور ان کی تاثیر بھی بہت ہے۔

(روضۃ المتقین: ۳/۴۵۰۔ دلیل الفالحین: ۴/۲۴۳)

آپ ﷺ کثرت سے یہ دعا مانگا کرتے تھے

۱۲۶۷۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”اللَّهُمَّ إِنَّا

فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. زَادَ مُسْلِمٌ فِي رِوَايَةٍ قَالَ: وَكَانَ
أَنَسٌ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ بِدَعْوَةٍ دَعَابَهَا، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ بِدَعَاءٍ دَعَابَهَا فِيهِ.

(۱۲۶۷) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کثرت سے یہ دعا مانگا

کرتے:

”اللهم آتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار.“ (متفق عليه)

صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی جب بھی دعا کرتے تو انہی الفاظ میں کرتے اور
جب کوئی اور دعا کرتے تب بھی اس دعا کو اس میں شامل فرماتے تھے۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب قول النبی ﷺ ربنا آتنا في الدنيا حسنة. صحیح مسلم،
کتاب الذکر والدعاء، باب کراهة الدعاء بتعجيل العقوبة في الدنيا.

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ کثرت سے یہ دعا فرماتے جو قرآن کریم میں وارد ہے اور دنیا کی ہر خیر اور آخرت کی ہر خیر اور
بھلائی پر مشتمل ہے۔ اس میں دنیا کی ہر اچھائی اور بھلائی آگئی یعنی عمل صالح رزق طیب و حلال علم دین اور مال و اولاد غرض دنیا کی ہر نعمت
لفظ حسنة میں داخل ہے اور آخرت میں حسنة سے مراد جنت اور نعم جنت ہیں اور نار جہنم سے نجات۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک صاحب کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے جو بیماری سے بے
حد دبلے ہو گئے تھے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم کوئی دعا کرتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہاں میں دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ تو نے
مجھے آخرت میں جو سزا دینی ہے وہ دنیا ہی میں دیدے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سبحان اللہ تم اتنی طاقت نہیں رکھتے۔ پھر آپ ﷺ نے
فرمایا کہ تم یہ دعا کیا کرو۔ اللهم آتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ
ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی اور وہ شفا یاب ہو گئے۔

(فتح الباری: ۶۹۳/۲۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۷/۱۴۔ روضة المتقين: ۳/۴۵۱۔ دلیل الفالحین: ۴/۲۴۴)

اللہ تعالیٰ سے ہدایت مانگنا

۱۲۶۸. وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ ”اللَّهُمَّ إِنِّي
أَسْأَلُكَ الْهُدَى، وَالتَّقَى، وَالْعَفَاةَ وَالْغِنَى“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۲۶۸) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے

تھے:

”اللهم اني أسألك الهدى والتقى والعفاف والغنى.“

”اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ہدایت کا پرہیزگاری کا پاک دائمی اور بے نیازی کا۔“ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر ما لم يعمل۔
کلمات حدیث: الہدی: راہ نمائی، خیر اور بھلائی کی توفیق۔ ارشاد الی الحق، التقی: تقویٰ شعاری اور پرہیزگاری یعنی ان تمام کاموں کو کرنا جن کے کرنے کا اللہ نے یا اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا ہے اور ان تمام باتوں سے بچنا جن سے اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ عفاف ہر طرح کی برائیوں اور بری باتوں سے پاکدامن اور مجتنب رہنا۔

شرح حدیث: انتہائی جامع دعاء ہے جس میں اللہ تعالیٰ سے ہدایت مانگی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر طرح کی خیر کی جانب راہ نمائی فرمائے امور خیر ان پر عمل کی اور استقامت کی توفیق عطا فرمائے، ایسی پرہیزگاری کی زندگی عطا فرمائے کہ زندگی بھر اللہ اور رسول ﷺ کے احکام پر عمل کی ہمت و توفیق ہو اور جن باتوں سے اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمادیا ہے ان سے مکمل اجتناب ہو، ہر برائی سے اور جملہ بری باتوں سے احتراز اور اجتناب کی توفیق ہو اور ایسا استغناء حاصل ہو کہ دنیا اور دنیا کی نعمتوں سے بے نیازی حاصل ہو کر ساری امیدیں صرف اللہ ہی وابستہ کر لی جائیں۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۳۴/۱۷۔ تحفة الاحوذی: ۹/۲۷)

دنیا اور آخرت کی بھلائیاں

۱۳۶۹۔ وَعَنْ طَارِقِ بْنِ أَشِيمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَسْلَمَ عَلَّمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يَدْعُوَ بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: ”اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَاهْدِنِي، وَعَافِنِي، وَارْزُقْنِي“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ عَنْ طَارِقٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاتَّاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ أَقُولُ حِينَ أَسْأَلُ رَبِّي؟ قَالَ: ”قُلْ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَعَافِنِي، وَارْزُقْنِي، فَإِنَّ هَؤُلَاءِ تَجْمَعُ لَكَ دُنْيَاكَ وَآخِرَتُكَ“

(۱۳۶۹) حضرت طارق بن اشیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص اسلام قبول کرتا تو نبی کریم ﷺ اسے نماز سکھاتے اور حکم فرماتے کہ ان کلمات کے ساتھ دعا کرے:

”اللهم اغفر لي واحمني واهدني وعافني وارزقني.“

”اے اللہ! تو مجھے بخش دے تو میرے اوپر رحم فرما مجھے ہدایت عطا فرما مجھے عافیت عطا فرما اور مجھے رزق عطا فرما۔“ (مسلم)
 صحیح مسلم کی ایک اور روایت میں جو حضرت طارق سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے رب سے کس طرح سوال کروں آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھو۔ اللهم اغفر لي آخريتك۔ اور ارشاد فرمایا کہ یہ دعائیں دنیا اور آخرت کو جمع کرنے والی ہے۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الدعاء، باللہم آتنا فی الدنیا حسنة۔

کلمات حدیث: تجمع لك دنياك و آخرتك: یعنی دعا کے یہ کلمات تیری دنیا کے مقاصد حسنہ اور آخرت کی صلاح و فلاح دونوں پر مشتمل ہیں۔

شرح حدیث: جب کوئی شخص اسلام قبول کرتا رسول کریم ﷺ اسے سب سے پہلے نماز کی تعلیم دیتے کہ نماز دین کا ستون اور اولین فریضہ ہے اور اس کے بعد یہ دعا تعلیم فرماتے جو بڑی جامع دعا ہے جو مغفرت رحمت عافیت اور طلب رزق پر مشتمل ہے۔ مغفرت کو پہلے بیان فرمایا کہ پچھلے تمام گناہ معاف ہو کر آدمی رحمت کا مستحق ہو جائے اور مستحق رحمت کو ہدایت عطا ہو اور اس کو عافیت اور رزق سے سرفراز کیا جائے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۷/۱۷)

استقامت کی دعاء

۱۴۷۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اللَّهُمَّ مُصْرِفَ الْقُلُوبِ صَرِّفْ قُلُوبَنَا عَلَى طَاعَتِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۴۷۰) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا پڑھی:

"اللهم مصرف القلوب صرف قلوبنا على طاعتك."

"اے اللہ دلوں کے پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے۔" (مسلم)

شرح حدیث: انتہائی اہم جامع اور بلیغ دعا ہے۔ آدمی کے دل میں خیالات کا دریا بہتا رہتا ہے اور اس کا دل ہر وقت موج حوادث کی زد پر رہتا ہے کہ کب شیطان دل میں برا خیال ڈال دے اور آدمی اس پر عمل کر بیٹھے اور کب مال و اولاد کی محبت غالب آ جائے اور آدمی اس غلبہء حب دنیا اور اولاد کی محبت میں کوئی ایسا کام کر لے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے خلاف ہو، اگر اللہ کی توفیق اور مدد شامل نہ ہو تو آدمی کسی بھی وقت نفس شیطان اور حب دنیا کی لائی ہوئی آزمائش اور ان کے پیدا کئے ہوئے فتنے میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ دلوں کو برائی سے پھیر کر خیر کی طرف لانے اور نافرمانی سے رخ موڑ کر بندگی اور طاعت کی طرف لانے کی طاقت صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے کہ تمام بندوں کے دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کے درمیان ایک دل کی طرح ہیں وہ انہیں جس طرح چاہے پھیرتا رہتا ہے۔ اس لیے یہ دعا امت کو تعلیم کی گئی کہ اے اللہ اے دلوں کے پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنی طاعت اپنی رضا اور اپنی بندگی کی طرف پھیر دے۔

قرآن کریم میں ہے:

﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا﴾

"اے اللہ ہمیں ہدایت عطا فرمانے کے بعد ہمارے دلوں میں کبھی پیدا نہ فرما۔" (آل عمران: ۸)

اور شہر بن حوشب سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ جب رسول کریم ﷺ آپ کے پاس ہوتے تو اکثر کیا دعا فرماتے انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ اکثر یہ دعا فرماتے:

”اللهم يا مقلب القلوب ثبت قلوبنا على دينك“

”اے اللہ اے دلوں کے پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنے دین پر مضبوطی سے قائم فرمادے۔“

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۶۶/۱۶ - روضة المتقین: ۴۵۴/۲ - ریاض الصالحین (صلاح الدین): ۳۵۹/۲)

بري تقدیر سے پناہ مانگنا

۱۴۷۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرْكِ الشَّقَاءِ، وَسُوءِ الْقَضَاءِ، وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ سُفْيَانُ: أَشْكُ أَنْيَ زِدْتُ وَاحِدَةً مِنْهَا.

(۱۲۷۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کی پناہ مانگو مصیبت کی مشقت، بدبختی کے لپٹ جانے سے برے فیصلے سے اور دشمنوں کے خوش ہونے سے۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے کہ سفیان نے کہا کہ مجھے شک ہے کہ میں نے ان میں ایک بات زائد کر کی ہے۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب القدر، باب من تعوذ بالله من درك الشقاء. صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فی التعوذ من سوء القضاء ودرك الشقاء.

کلمات حدیث: جهد البلاء: ایسی مصیبت جس کا برداشت کرنا کٹھن ہو جائے۔ شدید مصیبت۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے امت کو جو کلمات دعا تعلیم فرمائے وہ تمام کے تمام انتہائی فصیح و بلیغ اور بڑے جامع کلمات ہیں۔ جیسا کہ اس دعا میں امت کو تعلیم فرمائی کہ ان چار امور سے اللہ کی پناہ طلب کرو۔ اللہ کی پناہ مانگو ایسی کٹھن مصیبت سے جس کا برداشت کرنا اور جس سے گزرنا سخت مشکل اور دشوار ہو۔ ابن بطال رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ”جهد البلاء“ سخت مصیبت کے یہ معنی بیان کئے کہ ایسی مصیبت جس کا برداشت کرنا آدمی پر دشوار ہو نہ اس کا برداشت کرنا اس کے بس میں ہے اور نہ اسے دور کرنا اس کے لیے ممکن ہو۔ کسی نے کہا کہ جهد البلاء کے معنی ہیں قلت مال اور کثرت عیال یہی مفہوم حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی مروی ہے علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحیح بات یہ ہے کہ جهد البلاء کی متعدد اور متنوع صورتیں ہو سکتی ہیں جن میں سے آل و اولاد کا زیادہ ہونا اور مال کا کم ہونا بھی ایک ہے۔ امام طبری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جهد البلاء سے مراد ایسی حالت ہے جس میں گرفتار ہونے والا زندگی پر موت کو ترجیح دے اور مرنے کی تمنا کرنے لگے۔

شقاء کے معنی بدبختی اور بد نصیبی کے ہیں جو سعادت کی ضد ہے۔ اور درك الشقاء کے معنی ہیں بدبختی اور بد نصیبی کا لپٹ جانا۔

سوء القضاء برافصلہ، ایسی تقدیر اور ایسی قضاء جس کا نتیجہ آدمی کے حق میں اچھا نہ نکلے۔ شماتۃ الاعداء۔ دشمنوں کا خوش ہونا، یعنی اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے ایسے المناک حوادث سے جن سے دشمن خوشی محسوس کریں، کیونکہ آدمی پر مصیبت آئے تو دشمن خوش ہوتے ہیں۔

حدیث مبارک میں ان چار امور سے اللہ کی پناہ مانگنے کا حکم ہے۔ جھڈ البلاء، درک الشقاء، سوء القضاء، اور شتمۃ الاعداء۔ اس میں ایک جملہ حضرت سفیان کا اضافہ ہے اور انہیں یاد نہیں رہا کہ ان چاروں میں سے کون سا ہے، لیکن دیگر روایات سے اس کا تعین ہو گیا ہے کہ وہ شتمۃ الاعداء ہے۔ (فتح الباری: ۳/۳۱۲۔ عمدۃ القاری: ۲۲/۴۷۲۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۷/۲۶۔ روضۃ المتقین: ۳/۴۵۵۔ دلیل الفالحین: ۴/۲۴۶)

دین و دنیا کی درستی کے لیے دعاء

۱۳۷۲۔ وَعَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِي الَّذِي هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِيْ وَاَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِي فِيْهَا مَعَاشِيْ، وَاَصْلِحْ لِيْ اٰخِرَتِي الَّتِي فِيْهَا مَعَادِيْ، وَاَجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِّيْ فِي كُلِّ خَيْرٍ، وَاَجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّيْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۳۷۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ اللہم اصلح لی دینی الذی ہو عیصمة امری واصلح لی دنیا الی فیہا معاشی واصلح لی آخرتی الی فیہا معادی واجعل الحیاة زیادة لی فی کل خیر واجعل الموت راحة لی من کل شر۔ (اے اللہ میرے دین کو درست فرما جو میرے معاملات کی حفاظت کا ذریعہ ہے میری دنیا کی اصلاح فرما جس میں مجھے زندگی گزارنی ہے، میری آخرت سنوارو جس میں دنیا کے بعد میرا دائمی ٹھکانا ہے اور زندگی کو میرے لئے ہر بھلائی کا ذریعہ بنادے اور موت کو میرے لئے ہر شر سے راحت کا سبب بنادے۔) (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من شر ماعمل و من شر مالم يعمل.

کلمات حدیث: عصمة امری: وہ تمام معاملات اور امور جن سے میں حفاظت طلب کرتا ہوں۔ الی فیہا معاشی: یعنی جس میں میرا گزارا وقت ہے اور جس میں میری زندگی ہے۔ الی فیہا معادی: یعنی میرے لوٹنے کی جگہ۔

شرح حدیث: حدیث مبارک ایک جامع دعاء پر مشتمل ہے کہ اس میں دین اور دنیا کی اصلاح کی دعا ہے اور ہر خیر کی طلب اور ہر شر سے تحفظ کی درخواست ہے۔ دین آدمی کو دنیا کے اور آخرت کے تمام مہالک سے اور جملہ نقصانات سے بچاتا ہے اور ہر برائی سے امان عطا کرتا ہے، دین سے ہی آدمی کے اخلاق سنورتے ہیں اور اس کی عادت سنورتی ہیں، دین ہی سے آدمی آدمی بنتا ہے۔ دین نہ ہو تو انسان میں اور حیوان میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ دین کو اختیار کر کے اور اس پر عمل کر کے آدمی ہر برائی اور ہر شر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اسی لیے یہ دعا مانگنے کی تعلیم دی گئی کہ اے اللہ میرے دین کی اصلاح فرما جس میں میرے جملہ معاملات کی حفاظت اور تمام امور کا تحفظ ہے۔ اے اللہ میری دنیا کو درست فرما اور میری آخرت صحیح اور درست فرما کہ میری زندگی تیری اطاعت اور فرماں برداری میں گزرے امام طیبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دنیا کی اصلاح ہے مراد ہے کہ آدمی کی ضروریات کی تکمیل ایسے حلال اور طیب رزق سے ہوتی ہے جو آدمی اللہ کی اطاعت اور اس کی بندگی میں معاون ہو اور اصلاح معاد سے مراد حق سبحانہ کی رضا اس کی رحمت اور مغفرت ہے۔

اور اے اللہ میری زندگی کے جو لمحات اور میری حیات کی جو ساعات باقی ہیں وہ تیری طاعات میں بسر ہوں اور روز بروز طاعات اور حسن عمل میں اضافہ ہو اور جب موت آئے تو وہ دنیا اور آخرت کی تمام تکالیف سے رہائی کا پروانہ بن جائے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۳۳/۱۷۔ روضة المتقین: ۴۵۶/۳۔ دلیل الفالحین: ۲۴۷/۴)

ہدایت و استقامت کی دعاء

۱۴۷۳۔ وَعَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "قُلْ: اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ وَسِدِّدْنِيْ" وَفِي رِوَايَةٍ: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ الْهُدٰى، وَالسَّدَادَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۴۷۳) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرماتے تھے:

"اللهم اهديني وسددني."

"اے اللہ مجھے ہدایت دے اور مجھے سیدھا رکھ۔"

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اللهم اني اسألك الهدى والسداد (اے اللہ تجھ سے ہدایت طلب کرتا ہوں اور استقامت اور

میانہ روی کا سوال کرتا ہوں)۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر ما لم يعمل.

کلمات حدیث: سداد: میانہ روی اور اعتدال اور اس پر استقامت۔

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سداد کے معنی ہر معاملہ میں میانہ روی اختیار کرنے اور استقامت کے ہیں۔ اس

اعتبار سے سدونی کے معنی ہوئے کہ مجھے ایسی توفیق عطا فرما کہ میرے تمام امور اعتدال پر قائم ہوں اور مجھے اعتدال اور توسط پر استقامت

حاصل ہو۔ (روضۃ المتقین: ۴۵۸/۳۔ شرح صحیح مسلم: ۳۶/۱۷۔ دلیل الفالحین: ۲۴۸/۴)

آپ ﷺ دس چیزوں سے پناہ مانگتے تھے

۱۴۷۴۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ، وَالْبَخْلِ، وَاعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَاعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ" وَفِي رِوَايَةٍ وَضَّلَعَ الدِّينَ وَغَلَبَةَ الرِّجَالِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۴۷۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

"اللهم اني اعوذ بك من العجز والكسل والجبن والهزم والبخل واعوذ بك من عذاب القبر

واعوذ بك من فتنة المحيا والممات."

”اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں عاجز ہو جانے سے، سستی، بزدلی اور بڑھاپے سے اور بخل سے اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں عذاب قبر سے اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں زندگی اور موت کے فتنے سے۔“

اور ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں:

”وصلع الدین وغلبة الرجال۔“

”میں پناہ چاہتا ہوں قرض کے بوجھ اور لوگوں کے مجھ پر غالب آ جانے سے۔“ (مسلم)

خرج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من العجز والكسل۔

کلمات حدیث: عجز: عمل خیر سے اور نیکی سے عاجز ہونا، کہ باوجود قدرت اور استطاعت کے نہ کر سکے۔ کسل: کسل کے معنی امام نووی رحمہ اللہ نے لکھے ہیں کہ خیر کی طرف عدم رغبت اور طبیعت کا عمل صالح پر آمادہ نہ ہونا۔ جبن: بزدلی، دل کا خوف جو شجاعت کی ضد ہے۔ هرم: بڑھاپا۔ ضلع الدین: قرض کا بوجھ۔ غلبة الرجال: لوگوں کے ظلم اور زیادتی کا نشانہ بننا۔

شرح حدیث: علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ دعا جوامع کلم میں سے ہے کہ یہ بہت وسیع معافی اور کثیر مغایم پر مشتمل ہے۔ اس دعا میں جن امور سے اللہ کی پناہ مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے وہ سب ایسے ہیں جن سے انسان کی زندگی میں فتور اور اختلال پیدا ہوتا ہے اور ضروری ہے کہ آدمی ان آفات سے تحفظ کی اللہ سے دعا کرے اور ان سے مجتنب ہو کر اللہ کی پناہ میں آ جائے۔ آدمی میں عاجزی اور سستی پیدا ہو جانا کہ باوجود جسمانی قدرت و صلاحیت کے کار خیر سے رہ جائے اور عمل صالح کی انجام دہی نہ کر سکے اور اصلاح احوال کو آج کل پر ٹالتا رہے۔ اور اپنی زندگی کے قیمتی لمحات کو آرام طلبی اور کاہلی میں نذر کر دے۔ بزدلی ایک مذموم صفت ہے کہ بزدلی سے انسان عزائم امور اور بڑے بڑے کام انجام دینے سے رہ جاتا ہے اور بے ہمتی عمل کی شاہراہ عظیم پر طویل سفر طے کرنے سے مانع بن جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے۔ بڑھاپا جس میں آدمی عقل رفتہ اور بے کار محض ہو کر رہ جائے کہ نہ عقل و حواس کا ساتھ دیں اور نہ اعضاء کام کے قابل ہیں۔ اسی کو قرآن کریم میں ارذل عمر کہا گیا ہے اور احادیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارذل عمر سے بھی پناہ مانگی ہے اور جس بات سے آپ ﷺ نے پناہ مانگی ہو امت کے لیے بھی ضروری ہے کہ اس سے پناہ مانگے۔

عذاب قبر سے اور زندگی اور موت کے فتنے سے بھی پناہ مانگنے کی تعلیم دی گئی، جس قدر آدمی اللہ کے دین سے دور ہوگا اسی قدر زندگی کے فتنوں میں گرفتار ہوگا اور جس قدر معاصی کی کثرت ہوگی اتنا ہی عذاب قبر کی ابتلاء اور آزمائش شدید ہوگی۔

قرض کی کثرت اور اس کا غلبہ کہ آدمی قرض خواہوں کے بوجھ تلخ دب جائے نہ قدرت ادا نیگی کی ہو اور نہ قرض خواہوں سے بھاگ نکلنے کا راستہ ملے اور آدمی لوگوں کے سامنے اس قدر مقہور اور ذلیل ہو جائے کہ وہ اس پر ظالم بن کر مسلط ہو جائیں اور اس میں نہ مدافعت کی قدرت ہو اور نہ ظلم سہنے کی ہمت۔

آدمی کی زندگی میں پیش آنے والے یہ تمام امور اور احوال ایسے ہیں جن سے نجات کے لیے اللہ کی پناہ میں آ جانے کے سوا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ دانش مندی یہ نہیں ہے کہ آدمی جب کسی آفت میں یا مصیبت میں مبتلا ہو جائے جب ہی دعا مانگے اور تب ہی اللہ تعالیٰ کی

پناہ کا طلب گار ہو، بلکہ تقاضائے ایمان اور تقاضائے فہم و دانش یہ ہے کہ آدمی ان ماثور دعاؤں کو اپنی زندگی کا حصہ بنائے اور عافیت کے زمانے میں اللہ کو پکارے کہ اے اللہ میں ان تمام آفات و بلیات سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

(فتح الباری: ۱۵۶/۲ - عمدۃ القاری: ۷/۲۳ - روضة المتقین: ۴۵۸/۳ - دلیل الفالحین: ۲۴۸/۴)

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعاء

۱۳۷۵۔ وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلَّمْنِي دُعَاءَ أَذْعُوا بِهِ فِي صَلَاتِي قَالَ: "قُلْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا، وَلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ، فَاعْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ: "وَفِیْ بَیِّنَیْ" وَرَوِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا" وَرَوِیْ "کَثِیْرًا" بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ وَبِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ، فَبِیْنَعْنِیْ اَنْ یُجْمَعَ بَيْنَهُمَا فَيَقَالَ: کَثِیْرًا کَثِیْرًا.

حدیث (۱۳۷۵): حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی دعا بتا دیجئے جو میں اپنی نماز میں مانگتا رہوں۔ فرمایا کہ یہ پڑھا کرو:

"اللهم انی ظلمت نفسي ظلماً كثيراً ولا يغفر الذنوب الا أنت فاغفر لي مغفرة من عندك وارحمني انك انت الغفور الرحيم."

"اے اللہ میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی گناہوں کا معاف کرنے والا نہیں ہے تو مجھے اپنی خاص مغفرت سے معاف فرمادے اور مجھ پر رحم فرما کہ تو ہی بہت معاف کرنے والا اور بہت مہربان ہے۔" (متفق علیہ)

اور ایک اور روایت میں (بونی بیتی) کے بھی الفاظ ہیں کہ میں یہ دعا اپنے گھر میں بھی مانگا کروں اور ظلماً کثیراً بھی روایت ہوا ہے اور ظلماً کبیراً بھی روایت ہوا ہے۔ اس لیے مناسب ہے کہ دونوں کو ملا کر کثیراً کبیراً پڑھ لیا جائے۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء فی الصلاة، صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب الدعاء قبل السلام.

شرح حدیث: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے ایسی دعا بتائیے جو میں اپنی نماز میں پڑھا کروں یعنی تشہد کے بعد اور سلام سے پہلے تو آپ ﷺ نے یہ دعا تعلیم فرمائی۔ اس دعا کا نماز میں بعد تشہد پڑھنا مستحب ہے کہ یہ دعا بڑی جامع ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی معاف کر دینے اور رحم فرمانے کی صفات کریم کے حوالے سے گناہوں کی معافی کی طلب اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی درخواست ہے۔

(فتح الباری: ۵۹۸/۱ - شرح صحیح مسلم للنووی: ۲۳/۱۷ - روضة المتقین: ۴۵۹/۳ - دلیل الفالحین: ۲۴۹/۴)

ہر قسم کے گناہوں کی معافی

۱۴۷۶۔ وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو بِهَذَا الدُّعَاءِ : اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي، وَأَسْرَافِي فِي أَمْرِي، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي : اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي جَدِي وَهَزْلِي، وَخَطِيئِي وَعَمْدِي، وَكُلَّ ذَلِكَ عِنْدِي : اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي ! أَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (۱۴۷۶) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

”اللهم اغفر لي خطيئتي وجهلي واسرافي في امري وما انت اعلم به مني اللهم اغفر لي جدي وهزلي وخطيئي وعمدي وكل ذلك عندي اللهم اغفر لي ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت وما انت اعلم به مني انت المقدم وانت المؤخر وانت على كل شئ قدير.“

”اے اللہ میری تمام خطا میرا جہل اور میرا اپنے معاملہ میں حد سے تجاوز معاف فرما دے اے اللہ ان تمام لغزشوں کو بھی معاف فرما دے جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ اے اللہ جو کام میں نے ارادتا کیا اور جو میں نے بغیر سنجیدگی کے کیا، اور جو میں نے دانستہ کیا اور جو میں نے نادانستہ کیا اور جو کچھ میں نے کیا سب کو معاف فرما دے اے اللہ میرے وہ سارے گناہ معاف فرما دے جو میں نے پہلے کئے اور جو بعد میں کئے جو چھپ کر کئے اور جو اعلانیہ کیے اور وہ جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تو ہی آگے بڑھانے والا اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے اور تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔“ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب قول النبی اللہم اغفر لی ما قدمت . صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر ما لم يعمل .

کلمات حدیث: اسراف: میرا حد سے تجاوز کرنا۔ ما قدمت و ما اخرت: جو گناہ اور خطائیں میں پہلے کر چکا اور جو مجھ سے سرزد ہو چکے اور وہ جو آئندہ پیش آنے والے ہیں۔ انت المقدم و انت المؤخر: آپ جسے چاہے اعمال خیر میں ایمان میں اور تقویٰ میں آگے بڑھادیں اور جسے چاہیں محروم کر کے پیچھے ہٹادیں۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو ایک بہت ہی جامع دعا کی تعلیم فرمائی کہ بندہ مؤمن اپنے رب سے اس طرح دعا مانگے کہ اے اللہ میری تمام خطائیں اور لغزشیں اور ہر طرح کے گناہ معاف فرما دے وہ جو مجھ سے بھولے سے سرزد ہو گئے وہ جن کا ارتکاب میں نے نادانی اور غفلت میں کر لیا وہ جن کے گناہ اور خطا ہونے کا مجھے احساس بھی نہ ہوا اور وہ جن کو تو مجھ سے بہتر جانتا ہے، کہ بعض گناہ ایسے خفی ہوتے ہیں جو آدمی کے شعور میں پوری طرح نہیں آتے اور وہ انہیں بلائے رکھتا ہے اور ان کی طرف دھیان تک نہیں دیتا۔ اے اللہ میرے وہ گناہ معاف فرما دے جو مجھ سے یونہی نہی کھیل میں سرزد ہو گئے اور میں ان میں سنجیدہ نہیں تھا اور وہ تمام گناہ بھی

معاف فرمادے جو میں نے شعور اور احساس کے ساتھ کئے۔

اے اللہ میرے وہ تمام گناہ معاف فرمادے جو میں پہلے کر چکا ہوں اور وہ گناہ معاف فرمادے جو مجھ سے آئندہ سرزد ہوں گے وہ سارے گناہ بھی معاف فرمادے جو میں نے چھپا کر کئے اور جو میں نے اعلانیہ کئے۔

اے اللہ تو ہی جس کو دین و دنیا کی صلاح و فلاح عطا کرنا چاہے اور جس کو دنیا اور آخرت کی کامیابی عطا فرمانا چاہے تو اسے اس کی توفیق و ہمت عنایت فرما دیتا ہے اور جو تیری مشیت و تقدیر میں محروم ہو وہ توفیق عمل سے بھی محروم ہو جاتا ہے تو اے اللہ مجھے توفیق عمل عطا فرما مجھے حسن عمل کی ہمت عطا فرما اور مجھے ایسی توفیق عطا فرما جس میں میری دنیا کی بھی اصلاح ہو جائے اور میری آخرت بھی سنور جائے۔ (آمین) (فتح الباری: ۳/۳۳۱ - عمدۃ القاری: ۳/۲۹ - روضة المتقین: ۳/۴۶۱ - دلیل الفالحین: ۴/۲۵۰)

برے اعمال سے پناہ مانگنا

۱۴۷۷. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۴۷۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی دعاؤں میں یہ کلمات بھی فرماتے تھے:

"اللهم انی أعوذ بک من شر ما عملت ومن شر ما لم اعمل."

"اے اللہ میں ہر اس عمل کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں جو میں نے کیا اور ہر اس عمل کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں جو میں نے نہیں کیا۔" (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب قول النبی اللہم اغفر لی ما قدمت . صحیح مسلم، کتاب

الذکر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر ما لم يعمل .

شرح حدیث: علامہ طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مقصود حدیث مبارک یہ ہے کہ ہر وہ کام جس کا نتیجہ اللہ کی مشیت میں اچھا نہ ہو اس سے بھی اللہ سے مغفرت طلب کرنا چاہئے اور امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حدیث مبارک کے معنی یہ ہیں کہ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں ہر اس کام سے جس کے نتیجے میں دنیا یا آخرت کی سزا درپیش ہو، باوجود یہ کہ میں نے اس کا ارادہ نہ کیا ہو اور ان تمام کاموں کے شر سے جو آئندہ واقع ہونے والے ہیں میں تیری پناہ میں آتا ہوں۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۷/۳۲ - روضة المتقین: ۳/۴۶۲ - دلیل الفالحین: ۴/۲۵۱)

نعمت کے سلب ہونے سے پناہ مانگنا

۱۴۷۸. وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِکَ، وَتَحَوُّلِ عَافِیَّتِکَ وَفُجَاءَةِ نَقْمَتِکَ، وَجَمِیْعِ سَخَطِکَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۱۲۷۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی دعاؤں میں یہ دعا بھی فرمایا کرتے

تھے:

”اللهم انی اعوذ بک من زوال نعمتک وتحول عافیتک و فجاءة نقمتک و جمیع سخطک۔“

”اے اللہ میں تیری پناہ میں آیا ہوں تیری نعمت کے زائل ہونے سے عافیت کے پھر جانے سے تیری ناگہانی ناراضگی سے اور تیری ہر قسم کی ناراضگی ہے۔“ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الرقاق، باب اکثر اهل الجنة الفقراء .

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار اور بے حساب نعمتوں سے نوازا ہے ان نعمتوں کی قدر و قیمت کا آدمی کو صحیح احساس اس وقت ہوتا ہے جب ان میں سے کوئی نعمت زائل ہو جائے، کسی کی اگر بینائی جاتی رہے تو وہ خوب اچھی طرح جان لیتا ہے کہ بینائی کی کس قدر ضرورت ہے اور اس کی زندگی میں کس قدر اہمیت ہے۔ غرض ہر نعمت کی قدر و قیمت کا شعور و احساس اس کے زائل ہو جانے کے بعد ہوتا ہے۔ اس لیے تعلیم فرمائی کہ اللہ جس قدر بھی آپ نے نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان سب کو باقی رکھ اور ان میں سے کسی سے ہمیں محروم نہ فرما۔ ہمیں عافیت عطا فرما اور اس صحت و زندگی اور جان و مال کی اس عافیت کو اس وقت تک باقی رکھ جب تک ہم اس دنیا میں موجود ہیں اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں کہ کسی وقت عافیت پلٹ جائے اور ہم مصیبت میں مبتلا ہو جائیں اور گرداب بلاء ہمیں اپنی لپیٹ میں لے لے، اور ناگہانی اور غیر متوقع آفت میں گھر جائیں ہم تیری پناہ میں آتے ہیں تیری ہر طرح کی ناراضگی سے تو ہمیں اپنے غضب سے بچا اور ہمیں اپنے حفظ و امان میں لے لے۔ (آمین)

تقویٰ کی دعاء

۱۲۷۹ . وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :

”اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسْلِ، وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ : اَللّٰهُمَّ اِتِّ نَفْسِیْ تَقْوَاهَا، وَزَكَّیْهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، اَنْتَ وَلِیُّهَا وَمَوْلَاهَا : اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا یَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا یُسْتَجَابُ لَهَا“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۲۷۹) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ یہ دعا فرماتے:

اللهم انی اعوذ بک من العجز والکسل والبخل والهرم وعذاب القبر اللهم ات نفسي تقواها

وزكها أنت خير من زكها أنت وليها ومولاها اللهم اني اعوذ بك من علم لا ينفع ومن قلب لا يخشع ومن نفس لا تشبع ومن دعوة لا يستجاب لها .“

”اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں عاجزی سستی اور بخل سے بڑھاپے اور عذاب قبر سے اے اللہ تو میرے نفس کو اس کا تقوی عطا کر اور اس کو پاک کر دے کہ تو سب سے بہتر پاک کرنے والا ہے تو ہی اس کا کارساز اور مولیٰ ہے اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے ایسے قلب سے جو مشیت سے خالی ہو ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو۔“ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل .

کلمات حدیث: آت نفسی تقواھا : میرے نفس کو اس کا تقوی عطا فرمادے، یعنی میرے دل میں ایسی مشیت پیدا فرمادے جو مجھے آمادہ عمل کرے اور برائیوں اور برے کاموں سے بچائے۔ وزکھا : اور میرے نفس کو آلودگیوں اور گندگیوں سے پاک و صاف فرمادے۔

شرح حدیث: اہل ایمان پر لازم ہے کہ وہ تقوی اختیار کریں یعنی ان تمام احکام پر عمل کریں جن کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم فرمایا ہے اور ان تمام برائیوں اور برے کاموں سے اجتناب کریں جن سے بچنے کا اللہ نے حکم فرمایا ہے اور اللہ سے دعا کریں کہ اے اللہ مجھے تقوی عطا فرما اور میرے دل میں ایسی پاکیزگی پیدا فرمادے کہ وہ خود بخود برائیوں اور برے کاموں سے نفور اور بیزار ہو جائے اور آمادہ عمل صالح ہو جائے۔ اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں ایسے علم سے جس سے مجھے فائدہ نہ پہنچے اور ایسے نفس سے جس کی طمع اور لالچ اور حرص کی آگ کبھی ٹھنڈی نہ ہو۔ اور ایسے دل سے جو اللہ کی مشیت اور اس کے خوف سے خالی ہو۔ یعنی اے اللہ میں دین کا جو علم حاصل کروں اس پر عمل کروں اور میرا دل تیرے خوف اور تیری خشیت سے لبریز رہے ایسی خشیت جو مجھے معصیتوں سے اجتناب پر آمادہ اور اعمال صالحہ کی جانب راغب کرے۔ اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس دعا سے جو قبول نہ ہو یعنی اے اللہ میری دعاؤں کو قبول فرما۔ (آمین) (شرح صحیح مسلم للنووی : ۱۷/۳۴ - روضة المتقین : ۳/۶۶۳ - دلیل الفالحین : ۴/۲۵۲)

توکل کی دعاء

۱۳۸۰ . وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ :

”اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أُنَبِّتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاعْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ“ زَادَ بَعْضُ الرُّوَاةِ : ”وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۳۸۰) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرماتے تھے :

”اللهم لك اسلمت وبك آمنت وعليك توكلت وإليك أنبت وبك خاصمت وإليك

حاکمت فاغفر لی ما قدمت وما أخرت وما أسررت وما أعلنت انت المقدم وانت المؤخر لا اله الا انت۔
 ”اے اللہ میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کر دیا تجھ پر ایمان لایا، تیرے اوپر توکل کیا، تیری ہی جانب رجوع کرتا ہوں تیرے ہی طرف میں نے فیصلے میں رجوع کیا۔ تو مجھے بخش دے وہ گناہ جو میں نے پہلے کئے اور جو بعد میں کئے اور جو چھپ کر کئے اور جو اعلانیہ کئے تو ہی بڑھانے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔“
 بعض راویوں نے یہ الفاظ زائد روایت کئے ولا حول ولا قوة الا باللہ۔ (گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی کوئی قوت اور طاقت نہیں ہے سوائے اللہ کی توفیق کے) (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء اذا انتبه من الليل . صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب ما یقول عند النوم واخذ المضجع .

کلمات حدیث: الیک أنبت : میں صرف تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں۔ بک خاصمت : میں تیرے راستے میں تیرے دشمن سے دشمنی رکھتا ہوں اور اس پر تیری مدد سے غالب آتا ہوں۔

شرح حدیث: دعا کے ان کلمات میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں کامل حضور ہر حال میں اس کی طرف رجوع اور ہر قدم پر اس کی مدد استعانت کی طلب کی تعلیم دی گئی ہے۔ دوستی اور دشمنی اسی کی خاطر ہے اور اسی کے لیے ہے۔ اور ہر معاملہ میں اسی کا فیصلہ قبول ہے۔ یعنی دعا کا ہر لفظ تسلیم و رضا سے عبارت ہے۔

حدیث مبارک میں وارد اس دعا میں فرمایا کہ میں تیرے ہی اوپر توکل کرتا ہوں۔ توکل کے معنی ہیں کہ بندہ اسباب دنیویہ کو اختیار کرتے ہوئے یہ یقین کامل رکھے کہ اللہ تعالیٰ ہی مسبب الاسباب ہے اور جو کچھ ہوتا ہے وہ اسی کی مشیت اور ارادے سے ہوتا ہے اور میں اس کی تقدیر پر راضی ہوں اور اس کے حکم کے سامنے اپنا سر جھکا تا ہوں۔ یعنی توکل کے دو اجزاء ہیں اولاً اسباب عادیہ کا اختیار کرنا اور ثانیاً اللہ کی قدرت کاملہ پر یقین کامل اور اس پر مکمل بھروسہ اور اعتماد اور اپنے آپ کو اس کی رضا اور مشیت کے سپرد کر دینا۔

(شرح صحیح مسلم للنووی : ۳۴/۱۷۔ روضة المتقین : ۶۶۴/۳۔ دلیل الفالحین : ۲۵۳/۴)

فتنوں سے پناہ مانگنا

۱۴۸۱۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُو بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ : ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ شَرِّ الْغَنِيِّ وَالْفَقْرِ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهَذَا لَفْظُ أَبِي دَاوُدَ .

(۱۴۸۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا فرماتے:

”اللهم اني اعوذ بك من فتنة النار وعذاب النار ومن شر الغني والفقير.“

”اے اللہ میں جہنم کے فتنے سے اور آگ کے عذاب سے اور تو نگری اور فقر کے شر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔“ (ابوداؤد اور

ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب الاستعاذۃ، الجامع للترمذی، کتاب الدعوات، باب الاستعاذۃ من عذاب القبر والدجال۔

شرح حدیث: جہنم کے فتنے اور وہاں کی آزمائش سے نجات اور ان امور سے اللہ کی پناہ جو جہنم کی جانب اور جہنم کے عذاب کی طرف لے جانے والے ہیں۔ امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مال و دولت کی زیادتی اور فراوانی آدمی کے لیے بہت بڑا فتنہ بن جاتی ہے کہ کثرت مال و دولت سے مال کی محبت بڑھتی ہے جو آدمی کو مال کے جمع کرنے میں مبتلا کرتی ہے کہ وہ ہر وقت اسی دھن میں لگا رہتا ہے کہ میرے پاس زیادہ سے زیادہ مال جمع ہو جائے اور اس حب مال کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ آدمی مال کو خیر کے کاموں میں خرچ کرنے سے باز رہتا ہے اور اس طرح اسکے پاس ناپاک اور گندہ مال جمع ہو جاتا ہے جو بالآخر اللہ تعالیٰ سے اور اس کی گرفت سے غافل بنا دیتا ہے اور حد سے بڑھا ہوا فقر آدمی کو جزع و فزع میں مبتلا کر دیتا ہے اور بالآخر اس کی عزت نفس ختم ہو جاتی ہے اور حلال و حرام کی تفریق ختم ہو جاتی ہے۔ امام طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر فتنے سے مراد مصیبت اور تکلیف ہو تو اس کا شر آدمی کا بے صبر ہو جانا اور سختی اور شدت کو تسلیم و رضا کے ساتھ برداشت نہ کرنا ہے۔ اور اگر اس دعا میں فتنہ کے معنی آزمائش اور امتحان کے لئے جائیں تو اس معنی کے اعتبار سے شر کا پہلو یہ ہے کہ آدمی فراخی میں حمد و شکر سے محروم رہے اور فقر میں اسے صبر نصیب نہ ہو۔

(فتح الباری: ۱/۵۹۸۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۷۴/۵۔ عمدۃ القاری: ۱۴/۲۳)

برے اخلاق اور برے اعمال سے پناہ مانگنا

۱۳۸۲۔ وَعَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ عَمِّهِ، وَهُوَ قُطَيْبَةُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ، وَالْأَعْمَالِ، وَالْأَهْوَاءِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۱۳۸۲) زیاد بن علاقہ اپنے چچا حضرت قطیبہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ نبی

کریم ﷺ یہ دعا فرماتے:

”اللهم انی اعوذ بک من منکرات الاخلاق والاعمال والاهواء۔“

”اے اللہ میں برے اخلاق اعمال اور اہواء سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“ (ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب من دعاء داؤد علیہ السلام۔

راوی حدیث: حضرت قطیبہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول ﷺ ہیں، ان سے روایت کردہ ایک حدیث امام بخاری نے

اپنی صحیح میں اور ایک اور حدیث امام مسلم ترمذی نسائی اور ابن ماجہ نے تخریج کی ہے کتب ستہ میں ان سے مروی یہی دو احادیث ہیں اور دوسری مسلم وغیرہ کی روایت کہ آپ ﷺ نے نماز میں سورۃ ق تلاوت فرمائی۔ (دلیل الفالحین ۴/۲۵۵)

کلمات حدیث: منکرات الأخلاق: برے اخلاق۔ ناپسندیدہ اخلاق۔ منکرات الأعمال: برے اعمال۔ ناپسندیدہ اعمال۔ منکرات الأهواء: بری خواہشات۔ برے افکار و خیالات اور برے جذبات۔ أهواء: ہوی کی جمع ہے ہر وہ بات جو کسی کو اچھی لگے۔ جس کی طرف نفس کا میلان ہو۔

شرح حدیث: اس دعا میں تعلیم ہے کہ آدمی تمام برے اخلاق و اعمال اور ہر طرح کے فاسد عقائد، باطل خیالات، غلط افکار، اور ہر طرح کے اوہام سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ اختیار کرے اور اپنے فکرو ذہن کو اور قلب و نظر کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے عقائد و افکار سے جلا بخشنے۔ (روضۃ المتقین: ۳/۴۶۷۔ دلیل الفالحین: ۴/۲۵۵)

اعضاء و جوارح کے شر سے بچنے کی دعاء

۱۴۸۳. وَعَنْ شَكْلِ بْنِ حُمَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلِّمْنِي دُعَاءَ قَالَ: "قُلْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ سَمْعِیْ، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِیْ، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِیْ، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِیْ، وَمِنْ شَرِّ مَنِّیْ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ.

(۱۴۸۳) حضرت شگل بن حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا تعلیم

فرمائی:

"اللهم انی اعوذ بک من شر سمعی ومن شر بصری ومن شر لسانی ومن شر قلبی ومن شر منی."

منیسی۔

"اے اللہ میں اپنے کان آنکھ زبان دل اور شرم گاہ کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔" (ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے

کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب الاستعاذہ۔ الجامع للترمذی ابواب الدعوات، باب الاستعاذہ من شر السمع۔

راوی حدیث: حضرت شگل بن حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول ﷺ ہیں۔ ابن الجوزی کا بیان ہے کہ ان سے یہی ایک حدیث

مروی ہے۔ (دلیل الفالحین ۴/۲۵۵)

کلمات حدیث: من شر منیسی: میری منی کے شر سے۔ منی: مرد کا مادہ تولید۔ یہاں مراد شرم گاہ ہے۔

شرح حدیث: حضرت شگل بن حمید کو رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا تعلیم فرمائی کہ یہ کہا کرو کہ اے اللہ مجھے اپنی پناہ اور حفاظت میں لے

لے جو میرے کانوں سے سرزد ہوں یعنی یہ کہ میں اپنے کانوں سے غیبت جھوٹ بہتان سنوں اور نہ کوئی ایسی بات سنوں جس کے سننے سے مجھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ اے اللہ میں تیری پناہ اور تیری حفاظت میں آتا ہوں کہ میں لوگوں کے عیب دیکھوں نا محرم عورتوں کو دیکھوں اور ایسی کوئی بات دیکھوں جس کے دیکھنے سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع کیا ہے۔ اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں اور تیری حفاظت طلب کروں کہ میں اپنی زبان سے غیبت کروں جھوٹ بولوں یا کسی کو تہمت لگاؤں یا کوئی ایسا کلمہ زبان سے ادا کروں جس کے کہنے سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں اور تیری حفاظت طلب کرتا ہوں کہ میرے دل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کے سوا کوئی اور محبت جگہ لے اور میرے قلب پر غالب آئے۔ اور اے اللہ میں آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں کہ میرے جسم کا کوئی حصہ اور میرے اعضاء میں سے کوئی عضو سے ایسا کوئی عمل سرزد ہو جس سے اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ (دلیل الفالحین: ۲۵۵/۴ - تحفة الاحوذی: ۴۳۰/۹)

بیماریوں سے پناہ مانگنا

۱۲۸۴. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَقُولُ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ، وَالْجُنُونِ، وَالْجَذَامِ، وَسَيِّئِ الْأَسْقَامِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

(۱۲۸۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا فرماتے:

"اللهم اني اعوذ بك من البرص والجنون والجذام وسئي الأسقام."

"اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں برص کی بیماری سے جنون سے اور جذام سے اور تمام بری بیماریوں سے۔" (ابوداؤد سند صحیح)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب الاستعاذة.

شرح حدیث: تمام بری اور موزی بیماریوں سے اللہ کی پناہ اور عافیت طلب کرنی چاہئے برص سے جس میں جلد پر سفید داغ ہو جاتے ہیں کوڑھ کے مرض سے اور جنون اور پاگل پن سے کہ انسان کا شرف و امتیاز ہی عقل سے ہے عقل باقی نہ رہے تو انسان اور حیوان میں فرق باقی نہیں رہتا۔ اور اسی طرح تمام موزی بیماریوں سے اللہ کی پناہ اور عافیت طلب کرنی چاہئے۔

امام طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے موزی بیماریوں سے عافیت طلب کرنے کی تعلیم فرمائی اور ہر طرح کی بیماریوں سے طلب عافیت کا حکم نہیں فرمایا اور اس میں حکمت یہ ہے کہ بعض بیماریاں جیسے بخار اور درد وغیرہ ایسی بیماریاں ہیں جو وقتی ہوتی ہیں اور آدمی بعد میں تندرست ہو جاتا ہے نیز یہ کہ ان بیماریوں میں آدمی کی کلفت کم ہوتی ہے اور جزا اور ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ جبکہ برص اور موزی بیماریوں سے آدمی بہت کلفت اٹھاتا ہے، تیماردار پریشان ہو جاتے ہیں اور ہمدرد نگہسار ساتھ چھوڑ جاتے ہیں خاص طور پر برص و جذام جس سے سب کراہت محسوس کرتے ہیں اور جنون کہ عقل کے بغیر انسان انسان باقی نہیں رہتا۔

(روضة المتقين: ۶۸/۳ - دليل الفالحين: ۲۵۷/۴)

بھوک اور خیانت سے پناہ

۱۳۸۵. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُوعِ فَإِنَّهُ يَنْسُ الضَّجِيعَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّهَا يَنْسِتُ الْبَطَانَةَ! رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

(۱۳۸۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

”اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں بھوک سے بے شک وہ برساتی ہے اور میں پناہ مانگتا ہوں خیانت سے کہ وہ بری باطنی خصلت ہے۔“ (ابوداؤد و سند صحیح)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الاستعاذۃ.

کلمات حدیث: البطانۃ: اندرونی خصلت۔ طبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بطانۃ۔ ظہارہ کا ضد ہے یعنی لباس کا بیرونی حصہ اور بطانۃ لباس کا اندرونی حصہ۔ مراد وہ عادت و خصلت ہے جسے آدمی لوگوں سے چھپائے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں شدید بھوک سے اور خیانت سے اللہ کی پناہ مانگنے کی تعلیم ہے کیونکہ بھوک کی زیادتی حضور قلب میں مانع بنتی ہے اور خیانت ایک انتہائی بری باطنی خصلت ہے۔ (دلیل الفالحین: ۲۵۶/۴)

۱۳۸۶. وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ مُكَاتِبًا جَاءَهُ فَقَالَ: إِنِّي عَجِزْتُ عَنْ كِتَابَتِي فَأَعِنِّي قَالَ: أَلَا أَعْلَمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيَهُنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلٍ دَيْنًا آدَاهُ اللَّهُ عَنْكَ؟ قُلْ: "اللَّهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ، وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۱۳۸۶) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک غلام مکاتب ان کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ میں کتابت کی رقم ادا کرنے سے عاجز آ گیا ہوں آپ میری مدد کریں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھاؤں جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے سکھائے تھے کہ اگر کسی پر پھاڑ جتنا بھی قرض ہو اللہ تعالیٰ اسے ادا فرمادے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

”اللَّهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ.“

”اے اللہ! حرام سے محفوظ رکھ اور اپنے حلال رزق سے میری کفایت فرما اور اپنے فضل سے مجھے ایسا غنی بنادے کہ میں تیرے سوا

ہر ایک سے بے نیاز ہو جاؤں۔“ (ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب الدعوات.

کلمات حدیث: مکاتب: وہ غلام جو اپنے مالک کے ساتھ تحریری معاہدہ کرے کہ وہ مقررہ رقم مالک کو ادا کرنے کے بعد آزاد ہو جائے گا۔ یعنی آزادی کی قیمت مقرر کر لی جسے غلام کا مالک کو بالا قسط ادا کرتا رہے اور جب پوری رقم ادا ہو جائے تو وہ آزاد ہو جائے۔

شرح حدیث: قرض کی ادائیگی اور لوگوں سے بے نیازی کے حصول کے لیے بہترین دعا ہے۔ (دلیل الفالحین: ۴/۲۵۷)

ہدایت کی دعاء

۱۴۸۷۔ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَ أَبَاهُ حُصَيْنًا كَلِمَتَيْنِ يَدْعُو بِهِمَا: "اللَّهُمَّ اَلْهَمْنِي رُشْدِي، وَاعْزِزْنِي مِنْ شَرِّ نَفْسِي" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۱۴۸۷) حضرت عمران بن الحصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے والد حصین کو دو کلمات دعا سکھائے جن کے ساتھ وہ دعا کیا کرتے تھے:

”اللهم الهمني رشدی واعزني من شر نفسي.“

”اے اللہ میرے دل میں میرا رشد القاء کر دے اور مجھے میرے شر سے محفوظ فرما دے۔“ (ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث

حسن ہے)

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب الدعوات.

کلمات حدیث: الهمنی رشدی: مجھے ان امور کی توفیق عطا فرما جو دنیا اور آخرت میں میرے لیے مفید اور سودمند ہوں۔

شرح حدیث: ارشاد ضلال کی ضد ہے یعنی ہر وہ امر جو ہدایت پر اور انسان کے حق میں صلاح و فلاح پر مشتمل ہو۔ یہ ایک بہترین دعا ہے کہ اللہ سے ہر معاملہ میں رشد و ہدایت طلب کی جائے اور اپنے نفس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگی جائے، کہ انسان کا نفس اسے برائیوں کی طرف لے جانے والا ہے۔

عافیت کی دعاء

۱۴۸۸۔ وَعَنْ أَبِي الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلِّمْنِي شَيْئًا أَسْأَلُهُ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ: "سَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ" فَمَكِنْتُ أَيَّامًا ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلِّمْنِي شَيْئًا أَسْأَلُهُ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ لِي: "يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّ رَسُولِ اللَّهِ، سَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۱۴۸۸) حضرت ابوالفضل عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسی شے سکھائیں جس کا میں اللہ سے سوال کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ سے عافیت طلب کرو۔ میں چند دن ٹھہرا پھر حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسی شے سکھائیں جس کا میں اللہ سے سوال کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عباس! اللہ سے دنیا اور آخرت میں عافیت طلب کرو۔ (ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب أى الدعاء افضل۔

کلمات حدیث: العافیۃ : اسم مصدر ہے۔ کہتے ہیں کہ عافاه اللہ : یعنی اللہ اسے یعنی میرے نفس کو ان چیزوں سے دور رکھ جو اس کو ایذا دینے والی ہیں۔

شرح حدیث: نہایت جامع دعا ہے جس میں اللہ سے دنیا کی تمام تکلیفوں مصیبتوں اور ہر طرح کے آزار سے تحفظ اور آخرت کی ہر طرح کی ابتلا و آزمائش سے سلامتی کی درخواست کی گئی ہے۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب عم رسول اللہ ﷺ کے مکرر سوال پر آپ کا یہ فرمانا کہ اللہ سے دنیا اور آخرت کی عافیت طلب کرو، ظاہر کرتا ہے کہ طلب عافیت اور دعا عافیت کی کس قدر اہمیت ہے۔ اور یہ مضمون اس قدر جامع ہے کہ تمام امور کا احاطہ کرتا ہے۔ رسول کریم ﷺ عم محترم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے والد کے درجہ میں سمجھتے تھے۔ آپ ﷺ کا انہیں عافیت کی دعا کے لیے فرمانا اس امر کی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔ امام جزری رحمہ اللہ عدۃ الحصن الحصین میں فرماتے ہیں کہ یہ امر کہ رسول اللہ ﷺ عافیت کی دعا فرماتے تھے درجہ تو اتر کو پہنچا ہوا ہے اور تقریباً پچاس روایات میں منقول ہے کہ آپ ﷺ نے عافیت کی دعا فرمائی۔

(تحفة الاحوذی : ۹/۴۶۱۔ روضة المتقین : ۳/۴۷۰۔ دلیل الفالحین : ۴/۲۵۸)

دین پر استقامت کے لیے دعاء

۱۴۸۹۔ وَعَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ : قُلْتُ لَأَمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ مَا كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ عِنْدَكَ ؟ قَالَتْ كَانَ أَكْثَرُ دُعَائِهِ ”يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ .

(۱۴۸۹) حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ آپ کے پاس ہوتے تھے تو اکثر کیا دعا فرمایا کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ کی اکثر دعا یہ ہوتی تھی:

”یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک۔“

”اے دلوں کے پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔“ (اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث:

الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب یا مقلب القلوب ثبت قلبی .

کلمات حدیث:

یا مقلب القلوب : اے دلوں کے پھیرنے والے یعنی اسے گمراہی سے ہدایت کی طرف لانے والے۔

شرح حدیث:

دین پر ثابت قدمی اور استقامت اللہ کے ان اولوالعزم بندوں کا کام ہے جو اللہ کی طرف سے رشد و ہدایت سے سرفراز کئے گئے ہوں کہ آدمی کی زندگی میں بے شمار ایسے موڑ آتے ہیں جن میں وہ غفلت اور تساہل میں پڑ کر اللہ کی بندگی میں کوتاہی کا مرتکب ہو جاتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ آدمی ہر وقت یہ دعا کرتا رہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ام سلمہ ہر آدمی کا دل رحمان کی دو انگلیوں کے درمیان ہے جسے چاہے استقامت عطا فرمائے اور جسے چاہے زلیغ میں مبتلا کر دے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿رَبَّنَا لَا تُفِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا﴾

”اے اللہ ہدایت عطا فرمانے کے بعد ہمارے دلوں میں کبھی نہ پیدا کر۔“

(تحفة الاحوذی : ۹/۴۶۸ - دلیل الفالحین : ۴/۲۵۹)

اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کی دعاء

۱۴۹۰۔ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ، وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُلْغِنِیْ حُبَّكَ : اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ، وَاهْلِبْیْ، وَمِنْ الْمَاءِ الْبَارِدِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ : حَدِیْثٌ حَسَنٌ .

(۱۴۹۰) حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ تھی کہ اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت کا اور تجھ سے محبت کرنے والے شخص کی محبت کا سوال کرتا ہوں اور اس عمل کا سوال کرتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے اے اللہ اپنی محبت کو میرے لیے میری جان میرے اہل خانہ اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنادے۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث:

الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب من دعا داؤد علیہ السلام .

شرح حدیث:

انتہائی بیغ اور جامع دعا ہے جس میں اپنی ذات اہل و عیال اور ہر اس چیز پر جس کی جانب نفس مائل ہو اللہ کی اطاعت و بندگی اور اس کے رسول ﷺ کی فرماں برداری پر مقدم کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور اعمال صالحہ کی ترغیب و تعلیم دی گئی

ہے۔ (دلیل الفالحین: ۴/۲۶۰۔ نزہۃ المتقین: ۲/۳۳۳)

اسم اعظم

۱۳۹۱۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْطُّوَا بِإِذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ مِنْ رِوَايَةِ رَبِيعَةَ بْنِ غَامِرٍ الصَّحَابِيِّ قَالَ الْحَاكِمُ: حَدِيثٌ صَحِيحُ الْأَسْنَادِ: الْطُّوَا بِكَسْرِ اللَّامِ وَتَشْدِيدِ الظَّاءِ الْمُتَعَجِّمَةِ مَعْنَاهُ: الْزُمُوا هَذِهِ الدَّعْوَةَ وَاكْثُرُوا مِنْهَا.

(۱۳۹۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یا ذا الجلال والاکرام خوب کثرت سے کہا کرو۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور نسائی نے اسے ربیعہ بن عامر صحابی سے روایت کیا ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

کلمات حدیث: الطُّوَا: کے معنی ہیں ان کلمات کو اپنے اوپر لازم کر لو اور ان کا بکثرت ورد کیا کرو۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں تعلیم دی گئی کہ یا ذا الجلال والاکرام بکثرت کہنا چاہئے اور دعاؤں کے درمیان اس کا ورد کرنا چاہئے۔ کہ ایک قول کے مطابق الجلال والاکرام اسم اعظم ہیں جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں ذکر کیا ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سنا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے۔ یا ذا الجلال والاکرام۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ باگو تمہاری دعا قبول ہوگی۔ فخر الدین رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ کلمات اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کا عنوان کامل ہیں۔

(تحفة الاحوذی: ۹/۴۷۲۔ دلیل الفالحین: ۴/۲۶۱)

رسول اللہ ﷺ کی تمام دعاؤں کا خلاصہ

۱۳۹۲۔ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدَعَاءٍ كَثِيرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا، قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ دَعَوْتَ بِدَعَاءٍ كَثِيرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا فَقَالَ: "أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَجْمَعُ ذَلِكَ كُلُّهُ؟" تَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاءُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۱۳۹۲) حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کثرت سے دعائیں

فرماتے جو ہمیں یاد نہ رہیں تو ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے بہت سی دعائیں فرمائی ہیں جو ہمیں یاد نہ رہیں تو آپ ﷺ

نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی دعا بتلا دوں جو ان سب دعاؤں کی جامع ہو۔ وہ دعا یہ ہے:

”اللهم انی أسألك من خیر ما سألک منه نبیک محمد ﷺ واعد ذبک من شر ما استعاذ منه نبیک محمد ﷺ وأنت المستعان وعلیک البلاغ ولا حول ولا قوة الا باللہ.“

”اے اللہ میں تجھ سے ہر اس بھلائی کا سوال کرتا ہوں جس کا سوال تجھ سے تیرے نبی محمد ﷺ نے کیا اور ہر اس شر سے میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں جس سے تیرے نبی محمد ﷺ نے پناہ طلب کی۔ تو ہی ہے جس سے مدد طلب کی جائے اور تو ہی فریاد کو پہنچنے والا ہے۔ گناہ سے بچنے کی توفیق اور نیکی کرنے کی ہمت اللہ ہی کی طرف سے ہے۔“ (ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب اللهم انا نستثلك بما سألک به نبیک.

شرح حدیث: دعا مذکور ان جملہ ماثور دعاؤں کو شامل ہے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائیں، اور اس دعا کی جامعیت کے پیش نظر ہر مسلمان کو چاہئے کہ اس دعا کو بطور خاص اپنی دعاؤں کا حصہ بنائے۔ (تحفة الاحوذی ۴۶۷/۹۔ دلیل الفالحین ۴/۲۶۲)

ایک جامع ترین دعا

۱۴۹۳۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ، وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ، وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ، وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ، رَوَاهُ الْحَاكِمُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ: حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ.

(۱۴۹۳) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک دعا یہ بھی تھی:

”اللهم انی أسألك موجبات رحمتك وعزائم مغفرتك والسلامة من كل اثم والغنيمة من كل بر والفوز بالجنة والنجاة من النار.“

”اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت کو واجب کر دینے والی چیزوں کا اور ایسے اعمال کا جن سے ہمیں تیری مغفرت حاصل ہو جائے اور ہر گناہ سے سلامتی اور ہر نیکی میں حصہ پانے کا جنت کے حصول میں کامیابی اور جہنم سے نجات کا سوال کرتا ہوں۔“ (حاکم اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث امام مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے)

تخریج حدیث: المستدرک للحاکم: ۵۲۵/۱.

کلمات حدیث: موجبات رحمتك: ایسے اعمال خیر جن سے تیری رحمت لازم ہو جائے۔ عزائم مغفرتك: ایسے اعمال جن کے نتیجے میں تیری مغفرت حاصل ہو جائے۔

شرح حدیث: مقصود دعا اللہ تعالیٰ سے ان اعمال کی توفیق طلب کرنا ہے جن سے اسکی رحمت و مغفرت حاصل ہو، گناہوں سے تحفظ ملے اور اعمال خیر کی رغبت پیدا ہو۔ اور بالآخر جہنم سے نجات اور جنت کی سرفرازی حاصل ہو جائے۔ (دلیل الفالحین: ۴/۲۶۲)

المبتدئ (۲۵۱)

فَضْلُ الدُّعَاءِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ غائبانہ دعاء مانگنے کا اجر

۳۲۶. قَالَ تَعَالَى:

﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”اور جو لوگ ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے

ایمان لائے۔“ (الحشر: ۱۰)

تفسیری نکات: مہاجرین اور انصار کے بعد آنے والے وہ صحابہ کرام جو فتح مکہ کے بعد اسلام لائے اور تابعین اور قیامت تک تمام آنے والے مسلمان ان جانثار صحابہ کرام کے حق میں دعا کرتے ہیں جنہوں نے صحبت رسول اللہ ﷺ کا حق ادا کیا اپنی جان اور اپنے مال کی قربانی دے کر دین اسلام کا علم بلند کیا اور اللہ کے کلمہ کو دین کو اقصائے عالم تک پہنچایا۔

۳۲۷. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَأَسْتَغْفِرْ لَذُنُوبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾

اور فرمایا

”اپنے گناہوں کی بخشش مانگ اور مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کے لیے۔“ (محمد: ۱۹)

تفسیری نکات: دوسری آیت مبارکہ رسول کریم ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ بندہ کی عبادت اللہ کی عظمت کے مقابلہ میں قاصر ہے اس لیے آپ اپنے حق عبادت ادا کرنے سے قاصر سمجھتے ہوئے استغفار کیجئے اور مؤمن مردوں اور عورتوں کے لیے بھی استغفار کیجئے اور ان کو ایسے اعمال پر آمادہ کیجئے جو ان کے لیے باعث مغفرت ہیں۔ (تفسیر مظہری)

۳۲۸. وَقَالَ تَعَالَى إِخْبَارًا عَنْ إِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ﴾

اور اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اے ہمارے رب! مجھے بخش دے میرے ماں باپ کو اور مؤمن کو جس دن حساب قائم ہوگا۔“ (ابراہیم: ۴۱)

تفسیری نکات: تیسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اور اپنے والد کی اور تمام مؤمنین کی مغفرت کی

دعا فرمائی۔ (تفسیر عثمانی)

مسلمان بھائی کے لیے غائبانہ دعا کا فائدہ

۱۴۹۴۔ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :
”مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَدْعُو لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ إِلَّا قَالَ الْمَلَكُ : وَلَكَ بِمِثْلٍ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۴۹۴) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو مسلمان

اپنے مسلمان بھائی کے لیے اس کی غیر موجودگی میں دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے لیے بھی اس کی مثل ہو۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الدعاء للمسلمین بظہر الغیب .

شرح حدیث: کسی مسلمان کی غیر موجودگی میں اس کے لیے دعا کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ فرشتے اس کے حق میں دعا

کرتے ہیں کہ اے اللہ جو دعا اس نے اپنے مسلمان بھائی کے حق میں کی ہے اسے اس کے حق میں بھی قبول فرما۔ اور فرشتوں کی دعا اللہ کی بارگاہ میں قبول ہے۔ اس لیے ہر مسلمان کو چاہئے کہ اپنے حق میں دعا کے ساتھ اپنے دیگر عزیز واقارب کے حق میں اور اپنے والدین کے

حق میں دعا کرنی چاہئے۔ (دلیل الفالحین : ۴/۲۶۵۔ صحیح مسلم بشرح النووی : ۴۰/۱۷)۔

غائبانہ دعا کرنے والے کے حق میں فرشتے کی دعا

۱۴۹۵۔ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ : ”دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيهِ
بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ : عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهِ : آمِينَ
وَلَكَ بِمِثْلٍ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۴۹۵) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مسلمان کی اپنے

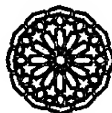
مسلمان بھائی کے حق میں غائبانہ دعا قبول ہوتی ہے۔ اس کے سر ہانے ایک فرشتہ مقرر ہے وہ جب بھی اپنے بھائی کے لیے کسی خیر کی دعا

کرتا ہے تو اس پر مقرر فرشتہ آمین کہتا ہے اور کہتا ہے کہ تیرے لیے بھی اس کے مثل ہو۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الدعاء للمسلمین بظہر الغیب .

شرح حدیث: مستحب یہ ہے کہ آدمی جب بھی دعا کرے تو اپنے والدین کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے دعا کرے کہ یہ دعا

اس کے حق میں بھی قبول ہوگی۔ (صحیح مسلم ۴۰/۱۷)



بَابُ مَسَائِلَ مِنَ الدُّعَاءِ دعاء کے چند مسائل

۱۴۹۶. عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ صُنِعَ إِلَيْهِ مَعْرُوفٌ فَقَالَ لِقَائِهِ: جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا فَقَدْ أَبْلَغَ فِي الشَّاءِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۱۴۹۶) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے ساتھ کوئی اچھا برتاؤ کیا گیا ہو اور وہ ایسا کرنے والے کو کہے کہ جزاک اللہ خیراً (اللہ تعالیٰ تجھے بہتر جزا دے)۔ تو اس نے اس کی خوب ثناء کی۔ (ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب البر والصلوة، باب ما جاء فی الشاء بالمعروف.

شرح حدیث: جب کوئی شخص کسی کے ساتھ کوئی حسن سلوک کرے یا اس کے ساتھ کوئی نیکی کرے اور وہ اس کے جواب میں جزاک اللہ خیراً کہہ دے تو یہ اس کے حق میں اعلیٰ درجہ کی تعریف ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں تو تیرا صلہ نہیں دے سکتا اللہ تجھے اپنے پاس سے اس کی جزا عطا کرے۔ ظاہر ہے کہ اللہ کی طرف سے عطا کردہ جزاء دنیا کے ہر صلے اور جزاء سے بہتر ہے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ محسن کی کمال درجہ کی تعریف ہے۔

(روضة المتقين: ۳/۴۷۷ - ریاض الصالحین: ۲/۳۷۱ صلاح الدین)

مال اور اولاد کے حق میں بددعاء کی ممانعت

۱۴۹۷. وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَوْلَادِكُمْ، وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَمْوَالِكُمْ لَا تَوَافِقُوا مِنَ اللَّهِ سَاعَةً يُسْأَلُ فِيهَا عَطَاءٌ فَيَسْتَجِيبَ لَكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۴۹۷) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے حق میں بددعا نہ کرو، اپنی اولاد کے حق میں بددعا نہ کرو۔ اور اپنے مال کے حق میں بددعا نہ کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ قبولیت دعا کی ساعت ہو جس میں اللہ سے جو دعا کی جاتی ہے وہ قبول ہوتی ہے۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقاق، باب حدیث جابر الطویل وقصة الی السیر.

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ ہر وقت اپنے بندوں کی پکار کو سنتے اور ان کی دعاؤں کو قبول فرماتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی بعض اوقات

ایسے مقرر ہیں جن میں دعائیں فوراً قبول کر لی جاتی ہیں اور ان کی تاثیر فوری طور پر عالم اسباب میں مرتب ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اس لیے فرمایا کہ کسی بھی وقت کوئی مسلمان اپنی زبان سے ایسا کلمہ نہ نکالے جو اس کے حق میں یا اس کی اولاد کے حق میں یا اس کے مال کے حق میں کسی طرح کی بددعا پر مشتمل ہو کہ ہو سکتا ہے کہ اس وقت کوئی ایسی ساعت ہو کہ جوں ہی یہ بددعا منہ سے نکلے اسی وقت قبول ہو جائے۔ کسی بھی مسلمان کے لیے مناسب نہیں ہے کہ اپنے حق میں یا کسی اور کے حق میں بددعا کرے۔

(روضۃ المتقین: ۴۷۷/۳ - دلیل الفالحین: ۲۶۶/۴)

سجدہ میں کثرتِ دعاء کی تاکید

۱۳۹۸. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۳۹۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ اپنے رب سے زیادہ سے

زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے تو اس میں کثرت سے دعا کرو۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب ما یقال فی الركوع والسجود.

شرح حدیث: سجدے کی حالت میں دعا کی فضیلت بیان ہوئی کہ سجدے کی حالت میں بندہ دوسری حالتوں کی بہ نسبت اپنے رب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ علماء نے فرمایا ہے کہ نوافل کے سجدوں میں دعا کی جائے۔ اور یہی یہاں مراد ہے۔

(روضۃ المتقین: ۴۷۷/۳)

ما یوس ہو کر دعاء نہ چھوڑنا چاہیے

۱۳۹۹. وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ يَقُولْ: قَدْ دَعَوْتُ رَبِّي فَلَمْ يُسْتَجِبْ لِي "مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ".

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: "لَا يَزَالُ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَدْعُ بِائِمٍّ، أَوْ قَطِيعَةٍ رَحِمٍ، مَا لَمْ يُسْتَعْجَلْ" قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْإِسْتَعْجَالُ؟ قَالَ: "يَقُولُ: قَدْ دَعَوْتُ، وَقَدْ دَعَوْتُ، فَلَمْ أَرِيسْتَجِبْ لِي، فَيُسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذَلِكَ وَيَدْعُ الدُّعَاءَ".

(۱۳۹۹) حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی کی دعا اسی وقت تک قبول کی جاتی ہے

جب تک وہ جلد بازی نہ کرے مثلاً کہنے لگے کہ میں نے اپنے رب سے دعا کی لیکن قبول نہیں کی گئی۔ (متفق علیہ)

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہیکہ بندہ جب تک گناہ اور قطع رحمی کی دعا نہ کرے اس کی دعا قبول کی جاتی ہے بشرطیکہ وہ جلد بازی نہ

کرے۔ کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ استعجال سے کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کہنے لگے میں نے دعا کی اور دعا کی لیکن مجھے قبول ہوتی نظر نہیں آتی۔ اس کے بعد تھک ہار کر بیٹھ جائے اور دعا کرنا چھوڑ دے۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب يستجاب للعبد ما لم يعجل . صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب بیان أیستجاب للداعی ما لم يعجل .

کلمات حدیث: يستحسر عند ذلك : وہ جلدی مچانے سے تھک جاتا ہے۔ حسروا استحسر : کے معنی ہیں تھک جانا اور تھک کر کام چھوڑ دینا۔

شرح حدیث: دعا کے قبول ہونے کے لیے ضروری ہے کہ آداب دعا کا لحاظ رکھا جائے اور آداب دعا میں سے ایک اہم ادب یہ ہے کہ آدمی دعا پر مداومت اختیار کرے اور تھک کر اور مایوس ہو کر دعا نہ چھوڑے ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تھک کر دعا چھوڑ دینے سے مراد یہ ہے کہ دعا مانگنے والے کی طبیعت میں اکتاہٹ پیدا ہو جائے اور وہ دعا مانگنا ترک کر دے گویا وہ دعا مانگ کر کسی پراحسان کر رہا ہو یا یہ سمجھ رہا ہو کہ اس کی دعا قبولیت کی مستحق ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پر ایمان رکھنے والے بندہ مؤمن پر لازم ہے کہ وہ اللہ سے دعا کرتا رہے اور دعا بکثرت کرے اور اس پر مداومت اختیار کرے اور ہر ضرورت اور ہر حاجت اللہ سے مانگے کہ سارے انسان اللہ کے محتاج ہیں اور اللہ ہی غنی ہے اور سب فقیر ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ آدمی ہر وقت اور مسلسل دعا کرتا رہے اور دعا کبھی ترک نہ کرے۔

(صحیح مسلم بشرح النووی: ۴۲/۱۷۔ روضة المتقین: ۴۷۸/۳۔ دلیل الفالحین: ۲۶۷/۴)

دعاء کی قبولیت کا بہترین وقت

۱۵۰۰. وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ؟ قَالَ: "جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرِ، وَذُبُرُ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوباتِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۱۵۰۰) حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ کون سی دعا زیادہ مقبول ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا رات کے پچھلے پہر میں اور فرض نمازوں کے بعد۔ (ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب العزم فی المسائۃ .

کلمات حدیث: جوف الليل : رات کا درمیانی حصہ۔

شرح حدیث: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی نے رسول کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ کون سی دعا اللہ کے یہاں زیادہ سنی جاتی ہے۔ علامہ طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں کون سی دعا کے بارے میں زیادہ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ اللہ کے یہاں مقبول ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا رات کے آخری پہر میں اور فرض نمازوں کے بعد۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارا رب عزوجل ہر رات کے آخری ٹکٹ میں سماء دنیا پر نزول فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ

کون ہے جو مجھے پکارے اور میں اس کی پکار کو سنوں کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اسے دوں اور کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے اور میں اسے معاف کر دوں۔ (تحفة الاحوذی : ۴۳۷/۹۔ دلیل الفالحین : ۴/۲۶۸)

دعاء ضرور قبول ہوتی ہے

۱۵۰۱۔ وَعَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :
”مَاعَلَى الْأَرْضِ مُسْلِمٌ يَدْعُو اللَّهَ تَعَالَى بِدَعْوَةٍ إِلَّا آتَاهُ اللَّهُ إِيَّاهَا، أَوْ صَرَفَ عَنْهُ مِنَ الشَّوْءِ مِثْلَهَا، مَا لَمْ
يَدْعُ بِإِثْمٍ، أَوْ قُطِيعَةٍ رَحِمَ“ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ : إِذَا نُكْثِرَ قَالَ : ”اللَّهُ أَكْثَرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ :
حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ مِنْ رِوَايَةِ أَبِي سَعِيدٍ وَزَادَ فِيهِ : أَوْ يَدَّخِرْ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَهَا .

(۱۵۰۱) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روئے زمین پر جو مسلمان اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرمادیتا ہے یا اس سے اس کی مثل کوئی برائی (تکلیف) دور کر دیتا ہے جب تک وہ کوئی ایسی دعا نہ کرے جو کسی گناہ یا قطع رحمی پر مشتمل ہو کسی نے عرض کیا کہ ہم تو خوب دعا کرینگے آپ ﷺ نے فرمایا اللہ بھی خوب دینے والا اور قبول کرنے والا ہے۔ (ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور حاکم نے اسے ابوسعید سے روایت کیا اور اس میں ان الفاظ کا اضافہ کیا یا اس کے لیے اس کے مثل اجر کا ذخیرہ کر دیتا ہے)

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب استحابة الدعاء فی غیر قطیعة رحم .

کلمات حدیث: اذ انکثر : یعنی جب دعا کی قبولیت کا یہ عالم ہو تو بہت کثرت سے دعا کریں گے۔ اللہ اکثر : یعنی اللہ کی رحمتوں کے خزانے تمہارے تصور و خیال سے بھی زیادہ ہیں اور جس قدر بھی تم دعائیں مانگو گے اللہ اتنا ہی زیادہ دے گا اور اس داد و دہش سے اس کے خزانوں میں کوئی کمی نہ آئے گی۔

شرح حدیث: بندہ مؤمن پر واجب ہے کہ اللہ سے مانگے اور بہت مانگے کہ اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہے۔ اور اس کی رحمت ہر شے پر وسیع اور محیط ہے دعا مانگنے میں فائدہ ہی فائدہ ہے کیونکہ یا تو اللہ تعالیٰ اسی طرح دیدیتے ہیں جس طرح اس کے بندے نے اس سے مانگا ہے یا اس کے بدلے میں اس کی کوئی مصیبت یا تکلیف دور فرمادیتے ہیں یا آخرت میں اس کی دعا کے مثل اجر و ثواب کا ذخیرہ فرمادیتے ہیں یعنی دعا تو ہر حال میں قبول ہوتی ہے مگر قبولیت کی مذکورہ تین صورتیں ہیں۔

پریشانی اور تکلیف کے وقت کی دعا

۱۵۰۲۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ

عِنْدَ الْكَرْبِ : ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۵: ۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مصیبت اور بے چینی کے وقت فرمایا

کرتے تھے۔ لا الہ الا اللہ العظیم الحلیم لا الہ الا اللہ رب العرش العظیم لا الہ الا اللہ رب السموات ورب الأرض ورب العرش الکریم۔ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عظیموں والا بربار ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عرش عظیم کا مالک ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آسمانوں اور زمین اور عرش کریم کا رب ہے)۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء عند الكرب . صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب دعاء الكرب .

کلمات حدیث: کرب : مصائب، تکالیف۔ جمع کربة.

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بڑی عظیم حدیث ہے اور ہر مسلمان کو چاہئے کہ اس کے پڑھنے کا اہتمام کرے اور اپنی دعاؤں میں شامل کرے۔ امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سلف صالح ہمیشہ یہ کلمات پڑھا کرتے تھے اور ان کو پڑھ کر دعا فرمایا کرتے تھے اور ان کو دعا کرب سے موسوم کرتے تھے۔ چنانچہ ابوبکر رازی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں اصفہان گیا اور وہاں میں ابو نعیم کی مروی احادیث قلم بند کر رہا تھا۔ وہاں شیخ ابوبکر بن علی بہت بڑے مفتی تھے، ان کے بارے میں سلطان کے پاس شکایات پہنچائی گئیں جس کے نتیجے میں وہ جیل میں ڈال دیئے گئے۔ مجھے خواب میں حضور اقدس ﷺ کی زیارت ہوئی آپ ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف فرما تھے جو مسلسل تسبیح پڑھ رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ ابوبکر بن علی سے کہو کہ صحیح بخاری میں مذکور دعا کرب پڑھیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے لیے کشادگی پیدا فرمائے۔ کہتے ہیں کہ صبح ہوتے ہی میں نے انہیں اس خواب سے مطلع کیا۔ انہوں نے دعا کرب پڑھنا شروع کی اور چند ہی دن میں رہائی مل گئی۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ یہ کلمات تو ذکر کے کلمات ہیں دعا کے نہیں ہیں۔ تو اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ یہ ذکر ہے اور اس ذکر کے بعد دعا کی جائے۔ دوسرا جواب سفیان بن عیینہ سے یہ منقول ہے کہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ جو میرے ذکر میں مشغول ہو کر مجھ سے نہ مانگ سکے میں اس کو مانگنے والوں سے زیادہ اور بہتر دیدیتا ہوں۔

(فتح الباری: ۳/ ۳۱۰۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۷/ ۳۹۔ عمدۃ القاری: ۲۲/ ۴۶۹۔ دلیل الفالحین: ۴/ ۲۶۹)



الْبَنَاتِ (۲۵۳)

بَابُ كَرَامَاتِ الْأَوْلِيَاءِ وَفَضْلِهِمْ کرامات اولیاء اور ان کے فضائل

اولیاء اللہ کو خوف نہیں ہوتا

۳۲۹۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿الْآيَاتِ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ الَّذِينَ ءَامَنُوا وَكَانُوا
يَتَّقُونَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا يَبْدِيلُ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ
ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”آگاہ رہو کہ اللہ کے اولیاء پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے، وہ جو ایمان لائے اور اللہ سے ڈرتے رہے ان کے لیے دنیا

کی زندگی اور آخرت میں خوش خبری ہے اللہ کی باتوں میں کوئی تبدیلی نہیں، یہ ہے بڑی کامیابی۔“ (یونس: ۲۶)

تفسیری نکات: پہلی آیت کریمہ میں بیان ہوا ہے کہ اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ سے ڈرتے رہے۔

ابن کثیر رحمہ اللہ نے متعدد احادیث کے پیش نظر یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اللہ کے دوستوں کو آخرت میں احوال محشر کا کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ دنیا کے چھوٹ جانے کا کوئی غم ہوگا۔ بعض مفسرین نے آیت کا عمومی مفہوم مراد لیا ہے یعنی ان پر اندیشہ ناک حوادث کا وقوع نہ دنیا میں ہوگا اور نہ آخرت میں اور نہ کسی مطلوب کے فوت ہونے پر وہ غمگین ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ ہر وقت اور گھڑی اللہ پر اعتماد کرتے ہیں اور اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں اور انہیں ہر وقت یہ یقین کامل رہتا ہے کہ تمام واقعات و حوادث اللہ کے حکم سے ظہور پذیر ہوتے ہیں اور جملہ واقعات تکوینیہ کے ظہور میں کوئی نہ کوئی حکمت کارفرما ہوتی ہے۔ اس اعتماد اور اعتقاد کے استحضار سے ان میں تسلیم و رضا کی صفات غلبہ پالیتی ہیں جو انہیں خوف اور غم سے محفوظ رکھتی ہیں۔

اولیاء کی پہچان

اولیاء اللہ وہ ہوتے ہیں جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور تقویٰ اختیار کرتے ہیں یعنی اہل ایمان اور اہل تقویٰ اللہ کے ولی اور اس کے دوست ہیں، لیکن جس طرح دس روپے کا مالک بھی لختا تو مالدار ہے لیکن عرفاً اسے مالدار نہیں کہتے اسی طرح ہر صاحب ایمان اور صاحب تقویٰ کو ولی نہیں کہتے بلکہ ولی وہ ہوتا ہے جس کو ایمان کامل حاصل ہو اور جو تقویٰ کے اعلیٰ تر درجہ پر قائم ہو۔ احادیث میں ولایت کی بعض علامات اور اس کے کچھ آثار مذکور ہوئے ہیں مثلاً یہ کہ اس کے دیکھنے سے اللہ کی یاد تازہ ہو یا اسے اللہ کی مخلوق سے بے لوث اور بے غرض

محبت ہو۔

صوفیہ کی اصطلاح میں کم سے کم درجہ جس پر لفظ ولی کا اطلاق ہو سکتا ہے اس شخص کا ہے جس کا دل اللہ کی یاد میں ہر وقت ڈوبا رہتا ہو وہ صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرنے میں مشغول رہتا ہو اور اللہ کی محبت میں اس طرح سرشار رہتا ہو کہ اس کے دل میں کسی اور کی محبت کا شائبہ تک نہ ہو، اسے اگر کسی سے محبت ہو تو اللہ کے لیے اور نفرت ہو تو اللہ کے لیے، وہ کسی کو کچھ دیتا ہے تو اللہ کے لیے اور نہیں دیتا تو اللہ کے لیے، غرض اس کے تمام اعمال و افعال رضائے الہی کے لیے ہوتے ہیں۔ صوفیہ کی اصطلاح میں اس صفت کو فناء قلب کہا جاتا ہے۔ ولی کا ظاہر و باطن تقویٰ سے آراستہ ہوتا ہے جو اعمال و اخلاق اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں وہ ان سے پرہیز کرتا ہے۔ شرک خفی اور حلی سے پاک رہتا ہے بلکہ وہ شرک جو چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ خفی ہوتا ہے وہ اس سے بھی بچتا ہے۔ غرور کینہ، حسد، حرص اور ہوس سے منزہ ہوتا ہے اور عمدہ اخلاق اور اعمال سے متصف ہوتا ہے۔ اس مرتبہ کو صوفیہ فناء نفس کا مرتبہ کہتے ہیں۔

اولیاء اللہ کا مرتبہ

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے بندوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو نہ انبیاء ہیں نہ شہداء لیکن قیامت کے دن ان کے مرتبہ قرب کو دیکھ کر انبیاء اور شہداء ان پر رشک کریں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہیں۔ فرمایا کہ جو بندگان الہی سے محض اللہ کے لیے محبت رکھتے ہیں آپس میں ان کے باہم نہ رشتہ داریاں ہیں نہ مالی لین دین۔ اللہ کی قسم روز قیامت ان کے چہرے نور بالائے نور ہوں گے۔ جب اور لوگوں کو عذاب کا خوف ہوگا ان کو کوئی خوف نہ ہوگا۔ جب اور لوگ غم میں مبتلا ہوں گے وہ غمگین نہ ہوں گے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے آیت الا ان اولیاء اللہ کا مفہوم دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہیں۔

مرتبہ ولایت کا حصول رسول اللہ ﷺ کی پر تو اندازی سے ہوتا ہے خواہ کس رسالت براہ راست پڑے یا کسی ایک واسطے سے یا چند واسطوں سے۔ رسول اللہ ﷺ یا آپ ﷺ کے نائبوں سے محبت اور ان کی ہم نشینی و اطاعت حصول ولایت کے لیے ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے قلب نفس اور جسم کا رنگ ولی کے قلب قالب اور جسم پر انہی دونوں اوصاف کی وجہ سے چڑھ جاتا ہے اور یہی صبغۃ اللہ ہے جس کے متعلق فرمایا:

﴿صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً﴾

کرامت خلاف عادت واقعہ کو کہتے ہیں یعنی عام عادی اسباب سے ہٹ کر کسی واقعہ کا ظہور پذیر ہونا جیسے آگ کا نہ جلنا سوکھے درخت پر بغیر موسم کے پھل آ جانا اور بغیر کسی انسانی تدبیر کے سامنے دسترخوان سج جانا۔ کرامت کسی کے اختیار میں نہیں ہے کہ کوئی ولی جب چاہے کوئی کرامت دکھا دے اور نہ کرامت ولایت کی علامت ہے۔ بلکہ ایک متقی اور مؤمن کامل اللہ کے ولی ہے چاہے اس سے کوئی

کرامت ظاہر ہو یا نہ ہو۔ (تفسیر ابن کثیر، تفسیر مظہری، تفسیر عثمانی)

۳۳۰. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَهَزَى إِلَيْكَ بِجَنَاحِ النَّحْلَةِ تَسْقِطُ عَلَيْكَ رَطْبًا جَنِيًّا ۝۵۵﴾ فَكُلْ وَاشْرَبْ ﴿الْآيَةُ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”اے مریم! اس کھجور کے تنے کو اپنی طرف بلا تجھ پر تازہ پکی گریبوں کی گریبکی پس کھا اور پی۔“ (مریم: ۲۵)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں حضرت مریم علیہا السلام کا ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے وقت وہ بستی سے باہر دور چلی گئیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس ایک کھجور کا درخت پیدا فرمایا اور ایک نہر جاری کر دی اور حکم فرمایا کہ کھجور کے تنے کو اپنی طرف بلاؤ یہ تیرے سامنے تروتازہ پکی کھجوریں گرا دے گا۔ (تفسیر عثمانی)

مریم علیہا السلام کے پاس بغیر ظاہری سبب کے پھلوں کا رزق

۳۳۱. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿كَلَّمَادْخَلَ عَلَيْهَا زَكْرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَنْصَرِمُ أَتَى لِّلِ هَذَا قَالَتْ هُوَ مِنِّ

عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَن يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۷۷﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”جب بھی زکریا حضرت مریم کے حجرے میں آتے تو ان کے پاس کھانے کی چیزیں پاتے انہوں نے پوچھا مریم یہ تیرے پاس

کہاں سے آئیں انہوں نے کہا کہ اللہ کے پاس سے بے شک اللہ تعالیٰ جس کو چاہے بے حساب روزی دیتا ہے۔“ (آل عمران: ۳۷)

تفسیری نکات: تیسری آیت میں بھی حضرت مریم علیہا السلام کا ذکر ہے وہ اپنے خالو حضرت زکریا علیہ السلام کی زیر کفالت تھیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام ان کے پاس جاتے تو دیکھتے کہ بے موسم کے پھل ان کے سامنے رکھے ہوئے ہیں۔ مریم کی برکات اور کرامات کے بار بار مشاہدہ ہونے پر حضرت زکریا علیہ السلام نے ازراہ تعجب پوچھا کہ مریم یہ چیزیں تم تک کہاں سے پہنچی ہیں انہوں نے فرمایا کہ یہ اللہ کے پاس سے آتی ہیں وہ جس کو چاہتا ہے بغیر حساب رزق دیتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

اصحاب کہف کا واقعہ

۳۳۲. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَإِذْ أَعْرَضْنَا عَنْهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ فَأَوْأَىٰ إِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُم مِّن رَّحْمَتِهِ وَيُهَيِّئْ

لَكُمْ مِّنْ أَمْرِكُمْ مَّرْفَقًا ۝۱۱﴾ وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَزُورُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا

غَرَبَتْ تَقَرَّبُ مِنْهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ ﴿الْآيَةُ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”جب تم ان کافروں اور ان کے معبودوں سے الگ ہو گئے جن کی وہ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں تو غار کی طرف ٹھکانا پکڑو تمہارا رب تمہارے لیے اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے کام میں آسانی مہیا کر دے گا۔ اور تو دیکھے گا سورج کو کہ جب وہ طلوع ہوتا ہے تو ان کے غار سے وہی طرف کو ہو کر نکلتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو بائیں طرف کو ان سے کتر آ کر نکل جاتا ہے۔“ (یعنی سورج کے نکلنے اور غروب ہونے کے وقت وہ سورج کی حدت سے محفوظ رہتے ہیں) (الکہف: ۱۶)

تفسیری نکات: چوتھی آیت میں اصحاب کہف کا ذکر ہے کہ جب ان کو یہ معلوم ہو گیا کہ بستی میں رہ کر وہ اللہ کی عبادت نہیں کر سکتے تو وہ کافروں کو اور ان کے معبودان باطل کو چھوڑ کر ایک غار میں چلے گئے جہاں اللہ تعالیٰ نے ان پر دامن رحمت پھیلا دیا اور ان کے لئے جملہ امور اہل اور آسان فرما دیئے وہ غار میں کشادہ جگہ میں آرام کے لیے لیٹ گئے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے سورج بوقت طلوع ان کے غار سے ذرا سادائیں جانب کو جھک جاتا اور بوقت غروب ان کی بائیں جانب چلا جاتا اور اس طرح وہ دھوپ کی گرمی سے محفوظ آرام سے سوتے رہے۔ (تفسیر مظہری۔ تفسیر عثمانی)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کھانے میں برکت کا واقعہ

۱۵۰۳. وَعَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوا أَنْاسًا فَقَرَأَ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَرَّةً: ”مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامٌ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ، وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامٌ أَرْبَعَةٍ فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ بِسَادِسٍ“ أَوْ كَمَا قَالَ: وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ، وَانْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشْرَةٍ، وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ تَعَشَّى عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَبِثَ حَتَّى صَلَّى الْعِشَاءَ، ثُمَّ رَجَعَ فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللَّهُ قَالَتْ امْرَأَتُهُ: مَا حَبَسَكَ عَنْ أَضْيَا فِكَ، قَالَ: أَوْ مَا عَشَيْتِهِمْ؟ قَالَتْ: أَبَوَا حَتَّى تَجِئَ وَقَدْ عَرَضُوا عَلَيْهِمْ قَالَ: فَذَهَبْتُ أَنَا فَاخْتَبَأْتُ فَقَالَ: يَا غَنَشْرُ! فَجَدَّعَ وَسَبَّ، وَقَالَ: كُلُوا لَا هَيْبَتًا وَاللَّهِ لَا أَطْعَمُهُ أَبَدًا قَالَ: وَإِنَّمِ اللَّهُ مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنْ لُقْمَةٍ إِلَّا رَبًّا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا حَتَّى شَبِعُوا وَصَارَتْ أَكْثَرُ مِمَّا كَانَتْ قَبْلَ ذَلِكَ فَظَرَ إِلَيْهَا أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ: يَا أُخْتُ بَنِي فِرَاسٍ مَا هَذَا؟ قَالَتْ لَا وَفَرَّةٌ عَيْنِي لَهَى الْآنَ أَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذَلِكَ بِثَلَاثِ مَرَّاتٍ! فَأَكَلَ مِنْهَا أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ: إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ، بِعَيْنِي يَمِينُهُ ثُمَّ أَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً ثُمَّ حَمَلَهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاصْبَحَتْ عِنْدَهُ. وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَمَضَى الْأَجَلَ، فَتَفَرَّقْنَا اثْنَى عَشَرَ رَجُلًا مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ أَنْاسٌ، اللَّهُ أَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ فَأَكَلُوا مِنْهَا أَجْمَعُونَ. وَفِي رِوَايَةٍ فَحَلَفَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَطْعَمُهُ، فَحَلَفَتِ الْمَرْأَةُ لَا تَطْعَمُهُ، فَحَلَفَ الضَّيْفُ. أَوِ الْأَضْيَافُ. أَنْ لَا يَطْعَمَهُ، أَوْ يَطْعَمُوهُ حَتَّى يَطْعَمَهُ. فَقَالَ: أَبُو بَكْرٍ هَذِهِ مِنَ الشَّيْطَانِ! فَدَعَا بِالطَّعَامِ

فَاكَلُوا وَاجْعَلُوا لَا يَرْفَعُونَ لَقْمَةً إِلَّا رَبَّتْ مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا فَقَالَ: يَا أُخْتُ بَنِي فِرَاسٍ، مَا هَذَا؟
فَقَالَتْ: وَقُرَّةُ عَيْنِي إِنَّهَا الْآنَ أَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ أَنْ نَأْكُلَ! فَاكَلُوا وَبَعَثَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَذَكَرَ أَنَّهُ أَكَلَ مِنْهَا. وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ: دُونَكَ أَضْيَافُكَ فَإِنِّي مُنْطَلِقٌ إِلَى
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَفْرُغُ مِنْ قِرَاهُمْ قَبْلَ أَنْ أَجِيءَ، فَاَنْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ فَاتَاهُمْ بِمَا عِنْدَهُ، فَقَالَ
: اطْعَمُوا، فَقَالُوا: أَيْنَ رَبُّ مَنْزِلِنَا؟ قَالَ: اطْعَمُوا، قَالُوا: مَا نَحْنُ بِأَكْلِيْنَ حَتَّى يَجِيءَ رَبُّ مَنْزِلِنَا، قَالَ:
اقْبَلُوا عَنَّا قِرَاكُمْ فَإِنَّهُ إِنْ جَاءَ وَلَمْ تَطْعَمُوا لَنَلْقَيْنَ مِنْهُ فَأَبَوْا، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ يَجِدُ عَلَيَّ، فَلَمَّا جَاءَ تَنَحَّيْتُ
عَنْهُ، فَقَالَ: مَا صَنَعْتُمْ؟ فَأَخْبَرُوهُ، فَقَالَ: يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ فَسَكْتُ: ثُمَّ قَالَ: يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ فَسَكْتُ،
فَقَالَ يَا غَنَشَرُ: أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ إِنْ كُنْتُ تَسْمَعُ صَوْتِي لَمَّا جِئْتُ! فَخَرَجْتُ فَقُلْتُ: سَلْ أَضْيَافُكَ،
فَقَالُوا: صَدَقَ! اتَّانَاهُ: فَقَالَ: إِنَّمَا انتَظَرْتُ تُمُونِي وَاللَّهِ لَا أَطْعَمُهُ اللَّيْلَةَ: فَقَالَ الْآخَرُونَ: وَاللَّهِ
لَا نَطْعَمُهُ حَتَّى تَطْعَمَهُ، فَقَالَ: وَيَلَكُمْ! مَا لَكُمْ لَا تَقْبَلُونَ عَنَّا قِرَاكُمْ؟ هَاتِ طَعَامَكَ فَجَاءَ بِهِ فَوَضَعَ يَدَهُ
فَقَالَ: بِسْمِ اللَّهِ الْأُولَى مِنَ الشَّيْطَانِ، فَاكَلُوا وَاجْعَلُوا، مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

قَوْلُهُ، "غَنَشَرُ" بِغَيْنٍ مُعْجَمَةٌ مَضْمُومَةٌ ثُمَّ نُونٌ هَا كِنَةٌ ثُمَّ نَاءٌ مُثَلَّثَةٌ وَهُوَ: الْعَبِيُّ الْجَاهِلُ. وَقَوْلُهُ
"فَجَدَّعَ": أَيْ شَتَمَهُ، وَالْجَدَّعُ الْقَطْعُ. قَوْلُهُ، "يَجِدُ عَلَيَّ" هُوَ بِكَسْرِ الْجِيمِ: أَيْ يَغْضَبُ.

(۱۵۰۳) حضرت ابو محمد عبد الرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیان فرماتے ہیں کہ اصحاب صفہ فقراء تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے آدمی کو اپنے ساتھ لے جائے جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو پانچویں، چھ آدمی کو لے جائے۔ یا جس طرح آپ ﷺ نے فرمایا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین آدمیوں کو لے گئے اور نبی کریم ﷺ دس افراد کو لے گئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام کا کھانا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھایا اور پھر وہیں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ عشاء کی نماز پڑھی پھر گھر لوٹے تو رات کا کچھ حصہ جتنا اللہ نے چاہا گزر چکا تھا۔ ان کی اہلیہ نے فرمایا کہ کیا وجہ ہوئی کہ آپ مہمانوں کی خاطر کے لیے نہ آئے؟ اس پر انہوں نے دریافت کیا تو کیا تم نے انہیں ابھی تک رات کا کھانا نہیں کھلایا۔ اہلیہ نے بتایا کہ انہوں نے آپ کے آنے تک کھانے سے انکار کر دیا ورنہ گھر والوں نے انہیں کھانا پیش کیا تھا۔

حضرت عبد الرحمن فرماتے ہیں کہ میں جلدی سے چھپ گیا، آپ نے فرمایا اونا دان۔ اور مجھے بد دعا دی اور برا بھلا کہا اور فرمایا کہ کھاؤ تمہارے لیے خوشگوار نہ ہو۔ اللہ کی قسم میں تو یہ کبھی نہیں چکھوں گا۔

راوی حدیث حضرت عبد الرحمن فرماتے ہیں کہ اللہ قسم ہم جو بھی لقمہ لیتے تھے تو نیچے سے اس سے کئی گنا بڑھ جاتا تھا یہاں تک کہ مہمان سیر ہو گئے اور اس سے کہیں زیادہ ہو گیا جتنا پہلے تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھانے کے برتن کی طرف دیکھا اور اپنی بیوی سے کہا کہ اے بنی فراس کی بہن یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم یہ کھانا اب پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔

پھر اس میں کچھ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھایا اور فرمایا کہ ان کی قسم شیطان کی طرف سے تھی پھر اس سے ایک لقمہ کھایا پھر اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے وہ کھانا صبح تک آپ ﷺ کے پاس رہا ہمارے درمیان اور ایک قوم کے درمیان معاہدہ تھا جس کی مدت ختم ہو چکی تھی اور ہم بارہ آدمی متفرق ہو گئے ہر ایک کے ساتھ کچھ لوگ تھے ہر ایک کے ساتھ کتنے تھے یہ اللہ ہی جانتا ہے، اور ان سب نے وہ کھانا کھایا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھائی کہ وہ کھانا نہیں کھائیں گے اور ان کی اہلیہ نے بھی قسم کھالی کہ وہ بھی نہیں کھائیں گی اس پر کسی مہمان یا سب مہمانوں نے بھی قسم کھالی کہ اس وقت تک کھانا نہیں کھائیں گے جب تک حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے ساتھ نہ کھائیں۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ قسم شیطان کی طرف سے ہے اور کھانا منگوایا اور خود بھی کھایا اور مہمانوں کو بھی کھلایا۔ جو لقمہ بھی وہ اٹھاتے تھے نیچے سے اس سے زیادہ بڑھ جاتا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ اے بنو فراس کی بہن! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میری آنکھوں ٹھنڈک کی قسم یہ اب ہمارے کھانا شروع کرنے سے پہلے سے بھی زیادہ ہے غرض سب نے کھایا اور کھانا بچ گیا اسے انہوں نے نبی کریم ﷺ کے پاس بھیج دیا اور راوی نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے بھی اس میں تناول فرمایا۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے عبدالرحمن سے کہا کہ تم اپنے مہمانوں کی دیکھ بھال کرو۔ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جا رہا ہوں تم میرے آنے تک ان کی مہمان نوازی سے فارغ ہو جانا۔ عبدالرحمن نے جو کچھ تھا وہ لا کر مہمانوں کے سامنے رکھ دیا اور کہا کہ کھاؤ۔ مہمانوں نے کہا کہ ہمارے گھر والے کہاں ہیں۔ عبدالرحمن نے کہا کہ آپ کھائیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس وقت تک نہ کھائیں جب تک ہمارے گھر والے نہ آجائیں۔ عبدالرحمن نے کہا کہ آپ ہماری طرف سے اپنی مہمان نوازی قبول کریں اس لیے کہ اگر آپ نے نہ کھایا اور وہ آگئے تو ہمیں ان کی ناراضگی برداشت کرنا پڑے گی۔ مہمانوں نے پھر بھی انکار کیا۔ میں نے سمجھ لیا کہ اب ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ پر ناراض ہوں گے اس لیے جب وہ آئے میں ایک طرف ہو گیا۔ انہوں نے دریافت کیا کہ تم نے کیا کیا تو اہل خانہ نے بتلا دیا۔ انہوں نے آواز دی اے عبدالرحمن، میں خاموش رہا انہوں نے پھر کہا کہ اے عبدالرحمن میں پھر خاموش رہا۔ انہوں نے کہا کہ اسے نادان میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ اگر تو میری آواز سن رہا ہے تو ادھر آ۔ اس پر میں نکل کر آیا اور کہا کہ آپ اپنے مہمانوں سے پوچھ لیں۔ مہمانوں نے بتایا کہ عبدالرحمن نے سچ کہا ہے یہ ہمارے پاس کھانا لایا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم میرا انتظار کرتے رہے اللہ کی قسم میں آج کی رات کھانا نہیں کھاؤں گا۔ دوسروں نے کہا کہ اللہ کی قسم جب تک آپ نہ کھائیں ہم بھی نہیں کھائیں گے تو آپ نے فرمایا کہ افسوس ہے کہ کیا تم ہماری مہمان نوازی قبول نہیں کرتے؟ لاؤ اپنا کھانا عبدالرحمن کھانا لائے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہاتھ بڑھا کر فرمایا بسم اللہ۔ پہلی حالت یعنی قسم شیطان کی طرف سے تھی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی کھانا کھایا اور مہمانوں نے بھی کھایا۔ (متفق علیہ)

غشتر: کے معنی ہیں جاہل غبی۔ جدع کے معنی ہیں برا بھلا کہا اور جدع کے اصل معنی کاٹنے کے ہیں۔ یجد علی: کے معنی ہیں

مجھ پر ناراض ہوں گے۔

تخریج حدیث (۱۵۰۳): صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلاة، باب السمر مع الاہل . صحیح مسلم، کتاب

الاشربة . باب اکرام الضیف وفضل ایشارہ .

کلمات حدیث: جددع : ناک کان کٹنے کی دعا کی۔ یعنی برا بھلا کہا۔ قرۃ العین : آنکھوں کی ٹھنڈک خوشی اور مسرت سے کنایہ ہے۔ یہاں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہیں۔ بعض کی رائے ہے کہ رسول اللہ ﷺ مراد ہیں۔ فافرع من قراہم : ان کی مہمان نوازی سے فارغ ہو جاؤ۔ تنجیت : میں ان کی ناراضگی سے ڈر کر ایک طرف ہو گیا اور چھپ گیا۔

راوی حدیث: حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما صلح حدیبیہ کے وقت اسلام لائے اور اس کے بعد تمام غزوات میں شرکت فرمائی جنگ یمامہ میں اپنی بہادری کے کمالات دکھائے۔ ان سے آٹھ احادیث مروی ہیں جن میں سے تین متفق علیہ ہیں۔ ۵۳ میں انتقال فرمایا۔ (الاصابة فی تمییز الصحابة)

شرح حدیث: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت ظاہرہ بیان ہوئی ہے کہ تھوڑا سا کھانا بہت سے آدمیوں کو کافی ہو گیا۔ اصحاب صفہ فقراء اور مساکین تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے آدمی کو یعنی اصحاب صفہ میں سے اپنے ساتھ لے جائے اور جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ اپنے ساتھ ان اصحاب صفہ میں پانچویں اور چھٹے کو لے جائے۔ ایک موقع پر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین آدمیوں کو اپنے ساتھ لے گئے اور رسول اللہ ﷺ دس افراد کو ساتھ لے گئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کھانے میں برکت ہوئی اور کھانے میں اس قدر اضافہ ہوا کہ سب نے کھایا اور سب کے کھانے کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کھانا رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر گئے اور آپ ﷺ نے بھی تناول فرمایا۔

(فتح الباری : ۲/۲۸۳ . شرح صحیح مسلم : ۱۴/۱۸ . دلیل الفالحین : ۴/۲۷۳)

امت محمدیہ ﷺ کے صاحب الہام حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں

۱۵۰۳ . وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ نَاسٌ مُحَدَّثُونَ، فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ رِوَايَةٍ : عَائِشَةَ . وَفِي رِوَايَتِهِمَا قَالَ ابْنُ وَهْبٍ : "مُحَدَّثُونَ" : أَيُّ مُلْهُمُونَ .

(۱۵۰۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلے جو امتیں ہوتیں ان

میں کچھ لوگ محدث ہوتے تھے اگر میری امت میں کوئی ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔ (بخاری)

مسلم نے اس روایت کو حضرت عائشہ سے نقل کیا ہے اور ان دونوں کی روایت میں ہے کہ ابن وہب نے کہا کہ "محدثون" کے معنی

"ملہمون" کے ہیں یعنی جنہیں اللہ کی طرف سے الہام ہوتا ہے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۵۰۳): صحیح البخاری، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر . صحیح مسلم، کتاب

فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر .

شرح حدیث: محدث: اللہ تعالیٰ کے اس خوش نصیب بندے کو کہا جاتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بکثرت الہامات ہوتے ہوں اور اس بارے میں اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خصوصی معاملہ ہو اور وہ نبی نہ ہو بلکہ کسی نبی کا امتی ہو۔

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ محدث کے معنی میں خاصاً اختلاف ہے اکثر کی رائے یہی ہے کہ وہ شخص جسے بکثرت الہام ہوتا ہو وہ محدث ہے ان کا کہنا ہے کہ وہ آدمی جو صادق الظن ہو اور جس کے قلب میں ملأ اعلیٰ سے القاء کیا جاتا ہو وہ محدث ہے یعنی وہ شخص جس سے بات کی گئی۔ اور کسی نے کہا کہ محدث وہ ہے جس کے ارادے اور نیت کے بغیر اس کی زبان سے صحیح بات جاری ہو جائے۔ اور کسی نے کہا کہ محدث کے معنی مکلم کے ہیں یعنی جس سے بات کی گئی یعنی جس سے فرشتے ہم کلام ہوں حالانکہ وہ نبی نہ ہو۔ چنانچہ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس سے کیوں کربات کی جاتی ہے فرمایا کہ ملائکہ اس کی زبان سے بات کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے ارشاد مبارک کا مفہوم یہ ہے کہ اگلی امتوں میں ایسے لوگ ہوتے تھے اور میری امت میں اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو اس خصوصیت سے نوازا ہے تو وہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ بلاشبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ تخصیص اور امتیاز حاصل تھا جس پر متعدد احادیث دلالت کرتی ہیں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور اس کے قلب پر حق رکھ دیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جن خاص انعامات سے نوازا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جو بات ان کے دل میں آتی ہے اور جو کچھ وہ زبان سے کہتے ہیں وہ حق ہی ہوتا ہے۔

امت محمدیہ ﷺ میں ایسے لوگوں کا وجود جن پر اللہ کی طرف سے الہام ہوتا ہو بطور انعام اور اکرام ہے۔ جبکہ بنی اسرائیل میں ”محدثون“ کا وجود بنائے ضرورت اور احتیاج تھا بالخصوص ان زمانوں میں جب ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوتا تھا اس دور فترت میں انہیں محدثون سے راہنمائی حاصل ہوتی تھی۔ جبکہ امت محمدیہ کے پاس قرآن و سنت اصل حالت میں اور مکمل موجود ہیں اس لیے اس امت میں محدثون کا وجود اللہ تعالیٰ کا فضل اور خاص انعام ہے۔ اسی لیے ضروری ہے کہ ”محدث“ اور ”ملہم“ یہ دیکھے کہ اس کا الہام قرآن و سنت کے مطابق ہے یا نہیں ہے، اگر اس کا الہام قرآن و سنت کے برخلاف ہو تو وہ قابل رد ہے۔

(فتح الباری: ۴۲۰/۲ . عمدة القاری: ۲۷۵/۱۶ . صحیح مسلم بشرح النووی: ۱۳۵/۱۵ .

تحفة الاحوذی: ۱۷۴/۱۰ . معارف الحدیث: ۳/۲)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بددعاء

۱۵۰۵ . وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: شَكَاهُ أَهْلُ الْكُوفَةِ سَعْدًا، يَعْنِي ابْنَ أَبِي

وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَمَارًا فَشَكُّوا حَتَّى ذَكَرُوا أَنَّهُ لَا يُحْسِنُ يُصَلِّي. فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: يَا أَبَا إِسْحَاقَ، إِنَّ هَؤُلَاءِ يَزْعُمُونَ أَنَّكَ لَا تُحْسِنُ تُصَلِّي. فَقَالَ: أَمَّا أَنَا وَاللَّهِ فَإِنِّي كُنْتُ أَصَلِّي بِهِمْ صَلَوةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أُحْرِمُ عَنْهَا أَصَلِّي صَلَاةَ الْعِشَاءِ فَأَرْكَدُ فِي الْأَوَّلِينَ وَأُخِفُ فِي الْآخِرِينَ، قَالَ: ذَلِكَ الظَّنُّ بِكَ يَا أَبَا إِسْحَاقَ وَأَرْسَلَ مَعَهُ رَجُلًا. أَوْرَجَالًا إِلَى الْكُوفَةِ يَسْأَلُ عَنْهُ أَهْلُ الْكُوفَةِ فَلَمَّ يَدْعُ مَسْجِدًا إِلَّا سَأَلَ عَنْهُ، وَيُثْنُونَ مَعْرُوفًا، حَتَّى دَخَلَ مَسْجِدًا لِبَنِي عَبْسٍ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ، يَقَالَ لَهُ: أَسَامَةُ بْنُ قَتَادَةَ، يُكْنَى أَبَا سَعْدَةَ، فَقَالَ: أَمَّا إِذْ نَشَدْتَنَا فَإِنْ سَعْدًا كَانَ لَا يَسِيرُ بِالسَّرِيَّةِ وَلَا يُقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ، وَلَا يَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ. قَالَ سَعْدٌ: أَمَّا وَاللَّهِ لَأَدْعُونَ بِنَلَاثٍ: اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ عَبْدُكَ هَذَا كَاذِبًا، قَامَ رِيَاءً، وَسُمْعَةً، فَاطْلُ عُمْرَةٍ، وَأَطْلُ فَقْرَةٍ، وَعَرَضُهُ لِلْفِتَنِ. وَكَانَ بَعْدَ ذَلِكَ إِذَا سُئِلَ يَقُولُ: شَيْخٌ كَبِيرٌ مَفْتُونٌ: أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعْدٍ. قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمِيرٍ الرَّائِي عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ: فَأَنَا رَأَيْتُهُ بَعْدَ قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلَى عَيْنَيْهِ مِنَ الْكِبَرِ، وَإِنَّهُ لَيَتَعَرَّضُ لِلْجَوَارِي فِي الطَّرِيقِ فَيَغْمِزُهُنَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۵۰۵) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ اہل کوفہ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت سعد بن ابی وقاص کی شکایت کی، جس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں مغرول کر دیا اور ان کی جگہ حضرت عمار بن یاسر کو عامل مقرر کر دیا۔

اہل کوفہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت میں یہاں تک کہا کہ یہ نماز بھی اچھے طریقے سے نہیں پڑھاتے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی طرف پیغام بھیجا۔ اور کہا کہ اے ابواسحاق (یہ حضرت سعد کی کنیت ہے) ان لوگوں کا خیال ہے کہ تم نماز بھی صحیح نہیں پڑھاتے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں ان کو رسول اللہ ﷺ جیسی نماز پڑھاتا تھا میں اس میں کوئی کمی نہیں کرتا تھا۔ میں مغرب و عشاء کی نماز پڑھاتا ہوں پہلی دو رکعتوں میں قیام لمبا کرتا ہوں اور پچھلی رکعتوں میں مختصر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے ابواسحاق تمہارے متعلق یہی گمان تھا اور ان کے ساتھ ایک یا کئی آدمی کوفہ بھیجتا کہ وہ سعد کی بابت اہل کوفہ کی رائے معلوم کریں۔ ان لوگوں نے کوفہ کی ہر مسجد میں جا کر ان کے بارے میں دریافت کیا سب نے ان کی تعریف کی حتیٰ کہ وہ نبیوں کی مسجد میں آئے تو وہاں نمازیوں میں سے اسامہ بن قتادہ نامی ایک شخص جس کی کنیت ابوسعید تھی کھڑا ہوا اور وہ بولا کہ آپ نے ہمیں قسم دلائی ہے تو میں بتاتا ہوں کہ سعد جہاد میں لشکر کے ساتھ نہیں جاتے تھے، مال غنیمت برابر نہیں تقسیم کرتے تھے اور فیصلے کے وقت انصاف نہیں کرتے تھے۔

سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں تین باتوں کی دعا کروں گا۔ اے اللہ اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے اور یا کاری اور شہرت کی خاطر کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر لمبی کر دے فقر میں اضافہ کر دے اور اسے فتنوں کا نشانہ بنا دے۔

ایسا ہی ہوا اور بعد میں جب اس کا حال دریافت کیا جاتا تو وہ کہتا کہ مبتلائے فتن ہوڑا ہوں مجھے سعد کی بددعا لگی ہے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرنے والے راوی عبدالملک بن عمیر کہتے ہیں کہ میں نے بعد میں اسے اس حال میں دیکھا کہ بڑھاپے کی وجہ سے اس کے دونوں ابرو اس کی آنکھوں پر گر گئے تھے اور وہ راستے میں لڑکیوں سے چھپڑ چھاڑ کرتا جاتا تھا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۵۰۵): صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب وجوب القراءة للامام، صحیح مسلم، کتاب

الصلاة، باب القراءة فی الظہر والعصر.

کلمات حدیث: واستعمل علیہم عمراً: اور عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے اوپر عامل مقرر کر دیا۔ عامل: گورنر۔ جمع عمال۔ لا آخرم: میں کی نہیں کرتا۔

شرح حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستجاب الدعوات تھے۔ جامع ترمذی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ جب سعد تجھ سے دعا کرے تو اس کی دعا قبول فرما۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو ۱۲ھ میں انہوں نے کوفہ شہر بسایا اور ۲۱ھ یا ۲۰ھ تک وہاں امیر رہے۔ اس کے بعد کوفہ کے بعض لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ان کی شکایت کی جس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے بارے میں تحقیق کرائی تو وہ شکایات جھوٹ ثابت ہوئیں لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصلحتاً انہیں معزول کر کے ان کی جگہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمادیا اور خلیفہ بن خیاط کا بیان ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز کے لیے مقرر فرمایا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیت المال پر مقرر کیا اور حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیمائش ارض پر مقرر فرمایا۔ جن افراد کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں تحقیق حال کے لیے روانہ فرمایا تھا وہ محمد بن مسلمہ تھے اور ان کے ساتھ بلیح بن عوف تھے۔ یہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ کی مساجد میں لے گئے اور وہاں ان کے بارے میں دریافت کیا سب نے ان کی تعریف کی۔ سوائے اس کے جس کو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بددعا دی اور وہ قبول ہوئی اور بعد میں لوگوں نے مشاہدہ کیا اور خود یہ شخص شدید بڑھاپے میں بری حرکات کرتا ہوا پھرتا تھا اور جب اس کا حال پوچھا جاتا تو کہتا کہ بڑھاپے کا مارا مبتلائے فتن فقیر ہوں۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بددعاء کا اثر

۱۵۰۶. وَعَنْ غُرُوَّةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ بْنَ عَمْرٍو بْنَ نُفَيْلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، خَاصَمْتُهُ أَرْوَى بِنْتُ أَوْسٍ إِلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، وَادَّعَتْ أَنَّهُ أَخَذَ شَيْئًا مِنْ أَرْضِهَا، فَقَالَ سَعِيدٌ: أَنَا كُنْتُ أَخَذْتُ مِنْ أَرْضِهَا شَيْئًا بَعْدَ الَّذِي سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! قَالَ: مَاذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا طَوَّقَهُ إِلَى سَبْعِ أَرْضِينَ" فَقَالَ لَهُ، مَرْوَانُ: لَا أَسْأَلُكَ بَيِّنَةً بَعْدَ هَذَا، فَقَالَ سَعِيدٌ: اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَتْ كَذِبَةً فَأَعْمِ بَصَرَهَا، وَأَقْتُلْهَا فِي أَرْضِهَا، قَالَ: فَمَا مَاتَتْ حَتَّى ذَهَبَ بَصَرُهَا، وَبَيْنَمَا هِيَ تَمْشِي فِي أَرْضِهَا إِذَا وَقَعَتْ فِي حُفْرَةٍ فَمَا تَتْ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ بِمَعْنَاهُ وَأَنَّهُ رَأَاهَا عُمَيَّاءَ تَلْتَمِسُ الْجُدْرَ تَقُولُ: أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعِيدٍ، وَأَنَّهُمَا مَرَّتْ عَلَى بَيْتٍ فِي الدَّارِ الَّتِي خَاصَمْتَهُ فِيهَا فَوَقَعَتْ فِيهَا وَكَانَتْ قَبْرَهَا.

(۱۵۰۶) حضرت عروہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اردو بنت اوس نے جھگڑا کیا اور ان کی شکایت لے کر مروان کے بن الحکم کے پاس گئی اور دعویٰ کیا کہ اس کی زمین سعید نے زبردستی لے لی۔ سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ کیا میں نے فرمان نبوی ﷺ سننے کے بعد بھی اس کی زمین ہلے لی۔ مروان نے دریافت کیا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ سے کیا بات سنی؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی کی بالشت بھر زمین لے لی روز قیامت اسے سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ یہ سن کر مروان نے کہا کہ اس کے بعد میں تم سے کوئی دلیل نہیں مانگتا۔

سعید بن زید بولے اے اللہ اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کو اندھا کر دے اور اس کو اسی زمین میں موت دیدے حضرت عروہ بیان کرتے ہیں کہ مرنے سے پہلے اس کی بیٹائی جاتی رہی اور وہ اپنی ہی زمین میں چل رہی تھی کہ ایک گڑھے میں گر کر مر گئی۔

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں جو محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر سے اسی کے ہم معنی منقول ہے۔ اس میں ہے کہ راوی حدیث محمد بن زید نے اس عورت کو دیکھا کہ وہ ناپینا ہو چکی تھی اور دیواریں ٹٹول کر چلتی تھی اور کہتی تھی کہ مجھے سعید کی بددعا لگ گئی۔ بعد ازاں وہ اسی گھر میں جس کے بارے میں وہ سعید سے جھگڑی تھی کنوئیں کے پاس سے گزر رہی تھی تو اس کنوئیں میں گر گئی اور وہیں اس کی قبر بن گئی۔

تخریج حدیث (۱۵۰۶): صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء في سبع ارضين. صحيح مسلم، کتاب

المساقاة، باب تحريم الظلم وغصب الأرض.

کلمات حدیث: تلتمس الجدر: ناپینا ہونے کے باعث دیواریں ٹٹولتی پھرتی تھی۔

شرح حدیث: حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور اس عورت کا جس نے آپ پر ناجائز الزام لگایا برا انجام ہوا۔ حدیث قدسی ہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو میرے دوست سے دشمنی رکھے گا میں اس سے جنگ کا اعلان کرتا ہوں۔ (فتح الباری: ۱۶/۲، شرح صحیح مسلم: ۴۰/۱۱)

حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نعش بالکل صحیح سالم تھی

۱۵۰۷. وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أُخَذَ دَعَانِي أَبِي مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ

: مَا أُرَانِي إِلَّا مُقْتُولًا فِي أَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنِّي لَا أَتْرُكُ بَعْدِي
أَعَزُّ عَلَيَّ مِنْكَ غَيْرَ نَفْسِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنْ عَلَيَّ دَيْنًا فَاقْضِ، وَاسْتَوْصِ بِأَخَوَاتِكَ
خَيْرًا، فَاصْبَحْنَا فَكَانَ أَوَّلَ قَتِيلٍ، وَدَفَنْتُ مَعَهُ، آخَرَ فِي قَبْرِهِ، ثُمَّ لَمْ تَطْبُ نَفْسِي أَنْ أَتْرُكَهُ، مَعَ آخَرَ
فَاسْتَخَرْتُ جَنَّتَهُ، بَعْدَ سِتَّةِ أَشْهُرٍ فَإِذَا هُوَ كَيَوْمِ وَصَعْتُهُ، غَيْرُ أَذْنِهِ فَبَجَعْتُهُ، فِي قَبْرِ عَلِيٍّ حِدَّةَ رِوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۵۰۷) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ احد کی شب میرے والد نے مجھے بلایا اور کہا کہ میرا خیال ہے کہ میں ان اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے ہوں جو سب سے پہلے شہید ہوں گے اور میں اپنے بعد رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی ایسا شخص نہیں چھوڑ کر جا رہا جو مجھے تم سے زیادہ عزیز ہو۔ میرے ذمہ قرض ہے وہ ادا کر دینا اور بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ جب اگلی صبح آئی تو سب سے پہلے شہید ہونے والے میرے والد تھے میں نے انہیں ایک اور شخص کے ساتھ دفن کر دیا۔ پھر میری طبیعت راضی نہ ہوئی کہ وہ کسی اور کے ساتھ مدفون ہوں تو چھ ماہ بعد میں نے انہیں قبر سے نکالا تو وہ سوائے کانوں کے اسی طرح تھے جس طرح میں نے انہیں قبر میں رکھا تھا۔ میں نے ان کو ایک علیحدہ قبر میں دفن کر دیا۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۵۰۷): صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب هل يخرج الميت من القبر.

کلمات حدیث: لم تطب نفسي: میرا دل راضی نہ ہوا، میری طبیعت مطمئن نہ ہوئی۔

شرح حدیث: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب غزوہ احد کا موقع پیش آیا تو اس رات میرے والد نے مجھے بلایا اور کہا کہ غزوہ احد میں جن اصحاب رسول اللہ ﷺ کو شہادت نصیب ہوگی میں ان میں سب سے پہلے ہوں گا۔ حاکم نے مستدرک میں روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس خیال کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے خواب میں مبشر بن عبد المذر کو دیکھا تھا جو جنگ بدر میں شہید ہو گئے کہ وہ ان سے کہہ رہے ہیں کہ تم بھی ہمارے پاس آ رہے ہو اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب رسول اللہ ﷺ کو سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تمہاری شہادت کی اطلاع ہے۔ چنانچہ یہی ہوا کہ غزوہ احد میں حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جام شہادت نوش کر گئے۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اور صحابی حضرت عمرو بن الجموح کے ساتھ دفن کر دیئے گئے جو کہ حضرت عبد اللہ کے دوست اور بہنوئی تھے۔ ابن اسحاق نے مغازی میں روایت کیا ہے کہ جب عبد اللہ بن عمرو اور عمرو بن الحمزہ دونوں شہید ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں کو ایک ہی قبر میں دفنادو کہ یہ دونوں دنیا میں بھی ساتھی اور رفیق تھے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری طبیعت اس بات پر راضی نہ ہوئی کہ میں انہیں اس طرح قبر میں رہنے دوں تو میں نے چھ ماہ بعد انہیں نکال کر دوسری قبر میں دفن کر دیا اس وقت ان کا سارا جسم محفوظ تھا سوائے اس کے کہ کان پر ذرا اثر تھا۔

امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی مؤطا میں عبد الرحمن بن حصصہ سے روایت کیا ہے کہ ایک زمانے میں سیلاب آیا جس سے حضرت عمرو بن الجموح اور حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبریں کھل گئیں، یہ دونوں انصاری صحابی تھے اور دونوں غزوہ احد میں شہید

ہوئے تھے۔ ان دونوں کو وہاں سے نکال کر دوسری جگہ دفن کیا اور ان دونوں کے اجسام اسی طرح تھے اور کوئی تغیر نہ ہوا تھا ایسا لگتا تھا جیسے کل ہی وفات ہوئی ہو۔ غزوہ احد میں ان میں سے ایک کے زخم آیا تھا اور انہوں نے زخم پر ہاتھ رکھ لیا تھا تو یہ ہاتھ بھی اسی طرح تھا جب اسے ہٹایا گیا تو خون بہہ نکلا تو دوبارہ ہاتھ اسی طرح رکھ دیا گیا۔ غزوہ احد میں ان کی شہادت اور ان کی اس موقع پر قبروں سے منتقلی کے درمیان چھیالیس برس کا عرصہ گزر چکا تھا۔

(فتح الباری : ۷۹۶/۱۔ روضة المتقین : ۴۹۶/۳۔ دلیل الفالحین : ۲۸۵/۴۔ شرح الزرقانی : ۶۸/۳)

دو صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کرامت

۱۵۰۸۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ وَمَعَهُمَا مِثْلُ الْمَصْبَاحَيْنِ بَيْنَ أَيْدِيهِمَا، فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَاحِدٌ حَتَّى آتَى أَهْلَهُ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ مِنْ طُرُقٍ، وَفِي بَعْضِهَا أَنَّ الرَّجُلَيْنِ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ، وَعَبَادُ بْنُ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا.

(۱۵۰۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ دو صحابہ کرام رات کی تاریکی میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے روانہ ہوئے تو ان کے آگے آگے دو چراغوں کے مثل روشنی چلی اور جب وہ راستے میں جدا ہوئے تو ہر ایک کے ساتھ ایک چراغ ہو گیا یہاں تک کہ وہ اپنے گھر آ گئے۔

امام بخاری نے اس حدیث کو کئی اسانید سے روایت کیا ہے جن میں سے بعض میں ہے کہ یہ دونوں اصحاب اسید بن حضیر اور عباد بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

تخریج حدیث (۱۵۰۸): صحیح البخاری، کتاب الصلاة، وهو فی باب قبل باب الخوخة والممر فی المسجد.

شرح حدیث: حضرت اسید بن حضیر اور حضرت عباد بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رات دیر تک رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھے رہے جب گھر واپس تشریف لے جانے کے لیے باہر نکلے تو تاریکی شدید تھی تو ان میں سے ایک کے ہاتھ میں موجود چھڑی یا عصا روشن ہو گئی اور جب ان کے راستے جدا ہوئے تو دوسرے کی بھی چھڑی روشن ہو گئی۔

یہ نور نبوت تھا اور ان اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت تھی۔ (فتح الباری : ۴۵۳/۱)

حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت

۱۵۰۹۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَةَ رَهْطٍ عَيْنًا سَرِيَّةً وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَاَنْطَلَقُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالْهَذَاةِ، بَيْنَ

عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوا لِحَيٍّ مِنْ هَذَا يُقَالُ لَهُمْ بَنُو لَحْيَانَ فَفَقَرُوا لَهُمْ بِقَرِيبٍ مِنْ مِائَةِ رَجُلٍ رَامَ فَاقْتَصَوْا
 اَثَارَهُمْ . فَلَمَّا أَحَسَّ بِهِمْ عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ لَجَأَ إِلَى مَوْضِعٍ ، فَاحَاطَ بِهِمْ الْقَوْمُ فَقَالُوا : أَنْزِلُوا فَاغْطُوا
 بِأَيْدِيكُمْ وَلَكُمْ الْعَهْدُ وَالْمِيثَاقُ أَنْ لَا تُقْتَلَ مِنْكُمْ أَحَدٌ : فَقَالَ عَاصِمٌ بْنُ ثَابِتٍ : أَيُّهَا الْقَوْمُ أَمَا أَنَا قَلَّا
 أَنْزِلْ عَلَى ذِمَّةِ كَافِرٍ : اللَّهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوا عَاصِمًا ،
 وَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلَاثَةٌ نَفَرٍ عَلَى الْعَهْدِ وَالْمِيثَاقِ ، مِنْهُمْ خُبَيْبٌ وَزَيْدُ بْنُ الدَّثَنِیَّةِ وَرَجُلٌ آخَرٌ . فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوا
 مِنْهُمْ أَطْلَقُوا أَوْتَارَ قَسِيهِمْ فَرَبَطَوْهُمْ : قَالَ الرَّجُلُ الثَّلَاثُ : هَذَا أَوَّلُ الْعَدْرِ وَاللَّهُ لَا أَصْحَبَكُمْ إِنْ لِيَ
 بِهِؤَلَاءِ أَسْرَةٌ يَرِيدُ الْقَتْلَى فَجَرُّوهُ ، وَعَا لَجَوْهُ فَأَبَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَقَتَلُوهُ وَأَنْطَلَقُوا بِخُبَيْبٍ ، وَزَيْدِ بْنِ
 الدَّثَنِیَّةِ ، حَتَّى بَاغَوْهُمَا بِمَكَّةَ بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ ، فَأَتَا عَ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرٍ بْنِ نَوْفَلٍ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ خُبَيْبًا ،
 وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ يَوْمَ بَدْرٍ ، فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيرًا حَتَّى أَجْمَعُوا عَلَى قَتْلِهِ . فَاسْتَعَارَ
 مِنْ بَعْضِ بَنَاتِ الْحَارِثِ مُوسَى يَسْتَحْجِبُهَا فَأَعَارَتْهُ فَدَرَجَ بَيْنَ لَهَا وَهِيَ غَافِلَةٌ حَتَّى آتَاهُ فَوَجَدَتْهُ
 مُجْلِسَهُ ، عَلَى فَحْدِهِ وَالْمُوسَى بِيَدِهِ ، فَفَرَعَتْ فَرَعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فَقَالَ : اتَّخَشِينَ أَنْ أَقْتُلَهُ ، مَا كُنْتُ
 لِأَفْعَلَ ذَلِكَ ! قَالَتْ : وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ أَسِيرًا خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ ، فَوَاللَّهِ لَقَدْ وَجَدْتُهُ ، يَوْمًا يَأْكُلُ قِطْفًا مِنْ
 عِنَبٍ فِي يَدِهِ وَإِنَّهُ لَمُؤْتِقٌ بِالْحَدِيدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرَةٍ ! وَكَانَتْ تَقُولُ : إِنَّهُ لَرِزْقُ رَزَقِهِ ، اللَّهُ خُبَيْبًا فَلَمَّا
 خَرَجُوا بِهِ مِنَ الْحَرَمِ قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ : دَعُونِي أَصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ، فَتَرَكَوهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ : وَاللَّهِ لَوْلَا
 أَنْ تَحْسَبُوا أَنَّ مَا بِي جَزَعٌ لَزِدْتُ : اللَّهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا ، وَأَقْتُلْهُمْ بَدَدًا ، وَلَا تَبْقِ مِنْهُمْ أَحَدًا وَقَالَ :

فَلَسْتُ أَبَالِي حِينَ أَقْتُلُ مُسْلِمًا

عَلَى أَيِّ جَنْبٍ كَانَ لِلَّهِ مَضْرَعِي

وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ وَإِنْ يَشَاءُ

يُبَارِكُ عَلَى أَوْصَالِ شَلْوِ مُمَزَّعٍ

وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ قَتَلَ صَبْرًا الصَّلَاةَ ، وَأَخْبَرَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 أَصْحَابَهُ ، يَوْمَ أَصِيبُوا خَبَرَهُمْ . وَبَعَثَ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَى عَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ حِينَ حَدَّثُوا أَنَّهُ قُتِلَ أَنْ يُؤْتُوا
 بِشَيْءٍ مِنْهُ يُعْرِفُ ، وَكَانَ قَتَلَ رَجُلًا مِنْ عُظَمَائِهِمْ ، فَبَعَثَ اللَّهُ لِعَاصِمٍ مِثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَتُهُ مِنْ
 رُسُلِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوا أَنْ يَقْطَعُوا مِنْهُ شَيْئًا ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَقَوْلُهُ "الْهَدَاةُ" : مَوْضِعٌ ، وَالظُّلَّةُ : السَّحَابُ
 وَالِدَّبْرُ : النَّحْلُ وَقَوْلُهُ "أَقْتُلْهُمْ بَدَدًا" بِكُسْرِ الْبَاءِ وَفَتْحِهَا فَمَنْ كَسَرَ قَالَ هُوَ جَمْعٌ بَدَّةً بِكُسْرِ الْبَاءِ
 وَهِيَ النَّصِيبُ وَمَعْنَاهُ : أَقْتُلْهُمْ حِصَصًا مُنْقَسِمَةً لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ نَصِيبٌ ، وَمَنْ فَتَحَ قَالَ مَعْنَاهُ :

مُتَفَرِّقَيْنِ فِي الْقَتْلِ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ مِنَ التَّبْدِيدِ. وَفِي الْبَابِ أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ صَحِيحَةٌ سَبَقَتْ فِي مَوَاضِعِهَا مِنْ هَذَا الْكِتَابِ مِنْهَا حَدِيثُ الْغُلَامِ الَّذِي كَانَ يَأْتِي الرَّاهِبَ وَالسَّاحِرَ وَمِنْهَا حَدِيثُ جُرَيْجٍ، وَحَدِيثُ أَصْحَابِ الْغَارِ الَّذِينَ أُطْبِقَتْ عَلَيْهِمُ الصَّخْرَةُ، وَحَدِيثُ الرَّجُلِ الَّذِي سَمِعَ صَوْتًا فِي السَّحَابِ يَقُولُ: اسْقِ حَدِيقَةَ فَلَانٍ، وَغَيْرُ ذَلِكَ. وَالِدَّلَائِلُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَشْهُورَةٌ، وَبِاللَّهِ التَّوْفِيقُ.

(۱۵۰۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس آدمیوں کا ایک دستہ جاسوس بنا کر روانہ فرمایا اور ان کا امیر حضرت عاصم بن ثابت انصاری کو مقرر فرمایا۔ یہ لوگ روانہ ہوئے اور جب ہدأة کے مقام پر پہنچے جو عسفان اور مکہ کے درمیان ایک جگہ ہے تو ہذیل کی ایک شاخ بنولیمان کو ان کی اطلاع کر دی گئی وہ فوراً اس کے قریب تیر اندازوں کو لے کر ان کے مقابلے کے لیے نکل آئے اور ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ جب حضرت عاصم اور ان کے رفقاء کو احساس ہوا تو انہوں نے ایک جگہ پناہ پکڑ لی اور بنولیمان کے لوگوں نے انہیں گھیر لیا اور کہا کہ نیچے اتر آؤ اور اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو ہم تم سے عہد و میثاق کرتے ہیں کہ تم میں سے کسی کو قتل نہ کریں گے۔ حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ لوگو! میں تو کسی کافر کے عہد پر نیچے نہیں اتروں گا اے اللہ تو ہمارے متعلق اپنے پیغمبر کو مطلع فرما دے۔ کافروں نے تیروں کی بوچھاڑ کر دی اور حضرت عاصم کو شہید کر دیا۔ تین اصحاب ان کے عہد پر نیچے اتر آئے جو ضعیف زید بن دشمنہ اور ایک اور صاحب تھے۔

کافروں نے جب ان پر غلبہ پالیا تو ان کی کمانوں کی تانتیں کھول کر انہیں اس سے باندھ دیا۔ تیسرے آدمی نے کہا کہ یہ پہلی بد عہدی ہے اللہ کی قسم میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا میرے لیے ان شہداء کا نمونہ ہے۔ دشمن نے ان کو کھینچا اور زبردستی کی مگر انہوں نے ساتھ جانے سے انکار کیا اس پر انہوں نے ان کو بھی شہید کر دیا۔ اور ضعیف اور زید بن دشمنہ کو لے کر روانہ ہوئے اور جنگ بدر کے بعد ان دونوں کو مکہ میں بیچ دیا۔ خبیث کو قوت حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کے بیٹوں نے خرید لیا اور ضعیف وہ شخص تھے جنہوں نے غزوہ بدر کے موقع پر حارث کو قتل کیا تھا۔ خبیث ان کے پاس قیدی کے طور پر رہے یہاں تک کہ انہوں نے انہیں شہید کرنے کا ارادہ کر لیا۔ قید کے دوران خبیث نے حارث کی بیٹی سے زیر ناف بال صاف کرنے کے لیے استر مانگا جو اس نے انہیں دیدیا۔ ایک موقع پر وہ غافل تھی اور اس کا بچہ ضعیف کے پاس چلا گیا اور ان کی گود میں بیٹھ گیا اور ضعیف کے ہاتھ میں وہ استرا تھا۔ اس پر وہ لڑکی گھبرا گئی اور ضعیف نے بھی اسے دیکھ لیا۔ بولے کیا تو ڈر رہی ہے کہ میں اس بچے کو قتل کر دوں گا میں کبھی بھی ایسا نہیں کروں گا۔

اس لڑکی کا کہنا تھا کہ اللہ کی قسم! میں نے خبیث سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم ایک دن میں نے انہیں دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں انگور کا خوشہ ہے اور وہ اس میں سے کھا رہے ہیں جبکہ وہ بیڑیوں میں بندھے ہوئے تھے اور ان دنوں مکہ میں کوئی پھل نہیں تھا۔ وہ کہتی تھی کہ یہ رزق خبیث کو اللہ کا عطا کردہ تھا۔

جب دشمن ضعیف کو حرم سے لے کر نکلے تاکہ انہیں ”حل“ میں لے جا کر شہید کر دیں تو ضعیف نے کہا کہ مجھے دو رکعت نماز پڑھنے دو۔ چنانچہ انہوں نے انہیں چھوڑ دیا اور انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں اور فرمایا کہ اللہ کی قسم اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم یہ سمجھو گے کہ میں موت

سے ڈر کر نماز پڑھ رہا ہوں تو میں اور نماز پڑھتا۔ پھر دعا فرمائی اے اللہ ان کی تعداد گن لے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے مار اور ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑ اور یہ شعر پڑھا۔

فلست ابالی حین اقتل مسلماً علی ای جنب کان للہ مصرعی

وذلك فی ذات الالہ وان یشاء یمارک علی اوصال شلو ممزع

”جب میں حالت اسلام میں مارا جا رہا ہوں تو مجھے پرواہ نہیں ہے کہ کس پہلو پر اللہ کے لیے میری موت واقع ہو۔ میری موت اللہ کی راہ میں ہے وہ اگر چاہے تو کٹے ہوئے جسم کے اعضاء میں برکت ڈال دے۔“

حضرت ضعیب وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہر اس شخص کے لیے جس کو پکڑ کر اور باندھ کر مارا جائے نماز کا طریقہ جاری کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو ان اصحاب کے بارے میں اسی روز خبر دیدی جب کافروں کو ان پر غلبہ حاصل ہوا اور قریش نے کچھ لوگوں کو عاصم بن ثابت کی طرف بھیجا جب انہیں بتلایا گیا کہ انہیں شہید کر دیا گیا ہے کہ ان کے جسم کا کوئی حصہ لے آئیں جس سے انہیں پہچانا جاسکے کیونکہ انہوں نے قریش کے ایک بڑے آدمی کو قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے عاصم کی لاش کی حفاظت کے لیے شہد کی بکھریں کا غول بھیج دیا جو بادل کی طرح ان پر سایہ لگن ہو گیا اور انہیں قریش کے فرستادوں سے بچا لیا اور وہ اس پر قادر نہیں ہوئے کہ ان کے جسم کا کوئی حصہ قطع کر سکیں۔ (بخاری)

ہداءۃ : ایک جگہ کا نام ہے۔ ظلہ کے معنی ہیں بادل۔ دبر کے معنی ہیں شہد کی مکھی۔

اقتلہم بددا : باء کے زیر اور زبرد دونوں طرح ہے۔ جنہوں نے زیر کے ساتھ پڑھا ہے ان کے نزدیک۔ بددا، بدۃ کی جمع ہے جس کے معنی نصیب اور حصہ کے ہیں۔ یعنی انہیں حصوں میں تقسیم کر کے مار کہ ہر ایک کے لیے اس میں حصہ ہو اور جنہوں نے زیر کے ساتھ پڑھا ہے انہوں نے کہا کہ اس کے معنی ہیں ان کو یکے بعد دیگرے الگ الگ کر کے مار۔ اس صورت میں یہ تبدیہ سے مشتق ہے۔

اثبات کرامت کے باب میں بہت سے صحیح احادیث ہیں۔ جو اس کتاب میں مختلف مقامات پر گزر چکی ہیں۔ ان میں سے اس لڑکے کا واقعہ جو جادوگر اور راہب کے پاس جاتا تھا، حدیث جزئی، ان غار والوں کا واقعہ جنہ کے غار کا دہانہ چٹان نے بند کر دیا تھا اور اس شخص کا واقعہ جس نے بادلوں میں سے آواز سنی تھی کہ اے بادل فلاں کے باغ کو سیراب کر اور ان کے علاوہ دیگر واقعات۔ بہر حال کرامات اولیاء کے بارے میں بکثرت دلائل ہیں اور مشہور ہیں۔ وباللہ التوفیق

تخریج حدیث (۱۵۰۹): صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب هل یستأسر الرجل۔

کلمات حدیث: رھط : ایک جماعت دس سے کم افراد کی جماعت۔ دس افراد پر بھی اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابو داؤد نے چھ نام ذکر کئے ہیں جو یہ ہیں: عاصم بن ثابت، یزید بن مرثد، ضعیب بن عدی، زید بن دثنہ، عبداللہ بن طارق اور خالد بن بکیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ابن سعد نے ساتواں نام بھی ذکر کیا ہے اور وہ ہیں معتب بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ عیناً: اور بعض روایات میں عیوناً عین دشمن کے بارے میں جاسوسی کرنے والا اور اس کے حالات معلوم کرنے والا۔

ہدایہ: عصفان سے سات میل کے فاصلے پر ایک جگہ کا نام۔ فنفر وہم: تیزی سے مقابلے کے لیے نکلے۔ اوتار قسیہم، اوتار جمع وتر: تانت: قسمی کمائیں۔ لمونق بالحدید: زنجیروں میں بندھے ہوئے پاؤں میں بیڑیاں پہنے ہوئے۔

دس قراء صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا واقعہ

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے دس اصحاب کی ایک جماعت کو قریش مکہ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے روانہ فرمایا۔ جب یہ جماعت عصفان کے قریب پہنچی تو اچانک دشمنوں کا ایک دستہ سامنے آ گیا جن میں سو تیر انداز تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ صحابہ کرام کی یہ جماعت صبح کے وقت رجب کے مقام پر پٹھری تھی اور وہاں انہوں نے کھجوریں کھائی تھیں۔ یہ لوگ رات کو چلتے تھے اور دن کو چھپ جاتے تھے۔ ہذیل کی ایک عورت کا ادھر سے گزر ہوا اس نے گٹھلی دیکھی تو وہ سمجھ گئی کہ یہ یثرب کی کھجور ہے اس پر اس نے دشمنوں کے اس دستے کو پکارا۔ یہ دستہ آ گیا اور انہوں نے پہاڑ میں چھپے ہوئے صحابہ کرام کو تلاش کر لیا۔

عاصم اور ان کے رفقاء نے دشمن کا احساس کیا تو وہ نذد نامی پہاڑ کی ایک چوٹی پر آ گئے۔ اس کے بعد دشمنوں نے انہیں گھیر لیا اور ان سے کہا کہ تم نیچے اتر آؤ ہم تم سے قتال نہیں چاہتے اور ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم تمہیں قتل نہیں کریں گے۔ حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے رفقاء سے کہا کہ میں تو کافروں کے عہد و بیان پر اس چوٹی سے نیچے نہیں اتروں گا۔ اے اللہ تو اپنے رسول ﷺ کو ہمارے بارے میں مطلع فرمادے۔ اس مرحلے پر دشمنوں نے تیر اندازی شروع کر دی اور حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے۔

تین صحابہ کرام یعنی حضرت خبیب، زید بن دھنہ اور ایک اور شخص کافروں کے عہد و بیان پر نیچے اتر آئے اور دشمنوں نے انہیں قیدی بنا کر کمائوں کے تاروں سے باندھ لیا۔ ان تینوں میں سے اس تیسرے صاحب نے کہا کہ یہ تو پہلے ہی غداری ہو گئی میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا میرے لیے میرے ساتھیوں کا نمونہ ہے یعنی شہادت۔ غرض وہ بھی شہید کر دیئے گئے اور کافروں نے حضرت خبیب اور زید بن دھنہ کو مکہ لے جا کر فروخت کر دیا۔

حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قیدی بنا کر رکھے گئے اور ان کے پیروں میں بیڑیاں ڈال دی گئیں مکہ کے بازاروں میں کہیں کوئی پھل نہیں تھا اور ان کے ہاتھوں میں انگوروں کا خوشہ تھا جس سے وہ انگور کھا رہے تھے۔ جب وہ قتل کے لیے لے جانے لگے تو انہوں نے دو رکعت نفل پڑھے جن کو رسول اللہ ﷺ نے برقرار رکھا۔

اس حدیث مبارک میں اصحاب رسول ﷺ کی متعدد کرامات کا بیان ہوا ہے۔ ایک یہ کہ حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کے مطابق ان کی شہادت کی خبر بذریعہ وحی اسی روز اپنے رسول اللہ ﷺ کو پہنچادی جس روز وہ عروس شہادت سے ہمکنار ہوئے۔ دوسرے قید و بند کی حالت میں اللہ کی جانب سے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بے موسم پھل عطا ہوئے۔ تیسرے حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد ان کے جسد کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کا ایک غول روانہ فرمادئے جس سے کافران کے جسم تک نہ پہنچ سکے۔ چوتھے انہوں نے ظالم قاتلوں کے بارے میں جو بد دعا کی وہ اسی کے مطابق اپنے انجام بد سے دوچار ہوئے۔

الصالحین (صلاح الدین): ۳۸۷/۲

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منشاء کے مطابق حکم نازل ہونا

۱۵۱۰. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَا سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ لَشَيْءٍ قَطُّ: إِنِّي لَا أَظُنُّهُ، كَذًّا إِلَّا كَانَ كَمَا يَظُنُّ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۵۱۰) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جس بات کے بارے میں

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میرا گمان یہ ہے کہ تو وہ بات اسی طرح ان کے گمان کے مطابق ظاہر ہوتی۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۵۱۰): صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب اسلام عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ

عنہ.

شرح حدیث: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے انتہا فہم و فراست کے مالک تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اعلیٰ درجہ کی بصیرت سے

سرفراز فرمایا تھا اور ان کی زبان اور قلب پر حق جاری فرمادیا تھا وہ کسی بات کے بارے میں فرماتے کہ میرا گمان (خیال) ہے کہ یہ بات اس

طرح ہوگی تو وہ اسی طرح ظاہر ہوتی تھی۔ (فتح الباری: ۴۷۲/۲. عمدة القاری: ۸/۱۷)



کتاب الأمور المنہی عنہا

(المباحث (۲۵۴)

بَابُ تَحْرِيمِ الْغِيبَةِ وَالْأَمْرِ بِحِفْظِ اللِّسَانِ
غیبت کی حرمت اور زبان کی حفاظت کا حکم

۳۳۳. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ
إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ﴾

وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا: فَكَرِهْتُمُوهُ! وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ
تَوَّابٌ رَحِيمٌ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”تم میں سے کوئی دوسرے کی غیبت نہ کرے کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ تم
اسے ناپسند کرتے ہو۔ اللہ سے ڈرو اللہ تعالیٰ توبہ کا قبول کرنے والا مہربان ہے۔“ (المحجرات: ۱۲)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں غیبت کی ممانعت اور اس کی برائی بیان فرمائی گئی ہے۔ غیبت یہ ہے کہ کسی کی غیر موجودگی میں اس کی
کوئی ایسی بات یا اس کے کسی ایسے حال یا فعل کا ذکر کیا جائے جس کے ذکر سے اسے ناگواری اور تکلیف ہو۔ چونکہ غیبت سے ایک شخص کی
رسوائی اور بے آبروئی ہوتی ہے اور اس کو تکلیف پہنچتی ہے اور دلوں میں فتنہ اور فساد کا بیج پڑتا ہے جس کے نتائج بعض حالات میں بڑے
خطرناک اور دور رس نکلتے ہیں۔ اس لیے غیبت کو سنگین ترین جرم قرار دیا گیا اور اسے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا گیا۔
یعنی مسلمان بھائی کی غیبت کرنا ایسا گندہ اور گھناؤنا کام ہے جیسے کوئی اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت نوچ کر کھائے کیا کوئی انسان اسے
پسند کرے گا پس سمجھ لو کہ غیبت اس سے بھی زیادہ شنیع حرکت ہے۔ (تفسیر عثمانی۔ معارف الحدیث)

قیامت کے روز اعضاء کے بارے میں سوال ہوگا

۳۳۴. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”اس بات کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم نہیں ہے بے شک کان آنکھ اور دل ان سب سے باز پرس ہوگی۔ (الاسراء: ۳۶)

تفسیری نکات: دوسری آیت کریمہ میں ارشاد ہوا ہے کہ بے تحقیق بات زبان سے نہ نکالو بلکہ آدمی کو چاہئے کہ کان آنکھ اور دل

ودماغ سے کام لے اور بلا تحقیق بات منہ سے نہ نکالے یا عمل میں لائے۔ سنی سنائی باتوں پر بے سوچے سمجھے یوں ہی اٹکل بچو کوئی حکم نہ لگائے یا عمل درآمد نہ شروع کرے۔ اس میں جھوٹی شہادت دینا، تہمتیں لگانا، بے تحقیق باتیں سن کر کسی کے درپے آزار ہونا یا بغض وعداوت قائم کر لینا باپ دادا کی تقلید یا رسم و رواج کی پابندی میں خلاف شرع اور ناحق باتوں کی حمایت کرنا ان دیکھی یا ان سنی چیزوں کو دیکھی یا سنی ہوئی بتلانا غیر معلوم اشیاء کی نسبت دعویٰ کرنا کہ میں جانتا ہوں یہ سب صورتیں اس آیت کے تحت داخل ہیں۔ یاد رکھنا چاہئے کہ قیامت کے روز آنکھ کان اور دل اور تمام جسمانی قوتوں اور صلاحیتوں کے بارے میں سوال ہوگا کہ انہیں کہاں کہاں استعمال کیا تھا۔

(دلیل الفالحین: ۴/۲۹۵)

۳۳۵۔ وَقَالَ تَعَالَى:

﴿ مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴾ (۱۸)

اعْلَمُ أَنَّهُ يَنْبَغِي لِكُلِّ مُكَلَّفٍ أَنْ يَحْفَظَ لِسَانَهُ عَنْ جَمِيعِ الْكَلَامِ إِلَّا كَلَامًا ظَهَرَ فِيهِ الْمَصْلَحَةُ، وَمَتَى اسْتَوَى الْكَلَامُ وَتَرَكُهُ فِي الْمَصْلَحَةِ فَالْسُّنَةُ الْإِمْسَاكُ عَنْهُ، لِأَنَّهُ قَدْ يَنْجَرُ الْكَلَامُ الْمُبَاحُ إِلَى حَرَامٍ أَوْ مُكْرُوهُ وَذَلِكَ كَثِيرٌ فِي الْعَادَةِ، وَالسَّلَامَةُ لَا يَعْدُ لَهَا شَيْءٌ.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”انسان جو لفظ بھی زبان سے نکالتا ہے اس کے پاس ہی ایک سخت گرامر موجود ہے۔“ (ق: ۱۸)

ہر مکلف شخص کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر طرح کے کلام کے وقت اپنی زبان کی حفاظت کرے اور صرف وہ بات کرے جو مصلحت کے مطابق ہو۔ اور جہاں بولنے اور نہ بولنے کی مصلحت برابر ہو وہاں خاموش رہنا سنت ہے اس لیے کہ بعض مرتبہ جائز اور صحیح گفتگو بھی حرام یا مکروہ تک پہنچا دیتی ہے اور یہ ایک عام بات اور سلامتی سے زیادہ بڑھ کر کوئی شے نہیں ہے۔

تفسیری نکات: تیسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ دو فرشتے اللہ کے حکم سے ہر وقت انسان کی تاک میں لگے رہتے ہیں جو لفظ اس کے منہ سے نکلے وہ اسے لکھ لیتے ہیں اور جو عمل اس سے صادر ہوا اسے لکھ لیتے ہیں۔

ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے

۱۵۱۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ”مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَهَذَا صَرِيحٌ فِي أَنَّهُ يَنْبَغِي أَنْ لَا يَتَكَلَّمَ إِلَّا إِذَا كَانَ الْكَلَامُ خَيْرًا وَهُوَ الَّذِي ظَهَرَ مَصْلَحَتُهُ، وَمَتَى شَكَّ فِي ظُهُورِ الْمَصْلَحَةِ فَلَا يَتَكَلَّمَ.

(۱۵۱۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ پر اور یوم آخرت پر

ایمان رکھتا ہے وہ یا تو بھلائی کی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔ (متفق علیہ)

اس حدیث سے یہ بات واضح ہے کہ آدمی اسی وقت بات کرے جب اس کی بات میں کوئی بھلائی اور خیر ہو اور جس کی مصلحت واضح ہو۔ اور اگر مصلحت میں شک ہو تو گفتگو ہی نہ کرے۔

تخریج حدیث (۱۵۱۱): صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من کان یومن باللہ والیوم الآخر . صحیح مسلم، کتاب اللقطہ، باب الضیافہ ونحوہ .

شرح حدیث: ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ جب آدمی بات کرے تو ایسی بات کرے جو اس کے حق میں اور سننے والوں کے حق میں کوئی نہ کوئی خیر اور بھلائی کا پہلو رکھتی ہو، محض بات برائے بات صاحب ایمان کا شیوہ نہیں ہے بلکہ اس کے لیے مناسب یہ ہے کہ اگر اسے بات کرنے میں خیر اور بھلائی کا پہلو نہ نظر آئے تو وہ سکوت اختیار کرے۔ (دلیل الفالحین: ۴/۲۹۵)



مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ و زبان کے شر سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں

۱۵۱۲. وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ أَفْضَلُ؟ قَالَ: "مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۵۱۲) حضرت ابو موسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مسلمانوں میں سے کون

افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۵۱۲): صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب ای الاسلام افضل . صحیح مسلم، باب بیان تفاضل الاسلام .

شرح حدیث: مسلمان کی شان یہ ہے کہ اس کے ہاتھ اور اس کی زبان سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچتی کیونکہ اسے معلوم ہے کہ ہر عمل پر وہ اللہ کے یہاں جواب دہ ہے۔ اور اس کی زبان پر دو فرشتوں کا پہرہ لگا ہوا کہ زبان سے کوئی لفظ ادا ہوا اور فرشتوں نے اسے لکھ لیا ہاتھ پیروں سے کوئی عمل ہوا وہ ضبط تحریر میں آ گیا اور پھر آخرت میں آنکھ کان اور دل سب کے بارے میں سوال ہوگا کہ آدمی نے انہیں کہاں کہاں استعمال کیا۔ مسلمان اللہ سے ڈرنے والے اور اس کی سزا کا خوف رکھنے والا ہوتا ہے اس لیے وہ ہر گھڑی محتاط رہتا ہے کہ اس کی زبان سے کوئی ایسا لفظ یا اس کے ہاتھ سے کوئی ایسا کام نہ ہو جس سے کسی کو تکلیف پہنچے اور اسے اس پر اللہ کے یہاں جواب دہ ہونا پڑے۔ کیونکہ مومن اپنے بھائی کے لیے وہی پسند کرتا ہے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ یہی مسلم کامل اور متقی فاضل ہے۔

حدیث مبارک میں زبان اور ہاتھ کا اس لئے ذکر ہوا کہ زبان دل کی ترجمان ہے اور بیشتر اعمال ہاتھوں سے انجام پاتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ مسلمان سے کسی دوسرے کو کوئی ایذا نہ پہنچے۔ (فتح الباری: ۱/۲۴۱. شرح صحیح مسلم للنووی: ۲/۱۲)



جنت کی ضمانت

۱۵۱۳۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۵۱۳) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مجھے اپنے دو جبرؤں کے درمیان کی چیز اور اپنی دونوں ٹانگوں کے درمیان کی چیز کی حفاظت کی ضمانت دیدے تو میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۵۱۳): صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان.

کلمات حدیث: من يضمن لي: جو مجھے ضمانت دیدے، جو مجھے یقین دلادے۔ ما بین لحيہ: اس کی چیز کی جو اس کے دونوں جبرؤں کے درمیان ہے یعنی زبان اور منہ جس سے انسان کھاتا ہے۔ لحيان: منہ کے دونوں طرف کی ہڈیاں، یعنی زبان واحد لحيۃ ہے۔ ما بین رجليہ: اس چیز کی جو دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے یعنی شرمگاہ۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مجھے اس بات کی ضمانت دیدے کہ وہ ہمیشہ سچ اور حق بات کہے گا ہمیشہ رزق حلال کھائے گا اور کسی برے کام میں مبتلا نہیں ہوگا میں اسے جنت کی بشارت دیتا ہوں۔ یعنی ہر بات اور ہر کام میں حق پر جمے رہنا اور ہر طرح کے محرمات اور حرام کاموں سے احتراز کرنا جنت میں لے جانے والا ہے۔

بولنے میں بے احتیاطی جہنم میں گرا دیتی ہے

۱۵۱۴۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَّبِعُ فِيهَا يَزُلُّ بِهَا إِلَى النَّارِ أَبْعَدَ مِمَّا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَمَعْنَى: "يَتَّبِعُ" يُفَكِّرُ أَنَّهَا خَيْرٌ أَمْ لَا.

(۱۵۱۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بندہ ایک بات کرتا ہے لیکن اس پر غور نہیں کرتا مگر وہ اس ایک بات سے مشرق و مغرب کے درمیان مسافت سے بھی زیادہ جہنم کی طرف گر جاتا ہے۔ (متفق علیہ)

یہین کے معنی ہیں غور و فکر کرنا کہ اس بات میں کوئی خیر ہے یا نہیں؟

تخریج حدیث (۱۵۱۴): صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، صحیح مسلم، کتاب الزہد، باب حفظ اللسان.

کلمات حدیث: یزل: پھسل جاتا ہے گر جاتا ہے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک کا مقصود یہ ہے کہ اللہ کا بندہ مؤمن بولنے سے پہلے اپنی بات پر غور کرے کہ وہ بات حق اور سچائی پر

مشتمل ہے اس کا کہہ دینا مقضائے مصلحت ہے اور اس میں لوگوں کے لیے بھلائی اور خیر ہے تب وہ بات کرے ورنہ خاموش رہنا زیادہ بہتر ہے۔ اور اس امر کا خیال رکھے کہ کوئی ایسی بات منہ سے نکلے جس میں اللہ کی ناراضگی ہو اور جو خلاف حق ہو اور جس میں کسی کی ایذاء رسانی کا پہلو ہو کہ ایسی بات جہنم کی طرف لے جانے والی ہے۔

(روضة المتقين: ۸/۴. دلیل الفالحین: ۲۹۶/۴. فتح الباری: ۳/۳۷۸)

زبان کی حفاظت نہ کرنے سے جہنم میں چلا جاتا ہے

۱۵۱۵. وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ تَعَالَى مَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَرْفَعُهُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ تَعَالَى لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۵۱۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ کوئی ایسی بات کہتا ہے کہ جس میں اللہ کی رضا ہو اگرچہ اسے اس کا خیال تک نہیں ہوتا مگر اللہ تعالیٰ اس کے کئی درجہ بلند فرمادیتا ہے اور بندہ کوئی ایسی بات کہتا ہے کہ جس میں اللہ کی ناراضگی ہو خواہ اس کو اس کی طرف توجہ بھی نہ ہو لیکن وہ اس کی وجہ سے جہنم میں گر جاتا ہے۔ (بخاری)

خریج حدیث (۱۵۱۵): صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان.

کلمات حدیث: لا یلقى لها بالاً: اس کی طرف دھیان تک نہیں دیتا۔ اسے توجہ تک نہیں ہوتی کہ اس نے کیا بات کہی ہے۔

شرح حدیث: ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ کلمہ خیر جس کے کہنے پر اللہ تعالیٰ بندہ مؤمن کے درجات بلند فرماتے ہیں وہ ہے جس سے کسی مسلمان پر ہونے والے ظلم اور زیادتی کی تلافی ہو، جس سے کسی مسلمان کی کوئی مصیبت ٹل جائے اور کوئی مشکل آسان ہو جائے یا کسی مظلوم کی مدد ہو جائے اور کسی فریادی کی وادری ہو جائے۔ ایسا کلمہ خیر کہنے پر اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو درجات بلند فرمادیتے ہیں اگرچہ کہنے والے کو احساس تک نہ ہو کہ اس کی بات کے کیا اثرات و نتائج مرتب ہوئے ہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ اسے معمولی بات سمجھ رہا ہو لیکن وہ اللہ کے یہاں عظیم جیسا کہ فرمایا:

﴿وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ﴾ (۱۵)

اسی طرح کوئی بندہ کوئی ایسی بات کہہ دیتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں اور یہ بات اس کو جہنم میں لے جانے کا سبب بن جاتی ہے۔ (فتح الباری: ۳/۳۷۸. روضة المتقين: ۶/۴. دلیل الفالحین: ۲۹۶/۴)

زبان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی دائمی رضاء اور دائمی ناراضگی

۱۵۱۶. وَعَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزْنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ تَعَالَى، مَا كَانَ يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ يَكْتُبُ اللَّهُ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ، إِلَى يَوْمٍ يَلْقَاهُ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ مَا كَانَ يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ يَكْتُبُ اللَّهُ لَهُ بِهَا سَخَطَهُ، إِلَى يَوْمٍ يَلْقَاهُ" رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمَوْطَأِ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ (۱۵۱۶) حضرت ابو عبد الرحمن بلال بن حارث مزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی

کوئی ایسی بات کرتا ہے جس میں اللہ کی رضا ہوتی ہے اسے گمان تک نہیں ہوتا کہ یہ بات کہاں تک پہنچے گی مگر اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لیے قیامت تک اپنی رضا لکھ دیتے ہیں۔ اور آدمی کسی وقت کوئی بات زبان سے نکالتا ہے جس میں اللہ کی ناراضگی ہوتی ہے اسے گمان تک نہیں ہوتا کہ یہ بات کہاں تک پہنچے گی مگر اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے لیے قیامت تک اپنی ناراضگی لکھ دیتا ہے۔ (اسے مالک نے موطا میں اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۱۵۱۶):

الحامع للترمذی، ابواب الزهد، باب قلة الكلام.

شرح حدیث: بندہ مومن بعض اوقات کسی پیشگی خیال اور توجہ کے بغیر کوئی ایسا کلمہ خیر کہہ دیتا ہے جو رضائے الہی کے مطابق ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ قیامت تک کے لیے اس کے لیے اپنی رضا مقدر فرمادیتے ہیں۔ امام زرقاتی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مطلب یہ ہے کہ اس سے کبھی ناراض نہیں ہوتے۔

اور کبھی کوئی شخص ایسی بات کہہ دیتا ہے جس میں اللہ کی ناراضگی ہوتی ہے اور اسے اندازہ تک نہیں ہوتا کہ یہ بات کہاں تک پہنچے گی اور اللہ تعالیٰ قیامت تک اس کے لیے اپنی ناراضگی لکھ دیتے ہیں۔

امام غزالی کی نصیحت

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہر قول اور فعل کے وقت غور کرنا چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ وہ رضائے الہی کے مطابق ہے یا نہیں ہے یہ نہ ہو کہ تمہارے اوپر اکتاہٹ اور جزع کی کیفیت طاری ہو اور تم اسے تصرع اور اہتال سمجھ رہے ہو اور تم ریاء کاری میں مبتلا ہو اور اس کو حمد و شکر کی حالت خیال کر رہے ہو اور ریاء اور تکبر سے لوگوں کو دعوت حق دے رہے اور بڑا کار خیر تصور کر رہے ہو۔ یعنی معاصی کو طاعات تصور کر رہے ہو اور قابل سزا کاموں پر ثواب کی امید لگا کر بیٹھے ہو۔ یہ ایک بہت بڑا دھوکہ ہے اور جہنم میں لے جانے والا ہے۔

(تحفة الاحوذی ۲۰/۷، روضة المتقين ۸/۴، دلیل الفالحین ۲۹۸/۴)

سب سے خطرناک چیز زبان ہے

۱۵۱۷. وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ حَدِّثْنِي بِأَمْرِ اعْتَصِمُ بِهِ قَالَ: "قُلْ رَبِّي اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقِمْ" قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَخَوْفَ مَا تَخَافُ عَلَيَّ؟ فَأَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهِ ثُمَّ قَالَ: "هَذَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۱۵۱۷) حضرت سفیان بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی بات ایسی بتائیے جس پر میں مضبوطی سے قائم ہو جاؤں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کہو کہ اللہ میرا رب ہے اور اس پر مضبوطی سے جم جاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے اوپر سب سے زیادہ خطرے والی کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا کہ یہ زبان۔ (ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۱۵۱۷): الجامع للترمذی، ابواب الزہد، باب ماجاء فی حفظ اللسان۔

کلمات حدیث: بأمر اعتصم بہ : مجھے کوئی ایسی بات بتلا دیجئے جسے میں مضبوطی سے پکڑ لوں۔

شرح حدیث: حضرت سفیان بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدمت اقدس میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسی بات بتا دیجئے جس کو میں مضبوطی سے تھام لوں اور کبھی اس سے ادھر ادھر نہ ہوں۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے عرض کیا کہ مجھے اسلام کی ایک ایسی جامع بات بتا دیجئے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے۔ یعنی ایسی جامع بات جو اسلام کے جملہ پہلوؤں کو مشتمل اور اس کے تمام امور کو احاطہ کئے ہوئے ہو اور اس قدر واضح ہو کہ مزید کبھی کسی توضیح کی ضرورت نہ ہو میں اس پر عمل کرتا رہوں اور اسے مضبوطی سے تھامے رکھوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہو میرا رب اللہ ہے اور اس پر جم جاؤ۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کہو کہ میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر اس پر جم جاؤ۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ارشاد نبوی آپ ﷺ کے جوامع کلم میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَمُوا﴾

یعنی یہ لوگ اللہ واحد پر ایمان لائے اور پھر اس ایمان پر اور اللہ کی اطاعت اور اس کی فرماں برداری پر استقامت اختیار کر لی اور مرتے دم تک اللہ کی بندگی اور اس کے احکام کی اطاعت پر قائم رہے۔

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایمان اور اسلام پر استقامت ایک دشوار امر ہے کہ اس استقامت میں عقائد اعمال اور اخلاق غرض دین کے جملہ امور داخل ہیں۔ امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں صراط مستقیم پر چلنا بھی ایسا ہی ہے جیسے روز قیامت پل صراط سے گزرنادونوں ہی بال سے باریک اور تلواریں سے زیادہ تیز ہیں۔

ازال بعد حضرت سفیان بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ وہ کون سی بات ہے جس سے آپ ﷺ میرے بارے میں اندیشہ کرتے ہیں کہ وہ مجھے راہ حق سے ہٹانے والی ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا کہ زبان۔

(تحفة الاحوذی: ۱۳۶/۷۔ شرح صحیح مسلم: ۸/۲۔ روضة المتقين: ۱۰/۴۔ دلیل الفالحین: ۲۹۸/۴)

باتوں کی کثرت دل کی سختی کی علامت ہے

۱۵۱۸۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللَّهِ : فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ وَإِنَّ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللَّهِ الْقَلْبُ الْقَاسِيُ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ .

— (۱۵۱۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ذکر کے بغیر کثرت سے باتیں نہ کرو کیونکہ اللہ کے ذکر کے بغیر کثرت سے باتیں کرنا قساوت قلبی کی علامت ہے اور لوگوں میں اللہ سے سب سے زیادہ دور قسی القلب (خت دل) ہے۔ (الترمذی)

تخریج حدیث (۱۵۱۸): الجامع للترمذی، ابواب الزہد، باب ابعث من اللہ القلب القاسی .

کلمات حدیث: قسوة القلب: دل کی سختی۔ سنگ دلی۔ قلب کا وعظ و نصیحت قبول نہ کرنا۔ حالات و واقعات سے موعظت نہ حاصل کرنا۔

شرح حدیث: اللہ کے ذکر اور اس کی یاد کے بغیر آدمی کے اپنے انجام اور آخرت سے بے پرواہ ہونے سے دل سخت ہو جاتے ہیں اور اس سنگ دلی اور قساوت قلبی کی بنا پر اللہ کی رحمت سے دور ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَوْلٌ لِلْقَنَسِيَةِ قُلُوبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللَّهِ﴾

”خراپی ہوان کے لیے جن کے دل اللہ کی یاد سے سخت ہو گئے ہیں۔“ (الزمر: ۲۲)

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی حالت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے اللہ کے احکام پر چلنا چھوڑ دیا اور اللہ کے دین سے دور ہو گئے اور دنیا کے کاموں میں منہمک ہو گئے تو ان کے دل سخت ہو گئے اور پتھر بن گئے بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہو گئے۔

﴿ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُم مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً﴾ (البقرة: ۷۴)

اور قرآن کریم میں اہل ایمان کے بارے میں ارشاد ہے کہ:

﴿أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا

الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ﴾

”کیا ایمان والوں کے لیے ابھی وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی نصیحت اور اس دین حق کے سامنے جھک جائیں جو اللہ کی طرف

سے نازل ہوا ہے اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کو ان سے پہلے کتاب دی گئی تھی پھر ان پر (کتاب ملنے کے بعد) زمانہ دراز گزر

گیا پھر ان کے دل خوب ہی سخت ہو گئے اور اب ان میں سے بہت سے لوگ فاسق ہیں۔“ (الحید: ۱۶)

یعنی وقت آ گیا ہے کہ مومنین کے دل قرآن اور اللہ کی یاد اور اس کے سچے دین کے سامنے جھک جائیں اور نرم ہو کر گر گزرائے لگین

کہ ایمان کی علامت ہی یہ ہے کہ دل نرم ہو اور نصیحت اور اللہ کی یاد کا اثر فوراً قبول کرے۔

جوزبان و شرمگاہ کے شر سے بچ جائے

۱۵۱۹. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ وَقَاهُ اللَّهُ شَرَّ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ، وَشَرَّ مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۱۵۱۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اس شر کے شر سے بچالیا جو اس کے دونوں جڑوں کے درمیان ہے اور جو اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے تو وہ جنت میں جائے گا۔ (ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۱۵۱۹): الجامع للترمذی، ابواب الزہد، باب ماجاء فی حفظ اللسان.

کلمات حدیث: وقاه الله: جسے اللہ نے بچالیا۔ جس کی اللہ نے حفاظت فرمائی۔ جسے اللہ نے محفوظ رکھا۔

شرح حدیث: مقصود حدیث یہ ہے کہ مؤمن کو چاہئے کہ اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کرے اور زبان سے نہ کبھی جھوٹ بولے نہ غیبت کرے اور نہ کوئی بری بات زبان سے کہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا اپنی زبان روک رکھو۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ کیا یا رسول اللہ ہمارا زبان پر مواخذہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ تیری ماں تجھ پر غلگین ہو، یہ جو لوگ جہنم میں منہ کے بل گرائے جائینگے یہ انہی گناہوں کا تو نتیجہ ہوگا جن کی کھیتیاں ان کی زبانوں نے کاٹی ہوں گی۔ (تحفة الاحوذی: ۱۳۵/۷، روضة المتقین: ۱۱/۴، دلیل الفالحین: ۲۹۹/۴)

زبان کو قابو میں رکھنا نجات کا ذریعہ ہے

۱۵۲۰. وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا النَّجَاةُ؟ قَالَ: "أَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسْمَعْكَ بَيْتُكَ، وَابْكْ عَلَى خَطِيئَتِكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۱۵۲۰) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ نجات کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی زبان قابو میں رکھو تمہارا گھر تمہیں سالے اور اپنی خطاؤں پر گریہ اور بکاء کرو۔ (ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۱۵۲۰): الجامع للترمذی، ابواب الزہد، باب ماجاء فی حفظ اللسان.

شرح حدیث: امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث مبارک رسول اللہ ﷺ کے حکیمانہ اسلوب کی شاہد ہے کہ آپ ﷺ سے حقیقت نجات کے بارے میں دریافت کیا گیا اور آپ ﷺ نے سبب نجات بیان فرمایا کہ ذریعہ نجات یہ ہے کہ آدمی اپنی زبان کو روک رکھے اور خیر کے سوا اسے کسی بات میں استعمال نہ کرے، غیر ضروری تعلقات سے اجتناب کر کے اپنے گھر میں اعمال صالحہ میں مصروف رہے اور اپنی خطاؤں پر رورور کر اللہ سے معافی مانگے اور توبہ واستغفار کرے۔

غرض زبان کے استعمال میں احتیاط لازمی ہے کہ جھوٹ غیبت اور ہر بری بات کے زبان سے کہنے سے احتراز کیا جائے لوگوں سے زیادہ میل جول اور اختلاط کے بجائے گھر میں اللہ کی اطاعت اور ذکر و فکر اور تلاوت میں اپنے فارغ اوقات کو صرف کرنا چاہئے اور اپنی خلوتوں میں اپنی خطاؤں اور لغزشوں پر رونا بھی اللہ کو بہت پسند ہے۔

(تحفة الاحوذی: ۱۳۲/۷۔ روضة المتقین: ۱۲/۴۔ دلیل الفالحین: ۳۰۰/۴)

تمام اعضاء زبان کے شر سے پناہ مانگتے ہیں

۱۵۲۱۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا أَصْبَحَ ابْنُ آدَمَ فَإِنَّ الْأَعْضَاءَ كُلَّهَا تُكْفِّرُ اللِّسَانَ تَقُولُ: اتَّقِ اللَّهَ فِينَا فَإِنَّمَا نَحْنُ بِكَ: فَإِنْ اسْتَقَمَّتْ اسْتَقَمْنَا، وَإِنْ اغْوَجَجَتْ اغْوَجَجْنَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، مَعْنَى "تُكْفِّرُ اللِّسَانَ: أَيْ تَذِلُّ وَتَخْضَعُ".

(۱۵۲۱) حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب انسان صبح کواٹھتا ہے تو اس کے تمام اعضاء اس کی زبان سے عاجزی سے عرض کرتے ہیں کہ تو ہمارے بارے میں اللہ سے ڈرنا کیونکہ ہمارا معاملہ تیرے ساتھ وابستہ ہے اگر تو سیدھی ہے تو ہم بھی سیدھے ہیں اور اگر تو میڑھی ہوگی تو ہم بھی میڑھے ہو جائیں گے۔ (ترمذی)

تکفر اللسان: کے معنی ہیں کہ انسانی اعضاء زبان کے سامنے عاجزی کا اظہار کرتے ہیں۔

مخرج حدیث (۱۵۲۱): الجامع للترمذی، ابواب الزہد، باب ماجاء فی حفظ اللسان۔

کلمات حدیث: اذا أصبح ابن آدم: جب فرزند آدم صبح کرتا ہے جب آدمی کی صبح ہوتی ہے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک کا مستفاد یہ ہے کہ انسانی جسم کے تمام اعضاء میں زبان کی اہمیت بہت زیادہ ہے اور زبان کی ادنیٰ سی حرکت کا اثر تمام اعضاء جسم پر پڑتا ہے لڑائی جھگڑا جو زبان کی وجہ سے ہوتا ہے اس کی زد جسم پر پڑتی ہے اور مار جسم کو برداشت کرنی پڑتی ہے اس لیے زبان کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ اس سے صرف حق اور خیر ہی ادا ہو اور کوئی بات غیر حق زبان سے نہ نکلے۔ ایک اور حدیث میں دل کو تمام جسم انسانی کی اصلاح اور فساد کا سبب بتایا گیا ہے جبکہ اس حدیث مبارک میں زبان کی اہمیت واضح کی گئی ہے، حقیقت یہ ہے کہ زبان دل کا ترجمان ہے اور آدمی کی زبان پر وہی بات آتی ہے جو اس کے دل میں ہوتی ہے، دل اگر درست ہے تو زبان بھی درست ہوگی اور دل میں اگر فساد ہے تو زبان سے بھی اس کا اظہار ہوگا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ لسان الفتی نصف ونصف فوادہ۔ (آدمی کا نصف زبان ہے اور دوسرا نصف دل ہے)

زبان کی حفاظت نہ کرنے سے آدمی اوندھے منہ جہنم میں گرتا ہے

۱۵۲۲۔ وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ

وَيَا عَذْنِي مِنَ النَّارِ؟ قَالَ: "لَقَدْ سَأَلْتُ عَنْ عَظِيمٍ، وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلَى مَنْ يَسِرُهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ: تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ، وَتَحُجُّ الْبَيْتَ، إِنْ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا" ثُمَّ قَالَ: "أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَبْوَابِ الْخَيْرِ؟ الصَّوْمُ جَنَّةٌ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ" ثُمَّ تَلَا: "تَتَجَاوَى جُنُوبَهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ حَتَّى بَلَغَ يَعْمَلُونَ" ثُمَّ قَالَ: "أَلَا أُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ، وَعَمُودِهِ، وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: "رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ، وَعَمُودُهُ الصَّلَاةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ" ثُمَّ قَالَ: "أَلَا أُخْبِرُكَ بِمَلَكَ ذَلِكَ كُلِّهِ؟" قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ قَالَ: "كُفَّ عَلَيْكَ هَذَا" قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنَّا لَمَوْأَخِدُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ؟ فَقَالَ: "تَكَلَّمَ أَمُّكَ وَهَلْ يَكُفُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ إِلَّا خَصَائِدُ السِّتَنِهِمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ سَبَقَ شَرْحُهُ فِي بَابٍ قَبْلَ هَذَا.

(۱۵۲۲) حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں لے جائے اور جہنم سے دور کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے بڑی بات کا سوال کیا ہے۔ یہ اس کے لیے آسان ہے جس پر اللہ آسان فرمادے تو اللہ کی عبادت کر اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر نماز قائم کر، زکوٰۃ دے اور رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر اگر بیت اللہ تک پہنچنے کی استطاعت ہو پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تجھے بھلائی کے دروازے نہ بتلاؤں روزہ ڈھال ہے صدقہ گناہ کی آگ سرد کر دیتا ہے جیسا کہ پانی سے آگ بجھ جاتی ہے اور آدمی کی نماز درمیان شب میں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿تَتَجَاوَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ (ان کے پہلو بستروں سے دور رہتے ہیں) یہاں تک کہ آپ ﷺ یعملون تک پہنچ گئے۔ پھر فرمایا کہ کیا میں تجھے دین کا سر اس کا ستون اور اس کے کوہان کی بلندی نہ بتلاؤں۔ میں نے عرض کیا کہ ضرور یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دین کا سر اسلام ہے اس کا ستون نماز ہے اور اس کے کوہان کی بلندی جہاد ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ کیا میں تجھے ایسی بات نہ بتلاؤں جس پر اس سب کا مدار ہے۔ میں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا کہ اس کو روک کے رکھ میں نے عرض کیا کہ کیا ہم زبان سے جو کچھ کہتے ہیں اس پر بھی ہمارا مواخذہ ہوگا آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیری ماں غمگین ہو جہنم میں لوگوں کو اوندھے منہ گرانے والے وہ گناہ ہوں گے جن کی کھیتیاں ان کی زبانوں نے کاٹی ہوں گی۔ (ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا اور کہا ہے کہ یہ حسن صحیح ہے اور اس کی شرح گزر چکی ہے۔)

تخریج حدیث (۱۵۲۲): الجامع للترمذی، ابواب الایمان، باب ماجاء فی حرمة الصلاة.

کلمات حدیث: جَنَّةٌ: ڈھال۔ الصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ: صدقہ گناہ کی حدت کو اس طرح ٹھنڈا کر دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے کیونکہ گناہوں کے نتیجے ہی میں انسان جہنم کی آگ میں ڈالا جائے اس لیے صدقہ کے بارے میں فرمایا کہ اس سے گناہ کی آگ سرد ہو جاتی ہے جس طرح پانی سے آگ بجھ جاتی ہے یعنی اللہ کی راہ میں صدقہ دینا گناہوں کی آگ کو بجھا دیتا

ہے اور اس کے نتیجے میں جہنم کی آگ سے حفاظت حاصل ہو جاتی ہے۔ شکلتک امک: یہ عربی زبان کا ایک محاورہ ہے لفظی مفہوم یہ ہے کہ تیری ماں تجھے روئے یا تجھے نہ پا کر ڈھونڈتی پھرے اور یہ جملہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کسی نے کوئی نادانی یا ناہنجی کی بات کی ہو۔

شرح حدیث: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک سفر میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ تھے، آپ نے ایک موقع پر اپنی سواری رسول اللہ ﷺ کی سواری کے قریب کر لی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کوئی ایسی بات بتلا دیجئے جو جنت میں لے جائے اور جہنم سے بچالے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حصول جنت اور جہنم سے نجات فی الواقع ایک بہت بڑی بات ہے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کسی کے لئے آسان فرمادے اور اسے اس راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمادے۔ تم اللہ کی عبادت اور اس کی بندگی کرو اس طرح کہ کہیں کوئی شائبہ شرک نہ ہو۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ۝﴾

”جو اللہ سے ملاقات کی امید رکھتا ہے چاہئے کہ عمل صالح کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔“

(الکہف: ۱۱۰)

ازاں بعد آپ ﷺ نے ابواب خیر ذکر فرمائے کہ روزہ شیطان سے اور جہنم سے محفوظ رہنے کے لیے ڈھال ہے، اللہ کے راستے میں خرچ کرنے اور صدقہ دینے سے گناہ کی حدت اس طرح سرد ہو جاتی ہے جیسے پانی سے آگ ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور شب کے کسی حصے میں نماز پڑھنا سب سے اہم اور افضل ترین باب خیر ہے۔

دین کا ”رأس الامر“ اور اس کی اصل اللہ کی اطاعت اور اس کی بندگی اور اس کے سامنے سر اگلتندی یعنی اسلام ہے اور اس دین کا عمود اور ستون نماز ہے اور اس کی اعلیٰ ترین اور بلند چوٹی جہاد ہے۔ اور ان جملہ ہدایات و احکام کے لیے ایک جامع اور اصولی ہدایت زبان کو تھام لینا اور اس کو روک لینا ہے۔ اس موقع پر حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا ہمیں اپنی زبان کے بارے میں بھی جواب دہ ہونا پڑے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیری ماں افسردہ ہو یہ تم نے کیا بات کہی لوگوں کو ابوندھے منہ جہنم میں دھکیلنے والی زبان سے زیادہ اور کون ہے، زبان کی کاٹی ہوئی کھیتی تو ہے جو لوگوں کو جہنم میں پھینکے گی۔

حدیث مبارک میں بہت اہم اور اصولی مضامین بیان ہوئے ہیں، کہ جہنم سے نجات اور آخرت کی فوز و فلاح کا مدار اللہ کی اطاعت اس کے احکام پر چلنے اور اس کے منع کئے ہوئے کاموں سے بچنے پر ہے، عبادت و بندگی میں رات کی نماز بہت اہمیت کی حامل اور حد درجہ وقیع ہے اور جہاد اپنی جملہ انواع و اقسام کے ساتھ مطلوب ہے اور اس راستے پر چلنے میں معاون اور مددگار اپنی زبان کی حفاظت کرنا ہے۔

غیبت کی تعریف

۱۵۲۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اتْلَوْنَ

مَا لِيُغِيْبَهُ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ، أَعْلَمُ، قَالَ: "ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ" قِيلَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَحَدٍ

مَا أَقُولُ؟ قَالَ: "إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ اغْتَبْتَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ بَهْتَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۵۲۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ غیبت کیا ہے؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کرنا جو اسے ناگوار ہو۔ عرض کیا گیا کہ اگر میرے بھائی میں وہ بات موجود ہو جو میں کہہ رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر اس میں وہ بات موجود ہو جو تم کہہ رہے ہو تو تم نے اس کی غیبت کی اور اگر اس میں وہ بات موجود نہ ہو جو تم کہہ رہے ہو تو تم نے اس پر بہتان باندھا۔

(مسلم)

تخریج حدیث (۱۵۲۳): صحیح مسلم، کتاب البر، باب تحریم الغیبة.

کلمات حدیث: فقد بهتہ: تو تم نے اس پر بہتان باندھا۔ ایسی جھوٹ اور باطل بات جس کو سن کر آدمی حیرت میں پڑ جائے۔ بہت: جھوٹ۔ بہت فلان فلانا: اس کے بارے میں جھوٹ بولا۔

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ غیبت ایک بہت بڑی برائی ہے مگر اس کے باوجود عام طور پر لوگ اس برائی میں مبتلا ہیں۔ غیبت یہ ہے کہ کسی آدمی کا ذکر اس کی غیر موجودگی میں اس انداز سے کیا جائے کہ اگر اسے علم ہو تو اسے ناگوار ہو خواہ وہ بات اس کے جسم سے متعلق ہو یا اس کے دین سے یا اس کی دنیا سے یا اس کے اہل اور خاندان سے یا اس کے کسی فعل یا حرکت سے غرض اس سے متعلق ہر وہ بات جس کو وہ اچھا نہ سمجھے غیبت ہے، خواہ غیبت زبانی ہو یا تحریری صراحتاً ہو یا اشارۃً ہر حال میں غیبت ہے اور حرام ہے۔

(شرح مسلم للنووی: ۱۱۷/۱۶، روضة المتقين: ۱۶/۴، دلیل الفالحین: ۴/۳۰۳)

آدمی کی جان و مال و عزت ایک دوسرے پر حرام ہے

۱۵۲۴. وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي خُطْبَتِهِ يَوْمَ النَّحْرِ بِمَنْى "فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ، وَأَعْرَاضَكُمْ، حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، آلَاهُ بَلَفْتُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۵۲۴) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ منیٰ میں حجۃ الوداع کے موقع پر قربانی کے روز رسول اللہ ﷺ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ تمہاری جانیں تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر اس طرح حرام ہیں جیسے اس شہر میں اس مہینہ میں اس دن کی حرمت۔ دیکھو میں نے بات پہنچادی ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۵۲۴): صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب لیبلغ منکم الشاهد، صحیح مسلم، کتاب الحج

باب حجة النبي ﷺ.

کلمات حدیث: دماء کم: مضاف محذوف یعنی سفک دماء کم: تمہارا آپس میں ایک دوسرے کا خون بہانا۔ دماء: دم کی

جمع۔ خون یعنی جان۔ اعراض: عرض کی جمع۔ عزت ہر وہ قابل تعریف بات جو انسان کی ذات اس کے آباؤ اجداد اور اس کی آل و اولاد کے متعلق ہو۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں ارشاد فرمایا کہ تمام مسلمانوں کی جانیں ان کے مال اور ان کی عزتیں محترم ہیں اور ان کی حرمت ایسی ہے جیسی حرمت اس شہر مکہ کو حاصل ہے جیسی حرمت اس ماہ یعنی ذوالحجہ کو حاصل ہے اور ایسی حرمت جو اس دن یعنی یوم النحر کو حاصل ہے۔ یعنی جس طرح مکہ محترم ہے جس طرح ماہ ذوالحجہ محترم ہے اور جس طرح یوم النحر محترم ہے اسی طرح تمام مسلمانوں کی جانیں ان کے مال اور ان کی عزتیں محترم ہیں اور کسی کو اجازت نہیں ہے کہ ان پر دست درازی کرے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل عرب اسلام سے قبل مکہ مکرمہ ماہ ذوالحجہ اور یوم النحر کی حرمت سے واقف تھے مگر جان و مال اور عزت و آبرو کی پامالی ان کا روز کا معمول تھا رسول اللہ ﷺ نے مسلمان کی جان اس کے مال کو اور اس کی عزت کو اس طرح محترم اور مکرم قرار دیا جس طرح مکہ مکرمہ اور ماہ ذوالحجہ اور یوم النحر مکرم و محترم ہیں۔

کسی کی نقل اتارنا بھی غیبت ہے

۱۵۲۵. عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذًا وَكَذَا. قَالَ بَعْضُ الرُّوَاةِ: تَعْنِي قَصِيرَةً فَقَالَ: "لَقَدْ قُلْتَ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَتْ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمَزَجَتْهُ!" قَالَتْ وَحَكَيْتُ لَهُ إِنْسَانًا فَقَالَ: "مَا أَحَبُّ إِلَيَّ حَكَيْتُ إِنْسَانًا وَإِنْ لِي كَذًا وَكَذَا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَمَعْنَى: "مَزَجَتْهُ" خَالَطَتْهُ مُخَالَطَةً يَتَغَيَّرُ بِهَا طَعْمُهُ، أَوْ رِيحُهُ، لِشِدَّةِ نَتْنِهَا وَقُبْحِهَا، وَهَذَا الْحَدِيثُ مِنْ أَبْلَغِ الرُّوَاكِجِ عَنِ الْعِيْبَةِ. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ".

(۱۵۲۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ کو صفیہ کا ایسا ایسا ہونا کافی ہے۔ بعض راویوں کا کہنا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اشارہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پستہ قد ہونے کی طرف تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر اسے سمندر میں ملا دیا جائے تو اس کا ذائقہ بدل جائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے سامنے کسی آدمی کی نقل اتاری تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں پسند نہیں کرتا کہ میں کسی انسان کی نقل اتاروں خواہ اس کے بدلے مجھے اتنا اتنا مال ملے۔ (ابوداؤد و ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

”مزجہ“ کے معنی ہیں کہ اس طرح مل جائے کہ اس کا ذائقہ بدل جائے یا اس کی بو اور قباحت کی بنا پر اس کی بو بدل جائے۔ اور یہ تشبیہ غیبت کی ممانعت اور اس کی برائی بیان کرنے میں بہت مؤثر اور بلیغ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ آپ ﷺ اپنے پاس

سے کچھ نہیں کہتے جو فرماتے ہیں وہ من جانب اللہ وحی ہوتا ہے۔

تخریج حدیث (۱۵۲۵): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب الغیبة، الجامع للترمذی، ابواب صفة القيامة، باب

تحريم الغيبة

کلمات حدیث: لقد قلت كلمة لو مزجت بماء البحر لمزجته تم نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر تم اس کو سمندر کے پانی میں بھی ملا دو تو اس کا ذائقہ بھی بدل جائے۔ یعنی یہ بات اس قدر بری اور خراب ہے کہ سمندر کے پانی کا ذائقہ اور اس کی بو بدل دینے کے لیے کافی ہے۔ ”حکیت له انساناً“ میں نے آپ ﷺ کے سامنے کسی شخص کی نقل اتاری۔ عربی زبان میں ”محاكاة“ کے معنی کسی کی برائی یا جسمانی عیب کی نقل اتارنے کے ہیں۔

شرح حدیث: حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی اور ازواج مطہرات میں سے تھیں، ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ کے سامنے حضرت عائشہ نے ان کے کوتاہ قد ہونے پر تعریض کی تو رسول اللہ ﷺ نے اس پر ناراضگی کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ تعریض کی غیبت ہے اور غیبت اتنی بڑی برائی اور اس کی اتنی قباحت ہے کہ اگر سمندر کے پانی میں اسے ملا دیا جائے تو اس کی قباحت سے سمندر کے پانی کی بو اور ذائقہ بدل جائے۔

اور ایک موقع پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کسی کی نقل اتاری تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اگر کوئی اتا اور اتنا مال دے، یعنی بہت کثیر مال دے، تب بھی میں کسی کی نقل نہ اتاروں۔

قاضی ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ استہزاء مذاق اور حقیر سمجھ کر کسی کی نقل اتانا حرام ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے غیبت کو ناپاک گندہ اور بدبودار قرار دیا اور اس گندگی اور بدبو کی اس قدر شدت بیان فرمائی کہ سمندر کے پانی کا بھی ذائقہ بدل جائے اور وہ بدبودار ہو جائے۔ یہ انتہائی بلیغ ترین تشبیہ ہے اور ایسی تشبیہ ہے جیسی تشبیہات قرآن کریم میں وارد ہوئی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ از خود اپنے پاس سے کوئی بات نہیں فرماتے تھے بلکہ آپ ﷺ کی ہر بات وحی الہی کے مطابق تھی۔ (تحفة الاحوذی: ۲۴۸/۷، روضة المتقين: ۲۰/۴، دلیل الفالحین: ۳۰۴/۴)

معراج کی رات غیبت کا عذاب دکھلایا گیا

۱۵۲۶۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا عَرَجَ بِي مَرَزْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَطْفَارٌ مِنْ نَحَاسٍ يَخْمِشُونَ وَجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ فَقُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جَبْرِيلُ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ: وَيَقْعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ! رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(۱۵۲۶) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مجھے معراج پر لے جایا گیا تو میرا

گزارا یہ لوگوں کے پاس سے ہوا جن کے ناخن تانے کے تھے جن سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو زخمی کر رہے تھے میں نے کہا کہ اے

جبرئیل علیہ السلام یہ کون ہیں انہوں نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے اور ان کی عزتوں پر حملہ کرتے ہیں۔

تخریج حدیث (۱۵۲۶): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب الغیبة .

کلمات حدیث: عرج نبی : مجھے اوپر لے جایا گیا۔ مجھے معراج پر لے جایا گیا۔ یا مکلون لحوم الناس : دنیا میں لوگوں کا گوشت کھایا کرتے تھے یعنی ان کی غیبت کیا کرتے تھے۔

شرح حدیث: غیبت کی اس قدر بڑی سزا ہے کہ آخرت میں غیبت کرنے والوں اور دوسرے لوگوں کی عزتوں کے پامال کرنے والوں کے تانبے کے ناخن لگادئے جائیں گے جن سے وہ اپنے چہرے اور اپنے سینے کھوٹتے اور نوپتے رہیں گے۔

(روضۃ المتقین : ۲۰/۴ . دلیل الفالحین : ۳۰۴/۴)



مسلمان کی عزت و آبرو کو نقصان پہنچانا حرام ہے

۱۵۲۷ . وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : «كُلُّ الْمُسْلِمِ

عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ : دَمُهُ ، وَعَرَضُهُ ، وَمَالُهُ ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۵۲۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان کی جان و مال اور عزت

و آبرو دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۵۲۷): صحیح مسلم، کتاب البر، باب تحریم ظلم المسلم .

شرح حدیث: اسلام میں کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ کسی دوسرے مسلمان کا مال ناحق لے لے، یا اس کی جان پر یا اس کی عزت و آبرو پر کوئی زیادتی کرے۔ یعنی ہر مسلمان کی جان و مال اور عزت و آبرو محترم ہیں اور کسی کو بھی اجازت نہیں ہے کہ ان کو ناحق پامال کرے اور چونکہ غیبت سے آدمی کی عزت پامال ہوتی ہے اس لیے غیبت حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ (دلیل الفالحین : ۳۰۵/۴)



(المبتانی (۲۵۵)

بَابُ تَحْرِيمِ سَمَاعِ الْغَيْبَةِ وَأَمْرٍ مَنْ سَمِعَ غَيْبَةً مُحَرَّمَةً بِرَدِّهَا وَالْإِنْكَارِ عَلَى قَائِلِهَا
فَإِنْ عَجَزَ أَوْلَمُ يَقْبَلُ مِنْهُ فَارَقَ ذَلِكَ الْمَجْلِسَ إِنْ أَمَكَّنَهُ
غَيْبَتِ سَنَةِ كِي حَرَمَتِ، اور سننے والے کو یہ حکم کہ وہ غیبت سن کر فوراً اس کی تردید کرے اور غیبت کرنے
والے کو منع کرے اور اسے روکے، اگر ایسا کرنے سے عاجز ہو یا اس کی بات نہ مانی جائے
تو اگر ممکن ہو تو اس مجلس سے اٹھ جائے

۳۳۶. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”جب وہ کوئی بے ہودہ بات سنتے ہیں تو اسے اعراض کرتے ہیں۔“ (القصص: ۵۵)

تفسیری نکات: پہلی آیت کریمہ میں ارشاد ہوا ہے کہ اہل ایمان کا شیوہ یہ ہے کہ وہ جب کوئی بری اور فضول اور لایعنی بات سنتے ہیں
تو وہ اس سے اعراض کرتے ہیں یعنی وہ جھوٹ مکر و فریب، بے حیائی بے ہودہ اور لایعنی باتیں نہیں سنتا چاہتے اور ایسے لوگوں سے جو ان
باتوں میں ملوث ہوں میل جول نہیں رکھتے بلکہ ان سے اعراض کرتے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

۳۳۷. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”وہ فضول باتوں سے اعراض کرنے والے ہیں۔“ (المؤمنون: ۳)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں ان کا میاب اور کامران لوگوں کی صفات کے بیان میں جن کا ٹھکانہ جنت الفردوس قرار پائے
ان کی ایک صفت یہ بیان فرمائی کہ وہ فضول اور غمکی بات پر دھیان نہیں دیتے اور جب کوئی فضول اور لغو بات کہتا ہے تو وہ ادھر سے منہ پھیر
لیتے ہیں انہیں فرائض عبودیت سے اتنی فرصت ہی نہیں ہوتی کہ ایسے بے فائدہ امور میں اپنا وقت ضائع کریں۔ (تفسیر عثمانی)

۳۳۸. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”کان، آنکھ اور دل کے بارے میں باز پرس ہوگی۔“ (اسراء: ۳۶)

تفسیری نکات: تیسری آیت میں ارشاد فرمایا ہے کہ بلا تحقیق کوئی بات زبان سے نہ نکالو بلکہ کان آنکھ اور دل و دماغ سے کام لے کر

بات کے درست یا غلط ہونے اور اس کے خیر و برائی پر مشتمل ہونے کا جائزہ لے کہ پھر صرف وہ بات کہو جو حق ہو اور جس میں خیر ہو اور بھلائی ہو کہ قیامت کے روز آدمی کے آنکھ کان دل و دماغ غرض تمام قوتوں اور صلاحیتوں کے بارے میں سوال ہوگا کہ انہیں کہاں کہاں استعمال کیا۔ (تفسیر مظہری۔ تفسیر عثمانی)

غیبت کی مجلس میں بیٹھنا جائز نہیں

۳۳۹. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِيْءِ آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”جب تو ایسے لوگوں کو دیکھے جو ہمارے احکام میں طعن کر رہے ہوں تو تو ان سے اعراض کر یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں مصروف ہو جائیں اور اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالم لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھ۔“ (الانعام: ۶۸)

تفسیری نکات: چوتھی آیت میں فرمایا کہ جو لوگ اللہ کی آیات پر طعن کرتے ہیں اور اس کے احکام پر تنقید کرتے ہیں اور ناحق عکسہ چینی کر کے اپنے آپ کو عذاب اور اللہ کی ناراضگی کا مستحق بنا رہے ہیں تو تم ان سے کوئی تعلق نہ رکھو مبادا تم بھی ان کے زمرہ میں شامل ہو کر سزا کے مستحق قرار پاؤ۔ ایک مومن کی غیرت ایمانی کا تقاضہ یہ ہونا چاہئے کہ وہ ایسی مجلس سے بیزار ہو کر کنارہ کشی اختیار کرے اور کبھی بھولے سے شریک ہو گیا تو یاد آنے کے بعد وہاں سے فوراً اٹھ جائے۔ (تفسیر عثمانی، معارف القرآن)

مسلمان کی عزت کا دفاع جہنم سے نجات کا ذریعہ ہے

۱۵۲۸. وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ”مَنْ رَدَّ عَنْ

عَرَضٍ أَخِيهِ رَدَّ اللَّهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ .

(۱۵۲۸) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کی

عزت کا دفاع کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے چہرے سے جہنم کی آگ دور فرما دے گا۔ (ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۱۵۲۸): الجامع للترمذی، ابواب البر والصلة، باب ما جاء فی الذب عن عرض المسلم .

شرح حدیث: عزت کے دفاع کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مجلس میں کسی کی عیب جوئی کر رہا ہو یا اس کی توہین اور تنقیص کر رہا ہو تو سننے والا اس بات کی تردید کرے اور ایسا کہنے والے کو منع کرے اور اہل مجلس کو بتائے کہ اس شخص کے بارے میں یہ بات درست نہیں اور اس کا دامن اس بات سے پاک ہے جو کبھی جارہی ہے۔

کسی مسلمان کے بارے میں بدگمانی بڑا گناہ ہے

۱۵۲۹۔ وَعَنْ عَتَبَانَ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَدِيثِهِ الطَّوِيلِ الْمَشْهُورِ الَّذِي تَقَدَّمَ فِي بَابِ الرَّجَاءِ قَالَ: قَامَ النَّبِيُّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فَقَالَ: "أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُمِ؟ فَقَالَ رَجُلٌ: ذَلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللَّهَ وَلَا رَسُولَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَقُلْ ذَلِكَ إِلَّا تَرَاهُ قَدْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يُرِيدُ بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ، وَإِنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَتَّبِعِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ "وَعَتَبَانُ" بِكُسْرِ الْعَيْنِ عَلَى الْمَشْهُورِ وَحُكِيَ ضَمُّهَا وَبَعْدَ هَاتَاءَ مُشَاءٌ مِنْ فَوْقِ ثَمَّ بَاءً مُوحَّدَةً. وَالِدُّخْشُمُ بِضَمِّ الدَّالِ وَأَسْكَانِ الْخَاءِ وَضَمِّ الشَّيْنِ الْمُجْهَمَتَيْنِ.

(۱۵۲۹) حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے جو مشہور ہے اور اس سے پہلے باب الرجاء میں گزر چکی ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ مالک بن الدخشم کہاں ہے؟ کسی نے کہا کہ منافق ہے، اے اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح مت کہو۔ تم نے نہیں دیکھا کہ اس نے محض اللہ کی رضا کے لیے لا الہ الا اللہ کہا ہے اور جس نے صرف اللہ کی رضا کے حصول کے لیے لا الہ الا اللہ کہا ہو اللہ نے اس پر جہنم کو حرام فرمادیا ہے۔ (متفق علیہ)

عتبان عین کے زیر کے ساتھ مشہور ہے اور بعض نے عین پر پیش کیا ساتھ بھی نقل کیا ہے۔ دشمن دال کے پیش خاء کے سکون اور شین کے پیش کے ساتھ ہے۔

تخریج حدیث (۱۵۲۹): صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب المساجد فی البيوت . صحیح مسلم، کتاب

المساجد باب الرخصة فی المتخلف عن الجماعة لعذر .

شرح حدیث: حضرت مالک بن الدخشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول ﷺ ہیں جب آپ کے سامنے ان کو منافق کہا گیا تو آپ ﷺ نے اس کی تردید فرمائی اور فرمایا کہ انہوں نے خالصتاً لوجہ اللہ لا الہ الا اللہ کہا ہے اور جو خالصتاً لوجہ اللہ لا الہ الا اللہ کہے اللہ اس پر جہنم کو حرام فرمادیتے ہیں۔ مؤمن پر جہنم کی آگ حرام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مؤمن دائمی طور پر جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ اپنے گناہوں کی سزا پا کر بالآخر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اور اگر اس نے مرنے سے پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کر کے اللہ کی فرماں برداری والی زندگی اختیار کر لی تو اللہ بڑا غفور رحیم ہے۔ (روضة المتقين: ۲۳/۴۔ ذلیل الفالحین: ۳۰۷/۴)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے مدافعت

۱۵۳۰۔ وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي حَدِيثِهِ الطَّوِيلِ فِي قِصَّةِ تَوْبَتِهِ وَقَدْ سَبَقَ فِي

بَابُ التَّوْبَةِ. قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بَتَبُوكَ: "مَا قَعَلَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ؟" فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ يَارَسُولَ اللَّهِ حَبَسَهُ، بُرْدَاهُ وَالنَّظْرُ فِي عِطْفِيهِ فَقَالَ لَهُ، مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: بِنَسْ مَا قُلْتُ:

وَاللَّهُ يَارَسُولَ اللَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا، فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ. "عِطْفَاهُ": جَانِبَاهُ، وَهُوَ إِشَارَةٌ إِلَى إِعْجَابِهِ بِنَفْسِهِ.

(۱۵۳۰) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کے توبہ کے واقعہ سے متعلق ایک طویل حدیث مروی ہے جو باب التوبہ میں گزر چکی ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جبکہ آپ ﷺ تبوک میں لوگوں کے درمیان تشریف فرما تھے ارشاد فرمایا کہ کعب بن مالک کا کیا ہوا؟ تو بنو سلمہ کے ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ اسے اس کی دونوں چادروں اور اس کے اپنے شانوں کی طرف نظر کرنے روک لیا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم نے بری بات کہی، اللہ کی قسم یا رسول اللہ ﷺ ہم ان کے بارے میں خیر کے سوا کوئی بات نہیں جانتے۔ رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔ (متفق علیہ)

عطفاہ کے معنی ہیں اس کے دونوں پہلو۔ اور یہ لفظ اشارہ ہے اپنے آپ کو پسند کرنے کی جانب (خود پسندی)۔

تخریج حدیث (۱۵۳۰): صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب حدیث کعب بن مالک. صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب توبة كعب بن مالك.

کلمات حدیث: حبسہ برداہ والنظر فی عطفیہ: اسے غزوہ میں حاضری سے اس کی دونوں چادروں اور اپنے شانوں کی طرف دیکھنے نے روک لیا۔ یعنی وہ مال دار آدمی ہے اور خوش لباس ہے جب عمدہ لباس پہنتا ہے تو اپنے شانوں کی طرف دیکھتا ہے۔

شرح حدیث: مفصل حدیث باب التوبہ (۲۱) میں گزر چکی ہے۔ یہاں اس حدیث کے لانے کا مقصود یہ ہے کہ جب رسول کریم ﷺ کے سامنے ایک شخص نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اس بدگمانی کا اظہار کیا کہ ان کی دولت مندی اور خود پسندی نے انہیں غزوہ میں شرکت سے روک دیا ہے تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا دفاع کیا اور اس بدگمانی کا اظہار کرنے والے کو سرزنش کی اور کہا کہ تم نے بری بات کہی ہے اور حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم ان کے بارے میں خیر کے سوا اور کوئی بات نہیں جانتے۔ جس پر آپ ﷺ نے سکوت اختیار فرمایا۔

(روضة المتقين: ۲۳/۴. نزہة المتقين: ۳۶۲/۴. دلیل الفالحین: ۳۰۸/۴)



بَابُ مَا يُبَاحُ مِنَ الْغِيْبَةِ غیبت کی بعض جائز صورتوں کا بیان

کسی شرعی غرض کا حصول اگر غیبت پر موقوف تو اس صورت میں اس غرض کے حصول کے لیے غیبت جائز ہے اور اس کے چھ اسباب ہیں:

پہلا سبب:

کسی پر ظلم کیا گیا ہو، اس صورت میں مظلوم کے لیے جائز ہے کہ وہ سلطان یا قاضی کے سامنے یا ایسے افسر مجاز کے سامنے اپنا معاملہ لے جائے جس کے پاس اختیار اور قدرت ہو کہ وہ اسے ظالم کے ظلم سے انصاف دلا سکے اس صورت میں اس کے لیے یہ کہنا جائز ہے کہ فلاں شخص نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔

دوسرا سبب:

خلاف شریعت کاموں سے روکنے اور برائی کے مرتکب شخص کو راہ راست پر لانے کے لیے مدد حاصل کرنا۔ چنانچہ جس شخص کے بارے میں توقع ہو کہ اسے خلاف شریعت کاموں سے روکنے کی قوت حاصل ہے اس سے یہ کہنا کہ فلاں شخص ایسا کر رہا ہے تم اسے روکو۔ وغیرہ اور اس کا مقصود اس برائی کا ازالہ ہو۔ اگر برائی کا ازالہ مقصود نہ ہو تو یہ شکایت حرام ہے۔

تیسرا سبب:

استفتاء یعنی مفتی سے یہ کہنا کہ فلاں شخص نے مجھ پر یہ ظلم کیا ہے کیا اسے یہ حق حاصل ہے اور میرے لیے اس ظلم سے نجات حاصل کرنے اپنا حق لینے اور ظلم کی مداخلت کا کیا طریقہ ہے۔ یہ استفتاء بھی جائز ہے۔ اور اس صورت میں بھی زیادہ محتاط اور زیادہ افضل یہ ہے کہ وہ اس طرح سوال کرے کہ ایسے شخص کے بارے میں کیا رائے ہے جس کی یہ روش ہو کیونکہ اس طرح بغیر تعیین بھی مقصود حاصل ہو جائے گا۔ تاہم اس کے باوجود نام لے کر اس شخص کا تعین کرنا بھی جائز ہے جیسا کہ ہم عنقریب حدیث ہند ذکر کریں گے۔

چوتھا سبب:

مسلمانوں کو برائی سے ڈرانا اور انہیں نصیحت کرنا۔ اس کے متعدد طریقے ہیں۔

مثلاً حدیث کے مجروح راویوں اور گواہوں پر جرح کرنا۔ اس جرح کے جواز پر مسلمانوں کا اجماع ہے بلکہ بر بنائے ضرورت واجب ہے۔

کسی شخص سے بیاہ شادی کا تعلق قائم کرنے یا کاروبار میں شراکت کرنے یا اس کے پاس امانت رکھانے یا اس سے کوئی اور معاملہ کرنے کے لیے یا اس کا پڑوس اختیار کرنے کے لیے اس کے بارے میں مشورہ کرنا۔ جس سے مشورہ لیا جائے اسے چاہئے کہ کوئی بات نہ چھپائے بلکہ خیر خواہی کی نیت سے وہ تمام برائیاں بھی بیان کر دے جو اس میں ہوں۔

جب کوئی کسی طالب علم کو دیکھے کہ علم دین کے سیکھنے کے لیے کسی بدعتی یا فاسق کے پاس جاتا ہے اور اندیشہ ہو کہ اس طالب کو اس بدعتی یا فاسق سے دینی نقصان پہنچے گا تو ضروری ہے کہ اس کی خیر خواہی کرتے ہوئے اس کا حال بیان کر دے۔ اس معاملہ میں اکثر غلطیاں ہوتی ہیں کہ انسان کبھی تو اس طرح کی بات حسد سے کرتا ہے اور شیطان اس پر معاملہ کو ملتبس کر دیتا ہے کہ وہ حسد کے جذبے سے کی ہوئی بات کو نصیحت خیال کر لیتا ہے۔ بہر حال اس بارے میں احتیاط اور توجہ کی ضرورت ہے۔

پانچواں سبب:

کوئی شخص علی الاعلان اپنے فسق اور بدعت کا اظہار کرتا ہو، جیسے کھلے عام شراب نوشی کرتا ہو لوگوں کا مال لے لیتا ہو، جبری ٹیکس لیتا ہو، ظلماً لوگوں کا مال لے لیتا ہو، باطل کاموں کی سرپرستی کرتا ہو۔ تو اس کے ان کاموں کا جن کو وہ علی الاعلان کرتا ہو ذکر کرنا جائز ہے البتہ اس کے دیگر عیوب کا ذکر کرنا جائز نہیں ہے سوائے اس کے کہ ان کے ذکر کا کوئی اور جواز موجود ہو۔

چھٹا سبب:

کسی کو اس نام سے پکارنا جو اس کا مشہور و معروف ہو، جیسے اعمش (چونڈھا) اعرج (لنگڑا) اصم (بہرا) اعمی (اندھا) احول (بھینگا) تو ان تعارفی القاب کا استعمال جائز ہے۔ (بعض علماء اور روایات حدیث کے ناموں کے ساتھ یہ الفاظ موجود ہیں اور وہ اسی طرح معروف و مشہور ہیں)۔ البتہ توہین اور تنقیص کے طور پر ان الفاظ کا استعمال حرام ہے اور اگر ان الفاظ کے استعمال کے بغیر تعارف ممکن ہو تو ان کو ترک کر دینا بہتر ہے۔

یہ چھ اسباب ہیں جو علماء نے ذکر کئے ہیں اور ان میں سے اکثر پر اجماع ہے اور احادیث مشہورہ میں اس کے دلائل موجود ہیں۔ ان میں سے بعض احادیث حسب ذیل ہیں:

اہل فساد کی غیبت کرنا جائز ہے

۱۵۳۱۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "اِذْنُوا لَهُ، بَشَسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ."

اِحْتَجَّ بِهِ الْبُخَارِيُّ فِي جَوَازِ غَيْبَةِ أَهْلِ الْفَسَادِ وَأَهْلِ الرَّيْبِ

(۱۵۳۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کسی شخص نے نبی کریم ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب

کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے اجازت دیدیہ اپنے خاندان کا برا آدمی ہے۔ (متفق علیہ)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے اہل فساد اور مشکوک لوگوں کی غیبت کے جواز پر استدلال کیا ہے تاکہ لوگ ان سے بچ کر

رہیں۔

تخریج حدیث (۱۵۳۱): صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ما يجوز من اغتاب من اهل الفساد . صحیح مسلم،

کتاب البر، باب مداراة من یتقی فحشہ .

کلمات حدیث: اخو العشیرہ: قبیلہ کا بھائی۔ قبیلہ والا۔ خاندان والا۔

شرح حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور کریم ﷺ کے پاس حاضری کی اجازت طلب کی اور آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمادی لیکن جب آپ ﷺ نے اسے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ برا آدمی ہے لیکن جب وہ شخص آپ ﷺ کے پاس آکر بیٹھا تو آپ ﷺ اس سے خندہ روئی سے پیش آئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے اس شخص کے بارے میں اس طرح کی بات بھی کہی اور پھر آپ ﷺ اس خندہ روئی سے پیش آئے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ تم نے مجھے کب برے اخلاق برتتے ہوئے دیکھا تھا روز قیامت اللہ کے نزدیک سب سے برا وہ آدمی ہے جس سے لوگ اس کے شرکی بنا پر کنارہ کش ہو جائیں۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ شخص عیینہ بن حصن فزاری تھا اور اس وقت وہ اسلام نہ لایا تھا، بعد میں وہ اسلام کا اظہار کرنے لگا تھا، رسول اللہ ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ لوگوں کو اس کے حال سے باخبر کر دیا جائے تاکہ محتاط ہو جائیں۔ عہد نبوت ﷺ میں بھی اور بعد میں بھی وہ ضعیف الایمان ہی رہا، پھر مرتدین کے ساتھ مرتد ہو گیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں حالت ارتداد میں قید کر کے لایا گیا۔ اس اعتبار سے رسول اللہ ﷺ کا اس کے بارے میں اپنے قبیلہ کا برا آدمی کہنا اعلام نبوت میں سے ہے جس کی بعد میں تصدیق ہوئی۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ جو شخص کھلم کھلا فاسق اور برا آدمی ہو اور بدعت کی دعوت دیتا ہو اس کی غیبت کرنا درست ہے اور اس کے ساتھ مدارات سے پیش آنا بھی درست ہے اور پھر امام قرطبی رحمہ اللہ قاضی عیاض رحمہ اللہ کا کلام نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مدارات اور مداہنت میں فرق ہے۔ مدارات ہے دین کی خاطر دنیا کا نقصان کرنا اور مداہنت ہے دنیا کی خاطر دین کا نقصان برداشت کرنا۔ برے اور فاسق آدمی کے ساتھ مدارات جائز ہے مداہنت جائز نہیں ہے۔

(فتح الباری: ۱۸۸/۳۔ عمدۃ القاری: ۱۸۴/۲۲۔ شرح صحیح مسلم: ۱۱۸/۱۶۔ روضة المتقین: ۲۴/۴)

منافقین کی غیبت جائز ہے

۱۵۳۲۔ وَعَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا أَظُنُّ فُلَانًا وَفُلَانًا يَغْرِقَانِ مِنْ دِينِنَا شَيْئًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ قَالَ: قَالَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ أَخَذَ رَوَاةَ هَذَا الْحَدِيثِ: هَذَانِ الرَّجُلَانِ كَانَا مِنَ الْمُنَافِقِينَ.

(۱۵۳۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے خیال میں فلاں اور فلاں

ہمارے دین میں سے کچھ بھی نہیں جانتے۔ (بخاری)

حدیث کے راوی لیث بن سعد کہتے ہیں کہ یہ دو آدمی منافقین میں سے تھے،

تخریج حدیث (۱۵۳۲):

صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ما يكون من الظن.

شرح حدیث: اہل فسق اور اہل بدعت کے بارے میں لوگوں کو مطلع کرنا درست ہے تاکہ لوگ ان کے شر سے محفوظ رہیں اور ان کے ساتھ تعلق رکھ کر ان کا دین خراب نہ ہو۔ (فتح الباری: ۲۰۰/۳، روضة المتقين: ۲۶/۴)

خیر خواہی مقصد ہو تو غیبت کی اجازت ہے

۱۵۳۳۔ وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: إِنَّ أَبَا الْجَهْمِ وَمُعَاوِيَةَ خُطْبَانِي؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُغْلُوكَ لَأَمَالٍ لَهُ، وَأَمَّا أَبُو الْجَهْمِ فَلَا يَضَعُ الْعَصَا عَنْ عَاتِقِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: "وَأَمَّا أَبُو الْجَهْمِ فَضَرَابٌ لِلنِّسَاءِ" وَهُوَ تَفْسِيرٌ لِرِوَايَةٍ: "لَا يَضَعُ الْعَصَا عَنْ عَاتِقِهِ" وَقِيلَ مَعْنَاهُ: كَثِيرُ الْأَسْفَارِ.

(۱۵۳۳) حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیان کرتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ ابو جہم اور معاویہ نے مجھے نکاح کا پیغام بھیجا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ معاویہ تو فقیر ہیں ان کے پاس مال نہیں ہے اور ابو جہم تو وہ اپنے کاندھے سے لاٹھی نہیں اتارتا۔ (متفق علیہ)

صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ابو جہم بیویوں کو مارتا ہے گویا یہ معنی ہیں ان الفاظ کے جو سابقہ روایت میں آئے ہیں کہ لَا يَضَعُ الْعَصَا عَنْ عَاتِقِهِ اور کسی نے کہا کہ اس کے معنی ہیں کثرت سے سفر کرنے والا۔

تخریج حدیث (۱۵۳۳):

صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب المطلقة ثلاثاً لا نفقه لها.

کلمات حدیث: صعلوك: فقیر، تنگ دست۔ جمع صعاليك.

شرح حدیث: حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ فریقین جو ازدواجی رشتہ میں منسلک ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں انہیں ایک دوسرے کے حال سے باخبر کرنا جائز ہے۔ چنانچہ جب حضرت فاطمہ بنت قیس مشورہ کے لیے آپ ﷺ کے پاس تشریف لائیں اور عرض کیا کہ انہیں ابو جہم اور معاویہ نے پیغام دیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابو جہم لاٹھی اپنے کاندھے سے نہیں اتارتا۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس جملے کے دو مفہوم بیان کئے گئے ہیں ایک یہ کہ ابو جہم مسلسل سفر میں رہتا ہے اور دوسرا یہ کہ وہ بیویوں کو مارتا ہے۔ ابن حبان کی ایک روایت میں تصریح ہے کہ ابو جہم کارویہ عورتوں کے ساتھ سخت ہے اور وہ انہیں مارتا ہے۔ حضرت معاویہ کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کے پاس مال نہیں ہے اور وہ تنگ دست آدمی ہیں۔ (شرح مسلم للنووی: ۸۰/۱۰، تحفة الاحوذی: ۳۱۷/۴)

مصلح سے دوسروں کی حالات بتانا

۱۵۳۴۔ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي

سَفَرٍ أَصَابَ النَّاسَ فِيهِ شِدَّةٌ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي: لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُوا. وَقَالَ: لَيْسَ رَجْعَنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ بِذَلِكَ، فَأَرْسَلَ إِلَيَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي، فَاجْتَهَدَ يَمِينَهُ، مَا فَعَلَ: فَقَالُوا: كَذَبَ زَيْدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِمَّا قَالُوهُ شِدَّةٌ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى تَصْدِيقِي: إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ، ثُمَّ دَعَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَسْتَغْفِرَ لَهُمْ فَلَوْهَا رَأَوْهُمْ مُتَّفِقِينَ عَلَيْهِ.

(۱۵۳۲) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے اس سفر میں لوگوں کو دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ عبد اللہ بن ابی کہنے لگا جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہیں ان پر خرچ نہ کرو یہاں تک یہ منتشر ہو جائیں۔ اور اس نے یہ بھی کہا کہ جب ہم مدینہ واپس جائیں گے تو ہم میں سے عزت والے لوگ ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو اس بات سے مطلع کیا۔ آپ ﷺ نے عبد اللہ بن ابی کو بلوایا تو اس نے پختہ قسم کھا کر کہا کہ اس نے اس طرح نہیں کہا۔ اس پر بعض لوگوں نے کہا کہ زید نے رسول اللہ ﷺ سے جھوٹ بولا۔ مجھے اس بات سے بہت رنج ہوا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میری تصدیق میں یہ سورہ نازل فرمائی اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ۔ نبی کریم ﷺ نے ان منافقین کو بلوایا تاکہ ان کے حق میں استغفار فرمائیں لیکن انہوں نے بے رغبتی سے اپنے سر پھیر دیئے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۵۳۳): صحیح البخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورة المنافقون۔ صحیح مسلم، اول کتاب

صفات المنافقین۔

کلمات حدیث: ینفضوا: منتشر ہو جائیں۔ فاجتهد یمنہ: خوب قسم کھائی، بار بار مود کہ قسم کھائی۔ لو وروؤمہم: استغفار سے بے رغبتی کرتے ہوئے اپنے سر موڑ لئے۔

شرح حدیث: محمد بن اسحق اور دیگر علمائے سیر نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی کہ بنی مصطلق رسول اللہ ﷺ سے جنگ کے لیے جمع ہو رہے ہیں اور ان کا سپہ سالار ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باپ حارث بن ضرار ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ اطلاع ملنے کے بعد حضرت زید بن حارثہ کو مدینہ منورہ میں اپنا جانشین مقرر کیا اور مسلمانوں کی ایک جمیعت لے کر روانہ ہوئے۔ اور دنیاوی مال و دولت کے لالچ میں بہت سے منافق بھی ساتھ ہو گئے۔ بنی مصطلق سے رسول اللہ ﷺ کا مقابلہ مرسیع کے چشمہ پر جو قدید کی طرف سمت ساحل پر تھا ہوا۔ خوب لڑائی ہوئی بنو مصطلق میں سے جن کو مارا جانا تھا وہ مارے گئے اور باقی شکست کھا کر بھاگ گئے۔

ابھی رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام اسی مقام پر موجود تھے کہ ایک حادثہ پیش آ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بنی غفار کے قبیلہ کا ایک آدمی تھا جو آپ کے گھوڑے کی لگام تھام کر چلتا تھا اس کا نام ججاء بن سعید تھا اس کا سان بن و برہ جینی سے جھگڑا ہو گیا۔ قبیلہ جبہ بن عوف بن خزرج کا حلیف تھا دونوں لڑ پڑے سان نے گروہ انصار کو مدد کے لیے پکارا اور غفاری نے گروہ مہاجرین کو بلایا طرفین کے لوگ جمع ہو گئے اور ہتھیار نکل آئے۔ قریب تھا کہ کوئی فتنہ پاپا ہو جائے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ

یہ کیا جاہلیت کے دور کی صدائیں بلند کر رہے ہیں، ختم کرو۔ آدمی کو اپنے بھائی کی مدد کرنی چاہئے ظالم ہو یا مظلوم کہ ظالم کا ہاتھ روکا جائے اور مظلوم سے ظلم رفع کیا جائے۔

عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین اپنے گروہ منافقین میں بیٹھا ہوا تھا اس وقت حضرت زید بن ارقم جو ابھی کم سن تھے وہاں موجود تھے۔ عبداللہ بن ابی نے کہا کہ ان لوگوں (مہاجرین) کو دیکھو کہ ہماری بستیوں میں ہم سے مقابلہ کرنے لگے اللہ کی قسم جب ہم مدینہ لوٹیں گے تو عزت والے ذیلیوں کو نکال دیں گے۔ پھر اس نے اپنی قوم کے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا تم نے ان لوگوں کو اپنے شہر میں پناہ دی اور ان پر اپنا مال خرچ کیا اگر تم ان کو نہ دیتے اور ان پر خرچ نہ کرتے تو آج یہ تمہارے اوپر سوار نہ ہوتے۔ اب بھی وقت ہے کہ ان پر خرچ کرنا بند کر دو تا کہ یہ محمد ﷺ کے پاس سے چھٹ جائیں۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان باتوں کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو پہنچادی۔ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی کو بلا کر پوچھا تو اس نے قسمیں کھائیں کہ اس نے ایسی کوئی بات نہیں کہی۔ اس سے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کی نظر میں حضرت زید جھوٹے بن گئے جس کا انہیں شدید رنج اور سخت صدمہ ہوا۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر ”سورہ المنافقون“ نازل فرمائی اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصدیق اور عبداللہ بن ابی کی تکذیب کر دی گئی۔ جب عبداللہ بن ابی کا جھوٹ ثابت ہو گیا اور اس کے کذب پر قرآن نازل ہو گیا تو اس سے کہا گیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ سے استغفار کا طلب گار ہو اور آپ ﷺ کے حضور میں توبہ کر لے اور معافی مانگ لے مگر وہ اس پر گردن موڑ کر چلا گیا۔ لیکن اس کے بعد وہ کچھ ہی زندہ رہا اور بیمار ہو کر مر گیا۔

(فتح الباری: ۲/۸۸۶، تفسیر مظہری: (المنافقون)

شریعت کا مسئلہ معلوم کرنے کے لیے دوسرے کی حالت بتانا

۱۵۳۵. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَتْ هِنْدُ امْرَأَةُ أَبِي سُفْيَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ وَلَيْسَ يُعْطِنِي مَا يَكْفِينِي وَوَلَدِي إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ؟ قَالَ: ”خُذِي مَا يَكْفِيكَ وَوَلَدَكَ بِالْمَعْرُوفِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۵۳۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ابوسفیان کی بیوی ہند نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ ابوسفیان بخیل ہیں وہ مجھے میری اور میرے بچوں کی ضرورت کے مطابق خرچ نہیں دیتے سوائے اس کے کہ میں ان کی لاعلمی میں ان کے مال میں سے کچھ لے لوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم دستور کے مطابق اتنا مال لے لیا کرو جو تمہیں اور تمہارے بچوں کی ضرورت کے لیے کافی ہو جائے۔ (متفق علیہ)

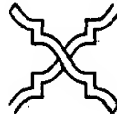
تحریق حدیث (۱۵۳۵): صحیح البخاری، کتاب النفقات، باب نفقہ المرأة اذا غاب عنها زوجها، صحیح

مسلم، کتاب الاقضية، باب قضیہ ہند .

کلمات حدیث: صحیح: بخیل۔ حرص کے ساتھ بخل۔ بخل انسان کی طبیعت کا لازمہ نہیں ہے اور بخل صرف مال میں ہوتا ہے جبکہ بخل انسانی طبیعت کا حصہ ہوتا ہے اور ہر شے میں ہوتا ہے۔

شرح حدیث: ہند، حضرت ابوسفیان کی اہلیہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ہیں۔ حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ حکم شریعت معلوم کرنے کے لیے مفتی کے سامنے ایک دوسری کی خامی اور کمزوری بیان کر سکتے ہیں اور ایسا کرنا غیبت میں داخل نہیں ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اگر خاوند دستور کے مطابق بیوی اور بچوں کو اخراجات نہ دے تو بیوی شوہر کے علم کے بغیر اس کے مال میں سے اتنا لے سکتی ہے جس سے اس کی اور اس کے بچوں کی ضرورت پوری ہو جائے۔

(فتح الباری: ۱/۱۱۳۲۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۷/۱۲)



(المبانی ۲۵۷)

بَابُ تَحْرِيمِ النَّمِيمَةِ وَهِيَ نَقْلُ الْكَلَامِ بَيْنَ النَّاسِ عَلَى جَهَّةِ الْفَسَادِ
چغلی کی حرمت یعنی لوگوں کے درمیان فساد پھیلانے کے لیے کوئی بات نقل کرنا

۳۴۰. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿هَمَّا زِمْنَا مَسَاءَ بَنِي إِسْرَءِيلَ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”بہت طعنہ زنی کرنے والے اور چغل خور۔“ (ن: ۱۱)

تفسیری نکات: پہلی آیت کریمہ میں کافروں کی خصوصیات میں چند خصائص کا ذکر فرمایا ہے کہ کافر عیب لگاتا ہے اور لوگوں کے عیوب کی طرف آنکھ اور ابرو سے اشارہ کرتا ہے اور چغلی کھاتا ہے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ لوگوں میں فساد پیدا کرنے کے لئے چغلیاں کھاتا پھرتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چغلخو ر جنت میں نہیں جائے گا۔ امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں چغلخوری کا مفہوم یہ ہے کہ لوگوں کے درمیان فساد ڈالنے کے لیے کوئی شخص کسی کے بارے میں کسی دوسرے کا کلام نقل کرے کہ فلاں شخص فلاں کے بارے میں یہ کہہ رہا تھا۔ جس شخص کے سامنے چغلخوری کی جائے اس پر چھ امور لازم ہیں۔ اس چغل خور کی تصدیق نہ کرے کیونکہ وہ فاسق ہے، اس کو اس کام سے منع کرے اور نصیحت کرے کہ وہ اس برائی کا مرتکب نہ ہو۔ اس سے اللہ کے لیے بغض رکھے۔ اس غائب شخص کے بارے میں جس کی برائی بیان کی گئی ہے برا خیال دل میں نہ لائے، اس بات کو سن کر اس کی تحقیق اور تحسین میں نہ لگے اور خود اس بات کو دوسروں کو نہ سنائے کہ اس طرح خود اس جرم کا مرتکب ہو جائے گا۔ (تفسیر مظہری، روضة المتقین)

۳۴۱. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”انسان جو بھی لفظ منہ سے نکالتا ہے اس پر ایک نگران فرشتہ مقرر ہے۔“ (ق: ۱۸)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ آدمی کے دائیں بائیں دو فرشتے رہتے ہیں اور اس کی ہر بات اور ہر عمل کو محفوظ کرتے ہیں جوں ہی اس کی زبان سے کوئی لفظ نکلتا ہے کہ ایک تاک لگے رکھنے والا فرشتہ اس کو ضبط تحریر میں لے آتا ہے۔

(تفسیر مظہری)

.....
چغلخو ر جنت میں نہ جائے گا

۱۵۳۶. وَعَنْ حُدَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَدْخُلُ

الْجَنَّةَ نَمَامٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۵۳۶) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں نمام (چغل خور) داخل

نہیں ہوگا۔ (متفق علیہ)

صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ما یکرہ من النمیمۃ . صحیح مسلم، کتاب الایمان

تخریج حدیث (۱۵۳۶):

باب غلط تحریم النمیمۃ .

کلمات حدیث: نمام: چغل خور جو دوسروں کے بارے میں جھوٹی باتیں نقل کرتا ہے تاکہ لوگوں میں فساد پیدا ہو اور ان کے درمیان لڑائی ہو۔ نم نمامیہ (باب ضرب) فساد کی اور لڑائی کی کوشش کرنا اور اس کے لیے دوسروں کو اکسانا۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کسی کی بات لڑانے کے لیے دوسروں تک پہنچانا نمیمہ ہے، اور یہ کام کرنے والا نمام ہے۔

شرح حدیث: اسلام میں اخلاق حسنہ کو بہت اہمیت حاصل ہے اسلام کی تمام تعلیم ہی انسان کو اخلاق حسنہ سے آراستہ کرنے اس کو سیرت و کردار کا اعلیٰ پیکر بنانے اور تمام اخلاقی اور عملی برائیوں اور گندگیوں سے پاک کرنے کے لیے ہے یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تو مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث ہوا ہوں۔

جو شخص جان بوجھ کر چغل خوری کرے اور اسے حلال و جائز سمجھ کر لوگوں کے درمیان فساد ڈالے یقیناً ایسا شخص جنت میں نہیں جائے گا۔ جو شخص اس برائی کا مرتکب ہو اسے چاہئے کہ صدق دل سے توبہ کرے اور اس برائی سے ہمیشہ کے لیے احتراز کرے۔

جامع ترمذی کی روایت میں ”نمام“ کی جگہ قات ہے۔ راوی حدیث سفیان نے کہا کہ قات کے معنی نمام کے ہیں۔ اور کسی نے کہا کہ نمام وہ ہے جو کچھ لوگوں کی مجلس میں موجود ہو اور وہاں کی باتیں سن کر دوسروں کو پہنچائے اور غرض فساد اور لڑائی کی ہو اور قات وہ ہے جو ان لوگوں کے درمیان موجود نہیں ہوتا بلکہ باہر سے ان کی باتیں سن لیتا ہے جبکہ انہیں اس کا علم نہیں ہوتا۔ اور قات وہ ہے جو لوگوں سے پوچھتا ہے اور ان سے خبریں جمع کر کے پھر انہیں دوسروں تک پہنچاتا ہے۔

(فتح الباری: ۱۹۴/۳، عمدۃ القاری: ۲۰۳/۲۳، شرح صحیح مسلم: ۹۷/۲، تحفۃ الاحوذی: ۱۶۳/۶)

چغل خوری کی وجہ سے قبر میں عذاب کا واقعہ

۱۵۳۷. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ:

”إِنَّهُمَا يُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمْ لِي أَنَّهُ كَبِيرٌ: أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَهَذَا لَفْظُ إِحْدَى رَوَايَاتِ الْبُخَارِيِّ، قَالَ الْعُلَمَاءُ: مَعْنَى: ”وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ“: أَيْ كَبِيرٍ فِي

زَعْمِهِمَا. وَقِيلَ: كَبِيرٌ تَرْكُهُ، عَلَيْهِمَا .

(۱۵۳۷) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس گزرے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انہیں عذاب دیا جا رہا ہے اور انہیں کسی بڑی بات پر عذاب نہیں ہو رہا۔ پھر فرمایا کیوں نہیں بڑی بات ہے۔ ان میں سے ایک چغلی کھایا کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔ (متفق علیہ) یہ صحیح بخاری کی متعدد روایات میں سے ایک روایت کے الفاظ ہیں۔

علماء نے کہا ہے کہ ”وما یعذبان فی کبیر“ کے معنی ہیں کہ یہ گناہ ان کی نظر میں بڑا گناہ نہیں تھا اور کسی نے کہا کہ یہ گناہ ایسا تھا کہ اگر وہ اسے چھوڑنا چاہتے تو چھوڑ سکتے تھے۔

خریج حدیث (۱۵۳۸): صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب من الکبائر ان لا یستتر من بولہ . صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ . باب الدلیل علی نجاسة البول .

کلمات حدیث: لا یستتر من بولہ : وہ اپنے پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔ جن دو برے کاموں پر ان کو عذاب ہو رہا ہے وہ فی الواقع بہت عظیم گناہ ہیں لیکن یہ اگر ان سے بچنا چاہتے تو اتنی بڑی بات نہ تھی بلکہ یہ ان معصیوں سے مجتنب رہ سکتے تھے۔ ایک ان دونوں میں سے چغلیاں کھایا کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔

چغلی خوری اور پیشاب کی چھینٹوں سے احتراز نہ کرنا دونوں ہی کبیرہ گناہ ہیں اور ان دونوں معصیوں سے اجتناب لازم ہے۔

(فتح الباری : ۳۵۳/۱ . روضة المتقین : ۳۲/۴ . دلیل الفالحین : ۳۱۷/۴)

چغلی کے ذریعہ لوگوں کے درمیان فساد کرنا مقصود ہوتا ہے

۱۵۳۸ . وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَلَا أُنَبِّئُكُمْ مَا الْعِصَةُ؟ هِيَ النَّمِيمَةُ: الْقَالَةُ بَيْنَ النَّاسِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

"الْعِصَةُ" بَفَتْحِ الْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَإِسْكَانِ الضَّادِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالْهَاءِ عَلَى وَزْنِ الْوَجْهِ، وَرَوَى الْعِصَةُ بِكَسْرِ الْعَيْنِ وَفَتْحِ الضَّادِ الْمُعْجَمَةِ عَلَى وَزْنِ الْعِدَّةِ، وَهِيَ الْكَذِبُ وَالْبُهْتَانُ، وَعَلَى الرَّوَايَةِ الْأُولَى: الْعِصَةُ مَصْدَرٌ يُقَالُ: عَصَاهُ، عَصَاهَا أَيْ رَمَاهُ بِالْعَصَةِ .

(۱۵۳۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں بتاؤں کہ ”عصہ“

کیا ہے۔ یہ چغلی ہے یعنی لوگوں کے درمیان کسی کی بات نقل کرنا۔ (مسلم)

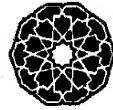
عصہ عین کے زبر اور ضاد کے سکون کے ساتھ بروزن وجہ نیز عصہ عین کے زیر اور ضاد کے زبر کے ساتھ بروزن عدۃ۔ یعنی کذب

اور بہتان۔ پہلی روایت کے مطابق عضو مصدر ہے کہا جاتا ہے عضو یعنی اس نے اس کو مہتمم کیا۔

تخریج حدیث (۱۵۳۸): صحیح مسلم، کتاب البر، باب تحریم النمیمہ۔

شرح حدیث: حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ چغل خوری جھوٹ اور بہتان تراشی یہ سب کبیرہ گناہ ہیں، مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ایک مسلمان کا کردار ان عیوب سے پاک اور اس کی سیرت ان کبائر سے منزہ ہو۔

(شرح صحیح مسلم: ۱۳۱/۱۶۔ دلیل الفالحین: ۳۱۸/۴)



الباب (۲۵۸)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ نَقْلِ الْحَدِيثِ وَكَلَامِ النَّاسِ إِلَى وُلاَةِ الْأُمُورِ إِذَا لَمْ تَدْعُ إِلَيْهِ
لوگوں کی باتوں کو بلا ضرورت حکام تک پہنچانے کی ممانعت
الایہ کہ کسی فساد یا نقصان کا اندیشہ ہو تو جائز ہے

گناہ کے کام میں تعاون کرنا گناہ ہے

۳۴۲. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿وَلَا تُعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

وَفِي الْبَابِ الْأَحَادِيثُ السَّابِقَةُ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ .

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”گناہ اور زیادتی کے کاموں پر ایک دوسرے سے تعاون مت کرو۔“ (المائدہ: ۲)

اس باب میں بھی وہی احادیث ہیں جو اس سے ما قبل کے باب میں گزر چکی ہیں۔

تفسیری نکات: علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ سبحانہ نے اپنے مومن بندوں کو حکم فرمایا ہے کہ نیک اور اچھے کاموں میں باہم تعاون کریں اور برائیوں سے اجتناب کریں اور کسی بری بات میں ہرگز ایک دوسرے سے تعاون نہ کریں۔

(تفسیر ابن کثیر، تفسیر مظہری)

صحابہ کی شکایات مجھ تک نہ پہنچایا کرو

۱۵۳۹. وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا يُبَلِّغُنِي

أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِي عَنْ أَحَدٍ شَيْئًا فَإِنِّي أَحِبُّ أَنْ أَخْرُجَ إِلَيْكُمْ وَأَنَا سَلِيمُ الصَّدْرِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ.

(۱۵۳۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے اصحاب میں سے

کوئی شخص مجھ تک کسی کی بات نہ پہنچائے اس لیے کہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میں جب تمہارے درمیان آؤں تو میرا سینہ ہر ایک کی بابت

صاف ہو۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

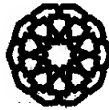
تخریج حدیث (۱۵۳۹): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب رفع الحدیث من المجلس . الجامع للترمذی، ابواب

المناقب، باب فضل ازواج النبی ﷺ.

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی مجھے کسی کی بات نہ پہنچائے بلکہ تم میں سے ہر ایک دوسرے بھائی کی پردہ پوشی کرے کہ جب میں تم سے ملوں تو میرا سینہ سب کی طرف سے صاف ہو اور کسی کی کوئی بات میرے دل میں نہ ہو۔ ابن الملک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ نے اس حدیث مبارک میں اپنی اس تمنا کا اظہار فرمایا کہ جب آپ ﷺ دنیا سے تشریف لے جائیں تو آپ اپنے سب اصحاب سے راضی ہوں اور آپ ﷺ کے دل میں کسی کی طرف سے کوئی رنج نہ ہو۔

حدیث مبارک میں ہر مسلمان کو غیبت سے اور کسی کی بات کسی دوسرے کو یا خاص طور پر حکمران کو پہنچانے سے منع فرمایا ہے۔

(تحفة الاحوذی : ۳۶۴/۱۰ . روضة المتقین : ۳۴/۴ . دلیل الفالحین : ۳۱۹/۴)



بَابُ ذَمِّ ذِي الْوُجْهِينِ ذو وجہین (دو چہرے والے) کی مذمت

۳۴۳۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ الْقَوْلِ
وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ۝۱۰۸﴾ الْآيَتَيْنِ.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ

”لوگوں سے چھپتے پھرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے تو چھپ نہیں سکتے اور وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جبکہ وہ ناپسند بات پر رات

گزارتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جو عمل وہ کرتے ہیں ان کا احاطہ کرنے والے ہیں۔“ (النساء: ۱۰۸)

تفسیری نکات: یعنی لوگوں کی شرم اور رسوائی کے خوف سے تو چھپاتے ہیں مگر اللہ سے نہیں چھپا سکتے یا اللہ سے نہیں شرماتے حالانکہ مستحق تو اللہ ہی ہے کہ اس سے شرم کی جائے اور اس کے سامنے رسوا ہونے کا خوف کیا جائے حالانکہ وہ اس وقت ان کے پاس ہوتا ہے یعنی اللہ سے ان کا کوئی راز پوشیدہ نہیں اور سوائے اس کے کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ جو فعل اللہ کو ناپسندیدہ ہے اور قابل مواخذہ ہے اسے ترک کر دیا جائے جبکہ وہ اللہ کی مرضی کے خلاف گفتگو کے متعلق تدبیریں کرتے ہیں یعنی رات کو آپس میں ملاقات کرتے ہیں اور جو باتیں اللہ کو ناپسند ہیں ان کو بناتے گھڑتے اور آپس میں مشورہ کرتے ہیں اور اللہ ان سب کے اعمال کو اپنے احاطہ میں لیے ہوئے ہے یعنی اللہ کے علم اور قدرت سے کوئی چیز چھوٹ نہیں سکتی۔ (تفسیر مظہری)

دورِ خافض بدترین ہے

۱۵۲۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”تَجِدُونَ

النَّاسَ مَعَادِنَ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقَّهُوا وَتَجِدُونَ خِيَارَ النَّاسِ فِي هَذَا الشَّانِ أَشَدَّهُمْ بُعْثَرَاهِيَّةً“، وَتَجِدُونَ شَرَّ النَّاسِ ذَا الْوُجْهِينِ الَّذِي يَأْتِي هَوْلَاءَ بِوَجْهِهِ وَهَوْلَاءَ بِوَجْهِهِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۵۲۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو کانوں کی طرح پاؤ گے

ان میں جو جاہلیت میں بہتر تھے اسلام میں بہتر ہیں۔ جبکہ وہ دین کا فہم حاصل کر لیں اور اس حکمرانی کے معاملہ میں تم ان لوگوں کو سب سے بہتر پاؤ گے جو اس کو سب سے زیادہ ناپسند کرتے ہوں گے اور تم لوگوں میں سب سے بدتر دورِ خافض کو پاؤ گے جو ان لوگوں کے

پاس ایک رخ لے کر جائے اور ان کے پاس دوسرا رخ۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۵۲۰): صحیح البخاری، لوائل کتاب المناقب، صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب

خیار الناس

کلمات حدیث: تجدون الناس معادن: تم لوگوں کو اس طرح پاؤ گے جس طرح کانیں ہوتی ہیں۔ معادن جمع معدن۔ کان: زمین چھپا ہوا خزانہ۔ ذو الوجهین: دو چہروں والا، اس کے پاس جائے تو کسی اور چہرے کے ساتھ اور اس کے پاس جائے تو دوسرے چہرے کے ساتھ۔ منافق: لوگوں میں شر اور فساد پھیلانے والا۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا ذو الوجهین وہ ہے جو دو مخالف گروہوں میں سے ہر ایک کو یہ باور کرائے کہ وہ اس کے ساتھ ہے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک کا مفہوم یہ ہے کہ انسانوں کے شرف و کرامت اور ان کے وقار اور ان کی اعلیٰ خصلتوں اور عمدہ سیرت کی اصل اور اساس ہوتی ہے جیسے کانوں میں سے اعلیٰ دھاتیں بھی نکلتی اور نکمی دھاتیں بھی نکلتی ہیں۔ چنانچہ جو اوصاف حمیدہ اور اخلاق حسنہ میں اسلام سے پہلے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے وہ اسلام قبول کرنے اور اس کا فہم حاصل کرنے کے بعد پہلے سے بھی اعلیٰ اور ارفع اور ممتاز ہو گئے اور اسلام سے ان کے اخلاق حسنہ مزید سنور گئے اور نکھر گئے اور ان کے عادات و اطوار اور بہتر اور عمدہ ہو گئے۔

وہ بہترین لوگ جنہوں نے دین کا فہم حاصل کر لیا اور اپنی سیرت و کردار کو اس کے مطابق بنا لیا عہدوں اور مناصب کے خواہاں نہیں رہتے بلکہ اس کی ذمہ داریوں سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں ان لوگوں کو جب اختیار و اقتدار ملتا ہے تو یہ لوگوں کی خدمت کرتے ہیں ان کے لیے بہتر ثابت ہوتے ہیں اور اختیار و اقتدار کی ذمہ داریوں کی پوری دیانت داری سے ادا کرتے ہیں اور لوگوں کے معاملے میں اللہ سے خائف رہتے ہیں۔

جبکہ دورِ خافض کبھی اس کے پاس جاتا ہے اور کبھی اس کے پاس، کبھی پہلے کو باور کراتا ہے کہ وہ اس کا حامی ہے اور دوسرے کا مخالف اور کبھی دوسرے کو یقین دلاتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿مُذَبِّدِينَ بَيْنَ ذَلِكَ لَا إِلَىٰ هَؤُلَاءِ وَلَا إِلَىٰ هَؤُلَاءِ﴾ (دونوں کے درمیان مذذب نہ اس کے ساتھ اور نہ اس کے ساتھ) یعنی منافقین ظاہر امومنوں کے ساتھ اور باطناً کافروں کے ساتھ۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ذو الوجهین کی قیامت کے روز آگ کی دوزبانیں ہوں گی۔ اس اثناء میں ایک مونا شخص گزرا آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ان میں سے ہے۔

(فتح الباری: ۳۵۶/۲۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۶۴/۱۶۔ تحفة الاحوذی: ۱۶۲/۶)

جو باتیں دل کے خلاف ہوں وہ نفاق ہے

۱۵۴۱۔ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ نَاسًا قَالُوا لِبَعْثِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: إِنَّا نَدْخُلُ عَلَى سُلَاطِينِنَا فَنَقُولُ لَهُمْ بِخِلَافِ مَا تَنْكَلُمُ إِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ قَالَ: كُنَّا نَعُدُّ هَذَا نِفَاقًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۵۴۱) حضرت محمد بن زید سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے ان کے دادا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ہم اپنے حکمرانوں کے پاس جاتے ہیں تو ہم ان سے وہ باتیں کرتے ہیں جو ان باتوں سے مختلف ہوتی ہیں جو ہم ان کے پاس سے آنے کے بعد آپس میں کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم اسے نفاق سمجھتے تھے۔

(بخاری)

تخریج حدیث (۱۵۴۱): صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب ما یکرہ من ثناء السلطان .

کلمات حدیث: کنا نعدھا نفاقاً: ہم اس بات کو نفاق سمجھتے تھے۔ ہم اس بات کو نفاق شمار کرتے تھے۔

شرح حدیث: اہل اقتدار اور اختیار کی مجلس میں بیٹھ کر ان کی ثنا خوانی کرنا اور باہر نکل کر ان کی برائی کرنا منافقت ہے اور قرآن

کریم میں ارشاد ہے: ﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ (کہ منافقین جہنم کے سب سے نچلے درجے

میں ہوں گے) مسلمان جہاں ہو جس جگہ ہو ہر حال میں صرف وہی بات کہتا ہے جو سچ اور صحیح ہو، اگر حکمران نیک و عادل ہو تو وہ ہر جگہ قابل

ستائش ہے اور اگر ظالم و بے ایمان ہے تو ہر جگہ قابل مذمت ہے اور یہ جب ہے جب اس کی ضرورت ہو بلا ضرورت ہر وقت حکمرانوں کو

برا کہتے پھر نادرست نہیں ہے۔ (فتح الباری: ۲۶۲/۳، روضة المتقین: ۳۷/۴، دلیل الفالحین: ۳۲۱/۴)



المباحث (۲۶۰)

بَابُ تَحْرِيمِ الْكَذِبِ جھوٹ کی حرمت

۳۴۴. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”اس بات کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم نہیں ہے۔“ (الاسراء: ۳۶)

تفسیری نکات: بلا تحقیق کسی بات پر عمل نہ کرو کیونکہ کان آنکھ اور دل ہر شخص سے ان سب کے بارے میں قیامت کے روز پوچھ ہوگی کہ انہیں کہاں کہاں اور کس کس طرح استعمال کیا۔ قیامت کے روز اللہ کی دی ہوئی ساری نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا اور کان آنکھ اور دل ان نعمتوں میں سب سے زیادہ اہم ہیں۔ (معارف القرآن)

منہ سے نکلنے والی ہر بات لکھنے کے لیے فرشتہ مقرر ہے

۳۴۵. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”جو لفظ بھی انسان بولتا ہے اس پر مگر ایک نگران مقرر ہے۔“ (ق: ۱۸)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں فرمایا کہ انسان کی زبان سے جوں ہی کوئی لفظ ادا ہوتا ہے ایک نگران فرشتہ اس کو محفوظ کر لیتا ہے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ اور قتادہ نے فرمایا کہ یہ فرشتے اس کا ایک ایک لفظ لکھتے ہیں خواہ اس پر کوئی گناہ یا ثواب ہو یا نہ ہو۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ صرف وہ کلمات لکھے جاتے ہیں جن پر کوئی ثواب یا عقاب ہو۔ ابن کثیر نے یہ دونوں قول نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ آیت عام ہے اور ہر بات لکھی جاتی ہے۔

سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے

۱۵۴۲. وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، "إِنَّ

الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ صِدْقًا.

وَإِنَّ الْكُذْبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ

عِنْدَ اللَّهِ كَذَابًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۵۳۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سچائی نیکی کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف راہنمائی کرتی ہے آدمی سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے یہاں صدیق لکھا جاتا ہے۔ جھوٹ برائی کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور برائی جہنم کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے یہاں کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۵۳۲): صحیح البخاری، کتاب الادب، باب قول اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وكونوا مع الصادقین۔ صحیح مسلم، کتاب البر، باب قبح الکذب وحسن الصدق۔

کلمات حدیث: بر: نیکی ہر خیر کا کام اور بر بھلائی کی بات بر ہے۔ فجور: گناہ، برائی۔ کھلم کھلا گناہوں میں مبتلا ہونا۔

شرح حدیث: ہمیشہ اور ہر حال میں سچ بولنا اور ہر معاملے میں صدق اور سچائی کی جستجو میں لگے رہنا نیکی کی طرف لے جاتا والا ہے اور بر اور نیکی جنت کی طرف لے جانے والی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے ان الا بر الفی نعیم۔ اور جب انسان ہمیشہ اور دائماً سچ بولتا رہتا ہے اور سچائی کے راستے پر استقامت سے چلتا رہتا ہے وہ اللہ کے یہاں ”صدیق“ لکھ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح جھوٹ فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فجور جہنم کی طرف اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کی جستجو میں رہتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ عتہ لگا دیا جاتا ہے اور اسی طرح اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ اللہ کے یہاں کذابین میں لکھ دیا جاتا ہے۔ (دلیل الفالحین: ۴/۳۲۳)

منافقوں کی چار نشانیاں

۱۵۳۳۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِّنْ نِّفَاقٍ حَتَّى يَدْعَهَا: إِذَا أُوْتِمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُهُ، مَعَ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ يَنْحُوهُ فِي بَابِ الْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ.

(۱۵۳۳) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ چار باتیں جس شخص میں موجود ہوں وہ خالص منافق ہے۔ جس شخص میں ان میں سے ایک ہو، اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ جب اس کے پاس امانت رکھائی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے بدعہدی کرے اور جب جھگڑا کرے تو بدزبانی کرے۔ (متفق علیہ)

یہ حدیث اس سے پہلے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی اسی مضمون کی حدیث کے ساتھ باب الوفاء بالعہد میں گزر چکی

تخریج حدیث (۱۵۴۳):

صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب لا یدخل الجنة الا المؤمنون .

کلمات حدیث:

أربع من كن فيه : جس میں یہ چار باتیں ہوں۔ جس شخص میں یہ چار خصلتیں پائی جائیں۔

شرح حدیث:

حدیث مبارک میں نفاق کی چار علامات بیان فرمائی گئی ہیں اگر یہ چاروں علامتیں کسی شخص میں موجود ہوں تو وہ منافق خالص ہے اور اگر ان میں سے کوئی ایک علامت موجود ہو تو نفاق کی ایک علامت موجود ہے یہاں تک کہ وہ اسے ترک کر دے۔ اور اس بری عادت سے توبہ کر لے۔

یہ حدیث اس سے پہلے باب الوفاء بالعہد میں گزر چکی ہے۔ (دلیل الفالحین: ۴/۳۲۳)

جھوٹا خواب بیان کرنے پر وعید

۱۵۴۴ . وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَمْ يَرَهُ، كَلَّفَ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ وَلَنْ يَفْعَلَ، وَمَنْ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ صَبَّ فِي أُذُنِهِ الْأَنْكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ صَوَّرَ صُورَةَ عَذَابٍ وَكَلَّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهِ الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ."

"تَحَلَّمَ": اُنْی قَالَ اِنَّهُ حَلَمَ فِی نَوْمِهِ وَرَاى كَذَا وَكَذَا وَهُوَ كَاذِبٌ .

"وَالْأَنْكُ" بِالْمَدِّ وَضَمُّ النُّونِ وَتَخْفِيفُ الْكَافِ : وَهُوَ الرِّصَاصُ الْمُدَابُّ .

(۱۵۴۴) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ایسا

خواب بیان کیا جو اس نے نہیں دیکھا تو اسے روز قیامت جو کے دو دانوں کے درمیان گرہ لگانے کے لیے کہا جائے گا جو وہ نہیں کر سکے گا۔ جس نے ان لوگوں کی بات کی طرف کان لگایا جو اسے پسند نہیں کرتے تو روز قیامت اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔ اور جس نے کوئی تصویر بنائی اسے عذاب دیا جائے گا اور حکم دیا جائے گا کہ وہ اس تصویر میں روح پھونکے اور وہ اس میں روح نہیں پھونک سکتا گا۔ (بخاری)

تحلم: یعنی یہ کہا کہ میں نے خواب میں اس طرح دیکھا حالانکہ وہ جھوٹا ہے۔ اُنْک: نون کے پیش اور الف کے مد کے ساتھ

پگھلایا ہوا سیسہ۔

تخریج حدیث (۱۵۴۴):

صحیح البخاری، کتاب التعبير، باب من کذب فی حلمہ .

کلمات حدیث:

من تحلم بحلم لم يره : جس نے ایسا خواب بیان کیا جو اس نے نہیں دیکھا۔ جس نے جھوٹا خواب بیان کیا۔

حلم معنی خواب جمع احلام .

شرح حدیث: حدیث مبارک میں تین برائیاں بیان کی گئی ہیں جو بہت بڑی اخلاقی کمزوری اور سیرت و کردار کی گراوٹ کی

علامت بھی ہیں اور اللہ کے یہاں سخت گناہ ہیں جن پر روز قیامت انتہائی سخت سزا ہوگی یہ تین برے کام ہیں جھوٹا خواب بیان کرنا، چھپ کر دوسروں کی باتیں سننا اور تصویر بنانا۔

صحیح بخاری میں سعید بن الحسن سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں تصاویر بنا کر روزی کماتا ہوں۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی حدیث سناتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کوئی تصویر بنائی اللہ تعالیٰ اسے عذاب دے گا اور سلسلہ عذاب اس وقت تک جاری رہے گا جب تک وہ اس میں روح نہ پھونکے اور وہ کبھی بھی اس میں روح نہیں پھونک سکے گا۔ یہ حدیث سن کر وہ شخص اچھل پڑا اور اس کا چہرہ پیلا پڑ گیا۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر تجھے تصویر ہی بنانی ہے تو درخت کی بنالے یا کسی بے جان چیز کی بنالے۔

(فتح الباری: ۱/۱۱۳۶۔ تحفة الاحوذی: ۶/۵۶۲۔ روضة المتقین: ۴/۳۹۔ دلیل الفالحین: ۴/۳۲۳)

”بڑا جھوٹ“ جھوٹا خواب بیان کرنا ہے

۱۵۳۵۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”أَفْرَى الْفِرْيِ أَنْ يُرَى الرَّجُلُ عَيْنِيهِ مَا لَمْ تَرِيَا“ زَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، وَمَعْنَاهُ يَقُولُ: رَأَيْتُ فِيمَا لَمْ يَرَهُ

(۱۵۳۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے

کہ آدمی اپنی آنکھوں کو وہ کچھ دکھائے جو انہوں نے نہیں دیکھا ہے۔ (بخاری)

اس کے معنی ہیں کہ جو کچھ اس نے دیکھا نہیں ہے اس کے بارے میں کہے کہ اس نے دیکھا ہے۔

تخریج حدیث (۱۵۳۵): صحیح البخاری، کتاب التعبير، باب من کذب فی حلمہ۔

کلمات حدیث: افری الفریة: سب سے بڑا جھوٹ۔ سب سے عظیم جھوٹ۔ فریة۔ جھوٹ۔ فریاً (باب ضرب) جھوٹ بولنا۔ جھوٹ گھڑنا۔ جھوٹ تراشنا۔ ابن بطال رحمہ اللہ نے کہا کہ فریہ کے معنی ہیں قابل تعجب بہت بڑا جھوٹ۔

شرح حدیث: جھوٹا خواب بیان کرنا گناہ عظیم ہے امام طبری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جھوٹا خواب بیان کرنا اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے کہ اللہ نے اسے یہ دکھایا حالانکہ اللہ نے اسے کچھ نہیں دکھایا۔ کیونکہ حدیث مبارک میں ہے کہ خواب نبوت کا جزء ہے۔ اور ظاہر ہے کہ نبوت اللہ کی عطا کردہ ہوتی ہے۔

حضرت واثلہ بن الاسقع سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تین جھوٹ بہت عظیم جھوٹ ہیں، آدمی یہ کہے کہ میں نے خواب میں کہ دیکھا حالانکہ نہ دیکھا، آدمی اپنے حال پر جھوٹ گھڑے اور اپنے آپ کو کسی اور کی طرف منسوب کرے اور آدمی یہ کہے کہ اس نے مجھ سے سنا ہے حالانکہ اس نے مجھ سے نہیں سنا۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اللہ کے

رسول اللہ ﷺ کی طرف ایسی بات کی نسبت کرے جو آپ ﷺ نے نہیں فرمائی۔

(فتح الباری: ۳/۶۸۴. روضة المتقين: ۴/۴۱. دليل الفالحين: ۴/۳۲۵)

رسول اللہ ﷺ کا لمبا خواب

۱۵۳۶. وَعَنْ سُمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْمَايُكْثُرًا أَنْ يَقُولَ لِأَصْحَابِهِ: "هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْ رُؤْيَا؟" فَيَقْصُّ عَلَيْهِ مَنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقْصُصَ، وَإِنَّهُ قَالَ لَنَا ذَاتَ غَدَاةٍ إِنَّهُ أَتَانِي اللَّيْلَةُ آتِيَانِ، وَانْتَهَمَا قَالَا لِي: انْطَلِقْ وَإِنِّي انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا، وَإِنَّا آتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ، وَإِذَا آخِرُ قَائِمٍ عَلَيْهِ بِصَخْرَةٍ وَإِذَا هُوَ يَهْوِي بِالصَّخْرَةِ لِرَأْسِهِ، فَيُثَلِّغُ رَأْسَهُ، فَيَتَدَهَّدُهُ الْحَجَرُ هَاهُنَا، فَيَتَّبِعُ الْحَجَرَ فَيَأْخُذُهُ، فَلَا يَرْجِعُ إِلَيْهِ حَتَّى يَصِحَّ رَأْسُهُ، كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُودُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْأُولَى؟" قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: سُبْحَانَ اللَّهِ! مَا هَذَا؟ قَالَا لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا فَاتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُسْتَلْقٍ لِقَفَاهُ وَإِذَا آخِرُ قَائِمٍ عَلَيْهِ بِكُلُوبٍ مِنْ حَدِيدٍ، وَإِذَا هُوَ يَأْتِي أَحَدَ شِقَى وَجْهِهِ فَيَشْرِ شِرْ شِدْقَهُ إِلَى قَفَاهُ، وَمَنْخَرَهُ إِلَى قَفَاهُ، وَعَيْنَهُ إِلَى قَفَاهُ، ثُمَّ يَتَحَوَّلُ إِلَى الْجَانِبِ الْآخِرِ، فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِالْجَانِبِ الْأَوَّلِ فَمَا يَفْرُغُ مِنْ ذَلِكَ الْجَانِبِ حَتَّى يَصِحَّ ذَلِكَ الْجَانِبُ كَمَا كَانَ ثُمَّ يَعُودُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ مِثْلَ مَا فَعَلَ فِي الْمَرَّةِ الْأُولَى؟" قَالَ: قُلْتُ: سُبْحَانَ اللَّهِ! مَا هَذَا؟ قَالَا لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا فَاتَيْنَا عَلَى مِثْلِ التَّنُورِ فَاحْسِبْ أَنَّهُ قَالَ: "فَإِذَا فِيهِ لَعَطٌ، وَأَصْوَاتٌ، فَاطْلَعْنَا فِيهِ. فَإِذَا فِيهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ، وَإِذَا هُمْ يَأْتِيهِمْ لَهَبٌ مِنْ أَسْفَلٍ مِنْهُمْ فَإِذَا آتَاهُمْ ذَلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضُوا. قُلْتُ مَا هَؤُلَاءِ؟ قَالَ لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَاتَيْنَا عَلَى نَهْرٍ حَسِبْتُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ أَحْمَرُ مِثْلَ الدَّمِ، وَإِذَا فِي النَّهْرِ رَجُلٌ سَابِحٌ يَسْبَحُ، وَإِذَا عَلَى شَطِ النَّهْرِ رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ حِجَارَةٌ كَثِيرَةٌ، وَإِذَا ذَلِكَ السَّابِحُ يَسْبَحُ مَا يَسْبَحُ ثُمَّ يَأْتِي ذَلِكَ الْإِنْسِي قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ الْحِجَارَةَ فَيَفْعَلُ لَهُ، فَاهُ فَيُلْقِمُهُ حَجْرًا، فَيَنْطَلِقُ فَيَسْبَحُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهِ، كُلَّمَا رَجَعَ إِلَيْهِ فَعَرَلَهُ، فَاهُ فَالْقَمَّةُ حَجْرًا، قُلْتُ لَهُمَا: مَا هَذَا؟ قَالَا لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا فَاتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ كَرِيهِ الْمَرْأَةِ أَوْ كَاكْرِهِ مَا أَنْتَ رَأَى رَجُلًا مَرَأَى فَإِذَا هُوَ عِنْدَهُ نَارٌ يَحْشُهَا وَيَسْعَى حَوْلَهَا قُلْتُ لَهُمَا مَا هَذَا؟ قَالَا لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا فَاتَيْنَا عَلَى رَوْضَةٍ مُعْتَمَةٍ فِيهَا مِنْ كُلِّ نَوْرٍ الرَّبِيعُ، وَإِذَا بَيْنَ ظَهْرِي الرَّوْضَةِ رَجُلٌ طَوِيلٌ لَا أَكَادُ أَرَى رَأْسَهُ، طَوِيلًا فِي السَّمَاءِ، وَإِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ أَكْثَرِ وَلَدَانِ مَا رَأَيْتُهُمْ قَطُّ قُلْتُ: مَا هَؤُلَاءِ؟ وَمَا هَؤُلَاءِ؟ قَالَا لِي: انْطَلِقْ انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا فَاتَيْنَا إِلَى دَوْحَةٍ عَظِيمَةٍ لَمْ أَرْدَوْحَةً قَطُّ أَعْظَمَ مِنْهَا وَلَا أَحْسَنَ! قَالَا لِي: إِرْقُ فِيهَا، فَارْتَقَيْنَا

فِيهَا إِلَى مَدِينَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبْنٍ ذَهَبٍ وَلَبْنٍ فِصَّةٍ، فَاتَيْنَا بَابَ الْمَدِينَةِ فَاسْتَفْتَحْنَا فَفُتِحَ لَنَا فَدَخَلْنَاهَا، فَتَلَقَّانَا رِجَالٌ شَطْرَ مَنْ خَلَقَهُمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَأَى! وَشَطْرَ مَنْهُمْ كَأَقْبَحِ مَا أَنْتَ رَأَى! قَالَا لَهُمْ: إِذْ هَبُوا فَفَعَلُوا فِي ذَلِكَ النَّهْرِ، وَإِذَا هُوَ نَهْرٌ مُعْتَرِضٌ يَجْرِي كَأَنَّ مَاءَهُ الْمَحْضُ فِي الْبَيَاضِ، فَذَهَبُوا فَوَقَعُوا فِيهِ، ثُمَّ رَجَعُوا إِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذَلِكَ السَّوَاءُ عَنْهُمْ فَصَارُوا فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ، قَالَ: قَالَا لِي: هَذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ وَهَذَاكَ مَنْزِلُكَ فَسَمَّا بَصْرِي ضَعْدًا فَإِذَا قَصُرٌ مِثْلُ الرَّبَابَةِ الْبَيْضَاءِ قَالَا لِي: هَذَاكَ مَنْزِلُكَ؟ قُلْتُ لَهُمَا: بَارَكَ اللَّهُ فِيكُمَا، فَذَرَانِي فَأَذْخُلْهُ، قَالَا: أَمَّا الْآنَ فَلَا وَأَنْتَ دَاخِلُهُ. قُلْتُ لَهُمَا: فَإِنِّي رَأَيْتُ مِنْذُ اللَّيْلَةِ عَجَبًا؟ فَمَا هَذَا الَّذِي رَأَيْتُ؟ قَالَا لِي: أَمَّا أَنَا سَنُخْبِرُكَ: أَمَّا الرَّجُلُ الْأَوَّلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُثْلَغُ رَأْسُهُ بِالْحَجَرِ فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرْفُضُهُ، وَيَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ، وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُشْرِشُرُ شِدْقَهُ إِلَى قَفَاهُ وَمَنْخَرِهِ، إِلَى قَفَاهُ وَعَيْنِهِ، إِلَى قَفَاهُ فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَغْدُو مِنْ بَيْتِهِ فَيَكْذِبُ الْكَذْبَةَ تَبْلُغُ الْأَفَاقَ وَأَمَّا الرَّجَالُ وَالنِّسَاءُ الْعُرَاءُ الَّذِينَ هُمْ فِي مِثْلِ بَنَاءِ التَّنُورِ فَإِنَّهُمْ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِي، وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يَسْبَحُ فِي النَّهْرِ وَيُلْقِمُ الْحِجَارَةَ فَإِنَّهُ أَكَلُ الرَّبَا، وَأَمَّا الرَّجُلُ الْكَرْبِيُّ الْمَرْأَةُ الَّتِي عِنْدَ النَّارِ يَحْشُهَا وَيَسْعَى حَوْلَهَا فَإِنَّهُ مَالِكٌ خَازِنُ جَهَنَّمَ، وَأَمَّا الرَّجُلُ الطَّوِيلُ فِي الرُّوْحَةِ فَإِنَّهُ إِبْرَاهِيمُ، وَأَمَّا الْوَلَدَانِ الَّذِينَ حَوْلَهُ، فَكُلُّ مَوْلُودٍ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَفِي رِوَايَةٍ الْبَرْقَانِي: "وُلِدَ عَلَى الْفِطْرَةِ" فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ:

يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَأَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَأَوْلَادُ الْمُشْرِكِينَ" وَأَمَّا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَانُوا شَطْرَ مَنْهُمْ حَسَنٌ وَشَطْرَ مَنْهُمْ قَبِيحٌ فَإِنَّهُمْ قَوْمٌ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللَّهُ عَنْهُمْ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ "رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ آتِيَانِي فَأَخْرَجَانِي إِلَى أَرْضٍ مُقَدَّسَةٍ، ثُمَّ ذَكَرَهُ، وَقَالَ: "فَانْطَلَقْنَا إِلَى نَقَبٍ مِثْلِ التَّنُورِ أَعْلَاهُ ضَيْقٌ وَأَسْفَلُهُ وَاسِعٌ يَتَوَقَّدُ تَحْتَهُ نَارًا، فَإِذَا ارْتَفَعَتْ ارْتَفَعُوا حَتَّى كَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا وَإِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوا فِيهَا، وَفِيهَا رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاءٌ" وَفِيهَا "حَتَّى آتَيْنَا عَلَى نَهْرٍ مِنْ دَمٍ" وَلَمْ يَشْكُ "فِيهِ رَجُلٌ قَائِمٌ عَلَى وَسْطِ النَّهْرِ وَعَلَى شَطِ النَّهْرِ رَجُلٌ وَبَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ، فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِي فِي النَّهْرِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِيهِ فَرْدَةٌ، حَيْثُ كَانَ، فَجَعَلَ كُلُّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ جَعَلَ يَرْمِي فِيهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ" وَفِيهَا: "فَصَعِدَا بَيْ الشَّجَرَةِ فَأَذْخَلَانِي دَارًا لَمْ أَرَقُطْ أَحْسَنَ مِنْهَا، فِيهَا رِجَالٌ شَبُوحٌ وَشَبَابٌ" وَفِيهَا: "الَّذِي رَأَيْتَهُ، يُشَقُّ شِدْقُهُ، فَكَذَّابٌ يُحَدِّثُ بِالْكَذْبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتَّى تَبْلُغَ الْأَفَاقَ فَيُضَنَعُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" وَفِيهَا: "الَّذِي رَأَيْتَهُ، يُشَدُّ رَأْسُهُ، فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْمَلْ فِيهِ بِالنَّهَارِ فَيَفْعَلُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ،

وَالدَّارُ الْأُولَى الَّتِي دَخَلْتَ دَارَ عَامَةِ الْمُؤْمِنِينَ وَأَمَّا هَذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشَّهَدَاءِ، وَأَنَا جَبْرِئِيلُ، وَهَذَا
مِيكَائِيلُ، فَارْفَعْ رَأْسَكَ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا فَوْقِي مِثْلُ السَّحَابَةِ، قَالَا : ذَاكَ مَنْزِلُكَ، قُلْتُ : دَعَانِي
أَدْخُلْ مَنْزِلِي، قَالَا : إِنَّهُ بَقِيَ لَكَ عُمْرٌ . لَمْ تَسْتَغْمِلْهُ، فَلَوْ اسْتَغْمَلْتَهُ أَتَيْتَ مَنْزِلَكَ“ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .
قَوْلُهُ ”يَنْلُغُ رَأْسَهُ“ ، هُوَ بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ وَالْعَيْنِ الْمُعْجَمَةِ : أَيْ يَشْدُخُهُ وَيَشْقُهُ . قَوْلُهُ ”يَتَدَهَّدُهُ“ ،
أَيْ يَتَدَحْرَجُ، وَالْكَلْبُوبُ“ بَفَتْحِ الْكَافِ وَضَمِّ اللَّامِ الْمُشَدَّدَةِ وَهُوَ مَعْرُوفٌ . قَوْلُهُ ”فَيَشْرُشِرُ“ أَيْ
يُقِطِّعُ : قَوْلُهُ ”ضَوْضُوا“ وَهُوَ بِضَادَيْنِ مُعْجَمَتَيْنِ : أَيْ صَاحُوا . قَوْلُهُ ”فَيَفْعَرُ“ هُوَ بِالْفَاءِ وَالْعَيْنِ
الْمُعْجَمَةِ : أَيْ يَفْتَحُ . قَوْلُهُ : ”الْمَرَاةُ هُوَ بَفَتْحِ الْمِيمِ : أَيْ الْمَنْظَرُ قَوْلُهُ ”يَحْشُهَا“ هُوَ بِفَتْحِ الْيَاءِ وَضَمِّ
الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَالشَّيْنِ الْمُعْجَمَةِ : أَيْ يُوقِذُهَا ”قَوْلُهُ“ ، رَوْضَةٌ مُعْتَمَةٌ“ هُوَ بِضَمِّ الْمِيمِ وَإِسْكَانِ الْعَيْنِ
وَفَتْحِ التَّاءِ وَتَشْدِيدِ الْمِيمِ : أَيْ وَاقِيَةُ النَّبَاتِ طَوِيلَتُهُ . قَوْلُهُ ”دَوْحَةٌ“ هِيَ بَفَتْحِ الدَّالِ وَإِسْكَانِ الْوَاوِ
وَبِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ : وَهِيَ الشَّجَرَةُ الْكَبِيرَةُ قَوْلُهُ ”الْمَحْضُ“ هُوَ بِفَتْحِ الْمِيمِ وَإِسْكَانِ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ
وَبِالضَّادِ الْمُعْجَمَةِ : وَهُوَ اللَّيْنُ : قَوْلُهُ : ”فَسَمَا بَصْرِي“ أَيْ ارْتَفَعَ ، ”وَصُعْدَا بِضَمِّ الضَّادِ وَالْعَيْنِ : أَيْ
مُرْتَفِعًا . ”وَالرَّابَّةُ“ ، بَفَتْحِ الرَّاءِ وَبِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ مُكَرَّرَةً : وَهِيَ السَّحَابَةُ .

(۱۵۲۶) حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر صحابہ کرام سے دریافت فرماتے
کہ کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ آپ ﷺ کے سامنے صحابہ میں سے کوئی جو اللہ چاہتا بیان کرتا ایک روز صبح کے وقت
آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رات میرے پاس خواب میں دو آنے والے آئے انہوں نے مجھ سے کہا کہ چلئے۔ میں ان کے ساتھ چلا۔
ہمارا گزر ایک شخص کے پاس سے ہوا جو لیٹا ہوا تھا اور دیکھا کہ اس کے پاس ایک آدمی پتھر لیے کھڑا ہے وہ پتھر اس کے سر پر مارتا ہے جس
سے اس کا سر پھٹ جاتا ہے اور پتھر لڑھک کر دور چلا جاتا ہے اور وہ شخص پتھر کے پیچھے جاتا ہے اور اسے اٹھا کر لاتا ہے اور اس کے دوبارہ
آنے تک اس کا سر صحیح ہو جاتا ہے اور پھر وہ اس کی طرف لوٹتا ہے اور جس طرح پہلے مارا تھا پھر مارتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے سبحان اللہ کہا اور ان آدمیوں سے پوچھا کہ ان دونوں کا کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ چلئے
چلئے ہم چلے تو اب ہمارا گزر ایک شخص کے پاس سے ہوا جو گدی کے بل چت لیٹا ہوا تھا اور اس کے پاس ہی ایک دوسرا شخص لوہے کا زنبور
لیے اس کے سر پر کھڑا ہے وہ اس کے چہرے کے ایک طرف آتا ہے اور اس کے جڑے کو گدی تک چیر دیتا ہے اس کے نتھنے اور اس کی
آنکھ کو بھی گدی تک چیر دیتا ہے۔ پھر وہ اس کے چہرے کی دوسری جانب آتا ہے اور وہی کرتا ہے جو اس نے پہلی جانب کیا تھا۔ ابھی وہ
اس طرف سے فارغ نہیں ہوتا کہ دوسری طرف اس کا صحیح ہو جاتا ہے اور پہلی کی طرح ہو جاتا ہے اور وہ پھر اس طرف آتا ہے اور وہی کرتا
ہے جو اس نے پہلے کیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے سبحان اللہ کہا اور ان دونوں آدمیوں سے پوچھا کہ ان دونوں کا کیا معاملہ ہے؟ وہ دونوں بولے

چلے چلے۔ ہم چلے اور ایک تور جیسے گڑھے پر آئے۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس میں بہت شور تھا اور آوازیں تھیں۔ ہم نے اس میں جھانکا تو اس میں ہمیں برہنہ مرد اور عورتیں نظر آئیں، ان کے نیچے سے آگ کا ایک شعلہ اٹھتا تھا اور جب وہ ان کو جھلتا تو وہ چیخیں مارتے تھے۔

میں نے کہا کہ یہ کون لوگ ہیں ان دونوں نے مجھ سے کہا کہ چلیے چلیے۔ ہم چلے اور ایک نہر پر آئے راوی کا بیان ہے کہ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ خون کی طرح سرخ تھی دیکھا کہ اس میں ایک تیراک تیر رہا ہے اور نہر کے کنارے ایک آدمی ہے جس نے اپنے پاس بہت سے پتھر جمع کر رکھے ہیں۔ یہ تیرنے والا تیرتا ہے اور پھر تیرتا ہوا اس شخص کی طرف آتا ہے جس نے پتھر جمع کر رکھے ہیں وہ اس کے سامنے آ کر منہ کھولتا ہے اور وہ اس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا ہے۔ وہ پھر تیرنے لگتا ہے اور پھر اس کی طرف لوٹ کر آتا ہے جب بھی اس کی طرف لوٹ کر آتا ہے اس کے سامنے اپنا منہ کھولتا ہے اور وہ اس کے منہ میں پتھر ڈالتا ہے۔

میں نے ان دونوں سے کہا کہ ان دونوں کا کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے مجھ سے کہا کہ چلیے چلیے۔ ہم چلے اور ایک بہت ہی بد منظر آدمی کے پاس آئے یا سب سے بد صورت آدمی کی طرف جو تم نے کبھی دیکھا ہو۔ دیکھا ہے کہ اس کے پاس آگ ہے جسے وہ دھکاتا ہے اور اس کے گرد دوڑتا ہے۔

میں نے ان دونوں سے کہا کہ یہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ چلیے چلیے، ہم چلے اور ایک ایسے باغ میں پہنچے جس میں بکثرت درخت تھے اور ہر قسم کے بہار کے پھول کھلے ہوئے تھے اس باغ کے درمیان میں ایک طویل القامت آدمی تھا مجھے اس کی لمبائی کی وجہ سے اس کا سر آسمان میں دکھائی دے رہا تھا اس کے ارد گرد ایسے بچے تھے جو میں نے کبھی نہیں دیکھے۔

میں نے کہا کہ یہ کون ہیں ان دونوں نے کہا کہ چلے چلے، ہم چلے ہم ایک عظیم درخت کے قریب آئے اس سے زیادہ بڑا لہذا اس سے زیادہ اچھا درخت میں نے کبھی نہیں دیکھا، ان دونوں نے کہا کہ اس پر چڑھیں۔ ہم اس پر چڑھے تو ایک ایسا شہر نظر آیا جو سونے چاندی کی اینٹوں سے بنا ہوا تھا، ہم اس شہر کے دروازے پر آئے اور اسے کھولنے کے لیے کہا وہ ہمارے لیے کھولا گیا اور ہم اس میں داخل ہوئے ہمیں بہت سے آدمی ملے، جن کا آدھا جسم تو بہت خوبصورت ترین آدمی کا تھا جو تم نے کبھی دیکھا ہو اور آدھا جسم اس بدترین آدمی جیسا جو تم نے کبھی دیکھا ہو۔ ان دونوں آدمیوں نے ان سے کہا کہ جاؤ اور اس نہر میں کود جاؤ۔ وہاں چوڑائی میں ایک نہر بہہ رہی تھی اس کا پانی دودھ کی طرح سفید تھا وہ گئے اور اس میں کود گئے پھر وہ ہماری طرف واپس آئے تو وہ بہترین صورت میں تھے۔ ان دونوں نے مجھے بتایا کہ یہ جنت عدن ہے اور یہ آپ ﷺ کا مقام ہے۔ میری نظر اوپر اٹھی تو سفید بادل کی طرح محل نظر آیا ان دونوں نے کہا کہ یہ آپ ﷺ کا مقام ہے۔ میں نے ان دونوں سے کہا کہ اللہ تمہیں برکت دے مجھے چھوڑو میں اس میں جاؤں۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت نہیں بہر حال آپ اس میں آئیں گے۔

میں نے کہا کہ میں نے آج رات عجیب مناظر دیکھے ہیں۔ میں نے جو دیکھا وہ کیا ہے؟ ان دونوں نے کہا کہ اب ہم تمہیں بتاتے ہیں۔ پہلا آدمی جس کے پاس آپ گزرے اور جس کا سر پتھر سے پکلا جا رہا تھا وہ شخص ہے جو قرآن حاصل کرے اور پھر اسے چھوڑ دے

اور فرض نماز پڑھے بغیر سو جائے اور وہ آدمی جس کے پاس سے آپ گزرے جس کے جڑے کو اس کے نتھنے کو اور جس کی آنکھ کو گدی تک چیرا جا رہا تھا یہ ایسا شخص ہے جو صبح کو گھر سے نکلتا ہے اور ایسا جھوٹ بولتا ہے جو دنیا کے کناروں تک پھیل جاتا ہے۔ اور وہ برہنہ مرد اور برہنہ عورتیں جو تنور جیسے گڑھے میں تھیں وہ بدکار مرد اور بدکار عورتیں تھیں اور وہ آدمی جس کے پاس آئے اور وہ نہر میں تیر رہا تھا اور جس کے منہ میں پتھر ڈالا جاتا تھا۔ وہ سودخو شخص ہے اور وہ بد منظر آدمی جو آگ کے پاس تھا جو اس کو دھکا دیتا تھا اور اس کے گرد دوڑتا تھا وہ جہنم کا خازن مالک ہے۔ اور طویل القامت آدمی جو باغ میں تھا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور جو بچے ان کے گرد تھے وہ وہ بچے ہیں جو فطرت پر فطوت ہوئے۔

برقانی کی روایت میں ہے کہ وہ وہ بچے ہیں جو فطرت پر پیدا ہوئے۔ مسلمانوں میں سے کسی نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اور مشرکین کی اولاد؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اولاد مشرکین بھی۔ اور وہ لوگ جن کا آدھا جسم خوبصورت اور آدھا جسم بدصورت تھا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ملے جلے عمل کئے کچھ اچھے عمل اور کچھ برے عمل۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے درگزر فرمایا۔ (بخاری)

صحیح بخاری کی ایک اور روایت میں ہے کہ میں نے رات کو دیکھا کہ میرے پاس دو آدمی آئے اور مجھے پاک سرزمین کی طرف لے گئے۔ اس کے بعد وہ واقعہ ذکر فرمایا۔ اور کہا کہ ہم چلتے ہوئے ایک گڑھے پر پہنچے جو تنور کی مثل تھا اس کا اوپر کا حصہ تنگ اور نیچے سے کشادہ تھا اور اس کے نیچے آگ دھک رہی تھی جب وہ آگ اوپر کو آتی تو اس میں پڑے ہوئے لوگ بھی اوپر آتے یہاں تک کہ باہر تک آ جاتے اور جب آگ کے شعلے دھمے ہو کر نیچے جاتے تو لوگ بھی نیچے چلے جاتے ان میں برہنہ مرد اور عورتیں تھیں۔

اور اس روایت میں ہے کہ یہاں تک کہ ہم خون کی ایک نہر پر آئے، راوی نے یہاں شک نہیں کیا۔ اس میں ایک آدمی نہر کے درمیان کھڑا ہے اور نہر کے کنارے پر ایک اور شخص ہے جس کے سامنے پتھر ہیں۔ جب وہ نکلنے کا ارادہ کرتا ہے تو کنارہ والا شخص اس کو پتھر مارتا ہے اور وہ وہیں لوٹ جاتا ہے جہاں پہلے تھا۔

اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ دو دونوں مجھے لے کر درخت پر چڑھے اور مجھے ایسے گھر میں داخل کیا جس سے زیادہ خوبصورت گھر میں کبھی نہیں دیکھا اس میں کچھ مرد تھے بوڑھے اور جوان۔

اور اس روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ شخص جس کو میں نے دیکھا کہ اس کا جڑا چیرا جا رہا ہے وہ جھوٹا ہے جو جھوٹ بولتا ہے اور اس سے یہ جھوٹ نقل کی جاتی ہے اور دنیا کے کونے کونے میں پہنچ جاتی ہے اس کے ساتھ قیامت تک یہی ہوتا رہے گا جو آپ ﷺ نے دیکھا۔

اور اس روایت میں ہے کہ جس شخص کو آپ نے دیکھا کہ اس کا سر کچلا جا رہا ہے تو یہ وہ ہے جس کو اللہ نے قرآن کا علم عطا فرمایا تو وہ رات کو اسے چھوڑ کر سوتا رہا اور دن میں بھی اس پر عمل نہیں کیا اس کے ساتھ بھی قیامت تک یہی ہوتا رہے گا۔ اور پہلا گھر جس میں آپ ﷺ داخل ہوئے یہ عام مؤمنین کا گھر ہے اور یہ گھر دار الشہداء ہے اور میں جبرئیل ہوں اور یہ میکائیل ہیں۔ اب آپ ﷺ اپنا سراٹھائے میں نے سراپا اٹھایا تو اپنے اوپر ایک بادل سادیکھا۔ انہوں نے کہا کہ یہ آپ ﷺ کا مسکن ہے میں نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں اپنے اس گھر میں چلا جاؤں۔ انہوں نے کہا کہ ابھی آپ ﷺ کی کچھ عمر باقی ہے جو مکمل نہیں ہوئی، جب آپ ﷺ کی عمر پوری

ہو جاوے گی تب آپ اس گھر میں آجا کیلئے۔ (بخاری)

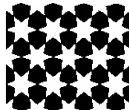
یشلغ رأسه کے معنی ہیں کہ وہ اس کے سر کو چیرتا اور پھاڑتا تھا۔ یتدھده کے معنی ہیں لڑھکتا تھا۔ کلوب : آنکڑا۔ یشرشر : شر کا نایا کپلا جاتا ہے۔ ضوضوا : وہ چیخے اور چلائے۔ یفغر : کھولتا ہے۔ المرأة : منظر۔ یحشها : دھکاتا اور بھڑکاتا ہے۔ روضة معتمہ : لمبا اور زیادہ درختوں والا باغ۔ دوحہ : بڑا درخت۔ محض : دودھ۔ سما بصری : میری نگاہ اوپر اٹھی۔ سعد بلند ہوتی ہوئی۔ ربابہ : بادل۔

تخریج حدیث (۱۵۴۶): صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب تعبیر الرؤیا بعد صلاة الصبح .

کلمات حدیث: ذات غدا : ایک صبح۔ حتی یصبح رأسه کما کان : یہاں تک کہ اس کا سر اسی طرح ہو جاتا جیسے پہلے تھا۔ شدقه : اس کے منہ کی ایک جانب۔ لغط : شور و شغب۔ زهر الربیع : موسم بہار کے پھول۔ حنة عدن : باغ دوام، ہمیشہ رہنے والا باغ۔ فذرانی : تم دونوں مجھے چھوڑ دو۔ الآفاق : زمین کے کنارے جہاں آسمان وزمین باہم ملتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ واحد افق۔ **شرح حدیث:** رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ خواب نبوت کا ایک حصہ اور چونکہ آپ ﷺ اللہ کے رسول اور نبی تھے اس لیے آپ ﷺ خواب کی تعبیر بھی بہت خوب بیان فرمایا کرتے تھے اور اسی وجہ سے آپ ﷺ اکثر صحابہ کرام سے پوچھ لیا کرتے تھے کہ کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے۔ اور کبھی آپ ﷺ اپنا خواب بیان فرماتے تھے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو کئی مرتبہ بیداری میں اور خواب میں ”اسراء“ ہوئی اور آپ ﷺ کو آخرت اور قیامت کے اور جنت دوزخ کے مناظر دکھائے گئے تاکہ آپ ﷺ اپنی امت کو غیب کی باتیں علی وجہ یقین بتا سکیں اسی لیے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمہیں وہ باتیں معلوم ہو جائیں جو مجھے معلوم ہیں تو تم بہت کم ہنسنا اور بہت زیادہ گریہ وزاری کرو۔

(فتح الباری : ۱/۸۱۱. روضة المتقین : ۴/۴۱. دلیل الفالحین : ۴/۳۲۵)



المباحث (۲۶۱)

بیان مَا یَجُوزُ مِنَ الْکَذِبِ کذب کی وہ صورت جو جائز ہے

اعْلَمُ أَنَّ الْکَذِبَ وَإِنْ كَانَ أَصْلُهُ مُحَرَّمًا، فَيَجُوزُ فِي بَعْضِ الْأَحْوَالِ بِشُرُوطٍ قَدْ أَوْضَحْتُهَا فِي كِتَابِ، "الْأَذْكَارَ" وَمُخْتَصَرُ ذَلِكَ: أَنَّ الْکَلَامَ وَسِيلَةً إِلَى الْمَقَاصِدِ، فَكُلُّ مَقْصُودٍ مُحْمُودٍ يُمَكِّنُ تَحْصِيلَهُ، بِغَيْرِ الْکَذِبِ يُحَرِّمُ الْکَذِبَ فِيهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ تَحْصِيلُهُ إِلَّا بِالْکَذِبِ جَازَ الْکَذِبُ ثُمَّ إِنْ كَانَ تَحْصِيلُ ذَلِكَ الْمَقْصُودِ مُبَاحًا كَانَ الْکَذِبُ مُبَاحًا، وَإِنْ كَانَ وَاجِبًا كَانَ الْکَذِبُ وَاجِبًا: فَإِذَا خُتِفَى مُسْلِمٌ مِنْ ظَالِمٍ يُرِيدُ قَتْلَهُ، أَوْ أَخَذَ مَالَهُ، وَخَفِيَ مَالَهُ، وَسُئِلَ إِنْسَانٌ عَنْهُ وَجَبَ الْکَذِبُ بِإِخْفَائِهِ. وَكَذَا لَوْ كَانَ عِنْدَهُ وَدِيعَةٌ وَارَادَ ظَالِمٌ أَخَذَهَا وَجَبَ الْکَذِبُ بِإِخْفَائِهَا. وَالْأَخُوطُ فِي هَذَا كَلِمَةٌ أَنْ يُورَى. وَمَعْنَى التَّوْرِيَةِ أَنْ يَقْصِدَ بِعِبَارَتِهِ مَقْصُودًا صَحِيحًا لَيْسَ هُوَ كَاذِبًا بِالنِّسْبَةِ إِلَيْهِ وَإِنْ كَانَ كَاذِبًا فِي ظَاهِرِ اللَّفْظِ وَبِالنِّسْبَةِ إِلَى مَا يَفْقَهُهُ، الْمُخَاطَبُ، وَلَوْ تَرَكَ التَّوْرِيَةَ وَأَطْلَقَ عِبَارَةَ الْکَذِبِ فَلَيْسَ بِحَرَامٍ فِي هَذَا الْحَالِ. وَاسْتَدَلَّ الْعُلَمَاءُ بِحَوَازِ الْکَذِبِ فِي هَذَا الْحَالِ بِحَدِيثٍ أَمْ كُتُبُوا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَيْسَ الْكُذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَنْمِي خَيْرًا أَوْ يَقُولُ خَيْرًا، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ: زَادَ مُسْلِمٌ فِي رِوَايَةٍ: "قَالَتْ أُمُّ كُتُبُوا وَلَمْ أَسْمَعْهُ يُرَخِّصُ فِي شَيْءٍ مِمَّا يَقُولُ النَّاسُ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ، تَعْنِي الْحَرْبَ، وَالْإِصْلَاحَ بَيْنَ النَّاسِ وَحَدِيثَ الرَّجُلِ أَمْرًا، وَحَدِيثَ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا."

جھوٹ اصلاً بالکلیہ حرام ہے لیکن بعض حالات میں چند شرائط کے ساتھ جائز ہے جس کی تفصیل میں نے "کتاب الاذکار" میں بیان کی ہے۔ اس بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ کلام اور گفتگو درحقیقت حصول مقاصد کا ایک وسیلہ ہے ہر وہ مقصود جس کا حصول پسندیدہ ہو اور اس کا حصول بغیر جھوٹ کے ممکن ہو اس میں جھوٹ بولنا حرام ہے اور اگر اس مقصود کا حصول جھوٹ کے بغیر ممکن نہ ہو تو اس صورت میں جھوٹ جائز ہے۔ ازاں بعد اگر اس مقصود کا حصول مباح امور میں سے ہو تو جھوٹ مباح ہے اور اگر اس مقصود کا حصول واجب ہو تو جھوٹ بھی واجب ہے۔

اگر کوئی ظالم کسی مسلمان کی جان کے درپے ہو اور وہ جان بچانے کے لیے اس سے چھپا ہوا ہو۔ یا کوئی ظالم کسی کا مال لینا چاہتا ہو اور اس نے اس کے ڈر سے اپنا مال چھپا دیا ہو۔ اب اگر کسی سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جائے تو اس پر آدمی کے چھپانے کے لیے جھوٹ بولنا واجب ہے۔ اسی طرح اگر کسی کے پاس کوئی امانت ہے جو کوئی ظالم اس سے چھیننا چاہتا ہے تو اس کو مخفی رکھنے کے لیے جھوٹ بولنا واجب ہے۔

اس طرح کے معاملات میں تقاضائے احتیاط یہ ہے کہ تو یہ کرے۔ تو یہ کے معنی ہیں کہ ایسی عبارت اختیار کرے جس سے اس کی مراد ایک صحیح مقصود ہو جس میں وہ جھوٹا نہ ہو اور ظاہری الفاظ کے اعتبار سے اور مخاطب کے فہم کے اعتبار سے وہ جھوٹ ہو۔ بہر حال اس صورت میں اگر تو یہ نہ کرنے اور جھوٹ پر مشتمل جملہ بولے تو بھی اس صورت میں حرام نہیں ہے۔

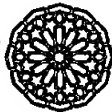
علماء نے اس طرح کی صورت میں جواز کذب پر حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے اور بھلائی کی بات دوسروں تک پہنچاتا ہے یا اچھی بات کہتا ہے۔ (متفق علیہ)

صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو سوائے تین مواقع کے لوگوں کی گفتگو سے متعلق رخصت دیے ہوئے نہیں سنا، یعنی جنگ، لوگوں کے درمیان صلح کرانا اور مرد کا اپنی بیوی سے اور بیوی کا اپنے شوہر سے بات کرنا۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب العلم باب لیس الکاذب الذی یصلح بین الناس . صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم الکذب و بیان المباح منه .

شرح حدیث: حدیث مبارک میں رخصت کے لفظ سے مراد جھوٹ بولنے کی رخصت ہے اور مراد یہ ہے کہ جو شخص دو مسلمان بھائیوں میں صلح کی غرض سے ایک دوسرے کی طرف سے اچھی بات پہنچاتا ہے خواہ وہ اچھی بات خلاف واقعہ ہی کیوں نہ ہو، تو چونکہ اس کی غرض دو مسلمان بھائیوں کے درمیان صلح کرانا اور ان کی آپس کی دشمنی کو دوستی اور رفاقت میں تبدیل کرنا ہے جو بجائے خود عظیم مقصد ہے تو اسے جھوٹا تصور نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح جنگ کے موقع پر لشکر اسلام اور مسلمانوں کے رازوں کے اخفاء کے لیے جھوٹ بولنے کی رخصت ہے۔ نیز میاں بیوی کی باہمی گفتگو میں بعض موقعوں پر اخفاء کے پیش نظر جھوٹ بولنا درست ہے۔ اس رخصت کا مطلب جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ یہ رخصت انہی حالات تک محدود رہنی چاہئے جن میں رخصت دی گئی ہے۔ میاں بیوی کی باہمی زندگی اور معاشرت بھی سچائی پر مبنی ہونی چاہئے اور دونوں کا کردار ایک دوسرے کے لیے آئینہ کی طرح شفاف ہونا چاہئے تا کہ ایک دوسرے پر اعتماد قائم ہو اور اس اعتماد سے ان کا باہمی تعلق مضبوط و استوار ہو۔

(روضة المتقین: ۴/۴۷. ریاض الصالحین (صلاح الدین): ۲/۴۲۰)



الباب (۲۶۲)

بَابُ الْحَثِّ عَلَى التَّثَبُّتِ فِيمَا يَقُولُهُ وَيَحْكِيهِ
مسلمان کو چاہئے کہ بات نقل کرنے اور کہنے سے پہلے اس کی تحقیق کرے

۳۴۶۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”اس بات کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم نہ ہو۔“ (الاسراء: ۳۶)

۳۴۷۔ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

”انسان جو بھی لفظ بولتا ہے اس کے پاس ہی ایک نگران فرشتہ تیار ہوتا ہے۔“ (ق: ۱۸)

تفسیری نکات: آدمی کے دائیں بائیں فرشتے مقرر ہیں جو ہر عمل اور ہر بات کو لکھتے رہتے ہیں اور ایک نگران فرشتہ ہر اس بات کو لکھ لیتا ہے جو آدمی کے منہ سے نکلتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ مسلمان جب بات کرے تو یہ دیکھ لے کہ وہ حق اور صواب ہے یا نہیں اور صرف اسی وقت بات کرے جب اسے یقین ہو جائے کہ جو بات وہ کرنے والا ہے وہ سچ ہے اور خیر اور بھلائی کی بات ہے۔

(تفسیر مظہری)

بلا تحقیق سنی سنائی بات بتلانا گناہ ہے

۱۵۴۷۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۵۴۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے

یہی کافی ہے کہ وہ جو کچھ سنے اسے بیان کر دے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۵۴۷): صحيح مسلم، المقدمة، باب النهی عن الحديث بكل ما سمع.

شرح حدیث: آدمی جو باتیں سنتا ہے ان میں سچ اور جھوٹ ملا ہوتا ہے اس لیے بلا تحقیق جس طرح کوئی بات سنی ہے اسی طرح نقل کر دینا آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے کافی ہے۔ کیونکہ جھوٹ کے معنی ہی کسی خلاف واقعہ بات کہنے کے ہیں۔

(شرح صحيح مسلم للنووي: ۶۸/۱۔ دليل الفالحين: ۴/۳۳۷)

جھوٹی حدیث بیان کرنے والا بھی جھوٹا ہے

۱۵۴۸. وَعَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ حَدَّثَ عَنِّي بِحَدِيثٍ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۵۴۸) حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص میری طرف منسوب کر کے کوئی بات بیان کرے اور وہ جانتا

ہو کہ یہ بات جھوٹ ہے تو وہ بھی جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۵۴۸): صحیح مسلم، المقدمة، باب وجوب الرواية عن الثقات وترك الكذابين.

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ سے مروی احادیث کی علمائے حدیث نے انتہائی جانفشانی سے جانچ پڑتال کی ہے اور موضوع احادیث کو علیحدہ کر کے بیان کر دیا ہے یہ محدثین کرام کا امت پر احسان عظیم ہے۔ احادیث کی صحت اور ان کے ضعف کے بارے میں لازمی ہے کہ محدثین نے جو تصحیح فرمائی ہے اسی پر اعتماد کیا جائے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱/۶۲. دلیل الفالحین: ۴/۳۳۷)

سوکن کا سوکن کو جلانے کے لیے جھوٹ بولن

۱۵۴۹. وَعَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي ضَرَّةً فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ إِنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِي غَيْرَ الَّذِي يُعْطِينِي؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسُ ثَوْبِي زُورٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"الْمُتَشَبِّعُ" هُوَ الَّذِي يُظْهِرُ الشَّبْعَ وَلَيْسَ بِشَبْعَانٍ وَمَعْنَاهُ هُنَا أَنْ يُظْهِرَ أَنَّهُ حَصَلَ لَهُ فَضِيلَةٌ وَلَيْسَتْ حَاصِلَةً "وَلَابِسُ ثَوْبِي زُورٍ" أَيْ ذِي زُورٍ، وَهُوَ الَّذِي يُزَوِّرُ عَلَى النَّاسِ: بِأَنْ يَتَزَيَّ بِزَيِّ أَهْلِ الزُّهْدِ وَالْعِلْمِ أَوْ الشَّرْوَةِ لِيُغْتَرَّ بِهِ النَّاسُ وَلَيْسَ هُوَ بِتِلْكَ الصِّفَةِ. وَقِيلَ غَيْرُ ذَلِكَ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

(۱۵۴۹) حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ

میری ایک سوکن ہے کیا مجھے اس بات پر گناہ ہوگا اگر میں اس کے سامنے یہ ظاہر کروں کہ مجھے خاوند سے خوب مل رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کو نہ دیا گیا ہو اور وہ اس کا جھوٹا اظہار کرے وہ جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والے کی طرح ہے۔ (متفق علیہ)

متشعب: وہ شخص ہے جو یہ ظاہر کرے کہ اس کا پیٹ بھرا ہوا ہے حالانکہ وہ پیٹ بھرا ہوا نہ ہو۔ یہاں اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ ظاہر کرے کہ اسے کوئی فضیلت یا ترجیح حاصل ہے حالانکہ نہیں ہے۔ اور لابس ثوبی زور کے معنی ہیں ذی زور۔ یعنی جھوٹ کے دو کپڑے اور اس سے مراد ایسا شخص ہے جو لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو وہ ظاہر کرے جو وہ نہیں ہے یعنی مثلاً اپنے آپ کو اہل زہد، یا اہل علم یا اہل

ثروت میں سے ظاہر کرے حالانکہ ان میں سے نہ ہو اور اس طرح لوگوں کو دھوکہ دے بعض نے اس کے علاوہ بھی معنی بیان کئے ہیں۔

تخریج حدیث (۱۵۴۹): صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب المتشیع بمالم ینل . صحیح مسلم، کتاب اللباس

و الزینة . باب النهی عن التزویر فی اللباس .

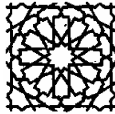
کلمات حدیث: ضرة : سوکن ۔ جمع ضرائر ۔ جناح ۔ گناہ ۔

شرح حدیث: مسلمان کا اخلاق سادگی انکساری اور تواضع ہے اپنے آپ کو وہ ظاہر کرنا جو وہ فی الواقع نہیں بدترین اخلاقی گراوٹ

اور گناہ ہے اور عند اللہ اس پر مؤاخذہ ہوگا، جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ جو اپنے آپ کو وہ ظاہر کرے جو وہ فی الحقیقت نہیں ہے تو وہ ایسا ہے جیسے اس نے جھوٹ کے دو کپڑے پہنے ہوئے ہوں۔

اسی طرح سوکن کا اپنی سوکن کے سامنے یہ ظاہر کرنا کہ شوہر کی داد و دہش اس پر زیادہ ہے یا اسے اس سے زیادہ تعلق خاطر ہے حالانکہ فی الواقع ایسا نہ ہو تو یہ بہت گناہ اور ایک سماجی برائی ہے جس کے بہت نقصانات ہیں بلکہ اگر فی الواقع کسی بیوی پر شوہر کی عنایات زیادہ ہوں تب بھی دوسری بیویوں کے سامنے اس کا اظہار نہ کرنا چاہئے کہ اس سے ان کی آتش حسد بھڑک اٹھے گی اور بے جا تکلیف ہوگی۔

(فتح الباری : ۲/۱۰۹۰ . شرح صحیح مسلم للنووی : ۹۳/۱۴ . روضة المتقین : ۴۹/۴ . دلیل الفالحین : ۴/۳۳۸)



(البیان ۲۶۳)

بَابُ بَيَانِ غَلْظِ تَحْرِيمِ شَهَادَةِ الزُّورِ جھوٹی گواہی کی شدید حرمت

۳۴۸. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿وَأَحْتَسِبُوا قَوْلَ الزُّورِ﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

”اور تم جھوٹی بات سے بچو۔“ (الحج: ۳۰)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں فرمایا کہ قول الزور (جھوٹی بات) سے بچو۔ جھوٹی بات زبان سے نکالنا، جھوٹی گواہی دینا جانور کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا کسی چیز کو بلا دلیل شرعی حلال یا حرام کہنا سب قول الزور میں داخل ہے۔ قول الزور کی برائی اور سنگینی کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ اس مقام پر اسے اللہ تعالیٰ نے مشرک کے ساتھ بیان کیا ہے اور احادیث مبارکہ میں بہت شدت کے ساتھ قول الزور سے منع فرمایا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

۳۴۹. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”تم اس بات کے پیچھے مت پڑو جس کا تمہیں علم نہیں ہے۔“ (الاسراء: ۳۶)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ بلا تحقیق کوئی بات زبان سے نہ نکالو اور نہ اس بات کے پیچھے لگو جس کا تمہیں صحیح علم نہیں ہے تاکہ غلط بات کہنے سے اجتناب کر سکو ایک مسلمان کو وہی بات اپنی زبان سے کہنی چاہئے جو حق اور صحیح ہو اور جو کسی نہ کسی خیر پر مشتمل ہو، اور ہر ایسی بات سے احتراز کرنا چاہئے جو ناحق ہو جھوٹ ہو اور خیر سے خالی ہو۔ (تفسیر مظہری)

۳۵۰. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”آدی جو بات منہ سے نکالتا ہے اس پر ایک نگران فرشتہ تیار ہوتا ہے۔“ (ق: ۱۸)

تفسیری نکات: تیسری آیت میں بیان ہوا ہے کہ ہر آدی پر دو فرشتے کراما کاتبین مقرر ہیں جو اس کے تمام اعمال و اقوال قلمبند کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اسکی زبان سے جو لفظ ادا ہوتا ہے وہ اسی وقت قلمبند کر لیا جاتا ہے۔ فرمان نبوی ﷺ کے مطابق زبان سے نکلنے والی ناحق باتیں حصائد النہ (زبان کی کاٹی ہوئی وہ کھیتیاں) ہیں جو آدی کو اوندھے منہ جہنم میں گرانے والی ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

۳۵۱. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ﴾ (۱۴)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”تیرا رب گھات میں ہے۔“ (الفجر: ۱۴)

تفسیری نکات: چوتھی آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کی آنکھوں سے پوشیدہ رہ کر سب بندوں کے چھوٹے بڑے تمام اعمال کو دیکھ رہا ہے اور اپنے بندوں کے تمام افعال کا جائزہ لے رہا ہے کوئی حرکت و سکون اس سے مخفی نہیں ہے۔ اسے سزا دینے کی کوئی جلدی نہیں ہے بلکہ اس کے تمام بندے جب حساب کے دن اس کے سامنے پیش ہوں گے اسی وقت ہر ایک کی جزا اور سزا کا فیصلہ ہے۔ یہ مہلت عمل ہی بندوں کا امتحان ہے جس میں غافل بندے یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ بس جو چاہے کئے جاؤ کوئی پوچھنے والا نہیں حالانکہ جب وقت آئے گا سب کے اعمال سامنے آ جائیں گے اور ہر ایک کو اس کے کئے کے مطابق جزا اور سزا ملے گی۔ (تفسیر عثمانی)

۳۵۲. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”وہ لوگ جو جھوٹ کی مجلسوں میں حاضر نہیں ہوتے۔“ (الفرقان: ۷۲)

تفسیری نکات: پانچویں آیت میں اللہ کے ان نیک بندوں کی صفات بیان کرتے ہوئے جو نجدے اور قیام میں رات گزارتے ہیں فرمایا کہ یہ کسی جھوٹی بات میں شامل نہیں ہوتے، یہ باطل اور گناہ کی جگہ پر نہیں جاتے اور یہ کسی ایسی جگہ نہیں کھڑے ہوتے جہاں کوئی جھوٹ اور برائی کا ارتکاب ہو رہا ہو۔ (تفسیر عثمانی)

چار بڑے گناہوں کا تذکرہ

۱۵۵۰. وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَلَا أُتَبِّحُكُمْ

بِأكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟" قُلْنَا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: "الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ" وَكَانَ مُتَكَبِّرًا

فَجَلَسَ فَقَالَ "أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ!

فَمَا زَالَ يُكْرِرُهَا حَتَّى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ، مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ.

(۱۵۵۰) حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں سب سے بڑا کبیرہ گناہ

نہ بتا دوں ہم نے عرض کیا کہ ضرور یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپ

ﷺ نیک لگائے ہوئے تھے سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا خبردار جھوٹی بات۔ آپ ﷺ اس کو دہراتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا کہ

کاش آپ ﷺ خاموش ہو جائیں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۵۵۰): صحیح البخاری، کتاب الشهادات، باب ما قیل فی شهادة الزور۔ صحیح مسلم، کتاب

الایمان، باب بیان الکبائر و اکبرها۔

کلمات حدیث: أنبئکم: میں تمہیں بتلاتا ہوں۔ میں تمہیں خبر دیتا ہوں۔ نبأ: خبر جمع انباء۔ نبأ: خبر دی، اطلاع دی۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں انتہائی تاکید سے تین باتوں سے منع فرمایا گیا ہے، اللہ کے ساتھ شرک، والدین کی نافرمانی اور

جھوٹی بات۔ والدین کی نافرمانی اس قدر بڑا گناہ ہے کہ اسے اللہ کے شرک کے ساتھ ملا کر بیان فرمایا۔ اور جھوٹ بولنا اور جھوٹی بات کہنا

اور جھوٹی گواہی دینا اس قدر عظیم برائی اور اس قدر ہولناک گناہ ہے کہ آپ ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے اور اس بات کی اہمیت کے پیش

نظر آپ ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور بار بار فرماتے رہے کہ دیکھو قول زور سے بچو یہاں تک صحابہ کرام کے دلوں میں یہ بات آئی کہ

کاش اب آپ سکوت فرمائیں۔ یہ حدیث اس سے پہلے ”تحریم العقوق و قطیعة الرحم“ میں گزر چکی ہے۔

(دلیل الفالحین: ۴/۳۴۰۔ نزہۃ المتقین: ۲/۳۶۴)



بَابُ تَحْرِيمِ لَعْنِ اِنْسَانٍ بَعِيْنِهِ اَوْ دَاْبَّةٍ کسی معین آدمی یا جانور پر لعنت کی ممانعت

۱۵۵۱. وَعَنْ أَبِي زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ بْنِ الضَّحَّاكِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فَهُوَ كَمَا قَالَ: وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عَذَبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَيْسَ عَلَى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُهُ، وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۵۵۱) حضرت ابو زید ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اہل بیعت رضوان میں سے تھے ان سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جان بوجھ کر اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی قسم کھائے تو وہ اسی طرح ہے جس طرح اس نے کہا۔ اور جس شخص نے خودکشی کی تو قیامت کے روز اس کو یہی عذاب دیا جائے گا۔ آدمی پر اس نذر کا پورا کرنا لازم نہیں ہے جس کا وہ مالک نہیں ہے۔ اور کسی مؤمن پر لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کے برابر ہے۔

تخریج حدیث (۱۵۵۱): صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی قاتل النفس. صحیح مسلم کتاب

الایمان، باب غلظ تحريم قتل الانسان نفسه.

کلمات حدیث: بیعة الرضوان: ہجرت کے چھٹے سال حدیبیہ کے موقع پر یہ بیعت ہوئی۔ ملة: دین اور شریعت ایک نبی کو ماننے والے امت ہیں اور ایک دین اور ایک شریعت کی ماننے والے ملت ہیں۔

شرح حدیث: کوئی شخص اگر یہ جھوٹی قسم کھائے کہ اگر وہ فلاں کام کرے تو وہ یہودی یا نصرانی ہو جائے اگر اس کا وقتاً بھی ارادہ یہی ہو تو وہ اسی وقت اسی طرح ہو گیا جیسا کہ اس نے کہا ہے کہ عزم کفر بھی کفر ہے اور اگر اس کا مقصود اس بات کا محال ظاہر کرنا مقصود ہے اور یہ بتانا ہے کہ جس طرح میرا یہودی یا نصرانی ہو جانا ناممکن اور معذرہ ہے اسی طرح میرا یہ کام کرنا بھی دشوار ہے تب بھی یہ قسم معصیت ہے اور اس پر توبہ و استغفار لازم ہے۔ چنانچہ ابن الممذر نے نقل کیا ہے کہ اگر اس کے دل میں کفر کی نیت نہ ہو تو حضرت عبداللہ بن عباس اور جہور نفعاء کے نزدیک وہ کافر نہیں ہے اور نہ اس پر کفارہ ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ یمین ہے اور اس پر کفارہ ہے۔ ابن الممذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ پہلی رائے زیادہ صحیح ہے کیونکہ فرمان نبوی ﷺ ہے کہ جس نے لات اور عزی کی قسم کھالی وہ لا الہ الا اللہ کہے۔ اس حدیث میں نہ کفارہ کا ذکر ہے اور نہ اس شخص کی طرف کفر کی نسبت کی گئی ہے۔

انسان اپنی جان کا مالک نہیں ہے مالک اللہ تعالیٰ ہے اس لیے کوئی آدمی خود اپنے وجود میں کسی طرح کا تصرف نہیں کر سکتا اور نہ اپنی جان لے سکتا ہے۔ اسلام نے خودکشی کو حرام قرار دیا ہے اور اس حدیث مبارک میں ارشاد فرمایا کہ جس نے جس طرح اپنے آپ کو مارا ہوگا

اس کو یہی عذاب دیا جائے گا کہ وہ اپنے آپ کو اسی طرح مارتا رہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنے آپ کو گلا گھونٹ کر مارے وہ جہنم میں اسی طرح اپنا گلا گھونٹتا رہے گا اور جو کسی دھاردار چیز سے اپنے آپ کو قتل کرے وہ جہنم میں اسی طرح اپنے آپ کو قتل کرتا رہے گا۔

کسی نے اگر کسی ایسی شے کی نذر مانی جس کا وہ مالک نہیں ہے تو اس پر اس نذر کی وفلا لازم نہیں ہے۔ امام طہی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جیسے کسی نے کہا کہ وہ فلاں بکری ذبح کرے گا لیکن وہ اس بکری کا مالک نہیں ہے تو اس نذر کا پورا کرنا اس پر لازم نہیں ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان پر لعنت کرنا گناہ ہونے اور معصیت ہونے میں قتل کے برابر ہے کیونکہ لعنت کے معنی اللہ کی رحمت سے دور ہونے کے ہیں۔ گویا اس نے اس مسلمان کو اللہ کی اس رحمت سے دور کر دیا جو اہل اسلام کے لیے خاص ہے اور اس طرح اس نے قتل کے برابر گناہ کا ارتکاب کیا۔

(فتح الباری: ۸۰۱/۱۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۰۲/۲۔ تحفة الاحوذی: ۱۰۸/۵۔ روضة المتقین: ۵۲/۴)

سچا آدمی کے لیے لعن طعن زریب نہیں دیتا

۱۵۵۲۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا يُبْعَى لِصِدِّيقٍ أَنْ يَكُونَ لَعَانًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۵۵۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدیق کے لیے موزوں نہیں ہے

کہ وہ لعان ہو۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۵۵۲): صحیح مسلم، کتاب البر، باب النہی عن لعن الدواب وغیرہا۔

کلمات حدیث: صدیق: خوب سچ بولنے والا۔ راست باز مسلمان۔ لعان: بات بات پر لعنت کرنے والا، کثرت سے لعنت کرنے والا۔

شرح حدیث: اسلام سچ بولنے اور سچائی اختیار کرنے کی تعلیم دیتا ہے ایک مسلمان سچا اور راست باز ہوتا ہے اپنے آپ کے ساتھ اپنے خالق اور مالک کے ساتھ اور اس کی مخلوق کے ساتھ وہ رحمت حق کا طالب ہوتا ہے اپنے لیے اور تمام مخلوق کے لیے، اس لیے یہ بات مسلمان ہونے کے منافی ہے کہ آدمی مسلمان ہوتے ہوئے کسی پر لعنت کرے کیونکہ لعنت کے معنی رحمت سے دور ہونے کے ہیں طالب رحمت خود رحمت سے دور ہونے کی بددعا کیسے دے سکتا ہے۔

امام طہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صدیقین کا ذکر انبیاء کے ذکر کے بعد فرمایا ہے:

﴿فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ﴾

”یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے انبیاء اور صدیقین۔“ (النساء: ۶۹)

انبیاء تو سہرا رحمت ہوتے ہیں تو صدیقین بھی سہرا رحمت ہوتے ہیں ان سے لعنت کا تصور کیسے ہو سکتا ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۶/۱۲۲)

لعنت کرنے والا قیامت کے دن شفاعت کا حقدار نہ ہوگا

۱۵۵۳۔ وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَكُونُ اللَّعَانُونَ شُفَعَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۵۵۳) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لعنت کرنے والے قیامت کے

روز نہ شفع ہوں گے اور نہ گواہ۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۵۵۳): صحیح مسلم، کتاب البر، باب النہی عن لعن الدواب وغیرہا۔

شرح حدیث: کسی پر لعنت کرنا ایمان اور تصدیق کے منافی ہے اس لیے لعنت کرنے والے قیامت کے روز نہ سفارشی ہوں گے اور نہ شہداء۔ یعنی اپنے مومن بھائیوں کے حق میں شفاعت نہ کر سکیں گے۔ مظہری نے فرمایا کہ لعنت کرنے والا دنیا میں فاسق ہو جاتا ہے اس لیے اس کی شفاعت اور شہادت قابل قبول نہیں رہتی اور اسی طرح روز قیامت بھی قابل قبول نہیں ہوگی۔ بہر حال کسی معین شخص پر یا کسی شے پر لعنت کرنا شیوہ ایمان نہیں ہے اس لیے اس برائی سے احتراز ضروری ہے۔

(دلیل الفالحین: ۴/۳۲۳)

کسی کو بددعاء نہ دیا کرو

۱۵۵۴۔ وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَلَاعَنُوا بِلَعْنَةِ اللَّهِ. وَلَا بِقَضِيهِ وَلَا بِالنَّارِ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۱۵۵۴) حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ایک دوسرے کو اللہ کی

لعنت اس کے غضب اور جہنم کی آگ سے لعن طعن نہ کرو۔ (ابوداؤد، ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۱۵۵۴): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی اللعن۔ الجامع للترمذی، ابواب البر، باب ماجاء

فی اللعنة۔

کلمات حدیث: لَا تَلَاعَنُوا: آپس میں ایک دوسرے پر لعنت نہ بھیجو۔ لَا عَن مَلَا عَنَ: (باب مفاعلة) ایک دوسرے پر لعنت

بھیجنا۔

شرح حدیث: اسلامی معاشرہ امن اور سلامتی کا ہے، محبت و اخوت اور بھائی چارہ کا ہے، ایک دوسرے کی خیر خواہی کا ہے اور صلح

وآشتی کا ہے۔ اس سوسائٹی میں یہ گنجائش ہی نہیں کہ ایک دوسرے پر لعنت بھیجی جائے ایک دوسرے کو اللہ کے غضب میں مبتلا ہونے اور جہنم میں جانے کی بددعا دی جائے۔ مسلمان کا شیوہ بددعا کرنا نہیں دعا دینا ہے رحمت سے دور کرنا نہیں آشتائے رحمت بنانا ہے۔

(تحفة الاحوذی: ۱۰۰/۶، روضة المتقین: ۵۵/۴، دلیل الفالحین: ۳۴۳/۴)

مومن فحش گوئی نہیں کرتا

۱۵۵۵۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا اللَّعَّانِ، وَلَا الْفَاحِشِ، وَلَا الْبَذِي" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۱۵۵۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مومن طعن کرنے والا لعنت کرنے والا، فحش گو اور بد زبان نہیں ہوتا۔ (ترمذی اور انہوں نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۱۵۵۵): الجامع للترمذی، ابواب البر، باب ما جاء في اللعنة.

کلمات حدیث: لعان: کثرت سے لعنت کرنے والا۔ لعنت کرنے کا عادی۔ لعنت کے معنی کسی کو رحمت الہی سے دور ہونے کی بددعا دینا۔ فاحش: فحش بات یا حرکت کرنے والا۔ بری بات اور برا کام کرنے والا۔ فحش اور فاحشہ جمع فواحش ہر وہ کام جو گناہ اور معصیت میں بڑھا ہوا ہو۔ ہر بری خصلت ہر بری بات فاحشہ ہے۔ بذی۔ بداء سے جس کے معنی بد گوئی اور بد زبانی کے ہیں۔

شرح حدیث: ایمان اور اسلام سے صاحب ایمان مسلمان میں جو اوصاف اور جو خصائل پیدا ہوتے ہیں اور جن اخلاق حسنہ اور صفات حمیدہ کی آبیاری ہوتی ہے لعن طعن کرنا، بد گوئی اور بد زبانی کرنا ان کی ضد ہے اس لیے فرمایا کہ جو ان بری عادتوں میں مبتلا ہو وہ مومن نہیں ہوتا۔ ایمان سے ایسے شخص کے قلب میں وہ رسوخ اور اس کے دل میں وہ ارتکاز حاصل ہی نہیں کیا جو ان برائیوں کو جڑ سے اکھاڑ دیتا اور صحیح ایمانی صفات سے متصف بنادیتا۔ جو مسلمان ان برائیوں میں مبتلا ہو اسے چاہئے کہ وہ صدق دل سے توبہ کرے اور اپنی اصلاح کرے۔ (روضۃ المتقین: ۵۶/۴، دلیل الفالحین: ۳۴۴/۴)

لعنت کبھی لعنت کرنے والے پر اتر آتی ہے

۱۵۵۶۔ وَعَنِ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا لَعَنَ شَيْئًا صَعِدَتِ اللَّعْنَةُ إِلَى السَّمَاءِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ دُونَهَا، ثُمَّ تَهْبِطُ إِلَى الْأَرْضِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُهَا دُونَهَا، ثُمَّ تَأْخُذُ بِمِئْنَا وَشِمَالًا، فَإِذَا لَمْ تَجِدْ مَسَاغًا رَجَعَتْ إِلَى الذِّئْلِ لُعْنًا، فَإِنْ كَانَ أَهْلًا لِذَلِكَ وَالْأَرْضَ جَعَتْ إِلَى قَائِلِهَا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(۱۵۵۶) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ کسی چیز پر لعنت کرتا

ہے تو لعنت آسان کی طرف جاتی ہے لیکن آسان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں تو یہ لعنت دائیں بائیں جاتی ہے جب کوئی راستہ نہیں پاتی تو اس شخص کی طرف لوٹتی ہے جس پر اگر وہ چیز لعنت کا مستحق ہو تو لعنت اس کو لگ جاتی ہے ورنہ لعنت کرنے والے کو لگ جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

تخریج حدیث (۱۵۵۶): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الطعن .

شرح حدیث: حدیث مبارک کا مستفاد یہ ہے کہ کسی پر لعنت بھیجنا اور اس کو رحمت الہی سے دور ہو جانے کی بددعا دینا بہت برا فعل ہے اور ممکن ہے کہ خود ہی اس بددعا کا ہدف بن جائے اور لوٹ کر یہ بددعا اسی کی طرف آجائے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ایک حدیث زیادہ واضح ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی کو لعنت کی جاتی ہے تو لعنت اس کی طرف جاتی ہے اگر وہ مستحق ہو تو اسے لگ جاتی ہے ورنہ کہتی ہے کہ اے رب مجھے فلاں شخص کی طرف بھیجا گیا جو اس کا مستحق نہیں ہے اور اب میرے پاس راستہ نہیں ہے کہ میں کہاں جاؤں تو اسے کہا جاتا ہے کہ اسی کو لگ جا جس نے تجھے بھیجا ہے۔

(روضة المتقين : ۵۶/۴ . دلیل الفالحین : ۳۴۴/۴)

لعنت کی ہوئی اونٹنی کو آزاد چھوڑ دیا

۱۵۵۷۔ وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَصْفَارِهِ، وَامْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ عَلَى نَاقَةٍ فَضَجَرَتْ فَلَعَنَتْهَا فَسَمِعَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : "خُذُوا مَا عَلَيْهَا وَدَعُوهَا فَإِنَّهَا مَلْعُونَةٌ" قَالَ عِمْرَانُ : فَكَأَنِّي أَرَاهَا الْآنَ تَمْشِي فِي النَّاسِ مَا يَعْزِضُ لَهَا أَحَدٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۵۵۷) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے ایک انصاری عورت اونٹنی پر سواری سے تھک گئی اور اس نے اس پر لعنت بھیجی۔ رسول اللہ ﷺ نے سن لیا اور فرمایا کہ اس اونٹنی پر جو سامان لدا ہوا ہے وہ اتار لو اور اس کو چھوڑ دو کہ اس پر لعنت کی گئی ہے۔ عمران کہتے ہیں کہ یہ منظر میرے سامنے ہے اور میں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ وہ اونٹنی لوگوں کے درمیان چل رہی ہے اور کوئی اس سے تعرض نہیں کر رہا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۵۵۷): صحیح مسلم، کتاب البر، باب النهی عن لعن الدواب وغیرہا .

کلمات حدیث: ضحرت : اونٹنی پر بیٹھنے سے یا اس کے آہستہ چلنے سے اکتا گئی۔ خذوا ما علیہا : جو سامان اس کے اوپر ہے وہ اتار لو۔

شرح حدیث: کسی مسلمان پر تو لعنت کرنا بہت بڑی بات ہے کسی جانور پر بھی لعنت کرنا بری بات ہے اور اس کی ممانعت ہے بلکہ اس کے برعکس جانوروں سے حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۶/۱۲۱. روضة المتقین: ۵۸/۴. دلیل الفالحین: ۳۴۵/۴)

جانوروں پر لعنت کرنا بھی بری بات ہے

۱۵۵۸. وَعَنْ أَبِي بَرزَةَ نُضْلَةَ بْنِ عُبَيْدٍ الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا جَارِيَةٌ عَلَى نَاقَةٍ عَلَيْهَا بَعْضُ مَتَاعِ الْقَوْمِ إِذْ بَصُرَتْ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَصَافَقَ بِهِمُ الْجَبَلُ فَقَالَتْ: حَلَّ اللَّهُمَّ الْعَنْهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تُصَاحِبُنَا نَاقَةٌ عَلَيْهَا لَعْنَةٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ. قَوْلُهُ "حَلَّ" يَفْتَحُ الْحَاءُ الْمُهِمْلَةَ وَاسْكَانَ اللَّامِ: وَهِيَ كَلِمَةٌ لَزَجَرِ الْإِبِلِ وَاعْلَمْ، أَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ قَدْ يُسْتَشْكَلُ مَعْنَاهُ وَلَا إِشْكَالَ فِيهِ بَلِ الْمُرَادُ النَّهْيُ أَنْ تُصَاحِبَهُمْ تِلْكَ النَّاقَةُ وَلَيْسَ فِيهِ نَهْيٌ عَنْ بَيْعِهَا وَذَبْحِهَا وَرُكُوبِهَا فِي غَيْرِ صُحْبَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلِ كُلُّ ذَلِكَ وَمِثْلُهَا مِنَ التَّصَرُّفَاتِ جَائِزٌ لَا مَنَعَ مِنْهُ، إِلَّا مِنْ مُصَاحَبَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا لِأَنَّ هَذِهِ التَّصَرُّفَاتِ كُلَّهَا كَانَتْ جَائِزَةً فَمَنْعَ بَعْضُ مِنْهَا فَبَقِيَ الْبَاقِي عَلَى مَا كَانَ. وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

(۱۵۵۸) حضرت ابو بزرہ نضلة بن عبید اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک نوجوان لڑکی ایک اونٹنی پر سوار تھی اس پر کچھ لوگوں کا سامان بھی تھا۔ اس عورت نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور یہ دیکھا کہ پہاڑ کی وجہ سے راستہ تنگ ہو گیا ہے تو اس نے کہا کہ "حل" اے اللہ اس اونٹنی پر لعنت فرما۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اونٹنی ہمارے ساتھ نہ رہے جس پر لعنت کی گئی ہو۔ (مسلم)

حل: اونٹ کو سرزنش کرنے کے لیے ایک لفظ ہے۔

اس حدیث کے مفہوم کے تعین میں اشکال کیا جاتا ہے حالانکہ کوئی اشکال نہیں ہے بلکہ مراد صرف اس اونٹنی کو ساتھ رکھنے سے منع کرنا ہے، اس کو فروخت کرنے یا اسے ذبح کرنے کی ممانعت نہیں ہے۔ حتیٰ کہ حضور ﷺ کی غیر موجودگی میں اس پر سوار ہونے کی بھی ممانعت نہیں ہے بلکہ یہ تمام تصرفات جائز ہیں اور کوئی ممانعت نہیں ہے سوائے اس کے اس کو اس سفر میں ساتھ نہ رکھا جائے۔ کیونکہ یہ سارے تصرفات جائز تھے اس لیے ان میں سے صرف ایک یعنی اس سفر میں ساتھ رکھنے سے منع کیا گیا اور باقی صورتیں بدستور جائز رہیں۔

خرج حدیث (۱۵۵۸): صحیح مسلم، کتاب البر، باب النہی عن لعن الدواب وغیرہا.

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں ایک نوجوان عورت تھی، جس نے اونٹنی کی سست روی اور راستے کی تنگی پر اس پر لعنت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے ساتھ وہ اونٹنی نہ رہے جس پر لعنت کی گئی ہو۔ یعنی آپ ﷺ نے اس بات کو ناپسند فرمایا کہ جس اونٹنی پر لعنت بھیجی گئی ہے وہ آپ ﷺ کے ساتھ سفر میں موجود رہے، ہو سکتا ہے وہ استجابت دعا کا وقت ہو اور رسول اللہ ﷺ کو اس کا علم ہو اور اس لیے آپ ﷺ نے قافلے میں اس اونٹنی کے ساتھ رکھنے سے منع فرمایا ہو۔

جس اشکال کی طرف امام نووی رحمہ اللہ نے اشارہ فرما کر اس کا جواب دیا ہے وہ یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں اہل عرب کسی اونٹ کو آزاد چھوڑ دیتے تھے اور انہیں بتوں کے نام وقف کر دیتے تھے پھر انہیں نہ سواری کے کام میں لاتے تھے اور نہ کسی اور کام میں ایسے اونٹ کو ”سائبہ“ کہا جاتا ہے۔ یہاں بعض لوگوں کو یہ اشکال ہوا کہ یہ تو زمانہ جاہلیت کی ایک رسم تھی جو ختم ہو گئی پھر رسول اللہ ﷺ نے اونٹنی کو چھوڑنے کے لیے کیوں حکم فرمایا۔ اس کا جواب امام نووی رحمہ اللہ نے یہ دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس اونٹنی کو اس سفر میں ساتھ رکھنے سے منع فرمایا اور اس پر لغت کیے جانے کی وجہ سے اس قابل نہ سمجھا کہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ سفر میں رہے۔

اس حدیث مبارک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب ایک اونٹنی ایک عورت کے لغت کرنے سے اس قابل نہ رہی کہ اسے ساتھ رکھا جائے تو وہ لوگ کس طرح ایک مسلمان کی صحبت اور تعلق کے لیے موزوں ہو سکتے ہیں جن پر خود اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے لغت فرمائی ہو۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۶/۱۲۲۔ روضة المتقین: ۴/۵۹۔ ریاض الصالحین: (صلاح الدین) ۲/۴۲۸)



الباب (۲۶۵)

بَابُ جَوَازِ لَعْنِ أَصْحَابِ الْمَعَاصِي غَيْرِ الْمُعَيَّنِينَ
نام لیے بغیر گناہ گاروں کو لعنت کرنا جائز ہے

۳۵۳. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔“ (ہود: ۱۸)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ ظلم اور نا انصافی سے اللہ کے کلام کو جھٹلاتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آخرت کے منکر ہیں اور دوسروں کو اللہ کی راہ پر چلنے سے روکتے اور ان کو راہ حق سے بھٹکانے کی کوششوں میں لگے رہتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ (تفسیر مظہری، تفسیر عثمانی)

۳۵۴. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿فَإِذْ مَوْذَنُ بَيْنَهُمْ أَنْ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”پھر ان کے درمیان ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو۔“ (الاعراف: ۲۲)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ جب اہل جنت جنت میں اور اہل جہنم جہنم میں پہنچ جائیں گے تو اللہ کی طرف سے ایک پکارنے والا پکارے گا کہ اللہ کی لعنت ہو ان ظالموں پر جو گمراہ ہوئے اور آخرت کے انجام سے بے پرواہ ہو کر دوسروں کو بھی راہ حق سے روکتے رہے اور اپنی کج بخشیوں سے رات دن اس فکر میں لگے رہے کہ حق کو ناحق بنادیں۔ (تفسیر عثمانی)

وَبُتِّ فِي الصَّحِيحِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”لَعْنَةُ اللَّهِ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ“
وَأَنَّهُ قَالَ: ”لَعْنَةُ اللَّهِ أَكِلَ الرَّبَا“ وَأَنَّهُ لَعْنَةُ الْمُصَوِّرِينَ، وَأَنَّهُ قَالَ: ”لَعْنَةُ اللَّهِ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْأَرْضِ“ أَيْ
حُدُودَهَا، وَأَنَّهُ قَالَ: ”لَعْنَةُ اللَّهِ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ“ وَأَنَّهُ قَالَ: ”لَعْنَةُ اللَّهِ مَنْ لَعَنَ وَالِدَيْهِ“.

”وَلَعْنَةُ اللَّهِ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ“ وَأَنَّهُ قَالَ: ”مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوَى مُحَدَّثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ
وَالْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ أَجْمَعِينَ“ وَأَنَّهُ قَالَ: ”اللَّهُمَّ الْعَن رِعْلًا، وَذُكُوَانًا، وَعُصَيَّةً: عَصُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ،
وَهَذِهِ ثَلَاثُ قَبَائِلَ مِنَ الْعَرَبِ. وَأَنَّهُ قَالَ: ”لَعْنَةُ اللَّهِ الْيَهُودَ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ“ وَأَنَّهُ لَعَنَ
الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ، وَجَمِيعُ هَذِهِ الْأَلْفَاظِ فِي الصَّحِيحِ:
بَعْضُهَا فِي صَحِيحِي الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ وَبَعْضُهَا فِي أَحَدِهِمَا، وَأَمَّا قَصْدُ الْإِخْتِصَارِ بِالْإِشَارَةِ إِلَيْهَا،

وَسَادُّ كُرْمُ مَعْظَمَهَا فِي أَبْوَابِهَا مِنْ هَذَا الْكِتَابِ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى.

متعدد صحیح اور ثابت احادیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے واصلہ اور مستوصلہ (بال ملانے والی اور بال ملوانے والی) پر لعنت فرمائی۔ آپ ﷺ نے سود کھانے والے پر لعنت فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس پر لعنت ہو جو زمین کی حدود میں رد و بدل کرے۔ آپ ﷺ نے لعنت فرمائی اس شخص پر جو اپنے ماں باپ لعنت بھیجے۔ اس پر لعنت بھیجی جو غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مدینہ منورہ میں کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعت کو پناہ دی اس پر اللہ کی فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ رعل ذکوان اور عصیہ قبیلوں پر لعنت فرما آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنالیا۔ اور آپ ﷺ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں۔

یہ تمام الفاظ صحیح احادیث میں آئے ہیں، بعض ان میں سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں آئے ہیں اور بعض ان دونوں میں سے کسی ایک میں آئے ہیں۔ میں نے بنییت اختصار صرف ان احادیث کی جانب اشارہ کر دیا ہے اور ان احادیث میں سے اکثر اس کتاب کے مختلف ابواب میں ذکر کروں گا۔ (انشاء اللہ)



(الباب ۲۶۶)

بَابُ تَحْرِيمِ سَبِّ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقٍّ
ناحق کسی مسلمان کو برا بھلا کہنا حرام ہے

۳۵۵. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا
وَإِثْمًا مُبِينًا﴾ ۵۸

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”وہ لوگ جو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بغیر ان کے قصور کے تکلیف پہنچاتے ہیں تو انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ

اٹھایا۔“ (الاحزاب: ۵۸)

تفسیری نکات: منافقین مسلمان عورتوں کو ایذا پہنچانے میں پیش پیش رہتے تھے یہ مسلمان کی پیٹھ پیچھے بدگوئی کرتے اور ازواج مطہرات اور مسلمان خواتین پر طعنہ زنی کرتے۔ روایات میں ہے کہ مسلمان خواتین جب اپنی کسی ضرورت کے لیے باہر نکلتیں تو منافقین تاک میں رہتے اور چھیڑ چھاڑ کرتے اور پکڑے جاتے تو کہتے کہ ہم نے سمجھا ہی نہیں کہ کوئی شریف عورت ہے ہم سمجھے کہ کوئی لونڈی باندی ہے اس لیے چھیڑ دیا۔ (تفسیر عثمانی)

مسلمان کو گالی دینا فسق، قتل کرنا کفر ہے

۱۵۵۹. وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”سَبَابُ

الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۵۵۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا فسق

ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۵۵۹): صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ما ینھی من السباب واللعان . صحیح مسلم،

کتاب الايمان، باب قول النبی، سباب المسلم فسوق .

کلمات حدیث: سباب المسلم : مسلمان کو گالی دینا اسے برا بھلا کہنا۔ سب سباً (باب نصر) گالی دینا۔

شرح حدیث: مسلمان کو گالی دینا باجماع امت حرام ہے اور ایسا شخص فاسق ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شریعت میں

فسوق معصیت سے زیادہ شدید ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَكُرْهُ الْيَكْمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ﴾ (اللہ نے

تمہارے لیے کفر فسوق اور عصیان کو ناپسند فرمایا ہے)

اور مسلمان کو قتل کرنا یا مسلمان سے جنگ کرنا کفر ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کسی مسلمان کے قتل کو حلال سمجھ کر اس سے جنگ کرے اور اسے مار ڈالے تو وہ کافر ہے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہاں کفر سے ”خروج عن الملة“ مراد نہیں ہے بلکہ تحذیر شدید کے لیے کفر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ (فتح الباری: ۱۹۲/۳۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۴۶/۲)

کسی مسلمان پر کفر اور فسق کی تہمت لگانا حرام ہے

۱۵۶۰۔ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ”لَا يَزِمُنِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفِسْقِ أَوِ الْكُفْرِ، إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ، إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبَهُ، كَذَلِكَ“ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۵۶۰) حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے

سنا کہ کوئی آدمی کسی آدمی پر کفر یا فسق کی تہمت نہ لگائے ورنہ یہ تہمت خود اسی پر لوٹے گی اگر وہ دوسرا اس کا حقدار نہ ہو۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۵۶۰): صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ما ينهى من السباب واللعان.

کلمات حدیث: ارتدت: لوٹی ہے، لوٹ جاتی ہے۔

شرح حدیث: جو شخص کسی مسلمان کو کافر یا فاسق کہے حالانکہ وہ ایسا نہ ہو تو کہنے والا خود ہی عند اللہ فاسق اور کافر بن جاتا ہے۔ اس لیے کسی ذات کے بارے میں متعین کر کے نہیں کہنا چاہئے بلکہ برے عمل یا برے کام کو کہنا چاہئے کہ یہ فعل کفر کا فعل ہے یا یہ فعل فسق ہے۔

(فتح الباری: ۱۹۲/۳۔ عمدۃ القاری: ۱۹۴/۲۲)

گالی کی ابتداء کرنے سے دہرا گناہ گار ہوگا

۱۵۶۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْمُتَسَابَانِ مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِي مِنْهُمَا حَتَّى يَعْتَدِيَ الْمَظْلُومُ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۵۶۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دوسرے کو گالی دینے والوں

نے جو کچھ کہا اس کا سارا گناہ ابتداء کرنے والے پر ہے الا یہ کہ مظلوم بھی حد سے تجاوز کر جائے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۵۶۱): صحیح مسلم، کتاب البر، باب النهی عن السباب.

کلمات حدیث: المتسابان: دو آدمی جو ایک دوسرے کو گالیاں دے رہے ہوں۔ البادی: شروع کرنے والا۔ ابتداء کرنے والا۔ بدأ بدأ (باب فتح) شروع کرنا۔

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مفہوم حدیث یہ ہے کہ اگر دو آدمی ایک دوسرے کو گالیاں دیں تو اصل گناہ ابتداء کرنے والے کو ہوگا الا یہ کہ مظلوم حد سے تجاوز کر جائے۔ اسلامی شریعت میں بدلہ لینا جائز ہے مگر معاف کرنا اور درگزر کرنا افضل ہے اللہ

تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ﴾

”جس نے صبر کیا اور معاف کر دیا تو یہ عزیمت کے کاموں میں سے ہے۔“

(دلیل الفالحین: ۳۵۱/۴، نزہۃ المتقین: ۳۹۱/۲)

مسلمان بھائی کو رسوا کر کے شیطان کو خوش مت کرو

۱۵۶۲۔ وَعَنْهُ قَالَ آتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ قَالَ: اضْرِبُوهُ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهِ، وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهِ، وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهِ. فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: أَخْزَاكَ اللَّهُ، قَالَ: ”لَا تَقُولُوا هَذَا، لَا تَعِينُوا عَلَيْهِ الشَّيْطَانُ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۵۶۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے شراب پی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے مارو، ہم میں سے کوئی ہاتھ سے مارنے والا تھا کوئی جوتے سے اور کوئی کپڑے سے۔ جب وہ جانے لگا تو کسی نے کہا کہ اللہ تجھے رسوا کرے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح نہ کہو اور اس طرح کہہ کر اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو۔ (بخاری)

ترجمہ حدیث (۱۵۶۲): صحیح البخاری، باب ما یکرہ من لعن شارب الخمر.

کلمات حدیث: لَا تَعِينُوا عَلَيْهِ الشَّيْطَانُ: اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو۔ شیطان کی مدد یہ ہے کہ شیطان آدمی سے معصیت کرا کے اسے رسوا کرانا چاہتا ہے، جب کسی نے یہ کہہ دیا کہ اللہ تجھے رسوا کرے تو گویا اس نے شیطان کی مدد کی اور اس کے مقصد کی تکمیل کی کہ وہ اس عاصی کو رسوا کرنا چاہتا تھا اور اسے یہ بد عادی گئی کہ اللہ تجھے رسوا کرے۔

شراب نوشی کی سزا اسی (۸۰) کوڑے ہیں

شرح حدیث: حدیث مبارک میں شرابی کو کپڑوں جوتوں اور ہاتھوں سے مارنے کا ذکر ہے اور یہ بے نوشی کی حد مقرر ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے شراب پینے والے پر چالیس کوڑے حد کی سزا جاری فرمائی جو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں جاری رہی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اولین دور خلافت میں بھی جاری رہی لیکن جب شراب نوشی کے واقعات بڑھ گئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سزا کے بارے میں صحابہ کرام سے مشورہ کیا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قرآن کریم میں حد کی کم سے کم سزا اسی کوڑے بیان ہوئی ہے اس لیے بے نوشی کی سزا اسی کوڑے ہونی چاہئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بے نوش نشہ کے عالم میں ہدیان بکتا ہے عین ممکن ہے کہ وہ اس حالت میں کسی پر قذف بھی لگا دے، اس لیے شراب نوشی کی سزا وہی ہو جو قذف کی ہے۔ غرض حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بے نوشی کی سزا اسی کوڑے مقرر فرمادی۔

(فتح الباری: ۵۳۲/۳۔ عمدۃ القاری: ۴۲۰/۲۳۔ ریاض الصالحین (صلاح الدین): ۴۳۱/۲)

غلام پر تہمت لگانا بھی بڑا گناہ ہے

۱۵۶۳۔ وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ، "مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ، بِالزَّوْنِ يَقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا أَنْ يُكُونُ كَمَا قَالَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۵۶۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اپنے مملوک (غلام باندی) پر تہمت لگائے روز قیامت اسے حد کی سزا دی جائے گی الا یہ کہ اسی طرح ہو جس طرح اس نے کہا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۵۶۳): صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب قذف العیید۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب التغلیظ علی من قذف مملوکہ بالزنا۔

کلمات حدیث: قذف: تہمت۔ قاذف: تہمت لگانے والا۔ قذف قذفاً (باب ضرب) کسی پر تہمت لگانا۔ قذف (تہمت زنا) کی سزا اسی کوڑے ہے۔ حد: ایسا جرم جس کی سزا قرآن اور سنت میں مقرر کر دی گئی ہو۔ قرآن اور سنت کی مقرر کردہ سزا۔ جمع حدود۔

شرح حدیث: دنیا دار عمل اور آخرت عالم جزا ہے، دنیا میں ہر اچھی بری بات کی جزا اور سزا جاری نہیں ہو سکتی اور نہ کل عدل وانصاف اس دار فانی میں ممکن ہے۔ پورا پورا عدل وانصاف اور ہر بات کی جزا اور سزا کا فیصلہ دار الجزاء میں ہوگا۔ آدمی اپنے زیر دستوں پر زیادتی کرتا ہے جس کی دنیا میں دادرسی نہیں ہوتی لیکن آخرت میں اس شخص پر حد کی سزا جاری ہوگی جو اپنے زیر دست مملوک اور خادم پر نامناسب تہمت لگائے۔ الا یہ کہ وہ اس تہمت میں سچا ہو۔ آخرت میں چھوٹا طاقتور اور کمزور غالب اور مغلوب سب برابر ہو جائینگے اور سب کو اپنا حساب دینا ہوگا جس کے پاس ذرہ برابر بھی نیک عمل ہوگا اسے اس کا صلہ ضرور ملے گا جس کے نامہ اعمال میں ایک ذرہ کے برابر بھی برائی ہوگی وہ اس کی بھی سزا پائے گا۔

(فتح الباری: ۵۸۲/۳۔ شرح صحیح مسلم: ۱۰۹/۱۱۔ روضة المتقین: ۶۴/۴)



النبات (۲۶۷)

بَابُ تَحْرِيمِ سَبِّ الْأَمْوَاتِ بِغَيْرِ حَقٍّ وَبِمَصْلَحَةٍ شَرْعِيَّةٍ
ناحق اور کسی شرعی مصلحت کے بغیر مردے کو برا بھلا کہنا حرام ہے

شرعی مصلحت یہ ہے کہ مرنے والا فاسق یا بدعتی ہے اور اس کی یہ بات بتا کر لوگوں کو متنبہ کرنا کہ وہ اس فسق اور بدعت میں اس کی پیروی نہ کریں۔ اس باب سے متعلق آیات اور احادیث وہی ہیں جو پچھلے باب میں گزر چکی ہیں۔

مردوں کو برا بھلا مت کہو

۱۵۶۳۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا“ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۵۶۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مردوں کو برا نہ کہو کیونکہ انہوں نے جو

اعمال کئے ہیں وہ آگے جا چکے ہیں۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۵۶۳): صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ما ينهى عن سب الاموات.

شرح حدیث: جو شخص مر گیا اس کی قیامت قائم ہوگئی اور اس کے اعمال بھی عالم آخرت میں پہنچ گئے اب دنیا سے اور دنیا والوں سے اس کا رابطہ اور تعلق بھی منقطع ہے اور اس کا سلسلہ عمل بھی ختم ہو چکا ہے۔ اس لیے بغیر کسی مصلحت اور ضرورت شرعی کے کسی مرے ہوئے شخص کو برا کہنا خلاف عقل بھی ہے اور خلاف دین و شریعت بھی۔

لن بطل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مردے کو برا کہنا غیبت کے حکم میں ہے۔ اگر زندہ آدمی ایسا ہو جس میں خیر کا پہلو غالب ہو تو اس کی غیبت کرنا حرام ہے اور ممنوع ہے اسی طرح اگر مرنے والا اعلیٰ العموم خیر پر مبرا ہو تو اس کو برا کہنا حرام اور ممنوع ہے لیکن اگر مرنے والا فاسق اور بدعتی تھا تو اس احتیاط کے پیش نظر کہ کہیں کوئی اس کی بدعت اور فسق کو اختیار نہ کرے اس کی اس بات کو بتا دینا درست ہے وہ بھی تدفین سے پہلے بعد تدفین سکوت ہی بہتر ہے۔ بعض روافض کا شیوہ ہے کہ وہ صحابہ کرام کو برا کہتے ہیں۔ حالانکہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ میرے اصحاب میں سے کسی کو برا نہ کہو، اگر تم احد پہاڑ کے برابر بھی سونا اللہ کی راہ میں خرچ کر دو گے تو اس کا وہ اجر ثواب نہیں ہو سکتا جو ان کے مہیا نصف مد خرچ کرنے کا ہے، نیز ارشاد فرمایا کہ میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرو انہیں میرے بعد نشانہ (تنقید) نہ بناؤ جو ان سے محبت رکھتا وہ میری محبت کی وجہ سے محبت رکھتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ میرے بغض کی وجہ سے رکھتا ہے جو انہیں تکلیف پہنچاتا ہے اس نے دراصل مجھے تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی اور جس نے اللہ کو تکلیف پہنچائی قریب ہے کہ اللہ اسے اپنی گرفت میں لے لے گا۔

جملہ صحابہ کرام کی تعظیم و تکریم ایمان کا حصہ ہے اور ان کے بارے میں کسی طرح کی بھی تنقید درست نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے

راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔ (فتح الباری: ۱/۸۱۔ روضة المتقين: ۴/۶۶۔ دلیل الفالحین: ۴/۳۵۳)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْاِيْذَاءِ کسی مسلمان کو تکلیف پہنچانے کی ممانعت

۳۵۶. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا
وَلِأَنَّمَا هِيَ تَقْوَىٰ ۝۵۸﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

”جو لوگ بغیر کسی قصور کے مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں انہوں نے یقیناً بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ

اٹھایا۔“ (الاحزاب: ۵۸)

تفسیری نکات: ایذاء مسلم حرام ہے اور جو کسی مسلمان کو ایذا پہنچاتے ہیں وہ بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اپنے سروں پر لادتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

حقیقی مسلمان وہ جس کی ایذا سے دوسرے مسلمان محفوظ رہے

۱۵۶۵. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ“

(۱۵۶۵) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے

جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان کاموں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع فرمایا ہے۔

(متفق علیہ)

شرح حدیث: کمال اسلام یہ ہے کہ مسلمان کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے تمام مسلمان محفوظ رہیں اور اس کے کسی فعل یا اس کی کسی بات سے کسی مسلمان کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ بلکہ اس کا وجود سب کے لیے باعث رحمت اور سراپا خیر ہو۔ اور مہاجر کامل وہ ہے جو صرف اپنا وطن اور اپنا گھر ہی نہیں چھوڑتا بلکہ ہر اس کام کو اور ہر اس بات کو ترک کر دیتا ہے جس سے اللہ نے منع فرمایا ہے۔ یہ حدیث اس سے پہلے باب تحریم الظلم میں آچکی ہے۔ (روضة المتقين: ۶۶/۴۔ دلیل الفالحین: ۳۵۴/۴)

جہنم سے نجات کے لیے ایمان کے ساتھ ایذاء مسلم سے بچنا بھی ضروری ہے

۱۵۶۶. وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ”مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُؤْخَذَ عَنِ النَّارِ

وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ فَلَتَاتِهِ مَنِيَّتُهُ، وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَلَيَأْتِي إِلَى النَّاسِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُؤْتَى إِلَيْهِ“
رواہ مُسْلِمٌ .

وَهُوَ بَعْضُ حَدِيثِ طَوِيلٍ سَبَقَ فِي بَابِ طَاعَةِ وَلَاَةِ الْأُمُورِ .

(۱۵۶۶) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ پسند ہو کہ وہ جہنم سے دور کر دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے تو اسے اس حال میں موت آنی چاہئے کہ وہ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے ساتھ معاملات میں وہ برتاؤ کرتا ہو جو وہ خود اپنے لیے پسند کرتا ہو۔ (مسلم)

یہ ایک طویل حدیث کا حصہ ہے جو اس سے پہلے ”باب طاعة ولاة الامور“ میں گزر چکی ہے۔

تخریج حدیث (۱۵۶۶): صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب الامر بالوفاء ببيعة الخلفاء .

کلمات حدیث: یز حرزح : دور کر دیا جائے۔ قرآن کریم میں ہے: ﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّكَارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ﴾ (جو جہنم سے دور کر دیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہ کامیاب ہو گیا)

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ایمان پر استقامت اور عمل صالح پر مداومت کی تاکید ہے قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ (۱۳۲)

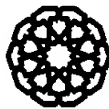
”اور تمہیں ہرگز موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔“

اسلام اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی فرماں برداری اور اطاعت کا نام ہے اور یہ اطاعت زندگی بھر کا شیوہ ہونی چاہئے کہ اسی

حال میں موت آ جائے اور آدمی ایمان اور اسلام پر قائم ہو۔

یہ حدیث اس سے پہلے باب وجوب طاعة ولاة الامر فی غیر معصیۃ میں گزر چکی ہے۔

(روضة المتقين : ۶۶/۴ . دليل الفالحين : ۳۵۵/۴)



الباب (۲۶۹)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّبَاغُضِ وَالتَّقَاطُعِ وَالتَّدَابُرِ
ایک دوسرے سے بغض رکھنے قطع تعلق کرنے اور منہ پھیر لینے کی ممانعت

۳۵۷. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”سارے مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔“ (الحجرات: ۱۰)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں فرمایا کہ تمام اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور ان کے درمیان معاملات اس طرح ہونے چاہئے جس طرح بھائیوں کے درمیان ہوتے ہیں کہ باہم ایک دوسرے کی راحت کا اہتمام کریں اور ایک دوسرے کے لیے سراپا خیر بن جائیں۔ (تفسیر مظہری)

۳۵۸. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿ أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”مؤمنوں پر نرم اور کافروں پر سخت ہیں۔“ (المائدہ: ۵۴)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں فرمایا کہ اہل ایمان کا شیوہ ہے کہ وہ باہم بڑے نرم خوار نرم مزاج ہیں مگر اہل کفر کے سامنے سے سراپا عزم و قوت اور پیکر ہمت و استقلال بنے رہتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

۳۵۹. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھی کافروں پر سخت اور آپس میں مہربان ہیں۔“ (الفتح: ۲۹)

تفسیری نکات: تیسری آیت میں صحابہ کرام کی شان بیان کی گئی ہے کہ وہ کافروں کے مقابلہ میں بہت قوی اور مضبوط ہیں جس سے کافروں پر عرب پڑتا ہے اور ان کے کفر و شرک سے نفرت اور بیزاری کا اظہار ہوتا ہے۔ یعنی دین کے معاملہ میں کفار کا مقابلہ قوت اور اولوالعزمی سے کیا جائے لیکن عام معاشرتی زندگی میں ان کے ساتھ احسان اور حسن سلوک سے پیش آنا چاہئے اور فرمایا کہ اپنے بھائیوں کے معاملے میں بڑے مہربان اور ان کے سامنے نرمی سے بھگنے والے اور بے حد تواضع سے پیش آنے والے ہیں۔

تین دن سے زیادہ تعلق منقطع رکھنا حرام ہے

۱۵۶۷۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَبَا غَضُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَدَابِرُوا، وَلَا تَقَاطَعُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۵۶۷) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، باہم

حسد نہ کرو اور ایک دوسرے کو پیٹھ نہ دکھاؤ اور باہمی تعلق منقطع نہ کرو اور آپس میں سب اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن جاؤ۔ اور کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو تین دن سے زیادہ کے لیے چھوڑ دے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۵۶۷):

صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ما ینھی من التحاسد۔ صحیح مسلم، کتاب البر،

باب النهی عن التحاسد۔

کلمات حدیث: لا تبا غضوا: آپس میں بغض نہ رکھو۔ تبا غض (باب تفاعل) باہم بغض رکھنا۔ بغض: نفرت اور دشمنی۔ لا تحاسدوا: باہم حسد نہ کرو۔ حسد کے معنی ہیں کسی کے پاس موجود نعمت کے زائل ہونے کی تمنا کرنا۔ لا تدابروا: آپس میں ایک دوسرے سے پشت پھیر کر نہ جاؤ۔ ملاقات کے وقت ایک دوسرے سے اعراض اور کنارہ کشی نہ کرو۔ لا تقاطعوا: ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں اہل اسلام کو حکم ہے کہ سب اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہیں کہ اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ پر ایمان اتنا عظیم اور مضبوط رشتہ اخوت ہے کہ کوئی بھائی چارہ اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتا اس لیے مسلمانوں کو چاہئے کہ ایک دوسرے کی نفرت و عداوت کو اپنے دل میں جگہ نہ دیں اور نہ ایسے رویے اختیار کریں جو نفرت کو پروان چڑھانے والے اور دشمنی کی آگ کو ہوا دینے والے ہوں۔ باہم ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حسد کسی کے پاس موجود نعمت پر کڑھنا اور اس کے زوال کی تمنا کرنے کو کہتے ہیں جو حرام ہے۔ اور باہم ایک دوسرے سے منہ موڑ کر نہ جاؤ کہ اہل اسلام کا طریقہ یہ ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے پر سلامتی بھیجتے ہیں خندہ پیشانی سے پیش آتے ہیں اور تبسم چہرے کے ساتھ ملتے ہیں۔ سامنے سے آتے ہوئے شخص کو دیکھ کر پیٹھ موڑ کر چلے جانا مسلمانوں کا طریقہ نہیں کافروں کا شیوہ ہے۔ اور ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو بلکہ صلہ رحمی کرو اور لوگوں کے حقوق ادا کرو۔

اور سب مسلمان اللہ کے بندے اور اس کے فرماں بردار بن کر آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ۔ امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ شفقت و رحمت محبت و مواسات اور معاونت و نصیحت میں ایسے ہو جاؤ جیسے نسیبی بھائی ہوتے ہیں۔

اور کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ تین دن سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی کو چھوڑے رکھے، یہ تین دن کی اجازت بھی اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اسے بندوں کا حال معلوم ہے کہ ان کے قلوب میں تغیر پیدا ہوتا ہے اور ان کے مزاج میں تبدیلی آتی رہتی ہے تا کہ لوگ ان تین دنوں میں جائزہ لے لیں اور صورت حال پر غور کر کے کوئی فیصلہ کر لیں اور اپنے بھائی کے ساتھ صلح کر لیں۔

(فتح الباری: ۱۹۸/۳۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۹۴/۱۶، تحفة الاحوذی: ۶/۶)

پیر اور جمعرات کو قطع تعلق رکھنے والوں کے علاوہ سب کی مغفرت ہو جاتی ہے

۱۵۶۸۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا، إِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ فَيَقَالُ: اَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا! اَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا!" رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: "تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ فِي كُلِّ يَوْمٍ خَمِيسٍ وَاِثْنَيْنِ" وَذَكَرَ نَحْوَهُ.

(۱۵۶۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پیر اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں، ہر اس بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو سوائے اس کے جس کے اور کسی مسلمان بھائی کے درمیان دشمنی ہو۔ پس کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کو مہلت دیدی جائے کہ یہ آپس میں صلح کر لیں۔ ان دونوں کو مہلت دیدی جائے یہاں تک کہ یہ آپس میں صلح کر لیں۔ (مسلم)

ایک اور روایت میں ہے کہ ہر جمعرات اور پیر کو اعمال پیش ہوتے ہیں۔ اس کے بعد بھرا سی طرح ہے۔

تخریج حدیث (۱۵۶۸): صحیح مسلم، کتاب البر، باب ما ینھی عن الفحشاء والتہاجر۔

کلمات حدیث: شحناء: دشمنی۔ انظروا: مہلت دیدو۔

شرح حدیث: امام باجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جنت کے دروازے کے کھولے جانے سے مراد اللہ تعالیٰ کا کثرت سے اپنے بندوں کے گناہوں کو معاف کرنا ہے اور ان کو ثواب جزیل عطا کرنا اور ان کے درجات بلند کرنا ہے اور اس بخشش و عطا اور فضل و کرم سے اللہ کے وہ تمام بندے جو اس پر ایمان رکھتے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے مستفید ہوتے ہیں سوائے اس شخص کے جس کی کسی مسلمان سے دشمنی ہو اور اس کے بارے میں یہ اعلان ہوتا ہے کہ اسے کچھ مہلت دیدی جائے کہ اس عرصے میں یہ اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ صلح کر لے اور اپنے دل سے اس کی دشمنی ختم کر دے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۹۹/۱۶۔ روضة المتقین: ۶۹/۴۔ دلیل الفالحین: ۳۵۷/۴)



البَابُ (۲۷۰)

بَابُ تَحْرِيمِ الْحَسَدِ

حسد حرام ہونے کا بیان

وَهُوَ تَمَنَّى زَوَالِ النِّعْمَةِ عَنْ صَاحِبِهَا سَوَاءً كَانَتْ نِعْمَةً دِينٍ أَوْ دُنْيَا.

حسد کے معنی ہیں کہ اگر کسی پاس کوئی نعمت ہو خواہ دین کی ہو یا دنیا کی اس کے زوال کی تمنا کرنا۔

۳۶۰. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

”کیا وہ لوگوں پر حسد کرتے ہیں اس نعمت پر جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے۔“ (النساء: ۵۴)

تفسیری نکات: ارشاد فرمایا کہ کیا یہ یہود رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب پر اللہ کے فضل و کرم اور اسکے انعام کو دیکھ کر حسد میں مرے جاتے ہیں، سو یہ ان کے بے ہودگی ہے کیونکہ ہم نے ابراہیم علیہ السلام کے گھرانے میں کتاب اور علم اور سلطنت عظیم عنایت کی ہے۔ پھر یہ آپ ﷺ کی نبوت پر اور اللہ تعالیٰ کے آپ ﷺ پر فضل و کرم پر کیسے حسد کرتے ہیں اب بھی تو یہ فضل و کرم اور انعام و اکرام ابراہیم علیہ السلام ہی کے گھر میں ہے۔

وَفِيهِ حَدِيثُ أَنَسٍ السَّابِقُ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ.

اس باب میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی وہ حدیث بھی ہے جو اس سے پہلے باب میں گزری ہے۔

حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو

۱۵۶۹. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ،

فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ أَوْ قَالَ الْعُشْبَ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(۱۵۶۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو حسد سے بچو حسد نیکیوں کو اس

طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح خشک گھاس کو کھا جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

تخریج حدیث (۱۵۶۹): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب الحسد.

کلمات حدیث: ایسا کم والحسد: حسد سے بچو، حسد سے دور رہو۔ یا کل الحسنات: حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے اور ان کو ضائع

کردیتا ہے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں حسد کی برائی اور اس کی تباہ کاری اور اس سے بچنے والے ناقابل تلافی نقصان کو مثال کے

ذریعے واضح فرمایا گیا ہے کہ حسد آدمی کی نیکیوں اور اس کے اعمال حسنہ کو اس طرح ضائع کر دیتا ہے جس طرح آگ سوکھی ہوئی لکڑی یا سوکھی ہوئی گھاس کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے اور راکھ کے سوا کچھ بھی باقی نہیں رہتا اور پھر اس راکھ کو ہوا اڑا کر لے جاتی ہے۔

(روضۃ المتقین: ۷۰/۴۔ دلیل الفالحین: ۳۵۸/۴)



الباب (۲۷۱)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّجَسُّسِ وَالتَّسْمَعِ لِكَلَامِ مَنْ تَكَرَّرَ اسْتِمَاعُهُ
تجسس کی ممانعت اور اس آدمی کی بات سننے کی ممانعت جو پسند نہیں کرتا کہ اس کی بات سنی جائے
۳۶۱۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿وَلَا تَجَسَّسُوا﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”جاسوسی نہ کرو۔“ (الحجرات: ۱۲)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں فرمایا کہ لوگوں کے معاملات کی کھود کرید میں نہ لگو اور نہ ان کے عیوب تلاش کرو اور نہ ان کی پوشیدہ باتیں معلوم کرنے کے درپے ہو جاؤ۔ (تفسیر مظہری)

مسلمان مردوں اور عورتوں پر الزام تراشی حرام ہے

۳۶۲۔ وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا
وَلِأَنَّمَا هِيَ تَقْوَىٰ ۝۵۸﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور عورتوں کو بلا قصور ایذا دیتے ہیں تحقیق انہوں نے بھاری بوجھا ٹھایا اور بہتان باندھا۔“

(الاحزاب: ۵۸)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں فرمایا کہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بغیر اس کے کہ ان کا کوئی قصور ہو ایذا نہ دو اور تکلیف نہ پہنچاؤ۔ کہ مسلمان کو ایذا دینا اور اسے تکلیف پہنچانا حرام ہے۔ (تفسیر عثمانی)

دل کی تمام بیماریوں سے بچنے کی تاکید

۱۵۷۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ

فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ، وَلَا تَحَسَّسُوا، وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَاقَسُوا، وَلَا تَخَاسَمُوا وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا كَمَا أَمَرَكُمْ. الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ: لَا يَظْلِمُهُ، وَلَا يَحْذِلُهُ، وَلَا يَحْقِرُهُ، التَّقْوَىٰ هَهُنَا، التَّقْوَىٰ هَهُنَا“ وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ، بِحَسَبِ أَمْرٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ: دَمُهُ، وَعَرَضُهُ، وَمَالُهُ إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى أَجْسَادِكُمْ، وَلَا إِلَى صُورِكُمْ،

وَأَعْمَالِكُمْ، وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَفِي رِوَايَةٍ: وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَسُّسُوا، وَلَا تَجَسُّسُوا، وَلَا تَنَاجَشُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا“ وَفِي رِوَايَةٍ: لَا تَقَاطَعُوا، وَلَا تَذَابِرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا. “ وَفِي رِوَايَةٍ: وَلَا تَهَاجَرُوا وَلَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ “ رَوَاهُ مُسْلِمٌ بِكُلِّ هَذِهِ الرِّوَايَاتِ، وَرَوَى الْبُخَارِيُّ أَكْثَرَهَا .

(۱۵۷۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بدگمانی سے بچو کہ بدگمانی کرنا سب سے بڑا جھوٹ ہے اور کسی کے عیبوں کی ٹوہ نہ لگاؤ اور نہ جاسوسی کرو اور نہ دوسرے کا حق غصب کرنے کی حرص کرو اور نہ حسد کرو اور نہ باہمی نفرت رکھو اور نہ منہ موڑ کر جاؤ۔ سب اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ جیسا کہ تمہیں حکم دیا ہے۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اس کو رسوا کرتا ہے اور نہ اس کو حقیر گردانتا ہے تقویٰ یہاں ہے تقویٰ یہاں ہے۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے اپنے سینہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ آدمی کے شر کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان کی جان اس کا مال اور اس کی عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کو نہیں دیکھتے بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتے ہیں۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ باہم حسد نہ کرو ایک دوسرے سے بغض نہ کرو نہ جاسوسی کرو نہ عیبوں کی تلاش میں لگے رہو۔ اور نہ گرانی پیدا کرنے کے لیے چیزوں کی قیمتیں بڑھاؤ اور سب اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو ایک دوسرے کو پیٹھ نہ دکھاؤ نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ حسد کرو اور سب اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ ایک دوسرے کو نہ چھوڑو اور نہ ایک دوسرے کی بیعت پر بیعت کرو۔ مسلم نے یہ تمام روایات بیان کی ہیں اور بخاری نے اس میں سے اکثر کو ذکر کیا ہے۔

تخریج حدیث (۱۵۷۰): صحیح مسلم، کتاب البر، باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ . صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لا یخطب علی خطبۃ اخیہ .

کلمات حدیث: لا تجسسوا: جاسوسی نہ کرو۔ تجسس (باب تفعل) جاسوسی کرنا۔ لا تجسسوا: لوگوں کے عیب کی ٹوہ میں نہ لگو۔ امام خطابی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ لوگوں کے عیب نہ تلاش کرو۔ بخشش کے معنی ہیں بغیر اس کے کہ خریدنے کا ارادہ ہو چیز کی قیمت زیادہ لگانا تاکہ دوسرے دھوکھا کھا کر زیادہ میں لے لیں۔

شرح حدیث: کسی کے بارے میں بلا جواز اور بغیر تحقیق کے کوئی برا گمان قائم کر لینا گناہ ہے کیونکہ بلا دلیل برا گمان قائم کر لینا سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ غلط گمان کو اکاذب الحدیث کہنے کی وجہ یہ ہے کہ کسی بارے میں غلط اور غیر صحیح گمان قائم کرنا اور پھر اس پر یقین کر لینا جھوٹ پر یقین کرنا ہے۔

نیز ارشاد فرمایا کہ نہ کسی کی جاسوسی کرو اور نہ کسی کے عیبوں کی تلاش میں لگو اور نہ ایک دوسرے کے ساتھ منافست کرو۔ امام نووی رحمہ

اللہ نے فرمایا کہ تنافس اور منافست کے معنی ہیں باہم چھین چھپٹ کرنا اور دوسروں کے پاس موجود اچھی چیزوں کی رغبت اور خواہش کرنا۔ اور فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ اسے نہ ذلیل و رسوا کرے اور نہ اس کی تحقیر کرے۔ تقویٰ کا مرکز آدمی کا دل ہے اور اللہ کے یہاں اعمال اور نیتیں دیکھی جاتی ہیں۔ (فتح الباری: ۲/۱۰۱۰۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۹۷/۱۶)

عیب جوئی سے لوگوں میں فساد پیدا ہوگا

۱۵۷۱۔ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنَّكَ إِنِ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِينَ أَفْسَدْتَهُمْ أَوْ كَذَبْتَ أَنْ تُفْسِدَهُمْ، حَدِيثٌ صَحِيحٌ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

(۱۵۷۱) حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تو مسلمانوں کے عیبوں کی تلاش میں رہے گا تو ان کے اندر فساد پیدا کر دے گا یا قریب ہے کہ تو ان کے اندر فساد پیدا کر دے۔ (یہ حدیث صحیح ہے اور ابوداؤد نے سند صحیح روایت کیا ہے)

تخریج حدیث (۱۵۷۱): صحیح سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب النهی عن التجسس.

شرح حدیث: حدیث مبارک میں فرمایا کہ لوگوں کے عیوب تلاش کرنا، ان کے رازوں کو معلوم کرنا اور ان کی مخفی باتوں کی جستجو میں رہنا ایک اخلاقی اور معاشرتی برائی ہے جس سے معاشرے میں فساد پھیلتا ہے اور سب لوگ ایک دوسرے کی ٹوہ میں لگ جاتے ہیں اور ان کے عیوب اچھالتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ برسر منبر تشریف لائے اور آپ ﷺ نے باوازا بلند ارشاد فرمایا کہ اے لوگو جو زبان سے تو اسلام لائے ہو مگر اسلام ابھی تک دلوں میں جا گزیں نہیں ہوا مسلمانوں کو ایذا نہ پہنچاؤ، ان کو عیب نہ لگاؤ اور ان کی پوشیدہ باتوں کی جستجو میں نہ لگو کیونکہ جو کسی مسلمان کی پوشیدہ باتوں کی جستجو میں لگے تو اللہ بھی اسکے عیوب ظاہر فرما دے گا اور جب اللہ اس کے عیوب ظاہر فرمائے گا تو وہ رسوا ہو جائے گا اگرچہ اپنے کجاوے میں بیٹھا ہوا ہو۔

ایک روز حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر کعبۃ اللہ پر پڑی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو کس قدر عظیم ہے اور تیری حرمت کس قدر زیادہ ہے لیکن ایک مومن کی حرمت اللہ کے نزدیک تجھ سے بھی زیادہ ہے۔

(روضة المتقين: ۷۴/۴۔ دلیل الفالحین: ۳۶۲/۴)

رسول اللہ ﷺ نے عیب جوئی سے منع فرمایا

۱۵۷۲۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ، أَتَى بَرَجِلَ فَقِيلَ لَهُ: هَذَا فَلَانٌ تَقَطَّرُ لِحْيَتُهُ، خَمْرًا

فَقَالَ إِنَّا قَدْ نَهَيْنَا عَنْ التَّجَسُّسِ، وَلَكِنْ إِنْ يَظْهَرُ لَنَا شَيْءٌ نَأْخُذُ بِهِ، حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ.

(۱۵۷۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص ان کے پاس لایا گیا اور کہا گیا کہ اس کے ڈاڑھی سے شراب کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں ٹوہ لگا کر عیب تلاش کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اگر ہمارے سامنے کوئی واضح بات آئے گی تو ہم اس پر مواخذہ کریں گے۔ (یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس کو ابوداؤد نے بسند صحیح بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق روایت)

تخریج حدیث (۱۵۷۲): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب النہی عن التجسس .

کلمات حدیث: نہینا عن التجسس : ہمیں جاسوسی سے منع کیا گیا ہے۔ ان یتظہر لنا شیء ناخذہ : ہمارے سامنے کوئی بات کھل کر آئے گی تو ہم اس پر گرفت کریں گے۔ یعنی جرم کا ثبوت موجود ہونے پر اس پر گرفت کی جائے گی۔
شرح حدیث: یعنی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جاسوسی سے اور لوگوں کے عیوب تلاش کرنے سے منع فرمایا ہے اس لیے جب تک کسی جرم کا واضح ثبوت موجود نہ ہو اس پر حد یا تعزیر کی سزا نہیں دی جائے گی۔

(روضة المتقين : ۷۴/۴ . دلیل الفالحین : ۳۶۲/۴)



المباحث (۲۷۲)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ سُوءِ الظَّنِّ بِالْمُسْلِمِينَ مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ
بلا ضرورت مسلمانوں کے بارے میں بدگمانی کی ممانعت

۳۶۳۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اے ایمان والو! بہت زیادہ بدگمانی سے بچو کہ بے شک بہت سے گمان گناہ ہیں۔“ (الحجرات: ۱۲)

تفسیری نکات: آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے سوء ظن سے اجتناب کرنے کا حکم فرمایا ہے یعنی اہل و اقارب کسی بھی مسلمان کے بارے میں کسی عیب یا بری بات کا گمان کیا جائے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا ہر وہ ظن جس کی کوئی دلیل اور ظاہری علامت موجود نہ ہو وہ حرام ہے اور اس سے اجتناب لازم ہے۔ (تفسیر عثمانی)

بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے

۱۵۷۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ”يَا كُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۵۷۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بدگمانی سے بچو کہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۵۷۳): صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لا یخطب علی خطبۃ اخیه حتی ینکح أو یدع.. صحیح مسلم، کتاب البر، باب تحریم الظلم وحذله .

شرح حدیث: مسلمان کے بارے میں بدگمانی گناہ اور سب سے بڑی جھوٹ بات ہے کہ اس بات کو ایسی بات کا گمان کر لیا جونی الواقع موجود نہیں ہے۔ مقصود یہ ہے کہ ہر مسلمان کے بارے میں اچھا گمان کرنا چاہئے اور جب تک اس کے برعکس ہونے کا کوئی ثبوت موجود نہ ہو کسی مسلمان کے بارے میں برا گمان نہ کرنا چاہئے۔ یہ حدیث اس سے پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

(روضة المتقين: ۷۵/۴، دليل الفالحين: ۳۶۳/۴)



الباب (۲۷۳)

بَابُ تَحْرِيمِ احْتِقَارِ الْمُسْلِمِينَ مسلمان کی تحقیر کی حرمت

برے لقب سے پکارنے کی ممانعت

۳۶۴. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسَوْا أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّنْ نِّسَاءٍ عَسَوْا أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الْأَسْمُ الْقُسُوفُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿۱۱﴾﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”اے ایمان والو! تم میں سے کوئی قوم دوسری قوم کے ساتھ تمسخر نہ کرے ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ کوئی عورت دوسری عورت سے تمسخر کرے ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور طعنہ مت دو اور دوسرے کو برے لقب سے مت پکارو گناہ والا نام ایمان کے بعد بہت برا ہے جس نے توبہ نہ کی پس وہی ظالم ہیں۔“ (الحجرات: ۱۱)

تفسیری نکات: پہلی آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ایک جماعت دوسری جماعت کا مذاق نہ اڑائے اور اس کا استہزاء نہ کرے نہ دوسرے پر کوئی طعنہ زنی کرے اور نہ کسی کو ایسے لقب سے یاد کرے جس کو وہ برا مانے اور اس سے اس کی توہین ہوتی ہو۔ یہ تین باتیں ہیں جن کی اس آیت مبارکہ میں ممانعت کی گئی ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کسی شخص کی تحقیر اور توہین کے لیے اس کے عیب کو اس طرح ذکر کرنا جس سے لوگ ہنسے لگیں اس کو تمسخر اور استہزاء کہا جاتا ہے اور یہ جس طرح زبان سے ہوتا ہے اسی طرح حرکات سے بھی ہوتا ہے اور نقل اتارنے اور اشارے سے بھی ہوتا ہے۔ اور بعض حضرات نے فرمایا کہ کسی کے سامنے کسی کا اس انداز سے ذکر کرنا کہ سننے والے ہنس پڑیں تمسخر اور استہزاء ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے جسم اور ان کی صورتوں کو نہیں دیکھتے بلکہ ان کے دلوں اور ان کے اعمال کو دیکھتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کسی کے ظاہری اعمال اور ظاہری حالت پر اس کا مذاق اڑانا درست نہیں ہے کہ اس کا عملی قلب اور اس کی باطنی کیفیت عند اللہ مقبول ہو۔

لہٰذا کے معنی کسی میں عیب نکالنے اور اس کے عیب پر اسے طعنہ دینے کے ہیں۔ علماء نے فرمایا ہے کہ آدمی کی سعادت اور خوش نصیبی یہ ہے کہ اپنے عیوب پر نظر کرے اور ان کی اصلاح کی فکر میں لگا رہے، جو ایسا کرنے کا اسے دوسروں کے عیوب کی جستجو اور ان کے ذکر کرنے کی فرصت ہی نہ رہے گی۔

تیسری بات جس سے اس آیت میں منع فرمایا گیا ہے وہ کسی کو برے لقب سے پکارنا ہے، ایسا لقب کہ اگر وہ سنے تو اسے برا معلوم ہوا جیسے کسی کو لنگڑا کہنا۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن کا حق دوسرے مؤمن پر یہ ہے اس کو ایسے نام و لقب سے یاد کرے جو اسے پسند ہے۔

سبحان اللہ کیسی بیش بہا ہدایات ہیں آج اگر مسلمان سمجھیں تو ان کے تمدنی امراض اور معاشرتی بیماریوں کا علاج اسی سورۃ الحجرات میں بیان ہوا ہے۔ (تفسیر عثمانی، معارف القرآن)

۳۶۵. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿وَبَلَّغْ لِكُلِّ هُمْزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝۱﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”ہر طعنہ دینے والے عیب جو کے لیے ہلاکت ہے۔“ (الہمزۃ: ۱)

تفسیری نکات: دوسری آیت کریمہ ”سورۃ ہمزہ“ کی پہلی آیت ہے اس سورۃ مبارکہ میں بھی تین بہت بڑے گناہوں پر سخت وعید اور عذاب شدید بیان ہوا ہے۔ وہ تین گناہ یہ ہیں ہمز لہز اور جمع مال۔ ہمز کے معنی کسی کی غیر موجودگی میں اس کے عیوب بیان کرنا اور لہز کے معنی آمنے سامنے طعنہ دینے کے ہیں۔ اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ ہلاکت اور تباہی ہے اس شخص کے لیے جو طعنہ دیتا اور لوگوں کے عیب جوئی کرتا ہے۔ (دلیل الفالحین ۴/۳۶۵)

کسی کی حقارت بڑا گناہ ہے

۱۵۷۴. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : بِحَسْبِ أَمْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يُحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَقَدْ سَبَقَ قَرِيبًا بِطَوْلِهِ.

(۱۵۷۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کے برا ہونے کے لیے یہی

کافی ہے اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ (مسلم)

اس سے قبل یہ حدیث مفصل بیان ہو چکی ہے۔

تخریج حدیث (۱۵۷۴): صحیح مسلم، کتاب البر، باب تحریم المسلم وحذله.

شرح حدیث: انسان تمام آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے اس لیے کسی بھی انسان کی حقیر کرنا یا اس کو کم تر سمجھنا غیر معقول بات ہے اور خاص طور پر مسلمان جو باہم ایک مضبوط رشتہ اخوت و مودت میں جڑے ہوئے ہیں ان کے لیے ہرگز مناسب نہیں ہے کہ وہ دوسرے مسلمان کی حقیر کریں یا اسے کم تر سمجھیں۔

یہ حدیث اس سے پہلے باب النبی عن الجحس میں گزر چکی ہے۔ (دلیل الفالحین ۴/۳۶۵)

تکبر کی تعریف

۱۵۷۵۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبَرٍ فَقَالَ رَجُلٌ : إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا، وَنَعْلُهُ حَسَنَةً فَقَالَ : "إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ : الْكِبَرُ بَطْرُ الْحَقِّ، وَغَمْطُ النَّاسِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

وَمَعْنَى "بَطْرُ الْحَقِّ" دَفْعُهُ .

"وَعَمْطُهُمْ" : احْتِقَارُهُمْ .

وَقَدْ سَبَقَ بَيَانُهُ، أَوْضَحَ مِنْ هَذَا فِي بَابِ الْكِبَرِ .

(۱۵۷۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں رائی کے برابر بھی تکبر ہوگا۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کسی آدمی کو اچھا کپڑا پہننا اور اچھا جوتا پہننا پسند ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے۔ تکبر کے معنی ہیں حق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا۔ (مسلم)

بطر الحق کے معنی ہیں حق سے گریز کرنا اور اسے رد کرنا۔ اور غمطہم کے معنی ہیں لوگوں کو حقیر سمجھنا۔

اس حدیث کا مفصل بیان اس سے پہلے باب الکبر میں آچکا ہے۔

تخریج حدیث (۱۵۷۵): صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر وبیانہ .

شرح حدیث: خوش لباس اور خوش وضع ہونا تکبر نہیں ہے۔ تکبر یہ ہے کہ آدمی کے حق بات کو رد کرے اور اس کو قبول کرنے سے گریز کرے اور دوسرے انسانوں کو حقیر سمجھے، یعنی اعراض عن الحق اور دوسروں کو حقیر سمجھنا تکبر ہے۔

یہ حدیث اس سے پہلے باب تحریم الکبر والايجاب میں آچکی ہے۔ (دلیل الفالحین: ۴/۳۶۵۔ روضة المتقین: ۴/۷۷)

حقارت کرنے والے کا عمل برباد ہو جاتا ہے

۱۵۷۶۔ وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "قَالَ رَجُلٌ وَاللَّهِ لَا يَغْفِرُ اللَّهُ لِفُلَانٍ. فَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ : مَنْ ذَا الَّذِي يَتَأَلَّى عَلَيَّ أَنْ لَا أَغْفِرَ لِفُلَانٍ إِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُ، وَأَحْبَبْتُ عَمَلَكَ" . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۵۷۶) حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص نے کہا کہ اللہ فلاں آدمی کی مغفرت نہیں کرے گا۔ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ کون ہے جو مجھ پر قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں شخص کو نہیں بخشوں گا۔ میں نے

اسے معاف کر دیا اور تیرے عمل پر باد کر دیئے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۵۷۶): صحیح مسلم، کتاب البر، باب النهی عن تقنیط الانسان من رحمة الله.

کلمات حدیث: یتالی: قسم اٹھانے۔ أحبطت عملک: میں تیرا عمل برباد کر دیا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے گزشتہ ملتوں میں سے کسی ملت کے کسی شخص کا ذکر فرمایا کہ اس نے کہا کہ فلاں شخص کو اللہ معاف نہیں کرے گا گویا اس نے قضاء و قدر سے تجاوز کیا اور علم غیب کا ادعاء کیا اور مشیت الہی میں دخل دیا۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی الہ نہیں ہے تم میں سے ایک شخص جنت کے کام کرتا رہتا ہے اور جب اس کے اور جنت کے درمیان گزبھر فاصلہ رہ جاتا ہے تو لکھا ہوا (تقدیر) غالب آ جاتا ہے اور وہ کوئی ایسا کام کر لیتا ہے جو جہنم میں لے جانے والا ہوتا ہے تو وہ جہنم میں داخل ہو جاتا ہے اور تم میں سے کوئی اہل جہنم کے عمل کرتا رہتا ہے اور جب اس میں اور جہنم میں ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو تقدیر غالب آ جاتی ہے اور وہ کوئی اہل جنت کا عمل کر کے جنت میں پہنچ جاتا ہے

علم غیب کا دعویٰ اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو بتایا ہی نہیں ہے کہ کون جنت میں جائے گا اور کون جہنم میں جائے گا بلکہ فرمایا ہے

کہ:

﴿عَلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۝﴾ (۳۱)

”وہ غیب کا جاننے والا ہے اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا۔“

اسی طرح مشیت الہی میں دخل دینے کا کسی کو اختیار نہیں ہے کہ فرمایا ہے:

﴿يُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَيَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝﴾ (۳۲)

”جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے معاف فرما دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کون ہے جو اس کی طرف سے یہ دعویٰ کرے کہ وہ فلاں کو معاف نہیں کرے گا۔ جا میں نے اس کو معاف کر دیا اور تیرا عمل ضائع کر دیا۔ یعنی جس عمل پر تجھے غرور تھا اور جس نیکی کے نشہ میں تو کہہ رہا تھا کہ اللہ فلاں کو معاف نہیں کرے گا اس عمل کی یہاں کوئی جزا اور ثواب نہیں ہے کہ نیک عمل پر تکبر نے اس کا ثواب ضائع کر دیا۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۶/۱۴۳)



(الباب ۲۷۷)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ إِظْهَارِ الشَّمَاتَةِ بِالْمُسْلِمِ
مسلمان کی تکلیف پر خوش ہونے کی ممانعت

۳۶۶. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”مؤمن سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔“ (المحجرات: ۱۰)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں فرمایا کہ اہل ایمان اس تعلق ایمان و اسلام اور اس روحانی اور معنوی تعلق کی اساس پر آپس میں بھائی بھائی ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ رشتہ ایمان نسبی تعلق سے بہت زیادہ مضبوط اور پیوست ہونے کی بنا پر یہ اخوت نسبی بھائی چارہ پر فائق ہے۔

(تفسیر عثمانی، معارف القرآن)

بے حیائی کی اشاعت بڑا گناہ ہے

۳۶۷. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ ءَامَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ﴾

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”بے شک وہ لوگ جو اہل ایمان کے اندر بے حیائی کے پھیلانے کو پسند کرتے ہیں ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک

عذاب ہے۔“ (النور: ۱۹)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں فرمایا کہ کسی مؤمن کے بارے میں کسی بری بات کی اشاعت کرنا اور اسے لوگوں میں پھیلانا ایک سنگین جرم ہے۔ قرآن کریم نے برائی کی خبر بیان کرنے کی اجازت صرف اس صورت میں دی ہے جو وہ ثابت ہو چکی ہو اور محقق ہو چکی ہو بغیر تحقیق و ثبوت برائیوں کا پھیلانا ہر گز صحیح نہیں ہے۔ (معارف القرآن)

کسی مسلمان کی مصیبت پر خوشی کا اظہار کرنا گناہ ہے

۱۵۷۷. وَعَنْ وَائِلَةَ بِنِ الْأَسْقَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

”لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِأَخِيكَ فَيَرْحَمَهُ اللَّهُ وَيَنْتَلِيكَ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

وَفِي الْبَابِ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ السَّابِقِ فِي بَابِ التَّجَسُّسِ: ”كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ“

الْحَدِيثُ.

(۱۵۷۷) حضرت داؤد بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کی تکلیف پر خوشی کا اظہار نہ کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ اس پر رحم فرمائے اور تمہیں مبتلا کر دے۔ (ترمذی) اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔ اور اس موضوع سے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث کہ مسلمان پر مسلمان کی جان و مال اور عزت و آبرو حرام ہے باب التحسین میں گزر چکی ہے۔

تخریج حدیث (۱۵۷۷): الجامع للترمذی، ابواب صفة القيامة، باب لا تظهر الشماتة لا خيك فيعافيه الله ويتلىك.

کلمات حدیث: الشماتة: کسی کی تکلیف پر خوش ہونا۔

شرح حدیث: مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اس اخوت کا تقاضا یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان دکھ اور تکلیف میں ہے تو دوسرے مسلمان کو بھی اس پر دکھ اور رنج ہو اور اس کی کوشش ہو کہ جس طرح بھی ہو اس کی تکلیف دور کرے، اور اسے اس دکھ سے نجات دلا دے۔ اس کے برعکس کسی کے دکھ اور تکلیف پر خوش ہونا بد اخلاقی قسوت قلبی اور سنگدلی ہے، جس کی سزا اللہ کی طرف سے یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مبتلائے مصیبت کو عافیت عطا فرمادے اور اس کی تکلیف پر خوش ہونے والے کو اس مصیبت میں مبتلا کر دے۔

(تحفة الاحوذی: ۷/۲۵۲)



المبتانی (۲۷۵)

بَابُ تَحْرِيمِ الطَّعْنِ فِي الْأَنْسَابِ الثَّابِتَةِ فِي ظَاهِرِ الشَّرْعِ شرعاً ثابت شدہ نسب پر طعن کرنے کی حرمت

۳۶۸. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدْ أَحْتَمَلُوا بُهْتَانًا
وَإِنَّمَا مَيْبِنًا ۝۵۸﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بے قصور تکلیف پہنچاتے ہیں یقیناً انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوتھ اٹھایا۔“

(الاحزاب: ۵۸)

تفسیری نکات: آیت مبارکہ میں عام مومنین کو ایذا پہنچانے سے منع فرمایا گیا خواہ یہ ایذا جسمانی ہو یا روحانی اور اخلاقی۔ غرض کسی مسلمان کو بغیر کسی شرعی ثبوت اور بغیر کسی قانونی استحقاق کے تکلیف پہنچانا ممنوع ہے اور حرام ہے۔ (معارف القرآن)

کفر تک پہنچانے والی باتیں

۱۵۷۸. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اِئْتِنَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرُ الطَّعْنِ فِي النَّسَبِ، وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ . ”رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۵۷۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں دو باتیں ایسی ہیں جو

کفر کا سبب بنتی ہیں۔ نسب پر طعن اور میت پر نوحہ۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۵۷۸): صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اطلاق اسم الکفر علی الطعن .

کلمات حدیث: نیاحة: مرنے والے پر چیخ کر اور چلا کر رونا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد فرمایا کہ دو بہت بری خصلتیں ہیں جو لوگوں میں موجود ہیں اور کفر کی طرف لے جانے والی ہیں، ایک نسب پر طعن کرنا اور دوسرے نوحہ کرنا۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً مروی ہے کہ زمانہ جاہلیت کی دو عاداتیں ہیں ایک نسب پر طعن اور دوسرے نوحہ۔ یعنی یہ دونوں باتیں جاہلیت کے اعمال اور کافرانہ عادات ہیں۔

نسب میں طعن زنی کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کو اس کی تحقیر اور توہین کی نیت سے کہا جائے کہ تیرا باب فلاں کام کرتا ہے اور تیری ماں ایسی ہے یا تو جولا ہایا لو ہار ہے۔ یعنی پیشوں کی بنا پر کسی کو تحقیر سمجھنا بھی طعن فی النسب میں آتا ہے۔ نوحہ اور ماتم کا مطلب یہ ہے کہ مرنے

والے پر چیخ کر اور چلا کر رونا اور واہیلا کرنا۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۵۰/۲. روضة المتقین: ۷۹/۴)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْغَشِّ وَالْخَدَاعِ دھوکہ اور فریب کی ممانعت

۳۶۹. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا
وَإِثْمًا مُّبِينًا﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اور وہ لوگ جو مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو بغیر قصور تکلیف دیتے ہیں انہوں نے یقیناً بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔“

(الاحزاب: ۵۸)

تفسیری نکات: آیت کریمہ عام ہے اور وسیع معانی پر مشتمل ہے۔ مقصود یہ ہے کہ کسی بھی مسلمان کو کسی طرح ایذا اور تکلیف پہنچانا منع ہے خواہ یہ ایذا جسمانی ہو یا روحانی، مالی ہو یا اخلاقی دینی ہو یا دنیاوی۔ اس اعتبار سے مسلمان کو دھوکہ دینا اور اس کے ساتھ فریب کرنا اسے ایذا پہنچانا ہے حرام ہے۔ (تفسیر مظہری)

دھوکہ باز ہم میں سے نہیں

۱۵۷۹. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا، وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِي رَوَايَةٍ لَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى صُبْرَةٍ طَعَامٍ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهَا فَنَالَتْ أَصَابِعُهُ بَلَلًا. فَقَالَ: "مَا هَذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ؟" قَالَ أَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُولَ اللَّهِ: قَالَ: "أَفَلَا جَعَلْتَهُ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتَّى يَرَاهُ النَّاسُ! مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا".

(۱۵۷۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم

میں سے نہیں اور جو ہمیں دھوکہ اور فریب دے وہ ہم میں سے نہیں۔ (مسلم)

اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غلے کا ڈھیر دیکھا تو آپ ﷺ نے اس میں ہاتھ ڈالا تو آپ ﷺ کی انگلیوں کو تری محسوس ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے غلے والے یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ بارش سے نمی آگئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے بھیکے ہوئے حصے کو اوپر کیوں نہ کر دیا تاکہ لوگ دیکھ لیں۔ جو ہمیں دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں۔

تخریج حدیث (۱۵۷۹): صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب من غشنا فلیس منا.

کلمات حدیث: حمل علینا السلاح: ہم پر ہتھیار اٹھائے۔ یعنی مسلمانوں کے خلاف بغاوت کی۔ فلیس منا: ہم میں سے نہیں یعنی ہمارے طریقہ پر نہیں ہے۔ غشنا: جس نے ہمیں دھوکہ دیا۔ غشا (باب نصر) دھوکہ دینا۔ غش: دھوکہ فریب، خیانت۔ غاش: دھوکہ دینے والا۔ صبرۃ: غلہ کا ڈھیر۔

شرح حدیث: امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جس نے مسلمانوں کے قتال کے لیے ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جس نے ہم سے لڑنے کے لیے ہتھیار اٹھائے، اور آپ ﷺ کی مراد آپ ﷺ کی اپنی ذات اور مسلمان ہیں صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف ہتھیار اٹھانے والا تو کافر ہی ہے اور اس صورت میں ہم میں سے نہیں ہے سے مراد یہی ہے کہ کافر ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص مسلمانوں کے قتال کو بغیر کسی تاویل کے حلال سمجھتے ہوئے ان کے خلاف ہتھیار اٹھائے تو وہ بھی کافر ہے اور اگر کسی تاویل کے ساتھ قتال کرے تو مرتکب کبیرہ ہے۔ اور اہل حق کا مسلک یہ ہے کہ شرک کے علاوہ کسی بھی شخص کو جو کسی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو کافر قرار نہیں دیا جائے گا اس اعتبار سے لیس منا (ہم میں سے نہیں ہے) کے معنی ہوں گے کہ ہمارے طریقہ پر نہیں ہے یا ایسا کرنا مسلمانوں کا شیوہ نہیں ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کا طریقہ ایک دوسرے پر جم کرنا اور ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک ہے۔ قطع تعلق اور قتال باہم مسلمانوں کا طریقہ نہیں ہے۔

اسی طرح دھوکہ دینا اور فریب کرنا مسلمانوں کا طریقہ نہیں ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کے لیے یہ روایتیں ہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے اپنے سامان کا عیب چھپائے کہ اگر اسے علم ہو جائے تو وہ اسے نہ خریدے۔

بہر حال اشیاء فروخت کے کسی عیب کو چھپانا، اس میں ملاوٹ کرنا یا خریدار کو کسی طرح دھوکہ دینا حرام اور گناہ ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۹۳/۲۔ تحفۃ الاحوذی: ۶۲۱/۴)

نجش کی ممانعت

۱۵۸۰۔ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَنَاجَشُوا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۵۸۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خریدنے کی نیت کے بغیر بولی میں

اضافہ نہ کرو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۵۸۰): صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب النجش۔ صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب النہی

عن النجش۔

کلمات حدیث: لا تناجشوا: نجش نہ کرو۔ نجش کے معنی ہیں کہ کوئی آدمی خریدنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو اور وہ کسی چیز کی قیمت زیادہ لگاتا کہ دوسرا آدمی دھوکہ میں آ کر اس کو خرید لے۔ اس آدمی کو جو اس طرح قیمت بڑھاتا ہے ناجش کہتے ہیں اور یہ فروخت کنندہ ہی کا

آدمی ہوتا ہے، جو اس کی طرف سے اپنے آپ کو خریدار ظاہر کر کے قیمت بڑھاتا ہے۔

شرح حدیث: تساجش (یعنی خریدار بن کر اشیاء کی قیمت بڑھانا) دھوکہ ہے اور حرام ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ خداع یعنی دھوکہ باطل ہے اور حرام ہے۔ عبد اللہ بن ابی اوفی سے مروی ہے کہ ناسجش خائن اور سود خوار ہے۔

(فتح الباری: ۱/۱۱۱۲۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۰/۱۳۸)

دھوکہ دینے کے لیے ایجنٹ بننا بڑا گناہ ہے

۱۵۸۱۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ النَّجْشِ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۵۸۱) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نجش سے منع فرمایا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۵۸۱): صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب النجش . صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب النہی عن النجش .

شرح حدیث: کسی کی خریدنے کی نیت نہ ہو اور اس کے باوجود وہ کسی شے کی قیمت بڑھا کے بتائے تاکہ دوسرا خریدار دھوکہ کھا کر اسے زیادہ قیمت میں خرید لے تو یہ حرام اور گناہ ہے کہ یہ بھی دھوکہ اور فریب ہے اور کسی مسلمان کو دھوکہ دینا گناہ ہے اور حرام ہے۔

(فتح الباری: ۱/۱۱۱۲۔ شرح صحیح مسلم: ۱۰/۱۳۸)

دھوکہ کھانے کا اندیشہ ہو تو اختیار شرط رکھے

۱۵۸۲۔ وَعَنْهُ قَالَ : ذَكَرَ رَجُلٌ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يُخَدَعُ فِي الْبَيْعِ ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " مَنْ بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَافَةَ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ . "الْخِلَافَةُ" بِخَاءٍ مُعْجَمَةٍ مَكْسُورَةٍ وَبَاءٍ مُوَحَّدَةٍ وَهِيَ الْخَدِيعَةُ .

(۱۵۸۲) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کو

بتایا کہ ان کے ساتھ خرید و فروخت میں دھوکہ کیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے ساتھ تم خرید و فروخت کا معاملہ کرو اس سے کہہ دیا کرو کہ لاخلافۃ یعنی کوئی دھوکہ بازی نہیں ہونی چاہئے۔ (متفق علیہ)

خلافتہ کے معنی خدیعہ کے ہیں یعنی دھوکہ۔

تخریج حدیث (۱۵۸۲): صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب ما یکرہ من الخداع . صحیح مسلم، کتاب

البیوع، باب من یخدع فی البیوع .

کلمات حدیث: یخدع: دھوکہ دیا جاتا ہے۔ خداع: دھوکہ دینا۔ اور خدایعہ۔ دھوکہ۔ خلاصہ: دھوکہ۔ خلاصہ کا لفظ غلب سے بنا ہے جس کے معنی اچھنے اور دبوچنے کے ہیں، دھوکہ دے کر اچانک نقصان پہنچا دینا خلاصہ ہے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ایک شخص کا ذکر ہے۔ روایات میں اختلاف ہے کہ یہ صاحب حبان بن منقذ یا ان کے والد منقذ بن عمرو ہیں؟ حبان بن منقذ بن عمرو بن عطیہ صحابی رسول ہیں منقذ بن عمرو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی غزوہ میں شریک تھے کہ ان کے دماغ میں ایسی چوٹ آئے کہ زبان میں سقم اور عقل میں فوری پیدا ہو گیا۔ بعض روایات میں ہے کہ انہیں یہ چوٹ اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں لگی تھی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت چار مقامات پر ذکر فرمائی ہے سب جگہ ان رجلا کے الفاظ ہیں۔ جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب تاریخ الکبیر میں تصریح کی ہے کہ صاحب واقعہ منقذ بن عمرو ہیں۔

قرآن و سنت میں متعدد مقامات پر دھوکہ اور فریب کی ممانعت وارد ہوئی ہے اور کسی دوسرے کو کسی طرح کا نقصان پہنچانے کی ممانعت کی گئی ہے۔ زیر نظر حدیث میں ”لا خلاصہ“ کہنے کا حکم اس لیے ہے تاکہ فروخت کنندہ کو تنبیہ ہو جائے کہ یہ شخص خرید و فروخت کے معاملے میں کمزور ہے اور اس کے ساتھ خیر خواہی اور بھلائی کا معاملہ کرنا چاہئے تاکہ اسے کسی طرح کا نقصان نہ ہو بلکہ اسے یہ اختیار حاصل ہو جائے کہ اگر بعد میں اسے کسی فریب یا دھوکہ پر تنبیہ ہو تو وہ اس معاملے کو ختم کر دے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صاحب واقعہ کو لا خلاصہ کہنے کے ساتھ تین دن کا اختیار عطا فرمایا تھا کہ وہ ان تین دنوں میں اس معاملہ پر نظر ثانی کر کے اسے برقرار رکھ سکتے یا ختم کر سکتے ہیں۔ اسی حدیث کے ذیل میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے کہ کیا معاملہ خرید و فروخت میں دھوکہ ہونا اختیار (اختیار) کا سبب بنتا ہے یا نہیں، امام شافعی رحمہ اللہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک خرید و فروخت میں دھوکہ ہو جانا یہ اختیار نہیں دیتا کہ فریقین میں سے کوئی معاملہ کو ختم کر دے جبکہ اس حدیث کے پیش نظر بغداد کے بعض مالکی فقہاء نے کہا ہے کہ فریقین کو یہ اختیار حاصل ہے۔

(فتح الباری: ۱/۱۰۰۴۔ شرح صحیح مسلم: ۱۰/۱۵۱)

حدیث خلاصہ اور فقہی اجتہادات (ذاکثر ساجد الرحمن صدیقی) منہاج جولائی ۸۸ء

کسی کی بیوی کو ورغلا نا بڑا گناہ ہے

۱۵۸۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ خَبَبَ زَوْجَةَ امْرِئٍ، أَوْ مَمْلُوكَهُ، فَلَيْسَ مِنَّا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

"خَبَبَ بِخَاءٍ مُعْجَمَةٍ ثُمَّ بَاءٍ مُوَحَّدَةٍ مُكْرَرَةٍ: اِنِّي اَفْسَدَهُ وَخَدَعَهُ."

(۱۵۸۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی کی بیوی یا اس کے

غلام کو دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (ابوداؤد)

خُب کے معنی ہیں فساد ڈالا اور دھوکہ دیا۔

تخریج حدیث (۱۵۸۳): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب من خُب مملو کا علی مولہ .

شرح حدیث: حدیث مبارک میں فرمایا کہ جس نے میاں بیوی کے درمیان نفرت و اختلاف کا بیج بویا اور بیوی کو شوہر کی نافرمانی پر ابھارا اور ان کی معاشرتی زندگی میں فساد ڈالا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

امام ابن قیم جوزیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب شارع علیہ السلام نے عورت کے پیغام پر پیغام دینے سے منع فرمایا ہے۔ تو کسی بیوی کو شوہر کے برخلاف بھڑکانا تو اس سے کہیں زیادہ سنگین جرم ہے بلکہ میرے نزدیک تو یہ اکبر کبائر ہے اور اس کا گناہ بدکاری سے بھی زیادہ ہے۔ (روضۃ المتقین: ۸۴/۴، دلیل الفالحین: ۳۷۲/۴)



(۲۷۷) البتانی

بَابُ تَحْرِيمِ الْغَدْرِ بدعہدی کی حرمت

۳۷۰. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿يَتَأْتِيهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اے ایمان والو! عہدوں کو پورا کرو۔“ (المائدہ: ۱)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں ارشاد فرمایا کہ اے ایمان والو عہدوں کو پورا کرو، ایمان والو کہہ کر بتا دیا کہ عہد و معاہدات اور مواثیق کی خواہ کوئی بھی نوعیت ہو ان سب کا پورا کرنا عین تقاضائے ایمان ہے۔ امام راغب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک عہد تو وہ ہے جو بندے نے اپنے اللہ سے کیا ہے کہ وہ اس کی اطاعت و بندگی کرے گا اور اس کے احکام پر چلے گا۔ اور اس کی بھیجی ہوئے ہدایات کے مطابق اپنی زندگی گزارے گا اور دوسرا وہ عہد ہے جو آدمی دوسرے انسانوں سے کرتا ہے اس میں تمام وعدے، عہد معاہدات اور مواثیق شامل ہیں اور اللہ سے کئے ہوئے عہد کو بھی پورا کرنا فرض ہے اور بندوں سے کئے ہوئے عہد کو بھی پورا کرنا لازم ہے۔ (معارف القرآن)

۳۷۱. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”عہد کو پورا کرو کہ عہد کی بابت سوال ہوگا۔“ (الاسراء: ۳۴)

تفسیری نکات: دوسری آیت کریمہ میں بھی عہد کے پورا کرنے کی تاکید ہے اور فرمایا ہے کہ عہد اللہ سے ہو یا اللہ کے بندوں سے اس کی تکمیل بہر حال لازم ہے اور روز قیامت ان پر دو قسم کے عہد کے بارے میں باز پرس ہوگی، یعنی یہ بھی پوچھا جائے گا کہ اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے احکام پورے کئے یا نہیں اور اللہ کے رسول ﷺ کے لئے ہوئے طریقہ پر چلے یا نہیں؟ اور یہ بھی سوال ہوگا کہ زندگی میں جو لوگوں کے ساتھ عہد و معاہدات مواثیق کئے انہیں بھی پورا کیا ہے یا نہیں؟ یہاں صرف اتنا کہہ کر چھوڑ دیا گیا کہ پوچھا جائے گا لیکن پوچھنے کے بعد کیا ہوگا اسے اس کی ہولناکی اور پرخطر اور عظیم ہونے کی بنا پر بیان نہیں فرمایا، یعنی خود ہی سمجھ لو کہ جب کائنات کا مالک تم سے سوال کرے گا اور تم جواب نہ دے سکو گے تو پھر کیا ہوگا۔؟ (معارف القرآن)

جس میں چار خصلتیں ہوں گی وہ منافق ہوگا

۱۵۸۴. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ: "أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدْعَهَا: إِذَا أُوْتِمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۵۸۲) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چار خصلتیں جس شخص میں ہوں گی وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت ہوگی تو وہ نفاق کی ایک خصلت ہوگی یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ جب اس کے پاس امانت رکھائے تو خیانت کرے جب بولے تو جھوٹ بولے جب معاہدہ کرے تو معاہدہ کی خلاف ورزی کرے اور جب جھگڑا ہو تو بدزبانی کرے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۵۸۲): صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب علامات المنافق . صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب لا یدخل الجنة الا المؤمنون .

شرح حدیث: حدیث مبارک میں چار عادتوں یا خصلتوں کا بیان ہوا ہے جو منافقانہ عادتیں ہیں جس میں یہ چاروں موجود ہیں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے ایک موجود ہے تو اس میں ایک منافقانہ عادت یہاں تک کہ وہ اس سے توبہ کر لے اور اس بری عادت کو چھوڑ دے۔ یہ چار عادتیں یہ ہیں۔ امانت میں خیانت، جھوٹ، بدعہدی اور بدزبانی۔ ہر مسلمان کو اپنی زندگی کا جائزہ لے کر دیکھنا چاہئے کہ ان میں سے کوئی عادت تو اس میں موجود نہیں ہے اگر ہو تو اس سے توبہ کرے اور اس عادت کو اسی وقت ترک کرے۔ یہ حدیث اس سے پہلے (۱۵۲۲) میں گزر چکی ہے۔ (دلیل الفالحین: ۴/۳۷۳)

بدعہدی کرنے والے کے لیے جھنڈا ہوگا

۱۵۸۵. وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وَأَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالُوا: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لِكُلِّ غَادِرٍ لَوْ آءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالُ: هَذِهِ غَدْرَةُ فُلَانٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۵۸۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز ہر عہد شکن

کا جھنڈا ہوگا اور کہا جائے گا کہ یہ فلاں کی بدعہدی ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۵۸۵): صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب تحریم الغدر . صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب تحریم الغدر .

کلمات حدیث: غادر: بدعہدی کرنے والا، عہد شکنی کرنے والا۔

شرح حدیث: اہل عرب میں طریقہ تھا کہ جب کوئی کسی سے بدعہدی کرتا یا کسی قبیلے سے عہد شکنی کرتا تو ایک جھنڈا گاڑ دیا جاتا اور لوگوں میں اعلان کر دیا جاتا کہ فلاں شخص نے غداری کی ہے یہ اس کا جھنڈا ہے۔ روز قیامت بھی ہر بدعہدی اور عہد شکنی کرنے والے کا جھنڈا لگا کر اعلان کر دیا جائے گا کہ یہ فلاں شخص کی بدعہدی کی علامت ہے اور اس طرح اس کی تمام مخلوقات میں رسوائی ہوگی۔

(فتح الباری: ۲/۲۵۵، شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۲/۳۹)

غدار کے سرین پر جھنڈا گاڑا جائے گا

۱۵۸۶. وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لِكُلِّ غَادِرٍ لَوْ آءَ عِنْدَ اسْتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرْفَعُ لَهُ بِقَدْرِ غَدْرِهِ أَلَا وَلَا غَادِرَ أَعْظَمُ غَدْرًا مِنْ أَمِيرٍ عَامَّةٍ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۵۸۶) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ روز قیامت ہر عہد شکن کے ایک

جھنڈا اس کے سرین پر نصب ہوگا جو اس کے غدر کے مطابق اونچا ہوگا اور کوئی غداری امیر عام کے ساتھ غداری سے بڑھ کر نہیں ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۵۸۶): صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب تحریم الغدر.

کلمات حدیث: امیر عامۃ سے مراد حکمران، بادشاہ، یا خلیفہ۔

شرح حدیث: حدیث مبارک کا مفہوم یہ ہے کہ ہر عہد شکنی خواہ وہ کسی فرد کے ساتھ ہو یا کسی جماعت کے ساتھ انتہائی اخلاقی گراؤ سنگین جرم اور گناہ ہے اور اللہ کے یہاں اس کی سخت سزا ہے اور قیامت کے دن کی رسوائی ہے اور روز قیامت اس کی رسوائی کے لیے اس کے سرین پر جھنڈا نصب کر دیا جائے گا تاکہ سب انسان دیکھ لیں کہ یہ غدار ہے اور اس کا جھنڈا اس کی غداری کی نسبت سے اونچا ہوگا کہ جس قدر بڑی عہد شکنی ہوگی اسی قدر اونچا جھنڈا ہوگا اور اس عہد شکنی کی تحقیر اور تذلیل اور رسوائی کے لیے اس جھنڈے کو اس کے سرین پر نصب کر دیا جائے گا۔

متعدد احادیث مبارکہ میں اطاعت امیر کا حکم دیا گیا ہے اور خروج اور بغاوت سے منع فرمایا گیا ہے اس حدیث مبارک میں بھی ارشاد ہوا کہ سب سے بڑی غداری اور سب سے بڑی عہد شکنی وہ ہے جو آدمی اپنے حکمران اور صاحب اقتدار سے کرے۔ کہ اس کی اطاعت قبول کرنے کے بعد اس کی اطاعت سے نکل جائے اور اس سے عہد کرنے کے بعد اس عہد کو توڑ دے۔ کلمہ حق کہنے کا ضرور حکم ہے اور حکمرانوں کو نصیحت اور خیر خواہی کی بھی تعلیم ہے مگر خروج و بغاوت کی اجازت نہیں۔ اسلامی تاریخ میں خروج و بغاوت کے جتنے بھی واقعات ہوئے ہیں ان سے ہمیشہ امت مسلمہ کو نقصان پہنچا ہے فائدہ کبھی نہیں پہنچا۔ انسانوں کی اصلاح اور معاشروں کی درستگی کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ وہ ہے جو انبیاء کرام نے اختیار کیا یعنی دعوت و تبلیغ لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ داعی سب سے پہلے اپنی سیرت و کردار کو مثالی بنائے اور لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو قدرے صالح بنا کر پیش کرے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۲/۳۹، روضة المتقین: ۴/۸۲، ریاض الصالحین (صلاح الدین): ۲/۴۴۵)

تین آدمی کا مقدمہ اللہ تعالیٰ خود لڑیں گے

۱۵۸۷. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

تَعَالٰی: ”ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصَّمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ أُعْطِيَ بِي ثُمَّ عُدَّ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ، وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ أَجْرَهُ“، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۱۵۸۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمی ہیں جن کا روز قیامت

میں مد مقابل ہوں گا، جس نے مجھ سے عہد کیا پھر توڑ دیا۔ کسی نے کسی آزاد آدمی کو فروخت کر کے اس کی قیمت کھالی اور جس نے کسی کو اجیر بنا کر اس سے پورا کام لے لیا مگر اس کی اجرت نہیں دی۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۵۸۷): صحیح البخاری، کتاب البيوع، باب اثم من باع حراً .

کلمات حدیث: ثلاثة أنا خصمهم: تین آدمی ایسے ہوں گے کہ جن کا روز قیامت میں مد مقابل ہوگا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین ظالم ایسے ہیں کہ روز قیامت انہیں ان کے ظلم کی سزا دلوانے کے لیے میں ان کا خصم ہوں گا۔ ایک وہ جو اللہ کے نام پر کوئی عہد یا معاہدہ کرے پھر اسے توڑ دے دوسرے وہ جو کسی آزاد کو فروخت کر کے اس کی قیمت کھالے، اور تیسرے وہ جو اجیر سے خدمت لے کر اس کی اجرت ادا نہ کرے۔

(فتح الباری: ۱/۱۱۲۷. روضة المتقين: ۲/۸۸. دليل الفالحين: ۴/۳۷۴)



الْبَتَانِی (۲۷۸)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمَنِّ بِالْعَطِيَّةِ وَنَحْوِهَا
عطیہ وغیرہ پر احسان جتانے کی ممانعت

۳۷۲. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿يَتَأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اے ایمان والو! تم اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور ایذا دے کر ضائع مت کرو۔“ (البقرہ: ۲۶۳)

صدقہ کرنے کا صحیح طریقہ

۳۷۳. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يَتَّبِعُونَ مَا أَنْفَقُوا مَنًّا وَلَا أَذًى لَهُمْ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”وہ لوگ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کر کے احسان نہیں جتلاتے اور نہ دکھ دیتے ہیں۔“

(البقرہ: ۲۶۲)

تفسیری نکات: پہلی آیت اور دوسری آیت میں فرمایا کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور صدقات کی قبولیت کی ایک اہم شرط یہ ہے کہ دینے کے بعد نہ احسان جتلاؤ اور نہ کسی صورت میں اس شخص کو ایذا پہنچاؤ جس کو دیا ہے مثلاً مجلس میں ذکر کرو کہ فلاں کو فلاں چیز میں نے دی ہے کہ اس طرح احسان جتلانے اور اس شخص کو کسی طرح کی قلبی یا ذہنی تکلیف پہنچانے سے صدقہ کا ثواب باطل ہو جاتا ہے اور یہ عمل خیر بے ثمر بن جاتا ہے۔ (معارف القرآن)

تین قسم کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ بات نہیں فرمائیں گے

۱۵۸۸. وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ”ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يَزْكِيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ“ قَالَ : فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ أَبُو ذَرٍّ خَابُوا وَخَسِرُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ : ”الْمُسْبِلُ وَالْمَنَانُ وَالْمُنْفِقُ

سَلَعْتُهُ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ : ”الْمُسْبِلُ إِزَارَهُ“ يَعْنِي الْمُسْبِلُ إِزَارَهُ، وَثَوْبَهُ، أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ لِلْخِيَلَاءِ .“

(۱۵۸۸): حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ

روز قیامت کلام نہیں فرمائے گا اور نہ ان کی جانب نظر رحمت فرمائے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور انہیں دردناک عذاب ہوگا۔ رسول کریم ﷺ نے آیت کا یہ حصہ تین مرتبہ تلاوت فرمایا۔ اس پر ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یہ لوگ تو نامراد اور ناکام ہو گئے کون ہیں یہ لوگ یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والے، احسان کر کے جتانے والا اور اپنا سامان جھوٹی قسم کے ذریعے فروخت کرنے والا۔ (مسلم)

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اپنی ازار کو نیچے لٹکانے والا۔ یعنی اپنی ازار اور اپنے کپڑے کو تکبر کی وجہ سے ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا۔

تخریج حدیث (۱۵۸۸): صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب غلط تحریم اسبال الازار والامن .

کلمات حدیث: المسبل: کپڑا لٹکانے والا۔ اسبال (باب افعال) کپڑا لٹکانا۔ المنان: احسان جتانے والا۔ من مناً (باب نصر) احسان رکھنا۔ احسان جتاننا۔

شرح حدیث: مردوں کے لیے شلوار وغیرہ کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے کی ممانعت ہے اور حرام ہے۔ اسی طرح کسی کے ساتھ حسن سلوک کر کے اسے جتاننا اور احسان کرنا حرام ہے۔ جھوٹی قسم کھانا بھی حرام ہے لیکن تاجر کا اپنا سودا بیچنے کے لیے جھوٹی قسم کھانا اور بھی زیادہ بڑا گناہ ہے کہ اس میں جھوٹی قسم اور دھوکہ دہی دونوں جمع ہو گئے۔

یہ حدیث اس سے پہلے کتاب اللباس میں آچکی ہے۔ (روضۃ المتقین: ۸۹/۴، دلیل الفالحین: ۳۷۶/۴)



بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِفْتِخَارِ وَالْبَغْيِ
فخر کرنے اور زیادتی کرنے کی ممانعت

اپنی پارسائی مت بیان کرو

۳۷۴. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿ فَلَا تُزَكُّوْا أَنْفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى ﴾ (۳۲)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اپنی پاکیزگی نہ بیان کرو اللہ جانتا ہے کہ کون زیادہ پرہیزگار ہے۔“ (النجم: ۳۲)

تفسیری نکات: پہلی آیات میں ارشاد فرمایا کہ اپنے نفس کی پاکی اور پاکیزگی کا دعویٰ نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ظاہر کو نہیں دیکھتا نیوٹوں کو اور اعمال کو دیکھتا ہے اور دلوں کے بھیدوں سے واقف اس لیے وہی جانتا ہے کہ کون پاکباز ہے اور کون تقویٰ شعار ہے اور تقویٰ بھی وہ معتبر ہے جو تمام عمر اور مرتے دم تک قائم رہے۔ (معارف القرآن)

ناحق کسی پر ظلم کرنا بڑا گناہ ہے

۳۷۵. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”بے شک ملامت کے لائق وہ لوگ ہیں جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کے لیے

دردناک عذاب ہے۔“ (الشوری: ۴۲)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں فرمایا کہ الزام ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم و زیادتی کرتے ہیں از خود زیادتی کرتے ہیں یا بوقت انتقام کرتے ہیں اور ناحق دنیا میں سرکشی کرتے اور فساد پھیلاتے ہیں اور تکبر کرتے ہیں اور یہی رویہ ظلم و زیادتی کا سبب بنتا ہے ان لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔ (معارف القرآن)

تواضع اختیار کرے ظلم نہ کرے

۱۵۸۸. وَعَنْ عِيَّاضِ بْنِ حِمَارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ”إِنَّ

اللَّهُ تَعَالَى أَوْحَى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوا حَتَّى لَا يَبْغِيَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ وَلَا يَفْخَرُ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

قَالَ أَهْلُ اللُّغَةِ: الْبُغْيُ التُّعَدِي وَالْإِسْطَالَةُ.

(۱۵۸۹) حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی فرمائی ہے کہ تواضع اختیار کرو یہاں تک کہ کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر فخر کرے۔ (مسلم)

اہل لغت کہتے ہیں کہ بغی کے معنی تعدی اور دست درازی کے ہیں۔

تخریج حدیث (۱۵۸۹): صحیح مسلم، کتاب الحنة باب الصفات التي يعرف بها أهل الحنة.

کلمات حدیث: ان تواضعو: یہ کہ تم سب تواضع اختیار کرو، یعنی آپس میں ایک دوسرے کے لیے محبت و نرمی اور انکسار اور خوش خلقی کا اظہار کرو اور ان پر بڑائی نہ جتاؤ۔ لا یفخر: کوئی فخر نہ کرے۔ تفاعل: اپنے آپ کو دوسرے سے بڑا سمجھنا۔ اور تفرأ: اپنے آپ کو بڑا سمجھنا۔ یعنی ظلم اور زیادتی۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ اگر کسی مؤمن کو اپنے فضل و کرم سے علم و فضل کی مال و دولت کی اور خاندان اور اولاد کی اور منصب اور مرتبہ کی کوئی نعمت عطا کرے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس کا شکر ادا کرے اور شکر کا لازمی اثر یہ ہے کہ اس میں تواضع و انکساری پیدا ہو اور عاجزی اور خوش خلقی میں اضافہ ہو۔ اگر وہ ان نعمتوں پر فخر و غرور کرتا ہے اور دوسروں پر بڑائی جتاتا ہے تو گویا وہ اللہ کا شکر گزار نہیں ہے اور نعمتوں پر شکر گزار نہ ہونا مستوجب سزا ہے۔ (روضۃ المتقین: ۹۰/۴، دلیل الفالحین: ۳۷۸/۴)

لوگوں کے عیوب پر نظر کرنا اپنے عیوب پر نظر نہ کرنا بڑی تباہی ہے

۱۵۹۰. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِذَا قَالَ الرَّجُلُ:

هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ أَهْلُكُهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَالرَّوَايَةُ الْمَشْهُورَةُ "أَهْلُكُهُمْ" بِرَفْعِ الْكَافِ وَرُويَ بِنَصْبِهَا، وَذَلِكَ النَّهْيُ لِمَنْ قَالَ ذَلِكَ عَجَبًا بِنَفْسِهِ، وَتَصَاغُرًا لِلنَّاسِ وَارْتِفَاعًا عَلَيْهِمْ، فَهَذَا هُوَ الْحَرَامُ وَأَمَّا مَنْ قَالَ: لِمَا يَرَى فِي النَّاسِ مِنْ نَقْصٍ فِي أَمْرِ دِينِهِمْ، وَقَالَ: تَحَزَّنَا عَلَيْهِمْ، وَعَلَى الَّذِينَ فَلَا بَأْسَ بِهِ، هَكَذَا فَسَرَهُ الْعُلَمَاءُ وَفَضَّلُوهُ وَمِمَّنْ قَالَ: مِنَ الْأَيِّمَةِ الْأَغْلَامِ: مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَالْخَطَّابِيُّ، وَالْحَمِيدِيُّ وَآخَرُونَ وَقَدْ أَوْضَحْتُهُ فِي كِتَابِ: "الْأَذْكَارِ".

(۱۵۹۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی یہ کہے کہ لوگ تباہ ہو گئے تو

وہ ان میں سب سے زیادہ تباہ ہونے والا ہے۔ (مسلم)

مشہور روایت میں لفظ "أَهْلُكُهُمْ" ہے یعنی کاف کے پیش کے ساتھ، جبکہ کاف کے زیر کے ساتھ بھی روایت کیا گیا ہے۔ یہ جب ہے جب آدمی یہ جملہ تکبر کے طور پر کہے کہ دیکھ میں کتنا بڑا آدمی ہوں اور اس طرح اپنے آپ کو بڑا سمجھے اور دوسروں کو چھوٹا سمجھے اور اپنے

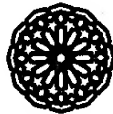
آپ کو بلند ظاہر کرے اور یہ حرام ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اس لیے یہ جملہ کہتا ہے کہ اسے لوگوں پر افسوس ہے اور وہ ان کی دینی حالت کی کمزوری پر غمگین ہے تو اس طرح کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ علماء نے یہی تفسیر اور تفصیل بیان کی ہے اور یہ علماء ہیں۔ حضرت مالک بن انس خطابی اور حمیدی وغیرہ۔ اور میں نے یہ مضمون مفصل طریقے پر کتاب الاذکار میں بیان کیا ہے۔

تخریج حدیث (۱۵۹۰): صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب النهی عن قول هلك الناس .

کلمات حدیث: أهلكهم : ان سے زیادہ ہلاک ہونے والا۔

شرح حدیث: لوگوں کو حقیر سمجھنا اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنا ہر حالت میں برا ہے اور گناہ ہے اگر کوئی شخص اس طرح کے جملے کہے جس سے اس کی بڑائی کا اظہار ہو اور دوسروں کی حقارت ظاہر ہو تو یہ بھی تکبر ہے اور گناہ ہے۔ اور اگر اس لیے کہے کہ لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس کرے تو یہ بھی درست نہیں ہے کہ اللہ کی رحمت سے کسی بھی حال میں مایوس نہ ہونا چاہئے۔ اور اگر لوگوں کی دینی حالت میں کمی اور انحطاط پر بطور اظہار غم کہے کہ اب پہلے جیسے دیندار لوگ باقی نہیں رہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ واللہ اعلم

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۶/۱۴۴. روضة المتقين: ۴/۹۲)



الباب (۲۸۰)

بَابُ تَحْرِيمِ الْهَجْرَانِ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ
إِلَّا لِبُدْعَةٍ فِي الْمَهْجُورِ أَوْ تَظَاهُرٍ بِفُسْقٍ أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ
کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کی حرمت الایہ کہ وہ بدعتی ہو یا کھلفے فسق میں مبتلا ہو
۳۷۲. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلَحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”تمام مؤمنین آپس میں بھائی بھائی ہیں تو تم اپنے بھائیوں میں صلح کر دیا کرو۔“ (الحجرات: ۱۰)

تفسیری نکات: اسلام تمام مسلمانوں کو ایک رشتہ اخوت میں منسلک کرتا ہے اور سب کو آپس میں بھائی بھائی قرار دیتا ہے یہی نہیں بلکہ دین اور عقیدے کا رشتہ مضبوط ترین رشتہ ہے اور اس وجہ سے اہل ایمان کی اخوت بھی نسبی اخوت سے جڑی ہوئی ہے اس برادری اور اخوت کا تقاضا ہے کہ دو مسلمان بھائیوں کے درمیان کوئی اختلاف یا نزاع پیدا ہو جائے تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ ان کے درمیان صلح کرا دیں۔ (تفسیر مظہری)

۳۷۷. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔“ (المائدہ: ۲۰)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ گناہ اور زیادتی کے کام میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو، کیونکہ مسلمان تو سراپا خیر اور سراپا امن و سلامتی ہے اس لیے اس سے یہ توقع بھی نہیں کی جاسکتی وہ گناہ اور زیادتی کے کاموں میں مدد کرنے والا بنے گا۔

(تفسیر عثمانی)

قطع تعلق کی ممانعت

۱۵۹۱. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”لَا تَقَاطَعُوا،

وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۵۹۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ایک دوسرے سے تعلق نہ توڑو،

ایک دوسرے سے منہ نہ موڑو، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور نہ ایک دوسرے سے حسد کرو بلکہ سب اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔ کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ کے لیے چھوڑ دے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۵۹۱): صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ما ینھی عن التحاسد والتدابیر۔ صحیح مسلم،

کتاب البر، باب النہی عن التحاسد۔

کلمات حدیث: اُن یتہجر آخاه: کہ اپنے بھائی کو چھوڑ دے۔ ہجر ہجرأ و ہجرانا: (باب نصر) بات اور کلام بند کر دینا، قطع تعلق کر لینا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں اپنے مسلمان بھائی سے قطع تعلق، اس سے منہ موڑنے، بغض رکھنے اور حسد کرنے سے منع فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا کہ مسلمان کے لیے کسی دوسرے مسلمان سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرنا جائز نہیں ہے، سب مسلمان اللہ کے بندے ہیں اور اس حوالے سے سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ یہ حدیث اس سے پہلے آچکی ہے۔

(روضة المتقین ۹۲/۴: دلیل الفالحین: ۳۸۱/۴)

تعلق منقطع کر کے ایک دوسرے سے منہ موڑنے کی ممانعت

۱۵۹۲۔ وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ: يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هَذَا وَيُعْرِضُ هَذَا. وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۵۹۲) حضرت ابویوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین راتوں سے زیادہ تعلق منقطع رکھے اور دونوں جب ملیں تو یہ اس سے منہ پھیرے اور وہ اس سے منہ پھیرے اور ان دونوں میں اچھا وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۵۹۲): صحیح البخاری، کتاب الادب، باب الهجرة۔ صحیح مسلم، کتاب البر، باب تحریم الہجر فوق ثلاث۔

کلمات حدیث: فیعرض هذا ویعرض هذا۔ یہ اس سے اور وہ اس سے اعراض کرے۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر منہ پھیر لیں۔

شرح حدیث: اسلام دین فطرت ہے، اس میں فطری امور و معاملات اور آدمی کے جذبات کی پوری رعایت ملحوظ رکھی گئی ہے۔ اصولاً تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور یہ رشتہ اخوت زیادہ محکم زیادہ قوی اور زیادہ مضبوط ہے، اس اخوت کا تقاضہ ہے کہ مسلمان باہم ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی اور حسن سلوک سے پیش آئیں لیکن کسی وقت باہمی اختلاف و نزاع بھی فطری ہے اور اس اختلاف

سے طبیعت میں انقباض اور تکدر پیدا ہونا بھی فطری ہے۔ اس لیے فرمایا گیا کہ اگر بعض حالات میں قطع تعلق کی نوبت بھی آجائے تو اس کی مدت تین راتوں سے زیادہ نہیں ہونا چاہئے کہ اس عرصے میں طبعی تکدر میں کمی آجائے گی اور آدمی اختلاف اور نزاع کے بڑے نتائج پر بھی غور کر کے اصلاح احوال پر آمادہ ہو جائے گا جس کا بہترین طریقہ سلام میں پہل کرنا ہے۔ اور دونوں میں بہتر وہی ہے جو سلام میں پہل کرے۔ (فتح الباری: ۲۰۴/۳۔ عمدۃ القاری: ۲۲۴/۲۳۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۹۴/۱۶)

قطع تعلق رکھنے والوں کی مغفرت نہیں ہوتی

۱۵۹۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ فِي كُلِّ اثْنَيْنِ وَخَمْسِينَ، فَيَغْفِرُ اللَّهُ لِكُلِّ امْرِئٍ لَا يَشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا، إِلَّا أَمْرًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءٌ فَيَقُولُ أَتُرْكُوَاهُذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا “ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۵۹۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پیر اور جمعرات کے دن بندوں کے اعمال اللہ کے حضور میں پیش کئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر اس بندے کو معاف فرمادیتے ہیں جس نے اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا ہو والا یہ کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان دشمنی ہو۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ان دونوں کو چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں۔

(مسلم)

تخریج حدیث (۱۵۹۳): شحناء: کسی دنیاوی معاملہ کی وجہ سے آپس میں دشمنی ہونا۔

شرح حدیث: اللہ سبحانہ اپنے ہر اس بندے کو معاف فرمادیتے ہیں جو شرک سے مبرا ہو لیکن جس کی اپنے کسی مسلمان بھائی سے دشمنی ہو اس کی مغفرت نہیں فرماتے بلکہ اس کے بارے میں حکم ہوتا ہے کہ ان کو چھوڑ دو تا کہ یہ دونوں صلح کر لیں۔

(روضة المتقين: ۹۳/۴۔ دلیل الفالحین: ۳۸۲/۴)

قطع تعلق کروانے میں شیطان کا میاب ہو جاتا ہے

۱۵۹۴۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَنْسُ أَنْ يَعْبُدَهُ الْمُصَلُّونَ فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَلَكِنْ فِي التَّحْرِيشِ بَيْنَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۵۹۴) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ شیطان اس امر سے مایوس ہو چکا ہے کہ جزیرہ عرب میں اہل صلاۃ اس کی بندگی کریں گے لیکن وہ ان کے درمیان دشمنی پیدا کرنے میں لگا رہتا ہے۔ (مسلم)

تحریش کے معنی فساد ڈالنے، دلوں میں رخنہ ڈالنے اور تعلقات منقطع کرنے کے ہیں۔

تخریج حدیث (۱۵۹۳): صحیح مسلم، کتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب تحریش الشیطان .

کلمات حدیث: یس: مایوس ہو گیا۔ ایس ایسا (باب سمع) مایوس ہونا۔ ناامید ہونا۔ آیسہ: وہ عورت جس کے ایام بند ہو گئے۔ پچاس سال سے زائد عمر کی عورت۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ جزیرۃ العرب میں کبھی اس کی یعنی بتوں کی پرستش کی جائے گی۔ یہ خبر رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے کہ اس کا وقوع اسی طرح ہوا ہے جس طرح آپ ﷺ نے فرمایا کہ غلبہ اسلام کے بعد سے آج تک جزیرہ نمائے عرب میں بت پرستی نہیں ہوئی اور اس کی وجہ اس علاقے کا مہبط وحی ہونا اور مسکن رسول اللہ ﷺ ہونا ہے۔ لیکن شیطان اس کوشش میں لگا رہتا ہے کہ مسلمانوں کے درمیان باہمی عداوت و نفرت ڈال دے اور ان کے دلوں میں دشمنی پیدا کر دے۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۷/۱۲۸. روضة المتقین: ۹۴/۴)

تین دن سے زیادہ قطع تعلق رکھنے والا جہنم میں داخل ہوگا

۱۵۹۵. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ" فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ عَلَى شَرِّطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ.

(۱۵۹۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ ترک تعلق کرے۔ اگر کسی نے تین دن سے زیادہ قطع تعلق رکھا اور اسی حال میں مر گیا تو وہ جہنم میں گیا۔ (ابوداؤد نے ایسی سند سے روایت کیا ہے جو بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق ہے)

تخریج حدیث (۱۵۹۵): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فیمن ینہجر اخاه المسلم .

کلمات حدیث: فوق ثلاث: تین دن سے زیادہ، یعنی تین دن سے زیادہ دونوں کے درمیان سلام و کلام منقطع رہے۔

شرح حدیث: مسلمان مسلمان کا بھی بھائی ہے اور اس اخوت کا تقاضا محبت اور حسن سلوک ہے ترک تعلق نہیں ہے۔ لیکن اگر کسی نے کسی وجہ سے کسی مسلمان بھائی سے ترک تعلق کر لیا تو اس پر لازم ہے کہ وہ تین دن کے اندر اس سے مصالحت کرے۔ اگر مصالحت نہیں کی اور اسی طرح ترک تعلق پر قائم رہا اور اسی حال میں موت آگئی تو جہنم میں داخل ہوا۔

تو ربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس پر جہنم کی سزا لازم ہوگی کیونکہ جس پر گناہ لازم ہو گیا اس پر گناہ کی سزا بھی لازم ہوگی الا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے معاف فرمادیں۔

مسند احمد بن حنبل میں حضرت هشام بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو

فرماتے ہوئے سنا کہ کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو تین رات سے زیادہ چھوڑے رکھے۔ اگر یہ دونوں اس ترک تعلق پر تین راتوں سے زیادہ جے رہیں تو یہ حق سے روگردانی کرنے والے ہیں جب تک اپنی اس روش پر قائم رہیں۔ ان میں سے جو بھی مراجعت کرے تو اس کی یہ مراجعت ہی اس کا کفارہ ہے۔ پس اگر سلام کر لیا اور اس نے سلام کا جواب نہیں دیا تو اس کے سلام کا جواب فرشتے دینگے اور دوسرے کا جواب شیطان دے گا۔ اگر دونوں اس قطع تعلق پر برقرار رہے تو دونوں جنت میں کبھی جمع نہ ہو سکیں گے۔

ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جنت میں داخل نہ ہونے اور جنت میں مجتمع نہ ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی غفود و رزق سے محروم رہے تو جنت میں نہیں جائیں گے، کیونکہ دخول جنت اور عذاب جہنم اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے۔ (روضة المتقين: ۹۵/۴۔ دلیل الفالحین: ۳۸۳/۴)

سال بھر قطع تعلق رکھنا قتل کے برابر گناہ ہے

۱۵۹۶۔ وَعَنْ أَبِي خِرَاشٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَسْلَمِيُّ وَيُقَالُ السُّلَمِيُّ الصَّحَابِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفَكَ دَمَهُ." رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

(۱۵۹۶) حضرت ابو خراش حدرد بن ابی حدرد اسلمی، سلمی بھی کہا جاتا ہے (صحابی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے بھائی سے ایک سال تک ترک تعلق کیے رکھا تو وہ ایسا ہے جیسے اس نے اس کا خون بہایا۔ (ابوداؤد سند صحیح)

تخریج حدیث (۱۵۹۶):

کلمات حدیث: کسفک دمہ: گویا اس نے اس کا خون بہایا۔ سفک سفکا: پانی یا خون بہانا۔ کسی کو ناحق قتل کرنا۔ سفاک (صیغہ مبالغہ بروزن فعال) بہت خون گرانے والا۔ بہت قتل کرنے والا۔ قرآن میں ہے ویسفک الدماء۔ یہ کثرت سے خون بہائے گا۔

شرح حدیث: جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی سے قطع تعلق کیا اور اس کو سال بھر تک برقرار رکھا اور باہم صلح نہیں کی اور رشتہ اخوت دوبارہ استوار نہیں کیا تو گویا اس نے جرم قتل کا ارتکاب کیا۔ امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تین دن سے زائد تعلق منقطع رکھنا حرام اور گناہ ہے اور تین دن کے بعد جس قدر ایام گزرتے جائیں گے گناہ کی شدت میں اضافہ ہوتا جائے گا تا آنکہ یہ گناہ بڑھتے بڑھتے سال بھر میں قتل کے گناہ کے برابر ہو جائے گا۔ واللہ اعلم (روضة المتقين: ۹۵/۴۔ دلیل الفالحین: ۳۸۴/۴)

تین دن کے بعد سلام کا جواب نہ دینا گناہ ہے

۱۵۹۷۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَهْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَإِنْ مَرَّتْ بِهِ ثَلَاثٌ فَلْيَلْقَهُ وَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَإِنْ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَدْ اشْتَرَكَا فِي الْأَجْرِ، وَإِنْ لَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاءَ بِالْإِثْمِ، وَخَرَجَ الْمُسْلِمُ مِنَ الْهَجْرَةِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ. قَالَ أَبُو دَاوُدَ: إِذَا كَانَتْ الْهَجْرَةُ لِلَّهِ تَعَالَى فَلَيْسَ مِنْ هَذَا فِي شَيْءٍ.

(۱۵۹۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مؤمن کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مؤمن بھائی سے تین دن سے زیادہ تعلق منقطع رکھے۔ اگر تین دن گزر جائیں تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس سے ملاقات کرے اور اسے سلام کرے اگر اس نے سلام کا جواب دیا تو اجر میں دونوں شریک ہیں اور اگر اس نے سلام کا جواب نہیں دیا تو سارا گناہ اس کے حصہ میں آیا اور سلام کرنے والا ترک تعلق کے گناہ سے خارج ہو گیا۔ (ابوداؤد نے اسے بسند صحیح روایت کیا اور ابوداؤد نے کہا کہ اگر ترک تعلق اللہ کی خاطر ہو تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہے)

تخریج حدیث (۱۵۹۷): سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فیمن یمھرجا حواہ المسلم.

کلمات حدیث: فقد باء بالاثم: وہ گناہ لے کر لوٹا۔ گناہ اس کے حصہ میں آیا۔ اور وہ اس گناہ کے ساتھ اس مقام سے پلٹا۔ باء بوءاً (باب نصر) لوٹنا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد فرمایا کہ تین دن سے زائد کسی مسلمان سے ترک تعلق حرام اور گناہ ہے تین دن اگر گزر جائیں تو خود اپنے مسلمان بھائی سے ملنے کے لیے جانا چاہئے اور اس کو سلام کرنا چاہئے اگر وہ سلام کا جواب دے تو دونوں اجر میں شریک ہو گئے اور اگر وہ جواب نہ دے تو اس کے سلام کا جواب فرشتے دینگے اور گناہ اس فریق کو ہوگا جس نے سلام کا جواب نہیں دیا، اور جس نے سلام کہا ہے وہ ترک تعلق کے گناہ سے نکل جائے گا۔

اس حدیث مبارک کی روایت کے بعد امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ترک تعلق کا گناہ اس صورت میں ہے جب یہ دنیاوی اسباب کے تحت ہو لیکن اگر کوئی رضائے الہی کے لیے ترک تعلق کرے مثلاً بدعتی اور فاسق سے تعلق نہ رکھے تو نہ صرف یہ کہ گناہ نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔ (روضة المتقين: ۹۶/۴۔ دلیل الفالحین: ۳۸۴/۴)



(الباب ۲۸۱)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَنَاجِيِ اثْنَيْنِ ذُوْنَ الثَّلَاثِ بِغَيْرِ اِذْنِهِ اِلَّا لِحَاجَةٍ وَهُوَ اَنْ يَتَحَدَّثَا سِرًّا
بَحِيْثًا لَا يَسْمَعُهُمَا، وَفِيْ مَعْنَاهُ مَا اِذَا تَحَدَّثَا بِلِسَانٍ لَا يَفْهَمُهُ،

بلا ضرورت دو آدمیوں کی تیسرے آدمی کے بغیر باہم سرگوشی کی ممانعت مگر بوقت ضرورت اسی طرح
راز داری سے بات کرنا کہ تیسرا نہ سن سکے نا جائز ہے اور دو افراد کا ایسی زبان میں بات کرنا
جسے تیسرا نہیں جانتا اسی حکم میں ہے

۳۷۸. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿ إِنَّمَا النَّجْوَى مِنَ الشَّيْطَانِ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”سرگوشی کرنا شیطان کی طرف سے ہے۔“ (المجادلہ: ۱۰)

تفسیری نکات: دو سے زیادہ افراد کے ساتھ ہونے کی صورت میں دو آدمیوں کا باہم راز دارانہ طریقہ پر گفتگو کرنا نجوی ہے جو حرام
ہے کہ یہ شیطان کا کام ہے کیونکہ اس سے دوسروں کی دل آزاری ہوتی ہے۔

تین آدمیوں میں دو آدمیوں کی سرگوشی کی ممانعت

۱۵۹۸. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً

فَلَا يَتَنَاجَوْنَ اِثْنَانِ ذُوْنَ الثَّلَاثِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَزَادَ، قَالَ أَبُو صَالِحٍ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ:
فَارْبَعَةٌ؟ قَالَ لَا يَضُرُّكَ" رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمَوْطَأِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ! كُنْتُ أَنَا وَابْنُ عُمَرَ عِنْدَ
دَارِ خَالِدِ بْنِ عَقْبَةَ الْبَيْتِ فِي السُّوقِ، فَجَاءَ رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يُنَاجِيَهُ، وَلَيْسَ مَعَ ابْنِ عُمَرَ أَحَدٌ غَيْرِي فَقَدَعَا
ابْنُ عُمَرَ رَجُلًا آخَرَ حَتَّى كُنَّا أَرْبَعَةً فَقَالَ لِي وَلِلرَّجُلِ الثَّلَاثِ الَّذِي دَعَا: اسْتَخِرَا شَيْئًا فَإِنِّي سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "لَا يَتَنَاجَوْنَ اِثْنَانِ ذُوْنَ وَاحِدٍ."

(۱۵۹۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تین آدمی ہوں تو ان میں

سے دو تیسرے کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی نہ کریں۔ (متفق علیہ)

اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور ابوصالح راوی نے یہ بات مزید بیان کی کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

پوچھا کہ اگر چار افراد ہوں تو انہوں نے فرمایا کہ پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی موطا میں عبداللہ بن دینار سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں اور حضرت عبداللہ بن عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ خالد بن عقبہ کے بازار والے مکان کے پاس تھے۔ ایک شخص آیا اور اس نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سرگوشی کرنا چاہا جبکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اس وقت میرے سوا اور کوئی نہ تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اور شخص کو بلایا اور اس طرح ہم چار ہو گئے۔ اس کے بعد انہوں نے مجھ سے اور اس آدمی سے جس کو انہوں نے بلایا تھا فرمایا کہ تم دونوں تھوڑا سا پیچھے ہٹ جاؤ اس لیے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک آدمی کو چھوڑ کر دو آدمی باہم سرگوشی نہ کریں۔

تخریج حدیث (۱۵۹۸): صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب لا یتناجی اثنان دون الثالث . صحیح مسلم، باب تحریم مناجاة الاثنین دون الثالث .

شرح حدیث: حدیث مبارک کا مفہوم یہ ہے کہ اگر تین آدمی ہوں تو ان میں سے تیسرے کو تنہا چھوڑ کر باہم سرگوشی نہ کریں اسی طرح اگر چار ہوں تو تین آدمی جو تھے کو چھوڑ کر باہم سرگوشی نہ کریں، کیونکہ آداب رفاقت کے خلاف ہے اور اس میں اس شخص کی دل آزاری بھی ہے جسے گفتگو سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اور یہ جب ہے جبکہ یہ باہم سرگوشی جائز امور میں ہو اور اگر کوئی ناجائز مشورہ ہو تو ہر حال میں اسی طرح سرگوشی ممنوع ہے کہ یہ عہد نبوت ﷺ میں منافقین کا طریقہ تھا اور ان کا مقصد مسلمانوں کی دل آزاری ہوتا تھا۔

(فتح الباری: ۲۸۴/۳ . عمدۃ القاری: ۴۱۴/۲۳ . شرح صحیح مسلم: ۱۴۰/۱۴)

دو آدمیوں کی سرگوشی تیسرے کو غمگین کرتی ہے

۱۵۹۹ . وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اِثْنَانِ دُونَ الْآخِرِ حَتَّى تَخْتَلِطُوا بِالنَّاسِ! مِنْ أَجْلِ أَنْ ذَلِكَ يُحْزِنُهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۵۹۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم تین ہو تو تیسرے

کو چھوڑ کر دو آدمی سرگوشی نہ کریں یہاں تک کہ لوگوں میں مل جاؤ۔ اس لیے کہ اس عمل سے اس کی دل آزاری ہوگی۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۵۹۹): صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب اذا كانوا اكثر من ثلاثة فلا باس . صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم مناجاة الاثنین دون الثالث .

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کو علیحدہ چھوڑ کر دو یا دو سے زائد آدمیوں کا باہم سرگوشی کرنا حرام ہے الا یہ کہ اس سرگوشی سے پہلے اس آدمی سے اجازت لے لی جائے، یا بہت سے لوگ جمع ہو جائیں اور سب آپس میں گفتگو کریں۔

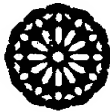
ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسلام نے ہمیں ایک بہت بہترین معاشرتی اصول دیا ہے کہ ہم لوگوں کے درمیان ہوتے ہیں باہم دو افراد سرگوشی میں نہ لگ جائیں کہ اس سے جو اکیلا باقی رہ گیا ہے کہ اس کی دل آزاری بھی ہوگی اور اسے یہ خیال بھی ستائے گا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ میرے بارے میں بات کر رہے ہیں۔ اس طرح ایک آدمی کو چھوڑ کر دو آدمیوں کا باہم سرگوشی سے احتراز کرنا ایک انتہائی

اہم اخلاقی ضابطہ ہے جس کی رعایت ہر وقت ملحوظ رکھنی چاہئے۔

اسی طرح اگر دو آدمی پہلے سے مصروف گفتگو ہوں تو تیسرے آدمی کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ ان کی بات سنے اور جاننے کی کوشش کرے کہ وہ کیا بات کر رہے ہیں۔ حضرت سعید المقبری سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی سے بات کر رہے تھے میں بھی ان کے پاس چلا گیا تو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر کہا جب دو آدمی بات کر رہے ہوں تو تم ان کی اجازت کے بغیر ان کے قریب نہ آؤ۔ کیا تم نے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نہیں سنا کہ جب دو آدمی باہم مصروف گفتگو ہوں تو تیسرا آدمی ان کی اجازت کے بغیر ان کے درمیان داخل نہ ہو۔

غرض تیسرے آدمی کی موجودگی میں دو آدمیوں کا سرگوشی کرنا یا چوتھے کی موجودگی میں تین آدمیوں کا سرگوشی کرنا منع ہے کہ حدیث مبارک میں ہے کہ اس سے مسلمان کو ایذا پہنچتی اور ایذاء مسلم سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔ اسی طرح جو دو آدمی باہم آہستہ آہستہ بات کر رہے ہوں تو کسی اور کو ان کے قریب نہیں آنا چاہئے کہ اس طرح ان کی گفتگو کا سننا جائز نہیں ہے۔

(فتح الباری: ۲۸۵/۳۔ عمدۃ القاری: ۴۱۷/۲۳۔ روضة المتقین: ۹۹/۴۔ دلیل الفالحین: ۳۸۴/۴)



الباب (۲۸۲)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَعْذِيبِ الْعَبْدِ وَالذَّابَةِ وَالْمَرْأَةِ وَالْوَلَدِ

بِغَيْرِ سَبَبٍ شَرْعِيِّ أَوْ زَائِدٍ عَلَى قَدْرِ الْأَدَبِ

بلا کسی شرعی سبب کے یا حد ادب سے زائد غلام کو، جانور کو، بیوی کو اور اولاد کو سزا دینے کی ممانعت
۳۷۹. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿وَالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْقُرْبَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ
وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ
إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا﴾ ۳۶
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو اور رشتہ داروں یتیموں، مسکینوں، رشتہ دار یا قریب کے پڑوسی اور دور کے پڑوسی ہم نشین ساتھی اور مسافر کے ساتھ اور ان کے ساتھ جو تمہارے غلام ہیں بے شک اللہ تعالیٰ تکبر اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔“ (النساء: ۳۶)

تفسیری نکات: آیت کریمہ میں درجہ بدرجہ حقوق العباد کا بیان ہوا ہے سب سے پہلے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ہے کہ آدمی پر سب سے زیادہ احسانات اللہ کے بعد والدین ہی کے ہوتے ہیں اور اس کے بعد رشتہ داروں اور دیگر اہل تعلق کے ساتھ حسن سلوک کا حکم فرمایا اور آخر میں فرمایا کہ جس کے مزاج میں تکبر اور خود پسندی ہوتی ہے کہ کسی کو اپنے برابر نہ سمجھے اپنے مال پر مغرور اور عیش میں مشغول ہو وہ ان حقوق کو ادا نہیں کرتا۔ (تفسیر عثمانی . معارف القرآن)

ایک عورت کو بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا

۱۶۰۰. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”عُذِبَتْ
امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ: حَبَسَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارُ لِأَنَّهَا أَطْعَمَتْهَا وَسَقَتْهَا إِذْ هِيَ حَبَسَتْهَا، وَلَا هِيَ
تَرَكَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

”خَشَاشُ الْأَرْضِ“ بِفَتْحِ الْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ وَبِالْشِّينِ الْمُعْجَمَةِ الْمَكْرَرَةِ وَهِيَ: هَوَامُّهَا وَحَشَرَاتُهَا.

(۱۶۰۰) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ

سے عذاب ہوا، اس عورت نے ایک بلی کو باندھ دیا تھا یہاں تک کہ وہ مر گئی اور اس وجہ سے وہ جہنم میں گئی کیونکہ اس نے اسے قید کر دیا اور نہ کھلایا اور نہ پلایا اور نہ اسے آزاد چھوڑا کہ وہ خود زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی۔ (متفق علیہ)

”خَشَاشِ“ خاء کے زیر کے ساتھ زمین کے کیڑے مکوڑے۔

تخریج حدیث (۱۶۰۰): صحیح البخاری، کتاب المساقاة، باب فضل سقی الماء۔ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم قتل الهرّة۔

شرح حدیث: اسلام کی پاکیزہ تعلیمات میں جانوروں کے ساتھ بھی حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے اور فرمایا ہے کہ بغیر کسی سبب اور وجہ کے کسی جانور کو تکلیف پہنچانا اور اسے ایذا پہنچانا جائز نہیں ہے بلکہ جانور پر ترس کھا کر اس کے کھانے پینے کا انتظام کرنا چاہئے اور بالخصوص اگر جانور پالتو ہو تو اس کے مالک پر حقوق عائد ہیں اور ان میں کوتاہی پر وہ اللہ کے یہاں جوابدہ ہے کیونکہ اب وہ جانور اس کی تحویل اور اس کی کفالت میں آ گیا ہے اس لیے اب اس کے کھانے پینے اور آرام و راحت کا اہتمام مالک کی ذمہ داری ہے اور اس کا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص کہیں جا رہا تھا اسے راستہ میں شدید پیاس لگی اس نے کنوئیں میں اتر کر پانی پیا۔ باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک کتابھی پیاس کی شدت سے ہانپ رہا ہے۔ اس نے کہا کہ یہ بے چارہ بھی اسی طرح پیاس کا مارا ہے جس طرح میں تھا۔ وہ پھر کنوئیں میں اتر اور اپنے جوتے میں پانی بھر کر اسے دانتوں سے پکڑا اور اوپر آ کر اس کے کتے کو پلایا۔ اللہ نے اس کے اس عمل کو قبول فرمایا اور اس کی مغفرت فرمادی صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا جانوروں سے حسن سلوک پر بھی اجر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر ذی حیات کے ساتھ حسن سلوک پر اجر ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ جانور کو باندھے رکھنا یہاں تک کہ وہ مر جائے حرام ہے اور اس کی سزا عذاب جہنم ہے۔

(فتح الباری: ۱/۱۱۸۴۔ صحیح مسلم بشرح النووی: ۶۰۱/۱۴۔ روضة المتقین: ۹۹/۴۔ دلیل الفالحین: ۳۸۸/۴)

کسی جاندار کو نشانہ بنانا موجب لعنت ہے

۱۶۰۱۔ وَعَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ بِفَتْيَانٍ مِّنْ قُرَيْشٍ قَدْ نَصَبُوا طَيْرًا وَهُمْ يَرْمُونَهُ، وَقَدْ جَعَلُوا لِصَاحِبِ الطَّيْرِ كُلِّ خَاطِئَةٍ مِّنْ نَّبَلِهِمْ، فَلَمَّا رَأَوْا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوا فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَنْ فَعَلَ هَذَا؟ لَعَنَ اللَّهُ مَنْ فَعَلَ هَذَا، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيهِ الرُّوحُ غَرَضًا، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

”الْغَرَضُ“ بِفَتْحِ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَالرَّاءِ وَهُوَ الْهَدَفُ وَالشَّيْءُ الَّذِي يُرْمَى إِلَيْهِ.

(۱۶۰۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ قریش کے چند نوجوانوں کے پاس سے گزرے انہوں نے ایک پرندے کو نشانہ کی جگہ پر رکھ دیا تھا اور اس پر تیر اندازی کر رہے تھے اور یہ طے کر لیا تھا جو تیر خطا ہو گا وہ پرندے کے مالک کو ملے گا۔ جب انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو منتشر ہو گئے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ کس نے کیا۔ اللہ اس پر لعنت کرے جس نے یہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت فرمائے جو کسی جاندار شے کو ہدف بنائے۔ (متفق علیہ)

غرض: کے معنی ہدف کے ہیں اور اس شے کے ہیں جس پر تیر اندازی کی جائے۔

تخریج حدیث (۱۶۰۱):

صحیح البخاری، کتاب الذبائح، باب ما یکرہ من المثلثة . صحیح مسلم، کتاب الصيد،

باب النہی عن صید البہائم .

کلمات حدیث: نصبوا طیراً: ایک پرندے کو نشانہ پر رکھا۔ خاططہ: ہر وہ تیر جو نشانہ خطا کر جائے۔شرح حدیث: کسی بھی جانور یا پرندے کو نشانہ بنا کر اس پر تیر اندازی کرنا یا اسے کسی اور طرح ایذا پہنچانا حرام ہے اور گناہ کبیرہ

ہے۔ (فتح الباری ۲/۳۱۹۴۔ شرح صحیح مسلم ۱۴/۹۱)

جانوروں باندھ کر نشانہ بنانے کی ممانعت

۱۶۰۲۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُصَيَّرَ الْبَهَائِمُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَمَعْنَاهُ: تُخَبَسَ لِلْقَتْلِ.

(۱۶۰۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ جانور کو باندھ کر مارا

جائے۔ (متفق علیہ)

مطلب یہ ہے کہ ان کو مارنے کے لیے قید کر دیا جائے۔

تخریج حدیث (۱۶۰۲):

صحیح البخاری، کتاب الذبائح، باب ما یکرہ من المثلثة . صحیح مسلم، کتاب الصيد،

باب النہی عن صبر البہائم .

شرح حدیث: حدیث مبارک میں کسی جانور کو باندھ کر پھر اسے تیر وغیرہ سے مارنے سے منع فرمایا گیا ہے یعنی جانور کو باندھ کر مارنا

منع ہے۔ (فتح الباری ۲/۱۱۹۴۔ شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۴/۹۰)

خادم کو ناحق مارنے کی ممانعت

۱۶۰۳۔ وَعَنْ أَبِي عَلِيٍّ سُوَيْدِ بْنِ مِقْرَنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي سَابِعَ سَبْعَةٍ مِنْ بَنِي مُقْرَنٍ مَالَنَا خَادِمٌ إِلَّا وَاحِدَةً لَطَمَهَا أَصْغَرُنَا فَأَمَرْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَعْتَقَهَا، رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رِوَايَةٍ "سَابِعَ إِخْوَةَ لِي".

(۱۶۰۳) حضرت ابوعلیٰ سويد بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مقرر کے سات بیٹوں میں سے ساتواں تھا اور

ہمارا ایک ہی خادم تھا ہم میں سے ایک چھوٹے بھائی نے اسے تھپڑ مار دیا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اسے آزاد کر دیں۔

(مسلم)

صحیح مسلم کی ایک روایت ہے کہ میں اپنے بھائیوں میں ساتواں تھا۔

کلمات حدیث: خادم: عربی زبان میں خادم مرد اور عورت دونوں کے لیے ہے اور اس حدیث میں دراصل خادمہ کا ذکر ہے۔
 سابع سبعة: سات میں کا ساتواں۔

شرح حدیث: مقرر کے سات بیٹے تھے اور ساتوں مہاجر اور اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے تھے۔ ان کے گھر میں ایک غلام بطور خادم تھا ان میں سب سے چھوٹے بھائی نے اس کو پھڑپھڑا دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی آزادی کا حکم فرمایا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ غلاموں اور خادموں کے ساتھ زیادتی اور نا انصافی کی اجازت نہیں اور اگر غلام ہو تو اس زیادتی کا کفارہ اس کو آزاد کرنا ہے۔

(شرح صحیح مسلم: ۱۱/۱۰۶، روضة المتقین: ۴/۱۰۲، دلیل الفالحین: ۴/۳۹۰)

غلام کو ناحق مارنے کی سزا جہنم ہے

(۱۶۰۳) وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَضْرِبُ غُلَامًا لِي بِالسَّوْطِ فَسَمِعْتُ صَوْتًا مِنْ خَلْفِي: "اعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ" فَلَمْ أَفْهَمْ الصَّوْتَ مِنَ الْغَضَبِ فَلَمَّا دَنَا مِنِّي إِذَا هُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ يَقُولُ: "اعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ أَنَّ اللَّهَ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَى هَذَا الْغُلَامِ فَقُلْتُ لَا أَضْرِبُ مَمْلُوكًا بَعْدَهُ أَبَدًا. وَفِي رِوَايَةٍ: فَسَقَطَ السَّوْطُ مِنْ يَدِي مِنْ هَيْبَتِهِ وَفِي رِوَايَةٍ: فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هُوَ خَرَّ لِرُوحِهِ اللَّهُ تَعَالَى فَقَالَ "أَمَّا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلْفَحْتِكَ النَّارَ أَوْ لَمَسْتِكَ النَّارَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ بِهَذِهِ الرِّوَايَاتِ.

(۱۶۰۴) حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا میں نے اپنے پیچھے سے آواز سنی۔ اے ابو مسعود جان لے۔ میں غصہ کی وجہ سے آواز نہ پہچان سکا۔ جب قریب ہوئے تو وہ رسول اللہ ﷺ تھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے اے ابو مسعود جان اللہ تعالیٰ تجھ پر اس سے زیادہ قدرت رکھتا جتنی تو اس غلام پر رکھتا ہے۔ میں نے کہا کہ میں آج کے بعد کسی غلام کو نہیں ماروں گا۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی بیعت سے میرے ہاتھ سے کوڑا گر گیا۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ غلام اللہ کے لیے آزاد ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم ایسا نہ کرتے تو آگ تمہیں اپنی لپیٹ میں لے لیتی یا تمہیں آگ چھوٹی۔ (یہ روایات مسلم کی ہیں)۔

تخریج حدیث (۱۶۰۳): صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب صحبة الممالیک.

کلمات حدیث: فلهم أفهم الصوت: میں آواز نہ پہچان سکا۔ میں بات نہ سمجھ سکا۔

شرح حدیث: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول اللہ ﷺ کے ہر حکم پر اسی وقت اور بلا تاویل لیک کہتے تھے جوں ہی حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تم پر اس سے زیادہ قادر ہے جتنا تم اس غلام پر قادر

ہو۔ تو اسی وقت اس غلام کو آزاد کر دیا اور عہد فرمایا کہ آئندہ میں کبھی کسی غلام کو نہیں ماروں گا۔

مقصود حدیث یہ ہے کہ غلاموں، خادموں اور زیر دستوں سے نرمی کے ساتھ پیش آنا چاہئے اور ان کے ساتھ کسی طرح کی کوئی زیادتی نہیں کرنی چاہئے اور جہاں تک ممکن ہو ان کے آرام و راحت کا خیال رکھا جائے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کیا جائے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۰۸/۱۱۔ روضة المتقین: ۱۰۳/۴۔ دلیل الفالحین: ۳۹۱/۴)

غلام کو ناحق مارنے کی سزا غلام کو آزاد کرنا ہے

۱۶۰۵۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ ضَرَبَ غُلَامًا لَهُ حَدًّا لَمْ يَأْتِهِ، أَوْ لَطَمَهُ، فَإِنَّ كَفَّارَتَهُ، أَنْ يُعْتِقَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۶۰۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے غلام کو کسی

ایسے جرم کی حد لگائی جو اس نے نہیں کیا یا اسے تھپڑ مارا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کو آزاد کر دے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۶۰۵): صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب صحبة الممالیک و کفارة من لطم عبده.

کلمات حدیث: حدًا لم یاتہ: ایسا جرم جو اس نے نہیں کیا۔ حدوہ جرم جس کی سزا قرآن و سنت میں مقرر کر دی گئی ہو۔

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس امر پر اہل اسلام کا اجماع ہے کہ اگر کسی نے غلام کو ایسے جرم کی حد لگادی جو

اس نے نہیں کیا ہے یا اس کے تھپڑ مار دیا تو اس کا کفارہ آزاد کر دینا ہے اور یہ بطور استحباب ہے بطور وجوب نہیں ہے اور امید ہے کہ اس طرح آزاد کرنے سے مالک نے جو زیادتی کی ہے وہ رفع ہو جائے گی اور اس زیادتی کا گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا۔

یہ حکم صرف غلام کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ اگر کوئی شخص اپنے کسی زیر دست یا خادم سے ناجائز زیادتی کرے تو اس سے معافی مانگے اور اس کے ساتھ مالی حسن سلوک کرے۔

ناحق سزا دینے والوں کو اللہ تعالیٰ سزا دے گا

۱۶۰۶۔ وَعَنْ هِشَامِ بْنِ حَكِيمٍ بْنِ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ مَرَّ بِالشَّامِ عَلَى أَنَاسٍ مِنَ الْأَنْبَاطِ، وَقَدْ أَقْبَسُوا فِي الشَّمْسِ، وَضَبَّ عَلَى رُؤُسِهِمُ الزَّيْتُ: فَقَالَ: مَا هَذَا؟ قِيلَ يُعَذِّبُونَ فِي الْخَرَاجِ، وَفِي رِوَايَةٍ: حَبَسُوا فِي الْجَزْيَةِ فَقَالَ هِشَامٌ: أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنَّ اللَّهَ يُعَذِّبُ الَّذِينَ يُعَذِّبُونَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا" فَدَخَلَ عَلَى الْأَمِيرِ فَحَدَّثَهُ، فَأَمَرَ بِهِمْ فَخُلُودًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"الْأَنْبَاطُ" الْفَلَاحُونَ مِنَ الْعَجَمِ.

(۱۶۰۶) حضرت ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ شام گئے اور دیکھا کہ

کچھ نطی لوگ ہیں جنہیں دھوپ میں کھڑا کیا گیا ہے اور ان کے سروں پر تیل ڈال دیا گیا ہے انہوں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ بتایا گیا کہ خراج نہ دینے پر سزا دی جا رہی ہے اور ایک اور روایت میں ہے کہ جزیہ نہ دینے پر مجبوس کئے گئے ہیں۔ ہشام نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت ہشام امیر کے پاس گئے اور ان سے بات کی اس نے حکم دیا اور وہ چھوڑ دیئے گئے۔ (مسلم)

انباط: عجمی فلاح۔ عجم کے کاشتکار۔

تخریج حدیث (۱۶۰۷):

صحیح مسلم، کتاب البر، باب الوعيد الشديد لمن عذب الناس بغير حق.

راوی حدیث: حضرت ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح مکہ کے روز اسلام قبول کیا رسول اللہ ﷺ نے انہیں قرآن کریم کی چند سورتوں کی تعلیم دی، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں شدید تھے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے کہ جب تک عمر اور ہشام موجود ہیں کوئی غلط کام نہیں ہو سکتا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چند احادیث مروی ہیں۔ بعض کے قول کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں انتقال ہوا۔ (الاصابه فی تمییز الصحابة)

کلمات حدیث: خسراج: کافروں کی زمین پر عائد ہونے والا ٹیکس۔ جزیہ وہ ٹیکس جو غیر مسلموں سے ان کی حفاظت کے طور پر لیا جاتا ہے۔

شرح حدیث: حضرت ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول اللہ ﷺ شام گئے وہاں انہوں نے ایک مقام پر دیکھا کہ کچھ غیر مسلموں کو دھوپ میں کھڑا کیا اور ان کے سروں پر تیل مل دیا گیا ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایسی سخت سزا اور اس درجہ کی تعذیب صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور انسانوں کو اس کی اجازت نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دنیا میں لوگوں کو عذاب دے گا اللہ روز قیامت اس کو عذاب دے گا۔ پھر اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر سے بات کی اور اس طرح وہ لوگ رہا ہوئے اور ان کی سزا موقوف ہوئی۔ (شرح صحیح مسلم ۱۶/۱۳۷)

چہرے پر داغنے کی ممانعت

۱۶۰۷. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا مُوسُومَ الْوَجْهِ فَأَنْكَرَ ذَلِكَ؟ فَقَالَ: وَاللَّهِ لَا أَسْمُهُ، إِلَّا أَقْصَى شَيْءٍ مِنَ الْوَجْهِ، وَأَمَرَ بِحِمَارِهِ فَكُوِيَ فِي جَاغِرَتَيْهِ، فَهُوَ أَوَّلُ مَنْ كُوِيَ الْجَاغِرَتَيْنِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

”الْجَاغِرَتَانِ“ نَاحِيَةُ الْوَرَكَيْنِ حَوْلَ الذُّبُرِ.

(۱۶۰۷) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گدھا

دیکھا کہ اس کے منہ پر داغ لگایا گیا تھا آپ ﷺ نے اسے ناپسند فرمایا یہ ارشاد سن کر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

فرمایا کہ اللہ کی قسم میں اپنے گدھے کو داغ نہ لگاؤں گا سوائے اس حصہ کے جو چہرے سے زیادہ سے زیادہ دور ہو اور انہوں نے اپنے گدھے کے بارے میں حکم دیا تو اس کے سرین کے کناروں پر داغ لگایا گیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے شخص تھے جس نے جانور کے کولہوں کے کناروں کو داغ لگوا یا۔ (مسلم)

جاعر تان : مقعد کے گرد سرینوں کے کنارے۔

تخریج حدیث (۱۶۰۷): صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب النہی عن ضرب الحيوان فی وجهه ووسمه فیہ .

کلمات حدیث: موسوم الوجه : چہرے پر داغ لگا ہوا۔

شرح حدیث: رسول اکرم ﷺ نے جہاں انسان کے چہرے پر مارنے سے منع فرمایا اور غلام کے چہرے پر مارنے پر اس کا کفارہ اس کی آزادی مقرر فرمایا وہاں نبی رحمت ﷺ نے جانور کے چہرے پر داغ لگانے سے منع فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی وقت قسم کھا کر فرمایا کہ میں تو جانور کو اگر داغ لگاؤں گا تو اس کے جسم کے اس حصے پر لگاؤں گا جو اس کے چہرے سے سب سے زیادہ دور ہو چنانچہ اپنے گدھے کے کولہوں کے کناروں پر داغ لگوا یا۔ اس طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے شخص ہیں جس نے سب سے پہلے اپنے گدھے کے سرین پر داغ لگوا یا۔ (شرح صحیح مسلم ۸۱/۱۴)

چہرے پر داغ ناموجب لعنت ہے

۱۶۰۸ . وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَيْهِ حِمَارًا قَدْ وَسِمَ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ : "لَعَنَ اللَّهُ الَّذِي وَسَمَهُ" ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ .
وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ أَيْضًا : نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ وَعَنِ الْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ .

(۱۶۰۸) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا کسی جگہ سے گزر ہوا آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک گدھے کے چہرے کو داغ لگایا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت کرے جس نے اسے داغ لگایا۔

(مسلم)

اور صحیح مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چہرے پر مارنے اور چہرے پر داغ لگانے سے منع فرمایا ہے۔

تخریج حدیث (۱۶۰۸): صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب النہی عن ضرب الحيوان فی وجهه ووسمه فیہ .

شرح حدیث: امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جانور کے چہرے پر داغ لگانا حرام ہے اسی طرح آدمی ہو یا جانور اس کے چہرے پر مارنا حرام ہے اور ظاہر ہے کہ خادم یا زیر دست ملازم کے چہرے پر مارنا زیادہ شدید گناہ ہے۔ کیونکہ انسان کا چہرہ مکرم اور زیادہ محترم ہے اور چہرے پر مارنا انسانیت کی توہین ہے۔ (تحفة الاحوذی : ۳۶۵/۵)

(الباب ۲۸۳)

بَابُ تَحْرِيمِ التَّعْذِيبِ بِالنَّارِ فِي كُلِّ حَيَوَانٍ حَتَّى الْقُمَّلَةِ وَنَحْوِهَا
ہر جاندار کو یہاں تک کہ چیونٹی کو بھی آگ میں جلانا منع ہے

۱۶۰۹. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْثٍ فَقَالَ: "إِنْ وَجَدْتُمْ قُلَانًا وَقُلَانًا" لِرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ سَمَاهُمَا "فَأَحْرَقُوهُمَا بِالنَّارِ" ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَرَدْنَا الْخُرُوجَ: "إِنِّي كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ أَنْ تَحْرِقُوا قُلَانًا وَقُلَانًا، وَإِنَّ النَّارَ لَا يَعْذِبُ بِهَا إِلَّا اللَّهُ فَإِنْ وَجَدْتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۶۰۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک لشکر میں روانہ فرمایا اور حکم دیا کہ قریش کے دو آدمیوں فلاں اور فلاں کو پاؤ تو ان کو آگ میں جلا دو۔ جب ہم نکلنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ فلاں اور فلاں کو آگ میں جلا دینا۔ آگ کا عذاب تو صرف اللہ ہی دے گا اس لیے اگر تم ان کو پاؤ تو انہیں قتل کر دینا۔ (بخاری)

تحریر: محدث (۱۶۰۹): صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب لا یعذب بعذاب اللہ.

کلمات حدیث: بعثنا رسول اللہ ﷺ فی بعث: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک مہم پر روانہ فرمایا۔ بعث بعثا (باب فتح) بھیجنا روانہ کرنا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہ کے حالات

شرح حدیث: حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں اور بعثت نبوی ﷺ سے دس سال قبل جب حضور ﷺ کی عمر مبارک میں تیس سال تھی پیدا ہوئی تھی ان کی شادی ان کے خالہ زاد ابو العاص سے ہوئی تھی اور شادی کے وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں ایک ہار دیا تھا۔

غزوہ بدر میں ابو العاص قیدی بنکر آئے ان کے پاس فدیہ کی رقم نہ تھی، حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہی ہار جو انہیں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہیز میں دیا تھا فدیہ کی ادائیگی کے لیے بھیج دیا رسول اللہ ﷺ اس ہار کو دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے اور صحابہ کرام سے فرمایا کہ اگر تمہاری مرضی ہو تو بیٹی کو اس کی ماں کی یادگار واپس کر دو سب نے سر تسلیم خم کیا اور ہار واپس کر دیا۔

ابو العاص رہا ہوئے تو ان سے وعدہ لیا گیا کہ وہ مکہ جا کر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ بھیج دیں، انہوں نے اپنے بھائی کنانہ کے ساتھ صاحبزادی رسول ﷺ کو مدینہ منورہ روانہ کر دیا لیکن کفار قریش نے تعاقب کیا اور ہبار بن اسود نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نیزہ مار کر سواری سے نیچے گرا دیا وہ حاملہ تھیں ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ بعد میں ابو العاص کے بھائی کنانہ انہیں رات کے وقت لے کر مدینہ منورہ روانہ ہوئے اور راستے میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا وہ ان کو مدینہ منورہ لے کر آئے۔ ابو

العاص بھی کچھ وقت کے بعد مدینہ منورہ آ گئے اور اسلام قبول کر لیا۔

بعد میں رسول اللہ ﷺ نے جب ایک لشکر روانہ فرمایا تو اس وقت اہل لشکر کو حکم فرمایا کہ اگر تمہیں ہبار بن اسود اور نافع بن عبد القیس ملیں تو ان کو زندہ جلا دینا۔ جب لشکر روانہ ہونے والا ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب یہ دونوں ملیں انہیں قتل کر دینا کیونکہ مجھے اللہ سبحانہ سے حیا محسوس ہوتی ہے کہ کسی کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی کو آگ سے عذاب دے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس لشکر کو ہبار بن الاسود نہیں ملا اور وہ قتل ہونے سے بچ گیا اور اسلام لے آیا اور ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گیا اور غالباً اس کے ساتھی نے اسلام قبول نہیں کیا اور مر گیا۔

(فتح الباری: ۱۸۸/۲۔ تحفة الاحوذی: ۱۸۲/۵)

رسول اللہ ﷺ جانوروں اور پرندوں پر بھی شفیق تھے

۱۶۱۰۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَنْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ فَرَأَيْنَا حُمْرَةً مَعَهَا فَرْحَانٌ فَأَخَذْنَا فَرْحَئِهَا فَبَجَاءَتْ الْحُمْرَةُ تَعْرِشُ فَبَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "مَنْ فَجَعَ هَذِهِ بِوَلَدِهَا؟ رُدُّوْا وَلَدَهَا إِلَيْهَا، وَرَأَى قَرْيَةً نَمْلٌ قَدْ حَرَّقْنَاهَا فَقَالَ: "مَنْ حَرَّقَ هَذِهِ؟" قُلْنَا: نَحْنُ قَالَ: "إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

قَوْلُهُ "قَرْيَةً نَمْلٌ" مَعْنَاهُ: مَوْضِعُ النَّمْلِ مَعَ النَّمْلِ.

(۱۶۱۰) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ اس دوران ہم نے ایک سرخ چڑیا دیکھی اس کے دو بچے تھے ہم نے یہ بچے پکڑ لیے وہ چڑیا ان بچوں کے گرد منڈلانے لگی۔ اسے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا کہ اس پرندے کو اس کے بچوں کا دکھ کس نے پہنچایا ہے اس کے بچے واپس رکھ دو۔

اور ہم نے چیونٹیوں کا گھر دندا جلا دیا تھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ گھر دندا کس نے جلایا ہے؟ ہم نے کہا کہ ہم نے اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ آگ کا عذاب دینا آگ کے رب کے لیے ہی موزوں ہے۔ (ابوداؤد و مسند صحیح)

قریۃ النمل: چیونٹیوں کا گھر دندا جس میں چیونٹیاں موجود ہوں۔

تخریج حدیث (۱۶۱۰): سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب کراہیۃ حرق العدو بالنار.

کلمات حدیث: حمرة: چڑیا جیسا پرندہ۔ سرخ چڑیا۔ تعریش: پرندہ کے تکلیف اور پریشانی میں اوپر نیچے منڈلانے کے ہیں۔ فرحان: دو بچے۔ دو چوزے۔ واحد فرخ: پرندے کا بچہ۔

شرح حدیث: جانوروں کو اور ہر ذی حیات کو کسی طرح اور کسی شکل میں ایذا پہنچانا ممنوع ہے، جانوروں کے یا پرندوں کے چھوٹے بچوں کو اٹھالینا اور پکڑ لینا کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔ حتیٰ کہ پرندے کے انڈے اٹھالینے سے بھی منع فرمایا گیا ہے۔ اسی طرح کسی بھی ذی روح کو خواہ وہ چھوٹی ہی کیوں نہ ہو آگ میں جلانا جائز نہیں ہے۔

(روضۃ المتقین: ۱۰۸/۴۔ دلیل الفالحین: ۳۹۴/۴)



الْبَنَاتِ (۲۸۴)

بَابُ تَحْرِيمِ مَطْلِ الْغَنِيِّ بِحَقِّ طَلَبِهِ، صَاحِبِهِ
 مالدار آدمی کا صاحب حق کے اپنے حق کے مطالبہ کرنے پر ٹال مٹول کرنے کی ممانعت
 ۳۸۰. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا أَلَا مَنَنْتَ إِلَى أَهْلِهَا﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل کو ادا کر دو۔“ (النساء: ۵۸)

تفسیری نکات: پہلی آیت کریمہ میں حکم فرمایا کہ امانتیں ان کے مستحقین کو ادا کر دیا کرو یہ حکم عام ہے اور امانت کے لفظ میں ہر طرح کی امانتیں، حقوق اور عہدو میثاق اور عہدے اور مناصب داخل ہیں اور اس کا مخاطب جس طرح عام مسلمان ہیں اسی طرح امراء اور حکام بھی ہیں۔ حکومت کے عہدے اور مناصب سب کے سب امانتیں ہیں اور جن کے ہاتھ میں ہیں وہ اس حکم کے پابند ہیں کہ وہ انہیں ان کے اہل افراد کے سپرد کریں اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو وہ خیانت کے مرتکب ہیں۔

رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کو عام مسلمانوں کی کوئی ذمہ داری سپرد کی گئی ہو پھر اس نے کوئی عہدہ کسی شخص کو محض دوستی اور تعلق کی بناء پر بغیر اہلیت معلوم کیے ہوئے دیدیا ہو اس پر اللہ کی لعنت ہے نہ اس کا فرض مقبول ہے نہ نفل یہاں تک کہ وہ جہنم میں داخل ہو جائے۔ (معارف القرآن)

۳۸۱. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿فَإِنْ آمَنَ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ فَلَئِمُوْا الَّذِي أَوْثَمْنَ أَمَنَّتَهُ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اور تم میں سے کوئی دوسرے پر اعتبار کرے تو جس کے پاس امانت رکھائی گئی ہے اسے چاہئے کہ وہ امانت واپس کر دے۔“

(البقرة: ۲۸۳)

تفسیری نکات: دوسری آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص دوسرے شخص پر بھروسہ کر کے بلا رہن اور بغیر گواہ اپنی امانت رکھو ادا کرتے تب بھی ایمن پر لازم ہے کہ وہ صاحب کو اس کا حق ادا کر دے۔ اور ٹال مٹول سے کام نہ لے اور نہ صاحب حق کا حق دے۔

(معارف القرآن)

حق کی واپسی میں ٹال مٹول کرنا بڑا گناہ ہے

۱۶۱۱. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”مَطْلُ الْغَنِيِّ

ظَلَمْتُ، وَإِذَا تُبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيٍّ فَلْيَتَّبِعْ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، مَعْنَى ”اَتَّبِعْ“ : أُحِيلَ .

(۱۶۱۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مال دار آدمی کا ٹال مٹول کرنا ظلم

ہے اور جب تم میں سے کوئی کسی مالدار کے سپرد کیا جائے تو اسے اس کے پیچھے لگ جانا چاہئے۔ (متفق علیہ)

اتباع۔ سپرد کیا جائے۔

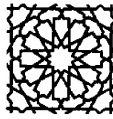
تخریج حدیث (۱۶۱۱): صحیح البخاری، فی اوئل الحوالات . صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب تحریم مطل

العسی .

کلمات حدیث: مطل الغنی : مصدر کی اضافت فاعل کی طرف ہے یعنی مالدار آدمی کا حق کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا۔ فلیتبع : اسے چاہئے کہ اس کے پیچھے لگ جائے۔

شرح حدیث: اگر کسی شخص پر کسی حق ہو اور وہ مالدار ہونے کے باوجود اور اس حق کی ادائیگی پر قادر ہونے کے باوجود ادائیگی نہ کرے اور آج کل پر صاحب حق کو ٹالتا رہے تو اس کا یہ فعل ظلم ہے اور مرتکب کبیرہ ہے، پس اگر صاحب حق اپنا حق کسی اور مالدار شخص سے لے اور اپنا قرض اس کے حوالے کر دے تو اسے چاہئے کہ وہ اس مالدار شخص کے پیچھے لگ کر اس سے حق وصول کرے۔

(فتح الباری : ۱/۱۱۵۶ . شرح صحیح مسلم : ۱۰/۱۹۲)



(الباب ۲۸۵)

بَابُ كَرَاهَةِ عَوْدَةِ الْإِنْسَانِ فِي هِبَةٍ لَمْ يَسْلَمْهَا إِلَى الْمَوْهُوبِ لَهُ، وَفِي هِبَةٍ وَهَبَهَا لَوْلَاكَ، وَسَلَّمَهَا أَيْ لَمْ يَسْلَمْهَا وَكَرَاهَةِ شِرَائِهِ شَيْئًا تَصَدَّقَ بِهِ مِنَ الَّذِي تَصَدَّقَ عَلَيْهِ أَوْ أَخْرَجَهُ عَنْ زَكَاةٍ أَوْ كُفَّارَةٍ وَنَحْوَهَا وَلَا بَأْسَ بِشِرَائِهِ مِنْ شَخْصٍ آخَرَ قَدْ انْتَقَلَ إِلَيْهِ

جوہبہ موہوب کو سپرد نہیں کیا اس کے واپس لینے کی کراہت، نیز جوہبہ اپنی اولاد کو کیا، سپرد کیا یا نہیں، اس کی واپسی کی حرمت، صدقہ کی ہوئی شے کو اس شخص سے خریدنے کی جس شخص کو صدقہ کیا ہے کراہت نیز جو مال بصورت کفارہ یا زکوٰۃ دیا ہے، اس کے واپس لینے کی کراہت البتہ اگر وہ مال کسی اور شخص تک منتقل ہو گیا ہے تو اس کا خریدنا جائز ہے

۱۶۱۲۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الَّذِي يَعُودُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَرْجِعُ فِي قَيْئِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ: "مَثَلُ الَّذِي يَرْجِعُ فِي صَدَقَتِهِ كَمَثَلِ الْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ فَيَأْكُلُهُ". وَفِي رِوَايَةٍ: "الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ"

(۱۶۱۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی ہبہ دے کر اسے لوٹائے وہ اس کتے کی طرح ہے جو قے کر کے چاٹ لیتا ہے۔ (متفق علیہ)

ایک اور روایت میں ہے کہ اس شخص کی مثال جو صدقہ دے کر واپس لے لے اس کتے جیسی ہے جو قے کر کے اسے چاٹتا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اپنے ہبہ کو لوٹانے والا ایسا ہے جیسے اپنی کی ہوئی قے کی طرف لوٹنے والا۔

تخریج حدیث (۱۶۱۲): صحیح البخاری، کتاب الہبۃ، باب ہبۃ الرجل امرأته . صحیح مسلم، کتاب البیوع،

باب تحريم الرجوع في الصدقة والهبة .

کلمات حدیث: يعود فی ہبۃ : جو اپنے کیا ہوہبہ لوٹائے اور اسے واپس لے۔

شرح حدیث: ہبہ یا صدقہ دے کر اسے واپس لینا ایسا ہے جیسے کتے کر کے پھر اسے چاٹ لیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہبہ یا

صدقہ دے کر اسے واپس لینا مکروہ ہے۔ سوائے اس ہبہ کے جو باپ اپنی اولاد کو کرے کیونکہ صحیح بخاری میں حضرت نعمان بن بشیر کی

حدیث ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو غلام ہدیہ دیا ہے تو رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنے سب بیٹوں کو اسی طرح دیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے واپس لے لو۔

علامہ ابن دقیق العید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہبہ یا عطیہ دے کر اسے واپس لینا انتہائی برا ہے جس کی شدت بیان فرمانے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے واپس لینے والے کو کتے سے اور واپس لینے کے عمل کو قے چاٹنے سے تشبیہ دی اور دونوں ہی باتیں انتہائی شدید ہیں۔

(فتح الباری: ۶۹/۲، شرح صحیح مسلم: ۵۴/۱۱)

اپنے ہدیہ کو خریدنا بھی ممنوع ہے

۱۶۱۳۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأَصَاعَهُ الَّذِي كَانَ عِنْدَهُ فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِيهِ، وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَبِيعُهُ بِرَخِيصٍ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "لَا تَشْتَرِ، وَلَا تُعْذِفِي صَدَقَتِكَ وَإِنْ أَعْطَاكَه بِدَرَاهِمٍ، فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي صَدَقَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْمِهِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ."

قَوْلُهُ: "حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَعْنَاهُ: تَصَدَّقْتُ بِهِ عَلَى بَعْضِ الْمُجَاهِدِينَ."

(۱۶۱۳) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کو میں نے فی سبیل اللہ جہاد کے لیے گھوڑا دیا لیکن اس نے اس کی دیکھ بھال نہیں کی میں نے ارادہ کیا کہ میں اس سے خرید لیتا ہوں کیونکہ میرا خیال تھا کہ وہ اسے کم قیمت پر فروخت کر دے گا۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہ اسے خریدو اور نہ اپنا صدقہ واپس لو اگرچہ وہ ایک درہم ہی میں دے اس لیے کہ صدقہ دے کر واپس لینے والا ہے ایسا ہے جیسے کوئی قے کر کے اسے چاٹ لے۔

(متفق علیہ)

حملت علی فرس فی سبیل اللہ کے معنی ہیں کہ میں نے جہاد کے لیے کسی مجاہد کو صدقہ کر دیا۔

تخریج حدیث (۱۶۱۳): صحیح البخاری، کتاب الزکوۃ، باب هل یشتري صدقة. صحیح مسلم، کتاب الہبات،

باب کراہۃ شراء الانسان ما تصدق به.

کلمات حدیث: فأصاعه الذي كان عنده: اس نے اس عرصے میں جس میں گھوڑا اس کے پاس رہا اسے ضائع کر دیا یعنی اس کے کھانے پینے وغیرہ امور کا خیال نہیں رکھا جس سے گھوڑا کمزور ہو گیا اور اس کی وہ پھرتی اور تیزی جاتی رہی جو جنگ میں ضروری ہے۔

شرح حدیث: حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک انتہائی عمدہ اور نفیس گھوڑا رسول کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا

اس گھوڑے کا نام ورد تھا اور یہ بڑا سبک سیر اور عمدہ خوبیوں والا گھوڑا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ گھوڑا فی سبیل اللہ جہاد کے لیے کسی مجاہد کو دیدیا۔ وہ صاحب مالی استطاعت نہ رکھتے تھے اور انہیں اس گھوڑے کی قدر و قیمت کا اندازہ بھی نہ تھا تو وہ اس کی وہ خدمت نہ کر سکے جو اس طرح نفیس گھوڑے کے لیے ضروری تھی، نتیجہ یہ ہوا کہ گھوڑا کمزور ہو گیا اور اس کی وہ خوبیاں بھی ماند پڑنے لگیں جو اس میں تھیں۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوچا کہ اگر وہ اسے دوبارہ خرید لیں تو ان کے پاس آ کر وہ گھوڑا پھر سے اپنی اصل حالت پر

آجائے گا۔ جن صاحب کے پاس وہ گھوڑا تھا وہ اسے کم قیمت پر بھی دینے کے لیے تیار تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے اس کے خریدنے سے منع فرمایا کہ اگر ایک درہم کا بھی ملے تب بھی مت خریدو کہ یہ صدقہ واپس لینے کی ایک صورت ہے جو ایسی بات ہے جیسے آدمی اپنی تہ چاٹ لے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ممانعت تحریمی نہیں تنزیہی ہے یعنی جس نے صدقہ کیا ہو اس کا اپنی صدقہ کی ہوئی شے کا خریدنا مکروہ ہے۔ اسی طرح اگر کسی کو زکوٰۃ میں کچھ دیا ہے یا نذر زمانی تھی اس نذر کو پورا کرنے کے لیے دیا ہے یا قسم کھائی تھی اس کا کفارہ دیا ہے تو ان میں سے ہر شے کا خریدنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر یہ دی ہوئی شے کسی تیسرے شخص کے پاس منتقل ہو جائے تو اس سے بلا کر اہت کے خرید سکتا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ہمارا اور جمہور فقہاء کا مسلک ہے۔

(فتح الباری: ۱/۸۵۲۔ شرح صحیح مسلم: ۱۱/۵۳۔ روضة المتقین: ۴/۱۱۳)



بَابُ تَاكِيدِ تَحْرِيمِ مَالِ الْيَتِيمِ یتیم کے مال کو ناجائز طریقہ پر کھانے کی ممانعت

یتیم کا مال ناحق کھانے پر وعید

۳۸۲. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ﴾
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”بے شک وہ لوگ جو یتیم کا مال ظلم سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ کھاتے ہیں اور عنقریب وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل

ہوں گے۔“ (النساء: ۱۰)

تفسیری نکات: پہلی آیت کریمہ میں یتیموں کے مال میں ناجائز تصرف کرنے والوں کے بارے میں وعید شدید کا بیان ہے کہ جو شخص ناجائز طور پر یتیم کا مال کھاتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھر رہا ہے۔ اس آیت نے یتیم کے مال کو جہنم قرار دیا ہے اور وہ حقیقت میں آگ ہی ہے۔ چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ یتیم کا مال ناحق کھانے والا قیامت کے روز اس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ پیٹ کے اندر سے آگ کی لپٹیں اس کے منہ ناک کانوں اور آنکھوں سے نکل رہی ہوں گی۔ اور رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز ایک قوم اس طرح اٹھائی جائے گی کہ ان کے منہ آگ سے بھڑک رہے ہوں گے صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ کون لوگ ہوں گے آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے قرآن میں نہیں پڑھا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا﴾ (معارف القرآن - ابن کثیر)

یتیم کے مال بڑھانے کی تدبیر کرنا درست ہے

۳۸۳. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”تم یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ مگر اس طریقے سے جو بہت اچھا ہو۔“ (الانعام: ۱۵۲)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ سوائے اس کے کہ کوئی ایسا طریقہ ہو جو بہت مستحسن ہو اس آیت میں خطاب یتیم کے ولی اور سرپرست کو ہے کہ وہ ان کے مال کو آگ سمجھیں اور اس کے قریب بھی نہ جائیں سوائے اس کے کہ وہ یہ چاہیں کہ یتیم کے مال کی حفاظت کی جائے اور اسے کاروبار میں لگا کر ترقی دی جائے تاکہ جب یتیم بالغ ہو تو اسے اس کا مال

منع فائدے اور منافع کے دیدیا جائے۔ یعنی یتیم کے مال میں کوئی تصرف اسی وقت درست ہوگا جب حسن نیت سے اور یتیم کی خیر خواہی کے لیے کیا جائے اور اس کے بالغ ہوتے ہی سارا مال اس کے سپرد کر دیا جائے۔ (معارف القرآن)

یتیم کو بھائی سمجھ کر معاملہ کیا جائے

۳۸۴. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اور آپ ﷺ سے یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ کہہ دیں کہ ان کی اصلاح ہی سب سے بہتر ہے اگر تم ان کو اپنے

ساتھ ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ بگاڑنے والا کون ہے اور اصلاح کرنے والا کون ہے۔“ (البقرہ: ۲۲۰)

تفسیری نکات: تیسری آیت میں یتیم کے مال کے بارے میں مزید احتیاط کا حکم دیا گیا۔ پہلے تو یہ وعید سنائی کہ یتیم کا مال کھانا ایسا ہے جیسے جہنم کے انگارے پیٹ میں بھرنا تو سننے والے ڈر کے مارے اس قدر احتیاط کرنے لگے کہ یتیم کا کھانا بھی الگ پکتا اور اگر بیچ جاتا تو کوئی اس کو ہاتھ نہ لگاتا اور اس طرح وہ ضائع ہوتا اور اس طرح ضائع ہونے پر بھی پریشانی ہوتی کہ کیوں ضائع ہو گیا۔ کیونکہ صدقہ کرنے کا بھی اختیار نہ تھا۔ اس لیے فرمایا کہ یتیم کا مال کھانے کی ممانعت کا اصل مقصد یتیم کی مصالحوں کو محفوظ رکھنا ہے۔ اس لیے اگر یتیم کی مصلحت کا مقتضایہ ہے کہ اس کے مصارف کو تم اپنے مصارف کے ساتھ ملا کر کرو اور تم ان کا خرچ اپنے ساتھ ملا لو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں کہ کس کی نیت یتیم کے مصالحوں کو ضائع کرنے کی ہے اور کس کی نیت یہ ہے کہ یتیم کی مصالحوں کو مد نظر رکھ کر اس کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے۔ (تفسیر عثمانی، معارف القرآن)

سات بڑے گناہ

۱۶۱۴. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُؤْبَقَاتِ!" قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَاهُنَّ؟ قَالَ: "الشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَالسَّخَرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَאَكْلُ الرِّبَا، وَאَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلَّى يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، "الْمُؤْبَقَاتُ" الْمُهْلِكَاتِ.

(۱۶۱۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا ہیں۔ فرمایا اللہ کے ساتھ شرک، جادو، اس شخص کی جان لینا جسکی جان لینا اللہ کے حق کے علاوہ حرام قرار دیا ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، میدان جہاد سے بھاگنا، اور مؤمنہ بے خبر محض عورتوں کو تہمت لگانا۔ (متفق علیہ)

موبات : کے معنی ہیں ہلاک کرنے والی باتیں۔

تخریج حدیث (۱۶۱۳):

صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب قوله تعالى ان الذين يا كلون اموال الیتامی .

صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان اکبر الکبائر .

کلمات حدیث: التولی یوم الزحف : مقابلے کے دن جنگ سے فرار ہونا۔ تولى ہارنا : پیٹھ پھیر کر بھاگنا۔ زحف۔ دشمن سے آمنہ سامنا ہونا۔ مقابلہ کے وقت۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد فرمایا کہ سات بڑے گناہ ہیں جو آدمی کو اس دنیا میں تباہ کر دینے والے اور آخرت میں ہلاک کر دینے والے ہیں ان سے بچو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنْ تَجْتَنِبُواْ كَبائرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ ﴾

”اگر تم بچتے رہو گے ان چیزوں سے جو گناہوں میں بڑی ہیں تو ہم معاف کر دیں گے تم سے چھوٹے گناہ تمہارے۔“ (النساء: ۳۱)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ گناہ کے دو درجے ہیں ایک صغیرہ اور دوسرے کبیرہ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر صاحب ایمان تمام فرائض ادا کرے اور کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے صغیرہ گناہ معاف فرما دیں گے۔

آیت کریمہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وضو اور نماز اور دیگر اعمال صالحہ کے ذریعے صرف صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں اور وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ کبائر کا ارتکاب نہ کیا ہو اور اگر کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا ہو تو اس سے توبہ کر چکا ہو۔ دراصل گناہ نام ہے اللہ کی معصیت کا اور اللہ کے رسول ﷺ کی نافرمانی کا، یعنی ہر نافرمانی اور ہر حکم عدولی معصیت ہے اور گناہ ہے اور اس اعتبار سے کہ معصیت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کا نام ہے کوئی بھی معصیت چھوٹی یا صغیرہ نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہر نافرمانی بڑی معصیت ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معقول ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کل مائہی عنہ فہو کبیرہ (جس بات سے اللہ نے منع فرما دیا وہ کبیرہ ہے) خلاصہ یہ ہے کہ جس گناہ کو گناہ صغیرہ کہا جاتا ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کے ارتکاب میں لاپرواہی برتی جائے اور معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دیا جائے کیونکہ اس صورت میں گناہ صغیرہ بھی کبیرہ بن جاتا ہے۔

بہر حال گناہ کبیرہ وہ کام ہے جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے بڑا اور عظیم کہا ہو، اس کام سے بہت شدت اور تاکید سے منع فرمایا ہو اور اس پر آخرت کی شدید سزا بیان فرمائی ہو اور دنیا کی کوئی بڑی سزا مقرر کی ہو۔

اس حدیث مبارک میں گناہ کبیرہ (کبائر) سات بیان فرمائے گئے ہیں جن میں سے ایک یتیم کا مال کھانا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا کبائر سات ہیں؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ستر ہوں گے اور ہو سکتا ہے کہ سات سو کے قریب ہوں۔

علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”کتاب الزواجر“ میں کبائر کو جمع کیا ہے اور ان کے بیان کردہ کبائر کی تعداد چار سو زائد ہے۔ رسول کریم ﷺ نے مختلف مواقع پر بہت سے گناہوں کا کبائر ہونا بیان فرمایا اور کہیں تین کہیں چھ اور کہیں سات کا ذکر فرمایا اور کسی

حدیث میں اس سے بھی زائد بیان فرمائے ہیں جس سے علماء کرام نے یہ سمجھا کہ کسی خاص عدد میں انحصار مقصود نہیں ہے بلکہ حالات کی مناسبت سے جس موقع پر جو مناسب سمجھا وہ بیان فرمادیا اور پاکدامن عورتوں کو تہمت لگانے کو کبار میں ذکر فرمایا ہے۔

(فتح الباری: ۱۳۴/۲، شرح صحیح مسلم: ۷۲/۲، معارف القرآن)



بایتَغْلِیْظُ تَحْرِیْمِ الرَّبَّاءِ سود کی شدید حرمت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے

۳۸۵. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَخْبَطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۱۷۵﴾ يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُزِيلُ الصَّدَقَاتِ﴾

إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى :

﴿يَتَأْتِيهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا﴾ الْآيَةُ .

وَأَمَّا الْأَحَادِيثُ فَكَثِيرَةٌ فِي الصَّحِيحِ مَشْهُورَةٌ . مِنْهَا حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ السَّابِقُ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ .
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ :

”وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جس کو شیطان نے چھو کر بے حواس کر دیا ہو یہ اس لیے کہ انہوں نے کہا کہ سود تو کاروبار ہی کی طرح ہے حالانکہ اللہ نے کاروبار کو تو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔ پس جس کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور وہ باز آ گیا تو اس کے لیے وہ ہے جو وہ لے چکا اور معاملہ اس کا اللہ کے حوالے ہے اور جو کوئی پھر لیوے تو وہی لوگ دوزخ والے ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا اور صدقوں کو بڑھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان تک۔ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور پچھلا سود چھوڑ دو اگر تم مؤمن ہو۔“ (البقرہ: ۲۷۸)

ربا سے متعلق بکثرت احادیث مروی ہیں اور مشہور ہیں چنانچہ اس سے پہلے باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث آچکی ہے۔

تفسیری نکات: آیات مبارکہ چھ آیات ہیں جو سود کی حرمت اور سودی لین دین کی شدید اور سخت ممانعت اور اس کی سخت سزا کے بیان پر مشتمل ہیں کہ جو لوگ دنیا میں سود کھاتے ہیں وہ روز قیامت اپنی قبروں سے اس طرح اٹھیں گے جیسے شیطان نے انہیں چھو کر دیوانہ بنا دیا ہو اور ان کی عقل ضبط کر دی ہے۔ اور یہ اس وجہ سے ہوگا کہ انہوں نے دہرے جرم کا ارتکاب کیا کہ ایک تو سود کھایا اور دوسرے اس کو حلال سمجھا کہ سود اور بیع میں فرق ہی کیا ہے جس طرح ربا کے ذریعہ نفع حاصل کیا جاتا ہے اسی طرح بیع و شراء کا مقصد بھی نفع حاصل کرنا ہے۔ تو

اگر سود حرام ہے تو بیع بھی حرام ہونی چاہئے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے بیع کو حلال قرار دیا ہے اور سود کو حرام، وہ مالک الملک ہے وہی انسان کا خالق اور اس کا مالک ہے اسی کو علم ہے کہ کیا بات انسان کے حق میں مفید ہے اور کون سی بات اس کے حق میں باعث مضرت، اور اس نے اپنے علم کی بنیاد پر بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے پھر دونوں برابر کیسے ہو سکتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ سود کو مٹاتا اور صدقات کو بڑھاتا ہے اس لیے اے ایمان والو تم جو سود باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ آیت کے اس حصہ کا شان نزول یہ ہے کہ اہل عرب میں سودی لین دین کا عام رواج تھا اور ذاتی ضرورت کے قرض سے لے کر تجارتی قرض تک ہر معاملہ میں سود کا عمل دخل تھا۔ جب آیات گزشتہ میں سود (ربا) کی حرمت نازل ہوئی تو مسلمانوں نے سود کے معاملات ترک کر دیے لیکن کچھ لوگوں کے دوسروں پر سود کی بقایا رقوموں کے باقی تھے جیسا کہ بنو ثقیف اور بنو خزوم کے درمیان سود کے بقایا جات موجود تھے بنو خزوم مسلمان ہو گئے تو انہوں نے کہا کہ ہم سو نہیں دینگے لیکن بنو ثقیف جن کا بقایا سود بنو خزوم کے ذمہ تھا انہوں نے اپنا سود لینے کا مطالبہ کیا کیونکہ بنو ثقیف مسلمان نہ ہوئے تھے البتہ انہوں نے مسلمانوں سے مصالحت کر لی تھی۔ یہ معاملہ فتح مکہ کے بعد مکہ مکرمہ میں پیش آیا اور مکہ کے عامل حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کو لکھ کر بھیجا۔ اس پر قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی کہ جو پچھلا سود ہے وہ بھی نہ لیا جائے صرف رأس المال وصول کیا جائے۔ خطبہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے اس قانون کا اعلان فرمایا اور خود اپنے عم محترم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لوگوں کے ذمہ عائد سود کو ساقط فرمادیا۔

رسول کریم ﷺ کی بعثت اور نزول قرآن کے وقت عرب میں ربا (سود) ہر طرف رائج بھی تھا اور لوگ اسے بخوبی جانتے تھے چنانچہ جب ۸ھ میں سورۃ البقرہ کی ربا کی حرمت سے متعلق آیات نازل ہوئیں تو کسی کو لفظ ربا کی حقیقت سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی اور نہ کسی نے ربا کی حقیقت جاننے کے لیے رسول اللہ ﷺ سے مراجعت کی۔ بلکہ ان آیات کے نازل ہوتے ہی سب نے اسی وقت تمام سودی معاملات ترک کر دیے۔

سودی تعریف

ابن عربی رحمہ اللہ احکام القرآن میں فرماتے ہیں کہ ربا کے معنی زیادتی کے ہیں اور اس سے مراد وہ زیادتی ہے جس کے بالمقابل کوئی مال یا عرض نہ ہو بلکہ محض ادھار اور اس کی میعاد ہو۔ امام رازی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا کہ ربا کی دو قسمیں ہیں ایک معاملات بیع و شراء میں ربا۔ دوسرے ادھار کا ربا۔ اسلام سے پہلے دوسری قسم ہی متعارف اور رائج تھی کہ اہل عرب اپنا مال معین مدت کے لیے کسی کو دیتے اور ہر مہینہ اس کا نفع لیتے تھے اگر وہ میعاد معین پر ادائیگی نہ کر سکا تو میعاد اور بڑھادی جاتی اور اس کے ساتھ ہی سود کی رقم بھی مزید بڑھادی جاتی تھی۔ یہی جاہلیت کا ربا تھا جسے اسلام نے حرام قرار دیا اور جس کی حرمت قرآن کریم میں بیان ہوئی۔

امام بھصاص رحمہ اللہ نے احکام القرآن میں ربا کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کسی میعاد متعین کے لیے اس شرط پر قرض دینا کہ مقروض اصل مال سے زائد قرض دہندہ کو ادا کرے گا۔ اور حدیث میں ہے کہ ہر وہ قرض جو نفع حاصل کرے وہ ربا ہے۔

ربا کی دوسری قسم ربا الفضل ہے اس کا بیان سنت میں ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چھ اشیاء یعنی سونا، چاندی، گیہوں، جو، کھجور اور

انگور کی بیج و ثمر میں کمی بیشی اور ادھار کور بائیں داخل کر کے صراحاً حرام قرار دیدیا۔

لیکن یہ بات محل اجتہاد تھی کہ حضور کا مقصود صرف یہی چھ چیزیں ہیں یا یہ حکم کسی مشترکہ علت کی بنا پر دوسری اشیاء میں جاری ہو سکتا ہے۔ اسی بنا پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کاش رسول اللہ ﷺ خود ہی اس کے بارے میں کوئی ضابطہ بیان فرما دیتے۔ اسی لیے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر ربا کا شبہ بھی ہو تو اس سے بھی احتراز ضروری ہے۔

ربا کی یہ دوسری قسم نہ تو عام ہے اور نہ بیع و شراء میں ربا کی اس قسم کی ایسی ناگزیر ضرورت پیش آتی ہے کہ اس سے مفر نہ ہو۔ اور جو ربا بالعموم محل بحث ہوتا ہے اور جس کے بارے میں تصور کیا جاتا ہے کہ اس پر موجودہ دور کی معاشیات کا مدار ہے وہ وہی ربا ہے جس کی قرآن نے حرمت بیان کی ہے اس ربا کی حقیقت بھی واضح ہے اور اس کی حرمت بھی یقینی ہے۔ (معارف القرآن)

سود کھانا کھانا دونوں موجب لعنت ہے

۱۶۱۵۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: "لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْلَ الرِّبَا وَمُؤْكَلَهُ"، رَوَاهُ مُسْلِمٌ زَادَ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ: "وَشَاهِدِيهِ وَكَاتِبَهُ".

(۱۶۱۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے اور کھانے والے دونوں پر لعنت فرمائی۔ (مسلم)

ترمذی اور دیگر نے بیان کیا کہ حدیث میں دونوں گواہ اور لکھنے والے کو بھی اس لعنت میں شامل کیا ہے۔

تخریج حدیث (۱۶۱۵): صحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب لعن آکل الربا. الجامع للترمذی، ابواب البيوع باب ما جاء في آكل الربا.

کلمات حدیث: آکل الربا: سود لینے والا خواہ اسے نہ کھائے بلکہ کسی اور استعمال میں لائے۔ مؤکلہ: سود کا دینے والا۔

شرح حدیث: باطل اور ناحق میں اعانت کرنا اور کسی طرح مدد کرنا بھی حرام ہے۔ سود اس قدر بڑی برائی اور اس قدر بڑا گناہ ہے کہ سود لینے والا اور دینے والا تو اللہ کی رحمت سے دور ہے ہی معاملہ سود کو لکھنے والا اور اس کا گواہ بننے والا بھی رحمت الہی سے دور قرار دیئے گئے ہیں۔ غرض ہر ایسا عمل جو سود پر منتج ہو یا اس میں مدد و اعانت ہو وہ حرام ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۲۲/۱۱. روضة المتقين: ۴/۱۲۰)



(الباقی) (۲۸۸)

بَابُ تَحْرِيمِ الرِّيَاءِ ریا کاری کی حرمت کا بیان

عبادت میں اخلاص پیدا کرو

۳۸۶. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ﴾ ۱۴۱۰ آيَةُ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اور انہیں نہیں حکم دیا گیا مگر اس کا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اس کے لیے اطاعت کو خالص کر کے یکسو کر۔“ (البینہ: ۵)

تفسیری نکات: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم فرمایا ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اسی ایک کی بندگی کریں ہر باطل اور غلط

بات سے اور ہر جھوٹ سے منقطع ہو کر خالص اسی بندگی جس میں کسی شرک کا کوئی شائبہ نہ ہو اور ابن حنیف سے تعلق جوڑ کر باقی سب سے

تعلق توڑ کر اور سب سے بے نیاز ہو کر اور اسی کی بندگی پر مطمئن اور یکسو ہو کر اسی غلام بن جائیں۔ (تفسیر عثمانی)

ریا کاری کا ذریعہ

۳۸۷. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿لَا يَبْطِلُوا صِدْقَتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِثَاءَ النَّاسِ﴾ ۱۴۱۱ آيَةُ.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور تکلیف دے کر ضائع مت کرو اس شخص کی طرح جو اپنا مال دکھلاوے کے لیے خرچ کرتا ہے۔“

(البقرہ: ۲۶۳)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں فرمایا کہ اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور جسے دیا ہوا سے ایذا پہنچا کر ضائع مت کرو یعنی صدقہ

دے کر محتاج پر احسان کرنے اور اسے ستانے سے صدقہ کا ثواب جاتا رہتا ہے اور صدقہ دینے والا خالی ہاتھ ہو جاتا ہے کہ اس شخص کی

طرح جو لوگوں کو دکھلانے کے لیے خرچ کرتا ہے کہ لوگ اسے سخی سمجھیں اور اس کی تعریف ہو۔ غرض جس طرح من اور اذی سے صدقہ کا

اجر و ثواب ضائع ہو جاتا ہے اسی طرح ریا سے بھی خرچ کرنے کا ثواب ختم ہو جاتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

۳۸۸. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا﴾ ۱۴۱۲ آيَةُ.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”وہ لوگوں کو دکھلاتے ہیں اور نہیں یاد کرتے اللہ کو مگر بہت تھوڑا۔“ (النساء: ۱۴۲)

تفسیری نکات: تیسری آیت میں فرمایا کہ منافقین نماز کو سمجھتے اور نہ ان کے دلوں میں اس کی اہمیت و عظمت ہے وہ تو صرف دکھانے کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ لوگ ان کو بھی مؤمن اور مسلمان سمجھیں۔ اللہ کا ذکر نہیں کرتے مگر بہت کم۔ (معارف القرآن)

اللہ تعالیٰ شرک سے بے نیاز ہے

۱۶۱۶. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: **”قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءَ عَنِ الشُّرْكِ. مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ مَعِيَ غَيْرِي تَرَكْتُهُ، وَشُرَكَهُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.**

(۱۶۱۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تمام شریکوں میں شرک سے سب سے زیادہ بے نیاز ہوں اگر کوئی ایسا عمل کرے جس میں وہ میرے ساتھ میرے علاوہ کسی اور کو بھی شریک کرے تو میں اس کو اس کے شرک سمیت چھوڑ دیتا ہوں۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۶۱۶): صحیح مسلم، کتاب الزہد، باب من اشرك في عمله غير الله.

شرح حدیث: اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہر طرح کے شرک سے بے نیاز ہے خواہ شرک خفی ہو یا جلی اور خواہ معمولی شرک ہو اور خواہ بڑا شرک ہو اور خواہ ریا کی صورت میں ہو یا کسی اور صورت میں۔ اللہ کا بندہ وہی ہے جو اللہ کی بندگی صرف اسی کی رضا کے لیے کرے اور اس میں کسی اور کی رضا کا شائبہ تک نہ ہو بلکہ عبادت خالصتاً للہ ہو۔ اخلاص قول میں بھی ہو اور عمل میں بھی ارادے میں بھی ہو اور نیت میں بھی ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی، نہ کسی کی رضا مقصود ہو اور نہ کسی کو دکھانا علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ ایک ہے یکتا ہے اور بے مثال ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اسی طرح اس کی عبادت بھی ہو جو صرف اسی کے لیے ہو اور کوئی اس میں شریک نہ ہو کیونکہ وہ جس طرح الہ ہونے میں ایک ہے اسی طرح وہ عبودیت میں بھی ایک ہے اور جس طرح اس کی الوہیت میں شرک، شرک فی الالوہیت ہے اسی طرح اس کی عبادت میں شرک شرک فی العبودیت ہے۔ اللہ کے یہاں مقبول ہونے والا عمل وہ ہے جو خالصتاً اسی کی رضا کے لیے ہو اور ریا سے بالکل پاک ہو اور سنت نبوی ﷺ کے مقرر کردہ حدود و شرائط پر پورا اترتا ہو۔

جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں میرے ساتھ کسی اور کو شریک کیا یعنی غیر اللہ کی رضا کا طالب ہو اور اسے کھانے اور خوش کرنے کے لیے کیا تاکہ وہ اس کی تعریف کرے تو اس نے شرک کیا اور میں اسے اور اس کے شرک کو چھوڑتا ہوں۔

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عمل لغیر اللہ کی کئی صورتیں ہیں۔ ایک صورت یہ ہے کہ پورا عمل لغیر اللہ ہو جیسے منافقین کی نماز۔ اس طرح کا عمل کا ظہور مسلمانوں سے نماز اور روزے میں مشکل ہے البتہ حج اور صدقہ وغیرہ میں ہو سکتا ہے اگر ایسا ہو تو بلاشبہ یہ عمل باطل اور غیر مقبول ہے اور اللہ کی ناراضگی کا باعث ہے۔

لیک صورت یہ ہے کہ عمل تو خالصاً اللہ کے لیے کیا لیکن دوران عمل کوئی خیال ریا کا بھی آ گیا۔ اگر اس خیال کو فوراً دور کر دیا تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر اسے جاری رکھا تو اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا یہ عمل باطل ہو گیا یا اصل نیت پر برقرار رہا۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی رائے ہے کہ اصل نیت پر برقرار رہے گا۔ واللہ اعلم۔

غرض حدیث مبارک میں ریا اور سمعہ کی ممانعت ہے۔ (ریا لوگوں کو دکھلانا سمعہ اس امید پر نیک کام کرنا کہ لوگوں میں شہرت ہوگی) حضرت ابوسعید بن ابی فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب اللہ تعالیٰ اس دن جس میں کوئی شبہ نہیں تمام پہلے لوگوں اور پچھلے لوگوں کو جمع فرمائینگے تو ایک پکارنے والا پکارے گا کہ جس نے اللہ کے لیے کوئی عمل کیا اور اس میں کسی اور کو شریک کیا تو وہ اپنا ثواب اس سے طلب کرے جس کو اس نے شریک کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام شریکوں میں سب سے زیادہ شرک بے نیاز ہے۔ (شرح صحیح مسلم: ۹۰/۱۸، روضة المتقین: ۱۲۱/۴، دلیل الفالحین: ۴۰۴/۴)

تین آدمی سب سے پہلے جہنم میں داخل ہوں گے

۱۶۱۷. وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَىٰ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتُشْهِدَ فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعْمَتَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ: فَمَا عَمِلْتُ فِيهَا؟ قَالَ: قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتُشْهِدْتُ. قَالَ: كَذَبْتُ، وَلَكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنْ يَقَالَ: جَرِي! فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ، وَقَرَأَ الْقُرْآنَ، فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعْمَتَهُ فَعَرَفَهَا. قَالَ: فَمَا عَمِلْتُ فِيهَا؟ قَالَ: تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ، وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ، قَالَ: "كَذَبْتُ وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ لِيقَالَ: قَارِئ! فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعْمَتَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ: فَمَا عَمِلْتُ فِيهَا؟ قَالَ: مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا انْفَقْتُ فِيهَا لَكَ. قَالَ: كَذَبْتُ، وَلَكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيقَالَ: جَوَاد! فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ، "جَرِي" بَفَتْحِ الْجِيمِ وَكَسْرِ الرَّاءِ وَبِالْمَدِّ: أَيُّ شَجَاعٍ حَادِقٍ.

(۱۶۱۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ روز قیامت جن لوگوں کا سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا ان میں ایک شہید ہوگا اسے لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد دلانے کا جنہیں وہ پہچان لے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے ان نعمتوں کے ملنے کے بعد کیا عمل کیا وہ عرض کرے گا کہ میں نے تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا تو اس لیے لڑا تھا کہ تجھے بہادر کہا جائے جو کہا گیا۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا تو اسے منہ کے بل تھپتھپ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

دوسرا وہ شخص ہوگا جس نے دین کا علم حاصل کیا اور دوسروں کو سکھایا اور قرآن پڑھا اسے لایا جائیگا اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائیں گے جنہیں وہ پہچان لے گا (اعتراف کرے گا) اللہ تعالیٰ پوچھیں گے تو نے یہ نعمتیں ملنے پر کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا کہ میں نے علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور تیری رضا کے لیے قرآن پڑھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹ بولتا ہے تو نے اس لیے علم حاصل کیا تھا تاکہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لیے پڑھا تاکہ قاری کہا جائے گا جو کہا گیا۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

تیسرا وہ شخص ہوگا جس پر اللہ نے وسعت فرمائی تھی اور اسے مال و دولت سے نوازا تھا اسے لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائیگی جنہیں وہ پہچان لیگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے ان کی وجہ سے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا کہ میں نے کوئی ایسا راستہ جس میں خرچ کرنے کو تو پسند کرتا تھا نہیں چھوڑا مگر اس میں تیری خاطر ضرور خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو جھوٹ بولتا ہے تو اس لیے کیا تھا کہ تجھے سزا دی جائے جو کہا گیا۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا اور اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائیگا۔ (مسلم)

حری: بہادر اور ہوشیار

تخریج حدیث (۱۶۱۷): صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قاتل الریاء، والسمعة استحق النار.

کلمات حدیث: فعرّفہ نعمتہ فعرّفہا: اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں یاد دلانے کا اور وہ ان کا اعتراف کرے گا۔ فسحب علی وجهہ: اسے منہ کے بل گھسیٹنا جائیگا۔ سحب سحباً (باب فتح) زمین پر گھسیٹنا۔ سحب: واحد غائب ماضی مجہول، گھسیٹنا گیا۔ قرآن کریم اور احادیث نبوی ﷺ میں اکثر مقامات پر عالم آخرت میں پیش آنے والے احوال و واقعات کو ماضی کے صیغوں میں بیان کیا گیا ہے یعنی ان کا وقوع پذیر ہونا اتنا حتمی اور اس قدر یقینی ہے جیسے وہ ہو چکے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک کا مستفاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دلوں کے احوال سے واقف ہے اور اس پر کوئی پوشیدہ امر مخفی نہیں ہے۔ اور ریاء کاری سے اچھے سے اچھا عمل ضائع ہو جاتا ہے اور آدمی اسکے اجر و ثواب سے محروم ہو جاتا ہے، یہی نہیں بلکہ ایسا شخص جس نے دین کا کوئی عمل دنیا کے حصول کے لیے کیا ہو وہ جہنم میں جائے گا۔ اور اس کا ریا کاری سے کیا ہو عمل بے کار جائے گا۔

(شرح صحیح مسلم: ۹۴/۱۳)

غلط بات کی تائید کرنا بھی نفاق ہے

۱۶۱۸. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ نَاسًا قَالُوا لَهُ: إِنَّا نَدْخُلُ عَلَى سَلَاطِينِنَا فَنَقُولُ لَهُمْ بِخِلَافِ مَا تَنَكَّلُمُ إِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ؟ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: كُنَّا نَعُدُّ هَذَا نِفَاقًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۶۱۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم اپنے سلاطین کے پاس

جاتے ہیں اور ہم ان کے سامنے اس بات سے مختلف بات کرتے ہیں جو ہم ان کے پاس سے آنے کے بعد کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم اس کو رسول اللہ ﷺ کے عہد میں نفاق میں شمار کرتے تھے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۶۱۸): صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب ما یکرہ من ثناء السلطان.

شرح حدیث: اہل اقتدار اور ارباب اختیار کی مجلس میں بیٹھ کر ایسی باتیں کرنا جس سے وہ خوش ہوں اور ان کی مجلس کے باہر ان کا مذاق اڑانا یا ان پر طنز کرنا اور تنقید کرنا منافقت ہے۔ صاحبان اقتدار کے سامنے وہی کرنی چاہئے جو حق بات اور مٹی بر صدق ہو اور جس میں ان کی اور محکومین کی خیر اور بھلائی ہو اور مجلس کی باتیں بغیر شرکاء مجلس کی اجازت کے افشاء نہیں کرنی چاہئے کہ مجالس میں کی گئی باتیں امانت ہیں اور ان کی حفاظت امانت کی حفاظت کی طرح لازمی ہے۔ یہ حدیث باب ذم ذی الوجہین میں گزر چکی ہے۔

(روضة المتقین: ۱۲۴/۴. دلیل الفالحین: ۴۰۶/۴)

ریا کار کو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں رسوا فرماتے ہیں

۱۶۱۹. وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمِعَ سَمَعَ اللَّهُ بِهِ، وَمَنْ يُرَائِي يُرَائِي اللَّهُ بِهِ، "مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ" وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ أَيْضًا مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا.

"سَمِعَ" بِتَشْدِيدِ الْمِيمِ. وَمَعْنَاهُ أَظْهَرَ عَمَلَهُ لِلنَّاسِ رِيَاءً "سَمَعَ اللَّهُ بِهِ: أَيْ فَضَحَهُ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَمَعْنَى: "مَنْ رَأَى رَأَى اللَّهُ بِهِ" أَيْ مَنْ أَظْهَرَ لِلنَّاسِ الْعَمَلَ الصَّالِحَ لِيُعْظَمَ عَنْدهُمْ "رَأَى اللَّهُ بِهِ": أَيْ أَظْهَرَ سِرِّهِ، عَلَى رُؤُسِ الْخَلَائِقِ.

(۱۶۱۹) حضرت جندب بن عبد اللہ بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے دکھلاوے کے لیے کوئی کام کیا اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کو رسوا کر دیں گے اور جس نے لوگوں کی نظر میں بڑا بننے کے لیے کوئی عمل کیا اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کے رازوں کو لوگوں کے سامنے ظاہر فرما دیں گے۔ (متفق علیہ)

امام مسلم نے اس حدیث کو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت کیا ہے۔

سمع: میم کی تشدید کے ساتھ ریا کے طور پر لوگوں کے سامنے اپنا عمل ظاہر کرنا۔ سمع اللہ بہ یعنی اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت رسوا کر دیں گے۔ من رائی جس نے اپنا عمل صالح لوگوں کے سامنے ظاہر کیا تا کہ وہ ان کی نظروں میں بڑا ہو جائے۔ اور رائی اللہ بہ کا مطلب ہے اس کے پوشیدہ عیبوں کو تمام مخلوق کے سامنے ظاہر کر دے گا۔

تخریج حدیث (۱۶۱۹): صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الریاء والسمعة. صحیح مسلم کتاب الزہد، باب

تحریم الریاء..

شرح حدیث: امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خلوص سے عاری عمل خواہ وہ بظاہر کتنا ہی وسیع ہو اللہ کے یہاں بے حقیقت ہے اور ایسا عمل جو لوگوں کو دکھانے اور حصول شہرت کے لیے کیا گیا ہو روز قیامت اس سے سوائے ندامت اور عذاب کے کچھ حاصل نہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ اسے علیٰ وجہ الخلاق رسوا فرمادینگے۔ مسند احمد بن حنبل میں حضرت ابوہند داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے کوئی عمل لوگوں کو دکھلانے اور حصول شہرت کے لیے کیا اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت اس کو ذلیل اور رسوا فرمادینگے۔

حافظ ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ عمل صالح کا انخفاء اور چھپنا مستحب ہے لیکن بعض اوقات اس نیت سے اس کا اظہار مستحب ہے کہ دیکھنے والے اس کی اقتداء کریں۔ یعنی جب اس امر کا اطمینان ہو کہ لوگ عمل صالح کو دیکھ کر اس کی اقتداء کریں گے۔ جیسے والد کا اپنی اولاد کے سامنے نیک اعمال کرنا تاکہ انہیں رغبت اور شوق ہو اور وہ بھی کریں۔ امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں تہجد پڑھتے تھے اور اپنے محاسن اعمال کا اظہار کرتے تھے تاکہ لوگ ان کی اقتداء کریں اس لیے اگر کوئی شخص ایسا امام یا مرشد ہو جس کی لوگ اقتداء کرتے ہوں اور وہ اپنے ظاہری اور پوشیدہ عمل میں اس امر پر قادر ہو کہ اس کی نیت خالصتاً رضائے الہی کی برقرار رہے اور اسے یہ قدرت حاصل ہو کہ وہ شیطان کو اپنے اوپر غلبہ نہ پانے دے تو اس کا اپنے اعمال حسنہ کا اظہار کرنا تاکہ لوگ اس کی اقتداء کریں مستحب ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو ہر صورت میں انخفاء مستحب ہے۔

(فتح الباری: ۳/۳۹۰. عمدۃ الاری: ۲۳/۱۳۱. شرح صحیح مسلم: ۹۰/۱۸. روضة المتقین: ۴/۱۲۵)

دنیا کی خاطر علم حاصل کرنے والا جنت کی خوشبو سے بھی محروم ہوگا

۱۶۲۰. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُتَنَعَّى بِهِ وَجْهَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهُ، إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ يَعْنِي رِيحَهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ. وَالْأَحَادِيثُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَشْهُورَةٌ.

(۱۶۲۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس علم کو جس کے ذریعہ اللہ کی رضا حاصل کی جاتی ہے اس لیے سیکھتا ہے کہ اس سے دنیا حاصل کرے وہ روز قیامت جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔ عرف کے معنی خوشبو کے ہیں۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے سند صحیح روایت کیا ہے۔

اس موضوع سے متعلق اور بھی متعدد مشہور احادیث ہیں۔

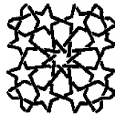
تخریج حدیث (۱۶۲۰): سنن ابی داؤد، کتاب العلم، باب فی طلب العلم لغیر اللہ.

کلمات حدیث: عرضا من الدنيا: دنیا کا سامان۔ اسباب دنیا۔

شرح حدیث: علم دین کے حصول اور اس کی تعلیم و اشاعت میں اخلاص اور حسن نیت لازمی ہے نیز علم دین کے حصول کے ساتھ

اس پر عمل اور تقوی اختیار کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ بغیر عمل علم بے کار ہے اور بغیر تقوی علم دین حاصل کرنے والا معرفت الہی سے محروم رہتا ہے۔ صحابہ کرام علم و عمل ساتھ حاصل کرتے تھے۔ غرض علم دین کو حصول دنیا کا ذریعہ بنانا ثواب اخروی سے محرومی کا باعث ہے اور اتنا بڑا جرم ہے کہ ایسا شخص جنت کی خوشبو سے بھی محروم ہو جائے گا۔ یہ حدیث اس سے پہلے کتاب العلم میں آچکی ہے۔

(روضۃ المتقین: ۴/۱۲۶. دلیل الفالحین: ۴/۴۰۸)



باب مَا يُتَوَهَّمُ أَنَّهُ رِيَاءٌ وَلَيْسَ بِرِيَاءٍ کسی بات کے بارے میں ریا کا وہم ہونا حالانکہ وہ ریا نہ ہو

۱۶۲۱۔ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ الَّذِي يَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَيْرِ وَيَحْمَدُهُ النَّاسُ عَلَيْهِ؟ قَالَ: تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ "رَوَاهُ مُسْلِمٌ".
(۱۶۲۱) حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ اگر کوئی شخص کوئی خیر کا کام کرے اور لوگ اس پر اس کی تعریف کریں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومن کے لیے خوشخبری ہے جو اسے پہلے دیدی گئی۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۶۲۱): صحیح مسلم، کتاب البر، باب اذا اثنی علی الصالح .

کلمات حدیث: عاجل بشری المؤمن: یہ مومن کو جلد ملنے والی بشارت ہے۔ قرآن کریم میں ہے: ﴿لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ (ان کو دنیا کی زندگی میں بھی بشارت ہے)
شرح حدیث: اگر کسی نے خالصتاً لوجہ اللہ عمل صالح کیا اور اس کی نیت بھی صحیح ہے اور اس کا عمل بھی محض رضائے الہی کے لیے ہو اور اس پر لوگ اس کی تعریف کریں تو یہ وہ محبت ہے جو اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے اور زبان سے اس کا اظہار کروا دیتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو اپنا محبوب بنا لیتے ہیں تو حضرت جبریل کو فرماتے ہیں کہ فلاں بندہ میرا محبوب ہے تم بھی اسے محبوب بنا لو، جبریل علیہ السلام اسے اپنا محبوب بنا لیتے ہیں اور آسمان دنیا پر پکارتے ہیں کہ اللہ نے فلاں بندہ کو محبوب بنا لیا ہے تم بھی اسے محبوب بنا لو۔ اس پر آسمان والے اسے اپنا محبوب بنا لیتے اور پھر یہ قبولیت دنیا میں اتار دی جاتی ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بات جب ہے کہ نیک عمل کرنے والا اس طرف دھیان تک نہ دے کہ لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں یا نہیں اور اس کا عمل خالص اللہ کے لیے ہو۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۶/۱۵۵۔ روضة المتقين: ۴/۱۲۶۔ دلیل الفالحین: ۴/۴۰۹)



الباب (۲۹۰)

باب تحریم النظر الی المرأة الاجنبیة والا مرد الحسن لغير حاجة شرعیة
اجنبی عورت اور خوبصورت بے ریش بچے کی طرف بغیر شرعی ضرورت دیکھنا حرام ہے

۳۸۹. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿ قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”آپ مومنوں کو فرمادیں کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں۔“ (النور: ۳۰)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں ارشاد ہوا ہے کہ آپ اہل ایمان کو حکم فرمادیں کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ نیچی نگاہ رکھنے سے مراد نگاہ کو ان چیزوں سے پھیر لینا ہے جن کی طرف دیکھنا شرعاً ممنوع اور ناجائز ہے۔ غیر محرم عورت کو نگاہ غلط سے دیکھنا حرام اور بغیر کسی نیت کے دیکھنا مکروہ ہے اور اسی طرح مرد یا عورت کے ستر کی طرف دیکھنا بھی ممنوع ہے، کسی کے گھر کا راز معلوم کرنے کے لیے اس کے گھر میں جھانکنا اور وہ تمام کام جن میں اسلامی شریعت نے نگاہ ڈالنے سے منع فرمایا ہے اس میں داخل ہیں۔

(معارف القرآن، تفسیر مظہری)

کان آنکھ دل کے بارے میں خصوصی سوال ہوگا

۳۹۰. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿ إِنْ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”کان، آنکھیں اور دل سب کے بارے میں باز پرس ہوگی۔“ (الاسراء: ۳۶)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں فرمایا کہ کان آنکھ اور دل کے بارے میں ہر شخص سے روز قیامت باز پرس ہوگی کہ انہیں کہاں کہاں استعمال کیا اور کیا کیا خیال دل میں جمایا۔ اگر کان سے ایسی باتیں سنیں جن کا سننا ناجائز تھا یا آنکھ سے ایسی چیزیں دیکھیں جن کا دیکھنا شرعاً ناجائز تھا یا دل میں کوئی غلط عقیدہ اور کوئی بری بات جمالی جو اللہ کے بتائے ہوئے احکام کے خلاف تھی تو ان سب کے بارے میں روز قیامت سوال ہوگا۔ (معارف القرآن)

۳۹۱. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور ان باتوں کو جو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہیں۔“ (غافر: ۱۹)

تفسیری نکات: تیسری آیات میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان تمام حالات سے واقف ہے جس میں کسی نے کسی کی طرف نظر چرا کر دیکھا اور ان تمام باتوں سے بھی واقف ہے جو لوگوں نے اپنے دلوں میں چھپائی ہوئی ہیں۔ یعنی مخلوق سے نظر بچا کر چوری چھپے کسی پر نگاہ ڈالی یا کن انکھوں سے دیکھا یا دل میں کچھ نیت کی یا کسی بات کا ارادہ اور خیال آیا ان میں سے ہر چیز کو اللہ جانتا اور انصاف کرتا ہے۔

(تفسیر عثمانی)

۳۹۲. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿إِنَّ رَبَّكَ لَبَآءٌ لِّلْمِرْصَادِ ۝۱۴﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”تمہارا رب البتہ تمہاری گھات میں ہے۔“ (الفجر: ۱۴)

تفسیری نکات: چوتھی میں ارشاد فرمایا کہ تیرا رب تیری گھات میں ہے یعنی جس طرح کوئی شخص گھات میں پوشیدہ رہ کر آنے جانے والوں کی خبر رکھتا ہے کہ فلاں کیونکر اور کیا کرتا ہوا گزرا اور فلاں کیا لایا اور کیا لے گیا پھر وقت آنے پر اپنی ان معلومات کے موافق معاملہ کرتا ہے۔ اسی طرح سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رہ کر تمام اعمال و افعال اور احوال کو دیکھتا ہے کوئی حرکت و سکون اس سے مخفی نہیں ہے ہاں سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا۔ غافل لوگ سمجھتے ہیں کہ کوئی پوچھنے والا نہیں جو چاہو کرو حالانکہ وقت آنے پر ہر چھوٹے بڑے عمل کا حساب ہوگا اور سارے اعمال سامنے لا کر رکھ دیئے جائیں گے اس وقت معلوم ہوگا کہ یہ سب ڈھیل تھی اور بندوں کا امتحان تھا کہ کن حالات میں کیا کچھ کرتے ہیں اور عارضی حالت پر نظر کر کے آخری انجام کو تو نہیں بھولیے۔ (تفسیر عثمانی)

آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں کا زنا

۱۶۲۲. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كُتِبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَصِيْبُهُ مِنْ الزَّيْنَةِ مَذْرُوكٌ ذَلِكَ لِأَمْحَالَةٍ: الْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ وَلَاذُنَانِ زِنَاهُمَا الْإِسْتِمَاعُ، وَاللِّسَانُ زِنَاهَا الْكَلَامُ، وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ، وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطَا، وَالْقَلْبُ يَهْوَى وَيَتَمَنَّى، وَيُصَدِّقُ ذَلِكَ الْفَرْجُ أَوْ يُكَذِّبُهُ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

هَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَرِوَايَةُ الْبُخَارِيِّ مُخْتَصَرَةٌ.

(۱۶۲۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ابن آدم کے لیے اس کا زنا کا حصہ

لکھ دیا گیا ہے جو لامحالہ اسے پہنچے گا، آنکھوں کا زنا نظر ہے کانوں کا زنا سننا ہے زبان کا زنا بات کرنا ہے ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے پاؤں کا زنا چل کر جانا ہے اور دل خواہش کرتا اور آرزو کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔ (متفق علیہ)

یہ الفاظ مسلم کے ہیں اور بخاری کی روایت مختصر ہے۔

تخریج حدیث (۱۶۲۲): صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب زنا الجوارح . صحیح مسلم، کتاب القدر، باب قدر علی ابن آدم خطہ من الزنا .

کلمات حدیث: کتب: تقدیر میں لکھ دیا گیا۔ مدرک ذلك لامحالة: اسے ضرور حاصل کرنے والا ہے۔ ادرك ادراكاً (باب افعال) پالیا۔ القلب یھوی ویتمنی: دل میں میلان پیدا ہوتا ہے اور تمنا ابھرتی ہے۔ دل میں خواہش اور آرزو پیدا ہوتی ہے۔
شرح حدیث: قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ زنا کے قریب بھی نہ جاؤ یعنی زنا کے تمام دواعی سے بچو اس کے جملہ اسباب سے اجتناب کرو اور ان تمام کاموں سے احتراز کرو زنا کا پیش خیمہ بنتے ہیں، کسی کو بری نظر سے دیکھنا، بری بات زبان پر لانا اور اس کا سننا اور برائی کے لیے قدم اٹھانا اور دل میں میلان اور خواہش کا بیدار ہونا سب دواعی زنا اور اس کی طرف لے جانے والے امور ہیں ان سب سے احتراز کرنا لازم ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث کے معنی ہیں کہ انسان کے لیے زنا کا کوئی نہ کوئی حصہ مقدر کر دیا گیا ہے کہ وہ یا تو حقیقی زنا کا مرتکب ہوتا ہے یا زنا کے دواعی اور ان کے اسباب میں سے کسی سبب میں گرفتار ہو جاتا ہے کہ کہیں برا خیال دل میں آ گیا، کبھی کہیں بری نظر ڈالی اور کبھی کسی غیر محرم عورت سے بات کر لی اور اسے ہاتھ لگالیا، وغیرہ یہ سب مجازی زنا کی صورتیں ہیں۔

(فتح الباری: ۲۶۲/۳ . عمدۃ القاری: ۲۷۳/۲۲ . شرح صحیح مسلم: ۱۶۸/۱۶)

راستہ کے حقوق میں سے نظر کی حفاظت بھی ہے

۱۶۲۳ . وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ! الْجُلُوسُ فِي الطَّرِيقِ! قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدُّ: نَتَحَدَّثُ فِيهَا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ، قَالُوا وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: "غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۶۲۳) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ راستوں میں بیٹھنے سے احتراز کرو۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ ہمارے لیے بیٹھے بغیر چارہ نہیں کہ ہم وہاں باتیں کرتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم بیٹھے بغیر نہیں رہ سکتے تو راستے کا حق ادا کرو۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ راستے کا کیا حق ہے؟ آپ ﷺ ارشاد فرمایا کہ نگاہ نیچی رکھنا، تکلیف وہ چیزوں کو ہٹا دینا، سلام کا جواب دینا اور نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۶۲۳): صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب أفنية الدور والجلوس على الصعدات . صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب النهی عن الجلوس فی الطرقات .

کلمات حدیث: مالنا من مجالسنا: ہمارے لیے ان مجالس سے گریز کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ غض البصر: نگاہ پست رکھنا۔

کف الآذی : ایذا کا دور کرنا اور اس کے وقوع کو روکنا۔

شرح حدیث: گھروں کے سامنے جگہوں پر اور راستوں میں بیٹھنا جائز ہے لیکن اس کے حقوق و آداب ہیں جو یہ ہیں کہ نگاہ نیچی رہے اور کسی نامحرم پر نظر نہ پڑے نہ خود کسی کو تکلیف پہنچائے اور نہ کسی کو تکلیف پہنچانے دے، سلام کا جواب دے اور اچھائیوں کا حکم دے اور برائیوں سے روکے۔ یہ حدیث اس سے پہلے باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر میں آچکی ہے۔

(روضة المتقين: ۱۲۹/۴، دلیل الفالحین: ۴۱۱/۴، نزہۃ المتقين: ۴۳۰/۲)

نظر کی حفاظت سلام کا جواب بھی راستے کے حقوق میں سے ہیں

۱۶۲۴. وَعَنْ أَبِي طَلْحَةَ زَيْدِ بْنِ سَهْلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا قُعُودًا بِالْأَفْنِيَةِ نَتَحَدَّثُ فِيهَا فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عَلَيْنَا فَقَالَ: "مَالَكُمْ وَلِمَجَالِسِ الصُّعْدَاتِ اجْتَنَبُوا مَجَالِسِ الصُّعْدَاتِ" فَقُلْنَا: إِنَّمَا قَعَدْنَا لِغَيْرِ مَا بَأْسٍ: قَعَدْنَا نَتَذَكَّرُ وَنَتَحَدَّثُ. قَالَ: "إِنَّمَا لَا قَادُوا حَقَّهَا: غَضُّ الْبَصَرِ، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَحُسْنُ الْكَلَامِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"الصُّعْدَاتِ" بِضَمِّ الصَّادِ وَالْعَيْنِ: أَيِ الطَّرَفَاتِ.

(۱۶۲۴) حضرت ابو طلحہ زید بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم گھر کے باہر دیوڑھیوں میں بیٹھے ہوئے تھے اور باتیں کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ آ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ تم نے راستوں میں مجالس کیوں لگالیں۔ تم مجالس لگانے سے بچو؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم اس طرح بیٹھے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ ہم صرف باتیں کر رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر راستے کا حق ادا کرو یعنی نگاہ نیچی رکھو، سلام کا جواب دو اور اچھی بات کرو۔ (مسلم)

صعدات کے معنی راستوں کے ہیں۔

تخریج حدیث (۱۶۲۴): صحیح مسلم، کتاب السلام، باب من حق الجلوس على الطريق رد السلام.

کلمات حدیث: أفنية: جمع فناء: گھر کے سامنے کی جگہ۔ فقام علينا: ہمارے پاس آ کر کھڑے ہوئے۔

شرح حدیث: راستوں کے کناروں پر اور گزرگاہوں پر بیٹھنا جائز ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ راستے کے حقوق اور آداب کا خیال رکھا جائے اور ان کی رعایت ملحوظ رکھی جائے، مثلاً نگاہ نیچی رکھنا، سلام کا جواب، اچھی گفتگو کرنا اور اچھائیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا اور کسی کو تکلیف نہ پہنچانا اور نہ کسی کو تکلیف پہنچانے دینا۔ (شرح صحیح مسلم ۱۲۰/۱۴)

اچانک نظر پڑ جائے یہ معاف ہے

۱۶۲۵. وَعَنْ جَرِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَظَرِ الْفَجَاءَةِ

فَقَالَ: "أَصْرَفَ بَصْرَكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۶۲۵) حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک پڑ

جانے والی نظر کے بارے میں سوال کیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اپنی نظر کو فوراً پھیر لے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۶۲۵): صحیح مسلم، کتاب الادب، باب نظر الفجاءة.

کلمات حدیث: الفجاءة: اچانک بلا قصد نگاہ پڑنا۔

شرح حدیث: حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر کسی اجنبی عورت پر اچانک نظر پڑ جائے تو

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی نظر ہٹالو۔ مطلب یہ ہے کہ اگر اچانک نظر پڑ گئی اور فوراً ہٹائی تو کوئی گناہ نہیں ہے لیکن اگر نظر وہیں رہی اور بالارادہ بھی دیکھا تو وہ جائز نہیں ہے۔

جامع ترمذی رحمہ اللہ کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے علی ایک دفعہ دیکھنے کے بعد دوبارہ نظر نہ ڈالو کہ پہلی نظر تو معاف ہے دوسری نہیں۔

(شرح صحیح مسلم: ۱۱۷/۱۴. تحفة الاحوذی: ۶۳/۸. روضة المتقین: ۱۲۹/۴)

عورتوں کو ناپائیدار مردوں سے بھی پردہ کرنا چاہیے

۱۶۲۶. وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعِنْدَهُ مَيْمُونَةُ، فَأَقْبَلَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، وَذَلِكَ بَعْدَ أَنْ أُمِرْنَا بِالْحِجَابِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَحْتَجِبَا مِنْهُ" فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَيْسَ هُوَ أَعْمَى: لَا يُبْصِرُنَا، وَلَا يَعْرِفُنَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَفَعَمِينَا وَإِنْ أَنْتُمَا أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ!" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۱۶۲۶) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھی اور میمونہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس وقت آپ ﷺ کے پاس تھیں۔ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور یہ واقعہ ہمیں حجاب کا حکم ملنے کے بعد کا ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں اس سے پردہ کرلو۔ ہم نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ ناپائیدار نہیں ہے نہ وہ ہمیں دیکھتا ہے اور نہ پہچانتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم دونوں بھی ناپائیدار ہو کیا تم دونوں اسے نہیں دیکھو گی۔ (ابوداؤد، ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث (۱۶۲۶): أبو داؤد، اللباس، باب فی قوله تعالیٰ ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ﴾. الجامع

لترمذی، ابواب الادب، باب ماجاء فی احتجاب النساء من الرجال.

کلمات حدیث: افعمیا وان أنتما: کیا تم دونوں بھی ناپینا ہو۔ اعمی: اندھا۔ عمیاء: اندھی۔ اس کا شنیہ عمیا وان۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہرات کو ناپینا سے پردہ کا حکم دیا جس سے معلوم ہوا کہ جس طرح مردوں کا نامحرم عورت کو دیکھنا ناجائز ہے اسی طرح عورت کا بھی نامحرم مرد کو دیکھنا ناجائز نہیں ہے قرآن کریم میں سورہ نور کی آیت حجاب میں عورتوں کو پس پردہ رہنے کا حکم ہوا ہے اور مردوں کو یہ حکم ہوا ہے کہ اگر ان سے کوئی چیز مانگنا ہے تو پردہ کے پیچھے سے مانگیں اس حکم میں بھی پردہ کی خاص تاکید ہے کہ بلا ضرورت تو مردوں کو عورتوں سے الگ رہنا ہی ہے ضرورت کے وقت ان سے بات کرنا ہو تو پس پردہ کر سکتے ہیں۔

مسئلہ حجاب یا پردہ نسوان کے بارے میں قرآن کریم کی متعلقہ سات آیات اور ستر کے قریب احادیث کا حاصل یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصل مقصود اور درجہ اول میں جو امر مطلوب ہے وہ یہ ہے کہ عورتوں کا وجود اور ان کا سراپا مکمل طور پر مردوں کی نگاہوں سے مستور ہے جو گھروں کی چار دیواری ہی میں ہو سکتا ہے اس کے سوا حجاب کی جتنی صورتیں ہیں وہ برہنہ ضرورت ہیں اور قدر ضرورت کے ساتھ مقید ہیں۔ غرض پردہ کا اصل مطلوب شرعی ان کے وجود اور سراپا کا حجاب ہے جس کی صورت یہ ہے کہ وہ اپنے گھر کے اندر رہیں۔

دوسرا درجہ یہ ہے کہ اگر ناگزیر ضرورت کے تحت عورتیں باہر نکلیں تو اپنے سارے وجود کو سر سے پاؤں تک برقع یا لمبی چادر میں ڈھانپ لیں اور چادر میں سے صرف ایک آنکھ کھولیں تاکہ راستہ دیکھ سکیں۔ یہ دونوں درجہ علماء اور فقہاء کے یہاں متفق علیہ ہیں۔

ایک تیسرا درجہ بھی بعض روایات سے مفہوم ہوتا ہے جس میں صحابہ و تابعین اور فقہاء امت کی آراء مختلف ہیں۔ وہ یہ کہ جب عورتیں کسی ضرورت کے تحت گھر سے باہر نکلیں تو وہ اپنا چہرہ اور ہتھیلیاں بھی کھول سکتی ہیں بشرطیکہ سارا جسم مستور ہو۔ لیکن فتویٰ اس پر ہے کہ خوف فتنہ کی وجہ سے عورت پر لازم ہے کہ چہرہ کا بھی پردہ کریں، اجنبی مردوں کے سامنے چہرہ کھولنا جائز نہیں۔ (ابن شائق)

(تحفة الاحوذی: ۶۴/۸، معارف القرآن)



۱۶۲۷۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ، وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ، وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۶۲۷) حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مرد مرد کے ستر کو نہ دیکھے اور عورت عورت کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ مرد مرد کے ساتھ برہنہ ایک کپڑے میں لیئے اور نہ عورت عورت کے ساتھ برہنہ ایک کپڑے میں لیئے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۶۲۷): صحیح مسلم، کتاب الحيض، باب تحريم النظر الى العورات.

کلمات حدیث: لايفضي الرجل الى الرجل في ثوب واحد: مرد مرد کے قریب ایک کپڑے میں برہنہ نہ لیئے۔

شرح حدیث: مرد اور عورت کا وہ حصہ بدن جو ستر کہلاتا ہے اس کا سب سے چھپانا اور پوشیدہ رکھنا شرعی عقلی اور طبعی فریضہ ہے اور

تمام انبیاء کی شریعتوں میں فرض رہا ہے حتیٰ کہ جنت میں جب آدم و حوا کا ستر کھل گیا تو وہ اپنے جسم کو پتوں سے چھپانے لگے۔ ستر کی تحدید میں اختلاف ہو سکتا ہے کہ ستر کہاں سے کہاں تک ہے لیکن خود ستر کے چھپانے اور پوشیدہ رکھنے میں تمام اقوام و ملل اور تمام ادیان و مذاہب متفق ہیں۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ستر کا دیکھنا حرام ہے ماسوا شوہر اور بیوی کے۔ اور اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے کہ مرد اور عورت کی شرمگاہ ستر میں داخل ہے۔ مرد کا زیر ناف سے لے کر گھٹنوں تک جسم ستر ہے۔ عورت کا عورت کے لیے زیر ناف سے گھٹنوں تک کا حصہ جسم ستر ہے۔ عورت کا ستر اس کے محارم کے لیے اس کی پیٹھ پیٹ زیر ناف سے لے کر گھٹنوں تک کا حصہ ہے۔ اور محرم مرد عورت کے سر چہرہ بازو کو بغیر شہوت کے دیکھ سکتا ہے۔ اور غیر محرم کے لیے عورت کا سارا جسم ستر ہے حتیٰ کہ چہرہ اور ہتھیلیاں بھی ستر میں داخل ہیں۔

حدیث مبارک میں مرد کا مرد کے ستر کو دیکھنا اور عورت کا عورت کے ستر کو دیکھنا حرام قرار دیا گیا ہے اور اسی طرح اس سے بھی منع کیا گیا ہے کہ مرد مرد کے پاس برہنہ لیٹے اور عورت کے عورت کے پاس برہنہ لیٹے کہ یہ حرکت بے حیائی اور بے شرمی کی ہے اور دین اسلام میں حیا اور شرم کی بہت تاکید کی گئی ہے اور یہاں تک کہا گیا ہے کہ حیا ایمان کا ایک حصہ ہے۔

(تحفة الاحوذی : ۸۱/۸۔ شرح صحیح مسلم : ۲۶/۴)



الْبَنَاتِ (۲۹۱)

بَابُ تَحْرِيمِ الْخِلْوَةِ بِالْأَجْنِبَةِ اجنبی عورت کے ساتھ خلوت کی حرمت

۳۹۳. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسَلُّوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے پیچھے سے سوال کرو۔“ (الاحزاب: ۲۵)

تفسیری نکات: اسلام نے انسانی معاشرے سے فواحش بدکاری اور اخلاقی برائیوں کے سدباب کے لیے بہت وسیع اور ہمہ گیر احکام جاری فرمائے ہیں اور جہاں بہت سے اخلاقی جرائم کو سنگین گناہ اور حرام قرار دیا ہے وہاں بہت سے ایسے امور سے بھی منع کر دیا ہے جو فواحش اور برائیوں کی طرف لے جانے والے ہیں جیسے شراب کو حرام کرنے کے ساتھ شراب کے بنانے اور اس کی خرید و فروخت کو بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔

اسی طرح اسلام نے زنا کو حرام قرار دینے کے ساتھ ان ذرائع کا بھی سدباب کیا ہے جو زنا اور بے حیائی اور فحاشی کی طرف لے جانے والے ہیں چنانچہ اختلاط مرد و زن کی اجازت نہیں دی اور اجنبی عورت کے ساتھ خلوت (تہائی) میں بیٹھنے سے منع فرمایا۔ اجنبی عورت پر نظر ڈالنے کو آنکھوں کا زنا قرار دیا اس کو چھونے کو ہاتھوں کا زنا قرار دیا اور اس کی طرف چل کر جانے کو پیروں کا زنا قرار دیا۔ یہ سارے امور حرام ہیں خواہ یہ فی الواقع اور عملاً زنا پر منتج ہوں یا نہ ہوں اور ان تمام جرائم سے احتراز کے لیے عورتوں کے حجاب کا حکم ہے۔

آیت مذکورہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ اگر مرد عورتوں سے کوئی استعمال کی چیز برتن یا کپڑا مانگیں تو پردہ کے پیچھے سے مانگیں۔ قرآن و سنت کی رو سے یہی پردہ مطلوب و مقصود ہے کہ عورتیں اپنے وجود کو مردوں کی نظروں سے چھپائیں اور مردان کو نہ دیکھیں اور اگر کوئی چیز مانگنے لگیں تو وہ بھی پردے کے پیچھے ہو کر مانگیں کہ پردہ کا یہ حکم مردوں اور عورتوں دونوں کو نفسانی وساوس سے پاک رکھنے کے لیے دیا گیا ہے۔ (معارف القرآن)

شوہر کے قریبی رشتہ دار تو موت ہیں

۱۶۲۸. وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "إِيَّاكُمْ

وَالذُّخُولَ عَلَى النِّسَاءِ" فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَقْرَأَيْتَ الْحَمُوَ قَالَ : "الْحَمُوُ الْمَوْتُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"الْحَمُوُ": قَرِيبُ الزَّوْجِ كَأَخِيهِ وَابْنِ أَخِيهِ وَابْنِ عَمِّهِ .

(۱۶۲۸) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو اپنے آپ کو عورتوں

کے پاس جانے سے بچاؤ۔ اس پر انصار میں سے کسی شخص نے کہا کہ دیور کا کیا حکم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دیور تو موت ہے۔

(متفق علیہ)

حمو: شوہر کا قریبی رشتہ دار، مثلاً بھائی، بھتیجا اور بچا زاد وغیرہ۔

تخریج حدیث (۱۶۲۸): صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لا یخلون رجل بامرأة. صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحريم الخلوۃ الاجنبیہ.

کلمات حدیث: ایاکم والد حول علی النساء: عورتوں کے پاس تنہائی میں جانے سے احتراز کرو۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد فرمایا کہ کبھی کسی اجنبی عورت کے پاس تنہائی میں نہ جاؤ، اور کسی تنہا عورت کے ساتھ خلوت میں نہ بیٹھو، کیونکہ تنہا مرد اور عورت کے درمیان تیسرا شیطان ہے۔ بہر حال خلوت بالا جنبیہ حرام ہے اور گناہ ہے اور اس سے احتراز بے حد ضروری ہے اور بالخصوص اس صورت جبکہ مرد شوہر کا قریبی رشتہ دار ہو کہ عزیز قریب ہونے کی وجہ سے گھر میں آمد و رفت بھی رہتی ہے اور تنہائی کے مواقع بھی پیدا ہو جاتے ہیں اس لیے بہ نسبت دوسرے لوگوں کے ان قریبی رشتہ داروں سے احتیاط زیادہ ضروری ہے، کہ اس صورت میں فتنہ کے مواقع زیادہ ہیں اور اسی لیے ان قریبی رشتہ داروں کو موت کہا گیا یعنی دین اور اخلاق کی موت۔

(فتح الباری: ۲/۱۰۶۵. شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۴/۱۲۹)

اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا حرام ہے

۱۶۲۹. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا يَخْلُونَ أَحَدُكُمُ بامرأة إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۶۲۹) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی کسی اجنبی

عورت کے ساتھ ہرگز تنہائی میں نہ بیٹھے الا یہ کہ اس کا محرم موجود ہو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۶۲۹): صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لا یخلون رجل بامرأة. صحیح مسلم، کتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم.

شرح حدیث: اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا حرام اور گناہ ہے اور کسی مرد کو ہرگز کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھنا چاہئے الا یہ کہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو۔ تنہا کسی عورت کے ساتھ ہونا جہاں بہت سی برائیوں کا پیش خیمہ بن سکتا ہے وہاں اس عورت کے محارم کے دلوں میں شکوک و شبہات بھی پیدا کر سکتا ہے جو بالعموم معاشرتی فساد پر منتج ہوتے ہیں۔ اس لیے فرمایا ہے کہ عورت اور مرد کے درمیان تیسرا شیطان ہے کہ کچھ بھی نہ کرے تو دونوں کے اعزاء کے درمیان اور دیکھنے والوں کے دلوں میں بدگمانی تو ضرور پیدا کر دے گا۔ (دلیل الفالحین ۴/۴۱۶)

مجاہدین کی عورتوں کے ساتھ خیانت کرنا زیادہ بڑا گناہ ہے

۱۶۳۰. وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ سِوَى الْقَاعِدِينَ كَحُرْمَةِ أُمَّهَاتِهِمْ، مَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِينَ يَخْلُفُ رَجُلًا مِنَ الْمُجَاهِدِينَ فِي أَمْلِهِ فَيُحَوِّنَهُ بِهِمْ إِلَّا وَقَفَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَأْخُذُ مِنْ حَسَنَاتِهِ مَا شَاءَ حَتَّى يَرْضَى، ثُمَّ انْفَتَحَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ مَا ظَنُّكُمْ؟“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۶۳۰) حضرت :- یہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو مرد جہاد میں شرکت کے لیے نہ جائیں ان پر جہاد میں جانے والوں کی عورتوں کی حرمت ماؤں کی حرمت کے برابر ہے۔ جہاد میں شرکت نہ کرنے والا شخص جو مجاہد کے اہل خانہ کے لیے اس کا نائب ہو اور پھر ان کے حق میں خیانت کرے اسے روز قیامت کھڑا کر دیا جائے گا اور وہ اس کی نیکیوں میں سے جس قدر چاہے گالے لے گا یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائے۔ پھر رسول اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تمہارا کیا خیال ہے؟ (مسلم)

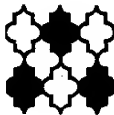
تخریج حدیث (۱۶۳۰): صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب حرمة نساء المجاہدین.

کلمات حدیث: یخلف: خلیفہ بنتا ہے۔ نائب بنتا ہے۔ یعنی مجاہد کے جہاد پر جانے کے بعد کوئی شخص اس کے گھر کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ خلف خلافت (باب نصر) نائب ہونا۔ جانشین ہونا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں فرمایا گیا ہے کہ جو مجاہد جہاد کے لیے چلا جائے اور کوئی شخص اس کی غیر موجودگی میں اس کے اہل خانہ کی دیکھ بھال سنبھالے تو اس مجاہد کے گھر کی عورتوں کی حرمت اس شخص کے لیے ایسی ہے جیسی حرمت اس کی اپنی ماں کی ہے یعنی ان کی خدمت ماں سمجھ کر کر لے اور ان کو اس طرح محترم و مکرم خیال کر لے جیسے آدمی اپنی ماں کو کرتا ہے۔

اور اگر اس نائب نے مجاہد کے گھر میں کسی خیانت کا ارتکاب کیا تو قیامت کے دن اسے مجاہد کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا اور مجاہد کو اجازت دی جائے گی کہ جس قدر چاہے اس کے نامہ اعمال میں سے نیکیاں لے لے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ اس کے نامہ اعمال میں کوئی نیکی باقی چھوڑ دے گا۔

(شرح صحیح مسلم: ۳۶/۱۳. دلیل الفالحین: ۴/۱۶۷)



(المباحث (۲۹۲)

بَابُ تَحْرِيمِ تَشَبُّهِ الرَّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَتَشَبُّهِ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ
فِي لِبَاسٍ وَحَرَكَةٍ وَغَيْرِ ذَلِكَ
لباس میں حرکت وادامیں اور اسی طرح دیگر امور میں مردوں کو عورتوں کی
اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت اختیار کرنا حرام ہے

۱۶۳۱. عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِينَ
مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ، وَفِي رِوَايَةٍ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ
الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۶۳۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان مردوں پر جو عورتوں والا حلیہ
اختیار کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں والا حلیہ اختیار کریں لعنت فرمائی ہے۔ اور ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مردوں
کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر اور عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۶۳۱): صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب نفی اهل المعاصی والمخنثین.

کلمات حدیث: مخنثین: جمع مخنث. خنث خنثا (باب سجع) عورتوں کے انداز و اطوار اختیار کرنا۔ مترجلات: جمع
مترجلة: وہ عورت جو مردوں کے انداز و اطوار اختیار کرے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں مردوں کو منع فرمایا گیا ہے کہ وہ حرکات و سکنات اور کلام کی نرمی اور نوح اور زینت و لباس میں
عورتوں کے طور طریقے اختیار کریں اور اسی طرح عورتوں کو مردوں کی حرکات و سکنات لباس اعمال اور اطوار میں مردوں کی مشابہت اختیار
کرنے سے منع فرمایا ہے۔ یہ تشبیہ بالنساء اور تشبیہ بالرجال حرام ہے اور گناہ ہے۔

ابن ابی جرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حرمت کی حکمت یہ ہے کہ مشابہت اختیار کرنے والا مرد یا عورت گویا اس خلقت پر راضی نہیں
جس پر اللہ نے انہیں پیدا کیا ہے اور اللہ کے کار خلیق میں تغیر کے درپے ہیں۔

(فتح الباری: ۱۳۹/۳. روضة المتقین: ۱۳۷/۴. دلیل الفالحین: ۴/۱۷۷)

عورت و مرد کا لباس میں ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنا ممنوع ہے

۱۶۳۲. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ
لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

(۱۶۳۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر جو عورتوں کا لباس پہنے اور اس

عورت پر جو مردوں کا لباس پہنے لعنت فرمائی ہے۔ (ابوداؤد بسند صحیح)

تخریج حدیث (۱۶۳۲): سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب لباس النساء.

کلمات حدیث: لبسة المرأة: عورتوں کا ملبوس۔ عورتوں کا لباس، زنانہ کپڑے۔

شرح حدیث: عورتوں کے ساتھ مخصوص لباس اور زنانہ کپڑے پہننا مردوں پر حرام ہے اور مردوں کے ساتھ مخصوص لباس اور مردانہ کپڑے پہننا عورتوں کو حرام ہے اور گناہ ہے کیونکہ لباس میں مرد و عورت کا ایک دوسرے کی نقل کرنا اس ساخت اور فطرت سے

انحراف کرنا ہے جس پر اللہ نے انہیں پیدا فرمایا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ذکر کیا گیا کہ فلاں عورت مردوں جیسے جوتے پہنتی ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے اس عورت پر لعنت فرمائی ہے جو کسی بات میں مردوں کی مشابہت اختیار کرے۔

(روضة المتقين: ۴/۱۳۸)

جہنمی عورتوں کی صفات

۱۶۳۳. وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صُفْنَانِ مِنَ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا: قَوْمٌ مَعَهُمْ سَيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ، رُؤُسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَإِنَّ رِيحَهَا لِيُوجِدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

معنی ”کاسیات“: اُی مِنْ نِعْمَةِ اللَّهِ ”عاریات“ مِنْ شُكْرِهَا. وَقِيلَ مَعْنَاهُ: تَسْتُرُ بَعْضُ بَدَنِهَا وَتَكْشِفُ بَعْضَهُ، أَظْهَارًا لِحِمَالِهَا وَنَحْوَهُ وَقِيلَ: تَلْبَسُ ثَوْبًا رَفِيقًا يَصِفُ لَوْنُ بَدَنِهَا. وَمَعْنَى ”مَائِلَاتٌ“ قِيلَ عَنْ طَبَاعَةِ اللَّهِ وَمَا يَلْزُمُهُنَّ حِفْظُهُ ”مُمِيلَاتٌ“ اُی يُعْلَمْنَ غَيْرُهُنَّ فَعَلَهُنَّ الْمَذْمُومُ. وَقِيلَ مَائِلَاتٌ يَمْشِينَ مُتَبَخِّرَاتٍ، مُمِيلَاتٌ لَا كَسَا فِهِنَّ. وَقِيلَ: مَائِلَاتٌ يَمْتَشِطْنَ الْمِشْطَةَ الْمِيلَاءَ، وَهِيَ مِشْطَةُ الْبَغَايَا ”وَمُمِيلَاتٌ“: يَمْشِطْنَ غَيْرَهُنَّ تِلْكَ الْمِشْطَةَ، ”رُؤُسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ“ اُی يُكَبِّرُ نَهَا وَيُعْظِمُنَهَا بِلَفِّ عِمَامَةٍ أَوْ عَصَابَةٍ أَوْ نَحْوِهَا.

(۱۶۳۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو قسمیں اہل جہنم کی ایسی ہیں

جنہیں میں نے نہیں دیکھا۔ ایک وہ گروہ جن کے پاس گائے کی دم جیسے کوڑے ہوں گے ان سے لوگوں کو ماریں گے۔ اور عورتوں کا وہ گروہ جو لباس کے باوجود برہنہ ہوں، لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور خود مائل ہونے والی ان کے سر بخنکی اونٹ کی جھکی ہوئی

کو ہانوں جیسے ہوں گے۔ نہ وہ جنت میں جائیگی اور نہ اس کی خوشبو پائیگی۔ حالانکہ اس کی خوشبو اتنے اور اتنے فاصلے تک پہنچے گی۔

(مسلم)

کاسیات: اللہ کی نعمت کا لباس پہنے ہوئے۔ عاریات: نعمت شکر سے عاری، کسی نے کہا کہ اس کے معنی ہیں اپنے جسم کے کچھ حصے کو چھپائے ہوں گی اور کچھ خوبصورتی کے اظہار کے لیے کھلا رکھیں گی۔ بعض نے کہا کہ اتنا باریک لباس پہنیں گی جس سے ان کے جسم کا رنگ جھلکے گا۔ مائلات: کے معنی یہ ہیں کہ وہ اللہ کی اطاعت سے ہٹی ہوئی ہوں گے اور اس کی حفاظت سے گریز کرنے والی ہوں گی۔ میلمات: کے معنی ہیں اپنے اس مذموم فعل سے دوسری عورتوں کو واقف کرائیگی۔ کسی نے کہا کہ ”مائلات“ کے معنی ہیں ناز و انداز سے چلنے والی اور میلمات اپنے شانوں کو منکانے والی۔ بعض نے کہا کہ میلمات کے معنی ہیں کہ وہ ایسی کنگھی پٹی کریں گی جس سے دوسروں کو اپنی طرف مائل کریں اور وہ بدکار عورتوں کی کنگھی پٹی ہے اور میلمات کے معنی ہیں جو دوسری عورتوں کی بھی اسی طرح کنگھی پٹی کرے۔

رؤسہن کاسنمۃ البخت: کے معنی ہیں اپنے سروں کو کوئی چیز لپیٹ کر اونچا کرنے والی ہوں گی۔

تخریج حدیث (۱۶۲۳): صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب النساء الکاسیات العاریات۔

کلمات حدیث: من اهل النار: اہل جہنم۔ جہنمی لوگ۔ وہ لوگ جنہیں جہنم میں بھیجا جائے گا۔ لم أرہما: دو گروہ اہل جہنم ہیں جنہیں میں نے نہیں دیکھا یعنی میرے زمانے میں موجود نہیں ہیں۔ سیاط: جمع سوط۔ کوڑا۔ یضربون بہا الناس: ان کوڑوں سے ناحق لوگوں کو مارینگے۔ کاسیات عاریات: نیم برہنہ عورتیں، امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر عورت کا لباس اس کا مکمل ساتر نہیں ہے تو وہ بھی عریانی ہے۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اہل جہنم کے دو گروہ ہیں جو ابھی میں نے نہیں دیکھے اور آئندہ ہوں گے ان میں سے ایک گروہ ان ظالم اور جابر لوگوں کا ہے جو لوگوں پر مسلط ہو جائینگے اور ان کو ناحق مارینگے اور پیٹینگے۔

دوسرا گروہ ان عورتوں کا ہے جو لباس پہنے ہوئے ہونے کے باوجود برہنہ ہوں گی اور ایسا لباس پہنے ہوئے ہوگی جس سے جسم کے نشیب و فراز واضح ہوں گے، جسم کے کچھ حصے نظر آئیں گے یا کپڑوں میں سے جھلکاتے نظر آئیں گے یہ عورتیں مردوں کی طرف مائل ہوں گی اور انہیں اپنی طرف مائل کریں گی اور اپنے سر کے بالوں کو اس طرح بنا لیں گی جیسے بختی اونٹوں کے ٹہان ہوں۔ یہ عورتیں نہ جنت میں جائیگی اور نہ اس کی خوشبو پائیگی حالانکہ جنت کی خوشبو دور دور تک پہنچے گی۔

(شرح صحیح مسلم: ۹۲/۱۴۔ روضة المتقین: ۱۳۹/۴)



الْبَنَاتِ (۲۹۳)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّشْبِهِ بِالشَّيْطَانِ وَالْكَفَّارِ شیطان اور کفار سے مشابہت کی ممانعت

الئے ہاتھ سے کھانے کی ممانعت

۱۶۳۴. عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَأْكُلُوا بِالشِّمَالِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ وَيَشْرَبُ بِالشِّمَالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۶۳۴) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بائیں ہاتھ سے مت کھاؤ کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۶۳۴): صحیح مسلم، الاشربہ، باب آداب الطعام والشرب واحکامها.

شرح حدیث: شیطان خیس ذلیل اور مردود ہے اس لیے ہر وہ کام جو شیطان کرتا ہے وہ بھی خیس ذلیل اور مردود ہے، شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے اس لیے ہرگز کوئی شخص کبھی کھانے اور پینے میں بائیں ہاتھ استعمال نہ کرے بلکہ مسلمان کو چاہئے ہر اچھے پاکیزہ اور عمدہ کام میں دایاں ہاتھ استعمال کرے۔ (شرح صحیح مسلم: ۱۶۰/۱۳. تحفة الاحوذی: ۵۲۵/۵)

شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے

۱۶۳۵. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا يَأْكُلَنَّ أَحَدُكُمْ بِشِمَالِهِ، وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۶۳۵) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ہرگز اپنے بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور نہ بائیں ہاتھ سے پیے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۶۳۵): صحیح مسلم، کتاب الاشربہ، باب آداب الطعام والشرب واحکام مهمما.

شرح حدیث: کھانے پینے کے اسلامی آداب میں سے ایک اہم ادب دائیں ہاتھ سے کھانا پینا ہے اور بائیں ہاتھ سے کھانے یا پینے میں شیطان کی مشابہت ہے جو ممنوع ہے۔ اسی بنا پر اس حدیث مبارک میں تاکید شدید کے ساتھ ارشاد ہوا ہے کہ تم میں سے کوئی ہرگز بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور نہ ہرگز بائیں ہاتھ سے پیے کہ یہ عمل شیطان ہے۔

(شرح صحیح مسلم: ۱۶۱/۱۴. روضة المتقين: ۱۴۱/۴. تحفة الاحوذی: ۲۵/۵)

خضاب استعمال کر کے یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرو

۱۶۳۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبِغُونَ فَخَالِفُوهُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

الْمُرَادُ: خِضَابُ شَعْرِ اللَّحْيَةِ وَالرَّأْسِ الْأَبْيَضِ بِصُفْرَةٍ أَوْ حُمْرَةٍ، وَأَمَّا السَّوَادُ فَمَنْهَى عَنْهُ كَمَا سَنَذْكُرُهُ فِي الْبَابِ بَعْدَهُ، إِنْشَاءَ اللَّهِ تَعَالَى.

(۱۶۳۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہود اور نصاریٰ بالوں کو نہیں رنگتے تو تم ان کی مخالفت کرو۔ (متفق علیہ)

مراد ہے ڈاڑھی اور سر کے سفید بالوں کو پیلا یا سرخ رنگنا۔ سیاہ رنگ لگانا منع ہے۔ جیسا کہ ہم اگلے باب میں بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

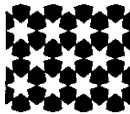
مخرج حدیث (۱۶۳۶): صحيح البخاری، اللباس، باب الخضاب. صحيح مسلم، اللباس والزينة باب مخالفة

اليهود في الصبغ.

کلمات حدیث: خضاب: مہندی وغیرہ سے سفید بالوں کو رنگنا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد فرمایا کہ یہود اور نصاریٰ کی مخالفت کرتے ہوئے اپنی ڈاڑھی اور سر کے سفید بالوں کو

مہندی سے رنگ لیا کرو، مہندی سے سفید بالوں کو رنگنا مستحب ہے اور سنت نبوی ﷺ ہے۔ (دلیل الفالحین: ۴/۴۲۱)



المبانی (۲۹۶)

بَابُ نَهْيِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ عَنْ خِضَابٍ شَعْرِهِمَا بِسَوَادٍ
مرد اور عورت دونوں کے لیے اپنے بالوں کو سیاہ خضاب سے رنگنا منع ہے

(۱۶۳۷) عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أُمِّي بَابِي قُحَافَةٌ وَالِدِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَوْمَ فَتَحَ مَكَّةَ وَرَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "غَيِّرُوا هَذَا وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۶۳۷) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لایا گیا ان کا سر اور ان کی داڑھی ٹغامہ کی طرح تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سفید بالوں کو بدل دو اور سیاہ کرنے سے اجتناب کرو۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۶۳۷): صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ۔ باب صبغ الشعر وتغییر الشیب۔

کلمات حدیث: ٹغامہ: ایک پودے پر کھلنے والی سفید کلی۔

خضاب کی تفصیلات

شرح حدیث: فتح مکہ کے روز حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ابوقحافہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں لائے گئے ان کے سر اور داڑھی کے بال بے حد سفید تھے آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ انہیں خضاب لگا دیا جائے لیکن وہ خضاب کالا نہ ہو۔

امام نووی رحمہ اللہ نے قاضی عیاض رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام اور تابعین میں خضاب کے بارے میں اور اس کی نوع کے بارے میں اختلاف رہا ہے چنانچہ بعض کے نزدیک خضاب نہ لگانا افضل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بڑھاپے کی تغیر سے منع فرمایا۔ یہ رائے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ خضاب کا استعمال افضل ہے چنانچہ ان احادیث کی بنا پر صحیح مسلم میں آئی ہیں متعدد صحابہ اور تابعین نے خضاب استعمال کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیلا رنگ استعمال کیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض دیگر حضرات نے مہندی اور کتم سے بال رنگے اور بعض دیگر نے زعفران استعمال کیا چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت حسن اور حسین وغیرہ ہم سے زعفران کا استعمال منقول ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض احادیث خضاب کی اجازت کے بارے میں ہے اور بعض اس کی ممانعت میں مروی ہیں لیکن ان میں تناقض نہیں ہے بلکہ خضاب لگانے کی احادیث ان لوگوں کے بارے میں جن کی سفیدی ابوقحافہ جیسی ہو اور ممانعت ان کے لیے ہے جبکہ بال کالے اور سفید ملے جلے ہوں۔ بہر حال اس امر پر اجماع ہے کہ خضاب کا حکم یا اس کی ممانعت دونوں وجوب کے لیے نہیں ہیں بلکہ بیان جواز کے لیے ہیں اور اسی لیے ایک دوسرے پر رد اور انکار منقول نہیں ہے۔

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس کے بال ابو قافہ کی طرح سفید ہوں اس کے لیے خضاب اولیٰ ہے ورنہ عدم تختیب بہتر ہے۔ لیکن مطلقاً خضاب اولیٰ ہے کہ اس میں اہل کتاب کی مخالفت ہے۔

ترمذی میں حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بڑھاپے کی تغیر کا سب سے اچھا طریقہ مہندی اور کتم (وسمہ) ہے۔ (شرح صحیح مسلم: ۶۸/۱۴، روضة المتقین: ۱۴۳/۴)



الْبَيِّنَات (۲۹۵)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْقَزَعِ وَهُوَ حَلْقُ بَعْضِ الرَّأْسِ دُونَ بَعْضٍ
وَأَبَاحَةِ حَلْقِهِ كُلِّهِ لِلرَّجُلِ دُونَ الْمَرْأَةِ
قَزَعٌ، یعنی سر کا کچھ حصہ مونڈے اور کچھ چھوڑ دینے کی ممانعت اور
مرد کو سارا سر مونڈنے کی اجازت اور عورت کو ممانعت

قزع کی ممانعت

۱۶۳۸. عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقَزَعِ،
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۶۳۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قزع سے منع فرمایا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۶۳۸): صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب القزع، صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب کراهة

القزع.

کلمات حدیث: قزع جمع قزعه: بادل کا ٹکڑا مراد ہے سر کے کچھ حصہ کو مونڈنا اور باقی سر کے بال چھوڑ دینا۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے قزع سے منع فرمایا۔ سنن ابی داؤد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قزع سے منع فرمایا اور قزع یہ ہے کہ بچے کا سارا سر مونڈ کر ایک لٹ چھوڑ دی جائے یعنی چاروں طرف سے سر مونڈ کر درمیان میں بال چھوڑ دیئے جائیں جو بعد میں چوٹی یا لٹ بن جائیں۔ امام خطابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قزع یہی ہے۔ جیسا کہ ہندوستان میں ہنود کا طریقہ ہے۔ (فتح الباری: ۱۰۱/۳، شرح صحیح مسلم: ۸۵/۱۴)

سر کے بعض حصے مونڈھنے کی ممانعت

۱۶۳۹. وَعَنْهُ قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبِيًّا قَدْ حَلَقَ بَعْضَ شَعْرِ رَأْسِهِ
وَتَرَكَ بَعْضَهُ، فَنَهَاهُمْ عَنْ ذَلِكَ وَقَالَ: "أَخْلِقُوهُ كُلَّهُ، أَوْ اتْرُكُوهُ كُلَّهُ"، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ
صَحِيحٍ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ.

(۱۶۳۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ایک بچے کو

دیکھا کہ اس کے سر کے کچھ بال مونڈ دیئے گئے ہیں اور کچھ چھوڑ دیئے گئے ہیں تو آپ ﷺ نے انہیں اس سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یا تو سارے بال مونڈ دیا سارے چھوڑ دو۔ (ابوداؤد نے سند صحیح روایت کیا جو بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے)

تخریج حدیث (۱۶۲۹):

سنن ابی داؤد، کتاب الترجل، باب الذؤابة .

شرح حدیث: بچے کے سر کے بال سارے مونڈنے چاہئے یا سارے چھوڑنے چاہیے کچھ مونڈنے اور کچھ رکھنے سے منع فرمایا اور اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اہل کتاب مشرکین اور بت پرستوں کی مشابہت ہے۔

(روضة المتقين: ۱۴۶/۴ . دليل الفالحين: ۴۲۳/۴ . نزهة المتقين: ۴۴۰/۴)

جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچوں کے سر مونڈوائے

۱۶۳۰ . وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَهَلَ آلَ جَعْفَرٍ ثَلَاثًا ثُمَّ أَنَاهُمْ فَقَالَ: "لَا تَبْكُوا عَلَى أَخِي بَعْدَ الْيَوْمِ" ثُمَّ قَالَ: "ادْعُوا إِلَى بَنِي أَخِي" فَجِئْنَا بَنَانَا أَفْرُخَ فَقَالَ: "ادْعُوا إِلَى الْحَلَّاقِ" فَأَمَرَهُ فَحَلَقَ رُؤُسَنَا، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَلَى شَرِّطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ .

(۱۶۳۰) حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آل جعفر کو تین دن کا موقع دیا اور پھر تشریف لائے اور فرمایا کہ آج کے بعد میرے بھائی پر نہ رونا، پھر فرمایا کہ میرے بھتیجوں کو میرے پاس بلاؤ۔ ہمیں لایا گیا جیسے ہم چھوٹے چوزے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حلاق کو بلاؤ آپ ﷺ نے حلاق کو حکم دیا اس نے ہمارے سروں کے بال مونڈ دیے۔ (ابوداؤد سند صحیح علی شرط بخاری و مسلم)

تخریج حدیث (۱۶۳۰):

سنن ابی داؤد، کتاب الترجل، باب حلق الرأس .

کلمات حدیث: فجئنا بنا کانا افرخ: ہمیں لایا گیا اور ہم اتنے چھوٹے تھے جیسے چوزے ہوں۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر جو غزوہ موتہ میں شہید ہوئے تھے ان کے گھر والوں کو تین دن ان کا سوگ کرنے کی اجازت دی اور اس کے بعد رونے سے منع فرمادیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت جعفر کے بچوں کو بلوایا جو ابھی کم عمر تھے اور حجام کو بلا کر ان کے سر منڈوا دیے۔

حج اور عمرے سے فارغ ہو کر سر منڈانا افضل ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ حج اور عمرے کے علاوہ بھی سر منڈانا بلا کر اہت جائز ہے۔ البتہ بال رکھنا افضل ہے۔ (روضة المتقين: ۱۴۸/۴ . دليل الفالحين: ۲۲۴/۴)

عورت کے لیے سر کے بال مونڈوانا ممنوع ہے

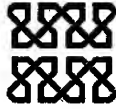
۱۶۳۱ . وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَحْلِقَ الْمَرْأَةُ رَأْسَهَا" رَوَاهُ النَّسَائِيُّ .

(۱۶۴۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورت کا سر موٹنے سے منع فرمایا۔ (نسائی)

تخریج حدیث (۱۶۴۱): سنن الترمذی، کتاب الزینۃ باب النہی عن حلق المرأة رأسها.

شرح حدیث: عورت کو سر موٹنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے اور حج میں بھی تقصیر (بال چھوٹے کرانے) کا حکم ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک اثر مروی ہے کہ عورت کے لیے انگلی کے پورے کے برابر بال کاٹ لینا کافی ہے۔

(روضۃ المتقین: ۴/۱۴۸)



(الباب ۲۹۶)

بَابُ تَحْرِيمِ وَصْلِ الشَّعْرِ وَالْوُشْمِ وَالْوُشْرِ وَهُوَ تَحْدِيدُ الْأَسْنَانِ
بِالْمَلَانِ لِكُودِنِ اَوْ ذِنَانِ بَارِكِ كَرْنِ كِي حَرْمَتِ كَا بِيَانِ

اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورتیں بگاڑنا شیطانی عمل ہے

۳۹۴۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿إِنْ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا إِنْشَاءً وَإِنْ يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا ۝ لَعَنَهُ اللَّهُ ۝
وَقَالَ لَا تَخْذَنْ مِنْ عِبَادِكْ نَصِيبًا مَفْرُوضًا ۝ وَلَا ضِلَّهُمْ وَلَا تُمْسِكْهُمْ وَلَا تُؤْمِنِيهِمْ وَلَا تُمْرَنَّهُمْ
فَلْيَبْتَئِكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَا تَمُرَّهُمْ فَلْيُغَيِّرْ خَلْقَ اللَّهِ ۝ الْآيَةُ ۝﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”یہ اللہ کے سوا مومن چیزوں کو پکارتے ہیں اور یہ شیطان سرکش کو پکارتے ہیں اللہ نے اس پر لعنت فرمائی، اور کہا کہ میں تیرے بندوں میں سے ضرور مقررہ حصہ لوں گا اور ضرور انہیں گمراہ کروں گا اور ان کو آرزوؤں میں مبتلا کروں گا اور انہیں حکم دوں گا پس وہ چوپایوں کے کان چیریں گے اور ضرور میں انہیں حکم دوں گا وہ اللہ کی بنائی ہوئی صورتوں میں تغیر کریں گے۔“ (النساء: ۱۱۷)

تفسیری نکات: یہ لوگ یعنی کفار اور مشرکین اللہ کی بندگی اور اس کی عبادت چھوڑ کر بت پرستی میں مبتلا ہیں اور بتوں کے نام بھی عورتوں کے نام پر رکھے ہیں جیسے ”عزی، منات اور نائلہ“ اس سے بڑھ کر جہالت اور نادانی کیا ہوگی کہ اپنے ہی ہاتھوں سے بت تراشے خود ہی ان کے زنا نام رکھے اور خود ہی ان کی پرستش شروع کر دی۔ اسی پر اس نہیں یہ اس شیطان کی بندگی کرتے ہیں جس نے ذلیل و رسوا ہو کر کہا تھا کہ میں ضرور اولاد آدم کو گمراہ کروں گا اور ان کو اپنے ساتھ جہنم میں لے جاؤں گا اور ان کو راہ حق سے بھٹکانے کے تمام طریقے آزمائوں گا ان کے دلوں میں خواہشوں کی ایک دنیا بسا دوں گا سینوں میں آرزوؤں کا ایک تلاطم برپا کروں گا انہیں دنیا کی رنگینی کا گرویدہ بنا کر موت اور موت کے بعد کے انجام سے غافل کروں گا میں ان سے کہوں گا تو یہ جانوروں کے کان چیر کر انہیں بتوں کی نذر کریں گے اور چڑھاوے چڑھائیں گے اور اللہ کی تخلیق میں دخل دے کر اس نے جس طرح بنایا ہے اس میں تغیر کریں گے بدن کو گود کر اس میں رنگ بھر کر تصویر بنائیں گے، بچوں کے سروں پر غیر اللہ کے نام کی چوٹیاں رکھیں گے اللہ کے احکام بدل کر حلال کو حرام اور حرام کو حلال کریں گے۔

مصنوعی بال لگانے کی ممانعت

۱۶۳۲۔ وَعَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ:

يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ ابْتَنَيْتُ أَصَابَتْنِي الْحَصْبَةُ فَتَمَرَّقَ شَعْرُهَا، وَإِنِّي زَوَّجْتُهَا، أَفَاصِلُ فِيهِ؟ فَقَالَ: ”لَعَنَ اللَّهُ

الْوَاصِلَةُ وَالْمَوْصُولَةُ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِي رِوَايَةٍ ”الْوَاصِلَةُ، وَالْمُسْتَوْصِلَةُ“

قَوْلُهَا ”فَتَمْرُق“ هُوَ بِالرَّاءِ وَمَعْنَاهُ : انْتَثَرَتْ وَسَقَطَتْ . وَالْوَاصِلَةُ : الَّتِي تَصِلُ شَعْرَهَا أَوْ شَعَرَ غَيْرِهَا

بِشَعْرِ آخَرَ .

”وَالْمَوْصُولَةُ“: الَّتِي يُوَصِّلُ شَعْرَهَا، ”وَالْمُسْتَوْصِلَةُ“: الَّتِي تَسْأَلُ مَنْ يَفْعَلُ لَهَا ذَلِكَ .

وَعَنْ غَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا نَحْوَهُ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۶۳۲) حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا

کہ حصہ (بیاری) سے میری بیٹی کے بال جھڑ گئے ہیں اور میں نے اس کی شادی کر دی ہے کیا میں اس کے سر میں مصنوعی بال لگا دوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بال جوڑنے والی اور جس کے بال جوڑے جائیں دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (متفق علیہ)

اور ایک اور روایت میں واصلہ اور مستوصلہ کے الفاظ ہیں۔

فَتَمْرُق : کے معنی ہیں بال جھڑ گئے اور گر گئے۔ واصلہ وہ عورت جو اپنے بال یا کسی اور کے بال دوسرے بالوں سے جوڑتی ہے۔

موصولہ : جس کے بال جوڑے جائیں۔ مستوصلہ : بال جڑوانے والی، جو کسی سے کہے کہ میرے بال لگا دو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ایک روایت اسی طرح منقول ہے۔

تخریج حدیث (۱۶۳۲): صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب الموصولہ . صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ۔

باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلۃ .

کلمات حدیث: حصہ : کھسرایا چپک کی بیاری جس میں سر کے بال جھڑ جاتے ہیں۔

شرح حدیث: عورت کے سر کے بالوں میں دوسرے بال کسی طریقے سے ملانا یا لگانا یا چپکا نامنوع ہے اور لگانے والی اور لگوانے

والی دونوں گنہگار ہیں۔ (فتح الباری: ۱۵۵/۳ . شرح صحیح مسلم للنووی: ۸۶/۱۴ . روضة المتقین: ۱۵۰/۴)

مصنوعی بال لگانے پر بنی اسرائیل کی پکڑ ہوئی تھی

۱۶۳۳ . وَعَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَامَ حَجِّ عَلَى الْمُنْبَرِ وَتَنَاولَ

قُصَّةً مِنْ شَعْرِ كَانَتْ فِي يَدِ حَرْسِيِّ فَقَالَ يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَيْنَ عُلَمَاءُكُمْ؟! سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هَذِهِ وَيَقُولُ : ”إِنَّمَا هَلَكْتُ بَنُو إِسْرَآئِيلَ حِينَ اتَّخَذُوا نِسَاءَهُمْ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۶۳۳) حمید بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حج والے سال پر سر منبر پر

بات سنی۔ ان کے ہاتھ میں ایک بالوں کا گچھا تھا جو انہوں نے پہرے دار سے لیا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اہل مدینہ

تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے نبی کریم ﷺ کو اس قسم کے کام سے منع کرتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ بنو اسرائیل اس وقت ہلاک ہوئے جب ان کی عورتوں نے ان کاموں کو اختیار کر لیا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۶۴۳): صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب الوصل فی الشعر، صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ باب تحریم فعل الواصلة والمستوصلة.

کلمات حدیث: عام حج علی المنبر: عام حج سے مراد ۱۵ھ ہے اور منبر رسول ﷺ ہے۔ قصہ: بالوں کا گچھا۔ پیشانی کے بالوں کی لٹ۔

شرح حدیث: حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورتوں کے ان کاموں کے ذکر فرمایا جن سے رسول اللہ ﷺ سے منع فرمایا یعنی بابل ملانا وغیرہ اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان بیان فرمایا کہ بنی اسرائیل کی ہلاکت کا سبب منجملہ دیگر معاصی کے ایک یہ بھی تھا کہ ان کی عورتوں نے اس طرح کے کام شروع کر دیئے تھے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تمہارے علماء کہاں ہیں؟ مطلب یہ ہے کہ وہ ان کاموں سے کیوں نہیں روکتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ارباب اختیار جب کسی برائی کو پھیلنے دیکھیں تو خود اس کے تدارک کی فکر کریں اور علماء کو بھی متوجہ کریں کہ وہ دعوت تبلیغ کے ذریعے اس برائی کو روکیں اور لوگوں کو نصیحت کریں۔

(فتح الباری: ۲/۳۵۰، شرح صحیح مسلم: ۹۱/۱۴، تحفة الاحوذی: ۸/۶۸)

گودنے والی گودوانے والی دونوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت

۱۶۴۴. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَعَنَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۶۴۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بال جوڑنے والی، جڑوانے والی اور

گودنے والی اور گودوانے والی پر لعنت فرمائی۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۶۴۴): صحیح البخاری، اللباس، باب المستوشمة، صحیح مسلم، اللباس والزینۃ، باب تحریم الواصلة والمستوصلة.

کلمات حدیث: الواشمة: گودنے والی۔ وشم: جسم میں سوئی چھپا کر رنگ یا نیل بھرنا اور اس طرح جسم پر کوئی نقش یا تصویر بنانا۔ وشم و شما (باب ضرب) گودنا۔ مستوشمة: وہ عورت جس کے جسم پر گودا جائے یا وہ عورت جو کسی اور عورت کو گودوانے پر آمادہ کرے۔

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک انسان کے بالوں کے ساتھ دوسرے بالوں کا ملانا حرام ہے کیونکہ کسی انسان کے بال ہوں یا اس کے دیگر اجزاء ان کا استعمال جائز نہیں ہے۔ اگر بال انسان کے علاوہ کسی پاک جانور کے ہوں تو

شوہر کی اجازت کے ساتھ عورت کے لگوا لینے میں جواز کی گنجائش ہے۔ اسی طرح فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ انسان کے بال دوسرے انسان سے ملانا حرام ہے۔ علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جسم کو گودنا یا گودوانا حرام ہے اور اگر کسی نے گودوایا تو اسے چاہئے کہ وہ اسے کسی طرح ختم کرائے۔ (فتح الباری ۳/۱۵۵، عمدۃ القاری ۲۳/۱۰۲، شرح صحیح مسلم ۱۴/۸۸)

ملعون عورتوں کا ذکر

۱۶۳۵۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَعَنَ اللَّهُ الْوَائِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ، وَالْمُتَمَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ، الْمُغَيَّرَاتِ خَلْقَ اللَّهِ!

فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَةٌ فِي ذَلِكَ فَقَالَ: وَمَالِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

”الْمُتَمَلِّجَةُ“ هِيَ: الَّتِي تَبْرُدُ مِنْ أَسْنَانِهَا لِيَتَبَاعَدَ بَعْضُهَا عَنْ بَعْضٍ قَلِيلًا وَتُحَسِّنُهَا وَهِيَ الْوَشْرُ وَالنَّامِصَةُ: الَّتِي تَأْخُذُ مِنْ شَعْرِ حَاجِبِ غَيْرِهَا وَتُرَقِّقُهُ لِيَصِيرَ حَسَنًا. وَالْمُتَمَلِّجَةُ: الَّتِي تَأْمُرُ مَنْ يَفْعَلُ بِهَا ذَلِكَ.

(۱۶۳۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے گودنے والی گودوانے والی، پلکوں کے بال اکھڑوانے والی اور خوبصورتی کے لیے دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کروانے والیوں پر جو اللہ کی پیدا کی ہوئی صورت میں تغیر کرتی ہیں لعنت فرمائی ہے۔ کسی عورت نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بارے میں کچھ کہا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں کیوں اس پر لعنت نہ کروں جس پر اللہ کے رسول نے لعنت کی اور جبکہ اللہ کی کتاب میں موجود ہے کہ جو رسول تمہیں دے وہ لے لو اور جس سے منع کر لے اس سے باز آ جاؤ۔ (متفق علیہ)

المتفلجہ: وہ عورت جو اپنے دانتوں کو گھس کر ان کے درمیان جگہ بنا لے اور انہیں خوبصورت بنا لے اور یہی وشر ہے اور نامصہ وہ عورت ہے جو بھوؤں کے یا چہرے کے بال اکھاڑے اور خوبصورتی کے لیے بھوئیں باریک بنائے۔ متمصہ وہ ہے جو دوسری عورت سے اپنی بھوئیں بنوائے۔

تخریج حدیث (۱۶۳۵): صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب المتفلجات للحسن، صحیح مسلم کتاب اللباس

والزينة، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة.

کلمات حدیث: الواشِمَات: گودنے والیاں جمع الواشمہ: المستوشمات گودوانے والیاں جمع المستوشمہ: المتتمصات: چہرے سے یا پلکوں سے بال نچوانے والیاں جمع المتتمصہ: المتفلجات للحسن: حسن کے لیے دانتوں کے درمیان جگہ کروانے والیاں۔ جمع المتفلجة.

شرح حدیث: اصل اصول یہ ہے کہ ایک مسلمان کا شیوہ یہ ہونا چاہئے کہ وہ ہر کام میں اور ہر بات میں اللہ کی تقدیر پر راضی رہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کو پیدا فرمایا ہے اور اسی نے انسان کو پیدا کیا ہے اور جو کچھ اس نے پیدا کیا ہے وہ بہت خوب بہت عمدہ اور بہت بہترین پیدا کیا ہے:

﴿الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ﴾

”اور اس کی بنائی ہوئی چیزوں میں نہ کوئی نقص ہے اور نہ کمی۔“

”هل ترى من تفاوت۔“

”اور نہ اس کی خلق کی ہوئی چیزوں میں کوئی رد و بدل اور تغیر روا اور درست ہے۔“

﴿لَا بُدِيلَ لِمَا خَلَقَ اللَّهُ﴾

کسی مسلمان مرد یا عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے جسم میں کوئی تغیر کرے اور کوئی رد و بدل کرے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے اسے جس طرح پیدا فرمایا ہے وہ اس پر راضی نہیں ہے اور وہ اللہ کی خلق میں تغیر چاہتا ہے۔ امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ جس طرح اللہ نے اسے پیدا فرمایا ہے وہ اس میں کوئی تغیر کرے کہ کچھ اضافہ کرے یا کمی کرے، خواہ شوہر کے لیے کرے یا لوگوں کو دکھانے کے لیے کرے۔ مثلاً اگر بھونیں ملی ہوئی ہیں تو ان کے درمیان جگہ پیدا کرے، پلکوں کے بال نچوائے یا انہیں باریک کمان دار بنائے۔ بال چھوٹے ہوں تو بال لگوا کر لمبے کرائے دانت لمبے ہوئے ہوں تو ان میں کشادگی پیدا کرائے۔ یہ سارے کام تغیر خلق اللہ میں داخل ہیں اور گناہ ہیں اور شیطانی کام ہیں کیونکہ شیطان نے کہا ہے کہ میں ان انسانوں کو حکم دوں گا کہ اللہ کی بنائی ہوئی چیزوں میں تغیر کریں۔ امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس طرح کے کاموں میں تغیر خلق اللہ کے ساتھ دھوکہ بھی ہے کہ عورت وہ نظر آتی ہے جو وہ درحقیقت نہیں ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات کسی عورت نے سنی تو اس نے تامل ظاہر کیا تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے امت کو جو احکام دیئے ہیں اور جن باتوں سے منع فرمایا ہے ان سب کو ماننا اور ان پر عمل کرنا لازم ہے اس لیے کہ خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ تمہیں جو حکم دیں اسے قبول کرو اور جس باعث سے منع کریں اس سے باز آ جاؤ۔

کسی عورت نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اگر اس طرح کی کوئی بات آپ کی بیوی میں ہو؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جاؤ دیکھ کر آؤ وہ دیکھنے لگی اور اسے کوئی بات نظر نہ آئی۔ اس پر حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر میری بیوی ان میں سے کوئی بات کرے تو میں اسے طلاق دیدوں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر کسی کی بیوی معصیت کی مرتکب ہو تو اسے چاہئے کہ اسے طلاق دیدے (فاسقہ عورت کو طلاق دینا مستحب ہے۔ ابن شائق)

(فتح الباری: ۲/۸۸۰۔ شرح صحیح مسلم: ۹۰/۱۴۔ تحفة الاحوذی: ۷۰/۸۔ روضة المتقين: ۱۵۴/۴)



الثانی (۲۹۷)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ مِنَ اللَّحْيَةِ وَالرَّأْسِ وَغَيْرِهِمَا وَعَنْ نَتْفِ الْأَمْرِدِ
شَعْرٍ لِحْيَتِهِ عِنْدَ أَوَّلِ طُلُوعِهِ

مرد کے داڑھی اور سر کے سفید بال اکھاڑنے کی ممانعت بے ریش مرد کا اپنی داڑھی
کے نئے نئے نکلنے والے بالوں کو اکھاڑنا منع ہے

سفید بال مومن کا نور ہے

۱۶۳۶. عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ: "لَا تَنْتَفُوا الشَّيْبَ، فَإِنَّهُ نُورُ الْمُسْلِمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" حَدِيثٌ حَسَنٌ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ،
وَالنَّسَائِيُّ بِإِسْنَادٍ حَسَنَةٍ. قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۱۶۳۶) حضرت عمرو بن شعیب از والد خود روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سفید بالوں کو نہ اکھاڑو
یہ روز قیامت مسلمان کا نور ہیں۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی باسانید حسنہ اور ترمذی رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث (۱۶۳۶): سنن ابی داؤد، الترجل، باب نتف الشیْب. الجامع للترمذی، ابواب الادب.

کلمات حدیث: نور المسلم: یعنی مسلمان کی داڑھی کے بال روز قیامت نور ہوں گے۔

شرح حدیث: داڑھی کے سفید بالوں کو نہ اکھاڑنا چاہئے کہ یہ روز قیامت نور بن کر چمکیں گے بالوں کی سفیدی آخرت کی یاد
دلانے اور اعمال صالحہ کرنے اور آخرت کی تیاری کی جانب متوجہ کرنے والی ہے۔ ”الجامع الکبیر“ میں ہے کہ ارشاد فرمایا رسول ﷺ نے کہ
بڑھاپے کے بال نہ اکھاڑو کہ یہ نور اسلام ہے اور جو مسلمان حالت اسلام میں بوڑھا ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کے لیے نیکی لکھ دیتے ہیں اس
کا درجہ بلند فرمادیتے اور اس سے خطا و گزر فرمادیتے ہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اس بات کو کمرہ سمجھتے تھے کہ مرد اپنی داڑھی یا سر
کے سفید بال اکھاڑے۔ (تحفة الاحوذی: ۱۱۲/۸، روضة المتقین: ۱۵۶/۴، دلیل الفالحین: ۴۲۹/۴)

جو دین میں نئی بات ایجاد کرے وہ مردود ہے

۱۶۳۷. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ عَمِلَ
عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۶۳۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کوئی ایسا کام کیا جس کے

بارے میں ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ کام مردود ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۶۴۷): صحیح مسلم، کتاب الاقضية، باب نقض الاحکام الباطلہ ورد محدثات الامور .

کلمات حدیث: لیس علیہ امرنا: ایسا کوئی کام جس کے بارے میں ہمارا حکم موجود نہیں ہے یعنی قرآن و سنت کی دلیل اس کے کام کے حق میں موجود نہیں ہے۔ فہورد: وہ کام مردود اور غیر مقبول ہے۔

شرح حدیث: کوئی ایسا نیا کام کرنا جسکے بارے میں اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کا حکم موجود نہ ہو وہ قابل رد اور غلط ہے اور ایسا کرنے والا اللہ یہاں جواب دہ ہوگا۔ اور اگر کوئی نیا کام دین کا کام اور حکم سمجھ کر کیا جائے تو وہ بدعت ہے۔ یہ حدیث اس سے پہلے باب النہی عن البدع و محدثات الامور میں گزر چکی ہے۔ (دلیل الفالحین: ۴/ ۴۳۰)



البیان (۲۹۸)

بَابُ كَرَاهِيَةِ الْاِسْتِنْجَاءِ بِالْيَمِينِ وَمَسِّ الْفَرْجِ بِالْيَمِينِ مِنْ غَيْرِ عُدْرِ

دائیں ہاتھ سے استنجاء اور بلا عذر شرمگاہ کو دایاں ہاتھ لگانے کی کراہت

۱۶۳۸. عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا

يَأْخُذَنَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ وَلَا يَسْتَنْجِ بِيَمِينِهِ، وَلَا يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي الْبَابِ أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ صَحِيحَةٌ.

(۱۶۳۸) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو

اپنے عضو کو دایاں ہاتھ سے نہ پکڑے اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجاء کرے اور نہ برتن میں سانس لے۔ (متفق علیہ)

اور اس باب میں بہت سی صحیح احادیث ہیں۔

مخرجات حدیث (۱۶۳۸): صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب لا یمسک ذکرہ بيمينہ اذبال . صحیح مسلم،

کتاب الطہارۃ، باب النہی عن الاستنجاء باليمين .

شرح حدیث: دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا یا شرمگاہ کو دایاں ہاتھ لگانا مکروہ ہے کیونکہ داہنا ہاتھ کھانا کھانے اور محترم کاموں کے لیے

ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا ممنوع ہے۔ اسی طرح برتن میں سانس لینے

سے منع فرمایا ہے اور ادب یہ ہے کہ برتن سے باہر سانس لے اور پینے کے دوران تین مرتبہ سانس لے۔

(فتح الباری: ۱/۱۵۳. شرح صحیح مسلم: ۴/۱۳۶. روضة المتقين: ۴/۱۵۷)



الْبَنَاتِ (۲۹۹)

بَابُ كَرَاهَةِ الْمَشْيِ فِي نَعْلِ وَاحِدَةٍ أَوْ خُفٍّ وَاحِدٍ لِغَيْرِ عُدْرٍ وَكَرَاهَةِ

لُبْسِ النَّعْلِ وَالْخُفِّ قَائِمًا لِغَيْرِ عُدْرٍ

بغیر عذر ایک جوتا یا ایک موزہ پہن کر چلنے کی کراہت اور بلا عذر کھڑے ہو کر جوتا یا موزہ پہننے کی کراہت

ایک جوتا پہن کر چلنا ممنوع ہے

۱۶۳۹. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَمْشِ أَحَدُكُمْ

فِي نَعْلِ وَاحِدَةٍ لَيَنْعَلُهُمَا جَمِيعًا أَوْ لِيُخْلَعَهُمَا جَمِيعًا.

وَفِي رِوَايَةٍ: أَوْ لِيُخْفِيَهُمَا جَمِيعًا، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۶۳۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایک جوتا پہن کر نہ

چلے یا دونوں پہنے یا دونوں اتار دے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ یا دونوں پاؤں کو ننگا کر لے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۶۳۹): صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب لا یمشی فی نعل واحد۔ صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة۔ باب اذا انتعل فلیبدأ بالیمین۔

کلمات حدیث: ینعلہما جمیعاً۔ دونوں پاؤں میں جوتا پہننے۔ لیخلعہما: دونوں پاؤں سے جوتا یا موزہ اتار دے۔

شرح حدیث: جب آدمی جوتا یا موزہ پہنے تو یا دونوں پیروں میں پہنے یا دونوں پیروں سے نکال دے۔ صحیح مسلم میں حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو پہلے اس کی

اصلاح کرائے پھر اس کو پہننے۔ (فتح الباری: ۱۲۸/۳۔ عمدۃ القاری: ۲۹/۲۳۔ شرح مسلم: ۱۳۶/۴)

ایک جوتا یا موزہ میں نہ چلے

۱۶۵۰. وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِ

أَحَدِكُمْ فَلَا يَمْشِ فِي الْأُخْرَى حَتَّى يُضْلِحَهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۶۵۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم میں

سے کسی کے ایک جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو دوسرے جوتے میں اس وقت تک نہ چلے جب تک اس کی مرمت نہ کرا لے۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۶۵۰): مسلم، کتاب اللباس والزینة۔ باب اذا انتعل فلیبدأ بالیمین۔

شرح حدیث: ایک پاؤں میں جوتا ہو اور دوسرے پاؤں میں نہ ہو یہ بدنامی لگتا اور آدمی کے وقار کے بھی خلاف ہے اور اس کے

ساتھ ہی گرنے اور پھسلنے کا اندیشہ بھی موجود ہے اس لیے اس طرح کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ (شرح صحیح مسلم: ۱۴/۶۴)

جوتا کھڑے ہو کر نہ پہنے

۱۶۵۱. وَعَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

(۱۶۵۱) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے منع فرمایا ہے۔

(ابوداؤد بسند حسن)

تخریج حدیث (۱۶۵۱): سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب الانتعال.

شرح حدیث: اسلام نے ہمیں زندگی کے تمام پہلوؤں کے بارے میں مفصل تعلیم دی ہے اور ہر کام کے آداب سکھائے ہیں، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ کھڑے جوتا نہ پہننا چاہئے بلکہ آرام سے بیٹھ کر جوتا پہننا چاہئے خاص طور پر بند جوتا یا موزہ وغیرہ کھڑے کھڑے پہننا باعث زحمت ہوتا ہے اس لیے بیٹھ کر جوتا یا موزہ پہننا زیادہ بہتر ہے۔

اسی طرح صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو پہلے دائیں پیر میں پہنے اور جب جوتا اتارے تو پہلے بائیں پیر کا جوتا اتارے تاکہ سیدھے پیر میں جوتا پہلے پہنا جائے اور بعد میں اتارا جائے۔ (روضة المتقين: ۴/۱۶۰، دلیل الفالحین: ۴/۴۳۳)



(۳۰۰) البَیِّنَاتِ

بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَرْكِ النَّارِ فِي الْبَيْتِ عِنْدَ النَّوْمِ وَنَحْوِهِ سَوَاءً

كَانَتْ فِي سِرَاجٍ أَوْ غَيْرِهِ

رات کو سونے سے قبل گھر میں آگ کو جلتا ہوا چھوڑ گئے کی ممانعت خواہ وہ چراغ ہو یا کوئی اور شے

سوتے وقت آگ بجھا دیا کرو

۱۶۵۲. عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي

بُيُوتِكُمْ حِينَ تَنَامُونَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۶۵۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ رات کو سوتے وقت آگ کو جلتا

ہو نہ چھوڑو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۶۵۲): صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب لا تترك النار في البيت عند النوم . صحيح

مسلم، کتاب الاشربة، باب الامر بتغطية الاناء وايكاء السقاء .

شرح حدیث: رات کو سونے سے قبل ہر طرح کی آگ بجھا دینی چاہئے، خاص طور پر گیس کے چولھے اور گیس کے ہیٹرو وغیرہ کو بند

کر کے سونے کے لیے لیٹنا چاہئے۔ (روضة المتقين: ۴/۱۶۱)

آگ دشمن ہے سونے سے پہلے بجھا دیا کرو

۱۶۵۳. وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِينَةِ عَلَى أَهْلِهِ مِنَ

اللَّيْلِ، فَلَمَّا حَدِثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَأْنِهِمْ قَالَ: "إِنَّ هَذِهِ النَّارَ عَدُوٌّ لَكُمْ فَإِذَا نِمْتُمْ

فَاطْفِنُوهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۶۵۳) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک گھر میں

آگ لگ گئی اور اہل خانہ بھی اس میں موجود تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو ان کے بارے میں بتلایا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

یہ آگ تمہاری دشمن ہے جب تم سونے لگو تو بجھا دیا کرو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۶۵۳): صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب لا تترك النار في البيت عند النوم . صحيح مسلم،

کتاب الاشربة، باب الامر بتغطية الاناء وايكاء السقاء .

کلمات حدیث: بشأنهم: ان کے بارے میں۔ اس واقعہ کے بارے میں جو ان پر گزرا۔

شرح حدیث: آگ انسان کی دشمن ہے یعنی جو کام دشمن کرتا ہے کہ وہ انسان کی جان اور مال کو نقصان پہنچاتا ہے اسی طرح آگ سے بھی یہ خطرہ موجود ہے کہ اگر غفلت کے وقت بھڑک اٹھے تو آدمی کے جان و مال کے ضیاع کا سبب بنے گی۔ اس لیے تقاضائے احتیاط یہ ہے کہ سونے سے پہلے آگ بجھادی جائے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حکم کی دنیاوی مصلحت تو واضح ہے اور وہ ہے جان و مال کا تحفظ لیکن یہ حکم اپنے اندر دینی مصلحت بھی رکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جان و مال کی حفاظت آدمی کا ایک دینی فریضہ ہے اور اس فریضہ کی ادائیگی کے لیے سونے سے قبل آگ بجھادینا مستحب ہے۔ اگر گھر میں ایک ہی فرد ہو تو وہ لازماً آگ بجھا کر سونے لیٹے اور اگر کئی افراد ہوں تو آگ وہ بجھائے جو سب سے آخر میں لیٹنے والا ہو۔

(فتح الباری: ۲۸۶/۳۔ عمدۃ القاری: ۴۱۹/۲۳۔ شرح صحیح مسلم: ۱۵۸/۱۴)

سونے سے پہلے کے آداب

۱۶۵۴۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "غَطُّوا الْإِنَاءَ، وَأَوْكُثُوا السِّقَاءَ، وَأَغْلِقُوا الْبَابَ، وَأَطْفِئُوا السِّرَاجَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَحِلُّ سِقَاءً، وَلَا يَفْتَحُ بَابًا، وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدَكُمْ إِلَّا أَنْ يَغْمُضَ عَلَى إِنَائِهِ عَوْدًا، وَيَذْكُرَ اسْمَ اللَّهِ فَلْيَفْعَلْ: فَإِنَّ الْفَوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ بَيْتَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ. "الْفَوَيْسِقَةُ": الْفَارَةُ. وَتُضْرِمُ": تَحْرِقُ.

(۱۶۵۴) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ برتنوں کو ڈھانپ دو، مشکیزے کا منہ باندھ دو، دروازہ بند کر دو، چراغ بجھا دو، کہ شیطان بند مشکیزے، بند دروازے کو اور بند برتن کو نہیں کھولتا۔ اگر تم میں سے کسی کو کچھ نہ ملے تو برتن پر لکڑی آڑی رکھ دو اور اللہ کا نام لے لے کہ ایک چوہا بھی گھر کو گھر والوں سمیت جلا سکتا ہے۔ (مسلم)

فویسقہ: چوہا۔ تضرم: جلا دینا ہے۔

تخریج حدیث (۱۶۵۴): صحیح مسلم، کتاب الاشربة، باب الامر بتغطية الإناء وإيكاء السقاء. صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب لا تترك النار فی البيت عند النوم.

کلمات حدیث: غطوا: امر کا صیغہ ہے ڈھک دو۔ ڈھانپ دو۔ غطی تغطية (باب تفعلیل) ڈھانپنا۔ اوکا: امر کا صیغہ ہے پانی کے مشکیزے کا منہ باندھ دو۔ وکاء کے معنی باندھنے کے ہیں اور اس بند یا دوڑی کے ہیں جس سے مشکیزہ باندھا جاتا ہے۔

شرح حدیث: رات کے وقت گھر میں کسی جلتی ہوئی چیز کو جلتا ہوا نہ چھوڑا جائے بلکہ ہر طرح کی آگ بجھا دی جائے، پانی کے مشکیزے کو باندھ دیا جائے اور پانی کی ٹونٹیوں کو بند کر دیا جائے تاکہ بلا وجہ پانی ضائع نہ ہو، دروازے بند کر دیے جائیں اور چراغ بجھا دیئے اور گھر کے کھانے پینے کے برتنوں کو ڈھانپ دیا جائے اور بسم اللہ پڑھ کر سب اشیاء کو رکھ دیا جائے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث مبارک میں جو آداب بیان فرمائے گئے ہیں وہ دنیا اور آخرت دونوں کی صلاح اور فلاح پر

مشتعل ہیں کیونکہ یہ سب انسان کی جان اور اس کے مال کے تحفظ کی تدابیر ہیں اور اسے شیطان سے اور شیطانی مخلوقات کے شر سے محفوظ رکھنے والی ہیں۔ اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کا پڑھ لینا تو حفاظت کا موثر ترین ذریعہ ہے۔ چنانچہ حدیث مبارک میں ہے کہ آدمی شام کو یا رات کو گھر میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ پڑھ لے تو وہ اور اس کا گھر شیطان کے ضرر سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

(فتح الباری: ۲/۲۷۶. شرح صحیح مسلم: ۱۴/۱۵۷. روضة المتقین: ۴/۱۶۲. دلیل الفالحین: ۴/۴۳۵)



البیان (۳۰۱)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّكْلِيفِ وَهُوَ فِعْلٌ وَقَوْلٌ مَالًا مَصْلِحَةً فِيهِ بِمَشَقَّةٍ
تَكْلِفُ كِي مَمَانَعَتٍ لِيَعْنِي خَالِيًا مِنْ مَصْلَحَتٍ يَتَكَلَّفُ كَبِي جَانِيًا وَالِيًا بَاتِيًا كَامًا

۳۹۵. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”آپ کہہ دیجیے کہ میں تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔“ (ص: ۸۶)

تفسیری نکات: آیت میں رسول کریم ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں جو تمہیں اللہ کی طرف بلا رہا ہوں اور تمہاری خیر خواہی کے لیے تمہیں بھلائی کا راستہ دکھا رہا ہوں اس نصیحت اور خیر خواہی کا میں تم سے کوئی صلہ اور معاوضہ نہیں مانگتا۔ نہ خواہ مخواہ اپنی طرف سے کوئی بات کہتا ہوں اللہ کی جانب سے مجھے جو حکم ملا وہ میں نے تم تک پہنچا دیا۔ کچھ وقت کے بعد تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ تمہیں جو نصیحت کی گئی تھی وہ کس قدر سچی اور تمہارے حق میں کس قدر مفید تھی۔ (تفسیر عثمانی)

رسول اللہ ﷺ نے تکلف سے منع فرمایا

۱۶۵۵. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نُهِنَا عَنْ التَّكْلِيفِ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۶۵۵) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں تکلف سے منع کیا گیا ہے۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۶۵۵): صحیح البخاری، کتاب الاعتصام، باب ما یکرہ من السؤال و تکلف مالا یعنیه.

شرح حدیث: یہ اثر ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے جو اگرچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے طور پر نہیں بیان کیا لیکن پھر بھی یہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ صحابہ کرام میں سے اگر کوئی یہ کہے کہ ہمیں یہ حکم دیا گیا یا ہمیں فلاں بات سے منع کیا گیا تو ان کا یہ کہنا حدیث مرفوع کے حکم میں ہوتا ہے کیونکہ حکم دینے والی ذات اور منع کرنے والی شخصیت رسول کریم ﷺ ہی تھے۔

یہ اثر ابو نعیم نے اپنی مستدرک میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح روایت کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے جو قمیص پہنا ہوا تھا اس کی پشت پر چار پیوند لگے ہوئے تھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن حکیم کی یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَفَاكِهِ وَأَبَا﴾ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ”فاکہ“ تو ہم جانتے ہیں کہ کیا ہے لیکن یہ اب کیا ہے؟ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود ہی فرمایا کہ ٹھہرو ہمیں تکلف سے منع کیا گیا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اب ایک گھاس ہے جسے جانور کھاتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان کا مقصود یہ ہے کہ آیت کریمہ میں اللہ کی نعمتوں کا بیان ہے اور یہ ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خوش ذائقہ خوش رنگ اور خوش شکل پھل سے لے کر آب گھاس تک ہر چیز پیدا فرمائی ہے اور ہر چیز اللہ کی نعمت ہے جس پر شکر نعمت چاہئے۔ اس مضمون کے واضح ہونے کے بعد آب (گھاس) کی تحقیق محض تکلف ہے۔

غرض قول ہو یا عمل غیر ضروری تکلف صحیح نہیں ہے۔ تصنع اور بناوٹ سے کوئی بات کرنا یا کوئی کام کرنا بھی تکلف ہے اور اسی طرح غیر ضروری طور پر کسی بات میں الجھنا بھی تکلف ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ آدمی کے اسلام کی عمدگی اور اس کا حسن یہ ہے کہ وہ ہر اس بات کو ترک کر دے جو اس سے غیر متعلق ہے۔ (فتح الباری: ۸۰۱/۳، روضة المتقین: ۱۶۴/۴، دلیل الفالحین: ۴۳۶/۴)

جس بات کا علم نہ ہو لا علمی کا اظہار کر دے

۱۶۵۶۔ وَعَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ : دَخَلْنَا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ : يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عِلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهِ، وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلْ : اللَّهُ أَعْلَمُ، فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ أَنْ تَقُولَ الرَّجُلُ لِمَا لَا يَعْلَمُ : اللَّهُ أَعْلَمُ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ" وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ "رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۱۶۵۶) حضرت مسروق کا بیان ہے کہ ہم حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس موقع پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے لوگو جس کو کسی بات کا علم ہو تو وہ اس بات کو کہے اور اگر علم نہ ہو تو کہہ دے کہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ کیونکہ تمہارا یہ کہنا کہ اللہ بہتر جانتا ہے یہ بھی علم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا ہے کہ آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں۔ (بخاری)

تخریج حدیث (۱۶۵۶): صحیح البخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ ص، باب قوله تعالى ﴿وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ﴾.

شرح حدیث: ایک مسلمان کی اور بالخصوص عالم کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ صرف وہ بات لوگوں کو بتائے جو اسے علی وجہ یقین معلوم ہو، اگر اس طرح صحیح اور واضح علم نہ ہو تو تکلف کر کے اپنے پاس سے بتانے کی کوشش نہ کرے اور نہ کسی کو فتویٰ دے۔ بلکہ اگر صحیح اور یقینی علم نہ ہو تو یہ کہہ دینا چاہئے کہ اللہ بہتر جانتا ہے اور یہ کہنا کہ اللہ بہتر جانتا ہے خود علم ہے۔

اس حدیث مبارک سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جو امور غیب سے متعلق ہیں ان میں تعق اور تکلف نہ کرنا چاہئے بلکہ جتنا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے بتا دیا اسی پر ایمان کامل رکھے اور جو تفصیل قرآن و حدیث میں مذکور نہیں ہے اس کے بارے میں یقین رکھے کہ اللہ نے کسی حکمت کے تحت اور انسان کی کسی مصلحت کے تحت اس کو تفصیل پر مطلع نہیں فرمایا ہے۔

(فتح الباری: ۶۷۰/۱، روضة المتقین: ۱۶۴/۴)

المَبَایِیْتُ (۳۰۲)

بَابُ تَحْرِیْمِ النَّیَاحَةِ عَلَی الْمِیْتِ وَلَطْمِ الْخَدِّ وَشَقِّ الْجَبِیْبِ وَنَتْفِ
الشَّعْرِ وَحَلْقِهِ وَالِدُّعَاءِ بِالْوَيْلِ وَالشُّوْرِ
میت پر مین کرنا، رخسار پیٹنا، گریبان چاک کرنا، بالوں کو اکھاڑنا
اور منڈوانا اور ہلاکت اور بردباری کی دعا کرنا حرام ہے

نوحہ سے میت کو قبر میں عذاب ہوتا ہے

۱۶۵۷. عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "الْمِیْتُ
يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ، وَفِي رَوَايَةٍ : "مَا نِيحَ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .
(۱۶۵۷) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میت پر نوحہ کئے جانے کی وجہ
سے اسے قبر میں عذاب ہوتا ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اس پر نوحہ کیے جانے تک میت کو عذاب دیا جاتا ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۶۵۷): صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ما یکرہ من النیاحۃ علی المیت . صحیح مسلم،
کتاب الجنائز، باب المیت یعذب ببکاء اہله .

کلمات حدیث: بیمار نیح : نوحہ کرنے کی وجہ سے۔ ناح نوحاً (باب نصر) میت پر واویلا کرنا، مرنے والے پر چیخ چیخ کر رونا،
اس کی خوبیاں بیان کرنا اور اس کے مرنے سے پہنچنے والا نقصان کا ذکر کرنا۔ نائحة : نوحہ کرنے والی عورت۔ جمع نائحات . مانیح
علیہ: جب تک اس پر نوحہ ہوتا رہے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد ہوا کہ میت پر نوحہ کرنے سے اس پر عذاب ہوتا ہے اور جب تک نوحہ ہوتا رہے اسے
عذاب ہوتا رہتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اگر مرنے والے نے نوحہ کرنے کی وصیت کی ہو جیسا کہ قبل اسلام جاہلیت کے زمانے میں طریقہ تھا، یا
اس کے گھر اور خاندان میں نوحہ کرنے کا رواج ہو اور اس نے اس سے منع نہ کیا اور بظاہر اس سے راضی رہا ہو تو اس کے مرنے کے بعد اس
پر اگر نوحہ ہوگا تو اسے عذاب دیا جائے گا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں نوحہ کی وجہ سے میت کو عذاب دینے کے معنی یہ ہیں کہ فرشتے اس
شخص (مردہ) کو تنبیہ اور سرزنش کریں گے اور اس کو ڈانٹیں گے جیسا کہ مسند احمد بن حنبل میں مروی ایک مرفوع حدیث میں ہے کہ جب ناحہ کہتی
ہے کہ ہائے میرا مددگار مر گیا اور مجھے کپڑا پہنانے والا مر گیا تو فرشتے اس مردے سے کہتے ہیں کیا تو اس کا مددگار تھا کیا تو اس کو لباس
پہنانے والا تھا۔ اسی طرح صحیح بخاری میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ

عنه پر غشی طاری ہوگئی تو ان کی بہن رونے لگیں اور کہنے لگیں کہ ہائے کیسا تھا ہائے کیسا تھا۔ کچھ دیر بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ کو افاقہ ہوا تو انہوں نے بہن سے کہا کہ جو تم نے کہا اس کے بارے میں مجھ سے پوچھا گیا کہ کیا تم ایسے تھے۔

متقدمین میں سے امام ابو جعفر طبری رحمہ اللہ اور متاخرین میں سے ابن تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ نوحہ کرنے سے میت کو عذاب نہیں ہوتا بلکہ اس نوحہ سے اسے تکلیف پہنچتی ہے۔ جیسا کہ طبرانی میں مروی ایک طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ کے بند مرنے والے کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔

غرض جس مرنے والے کے گھر اور خاندان میں نوحہ کرنے کا رواج ہو اور اس شخص نے کبھی اس پر ناگواری نہ ظاہر کی ہو تو اسے اس پر نوحہ کئے جانے کا عذاب ہوگا، اسی طرح اگر مرنے والے نے ظلم و زیادتی کی ہے اور اس پر رونے والے اس کے مظالم کی تعریف کر رہے ہیں اور اس کے ان کارناموں کو بیان کر رہے ہیں تو اس کو بھی عذاب ہوگا۔ اور جو مرنے والے ان باتوں سے پاک ہوگا اور اس نے اپنی زندگی میں نوحہ کرنے کی برائی بیان کی ہو اور اس معصیت سے منع کیا ہو تو اسے نوحہ کرنے سے عذاب نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم

(فتح الباری : ۱/۷۷۰ . شرح صحیح مسلم : ۶/۲۰۶ . روضة المتقين : ۴/۱۶۵ . دلیل الفالحین : ۴/۴۳۷)

نوحہ کرنے والے ہم میں سے نہیں

۱۶۵۸ . وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ، وَشَقَّ الْجُيُوبَ، وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۶۵۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں

ہے جس نے رخساروں کو پیٹا اور گریبانوں کو چاک کیا اور جاہلیت کے زمانے کے جملے کہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۶۵۸): صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ليس منامن شق الجيوب . صحیح مسلم، کتاب

الایمان، باب تحريم ضرب الخدود .

کلمات حدیث: الجيوب : جیب کی جمع۔ گریبان۔ جاب حبیب (باب ضرب) گریبان بنانا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد فرمایا ہے کہ مرنے والے پر بین کرنا اور نوحہ کرنا اور رخساروں کو پیٹنا اور گریبان چاک کرنا

اور جاہلیت کے زمانے کے الفاظ اور کلمات دھرانا کہ ہائے کتنا بہادر تھا، کیسا ہمارا سہارا تھا اور کیسا ہمیں کھلاتا اور پلاتا تھا، اور اب ہمارا کیا بنے گا، یہ سب باتیں ہمارے طریقے اور ہماری سنت کے خلاف ہیں اور جو ایسا کرے وہ ہمارے طریقہ پر نہیں ہے۔

اسلام کا بتایا ہوا طریقہ اور رسول کریم ﷺ کا بیان کردہ اسوۂ حسنہ یہ ہے کہ مرنے والے پر صبر کیا جائے اور ان اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا جائے اور یہ یقین کامل رکھا جائے کہ جس کے مرنے کا جو وقت مقرر ہے اسے اسی وقت دنیا سے جانا ہے جو ایک لمحہ بھی ادھر سے ادھر نہیں ہو سکتا۔ اور رازق و مالک اللہ تعالیٰ ہے کسی کے مرنے سے باقی رہ جانے والوں کا رزق بند نہیں ہوگا کیونکہ جو رزق دینے والا ہے وہ

جی وقیوم ہے ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ بلاشبہ طبعی رنج و غم کے اظہار کی اجازت ہے لیکن اس اظہار غم کو بھی پابند حدود رکھا جائے۔

(فتح الباری: ۱/۷۷۴. شرح صحیح مسلم: ۶/۲۰۸. روضة المتقین: ۴/۱۶۷)

نوحہ کرنے والوں سے برأت کا اظہار

۱۶۵۹. وَعَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: وَجَعَ أَبُو مُوسَى فَفُشِيَ عَلَيْهِ. وَرَأْسُهُ فِي حِجْرِ امْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهِ فَأَقْبَلَتْ تَصِيحُ بِرَنَةٍ فَلَمَّا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهَا شَيْئًا. فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ: أَنَا بَرِيءٌ مِمَّنْ بَرِيءٌ مِنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيءٌ مِنَ الصَّالِقَةِ، وَالْحَالِقَةِ، وَالشَّاقَّةِ!، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. "الصَّالِقَةُ" الَّتِي تَرْفَعُ صَوْتَهَا بِالنِّيَاحَةِ وَالنَّدْبِ "وَالْحَالِقَةُ": الَّتِي تَحْلِقُ رَأْسَهَا عِنْدَ الْمُصِيبَةِ. "وَالشَّاقَّةُ" الَّتِي تَشْقُ ثَوْبَهَا.

(۱۶۵۹) حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہو گئے اور ان پر غشی طاری ہو گئی ان کا سر ان کے اہل خانہ کی کسی خاتون کی گود میں تھا۔ وہ زور سے رونے لگی لیکن آپ اسے بیماری کی وجہ سے نہ روک سکے۔ جب کچھ افاقہ ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں ہر اس بات سے بری ہوں جس سے اللہ کے رسول ﷺ نے برات کا اظہار فرمایا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے نوحہ کرنے والی، حلق کرنے والی اور گریبان چاک کرنے والی عورت سے برات کا اظہار فرمایا۔ (متفق علیہ)

صالحہ: وہ عورت جو نوحہ اور بین کے لیے اپنی آواز بلند کرنے والی۔ حالقہ: وہ عورت جو کسی کے مرنے پر اپنا سر منڈوا دے۔

اور شاقہ: وہ عورت جو اپنے کپڑوں کو پھاڑ دے۔

تخریج حدیث (۱۶۵۹): صحیح البخاری، الحناثر، باب ما ينهى من الحلق عند المصيبة. صحیح مسلم، الايمان،

باب تحريم ضرب الحدود.

کلمات حدیث: الرنة: رونے کی اور چیخنے کی بلند آواز۔ رن رنينا (باب ضرب) رونے میں آواز بلند کرنا۔ رنين: غم کی آواز۔ رونے کی آواز۔ صالحہ: چیخ کر رونے والی۔ صلق صلقا (باب نصر) مصیبت کے وقت چیخنا اور چلانا۔ ندب: میت کے اوصاف گنونا اور اس کی خوبیاں بیان کرنا۔ ندب ندباً (باب نصر) میت کی خوبیاں شمار کرنا۔ حالقہ: مرنے والے کے غم میں اپنا سر منڈوا دینے والی۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے زمانہ جاہلیت کے ان کاموں سے برات کا اظہار فرمایا کہ مرنے والے کے غم میں چیخ چیخ کر روئیں، گریبان چاک کر دیں اور سر منڈوا دیں۔ اور جب اللہ کے رسول ﷺ نے برات کا اظہار فرمایا تو صحابی رسول ﷺ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اظہار برات فرمایا حالانکہ آپ اس وقت بیمار تھے اور آپ پر غشی طاری تھی لیکن جوں ہی ہوش آیا تو سب

سے پہلے آواز کے ساتھ رونے سے منع فرمایا۔ (فتح الباری: ۱/۷۷۶۔ شرح صحیح مسلم: ۲/۹۲)

نوحہ کرنے کی حرمت

۱۶۶۰۔ وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ نَحَّيَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يُعَذَّبُ بِمَانِيحٍ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۶۶۰) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس پر نوحہ کیا گیا روز قیامت اسے اس نوحہ کے سبب عذاب ہوگا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۶۶۰): صحیح البخاری، الجنائز، باب ما یکرہ من النیاحۃ۔ صحیح مسلم، الجنائز، باب المیت یعذب ببکاء اہلہ۔

شرح حدیث: روز قیامت اس شخص کو عذاب ہوگا جس کے مرنے پر نوحہ کیا گیا ہو۔ یعنی اس صورت میں جب کہ اس شخص کے گھر میں نوحہ ہوتا ہو اور اس نے اس سے کبھی منع نہ کیا ہو یا اس نے اپنے مرنے کے بعد نوحہ کرنے کی وصیت کی ہو۔ ابن المرباط رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر مرنے والے کو زندگی میں اس بات کا علم تھا کہ اس کے گھر یا خاندان میں مرنے والے پر نوحہ کیا جاتا ہے اور اسے دین اسلام میں اس کی ممانعت کا بھی علم تھا مگر اس کے باوجود اس نے اس فعل سے منع نہیں تو اسے اس منع نہ کرنے پر اور بظاہر اس برائی سے راضی ہونے پر عذاب ہوگا۔ واللہ اعلم

(فتح الباری: ۱/۷۷۴۔ شرح صحیح مسلم: ۶/۲۰۸۔ تحفة الاحوذی: ۴/۵۸۔ روضة المتقین: ۴/۱۶۹)

رسول اللہ ﷺ نے نوحہ چھوڑنے کی بیعت لی

۱۶۶۱۔ وَعَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ نُسَيْبَةَ "بِضْمِ النُّونِ وَفَتْحِهَا" رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْبَيْعَةِ أَنْ لَا نَنُوحَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۶۶۱) حضرت ام عطیہ نسیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سے بیعت کے وقت رسول اللہ ﷺ نے یہ وعدہ لیا کہ

ہم نوحہ نہیں کریں گے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۶۶۱): صحیح البخاری، الجنائز، باب ما ینہی عن النوح والبکاء۔ صحیح مسلم، الجنائز، باب التشدید فی البیعة۔

شرح حدیث: حدیث مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ نوحہ کرنا کس قدر گناہ اور برا کام ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے ایمان و اسلام کی بیعت لیتے وقت یہ عہد بھی لیا کہ وہ نوحہ نہیں کریں گی۔ (فتح الباری: ۱/۷۸۰۔ شرح صحیح مسلم: ۶/۲۱۰)

میت کی تعریف میں مبالغہ کرنا ممنوع ہے

۱۶۶۲. وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أُغْمِيَ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَجَعَلَتْ أُخْتُهُ تَبْكِي وَتَقُولُ: وَاجِبَلَاهُ، وَكَذَا، وَكَذَا تُعَدِّدُ عَلَيْهِ، فَقَالَ حِينَ أَفَاقَ: مَا لُبَّ هُنَا إِلَّا قِيلَ لِي أَنْتَ كَذَلِكَ؟ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۶۶۲) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ بیمار ہوئے اور ان پر مے ہوشی طاری ہو گئی ان کے بہن رونے لگیں اور کہنے لگیں ہائے میرا پہاڑ جیسا بھائی اور ایسا ایسا یعنی ان کی خوبیاں بیان کرنے لگیں۔ ان کو افاتہ ہوا تو انہوں نے کہا کہ تو نے جو کہا، مجھ سے پوچھا گیا کہ کیا تو ایسا ہی ہے۔ (بخاری)

کلمات حدیث: تعدد علیہ: ان کی خوبیاں گنا نے لگیں اور ان کے محاسن بیان کرنے لگیں۔ أنت کذبک: کیا تو اسی طرح ہے جس طرح بیان کیا جا رہا ہے۔

شرح حدیث: اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں عورتیں مرنے والے پر بین کرتیں اور اس کی خوبیاں گنواتیں تھیں کہ وہ ایسا تھا اور ایسا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے جاہلیت کے ان تمام طریقوں کو مٹا دیا اور ان سے اپنی امت کو منع فرمایا۔ اور صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے فرامین پر پوری طرح عمل کیا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رحمہ اللہ بیماری کی شدت سے بے ہوش تھے لیکن ہوش میں آتے ہی بہن کو اس کام سے منع فرمایا اور کہا کہ تم یہ کہہ رہی تھیں کہ میرا بھائی ایسا ایسا تھا اور فرشتے مجھ سے پوچھ رہے تھے کہ کیا تو ایسا ہی تھا۔

(فتح الباری: ۲/۶۱۴. روضة المتقين: ۴/۱۷۰. عمدة القاری: ۱۷/۳۶۲)

میت پر آنسو بہانا غم کا اظہار کرنا جائز ہے

۱۶۶۳. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ اشْتَكَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ شَكْوَى فَاتَّاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّدُهُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ وَجَدَهُ فِي غَشِيَةٍ فَقَالَ: "أَقْضَى؟" قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ. فَبَكَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمُ بُكَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَوْا قَالَ: "أَلَا تَسْمَعُونَ؟ إِنَّ اللَّهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ، وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلَكِنْ يُعَذِّبُ بِهَذَا، وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ "أَوْ يَرْحَمُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۶۶۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہو گئے رسول کریم ﷺ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے جب ان کے پاس پہنچے تو وہ مدہوشی کی حالت میں تھے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا انتقال ہو گیا؟ لوگوں نے بتایا نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ رسول اللہ ﷺ انہیں دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے جب لوگوں نے آپ کو روتے ہوئے دیکھا تو سب رونے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نہیں سنتے کہ اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو اور دل کے غم پر کسی کو عذاب نہیں دیتا، اور اپنی زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس کی وجہ سے عذاب دیتا ہے یا رحم فرماتا ہے۔

(متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۶۶۳): صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب البكاء عند المریض . صحیح مسلم، کتاب

الجنائز، باب البكاء علی المیت .

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ اپنے بعض اصحاب کی معیت میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے وہ شدید بیمار تھے رسول اللہ ﷺ ان کی تکلیف دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے وہاں پر جو صحابہ کرام موجود تھے وہ بھی رونے لگے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ دل کے غمگین ہو جانے اور آنکھوں سے آنسو بہہ نکلنے میں اللہ کے یہاں کوئی گرفت نہیں ہوگی۔ جو مؤاخذہ ہوگا وہ زبان سے ادا ہونے والے کلمات پر ہوگا کہ اگر حالت غم میں آدمی نے انا اللہ پڑھی اور صبر و شکر کیا اور اللہ کی تقدیر پر راضی برضار ہوا وہ اللہ کی رحمت کا مستحق ہے اور اگر جزع و فزع میں مبتلا ہو گیا اور واویلا کیا تو گنہگار ہوگا اور اللہ کے یہاں مؤاخذہ ہوگا۔

(فتح الباری : ۱/۷۸۰ . شرح صحیح مسلم : ۶/۲۱۰)

نوحہ کرنے والیوں کے خاص عذاب کا ذکر

۱۶۶۴ . وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :
”النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تَقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قِطْرَانٍ ، وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۱۶۶۴) حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نوحہ کرنے والی عورت اگر

مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے تو اسے روز قیامت اس حال میں کھڑا کیا جائے گا کہ اس پر تارکول کی قمیص اور خارش کی زرہ ہوگی۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۶۶۴): صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب التشدید فی النیاحۃ .

کلمات حدیث: سربال : قمیص، کرتا، ہر وہ لباس جو پہنا جائے۔ جمع سربایل . قطران : سیاہ رنگ کا بدبودار مواد جسے بہت جلد آگ لگتی ہے۔ ابن عباس رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قطران کے معنی ہیں پگھلا ہوا تانبا۔

شرح حدیث: امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ روز قیامت نوحہ کرنے والی عورت قطران میں اس طرح لتھری ہوئی ہوگی جیسے اس کا لباس پہن لیا ہو اور اس طرح جب آگ میں ڈالی جائے گی تو آگ کی شدت اور اس کا احتراق شدید تر ہوگا اور اس کی بدبو شدید

ترین ہوگی۔

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حدیث دلیل ہے کہ مرنے والے پر نوحہ کرنا حرام ہے لیکن اگر توبہ کر لے تو توبہ قبول کی جائے گی۔

(شرح صحیح مسلم: ۲۰۸/۶۔ روضة المتقین: ۱۷۲/۴۔ دلیل الفالحین: ۴۴۰/۴)

کسی کی موت پر رسومات ادا نہ کرنے پر بیعت

۱۶۶۵۔ وَعَنْ أُسَيْدِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ التَّائِبِيِّ عَنِ امْرَأَةٍ مِنَ الْمُبَايَعَاتِ قَالَتْ: كَانَ فِيمَا أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي الْمَعْرُوفِ الَّذِي أَخَذَ عَلَيْنَا أَنْ لَا نَعْصِيَهُ فِيهِ، أَنْ لَا نَخْمَشَ وَجْهًا، وَلَا نَدْعُو وَيْلًا، وَلَا نَشُقَّ جَبًّا، وَأَنْ لَا نَنْشُرَ شَعْرًا، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

(۱۶۶۵) حضرت اسید بن ابی اسید تابعی ایک خاتون سے روایت کرتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنے والیوں میں سے تھیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ وہ بھلائی کے کام جن کے کرنے کا رسول اللہ ﷺ نے ہم سے عہد لیا تھا ایک یہ بھی تھا کہ ہم اللہ کی نافرمانی نہیں کریں گے، اپنا چہرہ نہیں نوچیں گے، ہلاکت کی بددعا نہیں کریں گے اور اپنا گریبان نہیں چاک کریں گے اور اپنے بال نہیں بکھیریں گے۔

(ابوداؤد و سنن حسن)

تخریج حدیث (۱۶۶۵): سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب فی النوح۔

کلمات حدیث: المبیعات: جمع ہے المبیعة کی۔ رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنے والی صحابیات۔ ان لا نخمش: ہم اپنے ناخنوں سے اپنے چہروں کو نہ نوچیں۔ خمش خمشا (باب نہر و ضرب) چہرے پر ناخنوں سے خراش ڈالنا۔ لاندعو ویلا: ہم داویلا نہ کہیں۔ یعنی ہم یہ نہ کہیں کہ ہم تباہ ہو گئے یا فلاں نہیں رہا تو ہم بھی مرجائیں اور ہم بھی ہلاک ہو جائیں۔ وأن لا ننشر شعراً: ہم بال نہ کھولیں اور بال نہ پھیلائیں۔

شرح حدیث: رسول اکرم ﷺ اسلام قبول کرنے والی خواتین سے بیعت لیتے وقت اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے عہد کے ساتھ ان سے یہ وعدہ بھی لیتے کہ جاہلیت کے ان کاموں میں سے کوئی کام نہیں کریں گے کہ اگر کوئی مرجائے تو ہم چہرہ نوچ لیں، بددعا کریں، پکڑے پھاڑیں گریبان چاک کر دیں اور بال بکھرائیں۔ آپ ﷺ ان تمام کاموں سے اجتناب کا وعدہ لیتے تھے۔

امام ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں جب کوئی مرجاتا اس کے خاندان کی عورتیں آمنے سامنے کھڑی ہو جاتیں اپنے رخسار پیشیں، سر پر خاک ڈالتیں، چہرہ نوچتی اور سر کے بال منڈواتیں، غم کرنے کے یہ اور اسی طرح کے دوسرے طریقے تھے اسلام آیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان تمام طریقوں کی یکسر ممانعت فرمادی۔

(روضۃ المتقین: ۱۷۳/۴۔ دلیل الفالحین: ۴۴۱/۴)

میت پر بین کی وجہ سے میت کی پٹائی

۱۶۶۶۔ وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ مَيِّتَ يَمُوتُ فَيَقُومُ بِأَكْبَهُمْ فَيَقُولُ: وَاجِبَلَاهُ، وَاسِيدَاهُ، أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ إِلَّا وَكَلَّ بِهِ مَلَكَانِ يُلْهَزَانِهِ أَهْكَذَا كُنْتُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

"الْلَهْزُ": الدَّفْعُ بِجُمُعِ الْيَدِ فِي الصَّدْرِ.

(۱۶۶۶) حضرت ابو موسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مر جاتا ہے اور اس کے پیچھے رونے والے کہتے ہیں کہ ہائے پہاڑ جیسے جوان، ہائے سردار وغیرہ تو اس پر دو فرشتے مقرر کر دیئے جاتے ہیں کہ جو اس کے سینے پر مکے مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو ایسا ہی تھا۔ (ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

الْلَهْزُ: کے معنی ہیں سینہ پر ہاتھ ملا کر مکے مارنا۔

تخریج حدیث (۱۶۶۶): الجامع للترمذی، الحناظر، باب ما جاء فی کراهیة البكاء علی المیت.

کلمات حدیث: واجبلاہ، واسیداہ: وبالطورند بہ ہے بمعنی ہائے میرا پہاڑ ہائے میرا سردار اور آخر میں ہاء پر سکتہ ہے۔

شرح حدیث: دور جاہلیت میں مرنے والے کے محاسن شمار کرتے وقت اس طرح کہتی تھیں اور روتی پیتی تھیں کہ ہائے میرا پہاڑ جیسا سردار مر گیا۔ اور مردے کو اس نوحہ اور ندبہ پر عذاب ہوگا اور فرشتے اس کے سینے پر مکے مار کر اسے سرزنش کریں گے کہ کیا تو ایسا ہی تھا۔

(تحفة الاحوذی: ۶۲/۴، روضة المتقین: ۱۷۳/۴، دلیل الفالحین: ۴/۴۴۱)

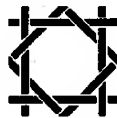
کفر تک پہنچانے والے دو عمل

۱۶۶۷۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِثْنَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ: الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ، وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۶۶۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں کفر کی دو باتیں ہیں، نسب میں طعن اور میت پر نوحہ۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۶۶۷): صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اطلاق اسم الکفر علی الطعن فی النسب والنیاحۃ.

شرح حدیث: کسی کے نسب پر طعن کرنا اور مرنے والے پر نوحہ کرنا جاہلیت کے زمانے کے کافرانہ کام ہیں جو شخص مسلمان ہوتے ہوئے ان کاموں کو کرے وہ گنہگار ہے اور اگر حلال سمجھ کر کرے تو کافر ہے۔ (تحفة الاحوذی: ۶۲/۴)



الباب (۳۰۳)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ إِيْتَانِ الْكُھَّانِ، وَالْمُنَجِّمِينَ وَالْعَرَّافِ وَأَصْحَابِ الرَّمْلِ
وَالطَّوَارِقِ بِالْحَصَى وَبِالشَّعِيرِ وَنَحْوِ ذَلِكَ
کاہنوں، نجومیوں، قیافہ شناسوں اور اصحابِ رمل اور کنکریوں اور جو وغیرہ کے ذریعے
شگون لینے والوں کے پاس جانے کی ممانعت

۱۶۶۸. عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَسٌ عَنِ
الْكُھَّانِ. فَقَالَ: "لَيْسُوا بِشَيْءٍ" فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَ أَحْيَانًا بِشَيْءٍ فَيَكُونُ حَقًّا؟ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "بَلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطُفُهَا الْجَنِيُّ فَيَقْرُهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ،
فَيَخْلُطُونَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ."

وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ: "إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَنْزِلُ فِي الْعَنَانِ" وَهُوَ السَّحَابُ "فَتَذْكُرُ الْأَمْرَ قُضِيَ فِي السَّمَاءِ، فَيَسْتَرْقِ
الشَّيْطَانُ السَّمْعَ فَيَسْمَعُهُ، فَيُوجِّهِهِ إِلَى الْكُھَّانِ فَيَكْذِبُونَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ مِّنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ."
قَوْلُهُ، "فَيَقْرُهَا" هُوَ يَفْتَحُ الْيَاءَ وَضَمَّ الْقَافَ وَالرَّاءَ: أَيْ يُلْقِيهَا، وَالْعَنَانُ "بِفَتْحِ الْعَيْنِ".

(۱۶۶۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کاہنوں
کے بارے میں پوچھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کچھ بھی نہیں ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ بعض اوقات ہمیں
ایسی باتیں بھی بتاتے ہیں جو بعد میں سچ ثابت ہوتی ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ سچی بات وہ ہوتی ہے جو کوئی جن اچک
لیتا ہے اور اسے اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے اور وہ اس میں سو جھوٹ ملا کر بیان کر دیتے ہیں۔ (متفق علیہ)

صحیح بخاری کی ایک اور روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ
کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرشتے بادلوں میں اترتے ہیں اس فیصلے کا ذکر کرتے ہیں جو آسمانوں میں ہوتا ہے شیطان چوری چھپے اسے سنتا
ہے اور کاہنوں کو پہنچا دیتا ہے اور وہ اس میں اپنے پاس سے سو جھوٹ ملا کر بیان کر دیتا ہے۔

فیقرھا: یعنی ڈال دیتا ہے۔ اور عنان: عین کے زبر سے اس کے معنی بادل کے ہیں۔

تخریج حدیث (۱۶۶۸): صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائكة. صحیح مسلم، کتاب السلام،

باب تحريم الكهانة وإيتان الكهان.

کلمات حدیث: کھان: کاہن کی جمع، مستقبل کی باتیں بتانے والا۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ سے پہلے اہل عرب جاہلیت کی زندگی گزار رہے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین حنیف کو فراموش کر کے بت پرستی میں مبتلا ہو گئے اور صحیح فکری اور دینی اور روحانی راہنمائی کے مفقود ہونے کی بناء پر وہ کہانت نجوم اور عرافہ پر بھروسہ کرنے لگے تھے اور مستقبل کے حالات اور پیش آمدہ واقعات معلوم کرنے کے لیے کاہنوں کے پاس جاتے جو کبھی بکھار کوئی ایسی بات بھی بتا دیتے جو جابج ثابت ہوتی لیکن اکثر ان کی بتائی ہوئی باتیں جھوٹ ہی ہوتی تھیں۔

بعثت نبوی ﷺ سے پہلے شیاطین اور جنوں کو یہ موقع مل جاتا ہے کہ وہ آسمانوں کے پاس جا کر فرشتوں کی کوئی بات سن لیتے اور پھر آ کر زمین پر اپنے دوست کاہنوں کو بتا دیتے وہ اس میں سیکڑوں جھوٹ ملا کر لوگوں کو بتاتے لیکن بعثت نبوی ﷺ کے بعد آسمانوں پر پہرا سخت کر دیا گیا اور شیاطین کے لیے یہ ممکن نہیں رہا کہ وہ فرشتوں کی کوئی بات سن سکیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے کاہنوں، نجومیوں اور عراف کے پاس جانے اور ان کی باتیں سننے سے منع فرمایا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کاہن کے پاس گیا اور اس کی تصدیق کی وہ اس دین سے بری ہو گیا جو محمد ﷺ پر نازل کیا گیا ہے۔

(شرح صحیح مسلم: ۱۹۰/۱۴، روضة المتقین: ۱۷۴/۴، دلیل الفالحین: ۴۴۴/۴)

کاہنوں کی بات ماننے والوں کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوتی

۱۶۶۹۔ وَعَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ أَتَى عَرَافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ فَصَدَّقَهُ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَوةٌ أَرْبَعِينَ يَوْمًا." رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۶۶۹) حضرت صفیہ بنت ابی عبید سے روایت ہے کہ ازواج مطہرات میں سے کسی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی عراف کے پاس جائے اس سے کچھ پوچھے اور اس کی تصدیق کرے اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں ہوں گی۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۶۶۹): صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم الکھانة و اتیان الکھان.

کلمات حدیث: عَرَف: امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عراف بھی کاہنوں کی ایک نوع ہے۔ اور خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عراف وہ ہے جو لوگوں کو بتائے کہ مسروقہ مال کہاں ہے اور گشدہ چیز کس جگہ ہے۔

شرح حدیث: مجمع الزوائد میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کاہن کے پاس جائے اور اس کی بات کی تصدیق کرے اس نے اس دین کا انکار کیا جو محمد ﷺ پر نازل ہوا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ایک موقوف روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص عراف ساحر یا کاہن کے پاس گیا اور اس کی

بات کو صحیح جانا اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والے دین کا انکار کیا۔

(شرح صحیح مسلم: ۱۹۰/۱۴، روضة المتقین: ۱۷۷/۴، دلیل الفالحین: ۴/۴۴۵)

زمانہ جاہلیت کے چند غلط عقائد کا بیان

۱۶۷۰. وَعَنْ قَبِيصَةَ بْنِ الْمُخَارِقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَقُولُ، "الْعِيَافَةُ وَالطَّيْرَةُ، وَالطَّرْقُ، مِنَ الْجِبْتِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ، وَقَالَ الطَّرْقُ: هُوَ الزَّجْرُ

: أَيْ زَجْرُ الطَّيْرِ وَهُوَ أَنْ يَتَيَمَّنَ أَوْ يَتَشَاءَ مَ بِطَيْرَانِهِ فَإِنْ طَارَ إِلَى جِهَةِ الْيَمِينِ تَيَمَّنَ وَإِنْ طَارَ إِلَى جِهَةِ

الْيَسَارِ تَشَاءَ مَ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: "وَالْعِيَافَةُ" الْخَطُّ قَالَ الْجَوْهَرِيُّ فِي الصِّحَاحِ: أَلْجِبْتُ كَلِمَةً تَقَعُ عَلَى

الصَّنَمِ وَالْكَاهِنِ وَالسَّاحِرِ وَنَحْوِ ذَلِكَ.

(۱۶۷۰) حضرت قبیصہ بن المخارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو

فرماتے ہوئے سنا کہ پرندوں کو اڑانا، بدقالی لینا اور طرق شیطانی کام ہیں۔

(اسے ابوداؤد نے سند صحیح روایت کیا ہے)

اور ابوداؤد نے بیان کیا کہ طرق: کے معنی پرندے کو اڑا کر یہ دیکھنے کے ہیں کہ وہ دائیں طرف جاتا ہے یا بائیں طرف جاتا ہے اگر

دائیں طرف اڑا تو نیک فال ہے اور اگر بائیں طرف اڑا تو بد فال ہے۔ ابوداؤد نے کہا کہ ”عیافہ“ کے معنی لکیر کھینچنے کے ہیں۔

جوہری نے صحاح میں بیان کیا ہے کہ ”جبت“ کے لفظ کا اطلاق کاہن اور ساحر وغیرہ پر ہوتا ہے۔

سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب فی الخط.

تخریج حدیث (۱۶۷۰):

راوی حدیث: حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک وفد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا۔ ان سے

کتب حدیث میں چھ احادیث مروی ہیں۔ آخر عمر میں بصری میں قیام کیا اور وہیں انتقال فرمایا۔ (الاصابة فی تمييز الصحابة)

کلمات حدیث: عیافہ: کے معنی ہیں پرندے کو اڑا کر اس سے فال لینا، اور اس فال میں پرندے کے ناموں کو بھی پیش نظر رکھنا کہ

اگر عقاب (باز) ہے تو اس میں عقاب یعنی سزا کا مفہوم ہے اور اگر غراب (کوا) ہے تو اس میں غربت (اجنبیت) کا مفہوم ہے وغیرہ۔ کسی

نے کہا کہ زمانہ جاہلیت میں عیافہ: یہ ہوتا تھا کہ ایک شخص بہت جلدی جلدی بہت سی لکیریں کچھ زمین پر کرتا تا کہ یہ نہ معلوم ہو سکے کہ کتنی

لکیریں ہو گئی ہیں پھر ان میں سے دودھ کو مٹانا شروع کرتا آخر میں اگر دودھ گئیں تو اچھی بات ہے اور اگر ایک بچی تو بری بات ہے۔ النہایہ

میں عیافہ: کے معنی یہ بیان کئے گئے ہیں کہ پرندوں کو اڑا کر اور ان کے ناموں اور ان کی آوازوں اور ان کے گزرنے سے اچھایا برا شگون

لینا۔ طیرہ۔ پرندوں جانوروں یا کسی بھی چیز سے اچھایا برا شگون لینا طرق کنکری پھینک کر اس کے گرنے سے شگون لینا۔ جب۔ ہر وہ شے

جس کی اللہ کے سوا بندگی کی جائے۔ شیطانی کام۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے عیافہ طیرہ اور طرق کو باطل قرار دیا ہے اور ان کو شیطانی کام قرار دیا ہے۔ یہ اور اس طرح کے سارے کام شرک اور گمراہی ہیں اس لیے ان امور سے اور اس طرح کے دیگر امور سے اجتناب ضروری ہے۔

علم نجوم جادو کا ایک حصہ ہے

۱۶۷۱۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِنَ النُّجُومِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ زَادَ مَا زَادَ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

(۱۶۷۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے علم نجوم کا کچھ حصہ حاصل کیا اس نے سحر کا ایک حصہ حاصل کیا اور جس قدر نجوم زیادہ سیکھا اسی قدر سحر زیادہ سیکھا۔ (ابوداؤد)

تخریج حدیث (۱۶۷۱): سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب فی النجوم۔

کلمات حدیث: اقتبس: حاصل کیا، سیکھا، اخذ کیا۔ اقتباس: (باب افعال) استفادہ کرنا۔ قیس قیسا: (باب ضرب) آگ لینا۔ سحر: جس شے کے اسباب مخفی ہوں اسے خلاف حقیقت تصور و خیال میں اجاگر کر دینا کہ جب سحر کا اثر زائل ہو تو کچھ بھی نہ ہو۔ یعنی باطل کو بصورت حق ظاہر کرنا۔ زاد مازاد: جتنا علم نجوم میں اضافہ کیا اتنا ہی سحر میں اضافہ کیا۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں مذکور علم نجوم سے مراد وہ علم ہے جس میں ستاروں کی روئے زمین اور یہاں رونما ہونے والے واقعات و حوادث اور انسانی زندگیوں پر تاثیر تسلیم کی گئی ہے کہ ستاروں کی اپنے بروج میں حرکت انسانی زندگی پر اس طرح اثر انداز ہوتی ہے اور جس وقت کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے اس وقت ستاروں کا محل وقوع اس کی پوری زندگی اور اس کی عادات و خصائل پر اثر انداز ہوتا ہے۔ یہ سب باتیں اوہام باطلہ ہیں اور حقائق سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے اور جس طرح سحر میں ایسی بات اور ایسا امر مسحور کے ذہن میں اور اس کے دل میں پیدا کر دیا جاتا ہے جو حقیقتاً موجود نہیں ہے اسی طرح نجوم کے تصورات انسانی ذہن پر چھا جاتے ہیں حالانکہ ان کا حقیقت اور امر واقعہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

غرض یہ خیال کہ ستاروں کی عالم سفلیات میں کوئی تاثیر ہے دعویٰ غیب دانی ہے اور شرک ہے اور اسلام کے بتائے ہوئے اس عقیدے کے برخلاف ہے کہ غیب کا علم اللہ کے سوا کسی کے پاس نہیں ہے اور دنیا میں اور ساری کائنات میں جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ کے حکم سے ہوتا ہے اور کسی درخت کا ایک پتہ بھی اس کے حکم کے بغیر زمین پر نہیں گرتا اور زمین کی تہوں میں پوشیدہ ایک ایک دانہ بھی کتاب مبین میں لکھا ہوا ہے۔ (روضۃ المتقین: ۴/ ۱۸۰، دلیل الفالحین: ۴/ ۴۴۶)

علم رمل سیکھنا حرام اور گناہ ہے

۱۶۷۲۔ وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ

بِالْجَاهِلِيَّةِ، وَقَدْ جَاءَ اللَّهُ تَعَالَى بِالْإِسْلَامِ، وَإِنَّ مِنَّا رِجَالًا يَأْتُونَ الْكُفَّانَ؟ قَالَ: "فَلَا تَأْتِيهِمْ" قُلْتُ: وَمِنَّا رِجَالٌ يَتَطَهَّرُونَ؟ قَالَ: "ذَلِكَ شَيْءٌ يَجِدُونَهُ، فَيُضَلُّونَهُمْ فَلَا يَصُدُّهُمْ" قُلْتُ: وَمِنَّا رِجَالٌ يَخْطُونَ؟ قَالَ: "كَانَ نَبِيُّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخْطُ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ، فَذَآكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۶۷۲) حضرت معاویہ بن الحکم سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں زمانہ جاہلیت سے قریب تر ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے نعمت اسلام سے سرفراز فرمایا ہے ہم میں سے بعض لوگ کاہنوں کے پاس جایا کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ان کے پاس نہ جاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ ہم میں سے بعض لوگ بدشگونی لیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بس یہ ایک بات ہے جو دلوں میں آگئی ہے یہ انہیں کاموں سے نہ روکے، میں نے عرض کیا کہ ہم میں سے کچھ لکیریں کھینچتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک نبی تھے جو لکیریں بناتے تھے جس کی لکیر ان کی لکیر کے موافق ہوگئی وہ درست ہوگئی۔ (مسلم)

تخریج حدیث (۱۶۷۲): صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب تخفیف الصلاة والخطبة.

کلمات حدیث: انی حدیث عہد بالجاہلیۃ: میں ابھی اسلام میں داخل ہوا ہوں اور جاہلیت کے زمانے سے قریب تر ہوں یعنی تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں کہ میں جاہلیت سے نکل کر اسلام میں داخل ہوا ہوں۔

شرح حدیث: حضرت معاویہ بن الحکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ تھوڑا وقت گزرا ہے کہ میں نے جاہلیت کو ترک کر کے اسلام کو قبول کیا ہے۔ اس لیے زمانہ جاہلیت کے بعض کاموں کے بارے میں آپ ﷺ سے دریافت کرنا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ ہم میں سے کچھ لوگ کاہنوں کے پاس جاتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نہ جایا کرو۔ میں نے عرض کیا کہ ہم میں سے کچھ لوگ شگون لیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایسی بات جو کبھی انسان کے دل میں آجاتی ہے کہ کسی بات کو دیکھ کر اس کا ذہن شگون کی طرف چلا جاتا ہے لیکن اس پر عمل نہ کرنا چاہئے۔ اور جو کرنا ہے وہ کام کرنا چاہیے۔ میں نے عرض کیا کہ ہم میں سے کچھ لوگ لکیریں کھینچتے ہیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک نبی تھے جنکو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی کوئی علم عطا فرمایا تھا جس میں وہ لکیریں کھینچ کر لوگوں کو کچھ بتاتے اور ان کی راہنمائی کرتے تھے، اب اگر کسی کی لکیر کبھی ان کی لکیر کے مطابق ہوگئی تو وہ بات صحیح ہوگئی ورنہ غلط ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اب کوئی علم یقینی موجود نہیں ہے کہ وہ کیا علم تھا اور اس کے کیا اصول و قواعد تھے تو اب یہ حرام ہے اور گناہ ہے اور کسی کے لیے یہ جواز نہیں بنتا کہ فلاں نبی نے کیا تھا اس لیے میں بھی کرتا ہوں۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ وہ نبی جن کا اس حدیث میں ذکر آیا ہے وہ حضرت دانیال علیہ السلام تھے اور ایک رائے یہ ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ علم عطا فرمایا تھا۔

دین اسلام میں ہر وہ بات اور ہر وہ کام ممنوع ہے جس میں کسی طرح غیب دانی کا دعویٰ کیا گیا ہو کیونکہ غیب کا علم اللہ کے سوا کسی کے

پاس نہیں۔ لا یعلم الغیب الا اللہ۔ (روضة المتقین: ۱۸۰/۴۔ دلیل الفالحین: ۴/۴۴۷)

کاہن اور بدکردار عورت کی کمائی حرام ہے

۱۶۷۳۔ وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَخُلُوفِ الْكَاهِنِ "مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ".

(۱۶۷۳) حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت، بدکار عورت کی کمائی

اور کاہن کی مٹھائی سے منع فرمایا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث (۱۶۷۳): صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب ثمن الکلب، صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب

تحریم ثمن الکلب.

شرح حدیث: کتے کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے اور اس کی قیمت لینا حرام ہے۔ یہ حکم عام کتوں کے بارے میں ہے امام ابو

حنیفہ رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک سدھائے ہوئے کتے جن کو شکار کی یا حفاظت وغیرہ کی باقاعدہ تعلیم دی گئی ہے (کلب معلم)

اس سے مستثنیٰ ہیں اور اس کی قیمت لینا جائز ہے کہ وہ قیمت دراصل اس کے سدھانے اور اس کو تربیت دینے میں وقت اور محنت اور ہنر

صرف کرنے کی ہے۔ بدکار عورت کی کمائی اور کاہن کی کمائی حرام ہے اور اسی طرح نجومی عراف وغیرہ جو لوگوں کو مستقبل کی باتیں بتانے کی

قیمت لیتے ہیں ان کی کمائی حرام ہے اور اسی طرح انہیں دینا بھی حرام ہے ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کاہن کی اجرت کے حرام

ہونے پر اجماع ہے کیونکہ کہانت کفر ہے اور کفر کی کسی بات کی اجرت حرام ہے۔

(فتح الباری: ۱۱۴۰/۲۔ شرح صحیح مسلم: ۱۰/۱۹۵)



(الباب ۳۰۴)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّطَيُّرِ بِدَشْغُونِي لِنَيْهِ كِي مَمَانَعَت

فِيهِ الْاَحَادِيثُ السَّابِقَةُ فِي الْبَابِ قَبْلَهُ.

اس موضوع سے متعلق احادیث اس سے پہلے باب میں بھی آچکی ہیں۔

کیا بیماری متعدی ہوتی ہے؟

۱۶۷۴. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا عَدْوَى وَلَا طَيْرَةَ وَيُعْجِبُنِي الْقَالُ" قَالُوا وَمَا الْقَالُ؟ قَالَ: "كَلِمَةٌ طَيِّبَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۶۷۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہ بیماری ایک سے دوسرے کو لگتی ہے

اور نہ بدشگون کوئی چیز ہے البتہ قال مجھے پسند ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ قال کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھی

بات۔

ترجیح حدیث: صحیح البخاری، کتاب الطب، باب الفال۔ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب الطیرة و الفال وما

یکون فیہ الشوم۔

کلمات حدیث: لا عدوی: بیماری بیمار آدمی سے صحیح اور تندرست آدمی کو نہیں لگتی یعنی یہ اس کا سبب نہیں ہے۔

شرح حدیث: امام ابن القیم رحمہ اللہ اپنی کتاب زاد المعاد میں فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں اہل عرب کا عقیدہ یہ تھا کہ متعدی

بیماریاں طبعی طور پر دوسروں کو لگتی ہیں یعنی وہ کسی کے بیمار ہونے یا صحت مند ہونے کو اللہ کے حکم کے تحت نہیں سمجھتے تھے۔ رسول کریم ﷺ

نے ان کے اس عقیدے اور تصور کو باطل قرار دیا اور آپ ﷺ نے اس تصور کی عملی تردید بھی فرمائی کہ آپ ﷺ نے مجزوم شخص کے ساتھ

بیٹھ کر کھانا کھایا، تاکہ آپ ﷺ لوگوں کے دلوں میں یہ حقیقت اجاگر فرمادیں کہ شفا اور مرض اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے ساتھ ہی

آپ ﷺ نے متعدد امراض میں گرفتار مریضوں کی قربت سے بھی منع فرمایا تاکہ اس حقیقت کو واضح فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو عالم

الاسباب بنایا ہے اور اسباب میں اپنے نتیجہ تک پہنچنے کی تاثیر بھی رکھی ہے لیکن اسباب کی یہ تاثیر از خود نہیں ہے بلکہ حکم الہی سے ہے اور جب

تک حکم الہی نہ ہو سبب کے موجود ہونے کے باوجود اس کا نتیجہ مرتب نہیں ہو سکتا، اور اللہ تعالیٰ کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ جب چاہے

اسباب کی تاثیر ختم کر دے اور انہیں بے اثر اور بے نتیجہ بنادے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ فال اچھی چیز ہے اور فال اچھی بات اور اچھا کلمہ ہے۔

ابن بطل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں اچھی بات اور اچھے کلمہ کی محبت القاء فرمادی ہے اور یہ ایسا ہی ہے

جیسے انسان کو کوئی حسین و جمیل منظر اچھا لگتا ہے اور جیسے خوشنما اور خوش رنگ پھول اچھے لگتے ہیں اور جیسے صاف اور شفاف پانی اچھا لگتا ہے اگرچہ اسے پینے کا ارادہ بھی نہ ہو۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فال کے بارے میں جو پسندیدگی کا اظہار فرمایا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی طبعاً ہر خوشگوار اور اچھی بات سے خوش ہوتا ہے۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ کو حلوہ اور شہد پسند تھا، آپ ﷺ قرآن کی تلاوت اور اذان میں حسن صوت کو پسند فرماتے تھے آپ اعلیٰ اخلاق اور عمدہ صفات کو پسند فرماتے تھے اور آپ ﷺ ہر کمال کو اور خیر کو پسند فرماتے تھے۔

غرض کوئی اچھی بات سن کر آدمی یہ حسن ظن قائم کر لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بہتر فرمانے والا ہے کہ ہر بات اسی کے قبضہ اور اختیار میں ہے تو اس فال میں حرج نہیں ہے اور یہ جائز ہے۔ گویا یہ اس امر کی ترغیب ہے کہ آدمی کو ہمیشہ اچھی ہی بات کرنی چاہئے اور ہمیشہ کلمہ خیر ہی کہنا چاہیے۔ (فتح الباری: ۸۹/۳ - شرح صحیح مسلم: ۱۸۴/۱۴ - روضة المتقین: ۱۸۳/۴ - دلیل الفالحین: ۴/۴۴۹)

نخوست ہوتی تو تین چیزوں میں ہوتی

۱۶۷۵۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا عَدْوَى وَلَا طَيْرَةَ. وَإِنْ كَانَ الشُّومُ فِي شَيْءٍ فِي الدَّارِ، وَالْمَرْأَةِ، وَالْفَرَسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ." (۱۶۷۵) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مرض متعدی نہیں ہے اور نہ کوئی بدشگونی ہے اگر نخوست ہوتی تو گھر میں عورت اور گھوڑے میں ہوتی۔ (متفق علیہ)

تحریر حدیث: صحیح البخاری، کتاب الطب، باب الطیرۃ، صحیح مسلم، کتاب السلام، باب الطیرۃ و الفال۔
کلمات حدیث: الشوم: برائی۔ التشاؤم: بدشگونی لینا۔

شرح حدیث: صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اگر نخوست کسی چیز میں ہو سکتی ہے تو وہ گھوڑے عورت اور گھر میں ہو سکتی ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ عورت کی نخوست اس کا بانجھ ہونا، گھوڑے کی نخوست اسے جہاد کے کام میں نہ لانا اور گھر کی پڑوسیوں کا برا ہونا۔ طبرانی نے کہا ہے کہ گھر کی نخوست اس کے صحن کا چھوٹا ہونا اور پڑوسیوں کا برا ہونا ہے، گھوڑے کی نخوست اس کا سواری کے قابل نہ ہونا اور عیب دار ہونا ہے اور عورت کی نخوست اس کا بانجھ پن اور بد اخلاق ہونا ہے۔

حاکم سے مروی ایک روایت میں ہے کہ تین چیزیں بدبختی کی علامت ہیں عورت جس کو دیکھنا برا معلوم ہو اور جو بد زبان ہو، گھوڑا جو نکما ہے کہ اس پر سوار تھک جائے اور قافلہ کا ساتھ نہ دے سکے اور گھر جو تنگ اور بے رونق ہو۔ غرض بد فاقی اور نخوست سے مراد طبیعت کی عدم موافقت اور سوء طبیعت ہے، جیسا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین باتیں آدمی کی سعادت کی ہیں اور تین باتیں آدمی کی بدبختی کی ہیں۔ جو باتیں سعادت کی ہیں وہ یہ ہیں، نیک عورت، اچھا گھر اور عمدہ سواری، اور جو باتیں بدبختی کی ہیں وہ یہ ہیں بری عورت، برا گھر اور بری سواری۔

(فتح الباری: ۹۸۴/۲۔ شرح صحیح مسلم: ۱۸۴/۱۴۔ تحفة الاحوذی: ۱۱۵/۹۔ روضة المتقین: ۱۸۴/۴)

اسلام میں بدشگونی نہیں

۱۶۷۶۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَتَطَيَّرُ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

(۱۶۷۶) حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ بدشگونی نہیں لیتے تھے۔

(ابوداؤد سند صحیح)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب فی الطیرة .

کلمات حدیث: لا يتطير: بدشگونی نہیں لیتے تھے۔ یہ لفظ تطیر سے ہے جس کے بارے میں علامہ عزالدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں کہ تطیر کے معنی دل میں کسی بات کے بارے میں حسن ظن پیدا ہونا ہے اور طیرہ کے معنی اس ظن پر عمل کرنے کے ہیں۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ کبھی کسی بات سے بدشگونی نہیں لیتے تھے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے ہر پہلو پر عمل کریں۔ (روضۃ المتقین: ۱۸۷/۴۔ دلیل الفالحین: ۴۵۰/۴)

برے خیالات کو دور کرنے کا وظیفہ

۱۶۷۷۔ وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ذُكِرَتِ الطَّيْرَةُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "أَحْسَنُهَا الْفَالُ. وَلَا تَرُدُّ مُسْلِمًا فَإِذَا رَأَى أَحَدَكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ لَا يَأْتِنِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا يَذْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ" حَدِيثٌ صَحِيحٌ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

(۱۶۷۷) حضرت عروۃ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے شگون لینے کا ذکر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فال لینا اچھا ہے اور بدفالی کسی مسلمان کو کسی کام سے نہ روکے اور جب تم میں سے کوئی ناگوار بات دیکھے تو یہ دعا پڑھے کہ اے اللہ تیرے سوا کوئی بھلائی کا لانے والا نہیں ہے اور تیرے سوا کوئی بری بات کو دفع کرنے والا نہیں ہے اور برائی سے بچنا اور اچھائی کو حاصل کرنا تیری توفیق کے بغیر کسی کی قدرت میں نہیں ہے۔ (ابوداؤد سند صحیح)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب فی الطیرة .

کلمات حدیث: لا ترد مسلماً: فال یا بد فال مسلمان کو وہ کام کرنے سے نہیں روکتی جو اس نے کرنے کا ارادہ کر لیا ہے کہ مسلمان کا عقیدہ اور اس کا ایمان یہ ہے کہ ہر کام اللہ کے حکم اور اس کی مشیت سے ہوتا اور اللہ کے سوا کوئی شے کسی کام میں موثر نہیں ہے۔

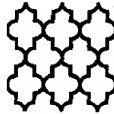
شرح حدیث: مسلمان احکام الہی کا پابند ہے وہ جب کسی کام کا عزم کر لیتا ہے تو کوئی شگون اس کے راستے میں رکاوٹ نہیں بنتا، کیونکہ اسے یہ یقین کامل ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے اور اگر کوئی ایسی بات پیش آ جاتی ہے جس سے اسے ناگواری ہو تو وہ اللہ سے خیر اور بھلائی کا طالب ہوتا ہے۔

اگر کسی وقت مسلمان کا دل کسی بات سے برا ہو جائے تو اسے یہ دعا پڑھنی چاہئے۔

اللّٰهُمَّ لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ .

”اے اللہ تیرے سوا کوئی بھلائی کا لانے والا نہیں اور تیرے سوا کوئی برائی کو دور کرنے والا نہیں اور تیری توفیق کے بغیر کوئی نہ اچھائی

حاصل کر سکتا ہے اور نہ برائی سے بچ سکتا ہے۔“ (روضۃ المتقین: ۴/۱۸۶، دلیل الفالحین: ۴/۴۵۱)



البَابُ (۳۰۵)

بَابُ تَحْرِيمِ تَصْوِيرِ الْحَيَوَانِ فِي بَسَاطٍ أَوْ حَجَرٍ أَوْ ثَوْبٍ أَوْ دِرْهِمٍ أَوْ دِينَارٍ أَوْ مُخَدَّةٍ أَوْ سَادَةٍ وَغَيْرِ ذَلِكَ وَتَحْرِيمِ اتِّخَاذِ الصُّورَةِ فِي حَائِطٍ وَسَقْفٍ وَسِتْرِ وَعِمَامَةٍ وَثَوْبٍ وَنَحْوِهَا وَالْأَمْرُ بِاتِّلَافِ الصُّورَةِ

بستر، کپڑے، درہم اور تکیہ پر جاندار کی تصویر بنانے کی ممانعت، اسی طرح دیوار، پردے، عمامہ اور کپڑے وغیرہ پر تصویر بنانے کی حرمت اور تصویروں کو ضائع کرنے کا حکم

تصویر بنانے والوں کے لئے خاص عذاب

۱۶۷۸. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ الَّذِينَ يَصْنَعُونَ هَذِهِ الصُّورَةَ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۶۷۸) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ یہ تصویریں بناتے ہیں انہیں قیامت کے دن عذاب ہوگا اور ان سے کہا جائے گا کہ تم نے جو تصویریں بنائی ہیں انہیں زندہ کرو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب عذاب المصورین یوم القیامۃ۔ صحیح مسلم، کتاب اللباس باب لا تدخل الملائكة بیتا فیہ کلب۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں تصاویر بنانے کی شدید ممانعت کی گئی ہے اور تاکید کے ساتھ اس کی حرمت بیان کی گئی ہے اور روز قیامت مصور کو عذاب ہوگا اور اس کو کہا جائے گا کہ تم نے اللہ کی صفت خلق کی مشابہت اختیار کرنے کی کوشش کی تو اب اس میں جان ڈال کر دکھاؤ۔ وہ ہرگز جان نہ ڈال سکے گا تو اسے عذاب دیا جائے گا۔

تصویر بنانا اور تصویر رکھنا حرام اور صرف ناگزیر ضرورتوں میں تصویر کا استعمال جائز ہے۔

(فتح الباری: ۱۵۸/۳۔ شرح صحیح مسلم: ۷۷/۱۴)

تصویر سازوں کو قیامت کے دن بڑا عذاب ہوگا

۱۶۷۹. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ سَتَرْتُ سَهْوَةً لِي بِقِرَامٍ فِيهِ تَمَاثِيلٌ، فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَوْنَ وَجْهَهُ! وَقَالَ: يَا عَائِشَةُ: أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهَوْنَ بِخَلْقِ اللَّهِ: قَالَتْ: فَقَطَعْنَاهُ فَجَعَلْنَا مِنْهُ وَسَادَةً أَوْ سَادَتَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

”الْقَرَامُ“ بِكُسْرِ الْقَافِ هُوَ : ”السِّرُّ“ وَالسَّهْوَةُ ”بِفَتْحِ السِّينِ الْمُهِمْلَةِ وَهِيَ : الصُّفَّةُ تَكُونُ بَيْنَ يَدَيِ الْبَيْتِ وَقِيلَ هِيَ : الطَّائِفُ النَّافِذُ فِي الْحَائِطِ .

(۱۶۷۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ ایک سفر سے تشریف لائے۔ اس وقت میں نے گھر کے ایک طاق پر ایک پردہ ڈالا ہوا تھا جس میں تصاویر تھیں رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ قیامت کے روز اللہ کے ہاں شدید عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کی تخلیق میں مشابہت اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ہم نے اس پردہ کو پہاڑ کر ایک تکیہ یا دو تکیے بنا لیے۔

(متفق علیہ)

قرام : ق کے زیر کے ساتھ پردے کو کہتے ہیں۔ سہوة : گھر کے سامنے چبوترہ۔ اور کہا گیا کہ دیوار میں کھلا ہوا روشن دان۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب ما وُطئ من التصاویر، صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب لا تدخل الملائكة بیتا فیه کلب۔

کلمات حدیث: تلون وجہہ : آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ یضاهون بخلق اللہ : اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی مشابہت اختیار کرتے ہیں یعنی اللہ کی مخلوقات (جاندار) کی تصویر بنانا اللہ کی صفت تخلیق میں مشابہت اختیار کرنا ہے۔

شرح حدیث: تصویر بنانا اور انہیں گھروں میں آویزاں کرنا حرام ہے اگر انہیں پھاڑ کر یا کاٹ کر کوئی چیز بنائی جائے جس سے اس کی اہانت ہو تو جائز ہے۔ (نزہۃ المتقین : ۲/۴۵۴)

غیر جاندار کی تصویر بنانا جائز ہے

۱۶۸۰۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ”كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسٌ فَيُعَذَّبُ فِي جَهَنَّمَ“

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : فَإِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاِعْمَلْ مَا صَنَعَ الشَّجَرُ وَمَا لَارُوحَ فِيهِ ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۶۸۰) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو

فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی اسے روز قیامت مجبور کیا جائے گا کہ اس میں روح پھونکے مگر وہ نہیں پھونک سکے گا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب من صور صورة کلف . صحیح مسلم، باب لا تدخل الملائكة بیتا۔

شرح حدیث: روح پھونکنے کا حکم زجر اور توبخ کے لیے دیا جائے گا ورنہ کون اس پر قادر ہو سکتا ہے اور جب نہیں پھونک سکے گا تو

سخت عذاب دیا جائے گا۔ (فتح الباری: ۱۵۸/۳، شرح صحیح مسلم: ۷۸/۱۴)

تصویر بنانے والوں کو قیامت کے دن سخت عذاب ہوگا

۱۶۸۱۔ وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِي الدُّنْيَا كَلَّفَ أَنْ يَنْفَخَ فِيهَا الرُّوحَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۱۶۸۲۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُونَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۶۸۲): حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ روز قیامت سب سے زیادہ سخت عذاب میں مبتلا مصور ہوں گے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب عذاب المصورین یوم القيامة . صحیح مسلم کتاب اللباس، باب لا تدخل الملائكة بيتا.

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جاندار کی تصویر بنانا حرام اور گناہ کبیرہ ہے خواہ تصویر کسی بھی مقصد کے لیے بنائی گئی ہو۔ البتہ غیر جاندار کی تصویر بنانا جائز ہے۔ (فتح الباری ۱۵۸/۳، شرح صحیح مسلم ۷۸/۱۴)

تصویر بنانے والے سب سے بڑے ظالم ہیں

۱۶۸۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي! فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوا حَبَّةً، أَوْ لِيَخْلُقُوا شَعِيرَةً." مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۶۸۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس شخص سے بڑا ظالم کون ہے جو میری مخلوق جیسی مخلوق بنانے لگا ہے۔ ان کو چاہئے کہ ایک ذرہ بنا کر دکھائیں ایک دانہ بنا کر دکھائیں یا ایک جو کا دانہ ہی بنا کر دکھائیں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب نقص الصور . صحیح مسلم، کتاب اللباس والزينة، باب لا تدخل الملائكة .

کلمات حدیث: یخلق کخلقی: ایسی چیز بناتا ہے جو میری مخلوق کے مشابہ ہے۔ جس طرح میں پیدا کرتا ہوں اس طرح پیدا کرنا چاہتا ہے۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ خالق کون و مکاں ہے ایک حقیر ذرہ سے لے کر آفتاب و مہتاب تک ایک چیونٹی سے لے کر عقل و بصیرت والے انسان تک ہر شے اسی کی تخلیق ہے، جب یہ حقیقت ہر ایک کے سامنے ہے اور کوئی اس سے انکار کی جرأت نہیں کر سکتا بلکہ ایک کافر بت پرست سے بھی پوچھا جائے کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو وہ بھی بلا تامل یہی کہے گا کہ اللہ! پھر اس انسان سے بواظہا کون ہوگا کہ وہ اس برہان کامل کے موجود ہونے کے باوجود اللہ کی صفت خلق میں مشابہت اختیار کرنے کی کوشش کرے، وہ کیوں نہیں ایک ذرہ بنا لیتا ایک جو کا دانہ بنا لیتا۔ بلکہ اگر ساری دنیا کے انسان اور سارے جن جمع ہو جائیں کہ ایک مکھی بنا لیں تو نہیں بنا سکتے بلکہ انسان کی مجبوری اور بے بسی کا تو یہ عالم ہے کہ اگر مکھی اس کے کھانے میں سے کچھ لے جائے تو وہ اسے واپس نہیں لے سکتا۔

(فتح الباری ۳/۱۶۰۔ شرح صحیح مسلم ۱۴/۷۹۔ روضة المتقین ۴/۱۹۰)

تصویر والے گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے

۱۶۷۳۔ وَعَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۶۸۳): حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتیا تصویر ہو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب التصاویر۔ صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب لا تدخل الملائكة بيتا۔

شرح حدیث: فرشتے معصوم ہیں وہ کبھی اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے اور نہ وہ معصیت کو پسند کرتے ہیں اس لیے وہ اس گھر میں نہیں داخل ہوتے جس میں معصیت کا ارتکاب ہوتا ہو اور تصویر گھر میں رکھنا معصیت ہے۔ اسی طرح فرشتے نجاست گندی اور بدبو سے دور رہتے ہیں اور کتے میں یہ سب باتیں موجود ہیں اس لیے وہ وہاں نہیں جاتے جہاں کتا ہو۔

اس حدیث میں فرشتوں سے مراد رحمت کے فرشتے جو انسان کے اعمال لکھنے پر مقرر ہیں اور جو انسان کی حفاظت پر مقرر ہیں وہ ہر وقت انسان کے ساتھ ہیں کبھی جدا نہیں ہوتے۔ (فتح الباری ۳/۱۶۰۔ شرح صحیح مسلم ۱۴/۷۰)

کتے کی وجہ سے جبرائیل علیہ السلام گھر میں داخل نہیں ہوئے

۱۶۷۵۔ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: وَعَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، جَبْرِئِلُ أَنْ يَأْتِيَهُ، فَرَأَتْ عَلَيْهِ حَتَّى اشْتَدَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَخَرَجَ فَلَقِيَهُ، جَبْرِئِلُ فَشَكَا إِلَيْهِ، فَقَالَ: إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

”زات“ اَبْطَأَ، وَهُوَ بِالنَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ .

(۱۶۸۵) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے آنے کا وعدہ فرمایا انہیں تاخیر ہوگئی اور یہ انتظار رسول اللہ ﷺ پر گراں گزرا۔ آپ ﷺ باہر تشریف لائے تو حضرت جبریل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو آپ ﷺ نے ان سے دیر سے آنے کی شکایت کی تو حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتابیا تصویر ہو۔ (بخاری) راث کے معنی میں تاخیر کی۔

خریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب التصاویر، صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب لاتدخل الملائكة بیتا .

شرح حدیث: حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے آنے کا وعدہ کیا لیکن ان کے آنے میں تاخیر ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کو شدید زحمت انتظار ہوئی یہاں تک کہ آپ باہر تشریف لے آئے اور حضرت جبریل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، آپ ﷺ نے تاخیر کا شکوہ کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم اس گھر میں نہیں داخل ہوتے جس میں کتاب اور تصویر ہوں۔ (فتح الباری ۲/۲۶۶)

کتنے نے آپ ﷺ کے پاس آنے سے روکا

۱۶۷۶ . وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : وَاعَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي سَاعَةٍ أَنْ يَأْتِيَهُ، فَجَاءَتْ تِلْكَ السَّاعَةُ وَلَمْ يَأْتِهِ قَالَتْ : وَكَانَ بِيَدِهِ عَصَا فَطَرَحَهَا مِنْ يَدِهِ وَهُوَ يَقُولُ ”مَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ“ وَلَا رُسْلَهُ، ثُمَّ التَفَتَ فَإِذَا جِرْوُ كُلْبٍ تَحْتَ سَرِيرِهِ فَقَالَ : ”مَتَى دَخَلَ هَذَا الْكُلْبُ؟“

فَقُلْتُ : وَاللَّهِ مَا دَرَيْتُ بِهِ، فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ، فَجَاءَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ”وَعَدْتَنِي فَجَلَسْتُ لَكَ وَلَمْ تَأْتِنِي“ فَقَالَ : مَعْنَى الْكُلْبِ الَّذِي كَانَ فِي بَيْتِكَ إِنَّا لَنَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كُلْبٌ وَلَا صُورَةٌ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حدیث (۱۶۸۶): حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک وقت مقررہ پر آنے کا وعدہ کیا جب وہ وقت آیا تو حضرت جبریل علیہ السلام نہیں آئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس وقت آپ ﷺ کے ہاتھ میں لاشی تھی وہ آپ ﷺ نے ہاتھ سے پھینک دی اور فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ پھر آپ ﷺ نے دیکھا کہ چار پائی کے نیچے ایک کتے کا بچہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کتا کب اندر آ گیا؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ کی قسم مجھے نہیں معلوم۔ آپ ﷺ نے اس کو نکالنے کا حکم دیا تو اس کو نکال دیا گیا اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ نے مجھ سے وعدہ کیا میں انتظار میں بیٹھا رہا اور آپ نہیں آئے۔

انہوں نے کہا کہ مجھے اس کتے نے روکے رکھا جو آپ کے گھر میں تھا کیونکہ ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا اور تصویر ہو۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب اللباس و الزینة. باب لاتدخل الملائكة بیتا.

کلمات حدیث: ما یخلف الله وعده ولا رسله: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول یعنی فرشتے وعدہ خلائی نہیں کرتے۔ جو وکلب۔ کتے کا بچہ۔

شرح حدیث: فرشتے ہر گندی اور نجس شے سے اور اس جگہ سے جہاں اللہ کی نافرمانی کا ارتکاب ہو دور رہتے ہیں کتا نجس ہے اس لیے جس گھر میں کتا ہو فرشتے اس میں داخل نہیں ہوتے۔ (شرح صحیح مسلم ۶۹/۱۴)

ہر تصویر اور ہر اونچی قبر مٹانے کا حکم

۱۶۸۷. وَعَنْ أَبِي الْيَاسِجِ حَيَّانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَلَا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ أَنْ لَا تَدْعَ صُورَةَ إِلَّا طَمَسْتَهَا، وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۶۸۷) حضرت ابوالیاس حیان بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا تمہیں اس کام کے لیے نہ بھیجوں جس کے لیے رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا، کہ جو تصویر دیکھو اسے مٹا دو اور جو اونچی قبر دیکھو اسے برابر کر دو۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الأمر بتسوية القبور.

شرح حدیث: تصویر حرام ہے اور حرام کے مٹانے کا حکم ہے اسی طرح قبریں پکی اور اونچی بنانا جائز نہیں ہے بلکہ ایسی قبریں مسمار کر کے انہیں شریعت کے مطابق رکھا جائے اور ایک بالشت اونچا رکھا جائے۔

(شرح صحیح مسلم ۳۰/۷. تحفة الاحوذی ۴/۱۴۰)



الْبَنَات (۳۰۶)

بَابُ تَحْرِيمِ اتِّخَاذِ الْكَلْبِ إِلَّا لِصَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ أَوْ زَرْعٍ
کتار کھنے کی حرمت، سوائے اسکے شکار مویشی یا زراعت کے لیے ہو

کتا پالنے سے ہر روز دو قیرا ثواب کم ہو جاتا ہے

۱۶۸۸. عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ أَقْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَفِي رِوَايَةٍ: "قِيرَاطٌ".

(۱۶۸۸): حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے شکار یا مویشی کی حفاظت کے لیے کتا رکھنے کے علاوہ کتا پالا تو اس کے اجر میں روزانہ دو قیرا کم ہو جاتے ہیں۔ (تحقق علیہ)

ایک اور روایت میں ایک قیرا ہے۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الذبائح، باب من اقتنى كلبا ليس بكلب صيد . صحيح مسلم، کتاب البيوع، باب الامر بقتل الكلاب .

کلمات حدیث: اقتنى: رکھا، حاصل کیا۔ اقتناء (باب افعال) رکھنا، ذخیرہ کے طور پر کسی شے کو سنبھال کر رکھنا۔ قیرا: اجر و ثواب کی مقدار۔

شرح حدیث: بلا ضرورت کتا پالنے کی ممانعت ہے۔ شکار مویشی کی حفاظت اور گھڑ کی حفاظت کے لیے پالنے کی اجازت ہے۔ حدیث مبارک میں ارشاد ہوا کہ جو ان ضرورتوں کے علاوہ کتا پالے اس کے اجر و ثواب میں کمی واقع ہو جائے گی۔

(فتح الباری ۲/ ۱۱۸۰. روضة المتقين ۴/ ۱۹۴. دليل الفالحين ۴/ ۴۵۸)

بعض صورتوں میں کتا رکھنے کی اجازت ہے

۱۶۸۹. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ إِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ مَاشِيَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: "مَنْ أَقْتَنَى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ، وَلَا مَاشِيَةٍ، وَلَا أَرْضٍ، فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ قِيرَاطَانِ كُلَّ يَوْمٍ".

(۱۶۸۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے پالنے کی نیت سے کتے کو باندھا اس کے عمل سے روزانہ ایک قیراط کم ہوتا رہے گا سوائے اس کے کھیت یا مویشی کی حفاظت کے لیے کتا رکھا ہو۔ (متفق علیہ)
 اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جس نے کتا پالا، جو شکار کے لیے اور زمین اور مویشی کی حفاظت کے لیے نہ ہو تو اس کے اجر میں سے روزانہ دو قیراط کی کمی ہوتی رہے گی۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب المزارعہ، باب اقتناء الکلب للحرس . صحیح مسلم، کتاب المزارعہ، باب الأمر بقتل الکلاب.

شرح حدیث: شکار کے لیے اور کھیت اور مویشی کی حفاظت کے لیے کتا رکھنے کی اجازت ہے اس کے علاوہ کسی اور غرض کے لیے کتا پالنا منع ہے ایسے شخص کے اعمال کے اجر میں روزانہ کمی ہوتی رہے گی۔

(فتح الباری ۱/۱۱۶۸ . شرح صحیح مسلم ۱۰/۲۰۰)



البَابُ (۳۰۷)

بَابُ كَرَاهِيَةِ تَعْلِيْقِ الْجَرَسِ فِي الْبُعَيْرِ وَغَيْرِهِ مِنَ الدَّوَابِّ
وَكَرَاهِيَةِ اسْتِصْحَابِ الْكَلْبِ وَالْجَرَسِ فِي السَّفَرِ
اونٹ اور دیگر جانوروں کی گردن میں گھنٹی باندھنے کی کراہت
اور سفر میں کتے اور گھنٹی ساتھ رکھنے کی کراہت

۱۶۹۰. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَصْحَبُ الْمَلَأَنَكَةَ رُقْفَةً فِيهَا كَلْبٌ أَوْ جَرَسٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۶۹۰): حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے اس قافلے کے ساتھ

نہیں ہوتے جس میں کتا اور گھنٹی ہو۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب کراہیۃ الکلب والجرس فی السفر.

کلمات حدیث: جرس: وہ گھنٹی جو قافلے میں جانوروں کی گردن میں باندھی جاتی ہے۔

شرح حدیث: رحمت کے فرشتے اس کاروان کیساتھ نہیں چلتے جس میں گھنٹی کی آواز ہو اور کتا ہو۔ فرشتے جس طرح کتے سے دور

رہتے ہیں اسی طرح وہ گھنٹی کی آواز سے بھی دور رہتے ہیں۔ (شرح صحیح مسلم ۷۸/۱)

بانسری شیطان کا جادو ہے

۱۶۹۱. وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الْجَرَسُ مِنْ مَزَامِيرِ الشَّيْطَانِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۱۶۹۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ گھنٹی کی آواز مزامیر شیطان میں

سے ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب کراہیۃ الکلب والجرس فی السفر.

کلمات حدیث: مزامیر: مزار کی جمع ہے۔ گانے بجانے کا ایک آلہ ہے، یعنی بانسری۔

شرح حدیث: شیطان موسیقی اور آلات موسیقی اور گھنٹیوں کی آوازوں سے رغبت رکھتا ہے اور فرشتوں کو ہر وہ بات اور کام ناپسند

ہے جس کی طرف شیطان کا میلان ہو۔ اس لیے سفر میں اگر کتا ساتھ ہو اور جانوروں کی گردنوں میں گھنٹیاں پڑی ہوئی ہوں تو رحمت کے

فرشتے اس کاروان کے قریب نہیں آتے۔ (شرح صحیح مسلم ۸۰/۱۴، روضة المتقین ۱۹۶/۴)

البیان (۳۰۸)

بَابُ كِرَاهَةِ رُكُوبِ الْجَلَالَةِ وَهِيَ الْبَعِيرُ أَوِ النَّاقَةُ الَّتِي تَأْكُلُ الْعَذِرَةَ فَإِنْ أَكَلَتْ
عَلَفًا طَاهِرًا فَطَابَ لَحْمُهَا زَالَتْ الْكِرَاهَةُ !

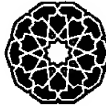
جلالہ پر سواری کی کراہت ”جلالہ“ وہ اونٹ یا اونٹنی ہے جو گندگی کھائے اگر وہ پاک چیزیں کھانے لگے
جس سے گوشت پاک ہو جائے تو اس کی سواری کی کراہت ختم ہو جائے گی

۱۶۹۲. عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَلَالَةِ
فِي الْأَبْلِ أَنْ يُرْكَبَ عَلَيْهَا . (رواه ابوداؤد یا سناد صحیح)

(۱۶۹۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گندگی کھانے والے اونٹوں پر سواری
سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد بسند صحیح)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب رکوب الجلالہ .

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مراد وہ اونٹ ہے جسے گندگی کھانے کی عادت پڑ جائے جو اس کے گوشت پر اثر انداز
ہو جائے ایسے اونٹ پر سواری کرنا مکروہ ہے۔ (روضۃ المتقین ۴/۱۹۷ . دلیل الفالحین ۴/۴۶۲)



(الباقی ۳۰۹)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُصَاقِ فِي الْمَسْجِدِ وَالْأَمْرِ بِإِزَالَتِهِ مِنْهُ إِذَا وَجَدَ فِيهِ،
وَالْأَمْرَ بِتَنْزِيهِ الْمَسْجِدِ عَنِ الْأَقْدَارِ
مسجد میں تھوکنے کی ممانعت اور اسے دور کرنے کا حکم

مسجد کو ہر طرح کی گندگی سے پاک رکھنے کا حکم

۱۶۹۳. عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الْبُصَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ، وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَالْمَرَادُ بِدَفْنِهَا إِذَا كَانَ الْمَسْجِدُ تَرَابًا أَوْ رَمْلًا وَنَحْوَهُ، فَيُؤَارِبُهَا تَحْتَ تَرَابِهِ. قَالَ أَبُو الْمَحَاسَنِ الرُّومِيُّ مِنْ أَصْحَابِنَا فِي كِتَابِهِ الْبُخْرِي: وَقِيلَ الْمُرَادُ بِدَفْنِهَا إِخْرَاجُهَا مِنَ الْمَسْجِدِ أَمَّا إِذَا كَانَ الْمَسْجِدُ مُبْلَطًا أَوْ مُحْصَصًا فَدَلَّهَا عَلَيْهِ بِمَذَابِهِ أَوْ بغيرِهِ كَمَا يَفْعَلُهُ، كَثِيرٌ مِنَ الْجُهَالِ فَلَيْسَ ذَلِكَ بِدَفْنٍ بَلْ زِيَادَةٌ فِي الْخَطِيئَةِ وَتَكْثِيرٌ لِلْقَدْرِ فِي الْمَسْجِدِ وَعَلَى مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ أَنْ يَمْسَحَهُ بَعْدَ ذَلِكَ بِتُوبِهِ أَوْ بِيَدِهِ أَوْ غَيْرِهِ أَوْ يَغْسِلَهُ.

(۱۶۹۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مسجد میں تھوکنے سے منع ہے اور اس کا کفارہ اسے دُفن کرنا ہے۔

(متفق علیہ)

دُفن کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر مسجد کچی ہو تو اس کو مٹی میں دبا دے۔ ہمارے اصحاب میں سے ابو الحسن رویانی اپنی کتاب ”البحر“ میں کہتے ہیں کہ کسی نے کہا کہ دُفن سے مراد اسے مسجد سے نکال دینا ہے لیکن اگر مسجد پتھر کی بنی ہو یا چوڑے کی ہو تو اسے جوتے وغیرہ سے مل دینا جیسا کہ بعض جاہل لوگ کرتے ہیں تو یہ دبا دینا نہیں ہے بلکہ یہ تو گناہ میں زیادتی اور مسجد میں گندگی بڑھانا ہے۔ اگر کوئی ایسا کرے تو اسے چاہئے کہ وہ اسے اپنے کپڑے یا ہاتھ سے یا کسی اور چیز سے صاف کرے اور اسے دھو ڈالے۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب کفارہ البزاق فی المساجد، صحیح مسلم، کتاب

المساجد باب النہی عن البصاق فی المسجد.

کلمات حدیث: بصاق اور بزاق: تھوک۔

شرح حدیث: مسجد میں تھوکنے کا حکم (نہی) ہے۔ اور نہی کے یہاں معنی سہ (برائی) کے ہیں۔ چنانچہ مسند احمد بن حنبل میں

حضرت ابو امامہ سے مروی حدیث میں ہے کہ مسجد میں تھوکنے کی برائی ہے اور اس کا دُفن کر دینا نیکی ہے۔ ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مسجد میں تھوکنے کا اس وقت برائی ہے جب اسے دُفن نہ کرے کیونکہ اس طرح مسجد میں گندگی ہوگی اور گندگی سے فرشتوں کو اذیت پہنچتی ہے اور

انسان کو بھی ایذا پہنچے گی کہ ہو سکتا ہے کہ کسی کے جسم کو یا کپڑوں کو لگ جائے۔ بہر حال اگر آدمی مسجد میں ہو اور اسے تھوکنے کی ضرورت پیش آ جائے تو وہاں جائے جہاں تھوکتا درست ہو اور وہاں اسے دھو سکے، اگر ایسا نہ کر سکے تو پھر مسجد سے باہر چلا جائے۔

(فتح الباری ۱/۴۳۴۔ شرح صحیح مسلم ۵/۳۶۔ روضة المتقین ۴/۱۹۸)

مسجد کی دیوار کی صفائی

۱۶۹۳۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى فِي جِدَارِ الْقُبْلَةِ مُحَاطًا أَوْ بُزَاقًا، أَوْ نُخَامَةً، فَجَحَّه، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۶۹۳): حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے جانب قبلہ دیوار پر اینٹھ یا تھوک یا بلغم دیکھا تو آپ ﷺ نے اس کو کھرج دیا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب حث البزاق بالید۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد باب النهی عن البصاق فی المسجد۔

کلمات حدیث: نخامة: ناک سے نکلی والی ریش۔

شرح حدیث: قاضی ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں زمین کے بہترین اور افضل ترین مقامات مساجد ہیں یہ اللہ کے گھر ہیں جن میں اللہ کا نام بلند کیا جاتا ہے۔ جو جگہیں اور جو مقامات اللہ کا نام بلند کرنے کے لیے بنائے گئے ہیں ان کی کسی درجے میں بھی توہین ان کے اس مقصد کے برخلاف ہے اس لیے ضروری ہے کہ مساجد کا احترام ملحوظ رکھا جائے اور کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے مسجد کے احترام میں فرق یا کمی آئے۔ نبی کریم ﷺ نے جب مسجد میں تھوک وغیرہ دیکھا تو آپ ﷺ نے اسے ایک پتھر سے صاف فرمادیا۔ اس لیے ہر مسلمان کو چاہئے کہ مسجد کی صفائی اور نظافت کا خیال رکھے اور ہر صورت میں مسجد میں تھوکنے اور گندگی سے گریز کرے حتیٰ کہ اگر حالت نماز میں تھوکتا پڑ جائے تو اپنے کپڑے میں تھوک لے

(فتح الباری ۱/۴۳۲۔ شرح صحیح مسلم ۵/۳۴۔ روضة المتقین ۴/۱۹۹۔ دلیل الفالحین ۴/۴۶۴)

مساجد کے مقاصد

۱۶۹۵۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ هَذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِنْ هَذَا الْبَوْلِ وَلَا الْقَذَرِ إِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى، وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ، أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۶۹۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہ مسجدیں پیشاب، گندگی یا اس طرح کی کسی بھی چیز کے لیے

موزوں نہیں ہیں یہ تو یاد الہی اور تلاوت قرآن کے لیے ہیں۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب وجوب غسل البول وغیرہ من النجاسة اذا حصلت فی المسجد۔

کلمات حدیث: لا تصلح: موزوں نہیں ہیں، مناسب نہیں ہے۔

شرح حدیث: مساجد روئے زمین کے بہترین اور افضل ترین مقامات ہیں کیونکہ مساجد اس لیے بنائی جاتی ہیں کہ ان میں اللہ کی عبادت کی جائے اسے یاد کیا جائے اور تلاوت قرآن کی جائے۔ یہ تمام امور اس قدر ارفع اور اعلیٰ ہیں کہ کسی کے لیے یہ بات موزوں نہیں ہے کہ مسجد میں کسی طرح کی گندگی کرے بلکہ ہر مسلمان کا فریضہ ہے کہ مسجد کی نظافت کا خیال رکھے اور پاکیزگی کا اہتمام کرے۔ اگر غلطی سے کہیں کوئی تھوک یا لعاب لگ جائے تو فوراً صاف کرے جب تک صاف نہیں کرے گا گناہ گار رہے گا۔ مسجد میں جھارودینا اور صفائی کرنا مستحب ہے اور بہت ثواب ہے۔ (شرح صحیح مسلم ۱۶۳/۳۔ روضة المتقین ۴/۲۰۰)



(۳۱۰) البَيِّنَات

بَابُ كَرَاهِيَةِ الْخُصُومَةِ فِي الْمَسْجِدِ وَرَفْعِ الصَّوْتِ فِيهِ وَنَشْدِ الضَّالَّةِ وَالْبَيْعِ
وَالشَّرَاءِ وَالْإِجَارَةِ وَنَحْوِهَا مِنَ الْمُعَامَلَاتِ
مسجد میں جھگڑنا یا آواز بلند کرنا مکروہ ہے

مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرنا ممنوع ہے

۱۶۹۶. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ: لَا رَدَّهَا اللَّهُ عَلَيْكَ، فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهَذَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۶۹۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر کوئی شخص کسی کو مسجد میں کسی گمشدہ شے کا اعلان کرتے ہوئے سنے تو کہہ دے کہ اللہ کرے کہ تجھے نہ ملے۔ کیونکہ مساجد اس کام کے لیے نہیں بنائی گئی ہیں۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب النهی عن نشد الضالة فی المسجد.

کلمات حدیث: ینشد ضالة: گم شدہ چیز کے بارے میں اعلان کرے۔ ضالة: گم شدہ شے۔

شرح حدیث: مساجد اللہ کے ذکر کو بلند کرنے کے لیے بنائی گئی ہیں اس لیے نہیں بنائی گئی ہیں کہ لوگ اپنی گمشدہ شے کا اعلان کریں، اگر کوئی ایسا کرے تو سننے والا کہہ دے کہ اللہ کرے کہ واپس نہ ملے۔ (شرح صحیح مسلم ۴۶/۵)

مسجد میں خرید و فروخت جائز نہیں ہے:

۱۶۹۷. وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَبِيعُ أَوْ يَتَّاعُ فِي الْمَسْجِدِ فَقُولُوا: لَا أَرَبَعَ اللَّهُ تِجَارَتَكَ، وَإِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَنْشُدُ ضَالَّةً فَقُولُوا: لَا رَدَّهَا اللَّهُ عَلَيْكَ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۱۶۹۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ مسجد میں کوئی چیز خرید رہا ہے یا فروخت کر رہا ہے تو یہ کہو کہ اللہ تیری تجارت کو سودمند نہ بنائے اور جب تم دیکھو کہ کوئی گمشدہ شے کا اعلان کر رہا ہے تو کہہ دو کہ اللہ کرے نہ ملے۔ (ترمذی، اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، أبواب البیوع، باب النهی عن البیع فی المسجد.

شرح حدیث: امام بغوی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اہل علم کے نزدیک مسجد میں خرید و فروخت مکروہ ہے۔ حضرت عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ انہوں نے کسی کو مسجد میں کوئی شے فروخت کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ دنیا کے بازار میں جاؤ مسجد تو بازار آخرت ہے۔

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مسجد میں ہر اس کام سے احتراز مطلوب ہے جس کے لیے مسجد نہیں بنائی گئی اسی لیے مسجد میں مانگنے سے بھی منع کیا گیا ہے اور سلف میں بعض حضرات اس سائل کو صدقہ دینا پسند نہیں فرماتے تھے جو مسجد میں سوال کر رہا ہو۔
غرض مسجد میں خرید و فروخت، مانگنا، گمشدہ شے کا اعلان کرنا، یا اس طرح کا دنیا کا کوئی کام کرنا مناسب نہیں ہے۔

(تحفة الاحوذی ۴/۶۲۸۔ روضة المتقین ۴/۲۰۲)

مسجد میں گم شدہ چیز کے اعلان کی مخالفت

۱۶۹۸۔ وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا نَشَدَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: مَنْ دَعَا إِلَى الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا وَجَدْتُ، إِنَّمَا بُنِيتِ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِيتَ لَهُ"، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۶۹۸) حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ کسی نے مسجد میں اعلان کیا کہ کوئی ہے جو مجھے سرخ اونٹ کے بارے میں بتا دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو اس کو نہ پائے، مسجدیں ان کاموں کے لیے ہیں جن کے لیے انہیں بنایا گیا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب النهی عن نشد الضالة فی المسجد.

کلمات حدیث: دعا الی: مجھے بتا دے۔ مجھے خبر لا دے۔ لمابیت له: مسجدیں صرف انہی اغراض و مقاصد کے لیے ہیں جن کے لیے انہیں بنایا جاتا ہے۔

شرح حدیث: مساجد اس لیے ہیں کہ ان میں اللہ کا ذکر بلند ہو، اس کی عبادت ہو نماز اور اعکاف ہو اور تلاوت قرآن ہو، اللہ کے دین کے فہم کی سعی و کوشش اور اس کا ابلاغ ہو۔ اس کے علاوہ جو کام دنیا کے ہیں ان کا مسجد میں کرنا موزوں نہیں ہے اسی وجہ سے جناب رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ تو نہ پائے۔ یعنی جس اونٹ کا اعلان تو مسجد میں کر رہا ہے تجھے نہ ملے۔

(شرح صحیح مسلم ۵/۴۶۔ روضة المتقین ۴/۲۰۲)

مسجد میں ممنوع کاموں کا ذکر

۱۶۹۹۔ وَعَنْ عُمَرَو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الشَّرَاءِ وَالْبَيْعِ فِي الْمَسْجِدِ، وَأَنْ تُنْشَدَ فِيهِ ضَلَاةٌ، أَوْ يُنْشَدَ فِيهِ شِعْرٌ، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۱۶۹۹) حضرت عمرو بن شعیب از والد خود از جد خود روایت فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے مسجد میں خرید و فروخت سے منع فرمایا۔ اور اس بات سے منع فرمایا کہ مسجد میں گندہ شے کا اعلان کیا جائے یا مسجد میں شعر پڑھا جائے۔ (ابوداؤد، ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب التحلق يوم الجمعة قبل الصلاة.

شرح حدیث: مسجد میں ایسے اشعار بھی نہ پڑھنے چاہیں جن میں عشق کے اور لہو لعب کے مضامین ہوتے ہیں البتہ ایسے اشعار پڑھنا جائز ہے جن میں اللہ کی حمد و ثنا اور رسول کریم ﷺ کی مدح ہو۔ جیسا کہ روایت ہے کہ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد میں چند اشعار پڑھے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی طرف دیکھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے ان کے سامنے بھی اشعار پڑھے ہیں جو آپ ﷺ سے بہتر تھے۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ کیا تم نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میری جانب سے ان کافروں کا جواب دو اور فرمایا کہ اے اللہ اس کی روح القدس سے تائید فرما۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہاں۔

(تحفة الاحوذی ۲/۲۸۱، روضة المتقین ۴/۲۰۳، دلیل الفالحین ۴/۴۶۷)

مسجد میں زور سے باتیں کرنے کی مخالفت

۱۷۰۰. وَعَنِ السَّائِبِ ابْنِ يَزِيدَ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَنِي رَجُلٌ فَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: "أَذْهَبَ قَاتِنِي بِهِلْدَيْنِ، فَجِئْتُهُ بِهِمَا، فَقَالَ: مَنْ أَيْنَ أَنْتُمَا؟ فَقَالَ: مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ فَقَالَ: لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۷۰۰) حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا کہ کسی نے مجھے کنکری ماری دیکھا تو وہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ جاؤ ان دونوں کو میرے پاس لاؤ۔ میں ان دونوں کو لے کر آیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو انہوں نے کہا کہ ہم طائف کے لوگ ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم مدینہ منورہ کے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں آواز بلند کر رہے

ہو۔ (بخاری)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب رفع الصوت في المساجد.

کلمات حدیث: فحصبی: میری طرف کنکری پھینکی۔ حصباً (باب نصر و ضرب) کنکری مارنا۔

شرح حدیث: مسجد میں آواز بلند کرنا درست نہیں ہے خواہ یہ آواز ذکر اور تلاوت قرآن ہی کی کیوں نہ ہو کیونکہ اس سے دوسروں کی عبادت میں خلل پڑے گا اور ان کی طبیعت میں تشویش پیدا ہوگی اور دنیا کی بات میں تو آواز بلند کرنے کی بالکل اجازت نہیں ہے۔ غرض مسجد میں بآواز بلند گفتگو کرنا آداب مسجد کے خلاف ہے اور مسجد نبوی ﷺ میں بطور خاص آواز کو پست رکھنا چاہیے اور مسجد کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا بھی ادب ملحوظ رکھنا چاہیے۔ (فتح الباری ۱/ ۴۵۴۔ ارشاد الساری ۱/ ۱۳۱۔ روضة المتقین ۴/ ۲۰۴)



الْبَيِّنَات (۳۱۱)

بَابُ نَهْيٍ مَنْ أَكَلَ ثَوْمًا أَوْ بَصَلًا، أَوْ كَرَاثًا أَوْ غَيْرَهُ مِمَّا لَهُ رَائِحَةٌ كَرِيهَةٌ عَنْ دُخُولِ
الْمَسْجِدِ قَبْلَ زَوَالِ رَائِحَتِهِ إِلَّا لِمُضْرُورَةٍ
لِهْنٍ، پياز، گند نایا کوئی اور بدبودار چیز کھا کر بدبو زائل کیے بغیر مسجد میں داخل ہونے کی ممانعت
سوائے کہ ضرورت ہو

۱۷۰۱. عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ
الشَّجَرَةِ يَعْنِي الثُّومَ. فَلَا يَقْرُبَنَّ مَسْجِدَنَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ. "مَسَاجِدَنَا"
(۱۷۰۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس پودے یعنی لہسن کو
کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ (متفق علیہ)
اور مسلم کی ایک روایت میں ہماری مسجد کے بجائے ہماری مساجد کا لفظ آیا ہے۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب ماجاء فی الثوم النبی. صحیح مسلم، کتاب المساجد باب
نہی من اکل ثوماً أو بصلاً.

شرح حدیث: حدیث مبارک میں رسول اللہ ﷺ نے کچا لہسن کھا کر مسجد میں آنے سے منع فرمایا ہے اگر لہسن سالن وغیرہ میں پکایا
گیا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ جو شخص لہسن کھائے وہ اسے پکا کر اس کی بو مار دے۔
فرشتوں کو بو سے تکلیف پہنچتی ہے اس لیے ہرگز بو کے ساتھ مسجد میں نہ آنا چاہیے اور مسجد میں آنے سے پہلے منہ کو اچھی طرح صاف
کر لینا چاہیے۔ چنانچہ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے مولی کھائی ہو اور اسے اس کی ڈکار آ رہی ہو تو وہ مسجد میں اس حال
میں نہ آئے یا مسجد میں ڈکار نہ لے۔ ابن المرباط نے فرمایا کہ اگر کسی کے منہ میں بو ہو تو اسے بھی چاہیے کہ خوب اچھی طرح منہ دھو کر کہ منہ
سے بوز ازل ہو جائے تب مسجد میں آئے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس حکم میں عید گاہ نماز جنازہ کی حاضری اور ان تمام مجالس
میں جانا جو عبادت اور ذکر اللہ کے ہوں بھی داخل ہیں۔

(ارشاد الساری ۵۱۹/۲. فتح الباری ۶۰۶/۱. شرح صحیح مسلم ۴۱/۵. روضة المتقین ۲۰۶/۴)

لہسن اور پياز کھا کر فوراً نماز میں شریک نہ ہوا کریں

۱۷۰۲. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ
الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرُبْنَا، وَلَا يَصْلِيَنَّ مَعَنَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۷۰۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اس پودے (لہسن) سے کھایا

ہو وہ ہمارے قریب نہ آئے، وہ ہمارے ساتھ ہرگز نماز نہ پڑھے۔ (متفق علیہ)

خرق حدیث: صحیح البخاری، ابواب الصلاة، باب ما جاء فی الثوم النبی . صحیح مسلم کتاب المساجد، باب

نہی من اکل ثوما او بصلا .

شرح حدیث: امام قسطلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نماز اور مجلس علم اور ولیمہ وغیرہ کی مجلس میں جہاں مسلمانوں کا اجتماع ہو اس طرح نہ

جانا چاہیے کہ منہ میں لہسن کی بو ہو یا کوئی اور بو ہو جو لوگوں کو تا کو اگر گزرے۔ اس لیے ضروری ہے کہ آدمی مسجد میں جانے سے پہلے منہ صاف کر کے منہ سے بودور کر لے اور اس وقت تک مسجد میں نہ جائے جب تک منہ سے بو جاتی نہ رہے۔

(ارشاد الساری ۲/۵۲۳۔ فتح الباری ۱/۶۰۷۔ شرح صحیح مسلم ۵/۴۱۔ روضة المتقین ۴/۲۰۶)

جس نے کچی پیاز اور لہسن کھایا وہ مسجد سے دور رہا کریں

۱۷۰۳۔ وَعَنِ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ أَكَلَ ثُومًا،

أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا أَوْ فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: "مَنْ أَكَلَ الْبَصَلَ، وَالثُّومَ، وَالْكَرَاثَ، فَلَا يَقْرِنَنَّ مَسْجِدَنَا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ

تَتَأَذَى مِمَّا يَتَأَذَى مِنْهُ بَنُو آدَمَ"

(۱۷۰۳) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے لہسن یا پیاز کھایا ہو وہ ہم سے

الگ ہو جائے یا ہماری مسجد سے الگ ہو جائے۔ (متفق علیہ)

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جو پیاز لہسن اور گندنا کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے اس لیے کہ فرشتوں کو بھی

انسانوں کی طرح بد بو سے تکلیف پہنچتی ہے۔

خرق حدیث: صحیح البخاری، ابواب صفة الصلاة، باب ما جاء فی الثوم النبی . صحیح مسلم کتاب

المساجد، باب نہی من اکل ثوما او بصلا .

شرح حدیث: کراٹ بھی ایک مہری ہے جس میں بو ہوتی ہے۔ غرض لہسن، پیاز، کراٹ، وغیرہ کچی صورت میں کھا کر فوراً مسجد

میں نہ جائے بلکہ اس کی بودور کر کے پھر مسجد میں جانا چاہئے۔ یہ سبزیاں اگر پکالی جائیں تو ان کی بو جاتی رہتی ہے۔

لہسن اور پیاز پکا کر کھایا کریں

۱۷۰۴۔ وَعَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ: ثُمَّ إِنَّكُمْ

اَيُّهَا النَّاسُ تَاْكُلُوْنَ شَجَرَتَيْنِ لَا اَرَهُمَا اِلَّا خَبِيثَتَيْنِ الْبَصَلِ وَالثُّومِ لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَجَدَ اَرْبَحَهُمَا مِنْ الرَّجُلِ لَبِيَ اللّٰهَ سَجْدًا اَمْرًا يَدْفَعُ مَخْرَجَ اِلَى الْبَقِيعِ، فَحَنَ اَكْلَهُمَا فَلَيِمَتُهُمَا طَبَخًا، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۷۰۳) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جمعہ کے روز خطبہ دیا اور اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ اے لوگو تم ایسی دو بنریاں کھاتے ہو جو میں سمجھتا ہوں کہ سخت بد بودار ہیں یعنی پیاز اور لہسن۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ مسجد میں اگر کسی آدمی میں ان دو چیزوں کی بو محسوس فرماتے تو اس کی بابت حکم دے کر اسے شیع تک باہر نکلوا دیتے۔ اس لیے اگر کوئی انہیں کھائے تو پکا کر ان کی بو ختم کر دے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب نہی من اکل ثوما او بصلاً۔

شرح حدیث: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لہسن اور پیاز کو خبیث فرمایا یعنی یہ کہ ان کی بونا گوار اور ناپسندیدہ ہے اور ان کو کھا کر مسجد میں آنا کہ منہ سے بو آتی ہو مناسب نہیں ہے بلکہ یا تو انہیں پکا کر کھایا جائے یا یہ کہ مسجد میں آنے سے پہلے بو کو دور کیا جائے۔ استنجاء خانے مسجد سے فاصلے پر بنانے چاہئیں اور ان کی صفائی کا انتظام ایسا ہونا چاہیے کہ بوباتی نہ رہے۔

(شرح صحیح مسلم ۵/۴۶)



الْبَیِّنَات (۳۱۲)

بَابُ كَرَاهِيَةِ الْاِحْتِبَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامَ يَخْطُبُ لِانَّهُ يَجْلِبُ النَّوْمَ
فَيَفُوتُ اسْتِمَاعَ الْخُطْبَةِ وَيُخَافُ انْتِقَاضَ الْوُضُوءِ
جمعہ کے روز دوران خطبہ گھنٹوں کو پیٹ کے ساتھ ملا کر انہیں باندھ لینے کی کراہت کہ اس سے نیند آ جاتی
ہے اور خطبہ سننے سے رہ جاتا ہے اور وضوء کے ٹوٹنے کا بھی اندیشہ ہے

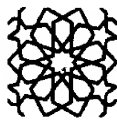
خطبہ کے دوران جبوتہ سے منع فرمایا ہے

۱۷۰۵. عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ
الْحَبْوَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامَ يَخْطُبُ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.
(۱۷۰۵) حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے روز خطبہ کے دوران جبوتہ سے
منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد اور ترمذی اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب الاحتباء والامام یخطب . الجامع للترمذی، ابواب الصلوة، باب
ما جاء فی کراہة الاحتباء .

کلمات حدیث: جبوتہ: احتباء کا اسم مصدر ہے۔ اس کے معنی ہیں دونوں گھنٹوں کو ملا کر بیٹھنا اور انہیں چادر وغیرہ سے باندھ لینا۔
شرح حدیث: جمعہ کے روز خطبہ کے دوران اس طرح بیٹھنا کہ نیند غالب ہو جائے اور اونگھ آ جائے اور اس طرح خطبہ سننے سے
محروم ہو جائے مناسب نہیں ہے خطبہ سننے کا بہت اجر و ثواب ہے۔ نیز نیند کے غلبہ میں وضو جاتے رہنے کا بھی اندیشہ موجود ہے۔

(تحفة الاحوذی ۳/۶۲ . روضة المتقين ۴/۲۰۸)



الباب (۳۱۳)

بَابُ نَهْيٍ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِ عَشْرُ ذِي الْحِجَّةِ وَارَا دَاكُ يُضَحِّيَ عَنْ أَخَذِ شَيْءٍ مِنْ شَعْرِهِ أَوْ أَظْفَارِهِ حَتَّى يُضَحِّيَ
 قربانی کا ارادہ رکھنے والے شخص کیلئے ذوالحجہ کے چاند دیکھنے سے لیکر قربانی سے فارغ ہونے تک اپنے بال یا ناخن کاٹنے کی ممانعت

عشرة ذی الحجہ کے احکام

۱۷۰۶. عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَانَ لَهُ ذُبُعٌ يَذْبُحُهُ، فَإِذَا أَهْلُ هِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ فَلَا يَأْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهِ وَلَا مِنْ أَظْفَارِهِ شَيْئًا حَتَّى يُضَحِّيَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۷۰۶) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس ذبُع ہو جسے وہ ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو جب ذوالحجہ کا چاند ہو جائے تو وہ قربانی ہونے تک وہ اپنے بال نہ کاٹے اور ناخن نہ تراشے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الاضاحی، باب من دخل علیہ عشر ذی الحجۃ .

شرح حدیث: جس شخص کا قربانی کا ارادہ ہو وہ ذوالحجہ کا چاند دیکھنے سے لے کر قربانی کرنے تک اپنے بال اور ناخن نہ تراشے بلکہ دس ذوالحجہ کو حجامت کرائے اور ناخن تراشے، البتہ اگر ضرورت ہو تو کوئی حرج نہیں ہے کہ ان دس ایام میں بال تراشنے اور ناخن کاٹنے کی ممانعت مکروہ تنزیہی ہے تحریمی نہیں ہے۔ (صحیح مسلم بشرح النووی ۱۱۷/۱۳. روضة المتقین ۴/۲۱۰)



(الباب ۲۱۴)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْحَلْفِ بِمَخْلُوقِ كَالنَّبِيِّ وَالْكَعْبَةِ وَالْمَلَأَيْكَةِ وَالسَّمَاءِ وَالْأَبَاءِ
وَالْحَيَاةِ وَالرُّوحِ وَالرَّاسِ وَنِعْمَةِ السُّلْطَانِ وَتَرْبَةِ فُلَانٍ وَالْأَمَانَةِ،
وَهِيَ مِنْ أَشَدِّهَا نَهْيًا

مخلوقات میں سے کسی کی قسم کھانے کی ممانعت جیسے رسول ﷺ، کعبہ، فرشتے، آسمان، باپ،
زندگی، روح، سر، بادشاہ کی داد و دھش، فلاں کی قبر، امانت وغیرہ
امانت اور قبر کی قسم کھانے کی ممانعت شدید تر ہے

.....

باپ، دادا کی قسم کھانا منع ہے

۱۷۰۷. عَنْ ابْنِ عُمرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى
يُنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، فَمَنْ كَانَ خَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللَّهِ أَوْ لِيَصُمْتُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
وَفِي رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيحِ: "فَمَنْ كَانَ خَالِفًا فَلَا يَحْلِفْ إِلَّا بِاللَّهِ، أَوْ لِيَسْكُتُ"

(۱۷۰۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے منع
فرماتا ہے کہ تم اپنے آباء کی قسم کھاؤ۔ اگر کسی کو قسم کھانی ہی ہے تو اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔ (متفق علیہ)
اور صحیح کی ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص قسم کھائے تو اللہ کے سوا کسی کی قسم نہ کھائے یا خاموش رہے۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب لا تحلفوا بآبائکم۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب
النہی عن الحلف بغير الله.

شرح حدیث: باپ دادا کی قسم کھانے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اگر قسم کھانا گزیر ہو تو صرف اللہ کے نام یا اس کی صفات میں سے کسی
صفت کی قسم کھائی جائے۔ اور اس میں حکمت یہ ہے کہ انسان جب قسم کھاتا ہے تو کسی ایسی چیز کی قسم کھاتا ہے جو اس کی نظر میں بڑی اور اہم
ہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے بڑا کوئی نہیں ہے اس لیے غیر اللہ کی قسم کھانا صحیح نہیں ہے۔ (فتح الباری ۲/۹۰۔ روضة المتقین ۴/۲۱۱)

.....

بتوں کی قسم کھانا منع ہے

۱۷۰۸. وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
"لَا تَحْلِفُوا بِالطَّوَاغِي، وَلَا بِآبَائِكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ. "الطَّوَاغِي": جَمْعُ طَاغِيَةٍ، وَهِيَ الْأَضْنَامُ. وَمِنْهُ
الْحَدِيثُ: "هَذِهِ طَاغِيَةٌ دَوْسٍ: أَيِ صَنَمُهُمْ وَمَعْبُودُهُمْ وَرَوَى فِي غَيْرِ مُسْلِمٍ. "بِالطَّوَاغِيَةِ" جَمْعُ

طَاغُوتٌ، وَهُوَ الشَّيْطَانُ وَالصَّنَمُ .

(۱۷۰۸) حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ طواغی کی اور اپنے باپ دادا کے ناموں کی قسمیں نہ کھاؤ۔ (مسلم)

طواغی ء طاغیہ: کی جمع ہے، جس کے معنی اصنام کے ہیں۔ جیسے ایک حدیث میں ہے کہ یہ قبیلہ دوس کا طاغیہ ہے یعنی ان کا صنم اور ان کا معبود ہے۔ صحیح مسلم کے علاوہ دیگر کتب حدیث میں طواغی کے بجائے طواغیت ہے جو طاغوت کی جمع ہے یعنی شیطان اور بت۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب من حلف بالات والعزى .

کلمات حدیث: طاغیہ: کفر اور سرکش میں بڑھا ہوا سرکش و نافرمان۔ طاغوت: جس کی حد سے زیادہ تعظیم کی جائے، جیسے بت وغیرہ۔

شرح حدیث: باپ دادا، سردار، بت اور جو اشیاء ان کے مشابہ ہوں اگر ان کی قسم تعظیم کی نیت سے ہو تو کفر ہے، بالخصوص اس صورت میں جبکہ انہیں مقدس قرار دے کر ان کی بندگی کی جاتی ہے۔ (شرح صحیح مسلم ۹۱/۱۱، روضة المتقین ۴/۲۱۲)

لفظ امانت کی قسم کھانا منع ہے

۱۷۰۹. وَعَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ حَلَفَ بِالْأَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا" حَدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ .

(۱۷۰۹) حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے امانت کی قسم کھائی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

یہ حدیث صحیح ہے اور اسے ابوداؤد نے بسند صحیح روایت کیا ہے۔

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، الایمان و النذر، باب کراهية الحلف بالامانة .

کلمات حدیث: الامانة: سے مراد قرآن کریم اور اللہ کے نازل کردہ احکام و فرائض ہیں۔

شرح حدیث: امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امانت کی قسم اٹھانے سے اس لیے منع فرمایا گیا کہ قسم اللہ کے نام یا اس کی صفات میں سے کسی صفت کے ساتھ قسم کھانے سے منعقد ہوتی ہے۔ امانت اللہ کی صفت نہیں ہے بلکہ اس کا حکم ہے اور ایک فریضہ ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے تلامذہ فرماتے ہیں کہ امانت کی قسم کھانے پر قسم منعقد ہو جائے گی اور اس کے توڑنے پر کفارہ لازم آئے گا۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امانت کی قسم کھانے سے قسم منعقد نہیں ہوتی اور نہ اس کے توڑنے پر کفارہ لازم آتا ہے۔

(نزهة المتقین ۲/۴۷۹، روضة المتقین ۴/۲۱۲، شرح صحیح مسلم ۹۱/۱۱)

اسلام سے بری ہونے کی قسم کھانا منع ہے

۱۷۱۰. وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ حَلَفَ فَقَالَ: إِنِّي بَرِيءٌ مِنَ

الْإِسْلَامِ، فَإِنْ كَانَ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَإِنْ كَانَ صَادِقًا فَلَنْ يَرْجِعَ إِلَى الْإِسْلَامِ سَالِمًا" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(۱۷۱۰) حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے یہ حلف اٹھایا کہ میں اسلام

سے بری ہوں تو اگر وہ جھوٹا ہے تو اسی طرح ہو گیا اور اگر سچا ہے تو پھر اسلام کی جانب کبھی صحیح سالم نہیں لوٹے گا۔ (ابوداؤد)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الایمان و النذور، باب ماجاء فی الحلف بالبراءة.

شرح حدیث: اگر کسی شخص نے یہ قسم کھائی کہ میں اسلام سے بری ہوں، یا میرا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے یا اسی طرح کے الفاظ

کہے تو اگر وہ جھوٹا ہے یعنی اس نے جھوٹی قسم کھائی ہے تو واقعی اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے اور اگر وہ سچا ہے تو وہ کافر ہے۔ مقصود

حدیث مبارک کا یہ ہے کہ اس طرح کی قسم کھانا بہت بری بات ہے اور اس سے احتراز بہت ضروری ہے اور اگر کوئی یہ حرکت کر بیٹھے تو اسے

دعاؤ استغفار کرنا چاہیے اور شہادتیں پڑھے تاکہ تجدید ایمان ہو۔ یعنی کلمہ شہادت پڑھ کر ایمان کی تجدید کرے۔

(روضة المتقين ۴/ ۲۱۳. دلیل الفالحین ۴/ ۴۷۷. نزہة المتقين ۲/ ۴۷۹)

غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے

۱۷۱۱. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ: لَا وَالْكَعْبَةِ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ:

لَا تَحْلِفَ بِغَيْرِ اللَّهِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ

كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَفَسَّرَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ قَوْلَهُ، "كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ"

عَلَى التَّغْلِيظِ، كَمَا رَوَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الرِّيَاءُ شِرْكٌ"

(۱۷۱۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کسی شخص کو کعبہ کی قسم کہتے ہوئے سنا، تو انہوں

نے فرمایا کہ غیر اللہ کی قسم نہ کھاؤ۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی تو اس نے کفر کیا یا

اس نے شرک کا ارتکاب کیا۔ ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ اس نے کفر کیا یا اس نے شرک کا ارتکاب کیا، بطور تغلیظ ہے یعنی بطور شدید اور سخت

تاکید کے ہے، اور اس طرح ہے جیسے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ریا شرک ہے۔

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب الایمان و النذور، باب جاء فی کراهية الحلف بغير الله.

شرح حدیث: غیر اللہ کی قسم کھانا منع ہے اور گناہ ہے۔ اور جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اور وہ اس غیر اللہ کی تعظیم بھی کرتا ہو تو یہ کفر

ہے اور اسے توبہ و استغفار کے ساتھ شہادتیں پڑھنا چاہیے۔ (تحفة الاحوذی ۵/ ۱۱۸. روضة المتقين ۴/ ۲۱۴)

بَابُ تَغْلِیْظِ الْیَمِیْنِ الْكَاذِبَةِ عَمَدًا قصداً جھوٹی قسم کھانے کی ممانعت

جھوٹی قسم کے ذریعہ کسی کا مال لینے پر وعید

۱۷۱۲. عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ حَلَفَ عَلَى مَالِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقِّهِ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانٌ" قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: "إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ، وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا، إِلَىٰ آخِرِ الْآيَةِ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ."

(۱۷۱۲) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے ناحق کسی مسلمان آدمی کا مال کھانے کے لیے قسم کھائی تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس پر غضب ناک ہوگا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ہمیں قرآن کریم کی یہ آیت پڑھ کر سنائی جس سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض تھوڑی سی قیمت لیتے ہیں۔ ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا اور نہ روز قیامت اللہ ان سے کلام کرے گا اور نہ ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب المساقاة، باب الخصومة فی البئر، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب وعید من اقتطع حق مسلم بيمين فاحرة بالنار.

کلمات حدیث: بغیر حقہ: بغیر حق، ناجائز۔ تاکہ اس طرح جھوٹی قسم کھا کر دوسرے مسلمان کا مال لے لے۔ مصداقہ: جس پر وہ صادق، یعنی آیت تلاوت فرمائی جو اس مضمون پر صادق آتی ہے۔

شرح حدیث: جھوٹی قسم کھانا گناہ ہے اور خاص طور پر جھوٹی قسم اس لیے کھانا کہ اس طرح قسم کھا کر دوسرے مسلمان کا مال ناحق لے لیے جائے تو یہ گناہ درگناہ ہے اور روز قیامت اللہ تعالیٰ اس شخص پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمائیں گے۔

(فتح الباری ۱/۱۱۸۰، شرح صحیح مسلم ۲/۱۳۴)

جو ناحق کسی کا مال لے اسکے لئے جہنم واجب ہوتی ہے

۱۷۱۳. وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ إِبْنِ إِسْحَاقَ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْحَارِثِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ فَقَدْ أَوْجَبَ اللَّهُ لَهُ النَّارَ، وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ" فَقَالَ لَهُ:

رَجُلٌ : وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا يَأْرَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ : "وَإِنْ كَانَ قَضِيًّا مِنْ أَرَكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۷۱۳): حضرت ابوامامہ ایاس بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جھوٹی قسم کھا

کر کسی مسلمان کا حق لے لے اللہ نے اس کے لیے جہنم کی آگ واجب کر دی اور اس پر جنت حرام کر دی۔ کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اگرچہ جھوٹی سی چیز ہو۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگرچہ پیلو کے درخت کی ایک شاخ ہو۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب و عید من اقتطع حق مسلم یمین فاجرة بالنار.

شرح حدیث: ایک مسلمان کی جان اس کا مال اور اس کی عزت و آبرو دوسرے مسلمان پر حرام ہے اگر کوئی کسی کا مال ناحق لے لے

تو یہ گناہ ہے اور اگر جھوٹی قسم کھا کر لے لے تو گناہ درگناہ ہے اور اس حدیث مبارک میں جہنم کی وعید ہے۔ خواہ وہ چیز جو جھوٹی قسم سے ناحق لے لی ہے وہ ایسی حقیر اور بے قیمت ہو جیسے درخت اراک کی شاخ۔ (روضة المتقین ۴/۲۱۶۔ دلیل الفالحین ۴/۴۸۰)

جھوٹی قسم کبیرہ گناہوں میں سے ہے

۱۷۱۴. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :

"الْكَبَائِرُ: الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

وَفِي رِوَايَةٍ أَنْ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْكَبَائِرُ؟ قَالَ

الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، قَالَ. ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ "الْيَمِينُ الْغَمُوسُ" قُلْتُ: وَمَا الْيَمِينُ الْغَمُوسُ؟ قَالَ: "الَّذِي يَقْتَطِعُ

مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ" يَعْنِي يَمِينٌ هُوَ فِيهَا كَاذِبٌ.

(۱۷۱۴): حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کبیرہ گناہ یہ ہیں،

اللہ کے ساتھ شرک، والدین کی نافرمانی، قتل نفس اور جھوٹی قسم۔ (بخاری)

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کبیرہ گناہ کون سے

ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک، اس نے کہا کہ پھر، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹی قسم۔ اس نے پوچھا کہ یمین غموس کیا

ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جس کے ذریعے کسی مسلمان کا مال لے لے یعنی وہ اپنی قسم میں جھوٹا ہو۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الایمان و النور، باب الیمین الغموس .

کلمات حدیث: الیمین الغموس : یعنی جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا، غموس کے معنی ڈوبنے کے ہیں جھوٹی قسم کھا کر آدمی گناہ میں

غرق ہو جاتا ہے۔

شرح حدیث: یمین غموس ان کبیرہ گناہوں میں سے ہے جو اللہ کی طرف سے سخت عذاب کا باعث ہیں یعنی اللہ کے ساتھ شرک

کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی انسان کی ناحق جان لے لینا ان سب سے اجتناب بے ضروری ہے۔

شافعی فقہاء کے نزدیک یحییٰ غموس پر کفارہ لازم ہے اور حنفی فقہاء کے نزدیک کفارہ نہیں بلکہ ان کے نزدیک لازمی ہے کہ آدمی توبہ و استغفار کر لے اور جس کا کوئی حق اس جھوٹی قسم کے ذریعہ لے لیا ہے اسے صاحب حق کو واپس کرے۔

(فتح الباری ۳/۴۸۲. روضة المتقین ۴/۲۱۶. دلیل الفالحین ۴/۱۷۱۵)



الباب (۲۱۶)

بَابُ نَذْبٍ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا أَوْ يَفْعَلُ

ذَلِكَ الْمُحْلُوفَ عَلَيْهِ ثُمَّ يُكْفِّرُ عَنْ يَمِينِهِ

اس امر کا استجاب کہ اگر آدمی نے قسم کھانے کے بعد یہ سمجھا کہ جس بات پر قسم کھائی ہے اس کے بر خلاف بات اس سے زیادہ بہتر ہے تو اسے اختیار کر لے اور قسم کا کفارہ دیدے

قسم توڑ کر کفارہ ادا کریں

۱۷۱۵. عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: "وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَأَتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكْفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۷۱۵) حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی

بات پر قسم کھاؤ۔ اور بعد میں دیکھو کہ جس پر قسم کھائی ہے اس کے علاوہ کام زیادہ بہتر ہے تو اس کام کو کرو جو بہتر ہے اور قسم کا کفارہ دیدو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب قول اللہ تعالیٰ لا یؤخذکم اللہ باللغو . صحیح مسلم

کتاب الایمان، باب نذب من حلف یمینا فرأى غیرها .

کلمات حدیث: کفر: صیغہ امر، کفر۔ چھپانا۔ مٹانا۔ کفارہ سے گناہ مٹ جاتا ہے اس لیے اسے کفارہ کہتے ہیں۔ کفر کفرًا

(باب نصر) چھپانا۔ کفر ایمان کی ضد۔ کافر حق کو چھپاتا ہے اور اللہ کی نعمتوں کا اقرار اور اعتراف نہیں کرتا اس لیے وہ کافر ہے۔

شرح حدیث: اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ مثلاً فلاں کام نہیں کروں گا اور بعد میں معلوم ہوا کہ وہ کام کرنا بہتر ہے تو قسم کھانے والے

کو چاہئے کہ اس کام کو کرے اور اسکے بعد قسم کا کفارہ ادا کر دے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب رات

کے وقت رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر تھے واپسی میں دیر ہو گئی۔ گھر پہنچے تو دیکھا کہ بچے سو چکے تھے اہلیہ کھانا لے کر آئیں تو انہوں

نے بچوں کی وجہ سے قسم کھائی کہ وہ کھانا نہیں کھائینگے بعد میں انہیں مناسب معلوم ہوا کہ کھانا کھالیں تو انہوں نے کھالیا۔ اگلے روز رسول

اللہ ﷺ کے پاس آئے اور یہ بات عرض کی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص قسم کھائے کہ فلاں کام نہیں کرے گا پھر وہ کام کرنا

بہتر معلوم ہو تو اس کام کو کر لے اور قسم کا کفارہ دیدے۔

قسم کھانے کے بعد توڑنے میں بھلائی ہو تو توڑ دیں

۱۷۱۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَكْفُرْ عَنْ يَمِينِهِ وَلْيَفْعَلِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۷۱۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی بات پر قسم اٹھائی پھر دوسری بات کو اس سے بہتر پایا تو اسے چاہیے کہ اپنی قسم کا کفارہ دے اور وہ کام کرے جو زیادہ بہتر ہو۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قوله تعالى لا يؤخذكم الله باللغو.

شرح حدیث: قسم کھانے کے بعد احساس ہو کہ جس کام پر قسم کھائی ہے اس کے بالمقابل دوسرا کام زیادہ خیر اور بھلائی کا ہے تو اسے چاہئے کہ یہ کام کرے اور قسم کا کفارہ دیدے۔ ابن الہمام فرماتے ہیں کہ اس قسم کھانے والے پر لازم ہے قسم توڑ کر کفارہ ادا کرے۔ کیونکہ وہ کام جس پر قسم کھائی ہے اگر کوئی فعل معصیت ہے یا اس کے ترک سے فرض کا ترک لازم آتا ہے تو اس صورت میں قسم توڑ کر کفارہ ادا کرنا فرض و واجب ہے۔ اور اگر وہ کام جس پر قسم کھائی ہے ترک اولیٰ کے درجے کا ہے تو قسم توڑ کر کفارہ ادا کرنا افضل ہے۔

(شرح صحیح مسلم ۱۱/۹۵. روضة المتقين ۴/۲۱۷. دلیل الفالحین ۴/۴۸۳)

کفارہ کے خوف سے قسم پر جمانہ رہے

۱۷۱۷۔ وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنِّي وَاللَّهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَا خِلْفَ عَلَى يَمِينٍ ثُمَّ أَرَى خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا كَفَرْتُ عَنْ يَمِينِي وَآتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۷۱۷) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کی قسم انشاء اللہ کسی کام کی قسم اٹھاؤں گا اور پھر دیکھوں گا کہ اس کام کے علاوہ جس پر قسم کھائی زیادہ بہتر صورت موجود ہے تو میں اپنی قسم کا کفارہ دے کر اس کام کو کروں گا جو زیادہ خیر ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، باب فرض الخمس، باب ومن الدلیل علی. صحیح مسلم، کتاب الایمان باب مذہب من حلف یمیناً.

شرح حدیث: یہ حدیث مبارک ایک طویل حدیث کا ایک حصہ ہے مفصل حدیث صحیح بخاری میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ جیشِ عسرت یعنی غزوہ تبوک کے موقع پر میرے چند ساتھیوں نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا کہ میں آپ ﷺ سے سواری کے جانور کی درخواست کروں، کیونکہ یہ میرے ساتھی بھی اس جیشِ عسرت میں آپ ﷺ کے ساتھ جانے والے تھے میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی میرے ساتھیوں نے مجھے آپ ﷺ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ ﷺ انہیں

سواری دیدیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں انہیں سواری نہیں دوں گا، میں جب آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ ناراض تھے لیکن مجھے احساس نہ ہوا۔ میں غمگین پلٹا کہ آپ ﷺ نے مجھے انکار فرمادیا ہے اور یہ بھی اندیشہ تھا کہ کہیں آپ ﷺ مجھ سے ناراض تو نہیں ہو گئے۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور انہیں مطلع کیا۔ ابھی مجھے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ میں نے سنا کہ بلال مجھے پکار رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچوں تمہیں بلارہے ہیں۔ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ ﷺ نے وہ اونٹ مجھے عنایت فرمادیئے جو اسی وقت حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خریدے تھے۔ اور فرمایا کہ جاؤ یہ اونٹ اپنے ساتھیوں کے پاس لے جاؤ اور ان سے کہو کہ اللہ نے یا اللہ کے رسول ﷺ نے یہ اونٹ تمہیں سواری کے لیے دیئے ہیں تم ان پر سوار ہو جاؤ میں وہ اونٹ لے کر اپنے ساتھیوں کی طرف چلا گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ ہم دوبارہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ ہم نے آپ ﷺ سے سواری کے لیے اونٹ مانگے تھے تو آپ ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا تھا کہ آپ سواری کے لیے اونٹ نہیں دیں گے تو کیا آپ ﷺ بھول گئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہیں سواری کے لیے اونٹ نہیں دیئے ہیں اللہ نے دیئے ہیں اور میں تو انشاء اللہ اگر قسم کھاؤں گا اور پھر بعد میں اس سے بہتر بات دیکھوں گا تو اس بہتر بات کو اختیار کروں گا اور اپنی قسم کا کفارہ دیدوں گا۔

یہ رسول اللہ ﷺ کا اسوۂ حسنہ اور سیرت طیبہ کا ایک روشن پہلو ہے ہر مسلمان کو چاہئے کہ اس کی اتباع کرے۔

(فتح الباری ۲/۲۳۶، شرح صحیح مسلم ۱۱/۹۱)

اچھی صورت نظر آئے تو قسم توڑ کر کفارہ ادا کرے

۱۷۱۸. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَلْجُ أَحَدُكُمْ فِي يَمِينِهِ فِي أَهْلِهِ اِثْمٌ لَهُ، عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى مَنْ أَنْ يُعْطَى كَفَّارَتُهُ الَّتِي فَرَضَ اللَّهُ عَلَيْهِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. قَوْلُهُ "يَلْجُ" بَفَتْحِ اللَّامِ وَتَشْدِيدِ الْجِيمِ: أَيُ يَتِمَادِي فِيهَا وَلَا يُكْفِرُ. وَقَوْلُهُ: "اِثْمٌ" هُوَ بِالتَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ: أَيُ أَكْثَرُ اِثْمًا.

(۱۷۱۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کا اپنے اہل خانہ کے بارے میں قسم کھا کر اس پر جے رہنا اس سے زیادہ گناہ کی بات ہے کہ قسم کا جو کفارہ اللہ نے مقرر فرمایا ہے وہ ادا کر دے۔

(متفق علیہ)

یَلْجُ: لام کے زبر اور جیم کی تشدید کے ساتھ کے معنی ہیں کہ قسم پر جمارہے اور کفارہ نہ دے۔ اور اِثْمٌ کے معنی ہیں زیادہ گناہ کی بات۔

مخرجات حدیث: صحیح البخاری، اوائل کتاب الایمان و الذمور. باب قول اللہ تعالیٰ لَا يُوَاحِدُكُمْ اللَّهُ.

صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاصرار علی الیمین.

کلمات حدیث: یَلْجُ - لَجْ لَجاً (باب ضرب و سح) لازم ہونا اور باز آنے سے انکار کرنا۔ یَلْج کے معنی ہیں قسم کھا کر اس پر جم جائے اور باوجود یہ کہ قسم کے علاوہ کام میں خیر اور بھلائی نظر آ رہی ہے پھر بھی اپنی قسم پر اڑا رہے اور قسم توڑ کر کفارہ ادا کرنے پر تیار نہ ہو۔

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے اپنے اہل خانہ کے بارے میں کوئی ایسی قسم کھالی جس سے انہیں تکلیف پہنچے اور ان کا نقصان ہو اور پھر اس قسم پر جما رہے اور یہ خیال کرے کہ قسم کا توڑنا گناہ ہے تو ایسا کرنا درست نہیں ہے بلکہ اسے چاہئے کہ قسم توڑ کر اور کفارہ دے کر وہ کام کرے جس میں اس کے اہل خانہ کی بہتری اور ان کی خیر خواہی ہے کہ اس صورت میں قسم پر جمے رہنا اور قسم توڑ کر کفارہ نہ دینا۔ نسبت قسم کی توڑنے کے زیادہ گناہ ہے۔ حالانکہ خود اس کی یہ بات بھی صحیح نہیں ہے کہ قسم پر جمے رہنا زیادہ تورع کی بات ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس صورت میں قسم پر جمے رہنا اور اپنے گھر والوں کی تکلیف اور ان کی پریشانی کا خیال نہ کرنا ہی اصل گناہ ہے اس کے لیے لازم ہے کہ قسم توڑ کر کفارہ ادا کرے کہ اس صورت میں ایسا کرنا معصیت نہیں ہے۔ (پہلے کفارہ دینا بعد میں قسم توڑنا یہ شوافع کے نزدیک ہے جبکہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قسم پہلے توڑے اور کفارہ بعد میں ادا کرے پہلے کفارہ ادا کرنے کا اعتبار نہیں۔ ابن شائق)

(فتح الباری ۳/۴۶۶۔ عمدۃ القاری ۲۳/۲۵۶۔ شرح صحیح مسلم ۱۱/۱۰۳۔ روضة المتقین ۴/۲۱۹)



الباب (۳۱۷)

بَابُ الْعُفْوِ عَنْ لُغْوِ الْيَمِينِ وَانَّهُ لَا كَفَّارَةَ فِيهِ، وَهُوَ مَا يَجْرِي عَلَى اللِّسَانِ بِغَيْرِ قَصْدِ الْيَمِينِ كَقَوْلِهِ عَلَى الْعَادَةِ، لَا وَاللَّهِ، وَبَلَى، وَاللَّهِ، وَنَحْوِ ذَلِكَ
 لغو قسمیں معاف ہیں اور ان میں کوئی کفارہ نہیں ہے
 اور لغو قسم وہ ہے جو زبان پر بلا ارادہ قسم آجائے لا واللہ اور بلی واللہ وغیرہ

قصدا قسم کھانے پر کفارہ ہے

۳۴۶۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْأَيْمَانَ فَكَفَّرتُهُ بِإِطْعَامِ عَشْرَةِ مَسْكِينٍ مِنْ أَوْسَطِ مَا نَطْعَمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كَسَوْتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذَلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”اللہ تعالیٰ لغو قسموں کے بارے میں تمہارا مواخذہ نہیں فرمائے گا لیکن ان قسموں کے بارے میں وہ مواخذہ فرمائینگے جو تم مضبوطی سے باندھ لو۔ اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا درمیانہ درجے کا جو تم کھاتے ہو یا ان کے کپڑے یا گردن کا آزاد کرنا، جو شخص نہ پائے تو تین دن کے روزے رکھے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسمیں اٹھاؤ اور تم اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔“ (المائدہ: ۸۹)

تفسیری نکات:

یہیں لغویہ ہے کہ یوں ہی بلا ارادہ اور بغیر نیت عادتاً واللہ باللہ زبان پر آجائے اس میں نہ کفارہ ہے اور نہ گناہ۔ البتہ اگر بالقصد اور بلا ارادہ کوئی الفاظ قسم کہے جیسے واللہ اور باللہ اور محض تاکید مقصود ہو قسم کا قصد نہ ہو تو اس پر بھی کفارہ لازم ہوگا۔

قسم کا کفارہ

قسم توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا، خواہ دس مساکین کو گھر بیٹھا کر کھانا کھلا دے یا صدقہ فطری برابر ہر مسکین کو غلہ یا اس کی قیمت دیدے۔ یا کپڑا دیدے اس قدر کہ بدن کا اکثر حصہ ڈھک جائے، مثلاً کرتا اور پاجامہ یا ایک غلام آزاد کر دے اور اس میں مؤمن ہونے کی شرط نہیں ہے۔ اگر مذکورہ کفارہ کی استطاعت نہ ہو یعنی صاحب نصاب نہ ہو تو تین دن کے روزے مسلسل رکھے۔

قسموں کی حفاظت یہ ہے کہ غیر ضروری طور پر بات بات پر قسم نہ کھائے اور اگر قسم کھالے تو حتی الوسع پوری کرنے کی کوشش کرے اور کسی وجہ سے قسم توڑ دے تو اس کا کفارہ ادا کرے اور یہ سب باتیں حفاظت یحیٰ میں داخل ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

بیمین لغو میں مواخذہ نہیں

۱۷۱۹. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: "لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ" فِي قَوْلِ الرَّجُلِ: لَا وَاللَّهِ، وَيَلَى وَاللَّهِ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۸۱۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ یہ آیت (لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم)

اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو لا واللہ اور یلی واللہ کہے۔ (بخاری)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورة المائدة، باب یا ایہا الرسول بلغ ما أنزل الیک من ربک .

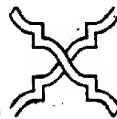
شرح حدیث: قسم کی تین قسمیں ہیں:

(۱) بیمین لغو یعنی جھوٹی قسم

(۲) بیمین لغو عادتاً بلا ارادہ قسم جس پر نہ گناہ ہے اور نہ کفارہ

(۳) بیمین منعقدہ جو آدمی کسی کام کے مستقبل میں کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھائے اگر یہ قسم توڑ دی تو اس پر کفارہ ہے۔

جو یہ ہے دس مساکین کو دو وقت کا کھانا کھلانا، یا دس مساکین کے کپڑے یا ایک گردن کا آزاد کرنا۔ ان تینوں صورتوں میں اختیار ہے جس صورت میں چاہے کفارہ ادا کر دے اگر ان تینوں کام سے عاجز ہو تو تین دن کے روزے رکھے۔ جمہور فقہاء کے نزدیک ان تین روزوں میں تسلسل شرط نہیں ہے لیکن حنفی فقہاء کے نزدیک شرط ہے۔ نیز کپڑے میں حنفی فقہاء کے نزدیک اتنا کپڑا ہونا ضروری ہے جس سے جسم کا اکثر حصہ ڈھک جائے۔ (فتح الباری ۲/۷۳۰. روضة المتقین ۴/۲۲۱. دلیل الفالحین ۴/۴۸۵)



(المبتائ (۳۱۸)

بَابُ كَرَاهَةِ الْحَلْفِ فِي الْبَيْعِ وَإِنْ كَانَ صَادِقًا
خريد و فروخت ميں قسم کھانے کی کراہت خواہ سچی ہی کیوں نہ ہو
قسم کھانے سے مال تو بکتا ہے ليکن برکت نہیں رہتی

۱۷۲۰. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "الْحَلْفُ مَنْفَقَةٌ لِلْسَّلْعَةِ، مَنْفَقَةٌ لِلْكَسْبِ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ."

(۱۷۲۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے

ہوئے سنا کہ قسم سے سامان تو بک جاتا ہے لیکن برکت جاتی رہتی ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب البيوع، باب يُمَحَقُّ اللَّهُ الرِّبَا. صحیح مسلم، کتاب البيوع، باب النهي عن الحلف في البيع.

کلمات حدیث: منفقه للسلعة: سامان کے بکنے کا ذریعہ۔ سامان تجارت کا نکاسی کا سبب۔ محقه: مٹانے والی، برکت مٹانے والی۔

شرح حدیث: تاجر کے لیے تنبیہ ہے کہ سامان تجارت کی فروخت کے لیے قسمیں نہ کھائے کہ قسموں سے متاثر ہو کر خریدار سامان خرید لے گا اور اس طرح سامان زیادہ بک جائے گا مگر اس سے حاصل ہونے والے منافع میں برکت نہیں ہوگی اور جس طرح سے مال میں اضافہ ہوگا اسی تیزی سے جاتا رہے گا۔ اور اگر تاجر نے جھوٹی قسمیں کھا کر مال بیچا ہے تو مال کی برکت اس طرح مٹ جائے گی جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ رباکو مٹا دیتا ہے۔ جھوٹی قسموں کے ذریعے کمایا ہوا مال نہ صرف یہ کہ دنیا میں زوال پذیر ہوگا بلکہ آخرت کا اجر و ثواب بھی جاتا رہے گا۔

(فتح الباری ۱/۱۰۹۴، شرح صحیح مسلم ۱۱/۳۶، روضة المتقين ۴/۲۲۱، دليل الفالحين ۴/۴۸۶)

تجارت ميں زيادہ قسم کھانے سے اجتناب کرو

۱۷۲۱. وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلْفِ فِي الْبَيْعِ فَإِنَّهُ يُنْفَقُ ثُمَّ يَمْحَقُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۷۲۱) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تجارت میں

کثرت سے قسمیں کھانے سے احتراز کرو کہ اس سے سامان تو بک جاتا ہے مگر برکت اٹھ جاتی ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب النهی عن الحلف فی البیع .

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے اس کا نام بھی بہت بڑا ہے، اس کے نام کی قسم کھا کر سامان تجارت فروخت کرنا ایک مسلمان کے شایان شان نہیں ہے اس سے سامان تو ضرور بک جائے گا مگر برکت بھی جاتی رہے گی اور یہ بات اس صورت سے متعلق ہے جب قسم سچی ہو۔ اگر جھوٹی قسم کھائی تو جھوٹی قسم کا گناہ بھی ہوا۔ (شرح صحیح مسلم ۱/۱۰۱، ۳۶، روضة المتقین ۴/۲۲۲)



الْبَيِّنَاتِ (۳۱۹)

بَابُ كَرَاهَةِ أَنْ يَسْأَلَ الْإِنْسَانُ بَوَاحٍ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ غَيْرَ الْجَنَّةِ
وَكَرَاهَةِ مَنْعٍ مَنْ سَأَلَ بِاللَّهِ تَعَالَى وَتَشَفَّعَ بِهِ

اس بات کی کراہت کہ انسان جنت کے علاوہ اللہ کے واسطے سے کسی اور چیز کا سوال کرے اور اس امر کی کراہت کہ اللہ کے نام پر مانگنے والے اور اسکے ذریعے سے سفارش کرنے والے کو انکار کر دیا جائیگا

۱۷۲۲. عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يُسْأَلُ بَوَاحٍ اللَّهِ إِلَّا الْجَنَّةُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(۱۷۲۲) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی ذات کا واسطہ دیکر جنت کے سوا

کسی چیز کا سوال نہ کیا جائے۔ (ابوداؤد)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الزکوٰۃ، باب کراہیۃ المسئلة بوجه اللہ تعالیٰ.

کلمات حدیث: بوجه اللہ: اللہ کا واسطہ دے کر سوال کرنا، مثلاً یہ کہنا کہ میں اللہ کا واسطہ دے کر فلاں چیز مانگتا ہوں۔

شرح حدیث: امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کوئی دنیا کی چیز نہ مانگو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نام عظیم ہے اور اس کے عظیم نام کے ساتھ دنیا مانگنا مناسب نہیں ہے۔ (دلیل الفالحین ۴/۸۷، روضة المتقین ۴/۲۲۳، نزہۃ المتقین ۲/۴۸۶)

جو اللہ کے نام پر پناہ مانگے اس کو پناہ دیدو

۱۷۲۳. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ اسْتَعَاذَ بِاللَّهِ فَأَعِيذُوهُ، وَمَنْ سَأَلَ بِاللَّهِ فَأَعْطُوهُ وَمَنْ دَعَاكُمْ فَأَجِيبُوهُ، وَمَنْ صَنَعَ إِلَيْكُمْ مَعْرُوفًا فَكَافُواهُ، فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا مَا تَكْفِيهِمْ، فَادْعُوا إِلَيْهِ، حَتَّى تَرَوْا أَنَّكُمْ قَدْ كَفَّافْتُمُوهُ" حَدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتَّيْسَانِيُّ بِإِسْنَادٍ الصَّحِيحَيْنِ.

(۱۷۲۳) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ کے واسطے پناہ چاہے

اسے پناہ دیدو اور جو شخص اللہ کے نام پر مانگے اسے دیدو جو تمہیں دعوت دے اسے قبول کرلو۔ اور جو تمہارے ساتھ احسان کرے اس کا بدلہ دو اور اگر تم بدلہ دینے کی طاقت نہ پاؤ تو اس کے لیے دعائے خیر کرو یہاں تک کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ تم نے اسے بدلہ دیدیا ہے (اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے صحیحین کی اسانید سے روایت کیا ہے۔)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، او اخر کتاب الزکوٰۃ، باب عطیۃ من سأل للہ عزوجل.

کلمات حدیث: من استعاذ باللہ فأعذوه: جو اللہ کے نام پر پناہ مانگے اسے پناہ دیدو۔ کافؤہ: اسے بدلہ دیدو۔ کافی: مکافہ (باب مفاعله) بدلہ دینا۔

شرح حدیث: امام طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث مبارک کا مفہوم یہ ہے کہ جو تم سے اللہ کے نام پر یہ چاہے کہ تم اپنے شر کو یا کسی اور کے شر کو اس سے دور کرو تو تم ضرور اس سے اس شر کو دور کرو اور اللہ کے نام کی عظمت کا خیال کرو۔ اور اگر کوئی تمہیں ولیمہ کی دعوت میں یا کھانے کی دعوت میں بلائے تو تم اس کی دعوت قبول کرو۔ اور جو تمہارے ساتھ کوئی حسن سلوک کرے اس کے اس احسان کا صلہ دو اور اگر تمہارے پاس اسے دینے کے لیے کچھ نہ ہو تو اس کے حق میں دعا کرو اور اس وقت تک دعا کرو جب تک تمہیں یقین ہو جائے کہ تم نے اس کا بدلہ چکا دیا ہے۔ (روضۃ المتقین ۴/ ۲۲۴۔ دلیل الفالحین ۴/ ۴۸۷)



(الباب ۳۲۰)

بَابُ تَحْرِيمِ قَوْلِ شَاهِنُشَاهٍ لِلِسُلْطَانٍ لِأَنَّ مَعْنَاهُ مَلِكُ الْمُلُوكِ
وَلَا يُوصَفُ بِذَلِكَ غَيْرُ اللَّهِ سَبْحَانَهُ وَتَعَالَى
بادشاہ کو یا کسی اور کو شہنشاہ کہنے کی ممانعت کیونکہ اس لفظ کے معنی ہیں بادشاہوں کا بادشاہ
اور اللہ کے سوا کسی اور کو نہیں کہا جاسکتا

۱۷۲۴. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ أَخْنَعَ إِسْمٍ
عِنْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ رَجُلٌ تَسْمَى مَلِكُ الْأَمْلَاكِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: مَلِكُ الْأَمْلَاكِ
مِثْلُ شَاهِنُشَاهٍ.

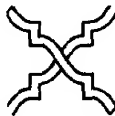
(۱۷۲۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے یہاں سب سے ذلیل نام
اس کا ہے جسے بادشاہوں کا بادشاہ کہ کر پکارا جائے۔ (متفق علیہ)
سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ ملک الاملاک شہنشاہ کے مترادف ہے۔

تخریج حدیث: أخنع: بہت ذلیل۔ خنوع کا فعل التفضیل۔ خنع خنوعاً (باب فتح) انکساری اختیار کرنا۔ خنع: ذلت،
خنوع ذلت و مسکنت۔

کسی انسان کو شہنشاہ کہنا حرام ہے

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی کو شہنشاہ کہنا حرام ہے اور اسی طرح دیگر الفاظ کا استعمال بھی ممنوع ہے مثلاً احکم
الحاکمین، سلطان السلاطین، اور امیر الامر او غیرہ۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء کو تعجب ہوا ہے کہ سفیان بن عیینہ کو یہ علم تھا
کہ ملک الاملاک کا مترادف فارسی زبان میں شہنشاہ ہے حالانکہ صدر اسلام میں شاہ، شاہان کا لفظ معروف و متعارف تھا اور ظاہر کے مقصود
اس کے معنی ہیں بلکہ ترمذی کی روایت میں شاہ شاہان کا لفظ بھی آیا ہے۔

(فتح الباری ۲/۲۴۲، شرح صحیح مسلم ۱۳/۱۰۲، روضة المتقین ۴/۲۲۵)



البَیِّنَات (۳۲۱)

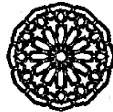
بَابُ النَّهْيِ عَنْ مُخَاطَبَةِ الْفَاسِقِ وَالْمُبْتَدِعِ وَنَحْوِهِمَا بِسَيِّدٍ مَحْيٍ وَنَحْوِهِ
فَاسِقٍ أَوْ بَدْعِيٍّ كَوْسَيْدٍ (سردار) کہنے کی ممانعت

۱۷۲۵. عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَقُولُوا لِلْمُتَافِقِ سَيِّدًا فَإِنَّهُ إِنْ يَكُنْ سَيِّدًا فَقَدْ اسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.
(۱۷۲۵) حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ متفق کو سید (سردار) نہ کہو کیونکہ اگر یہ سید ہوا تو تم نے اپنے رب عزوجل کو ناراض کر لیا۔ (ابوداؤد نے سند صحیح روایت کیا)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب لا یقول المملوک ربی وربتی .

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ دنیا میں عزت و احترام صرف اسی کو حاصل ہے جو اللہ سے زیادہ ڈرنے والا اور اللہ کے احکام پر عمل کرنے والا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو فاسق ہے تو اس کے فسق کی وجہ ہی اللہ کے احکام کی خلاف ورزی اور ارتکاب معصیت ہے تو وہ کیسے معزز و مکرم قرار پاسکتا ہے۔ اس کو سید کہنا اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنا ہے۔

(روضة المتقين: ۴/۲۲۶. دلیل الفالحین: ۴/۴۹۰)



بَابُ كَرَاهَةِ سَبِّ الْحُمَى بخار کو برا کہنے کی ممانعت

۱۷۲۶. عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى أُمِّ السَّائِبِ أَوْ أُمِّ الْمُسَيْبِ فَقَالَ: "مَا لَكَ يَا أُمَّ السَّائِبِ. أَوْ يَا أُمَّ الْمُسَيْبِ. تُزْفِرِينَ؟" قَالَتْ: الْحُمَى لَا بَارَكَ اللَّهُ فِيهَا! فَقَالَ: "لَا تُسَبِّي الْحُمَى فَإِنَّهَا تَذْهَبُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ كَمَا يَذْهَبُ الْكَبِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تُزْفِرِينَ "اے تَحَرُّكِينَ حُرُكَةً سَرِيعَةً، وَمَعْنَاهُ: تَرْتَعِدُ. وَهُوَ بِضَمِّ التَّاءِ وَبِالزَّايِ الْمُكَرَّرَةِ وَالْفَاءِ الْمُكَرَّرَةِ، وَرَوَى أَيْضًا بِالرَّاءِ الْمُكَرَّرَةِ وَالْقَافَيْنِ.

(۱۷۲۶) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ ام السائب یا ام المسیب کے پاس آئے۔ اور فرمایا کہ اے ام السائب یا ام المسیب تمہیں کیا ہوا کچنکار ہی ہو وہ بولیں بخار ہے اللہ اس میں برکت نہ دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بخار کو برا نہ کہو اس سے بنی آدم کی خطائیں اس طرح دور ہو جاتی ہیں جیسے بھٹی میں لوہے کا زنگ دور ہو جاتا ہے۔ (مسلم) ترفیزین: یعنی تم حرکت کر رہی ہو، کانپ رہی ہو۔ یہ لفظ دوز اور دوقاف کے ساتھ بھی پرھا ہے یعنی ترفیقین۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم۔ کتاب البر والصلة، باب ثواب المؤمن فیما یصیبه۔

کلمات حدیث: کما تذهب الکبر خبث الحدید: جس طرح بھٹی لوہے کا زنگ اور اس کا میل کچیل دور کر دیتی ہے۔ خبث الحدید: لوہے کا زنگ اور اس کا میل۔ کبر: بھٹی۔ آہن گر کی آگ دھکانے کی پھونکنی۔

شرح حدیث: مصائب و الآم اور تکلیف و بیماری سے آدمی کے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اس لیے کسی تکلیف یا بیماری کو برا کہنے کے بجائے اس پر صبر کرنا چاہئے تاکہ اللہ کے یہاں اجر و ثواب میں اضافہ ہو اور گناہ معاف ہو جائیں۔

(شرح صحیح مسلم ۱۵/۱۰۶)



(الباب ۳۲۳)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ سَبِّ الرِّيحِ، وَبَيَانِ مَا يُقَالُ عِنْدَ هُبُوبِهَا
ہوا کو برا کہنے کی ممانعت اور ہوا چلنے کے وقت کی دعاء

آندھی چلنے وقت کی دعاء

۱۷۲۷. عَنْ أَبِي الْمُثَنِّبِ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
”لَا تَسُبُّوا الرِّيحَ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ مَا تَكْرَهُونَ فَقُولُوا: اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذِهِ الرِّيحِ وَخَيْرِ مَا فِيْهَا
وَخَيْرِ مَا اَمْرَتْ بِهِ، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هَذِهِ الرِّيحِ وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا اَمْرَتْ بِهِ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ:
حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

(۱۷۲۷) حضرت ابوالمثنیٰ رابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہوا کو برا مت کہو اگر
ناپسندیدہ صورت حال ہو تو یہ کہہ کرو۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذِهِ الرِّيحِ وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَخَيْرِ مَا اَمْرَتْ بِهِ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هَذِهِ
الرِّيحِ وَشَرِّ مَا اَمْرَتْ بِهِ.

”اے اللہ! ہم سے اس ہوا کی بھلائی کا سوال کرتے ہیں اور جو خیر اس میں ہے اور جس خیر کا اس کو حکم دیا گیا ہے اور ہم پناہ مانگتے
ہیں اس ہوا کے شر سے اور جو شر اس میں ہے اور جس شر کا اسے حکم دیا گیا ہے۔“
ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی فضل القدر.

کلمات حدیث: فاذا رأيتم ما تكرهون: جب تم ایسی بات دیکھو جو تمہیں پسند نہ ہو یعنی تیز ہوا یا آندھی ہو اور اس سے اختلاف مال
کا اندیشہ ہو تو تم یہ دعا پڑھو۔

شرح حدیث: کائنات کی ہر شے تابع حکم الہی ہے اسی طرح ہوا بھی حکم الہی کے تحت چلتی ہے کبھی وہ بشارتیں لے کر آتی ہے اور
اس کے پیچھے بادل آتے اور بارش برتی ہے جس سے زمین سرسبز و شاداب ہوتی ہے اور کبھی ہوا اپنے دامن میں زرخیزی لے کر آتی ہے کہ
شجر و نباتات ثمر دار ہو جاتے ہیں اور کبھی ہوا نوید عذاب ہوتی ہے اور باد صرصر لیے ہوتی ہے جو انسان کے جان و مال کا اختلاف کا سبب ہوتا
ہے۔ اور یہ سب کچھ حکم الہی کے ماتحت ہوتا ہے اس لیے ہوا کو برا کہنے کے بجائے اس کے شر سے پناہ مانگنی چاہیے اور خیر اور بھلائی طلب
کرنی چاہیے۔ (روضة المتقين ۴/ ۲۲۸. دليل الفالحين ۴/ ۴۹۳)

بخار کو برا مت کہو

۱۷۲۸۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: الرِّيحُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ، تَأْتِي بِالرَّحْمَةِ وَتَأْتِي بِالْعَذَابِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَلَا تَسُبُّوهَا، وَاسْأَلُوا اللَّهَ خَيْرَهَا وَاسْتَعِذُّوا بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهَا، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.

قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مِنْ رَوْحِ اللَّهِ" هُوَ يَفْتَحُ الرَّاءُ: أَيْ رَحْمَتِهِ بَعْدَ إِدِهِ.

(۱۷۲۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے

ہوئے سنا کہ ہوا اللہ کی رحمت ہے رحمت لاتی ہے اور تم ہوا کو برا نہ کہو بلکہ اللہ سے اس میں پنہاں خیر طلب کرو اور

اس میں چھپے ہوئے شر سے پناہ مانگو۔ (ابوداؤد نے سند حسن روایت کیا)

روح اللہ: راء کے زبر کے ساتھ ہے یعنی اللہ کی رحمت۔

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب ما یقول اذا ہا جت الریح.

کلمات حدیث: روح اللہ کے معنی ہیں بندوں پر اللہ کی رحمت چنانچہ ارشاد فرمایا کہ: ﴿وَلَا تَأْتِسُوا مِنْ رَوْحِ اللَّهِ﴾ (اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو)

شرح حدیث: علامہ ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مبارک دراصل توحید کی تعلیم ہے کیونکہ انسان بعض اوقات جہل اور غفلت کی بنا پر امور و واقعات اور حوادث کو ان کے قریبی اسباب کی طرف منسوب کر کے یہ گمان کر لیتا ہے کہ شاید یہ سبب ہی اس امر کے ظہور کا سبب ہے۔ حالانکہ ہر سبب کے پیچھے ایک سلسلہ اسباب کا فرما ہے اور جملہ اسباب اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں۔ اس لیے چاہیے کہ کائنات میں جو امور ظاہر ہوں ان کے بارے میں یقین کامل رکھنا چاہئے کہ یہ سبب اللہ کے حکم سے وجود میں آ رہے ہیں۔ اور اسی کے حکم سے ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ (روضۃ المتقین ۴/۲۲۹۔ دلیل الفالحین ۴/۴۹۳)

تیز ہوا چلے تو اللہ سے خیر مانگی جائے

۱۷۲۹۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَصَفَتِ الرِّيحُ قَالَ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيهَا وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا، وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ." (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۱۷۲۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب تیز ہوا چلتی تو یہ دعا

فرماتے کہ اے اللہ میں اس کے خیر کا طالب ہوں اور اس خیر کا جو اس میں ہے اور اس خیر کا جس کے لیے یہ چلائی گئی ہے اور میں پنہاں مانگتا ہوں اس کے شر سے اور اس شر سے جو اس میں ہے اور اس شر سے جس کے لیے یہ چلائی گئی ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الاستسقاء، باب التعوذ عند روية الريح .

کلمات حدیث: إذا عصفت الريح: جب تیز ہوا چلتی۔ (باب ضرب) ہوا کا تیز چلنا۔ اسم صفت عاصفة۔ جمع عاصفات۔

شرح حدیث: ہوا کے تیز چلنے یا آندھی آنے پر یہ دعا پڑھنا مسنون اور مستحب ہے کیونکہ ہوا میں بہت سے فوائد پنہاں ہیں اور بہت سی مضرتیں اور نقصانات پوشیدہ ہیں، اس لیے اللہ سے دعا کرنا چاہئے کہ ہمیں اس ہوا کی خیر و برکت حاصل ہو اور ہم اس کے شر اور نقصان سے محفوظ رہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ جب بادل دیکھتے یا ہوا چلتی تو آپ ﷺ کے چہرے پر پریشانی کے آثار نظر آتے۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ لوگ تو بادل دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ بارش ہوگی لیکن میں آپ ﷺ کے چہرے پر پریشانی کے آثار دیکھتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ مجھے یہ اطمینان نہیں ہوتا کہ اس میں عذاب نہیں ہے، ایک قوم کو ہوا سے عذاب دیا گیا اور اس قوم نے بھی اس عذاب کو دیکھ کر کہا تھا کہ یہ بادل ہمارے لیے بارش لے کر آئی ہے۔ (تحفة الاحوذی ۳۸۱/۹، روضة المتقین ۲۳۰/۴، دلیل الفالحین ۴۹۴/۴)



المبانی (۳۲۴)

بَابُ كَرَاهَةِ سَبِّ الدِّيكِ مرغ کو برا کہنے کی ممانعت

۱۷۳۰. عَنْ زَيْدِ ابْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :

”لَا تَسُبُّوا الدِّيكَ فَإِنَّهُ يُوقِظُ لِلصَّلَاةِ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ .

(۱۷۳۰) حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مرغ کو برا نہ کہو کہ وہ نماز کے

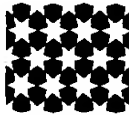
لیے جگاتا ہے۔ (اسے ابو داؤد نے سند صحیح سے روایت کیا ہے)

تحریق حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب ماجاء فی الدیک و البھائم .

شرح حدیث: مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ ہر اس چیز سے خوش ہوتا ہے جس سے اسے اللہ کی اطاعت میں مدد ملے۔ دیری رحمہ

اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے مرغ صبح صادق سے پہلے اور صبح ہونے کے بعد بانگ دیتا ہے، اس لیے اسے برا نہ کہنا چاہئے۔

(روضۃ المتقین ۴/ ۲۳۱ . نزہۃ المتقین ۲/ ۴۹۰)



الباب الثالث (۳۲۵)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ قَوْلِ الْإِنْسَانِ مُطِرُنَا بِنَوْءٍ كَذًّا
یہ کہنا منع ہے کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے

بارش کے بارے میں غلط عقائد کی تردید

۱۷۳۱. عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَوةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَّةِ فِي رَأْسِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ. فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: "هَلْ تَذَرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟" قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ، أَعْلَمُ. قَالَ: أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ بِي، فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرُنَا بِفَضْلِ اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ، فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي كَافِرٌ بِالْكَوَاكِبِ، وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرُنَا بِنَوْءٍ كَذًّا وَكَذًّا فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوَاكِبِ.

(۱۷۳۱) حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ میں رات کی بارش کے بعد ہمیں صبح کی نماز پڑھائی آپ ﷺ سلام پھیر کر لوگوں کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا لوگوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ میرے بندوں نے اس حال میں صبح کی کہ ان میں کچھ مجھ پر ایمان رکھنے والے ہیں اور کچھ نے کفر کی حالت میں صبح کی ہے۔ جس نے کہا کہ آج اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوگئی وہ مجھ پر ایمان رکھنے والا ہے اور ستاروں کا انکار کرنے والا ہے اور جس نے یہ کہا کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی وہ میرا انکار کرنے والا اور ستاروں پر ایمان رکھنے والا ہے۔ (متفق علیہ)

سماء: سے اس حدیث میں مراد بارش ہے۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب یتقبل الامام الناس۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان۔

کلمات حدیث: فی اثر سماء کانت من اللیل: رات میں ہونے والی بارش کے بعد، اس بارش کے بعد جو اس رات ہوئی تھی۔

نوء: ابن قتیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نوء مغرب سے ستارے کے سقوط کو کہتے ہیں جو منازل قمر کی اٹھائیسویں منزل سے ساقط ہوتا ہے۔ یہ ناء سے ماخوذ ہے جس کے معنی گرنے کے ہیں۔ حدیبیہ مکہ مکرمہ سے ایک مرحلے کے فاصلے پر ایک بستی ہے۔ ایک میڑھے درخت کے ہونے کی بنا پر اس کا نام حدیبیہ پڑ گیا۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ کی ذوالقعدہ کے آغاز میں عمرے کے ارادے سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے مگر کافر آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کے درمیان حائل ہو گئے اور انہوں نے آپ ﷺ کو عمرے کے لیے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے نہیں دیا۔ قریب تھا کہ جنگ ہو جاتی لیکن جنگ کے بجائے حدیبیہ کے مقام پر مسلمانوں اور مکہ کے کفار کے درمیان صلح ہو گئی۔ اسی مقام پر ایک درخت کے

نیچے بیعت رضوان منعقد ہوئی۔

ایک رات کو بارش ہوئی تو آپ ﷺ نے صبح کی نماز کے بعد فرمایا کہ آج کی صبح کچھ لوگ اللہ پر ایمان لانے والے اور ستاروں کا انکار کرنے والے ہیں اور کچھ لوگ ستاروں پر ایمان لانے والے اور اللہ کا انکار کرنے والے ہیں پہلے لوگ وہ ہیں جنہوں نے کہا کہ اللہ کے فضل و رحمت سے بارش ہوئی اور دوسرے لوگ وہ ہیں جنہوں نے کہا کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی، یعنی ان کا اس طرح کہنا اہل کفر کے کلام کے مشابہ ہے۔

مقصود حدیث مبارک یہ ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اور کائنات میں جو حوادث اور واقعات رونما ہوتے ہیں وہ سب کے سب اللہ کے حکم سے ہوتے ہیں اللہ کے حکم کے بغیر پتہ تک نہیں ہلتا، اس لیے اہل ایمان کا شیوہ ہونا چاہئے کہ وہ ہر بات کو اللہ کی طرف منسوب کریں کہ کسی بھی بات کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرنا اہل کفر کا طریقہ ہے۔

(فتح الباری: ۱/۶۰۵۔ شرح صحیح مسلم: ۲/۵۲۔ روضة المتقین: ۴/۲۳۱)



المبائن (۳۲۶)

بَابُ تَحْرِيمِ قَوْلِهِ لِمُسْلِمٍ يَا كَافِرٌ کسی مسلمان کو اے کافر کہہ کر پکارنے کی ممانعت

۱۷۳۲. عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ يَا كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا، فَإِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَالْأَرَجَعْتُ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۷۳۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی کو اے کافر کہتا ہے تو اس دونوں میں سے کوئی ایک اس کلمہ کو لے کر پلٹتا ہے اگر مخاطب فی الواقع ایسا ہی ہے تو وہ کافر ہے ورنہ کہنے والے کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من کفر اخاه من غیر تأویل، صحیح مسلم کتاب الایمان، باب بیان حال ایمان من قال لأخیه المسلم یا کافر.

کلمات حدیث: بایو (باب نصر) لوٹنا۔ شرور برائی کے ساتھ پلٹنا۔

شرح حدیث: بلاوجہ کسی مسلمان کو کافر کہنا بہت گناہ ہے اور اس سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے

(فتح الباری ۲/۳۱۲. شرح صحیح مسلم ۲/۴۲. تحفة الاحوذی ۷/۴۲۷)

کافریا اللہ کا دشمن کہنے کا وبال

۱۷۳۳. وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكَفْرِ أَوْ قَالَ عَدُوَّ اللَّهِ وَلَيْسَ كَذَلِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. "حَارَ": رَجَعَ.

(۱۷۳۳) حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی مسلمان کو کافر کہہ کر پکارا یا اللہ کا دشمن کہا اور وہ ایسا نہ ہو تو یہ کلمہ اسی پر لوٹ آئے گا۔ (متفق علیہ)

حار کے معنی لوٹنے کے ہیں۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ما ینہی من السباب واللعن.

شرح حدیث: کسی مسلمان کو کافر کہنا یا اس طرح کا کوئی اور لفظ کہنا حرام اور گناہ ہے اور اگر وہ ایسا نہ ہو جیسا کہا ہے تو یہ کلمہ کہنے

والے کی طرف لوٹ جائے گا۔ (فتح الباری ۳/۱۹۲. شرح صحیح مسلم ۲/۴۲)

النَّهْيُ عَنِ الْفَحْشِ وَبَذَاءِ اللِّسَانِ
فحش گوئی اور بدکلامی کی ممانعت

لعن طعن کرنا مسلمان کا شیوہ نہیں

۱۷۳۳۔ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا اللَّعَّانِ، وَلَا الْفَاحِشِ، وَلَا الْبَذِيٍّ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.
(۱۷۳۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مومن طعن کرنے والا، لعن کرنے والا، بدگوئی کرنے والا اور فحش گوئی کرنے والا نہیں ہوتا۔ (ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ حدیث حسن ہے۔)

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب البر والصلة، باب ما جاء في اللعنة.

کلمات حدیث: طعان: فعال کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی بہت طعنے دینے والا۔ لعان بھی اسی طرح مبالغہ کا صیغہ ہے بہت لعن کرنے والا۔ لعن کے معنی ہیں اللہ کی رحمت سے دور ہونا۔ فاحش فحش سے اسم فاعل ہے بری بات کہنا۔ بذی بذأ سے ہے فحش بری اور گندی بات کہنا۔ بذی اللسان بد زبان: فحش گو۔ حیا سے خالی انسان جو بے ہودہ گفتگو کرے۔

شرح حدیث: ایمان اخلاق حسنہ کی آبیاری کرتا ہے مومن ہمیشہ اخلاق عالیہ اور صفات حمیدہ کا پیکر ہے۔ صاحب ایمان سے یہ بات بہت بعید ہے کہ وہ لعن طعن کرے طعنے دے بدزبانی اور بدکلامی کرے کہ یہ صفات منافق اور فاسق و فاجر آدمی کی ہوتی ہیں۔ غرض تقاضائے ایمان یہ ہے کہ آدمی جملہ اخلاق رذیلہ سے مجتنب رہے۔ (روضۃ المتقین ۴/ ۲۳۵۔ دلیل الفالحین ۴/ ۴۴۹)

فحش گوئی عیب اور حیاء زینت ہے

۱۷۳۵۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا كَانَ الْفَحْشُ فِي شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ، وَمَا كَانَ الْحَيَاءُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ"، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.
(۱۷۳۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فحش گوئی ہر بات کو عیب دار بنا دیتی ہے اور حیاء ہر بات کو زینت عطا کر دیتی ہے۔ (اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔)

کلمات حدیث: شانہ: اسے عیب دار بنا دیتی ہے۔ شان شینا (باب ضرب) عیب دار بنا دینا۔ عیب دینا۔ زانہ: اسے زینت اور خوبصورتی عطا کر دیتی ہے۔ زان زینا (باب ضرب) زینت دینا، زین کرنا۔

شرح حدیث: حیا تو ایمان کا ایک حصہ ہے، یہ ایسی بڑی نعمت ہے کہ جس انسان کو اللہ تعالیٰ عطا فرمادیتا ہے وہ بہت سی برائیوں اور

بری باتوں سے بچ جاتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نرمی ہر بات کو زینت اور خوبصورتی عطا کر دیتی ہے اور جو بات نرمی سے خالی ہو وہ عیب دار ہو جاتی ہے۔ امام راغب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حیا ایک وصف ہے جس سے انسان میں ہر برائی سے ایک طبعی انقباض پیدا ہوتا ہے اور ایک طبعی گریز پیدا ہوتا ہے، حیا دراصل جبن اور عفت کا مرکب ہے اس لیے حیا والا آدمی فاسق نہیں ہوتا۔ حیا ایمان کا جزء اور مؤمن کی سرشت ہے اس لیے صاحب ایمان کو ہر برائی بدگوئی اور فحش سے محترز رہنا چاہیے۔ (تحفة الاحوذی ۶/۹۸۔ روضة المتقین ۴/۲۳۵۔ دلیل الفالحین ۴/۴۴۹)



(البَابُ ۳۲۸)

بَابُ كَرَاهَةِ التَّقْعِيرِ فِي الْكَلَامِ بِالتَّشْدُقِ وَتَكْلُفُ الْفَصَاحَةِ وَاسْتِعْمَالِ وَحْشِي
اللُّغَةِ وَدَقَائِقِ الْأَعْرَابِ فِي مُخَاطَبَةِ الْعَوَامِ وَنَحْوِهِمْ
گفتگو میں تصنع کرنے، باچھیں کھولنے، تکلف سے وضاحت کا اظہار کرنے اور عوام وغیرہ سے مخاطب
میں اجنبی الفاظ استعمال کرنے اور اعراب کی باریکیاں بیان کرنے کی کراہت

۴۳۶ ا. عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُونَ
قَالَهَا ثَلَاثًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

”الْمُتَنَطِّعُونَ: الْمُبَالِغُونَ فِي الْأُمُورِ.

(۱۶۳۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مبالغہ اور تکلف سے کام
لینے والے ہلاک ہو گئے۔ آپ ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔ (مسلم)
متنطعون: کے معنی ہر بات میں مبالغہ کرنے والے۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب العلم باب هلك المتنطعون.

کلمات حدیث: متنطعون: جمع ہے اس کا واحد متطلع ہے۔ نطع تالو کا اگلا حصہ جس میں شکن سا ہوتا ہے۔ جمع نطوع اور اسی سے
حروف نطعیہ ہیں یعنی ت۔ و۔ ط۔ متقطع وہ ہے جو الفاظ کو تالو سے چپکا کر ادا کرے اور ایسا وہ تکبر کے ساتھ لوگوں پر رعب جمانے کے لیے
کرے۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ ہلاک ہو گئے جو کلام میں مبالغہ آرائی کرتے بات کو گھما پھرا کر اور پیچیدہ
بنا کر کرتے ہیں اور الفاظ کو مزین کر کے ادا کرتے ہیں کہ ان کی بات میں رعب و دبہ اور ایک شان پیدا ہو جائے۔ یہ حدیث اس سے
پہلے کتاب المأثورات میں گزر چکی ہے۔ (روضۃ المتقین ۴/۲۳۷۔ دلیل الفالحین ۴/۵۰۵)

مبالغہ امیز باتوں کو اللہ پسند نہیں کرتا

۴۳۷ ا. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ: ”إِنَّ اللَّهَ يُبْغِضُ الْبَلِيعَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِي يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهِ كَمَا تَتَخَلَّلُ الْبَقْرَةُ“ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ،
وَالْتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۱۶۳۷) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس آدمی کو برا

جانتے ہیں جو بلاغت کا اظہار کرتے ہوئے اپنی زبان کو اس طرح حرکت دیتا ہے جیسے گائے حرکت دیتی ہے۔ (ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب ماجاء فی المتشدد فی الکلام، الجامع للترمذی، ابواب الادب، باب ماجاء فی وضاحت البیان۔

کلمات حدیث: يتخلل بلسانه كما يتخلل البقرة: گفتگو کرتے ہوئے اس طرح باچھیں کھولتا اور زبان کو گھماتا ہے جس طرح گائے چارہ کھاتے ہوئے گھاس کے پتوں کو زبان پر لپیٹتی ہے۔

شرح حدیث: گفتگو میں قصع کرنا اور جھکف وضاحت و بلاغت کا اظہار کرنا اور الفاظ کو گھما پھرا کر ادا کرنا ممنوع ہے۔

(تحفة الاخوذی ۱۵۱/۸، دلیل الفالحین ۵۰۱/۴، نزہة المتقین ۴/۹۳)

اچھے اخلاق والے کو رسول اللہ ﷺ کا قرب نصیب ہوگا

۱۷۳۸۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ، وَأَقْرَبَكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَحْسَنُكُمْ أَخْلَاقًا، وَإِنْ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ، وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الشَّرَّارُونَ وَالْمُتَشَدِّقُونَ، وَالْمُتَفَيِّهُونَ“ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَقَدْ سَبَقَ شَرْحُهُ، فِي بَابِ حُسْنِ الْخُلُقِ.

(۱۷۳۸) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روز قیامت تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق اچھے ہیں اور تم میں سے میرے لیے سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو باچھیں کھول کر باتیں کرتے ہیں بہ تکلف باتیں کرتے ہیں اور منہ بھر کر اور کلمے پھلا کر باتیں کرتے ہیں۔ (ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور اس کی شرح اس سے پہلے باب حسن الخلق میں گزر چکی ہے۔)

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب البر و الصلة، باب ماجاء فی معالی الاخلاق۔

کلمات حدیث: الشَّرَّارُونَ: جمع ثرثار۔ ثرثرة: الکلام۔ بہت زیادہ بولنا اور اس طرح طویل کلام کرنا کہ اس میں معنی اور مطلب کم اور الفاظ زیادہ ہوں۔ ثرثار: بہت بولنے والا۔ زیادہ گو۔ المتشددون: اس کا واحد المتشدد ہے۔ متشدد وہ ہے جو بغیر کسی احتیاط کے بلا تکان بولتا چلا جائے جو لوگوں کا مذاق اڑائے اور اپنے گال کو تیزھا کرے جس سے مخاطب کی تحقیر ظاہر ہو۔ شدد منہ کا کنارہ۔ متفہقون: وہ لوگ جو لمبی بات کریں اور اپنے منہ کو ضرورت سے زیادہ کھول کر الفاظ ادا کریں۔ ”فہق“ کے معنی میں منہ بھر کر لفظ کو ادا کرنا۔ ظاہر ہے کہ یہ سب حرکتیں تکبر کی بنا پر کی جاتی ہیں۔

شرح حدیث: اہل ایمان اخلاق حسنہ کے پیکر ہوتے ہیں، وہ اللہ سے ڈرتے ہیں اور خشیت الہی سے ان کے دل لرز رہے ہوتے ہیں، ان پر آخرت کی جواب دہی کا خوف غالب رہتا ہے وہ اس سے کسی وقت غافل نہیں ہوتے ان میں تواضع اور مسکنت غالب ہوتی ہے اس لیے ان کی گفتگو مختصر اور ان کا کلام قلیل مگر جامع ہوتا ہے ان کا دل حرارت ایمانی سے لبریز ہوتا ہے اس لیے وہ دسوزی سے اور ہر تاثیر کلام کرتے ہیں۔

اہل ایمان اور صاحبان عمل اور اخلاق عالیہ رکھنے والے روز قیامت رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوں گے اور دنیا دار اور متکبر رسول اللہ ﷺ کی مجلس سے دور ہوں گے۔ (نزهة المتقين: ۴/۴۹۴۔ دلیل الفالحین: ۴/۵۰۱)



بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِهِ حَبِثْتُ نَفْسِي میرا نفس خبیث ہو گیا کہنے کی کراہت

۱۷۳۹. عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ حَبِثْتُ نَفْسِي، وَلَكِنْ لِيَقُلْ لَقِيسْتُ نَفْسِي" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

قَالَ الْعُلَمَاءُ: مَعْنَى حَبِثْتُ غَشْتُ، وَهُوَ مَعْنَى "لَقِيسْتُ" وَلَكِنْ كَرِهَ لَفْظُ الْحَبِثِ.

(۱۷۳۹) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ میرا نفس

خبیث ہو گیا بلکہ یوں کہے کہ میرا نفس غافل ہو گیا۔ (متفق علیہ)

علماء نے فرمایا کہ غشت کے معنی ہیں غشت اور یہی معنی لقیست کے ہیں لیکن آپ ﷺ نے حبث کے لفظ کو ناپسند فرمایا۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الادب، باب لا یقل حبثت نفسی. صحیح مسلم، کتاب الادب باب

کراہة قول الانسان حبثت نفسی.

کلمات حدیث: حبثت کا لفظ عقیدے، قول اور عمل کی برائی بیان کرنے کے لیے بولا جاتا ہے یعنی تمام صفات مذمومہ اور تمام برے

افعال حبث میں داخل ہیں۔ حبثت اور لقیست کے معنی ایک ہی ہیں لیکن لفظ حبث میں کراہت غالب ہے اس لیے اس لفظ کے استعمال سے

منع فرمایا۔ ابن الاعرابی کہتے ہیں کہ لقیست کے معنی تنگ ہونے کے ہیں، یعنی لقیست نفسی کے معنی ہیں میرا دل تنگ ہو گیا۔

شرح حدیث: معلم انسانیت ﷺ نے انسانی زندگی کے ہر پہلو کی اصلاح فرمائی ہے اور اس کے ہر گوشہ زندگی کو سنوارا اور نکھارا

ہے اور انسانی زندگی کے ہر پہلو میں اور ہر بات میں خوب تر اور عمدہ تر پہلو کی جانب راہنمائی فرمائی ہے۔ حتیٰ کہ بات کہنے میں الفاظ

کے حسن انتخاب کی بھی تعلیم دی ہے۔ (روضۃ المتقین ۴/ ۲۳۸. دلیل الفالحین ۴/ ۵۰۲)



الْبَیِّنَاتِ (۲۳۰)

بَابُ كَرَاهَةِ تَسْمِيَةِ الْعَنْبِ كَرْمًا عَنْب (انگور) کو کرم کہنے کی کراہت

۱۷۴۰. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تُسَمُّوا الْعَنْبَ الْكَرْمَ فَإِنَّ الْكَرْمَ الْمُسْلِمَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَهَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ. وَفِي رِوَايَةٍ: "فَإِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ" وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ: "يَقُولُونَ الْكَرْمُ إِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ". (۱۷۴۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انگور کو کرم نہ کہو کہ "کرم" تو مسلمان ہے۔ (متفق علیہ)

حدیث کے مذکورہ الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ کرم مؤمن کا دل ہے۔ اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ لوگ کرم کہتے ہیں کرم تو قلب مؤمن ہے۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الادب، باب قول النبی ﷺ انما الکرم قلب المؤمن . صحیح مسلم، کتاب الادب من الالفاظ، باب کراہۃ تسمیۃ العنب کرمًا .

شرح حدیث: اہل عرب انگور کی بیلوں اور انگور کے باغ کو کرم کہتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ کرم تو قلب مؤمن ہے۔ ابوداؤد میں ہے کہ تم میں سے کوئی کرم نہ کہے کرم تو مسلمان ہے تم انگور کا باغ کہا کرو۔ اور طبرانی اور بزار نے حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کتابوں میں مؤمن کا نام کرم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے تمام مخلوقات پر مکرم بنایا ہے اور تم انگور کے باغ کو کرم کہتے ہو۔

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل عرب انگور کو کرم اس لیے کہتے تھے کہ انگور سے شراب بنتی تھی اور عرب کے لوگ شراب پی کر جود و سخا کرتے اور کرم نوازی کرتے تھے۔ رسول کریم ﷺ نے انگور کو کرم کہنا ناپسند فرمایا یعنی ایسی شے جس سے ایک حرام چیز تیار ہوتی ہے اسے کرم کہنا مناسب نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے حرمت شراب کی تاکید کے لیے اس چیز کو کرم کہنے سے منع فرمایا جس سے شراب تیار ہوتی ہے مبادا شراب کے ساتھ یا اس کے وسائل کے ساتھ آدمی کے ذہن میں کوئی اچھی بات آجائے۔ اور صاحب ایمان کو کرم اس لیے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (تم میں سب سے زیادہ مکرم وہ ہے جو اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہے) اور ایمان اور تقویٰ کا مرکز قلب مؤمن ہے اس لیے قلب مؤمن کرم ہے۔

(فتح الباری: ۲۳۲/۳. شرح صحیح مسلم: ۴/۱۵)

انگور کو ”عنب“ کہا کرو

۱۷۴۱۔ وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حَجَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا تَقُولُوا الْكُرْمَ وَلَكِنْ قُولُوا: الْعِنَبُ وَالْحَبْلَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.
 "الْحَبْلَةُ" يَفْتَحُ الْحَاءُ وَالْبَاءُ، وَيُقَالُ أَيْضًا بِاسْكَانِ الْبَاءِ.

(۱۷۴۱) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم کرم مت کہو انگور (عنب) کہو

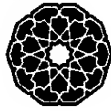
اور حبلہ کہو۔ (مسلم)

حبلہ: انگور کی تیل کو کہتے ہیں۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الادب من الالفاظ. باب کراهة تسمية العنب کرما.

شرح حدیث: انگور کو یا انگور کی تیل کو کرم کہنا درست نہیں ہے اس لیے اسے عنب یا حبلہ کہنا چاہیے۔

(شرح صحیح مسلم: ۵/۱۵)



المبتانی (۳۳۱)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ وَصْفِ مَحَاسِنِ الْمَرْأَةِ لِرَجُلٍ إِلَّا أَنْ يُحْتَاجَ
إِلَى ذَلِكَ لِغَرَضٍ شَرْعِيٍّ كَنِكَاحِهَا وَنَحْوِهِ
مرد کے سامنے کسی عورت کے محاسن بیان کرنے کی ممانعت الایہ کہ نکاح وغیرہ کی غرض شرعی موجود ہو



۱۷۴۲۔ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :
”لَا تَبَاشِرُ الْمَرْأَةَ الْمَرْأَةَ فَتَصِفَ لِرَجُلٍ لَزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۷۴۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی عورت دوسری عورت سے ملکر اس کے اوصاف اپنے خاوند کے سامنے نہ بیان کرے کہ گویا وہ اسے دیکھ رہا ہے۔ (متفق علیہ)

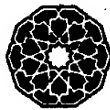
تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لا تباشر المرأة.

کلمات حدیث: لا تباشر المرأة المرأة: کوئی عورت کسی عورت سے نہ ملے۔ باشر مباشرة (باب مفاعله) کے معنی ہیں اختلاط اور لمس۔ بشر کے معنی انسان کی ظاہری کھال کے ہیں، مباشرت کے معنی جسم کے جسم سے ملنے کے ہیں۔

شرح حدیث: عورت کسی عورت کے جسم کو نہ دیکھے اور نہ بغیر کپڑے کے ساتھ اپنا جسم ملائے اور پھر اپنے شوہر کے سامنے اس کے جسم کی نرمی اور گداز کی ایسی تصویر نہ کھینچے کہ جیسے وہ اسے دیکھ رہا ہے جس سے وہ فتنہ میں مبتلا ہو جائے۔

عورت کا عورت کے جسم کو دیکھنا برہنہ جسم ایک دوسرے کے قریب ہونا حرام ہے۔

(فتح الباری ۲/۱۰۶۸۔ تحفة الاحوذی ۸/۸۰)



(الباب ۳۳۲)

بَابُ كَرَاهَةِ قَوْلِ الْإِنْسَانِ فِي الْإِنْسَانِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ بَلْ يَجْزِمُ بِالطَّلَبِ
یہ کہنے کی کراہت کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے معاف کر دے
بلکہ یقین کے ساتھ کہے کہ اے اللہ مجھے معاف کر دے

۱۷۴۳. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ: اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ لِيَعْزِمَ الْمَسْأَلَةَ فَإِنَّهُ لَمُكْرِهَةٌ لَهُ."
وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: "وَلَكِنْ لِيَعْزِمَ وَلِيُعْظِمَ الرَّغْبَةَ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَا يَتَعَاطَمُهُ شَيْءٌ أَعْطَاهُ."
(۱۷۴۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے معاف کر دے اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما۔ پختہ یقین کے ساتھ اللہ سے طلب کرے کہ اللہ کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں ہے۔

اور صحیح مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ پختہ عزم کے ساتھ اور پوری رغبت کے ساتھ طلب کرے اس لیے کہ اللہ کے لیے کوئی بھی شے عطا فرما دینا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب لیعزم المسألة. صحیح مسلم، کتاب الدعاء باب العزم بالدعاء.
کلمات حدیث: لیعزم المسألة: جب اللہ کا بندہ اللہ سے مانگے تو عزم و یقین کے ساتھ مانگے اس یقین کے ساتھ مانگے کہ وہی دینے والا ہے اور جب اس کا کوئی بندہ اس سے مانگتا ہے تو وہ ضرور دیتا ہے۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ خالق اور رازق ہے وہ چٹان کی تہہ میں پوشیدہ کیڑے کو بھی روزی پہنچاتا ہے۔ عبودیت کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی اسی سے مانگے اور اسی سے طلب کرے اور اس کے سوا کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے لیکن مانگنے اور اللہ تعالیٰ سے طلب کرنے کے آداب ہیں جن کی رعایت ملحوظ رکھنا ضروری ہے انہی آداب میں سے ایک یہ ہے کہ جب بندہ اللہ سے مانگے تو عزم اور جزم کے ساتھ اور صدق دل سے مانگے اور حسن قبولیت کا یقین رکھے اور اس طرح نہ مانگے جس طرح انسان سے مانگا جاتا ہے کہ اور نہ اپنی طلب کو کسی امر پر معلق کرے۔ کہ کوئی شے ایسی نہیں ہے جس کا اللہ کا اپنے بندہ کو عطا فرما دینا کوئی بڑی بات ہو۔

(فتح الباری: ۸۷۶/۳. شرح صحیح مسلم: ۶/۱۷. روضة المتقین: ۴/۲۴۴)

دعاء یقین کے ساتھ مانگنے کا حکم

(۱۷۴۳) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا

دَعَا أَحَدُكُمْ فَلْيَعِزِّمْ الْمَسْأَلَةَ، وَلَا يَقُولَنَّ اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ فَأَعْطِنِي فَإِنَّهُ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهُ،، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۷۴۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی دعا کرے تو پختہ

یقین کے ساتھ کرے اور یہ ہرگز نہ کہے کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو دیدے کہ اسے کوئی مجبور کرنے والا نہیں ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب لیعزم المسألة . صحیح مسلم کتاب الدعاء باب العزم

بالدعاء .

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے وقت چاہئے کہ یقین کامل ہو کہ اللہ ہی دینے والا ہے اور اس کے سوا کوئی دینے والا نہیں اور

نہ کوئی اسے دینے پر مجبور کرنے والا ہے اور یہ کہ جو بندہ اس سے عاجزی اور تضرع سے مانگتا ہے وہ اسے ضرور عطا فرماتا ہے۔ بندہ کو

چاہئے کہ دنیا اور آخرت کی ہر خیر اللہ ہی سے طلب کرے اور دعا میں خوب عاجزی اور تضرع اور زاری اختیار کرے اور اس یقین کامل کے

ساتھ مانگے کہ اللہ ضرور دینے والا ہے۔ (فتح الباری ۳/۷۶۶. شرح صحیح مسلم ۱۷/۶)



(۳۳۳) البَیِّنَات

باب کَرَاهَةِ قَوْلِ مَا شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ فُلَانٌ جو اللہ چاہے اور جو فلاں چاہے کہنے کی کراہت

۱۷۴۵. عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا تَقُولُوا مَا شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ فُلَانٌ، وَلَكِنْ قُولُوا مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.
(۱۷۴۵) حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ نہ کہو کہ جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے البتہ یہ کہہ سکتے ہو کہ جو اللہ چاہے پھر فلاں چاہے۔ (ابوداؤد نے سند صحیح سے روایت کیا ہے)

سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب لا یقال خبیث نفسی .

تخریج حدیث:

اللہ کی مشیت کے ساتھ غیر اللہ کی مشیت کو ملانا ممنوع ہے

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ کی مشیت اور غیر اللہ کی مشیت کو ساتھ ملا کر ذکر کرنے کی ممانعت فرمائی۔ کیونکہ کائنات میں جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ ہی کی مشیت اور اس کے حکم سے ہوتا ہے اس کے سوا نہ کسی کی مشیت ہے اور نہ کسی کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ محکم جاری ہونے والا اور نافذ ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ جو اللہ چاہے اور جو آپ ﷺ چاہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تو نے مجھے اللہ کے برابر بنا دیا۔ نہیں بلکہ وہ جو صرف اللہ نے چاہا۔ البتہ تم یہ کہہ سکتے ہو کہ جو اللہ چاہے اور پھر آپ ﷺ چاہیں۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن سلیمان سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ قرآن کریم میں آیا "مَنْ يَطْعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ" (جو اللہ کے اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے) تو یہاں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو ملا کر بیان کیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ ہی نے اپنے بندوں پر اپنے رسول کی اطاعت کو فرض اور لازم قرار دیا ہے اس بنا پر رسول ﷺ کی اطاعت دراصل اللہ کی اطاعت ہے۔ (روضة المتقين ۴/ ۲۴۴. دليل الفالحين ۴/ ۵۰۸)



الْبَاقِ (۳۳۴)

بَابُ كَرَاهَةِ الْحَدِيثِ بَعْدَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ بعد نمازِ عشاء (دنیوی) گفتگو کی ممانعت

وَالْمُرَادُ بِهِ الْحَدِيثُ الَّذِي يَكُونُ مُبَاحًا فِي غَيْرِ هَذَا الْوَقْتِ وَفِعْلُهُ، وَتَرْكُهُ، سَوَاءً، فَأَمَّا الْحَدِيثُ الْمُحَرَّمُ أَوِ الْمَكْرُوهُ فِي غَيْرِ هَذَا الْوَقْتِ فَهُوَ فِي هَذَا الْوَقْتِ أَشَدُّ تَحْرِيمًا وَكَرَاهَةً وَأَمَّا الْحَدِيثُ فِي الْخَيْرِ كَمَذَا كَرَاةِ الْعِلْمِ وَحِكَايَاتِ الصَّالِحِينَ، وَمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ، وَالْحَدِيثُ مَعَ الضَّيْفِ، وَمَعَ طَالِبِ حَاجَةٍ، وَنَحْوِ ذَلِكَ، فَلَا كَرَاهَةَ فِيهِ بَلْ هُوَ مُسْتَحَبٌّ، وَكَذَا الْحَدِيثُ لِعُذْرٍ وَعَارِضٍ لَا كَرَاهَةَ فِيهِ وَقَدْ تَظَاهَرَتْ الْأَحَادِيثُ الصَّحِيحَةُ عَلَى كُلِّ مَا ذَكَرْتُهُ.

اس مقام پر گفتگو سے مردود بات چیت ہے جو اس وقت کے علاوہ مباح ہو اور اس کا کرنا اور نہ کرنا دونوں جائز ہوں۔ لیکن اگر کوئی حرام یا مکروہ بات ہے تو عشاء کے بعد اس کی حرمت اور اس کی کراہت میں شدت آ جائیگی اگر خیر کی بات ہو کہ عملی مذاکرہ ہو نیک لوگوں کے واقعات کا بیان ہو اہل اخلاق کی باتیں ہوں اور مہمان اور کسی ضرورتمند کے ساتھ بات کرنا ہو تو اس میں کراہت نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔ اسی طرح اگر کسی عذر کی بنا پر یا کوئی بات پیش آ جانے کی بنا پر بات کرنا ہو تب بھی کراہت نہیں ہے۔ یہ مذکورہ متعدد صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔

عشاء سے پہلے سونے اور بعد میں گفتگو ممنوع ہے

۱۷۴۶. عَنْ أَبِي بَرُزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيثِ بَعْدَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۷۴۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ عشاء کی نماز سے پہلے سونا اور نماز کے بعد بات

فرمانا ناپسند کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب مواقیات الصلاة، باب ما یکرہ من النوم قبل العشاء. صحیح مسلم، کتاب

المساجد، باب استحباب التكبير بالصبح.

شرح حدیث: علماء کرام فرماتے ہیں کہ نماز عشاء سے قبل سونے کی کراہت سونے کی وجہ سے نماز باجماعت فوت ہو جائے یا نماز کے افضل وقت کے فوت ہونے کی بناء پر ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اکثر اہل علم کے نزدیک نماز عشاء سے پہلے سونا مکروہ ہے اور بعض علماء کے یہاں رخصت بھی ہے خاص طور پر رمضان المبارک میں بشرطیکہ نماز کے لیے متنبہ کرنے کا انتظام موجود ہو۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عشاء کے بعد بات کرنے کی کراہت اس وجہ سے ہے کہ آدمی جاگنے کی بناء پر قیام لیل اور تہجد سے

محرّم نہ ہو جائے اور نماز فجر بروقت ادا کرنے سے قاصر نہ ہو جائے۔ علماء فرماتے ہیں کہ عشاء کے بعد جو بات مکروہ ہے وہ وہ ہے جس میں کوئی مصلحت نہ ہو، اگر طلب علم اور کار خیر کے لیے ہو تو حرج نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں نقل فرمایا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد عشاء باتیں کرنے والوں کو سرزنش فرماتے اور کہتے کہ اچھارات کے پہلے حصے میں باتیں کرتے ہو اور آخر شب میں سوئے رہتے ہو۔ یعنی آرام کے وقت باتیں کرو اور عبادت کے وقت سوتے رہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عروہ سے فرماتیں کہ اپنے کاتب کو راحت پہنچاؤ۔ رسول اللہ ﷺ عشاء سے پہلے سوتے نہیں تھے اور عشاء کے بعد باتیں نہیں فرماتے تھے۔

امام زرقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کلام میں کاتب سے منکر تکریم مراد ہیں دائیں طرف کا فرشتہ اعمال صالحہ لکھتا ہے تو وہ خوشی محسوس کرتا ہے بائیں طرف کا فرشتہ برائیاں لکھتا ہے تو ناخوشی محسوس کرتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سو جاؤ تا کہ یہ فرشتہ اس ناگوار فریضہ کی ادائیگی سے راحت پائے۔

(فتح الباری ۱/۴۸۸۔ شرح صحیح مسلم ۵/۱۲۲۔ تحفة الاحوذی ۱/۵۳۳۔ روضة المتقین ۴/۲۴۵)

رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی

۱۷۴۷۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: "أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هَذِهِ؟ فَإِنَّ عَلَى رَأْسِ مِائَةِ سَنَةٍ لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ الْيَوْمَ أَحَدٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۷۴۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حیات طیبہ کے آخری ایام میں عشاء کی نماز پڑھائی جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے خیال میں یہ کوئی رات ہے پھر فرمایا کہ سو برس گزرنے کے بعد آج جو زمین پر موجود ہے ان میں سے کوئی بھی نہیں رہے گا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب العلم، باب السمر فی العلم۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة باب قوله ﷺ لا تاتی مئة سنة وعلى الأرض نفس۔

کلمات حدیث: آخر حیاتہ: آپ ﷺ کی زندگی کے آخری ایام، بعض روایات میں ہے کہ یہ ایک ماہ قبل کی بات ہے۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ کے آخری ایام میں صحابہ کرام کو نماز عشاء پڑھائی اور نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں اس رات کی اہمیت کا کچھ اندازہ ہے جو لوگ آج زندہ ہیں ان میں سے کوئی بھی سو برس کے بعد زندہ نہیں رہے گا یعنی اصحاب رسول ﷺ کی جماعت اور وہ نفوس قدسیہ جن کی آپ ﷺ نے تعلیم و تربیت فرمائی آج سے سو برس بعد موجود نہ ہوں گے۔ آپ ﷺ کی یہ خبر معجزانہ طور پر درست ہوئی اور اصحاب کی جماعت میں حضرت ابوالطفیل عامر بن واہلہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سب سے آخر میں وفات پانے والے ہیں اور ان کی وفات اس ارشاد کے سوسال بعد اٹھ میں ہوئی۔

ابن بطل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے فرمان کا مقصد یہ ہے کہ اصحاب کی جو جماعت اس وقت موجود ہے ان میں سے کوئی سو برس گزرنے کے بعد زندہ نہیں رہے گا۔ یعنی اس امت کے لوگوں کی عمریں گزشتہ ملتوں کی طرح طویل نہیں ہیں بلکہ قصیر ہیں اس لیے اس امت کے لوگوں کو چاہیے کہ اللہ کی عبادت میں خوب وقت لگائیں اور کوشش و سعی سے اپنے لیے اعمال صالحہ کا ذخیرہ جمع کریں اور زاد آخرت اکٹھا کریں۔

حضور اکرم ﷺ نے بعد نماز عشاء یہ وعظ نصیحت فرمائی جس سے معلوم ہوا کہ بعد نماز عشاء دین کی بات کرنا اور وعظ و ارشاد کرنا

درست ہے۔ (روضۃ المتقین ۴/۳۴۷۔ دلیل الفالحین ۴/۵۱۰)

جماعت کے انتظار میں بیٹھنے والے کو نماز کا ثواب ملتا رہتا ہے

۱۷۴۸۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُمْ انْتَبَرُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُمْ قَرِيبًا مِّنْ شَطْرِ اللَّيْلِ فَصَلَّى بِهِمْ، يَعْنِي الْعِشَاءَ قَالَ: ثُمَّ خَطَبَنَا فَقَالَ: "أَلَا إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلُّوا ثُمَّ رَقَدُوا، وَإِنَّكُمْ لَن تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مَا انْتَبَرْتُمْ الصَّلَاةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۷۴۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ کا انتظار کیا

آپ ﷺ رات کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد تشریف لائے اور انہیں عشاء کی نماز پڑھائی پھر ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا کہ اور کہا کہ لوگوں نے نماز پڑھی اور سو گئے اور تم اس وقت سے مسلسل نماز میں ہو جب سے تم انتظار کر رہے ہو۔ (بخاری)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، باب مواقیت الصلاة و فضلها.

شرح حدیث: نماز کے انتظار میں بیٹھنا اپنے اجر و ثواب اور اپنی فضیلت کے اعتبار سے ایسا ہے جیسے آدمی مستقل حالت نماز میں

ہو۔ (دلیل الفالحین ۴/۵۱۱)



المَبَانِی (۳۳۵)

بَابُ تَحْرِیمِ امْتِنَاعِ الْمَرْأَةِ مِنْ فِرَاشِ زَوْجِهَا إِذَا دَعَاَهَا وَلَمْ يَكُنْ لَهَا عُذْرٌ شَرْعِيٌّ
مرد عورت کو بلائے تو بلا عذر شرعی اس کے بستر پر نہ جانے کی حرمت
شوہر کو ناراض کرنے والی عورت پر فرشتوں کی لعنت

۱۷۴۹. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
"إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضَبًا عَلَيْهِ لَعْنَتُهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.
وَفِي رِوَايَةٍ "حَتَّى تَرْجِعَ"

(۱۷۴۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مرد اپنی بیوی کو اپنے
بستر پر بلائے اور وہ انکار کرے اور شوہر اس سے ناراضگی کی حالت میں رات گزارے تو اس عورت پر فرشتے صبح تک لعنت کرتے ہیں۔
(متفق علیہ)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ یہاں تک کہ بیوی شوہر کے پاس آجائے۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، بذالخلق، باب اذا قال احدکم آمین۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح باب تحریم
امتناعها من فراش زوجها۔

شرح حدیث: اگر شوہر اپنی بیوی کو اپنے پاس لینے کے لیے بلائے اور وہ انکار کرے اور اس کے پاس نہ جائے تو فرشتے اسے صبح
تک رحمت حق سے دور رہنے کی بددعا دیتے ہیں یا اس وقت تک بددعا دیتے ہیں جب تک وہ شوہر کے پاس نہ آئے۔ الایہ کہ کوئی شرعی
عذر موجود ہو یعنی ایام سے ہو یا فرض نماز میں مشغول ہو یا بیمار ہو۔ وغیرہ



الباب (۳۳۶)

بَابُ تَحْرِيمِ صَوْمِ الْمَرْأَةِ تَطَوُّعًا وَزَوْجُهَا حَاضِرًا إِلَّا بِإِذْنِهِ
عورت کو شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا حرام ہے

(۸۵۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا يَحِلُّ
لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُومَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ، وَلَا تَأْذَنَ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۷۵۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی عورت کے لیے یہ حلال نہیں
ہے کہ وہ شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھے اور نہ شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں آنے دے۔

(متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لأتاذن المرأة في بيت زوجها. صحیح مسلم، کتاب
الزكاة، باب ما انفق العبد من مال مولاه.

کلمات حدیث: وزوجها شاهد اور اس کا شوہر موجود ہو یعنی سفر پر کہیں گیا ہو انہ ہو۔

شرح حدیث: بیوی کے لیے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی عبادت میں مشغولیت جائز نہیں ہے کیونکہ شوہر کے حقوق نفلی عبادت پر
مقدم ہیں اور شوہر کی خدمت کرنا بھی ثواب ہے اس لیے نفلی روزہ یا نوافل شب کے لیے شوہر سے اجازت لینی چاہئے۔ بیوی کو کسی بھی فرد
کو شوہر کی اجازت کے بغیر گھر میں آنے کی اجازت نہیں دینا چاہئے۔ (دلیل الفالحین ۴/ ۵۱۳۔ نزہۃ المتقین ۲/ ۵۰۱)



الْبَابُ (۳۲۷)

بَابُ تَحْرِيمِ رَفْعِ الْمَأْمُومِ رَأْسَهُ مِنْ الرُّكُوعِ أَوِ السُّجُودِ قَبْلَ الْإِمَامِ
امام سے پہلے مقتدی کو اپنا سر رکوع اور سجود سے اٹھانے کی حرمت

۱۷۵۱. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "أَمَّا يَخْشَى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ، أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۷۵۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے وہ آدمی اللہ سے نہیں ڈرتا جو اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے یا اس کی صورت کو گدھے کی صورت بنا دے۔

(متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، ابواب صلاة الجماعة، باب اثم من رفع رأسه قبل الامام. صحیح مسلم کتاب الصلاة، باب النهی عن سبق الامام برکوع او سجود او بنحوها.

شرح حدیث: نماز باجماعت میں نماز کے ہر رکن میں امام کی اتباع لازم بھی ہے اور کمال صلاۃ میں سے بھی ہے اس لیے لازمی ہے کہ رکوع اور سجود میں مقتدی امام سے پہلے سر نہ اٹھائے۔ اس حدیث مبارک میں اس پر سخت وعید بیان ہوئی ہے جس میں خلاف عقل اور خلاف امکان کوئی بات نہیں ہے کیونکہ اللہ کی قدرت سے کوئی بھی بات بعید نہیں ہے۔ آدمی کو جو استبعاد محسوس ہوتا ہے وہ صرف اس وجہ سے ہوتا ہے کہ اس کی حس سے ماورا ہے جبکہ علامہ ابن قیمی رحمہ اللہ نے اپنی مجتم میں بعض واقعات تحریر کئے ہیں اور ثابت کیا ہے کہ ایسا ہونا مستبعد نہیں ہے۔

فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اگرچہ رکوع اور سجود میں امام سے پہلے سر اٹھانا گناہ ہے اور اس پر حدیث مبارک میں وعید ہے مگر اگر کوئی ایسا کرے تو نماز ہو جائے گی جبکہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی نماز نہیں ہوگی۔

(فتح الباری ۱/۵۴۳. ارشاد الساری ۲/۳۳۷. شرح صحیح مسلم ۴/۱۲۷. روضة المتقین ۴/۲۴۸)



بَابُ كَرَاهَةِ وَضْعِ الْيَدِ عَلَى الْخَاصِرَةِ فِي الصَّلَاةِ نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت

۱۷۵۲. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْخَصْرِ فِي الصَّلَاةِ "مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ".

(۱۷۵۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، ابواب العمل فی الصلاة، باب الخصر فی الصلاة. صحیح مسلم کتاب المساجد، باب کراهة الاختصار فی الصلاة.

کلمات حدیث: خصر: کمر، کولہو۔ خاصره۔ پہلو، کوکھ، اختصار پہلو پر ہاتھ رکھنا۔ مختصر اور مختصر۔ ہم معنی ہیں یعنی وہ شخص جس نے پہلو پر ہاتھ رکھا ہوا ہو۔ ابن سیرین وہ جس نے دونوں ہاتھ دونوں پہلوؤں پر رکھے ہوئے ہوں۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے نماز کے دوران ہاتھ کوکھ پر رکھنے سے منع فرمایا۔ زیاد بن صبیح سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر میں نماز پڑھ رہا تھا میں نے اپنا ہاتھ اپنی کوکھ پر رکھ لیا آپ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ اس طرح نہ کرو جب میں نماز سے فارغ ہوا تو میں نے کسی سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں۔ اس نے بتایا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

(فتح الباری ۱/۷۴۵، شرح صحیح مسلم ۵/۳۱، روضة المتقین ۴/۲۵۰)



(الْبَيِّنَاتِ (۳۳۹)

بَابُ كَرَاهَةِ الصَّلَاةِ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَنَفْسِهِ، تَتَوَقَّ إِلَيْهِ أَوْ مَعَ مُدَافَعَةِ
الْأَخْبَثِينَ وَهُمَا الْبَوْلُ وَالْغَائِطُ

کھانے کے اشتیاق اور اس کی موجودگی میں اور پیشاب
اور قضاے حاجت کی شدید حاجت کے وقت نماز کی کراہت

۱۷۵۳. عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:
لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ طَعَامٍ، وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ، الْأَخْبَثَانِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۷۵۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کھانے کی
موجودگی میں نماز نہیں اور اس وقت نماز نہیں جب آدمی کو بول و براز کی شدید حاجت ہو۔ (مسلم)

ترجمہ حدیث: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب کراہۃ الصلاۃ بحضرة الطعام.

کلمات حدیث: يدافعه الأخبثان : اسے دو خبیث مجبور کر رہے ہوں یعنی اسے پیشاب کی شدید حاجت یا رفع حاجت کا تقاضا ہو تو
اس وقت نماز نہ پڑھے۔ أخبثان : بول و براز، یعنی پیشاب اور پاخانہ۔

کھانا چھوڑ کر نماز پڑھنے کا حکم

شرح حدیث: کھانے کی خواہش ہونے اور کھانا سامنے آ جانے کے بعد بہتر یہ ہے کہ آدمی پہلے کھانا کھائے اور پھر نماز پڑھے۔
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب رات کا کھانا سامنے آ جائے اور عشاء کی نماز
کھڑی ہو جائے تو کھانا پہلے کھاؤ، اور جلدی نہ کرو جب تک فارغ نہ ہو جاؤ۔ اس حدیث سے یہ حقیقت بھی آشکارا ہو رہی ہے کہ دو چار
لقمے کھا کر اور بھوک کی شدت دبا کر نماز کی طرف نہ دوڑے بلکہ جس قدر کھانا کھانا ہے اچھی طرح کھا کر پھر نماز کی جانب متوجہ ہو۔

اسی طرح اگر کسی کو بول و براز کا دباؤ ہو تو پہلے اس ضرورت کو پورا کرے ہلکا ہو جائے پھر نماز پڑھے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کسی شخص کے لیے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو یہ حلال نہیں ہے کہ وہ اس
حال میں نماز پڑھے کہ وہ بول و براز کو روکے ہوئے ہو۔ یہاں تک کہ وہ اس دباؤ سے ہلکا ہو جائے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کھانے کی رغبت ہوتے ہوئے اور کھانے کی موجودگی میں نماز پڑھنا مکروہ ہے کہ اس طرح اس کا
قلب کھانے کی جانب متوجہ رہے اور اسے خشوع و خضوع حاصل نہ ہوگا۔ اسی طرح بول و براز کے دباؤ کی حالت میں نماز پڑھنا کسی ایسی
ہی بات کی موجودگی میں نماز پڑھنا کہ دھیان اس طرف لگا رہے اور قلب سے خشوع و خضوع اور توجہ الی اللہ جاتی رہے، مکروہ ہے۔

(شرح صحیح مسلم ۴/۵۰. روضة المتقين ۴/۲۵۱. دلیل الفالحین ۴/۵۱۶)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ فِي الصَّلَاةِ حالت نماز میں آسمان کی جانب نظر کرنے کی ممانعت

۱۷۵۴. عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَبَالُ أَقْوَامٍ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فِي صَلَاتِهِمْ!" فَاشْتَدَّ قَوْلُهُ، فِي ذَلِكَ حَتَّى قَالَ: "لَيَنْتَهَنَّ عَنْ ذَلِكَ، أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ! رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ."

(۱۷۵۴) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہوا کہ نماز میں اپنی نگاہیں آسمان کی جانب لے جاتے ہیں۔ اس امر کی بابت آپ ﷺ کا لہجہ شدید ہو گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ یا تو اس بات سے باز آ جائیں ورنہ ان کی آنکھیں اچک لی جائیگی۔ (بخاری)

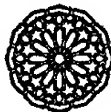
تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب رفع البصر إلى السماء في الصلاة.

کلمات حدیث: لينتهين عن ذلك: ضرور اور بالٹا کید اس بات سے باز آ جائیں۔ انتھی انتھا: (باب افعال) باز آ جانا۔ رک جانا۔ لتخطفن ابصارهم: ان کی نگاہیں ضرور اور یقیناً اچک لی جائیگی۔

شرح حدیث: قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نماز میں آسمان کی طرف نظر کرنا قبلہ سے رخ پھیرنا اور نماز کی ہیئت سے خارج ہونا ہے۔ ایک حدیث مبارک میں دعاء کے وقت بھی آسمان کی طرف دیکھنے سے منع فرمایا ہے، امام طبری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ نماز سے باہر بھی دعاء کے وقت آسمان کی طرف دیکھنا مکروہ ہے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آسمان کی طرف نظر قبلہ سے رخ پھیر لینا اور نماز کی ہیئت سے نکلنا ہے اور اس پر وعید ہے کہ اس کی نگاہ واپس نہیں آئے گی اور اس وعید میں دعا اور غیر دعا کا فرق نہیں ہے۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ اپنی رحمت اور اپنے فضل سے اپنے بندے کی طرف التفات فرماتے ہیں جبکہ وہ نماز میں کسی اور طرف متوجہ نہ ہو جب وہ کسی اور طرف متوجہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی طرف سے اپنی توجہ ہٹالیگے۔

(فتح الباری ۱/۵۶۴. ارشاد الساری ۲/۳۹۵. روضة المتقين ۴/۲۵۱. دلیل الفالحین ۴/۵۱۷)



(۳۴۱) التَّائِبَاتِ

بَابُ كَرَاهَةِ الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ لِغَيْرِ عُدْرٍ
بغیر کسی وجہ کے نماز میں کسی اور جانب ملتفت ہونے کی کراہت

نماز میں دائیں بائیں دیکھنا منع ہے

۱۷۵۵. عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: "هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلَاةِ الْعَبْدِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۷۵۵) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے بارے میں پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شیطان کی جھپٹ ہے اس کے ذریعے وہ بندے کی نماز کا کچھ حصہ اچک لیتا ہے۔ (بخاری)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الالتفات فی الصلوة.

کلمات حدیث: اختلاس (باب افتعال) کسی کو غافل پا کر اس کی کوئی چیز اچک لینا۔ خلس خلساً (باب ضرب) اچک لینا۔ خلسة: جھپٹ جھپٹی ہوئی شے۔ مختلس وہ ہے جو مالک کو غافل پا کر چپکے سے اس کی کوئی چیز چھین کر بھاگ جائے اگرچہ چھیننے کے بعد مالک دیکھ لے کہ کون جارہا ہے۔ ناہب۔ وہ ہے جو زبردستی اور قوت اور غلبہ کے ساتھ کسی کی کوئی چیز لے لے۔ اور سارق۔ وہ ہے جو چھپا کر چوری کرے۔

شرح حدیث: نماز مومن کی معراج ہے یہ "عماد الدین" ہے اور یہ بندے کی اللہ کے حضور میں حاضری ہے اس لیے ضروری ہے کہ از اول تا آخر نماز ہی کی طرف التفات رہے اور تمام نماز میں خشوع خضوع کی اور حضور کی کیفیت برقرار رہے۔ نماز میں ادھر ادھر متوجہ ہونا خشوع و خضوع کی کیفیت کا منقطع ہو جانا اور عدم حضور پیدا ہو جانا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ نماز میں نقص ہے اور شیطان ہی چاہتا ہے کہ کسی طرح نماز میں نقص اور کمی پیدا کر دے اس لیے اگر اس کا کوئی بس نہیں چلتا تو وہ نمازی کی نماز سے توجہ ہٹا کر اور اسے غافل بنا کر خشوع و خضوع کی ان کیفیات کو اچک لیتا ہے اور نمازی کو ان کے اجر و ثواب سے محروم کر دیتا ہے۔

(فتح الباری ۱/ ۵۶۴. ارشاد الساری ۲/ ۳۹۵. روضة المتقین ۴/ ۲۵۳. دلیل الفالحین ۴/ ۵۱۸)

نماز کی حالت میں دوسری طرف دیکھنا ہلاکت ہے

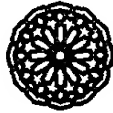
۱۷۵۶. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِيَّاكَ وَالْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ، فَإِنَّ الْإِلْتِفَاتِ فِي الصَّلَاةِ هَلَكَةٌ، فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَمِنَ التَّطَوُّعِ لَا فَمِنَ الْفَرِيضَةِ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

(۱۷۵۶) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو نماز میں ادھر ادھر متوجہ نہ ہوا کرو کیونکہ نماز سے کسی اور طرف ملتفت ہونا ہلاکت ہے اگر اس کے بغیر چارہ نہ ہو تو نفل میں اجازت ہے فرض میں نہیں۔ (ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

شرح حدیث: شیطان آدمی کو نماز سے غافل کرنا چاہتا ہے اور جب آدمی نماز میں کسی اور طرف متوجہ ہوتا ہے تو گویا وہ شیطان کا کہنا مان لیتا ہے اور شیطان کا کہنا ماننا ہلاکت ہے۔ اگر آدمی کو نماز میں کسی اور طرف متوجہ ہوئے بغیر چارہ نہ ہو تو نفل نماز میں کر سکتا ہے فرض نماز میں نہ کرے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ارشاد مبارک اس امر کی اجازت نہیں ہے کہ نفل نماز میں ادھر ادھر دیکھ سکتے ہیں اور نماز کے علاوہ کسی اور بات کی طرف ملتفت ہو سکتے ہیں بلکہ یہ فرض نماز میں نماز کے علاوہ کسی اور طرف متوجہ ہونے کی ممانعت کی مزید تاکید ہے۔ کہ فرض نماز کی اہمیت بھی زیادہ ہے اور اس کا اجر و ثواب بھی زیادہ ہے۔

(تحفة الاحوذی ۲۳۵/۳ . روضة المتقین ۴/۲۵۳)



بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ إِلَى الْقُبُورِ قبر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کی ممانعت

۱۷۵۷. عَنْ أَبِي مَرْثَدٍ كَنَازِ بْنِ الْحَصَنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "لَا تَصَلُّوا إِلَى الْقُبُورِ، وَلَا تَجْلِسُوا عَلَيْهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۷۵۷) حضرت ابومرثد کناز بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قبروں کی طرف رخ کر کے نماز نہ پڑھو اور نہ ان پر بیٹھو۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الجنائز . باب النهی عن الجلوس علی القبر و الصلاة علیہ .

قبر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم

شرح حدیث: قصد قبر کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا حرام ہے اور اگر قصد وارادہ نہ ہو تب بھی مکروہ ہے۔ جبکہ قبر اور نماز پڑھنے والے کے درمیان کوئی شے حائل نہ ہو۔ اگر نمازی اور قبر کے درمیان کوئی دیوار وغیرہ ہو اور نمازی کا ارادہ قبر کی طرف رخ کرنے کا نہ ہو تو بلا کراہت نماز درست ہے۔ انسان مرنے کے بعد بھی محترم ہے اس لیے قبر پر بیٹھنا یا کوئی اور ایسی بات کرنا جس سے قبر کی توہین ہو جائز نہیں ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء نے فرمایا ہے کہ قبر کو پختہ بنانا مکروہ ہے اور اس پر بیٹھنا ٹیک لگانا اور اس کو تکیہ بنانا حرام ہے۔ (نزہۃ المتقین ۲/۵۰۵ . روضة المتقین ۴/۲۵۴ . شرح صحیح مسلم ۷/۳۳ . تحفة الاحوذی ۴/۱۴۳)



الباب (۳۴۳)

بَابُ تَحْرِيمِ الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي نمازی کے سامنے سے گزرنے کی حرمت

نمازی کے سامنے سے گذرنا بڑا گناہ ہے

۱۷۵۸. عَنْ أَبِي الْجُهَيْمِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "لَوْ يَعْلَمُ الْمَارِّينَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ".

قَالَ الرَّاَوِيُّ : لَا أَدْرِي قَالَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْرًا، أَوْ أَرْبَعِينَ سَنَةً، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

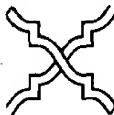
(۱۷۵۸) حضرت ابو جہیم عبد اللہ بن حارث بن صمد انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا آدمی یہ جان لے کہ اس کا کس قدر گناہ ہے تو وہ چالیس (دن) کھڑا رہنا بہتر سمجھے اس بات سے کہ وہ نمازی کے سامنے سے گزرے۔

راوی کہتا ہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ چالیس دن فرمایا یا چالیس مہینے یا چالیس سال۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب اثم المار بین یدی المصلی . صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب منع المار بین یدی المصلی .

راوی حدیث: حضرت عبد اللہ بن حارث بن الصمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھانجے ہیں ان سے دو احادیث مروی ہیں اور دونوں متفق علیہ ہیں۔ (دلیل الفالحین ۴/ ۵۲۳)

شرح حدیث: نمازی کے سامنے سے گزرنے کا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اگر گزرنے والے کو علم ہو جائے تو چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال کھڑا رہے مگر سامنے سے نہ گزرے۔ غرض نمازی کے سامنے سے گزرنہ حرام ہے اگر مسجد ہو تو نمازی کے اور اس کے مسجد کے درمیان کی جگہ سے گزرنہ حرام ہے اور اگر مسجد نہ ہو اور نمازی سترہ نصب کر کے نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے اور سترہ کے درمیان سے گزرنہ حرام ہے۔ (فتح الباری ۱/ ۴۶۴)



المبانی (۳۴۴)

بَابُ كَرَاهَةِ شُرُوعِ الْمَأْمُومِ فِي نَافِلَةٍ بَعْدَ شُرُوعِ الْمُؤَذِّنِ فِي إِقَامَةِ الصَّلَاةِ سَوَاءً
كَانَتْ النَّافِلَةُ سُنَّةً تِلْكَ الصَّلَاةِ أَوْ غَيْرَهَا
مؤذن کے اقامت کے آغاز کے بعد مقتدی کے لیے نفل پڑھنا مکروہ ہے
خواہ نفل اس نماز کی سنت ہو یا اور کوئی ہو

۱۷۵۹. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ
فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۷۵۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب نماز کی اقامت ہو جائے تو فرض
نماز کے علاوہ کوئی اور نماز نہیں۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم. کتاب المسافرین. باب کراہۃ الشروع فی نافلة بعد شروع المؤذن.

جماعت کھڑی ہونے کے بعد سنن و نوافل کے مسائل

شرح حدیث: فقہاء کے نزدیک جب فرض نماز کی اقامت ہو جائے تو اس کے بعد نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
فرماتے ہیں کہ اگر صبح کی نماز سے پہلے کی دو سنتیں نہ پڑھی ہوں اور اقامت ہو جائے تو یہ دو رکعتیں مسجد میں پڑھ لے بشرطیکہ صبح کی نماز کی
دوسری رکعت فوت نہ ہو۔ امام ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس شرط کے ساتھ فجر سے پہلے کی دو سنتیں پڑھ لے کہ فجر کی نماز کی پہلی رکعت
کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہے۔ (تحفة الاحوذی ۲/۴۹۷. شرح صحیح مسلم ۶/۱۸۸. روضة المتقین ۴/۲۵۷)



الْبَيِّنَات (۳۴۵)

بَابُ كَرَاهَةِ تَخْصِيصِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ أَوْ لَيْلَتِهِ، بِصَلَاةٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِي
جمعہ کے دن کو روزے کے لیے اور جمعہ کی رات کو نماز کے لیے خاص کرنے کی کراہت

۱۷۶۰. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا تَخْصُوا لَيْلَةَ
الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِي، وَلَا تَخْصُوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي صَوْمٍ
يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۷۶۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمام راتوں میں جمعہ کی رات کو نفل
نماز کے لیے اور تمام دنوں میں جمعہ کے دن کو روزے کے لیے مخصوص نہ کرو۔ سوائے اس کے کہ جمعہ ان ایام میں آجائے جن میں تم سے
کوئی روزہ رکھتا ہے۔ (مسلم)

ترغیب حدیث: صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب کراہۃ صیام یوم الجمعة منفرداً.

شرح حدیث: اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے جن دنوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے بندگی کا تقاضہ ہے کہ آدمی ہر روز عبادت کرے
اور ہر شب عبادت کرے، کہ عبادت تو ہر روز اور ہر شب اور ہر گھڑی مطلوب ہے۔ اس لیے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ آدمی کسی خاص
دن کو یا کسی خاص رات کو عبادت کے لیے مخصوص کرے کہ صرف جمعہ کو روزہ اور صرف جمعہ کی رات تہجد پڑھے۔ الا یہ کہ جمعہ ان دنوں میں
آجائے جن میں روزہ رکھنا کسی کا معمول ہو مثلاً اگر کوئی شخص ایام بیض کے روزے رکھتا ہو یا شوال کے چھ روزے رکھتا ہو تو ان دنوں
میں جو جمعہ آئے گا اس دن بھی روزہ رکھے گا۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ظاہر حدیث کی دلالت یہ ہے کہ روزہ کے لیے جمعہ کے دن کو خاص کرنا مکروہ ہے الا یہ کہ جمعہ ان
دنوں کے درمیان آجائے جن میں روزہ رکھتا ہو یا جس دن کی روزہ کی نیت کی ہو اس دن جمعہ آجائے جیسے کسی نے نذر مانی ہو کہ بیماری
سے صحت یابی کے بعد یا فلاں کام ہو جانے کے بعد روزہ رکھوں گا اور صحت یابی کے بعد یا کام ہو جانے کے بعد جمعہ کا دن آیا تو اس
صورت میں بلا کراہت روزہ رکھ سکتا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن مخصوص کر کے روزہ رکھنے کی کراہت کی حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے روز کے
لیے عبادات مقرر فرمائی ہیں، مثلاً دعاء اور ذکر میں مشغول ہونا رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنا غسل کرنا نماز جمعہ کے لیے جلدی جانا اور خطبہ
سننا وغیرہ، اس لیے بہتر یہ ہے کہ ان عبادات کو زیادہ اہتمام اور نشاط کے ساتھ انجام دے اور یہ ایسا ہے جیسے عرفہ کے دن روزہ نہ رکھنا
مستنون ہے۔ (شرح صحیح مسلم ۸/۱۶. روضة المتقین ۴/۲۵۹. دلیل الفالحین ۴/۵۲۴)

البتہ امام مالک و امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک تنہا جمعہ کا روزہ رکھنا بھی جائز ہے۔ (عمدة القاری ۱۱/۱۰۴)

صرف جمعہ کے دن کو روزے کیلئے خاص نہ کرے

۱۷۶۱۔ وَعَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "لَا يَصُومَنَّ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا يَوْمًا قَبْلَهُ، أَوْ بَعْدَهُ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ."

(۱۷۶۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے کوئی ہرگز جمعہ کے دن کا روزہ اس دن کو خاص کر کے نہ رکھے بلکہ ایک دن پہلے یا ایک دن بعد کا روزہ ملا کر رکھے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب صوم يوم الجمعة، صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب کراهة صیام الجمعة منفرداً۔

کلمات حدیث: الا یوما قبلہ أو بعدہ: جمعہ کے دن کو خاص کر کے روزہ نہ رکھے لیکن اگر ایک دن پہلے کا یا بعد کا ملائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ یعنی جمعرات اور جمعہ کا دو دن کا روزہ رکھ لے یا جمعہ اور ہفتہ کے دن کا روزہ رکھ لے۔

شرح حدیث: مقصود حدیث روزہ کے لیے جمعہ کے دن کی تخصیص کی ممانعت ہے، الا یہ کہ جمعہ ان دنوں میں آجائے جن میں کوئی شخص روزہ رکھا کرتا ہو جیسے ایام بیض، یا کسی کام سے فارغ ہو کر روزہ رکھنے کی نذر کی ہے اور اس کام کے ہو جانے کے بعد جمعہ کا دن آجائے۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر جمعہ سے پہلے کے دن یا جمعہ کے بعد کے دن کا بھی روزہ رکھ لے تاکہ جمعہ کی تخصیص نہ ہو۔

(شرح صحیح مسلم ۱۶/۸ - تحفة الاحوذی ۸۰۹/۳ - روضة المتقین ۲۶۰/۴ - دلیل الفالحین ۵۲۵/۴)

جمعہ کے دن کے روزہ کا حکم

۱۷۶۲۔ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ."

(۱۷۶۲) محمد بن عبادہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ نبی

کریم ﷺ نے جمعہ کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب صوم يوم الجمعة، صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب کراهة صوم يوم الجمعة منفرداً۔

شرح حدیث: جمعہ کے دن کو خاص کر کے صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اس ممانعت کا علماء کرام نے متعدد حکمتیں بیان فرمائی ہیں، جن میں سب سے عمدہ حکمت یہ ہے کہ جمعہ کا دن عید کا دن ہے اور عید کے دن روزہ نہیں رکھا جاتا۔ چنانچہ مسند احمد

بن حنبل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کا دن عید کا دن ہے اس لیے تم عید کے دن روزہ نہ رکھو سوائے کے جمعہ سے پہلے دن کا یا جمعہ کے بعد کے دن کا روزہ ساتھ ملا لو۔ اسی طرح ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے اپنی مصنف میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص کسی مہینہ چند دن کے روزے رکھے تو وہ جمعرات کے دن رکھ لے اور جمعہ کے دن نہ رکھے کہ یہ کھانے پینے کا دن ہے اور اللہ کو یاد کرنے کا دن ہے۔ اگر جمعرات کا روزہ رکھے گا تو اسے دو مبارک دن مل جائیں گے ایک روزہ کا دن اور ایک عبادت کا دن۔

(مسند الامام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ۱۰۸۹۲/۳۔ فتح الباری ۱/۱۰۶۱۔ شرح صحیح مسلم ۸/۱۵)

اگر کسی نے جمعہ کے دن روزہ رکھ لیا

۱۷۶۳۔ وَعَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهِيَ صَائِمَةٌ قَالَتْ: "أَصُمْتُ أَمْسٍ؟" قَالَتْ: لَا قَالَ: "تُرِيدِينَ أَنْ تَصُومِي غَدًا؟" قَالَتْ: لَا قَالَ: "فَافْطِرِي" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۷۶۳) ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے جمعہ کا دن تھا اور میرا روزہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے کل بھی روزہ رکھا تھا میں نے جواب دیا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آئندہ کل روزہ رکھنے کا ارادہ ہے میں نے کہا کہ نہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ افطار کر لو۔ (بخاری)

امس: کل گزشتہ۔ غدا: کل آئندہ۔

شرح حدیث: علامہ توربشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن کو خاص کر کے روزہ رکھنے کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اور اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے فضائل بیان فرمادیے ہیں اور جمعہ کی عبادت بھی بیان فرمادی ہیں۔ اس لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ جمعہ کے دن کو منفرداً روزہ کے لیے خاص کر لیا جائے جیسا کہ یہود نے تعظیم کے لیے یوم السبت کو اور نصاریٰ نے یوم الاحد کو خاص کر لیا۔ (فتح الباری ۱/۱۰۶۱۔ روضة المتقین ۴/۲۶۱)



المبائن (۳۴۶)

بَابُ تَحْرِيمِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ وَهُوَ أَنْ يَصُومَ يَوْمَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ
وَلَا يَأْكُلُ وَلَا يَشْرَبُ بَيْنَهُمَا
صوم وصال کی حرمت یعنی بغیر کھائے پیئے دو دن یا زیادہ مسلسل روزے رکھنا

بغیر افطار کے مسلسل روزہ رکھنا ممنوع ہے

۱۷۶۳. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ

الْوِصَالِ.

(۱۷۶۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صوم

وصال سے منع فرمایا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الوصال، صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب النہی عن الوصال فی الصوم.

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے صوم وصال سے منع فرمایا یعنی یہ کہ کوئی شخص دو یا اس سے زیادہ دن کے روزے رات کھائے پیئے بغیر رکھے۔ فتح الباری میں فرمایا ہے کہ طبرانی وغیرہ نے بسند صحیح روایت کیا ہے کہ بشیر بن الخصاصیہ کی اہلیہ نے بیان کیا کہ انہوں نے ارادہ کیا کہ وہ دو دن کا صوم وصال رکھیں، بشیر نے انہیں منع کیا اور کہا کہ نبی کریم ﷺ نے صوم وصال سے منع فرمایا ہے۔ نیز انہوں نے کہا کہ یہ نصاریٰ کا طریقہ ہے تم اس طرح روزہ رکھو جس طرح اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تم اتوا الصیام الی اللیل (رات تک روزہ پورا کرو) ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ ابو العالیہ تابعی سے کسی نے صوم وصال کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ کا حکم ہے کہ رات تک پورا کرو۔

(فتح الباری ۱/۱۰۶۱، روضة المتقین ۴/۲۶۱، دلیل الفالحین ۴/۵۲۷)

صوم وصال رسول اللہ ﷺ کیلئے جائز تھا

۱۷۶۵. وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ، قَالُوا: إِنَّكَ تَوَاصِلُ؟ قَالَ: "إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَهَذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ.

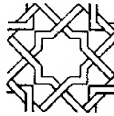
(۱۷۶۵) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صوم وصال سے

منع فرمایا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آپ ﷺ بھی وصال فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہارے مثل نہیں ہوں مجھے تو کھلایا بھی جاتا اور پلایا بھی جاتا ہے۔ (متفق علیہ) یہ الفاظ حدیث صحیح بخاری کے ہیں۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الوصال، صحیح مسلم کتاب الصوم، باب النہی عن الوصال فی الصوم۔

کلمات حدیث: انک تواصل: آپ ﷺ بھی تو وصال فرماتے ہیں پھر ہمیں منع کرنے کی کیا حکمت ہے؟ لست مثلکم: میں تمہارے جیسا نہیں ہوں یعنی مکلف ہونے کے اعتبار سے اور ان خصائص کے اعتبار سے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائے ہیں تمہارے جیسا نہیں ہوں۔ انی اطعم و أسقی: مجھے کھلایا بھی جاتا ہے اور پلایا بھی جاتا ہے، یعنی وہ قوت جو کسی کو کھانے پینے سے حاصل ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ مجھے بغیر کھائے پئے عطا فرمادیتا ہے۔

شرح حدیث: الزین بن المنیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کو اللہ سبحانہ کی آیات اور آخرت کی جانب توجہ میں ایسا استغراق ہوتا تھا کہ اس عالم میں بھوک و پیاس کا احساس نہ ستاتا تھا۔ جیسے اگر کوئی کھاپی کر سو جائے تو جب تک وہ سوتا رہے گا اسے بھوک اور پیاس کی تکلیف محسوس نہیں ہوگی۔ (فتح الباری ۱/۱۰۶۱۔ روضة المتقین ۴/۲۶۲)

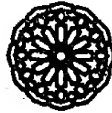


الباب (۳۴۷)

بَابُ تَحْرِيمِ الْجُلُوسِ عَلَى قَبْرِ قبر پر بیٹھنے کی حرمت

۱۷۶۶. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يَجْلِسُ أَحَدُكُمْ عَلَى جُمْرَةٍ فَتُحْرِقَ ثِيَابُهُ، فَتَخْلُصَ إِلَى جِلْدِهِ خَيْرٌ لَهُ، مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ (۱۷۶۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قبر پر بیٹھنے سے بہتر ہے کہ تم میں سے کوئی انگاروں پر بیٹھ جائے جس سے اس کے کپڑے جل جائیں اور جلنے کا اثر اس کی کھال تک پہنچ جائے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب النہی عن الجلوس علی القبر و الصلاة الیہ .
شرح حدیث: قبر پر بیٹھنا حرام اور گناہ ہے۔ اس لیے قبر پر بیٹھنے اور چلنے اور ٹیک لگانے اور اس جیسے دیگر امور جن سے مردے کی توہین ہوتی ہو احترام کرنا چاہیے۔ (شرح صحیح مسلم ۳۲/۷)



المبانی (۳۴۸)

بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَجْصِصِ الْقُبُورِ وَ الْبِنَاءِ عَلَيْهِ قبروں کو پکا کرنے اور ان پر تعمیر کرنے کی ممانعت

۱۷۶۷. عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُجْصَّصَ الْقَبْرُ، وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ، وَأَنْ يُبْنَى عَلَيْهِ، وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ.

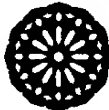
(۱۷۶۷) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو پختہ بنانے ان پر بیٹھنے اور ان پر تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب النهی عن تحصيص القبر و البناء عليه .

کلمات حدیث: ان یحصص القبر. الحص والحص: چونا، گچ۔ حصص البناء: مضبوط پکی عمارت بنانا۔ گچ کرنا۔ الحصاص: گچ کرنے والا۔ گچ بنانے والا، گچ بیچنے والا۔

شرح حدیث: قبر کو پختہ بنانا اس پر قبہ بنانا یا عمارت بنانا اور قبر پر بیٹھنا ممنوع ہے۔ سندی فرماتے ہیں کہ قبر پر گندگی کرنا اس کے پاس بیٹھ کر ماتم کرنا یا میت کی تعظیم و تکریم کرنا یا بطور اہانت بیٹھنا منع ہے۔

(شرح صحیح مسلم ۳۱/۷. روضة المتقین ۲۶۵/۴. نزہة المتقین ۵۱۰/۲)



بَابُ تَعْلِيْظِ تَحْرِيمِ اَبَاقِ الْعَبْدِ مِنْ سَيِّدِهِ غلام کے اپنے آقا سے بھاگنے کی شدید حرمت

غلام کیلئے آقا سے بھاگنا حرام ہے

۱۷۶۸. عَنْ جَرِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَيُّمَا عَبْدٍ أَبَقَ فَقَدْ بَرَأَتْ مِنْهُ الدِّمَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۷۶۸) حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو غلام بھاگ جائے وہ ذمہ سے نکل گیا۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تسمیہ العبد آلابق کافراً.

کلمات حدیث: عبد: غلام جمع عبید. اَبَقَ اَبَاقاً (باب سمع) بھاگنا۔ اَبَقَ: بھگوڑا۔

شرح حدیث: غلام کے مالک سے بھاگنے سے اس کا ذمہ ختم ہو جاتا ہے یعنی اس کی حرمت ختم ہو جاتی ہے یا یہ کہ ضمان و امان ختم ہو جاتا ہے۔ اور امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایمان کا ذمہ اور اس کا عہد ختم ہو جاتا ہے۔ بہر حال غلام کا بھاگ جانا گناہ اور حرام ہے۔

(شرح صحیح مسلم ۵۰/۲. روضة المتقین ۴/۲۶۶)

بھگوڑے غلام کی نماز قبول نہیں ہوتی

۱۷۶۹. وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَفِي رِوَايَةٍ: "فَقَدْ كَفَرَ".

(۱۷۶۹) حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غلام اگر بھاگ جائے تو اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ (مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ وہ کافر ہو گیا۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تسمیہ العبد آلابق کافراً.

شرح حدیث: بھاگے ہوئے غلام کی نماز قبول نہ ہوگی اور وہ کافر ہو گیا کہ اس کا بھاگنا وعدہ کا توڑنا اور احسان کا انکار کرنا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی معاہدہ کے ذریعہ کوئی ذمہ داری قبول کر لے تو اسے اس کو پورا کرنا چاہیے۔

(نزهة المتقین ۵۱۰/۲. روضة المتقین ۴/۲۶۶)



بَابُ تَحْرِیمِ الشَّفَاعَةِ فِی الْحُدُودِ حدود میں سفارش کی حرمت

زنا کرنے والے مرد و عورت کی سزا

۳۴۷. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿ الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”زانی مرد اور زانیہ عورت ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور تمہیں اللہ کی اس حد کے نافذ کرنے میں ان کے متعلق نرمی نہیں آنی چاہیے۔

اگر تم اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔“ (النور: ۲)

تفسیری نکات: قرآن کریم اور احادیث نبوی ﷺ میں چار بڑے جرائم کی سزا مقرر کر دی گئی ہے یہ جرائم حدود کہلاتے ہیں اور ان کے علاوہ دیگر تمام جرائم تعزیرات ہیں۔ چار جرائم حدود یہ ہیں۔ چوری، پاکدامن عورت کو تہمت لگانا، شراب پینا اور زنا کرنا۔ قرآن کریم میں زانی غیر محسن کی سزا سو کوڑے بیان ہوئی ہے اور سنت نبوی ﷺ میں زانی محسن کی سزا رجم (سنگسار کرنا) بیان ہوئی ہے۔ ان آیات میں ارشاد ہوا کہ زانی مرد اور زانیہ عورت دونوں کا حکم یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور تم لوگوں کو ان دونوں پر اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ذرا رحم نہ آنا چاہیے کہ رحم کھا کر چھوڑ دو یا سزا میں نرمی کر دو۔ اگر تم اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ (معارف القرآن)

حد جاری کرنے سے روکنے کی سفارش پر اظہارِ برہمی

۱۷۷۰. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ

فَقَالُوا: مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالُوا: وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ،

حُبُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”اتَّشَفَعُ

فِي حَدِّ مَنْ حُدِّدَ اللَّهُ تَعَالَى؟“ ”ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ: ”إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا

سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَإِنَّمَا اللَّهُ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ

مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ: ”فَقَالُوا وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ فَقَالَ: ”اتَّشَفَعُ فِي حَدِّ مَنْ حُدِّدَ اللَّهُ!“

فَقَالَ أَسَامَةُ : اسْتَغْفِرُ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ . قَالَ ثُمَّ أَمَرَ بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ فَقَطَّعَتْ يَدَهَا .

(۱۷۷۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ وہ بیان فرماتی ہیں کہ قریش کو اس مخزومی عورت کا معاملہ اہم محسوس ہوا جس نے چوری کی تھی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے کون بات کرے گا دوسروں نے کہا کہ اس بات کی رسول اللہ ﷺ کے محبوب حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کوئی بھی جرأت نہیں کر سکتا۔ غرض حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بات کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم اللہ کی حدود میں سے کسی حد کے بارے میں سفارش کر رہے ہو۔ پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور لوگوں سے خطاب فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگ اس لیے ہلاک ہوئے کہ ان میں سے اگر کوئی معزز آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد جاری کر دیتے اللہ کی قسم اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہو گیا اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم اللہ کی حدود میں سے کسی حد میں سفارش کرتے ہو؟ اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے لیے استغفار فرمائیے اس کے بعد آپ ﷺ نے اس عورت کے بارے میں حکم دیا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، و آخر کتاب الانبیاء، باب کراهة الشفاعة فی الحد . صحیح مسلم، کتاب الحدود . باب قطع السارق و الشریف .

کلمات حدیث: أهمهم شأن المرأة المخزومية : انہیں مخزومی عورت کے معاملے نے فکرمند بنا دیا۔ انہوں نے مخزومی عورت کے واقعہ کو بہت اہم سمجھا۔ ہم ہماً (باب نصر) رنجیدہ کرنا۔ اہم الشیخ : بہت بوڑھا ہونا۔ ہم : غم، جمع هموم . مخزومية : بنو مخزوم کی طرف نسبت جو قریش کی ایک شاخ تھا۔

شرح حدیث: اسلام عدل و انصاف پر زور دیتا اور اس کے تمام تقاضے پورے کرتا ہے۔ اسلام کا نظام عدل ایک ہمہ گیر اور وسیع نظام ہے جو عدل اجتماعیت کی اساس پر قائم ہے اور معاشرتی اور سماجی عدل اور معاشی اور اقتصادی عدل اور قانون اور عدالتی عدل کے جملہ پہلوؤں کو مشتمل ہے۔ اسلام نے تمام انسانوں کے درمیان مساوات کا درس دیا ہے اور کہا کہ سوائے تقویٰ کے کسی کو کسی پر فضیلت حاصل نہیں ہے اور سب انسان اس طرح برابر ہیں جیسے کنگھی کے دانے برابر ہوتے ہیں، جو کوئی عمل خیر اور کوئی اچھائی کرے گا اسے اس کا صلہ ملے گا اور جو کوئی برا کام کرے یا کسی کے ساتھ برائی کرے گا اسے اس کی سزا ملے گی۔ اس لیے سزا کے معاملے میں بڑے چھوٹے امیر و غریب اور طاقتور اور کمزور کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ عدل اتنا بے داغ، یہ انصاف اس قدر بے لاگ اور یہ قانون اس قدر مضبوط اور جاندار ہے کہ اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرے تو اس کا بھی ہاتھ کاٹا جائے گا اور اللہ کی حدود کے نفاذ اور اس کے احکام کے اجرا میں رسول اللہ ﷺ کے محبوب کی سفارش قبول نہیں کی جائے گی۔ یہ حدیث اس سے پہلے کتاب المأثورات میں گزر چکی ہے۔

الْبَیِّنَاتِ (۳۵۱)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّغَوُّطِ فِي طَرِيقِ النَّاسِ وَظِلِّهِمْ وَمَوَارِدِ الْمَاءِ وَنَحْوِهَا
لوگوں کے گزرنے کے راستے اور ان کے سائے کے مقامات اور پانی کے گزرگاہوں وغیرہ
میں رفع حاجت کی ممانعت

۳۴۸. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا
وَإِثْمًا مُبِينًا﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”وہ لوگ جو کہ مؤمن مردوں اور عورتوں کو بغیر قصور کے ایذا پہنچاتے ہیں انہوں نے گناہ اور کھلے بہتان کو اٹھایا۔“

(الاحزاب: ۵۸)

تفسیری نکات: رسول اللہ ﷺ نے مسلمان کا وصف یہ بیان فرمایا کہ اس کے ہاتھ اور اس کی زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ یعنی کسی مسلمان کو اس کے قول یا فعل سے کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو کسی بھی طرح کی ایذا اور تکلیف پہنچانا گناہ ہے اور اس سے اجتناب لازم ہے۔ راستے میں ان سایوں کی جگہوں میں جہاں لوگ سائے کی بنا پر ذرا دیر ٹھہر جائیں یا رک جائیں اور پانی کے ذخیروں اور پانی کی گزرگاہوں کو گندہ اور آلودہ کر دینا مسلمانوں کی ایذا اور تکلیف کا باعث ہے اس لیے ممنوع ہے۔

(معارف القرآن)

دو لعنت والے کام

۱۷۷۱. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اتَّقُوا

الْلَّاعِنِينَ قَالُوا: وَمَا اللَّاعِنَانِ؟ قَالَ: "الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ ظِلِّهِمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۷۷۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو طرح کے اسباب لعنت سے بچو

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ وہ دو اسباب لعنت کیا ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کے راستے میں اور ان کے سائے کے مقامات پر رفع حاجت کرنا۔ (مسلم)

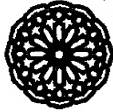
تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الطہارہ، باب النہی عن التخلی فی الطریق.

کلمات حدیث: يتخلی۔ خلی خلوا و خلأ (باب نصر) خالی ہوتا۔ خلا خلوة (باب نصر) تنہائی میں ہوتا۔ الخلوۃ: تنہائی

کی جگہ۔ جمع خلوات۔ يتخلی: تنہا ہو گیا۔ کنایہ ہے رفع حاجت سے کہ آدمی رفع حاجت کے لیے تنہائی اختیار کرتا ہے۔ اتقوا اللہ

عنین : دولعت کا سبب بننے والے امور سے احتراز کرو۔

شرح حدیث: جمہور فقہاء کے نزدیک یہ کراہت تنزیہی ہے۔ غرض ایسی جگہوں پر جہاں سے لوگ گزرتے ہوں یا اس مقامات سے کسی طرح کا انتفاع کرتے ہوں تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ ان کی نظافت کا خاص اہتمام رکھیں اور گندگی پھیلانے سے گریز کریں۔
(شرح صحیح مسلم ۳/۱۳۸ . روضة المتقین ۴/۲۷۰ . دلیل الفالحین ۴/۵۳۳)



البیان (۳۵۲)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ وَنَحْوِهِ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت

۱۷۷۲۔ عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

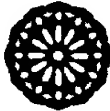
(۱۷۷۲) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم کتاب الطہارۃ، باب النہی عن البول فی الماء الراکد.

کلمات حدیث: الماء الراکد: ٹھہرا ہوا پانی، جیسے حوض وغیرہ کا پانی۔

شرح حدیث: ٹھہرے ہوئے پانی میں یعنی جو جاری نہ ہو پیشاب کرنا منع ہے اور یہ ممانعت حرام ہونے کی ممانعت ہے کیونکہ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے پانی ناپاک ہو جائے گا۔ اگرچہ مستحب یہ ہے کہ ماء جاری میں بھی پیشاب نہ کرے کیونکہ بہتا ہوا پانی ناپاک نہیں ہوتا لیکن یہ حرکت اخلاق حسنہ کے منافی ہے اس لیے اس سے بھی احتراز کرنا چاہئے۔

(شرح صحیح مسلم ۳/۱۶۰۔ روضة المتقین ۴/۲۷۰)



الباب (۲۵۳)

بَابُ كَرَاهَةِ تَفْضِيلِ الْوَالِدِ بَعْضَ أَوْلَادِهِ عَلَى بَعْضٍ فِي الْهِبَةِ
اپنی اولاد کو صہہ دینے میں ایک دوسرے پر ترجیح دینے کی گراہت

اولاد میں برابری کا حکم

۱۷۷۳۔ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هَذَا غُلَامًا كَانَ لِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحْلَتَهُ، مِثْلَ هَذَا؟ فَقَالَ: لَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "فَارْجِعْهُ" وَفِي رِوَايَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: "أَفَعَلْتَ هَذَا بِوَلَدِكَ كُلِّهِمْ؟" قَالَ: لَا قَالَ: "اتَّقُوا اللَّهَ وَاعْدِلُوا فِي أَوْلَادِكُمْ" فَرَجَعَ أَبِي فَرَدَّتْكَ الصَّدَقَةَ. وَفِي رِوَايَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا بَشِيرُ أَلَمْ وَلَدَ سِوَى هَذَا؟" فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَكَلْتَهُمْ وَهَبْتَ لَهُ مِثْلَ هَذَا قَالَ: لَا قَالَ: "فَلَا تُشْهِدْنِي إِذَا قَاتَنِي لَا أَشْهَدُ عَلَى جَوْرِ". وَفِي رِوَايَةٍ: لَا تُشْهِدْنِي عَلَى جَوْرٍ" وَفِي رِوَايَةٍ: "أَشْهَدُ عَلَى هَذَا غَيْرِي!" ثُمَّ قَالَ: "أَيْسُرُكَ أَنْ يَكُونُوا إِلَيْكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً؟" قَالَ بَلَى، قَالَ: "فَلَا إِذَا مِتَّقَ عَلَيْهِ".

(۱۷۷۳) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد انہیں لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے اپنے بیٹے کو اپنا ایک غلام عطیہ دیا ہے اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنے تمام بیٹوں کو اسی جیسا عطیہ دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے واپس لے لو۔ اور ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم نے اپنی تمام اولاد کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا ہے انہوں نے کہا کہ نہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو۔ میرے والد لوٹے اور انہوں نے وہ عطیہ واپس لے لیا۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے بشیر کیا تیرے اس کے سوا اور بھی لڑکے ہیں انہوں نے کہا کہ جی ہاں آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تو نے سب کو اس جیسا حصہ دیا ہے انہوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر مجھے گواہ نہ بناؤ میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔

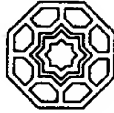
اور ایک اور روایت میں ہے کہ مجھے ظلم پر گواہ نہ بناؤ۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اس پر میرے علاوہ کسی اور کو گواہ نہ بناؤ۔ پھر ارشاد فرمایا کہ کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ وہ سب بھی تیرے ساتھ احسان میں برابر ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر اس طرح نہ کرو۔ (متفق علیہ)

خزنج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الہبہ، باب الہبۃ للولد . صحیح مسلم، کتاب الہبات باب کراہۃ تفضیل بعض الاولاد فی الہبۃ .

کلمات حدیث: انی نحلث : میں نے عطیہ دیدیا۔ نحل نحلاً (باب فتح) دینا۔ النحلۃ : عطیہ۔

شرح حدیث: مقصود حدیث یہ ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ اپنی اولاد کے ساتھ بھی عدل کرے اور ساری اولاد کے ساتھ یکساں سلوک کرے اور اگر کسی کو کوئی عطیہ یا ہدیہ دے تو سب کو اسی جیسا دے۔ باپ اگر اپنی اولاد کے ساتھ مساوی سلوک کرے اور ان کے ساتھ حسن سلوک میں برابری اختیار کرے تو اولاد بھی باپ کے ساتھ حسن سلوک میں ایک جیسے ہوں گے کہ سب باپ کے ساتھ حسن سلوک کریں گے اس کے برعکس اگر باپ کا اولاد کے ساتھ سلوک غیر مساوی اور عدل سے خالی ہوگا تو اولاد کا سلوک بھی باپ کے ساتھ یکساں نہ ہوگا۔
(فتح الباری ۲/۷۹ . شرح صحیح مسلم ۱۱/۵۵ . روضۃ المتقین ۴/۲۷۱ . دلیل الفالحین ۴/۵۳۵)



البَابُ (۲۵۴)

بَابُ تَحْرِيمِ إِحْدَادِ الْمَرْأَةِ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ إِلَّا عَلَى
زَوْجِهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرَةَ أَيَّامٍ
عورت کسی مرنے والے کا تین دن سے زیادہ سوگ نہیں کر سکتی
سوائے اس کے شوہر کے کہ اس کا غم چار ماہ دس دن تک کر سکتی ہے

۱۷۷۴. عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ : دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَ أَبُوهَا أَبُو سَفْيَانَ ابْنُ حَرْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَدَعَتْ بِطَيْبٍ
فِيهِ صُفْرَةٌ خَلُوقٍ أَوْ غَيْرِهِ فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً، ثُمَّ مَسَّتْ بَعَارِضِهَا، ثُمَّ قَالَتْ : وَاللَّهِ مَا لِي بِالطَّيِّبِ مِنْ
حَاجَةٍ، غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَى الْمَنَسْرِ : "لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تَوُؤِمِنْ
بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحْدِثَ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا" قَالَتْ زَيْنَبُ :
ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَى زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حِينَ تُوُفِّيَ أَخُوهَا فَدَعَتْ بِطَيْبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ ثُمَّ
قَالَتْ : أَمَا وَاللَّهِ مَا لِي بِالطَّيِّبِ مِنْ حَاجَةٍ، غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَى
الْمَنَسْرِ : "لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تَوُؤِمِنْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحْدِثَ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ
أَشْهُرٍ وَعَشْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۷۷۴) حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی جب ان کے والد حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی۔ انہوں نے ایک خوشبو منگائی جس میں خلوق یا کسی اور خوشبو کی زردی تھی اور اس میں سے کچھ ایک جاریہ کو لگائی اور پھر اپنے رخساروں پر ملی۔ پھر فرمایا کہ اللہ کی قسم مجھے خوشبو کی ضرورت نہ تھی لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ کسی ایسی عورت کو جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں ہے کہ وہ کسی میت پر تین راتوں سے زیادہ افسوس کرے سوائے شوہر کے کہ اس پر چار ماہ دس دن افسوس کرے۔ زینب بیان کرتی ہیں کہ پھر جب زینب بنت جحش کے بھائی کا انتقال ہوا تو میں ان کے پاس گئی انہوں نے خوشبو منگائی اور اس میں سے کچھ لگائی اور پھر فرمایا کہ اللہ کی قسم مجھے خوشبو کی ضرورت نہ تھی لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ کسی عورت کے لیے جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو حلال نہیں ہے کہ وہ کسی میت کا تین دن سے زیادہ سوگ منائے سوائے شوہر کے کہ اس کا سوگ چار ماہ دس دن ہے۔ (متفق علیہ)

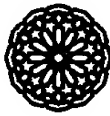
تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب حد المرأة علی زوجها. صحیح مسلم کتاب الطلاق، باب

وجوب الاحداد فی عدة الوفاة .

کلمات حدیث: مخلوق : مخلوط مانع خوشبو جس کا رنگ پیلا ہوتا ہے۔ اُن تحد علی میت : کسی پر افسوس کرے۔ احداد اور حداد : حد سے مشتق ہے جس کے معنی رکھنے کے ہیں۔ یعنی عورت زینت سے اور خوشبو کے استعمال سے رک جاتی ہے۔ اور شریعت میں احداد کے معنی خوشبو نہ لگانے اور زینت نہ کرنے کے ہیں۔

شرح حدیث: عورت کو جائز نہیں ہے کہ وہ کسی مرنے والے کا تین دن سے زائد سوگ کرے اور اس سوگ میں زیب و زینت ترک کرے اور خوشبو نہ لگائے۔ البتہ عورت اپنے مرنے والے شوہر کا افسوس چار ماہ دس دن کرے کہ بچہ میں جان ایک سو میں دن میں پڑتی ہے اس لیے اس کے سوگ کے چار ماہ دس دن رکھے گئے اور اس میں کسر کو شمار نہیں کیا گیا تا کہ معلوم و متیقن ہو جائے کہ اس عورت کے پیٹ میں مرنے والے شوہر کا بچہ ہے یا نہیں اور اس مدت کے دوران کوئی اسے پیغام نہ دے۔

(فتح الباری ۱/۷۶۸، شرح صحیح مسلم ۱۰/۹۴، روضة المتقین ۴/۲۷۳، دلیل الفالحین ۴/۵۳۷)



الْبَّائِن (۳۵۵)

بَابُ تَحْرِيمِ بَيْعِ الْحَاضِرِ لِلْبَّادِي وَتَلْقِي الرُّكْبَانِ وَالْبَيْعِ عَلَى بَيْعِ
أَخِيهِ وَالْخِطْبَةِ عَلَى خِطْبَتِهِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ أَوْ يُرَدَّ

شہری کا دیہاتی کے لیے خریداری کرنا، تجارتی قافلے سے آگے جا کر ملنا، اپنے بھائی کی بیع پر بیع کرنا اور
اس کے خطبہ پر خطبہ دینا حرام ہے الا یہ کہ وہ اجازت دے یا رد کر دے

۱۷۷۵۔ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ
وَأَنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۷۷۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ کوئی شہری دیہاتی کے لیے سودا
کرے اگرچہ وہ اس کا حقیقی بھائی ہو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب یشتری حاضر لباد بالسمنرة . صحیح مسلم کتاب البیوع،
باب تحریم بیع الحاضر للبادی .

کلمات حدیث: ان یشیع حاضر لباد : یہ کہ سودا کرے شہری دیہاتی کے لیے۔ اسے بیع الحاضر للبادی کہتے ہیں اور اس سے مراد یہ
ہے کہ اگر شہر کے باہر سے کوئی دیہاتی لوگوں کی ضرورت کا سامان تجارت لے کر آئے تو کوئی شہری باشندہ کہے کہ یہ سب سامان میرے
پاس چھوڑ دیں اس کو زائد قیمت پر فروخت کر دوں گا۔

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث مبارک میں مذکور شرائط کے ساتھ اس نوع کی بیع حرام ہے اور یہی رائے
امام شافعی رحمہ اللہ اور دیگر فقہاء کی ہے۔ جبکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس بیع کے جواز کے قائل ہیں۔

(فتح الباری ۱/۱۱۸۔ شرح صحیح مسلم ۱۰/۱۴۱)

شہر سے باہر جا کر تجارتی قافلہ سے مال خریدنے کی ممانعت

۱۷۷۶۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " لَا تَتَلَقَّوْا السِّلْعَ حَتَّى يُهْبَطَ
بِهَا إِلَى الْأَسْوَاقِ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۷۷۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سامان تجارت سے باہر جا کر نہ ملو
یہاں تک کہ انہیں بازاروں میں اتار دیا جائے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب النهی عن تلقی الرکبان . صحیح مسلم کتاب البیوع، باب

تحریم تلقی الجلب .

کلمات حدیث: لا تلتقوا السلع: اس سامان تجارت کے حصول کے لیے جو برائے تجارت ارہا ہے باہر جا کر نہ ملو۔ اسے اصطلاحاً تلقی رکبان کہتے ہیں یعنی تاجر جو سامان تجارت لے کر آ رہے ہیں اس سامان کے شہر میں آنے سے پہلے ہی شہر کے تاجر باہر جا کر اس سامان کا معاملہ کر لیں۔

شرح حدیث: شہر کے تاجر شہر سے باہر جا کر اس سامان کو جو کسی جگہ سے برائے تجارت آ رہا ہے کم قیمت پر خرید لیں اور اسے خود شہر میں لا کر منگے داموں فروخت کریں کیونکہ اس طرح سامان لانے والوں کے نقصان کا اندیشہ ہے کہ شہر کے تاجران کو شہر کے نرخ کے بارے میں مغالطہ میں رکھ کر ان کا سامان خرید لیں اور اہل شہر کا یہ نقصان ہوگا کہ ان کی ضرورت کی اشیاء کی قیمتیں گراں ہو جائیں گی۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حکم کا شہری آدمی بادیہ والے سے سامان تجارت نہ خریدے کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ ان کا دلال نہ بنے کہ دلالی سے لوگوں کی ضرورت کی اشیاء کی قیمتیں بڑھ جائیں گی اور دلال انہیں گراں قیمت پر فروخت کرے گا۔ چنانچہ یہ حکم بھی فرمایا گیا ہے کہ باہر سے سامان تجارت لانے والے خود ہستی میں پہنچ کر سامان فروخت کرے تاکہ دلالی کا بنا پر وساطت میں اضافہ نہ ہو اور گرائی نہ پیدا ہو البتہ اگر شہر کا آدمی بغیر دلالی کے باہر سے آنے والے سامان کو مناسب قیمت میں فروخت کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (فتح الباری ۱/۱۱۱۹۔ شرح صحیح مسلم ۱۰/۱۳۹۔ روضة المتقین ۴/۲۷۵)

ایجنٹ بننے کی مخالفت

۱۷۷۷۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَلْتَقُوا الرُّكْبَانَ، وَلَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ" فَقَالَ لَهُ طَاوُسٌ: مَا لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ؟ قَالَ: "لَا يَكُونُ لَهُ سَمَسَارٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ".

(۱۷۷۷) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تجارتی قافلے کو آگے جا کر نہ ملو اور کوئی شہری دیہاتی کے لیے سودا نہ کرے۔

طاووس نے کہا کہ شہری کے دیہاتی کے لیے سودا نہ کرے کا کیا مطلب ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ وہ اس کا دلال نہ بنے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب هل یبیع حاضر لباء بغیر اجر۔ صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الحاضر للباوی .

کلمات حدیث: سمسار: دلال، جمع سمسارة. سمسرة: دلالی۔ دلالی کا پیشہ۔

شرح حدیث: مطلب یہ ہے کہ دور سے سامان تجارت لے کر آنے والے قافلہ سے باہر جا کر نہ ملو اور وہاں اس کا سامان نہ خریدو تاکہ

کہ اہل قافلہ کے بستی میں آ کر ان کے یہاں کا نرخ معلوم ہونے سے پہلے تم ان سے کم نرخ پر خرید لو کیونکہ یہ طریقہ ضرر اور خداع پر مشتمل ہے۔ (فتح الباری ۱/۱۱۱۷۔ شرح صحیح مسلم ۱۰/۱۳۹۔ روضة المتقین ۴/۲۷۶)

دھوکہ دہی کیلئے درمیان میں قیمت بڑھانا حرام ہے

۱۷۷۸۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا يَبِيعَ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ، وَلَا يَخْطُبُ عَلَى خُطْبَةِ أَخِيهِ، وَلَا تَسْأَلُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتُكَفَّاءَ مَا فِيهَا إِنَّا نَهَا.

وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّلَقِّي، وَأَنْ يَتَنَعَ الْمُهَاجِرُ لِلْأَعْرَابِيِّ، وَأَنْ تَشْتَرِطَ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا، وَأَنْ يَسْتَامَ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ أَخِيهِ، وَنَهَى عَنِ النَّجَشِ وَالتَّضْرِيَةِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۱۷۷۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس امر سے منع فرمایا کہ کوئی شہری دیہاتی کے لیے سودا کرے دھوکہ دینے کے لیے قیمت بڑھائے اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرے اور اس کے خطبہ پر خطبہ دے اور کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے تاکہ جو اس کے برتن میں ہے وہ خود انڈیل لے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تلقی سے منع فرمایا اور اس بات سے منع فرمایا کہ شہری دیہاتی کے لیے خریدے اور عورت اپنی بہن کی طلاق کی شرط کرے اور یہ کہ آدمی اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرے اور دھوکہ دینے کے لیے قیمت زائد بتائے اور جانور کے تھنوں میں کئی دھنوں کا دودھ جمع کرے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب لایبوع علی بیع أخیه۔ صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الرجل علی بیع أخیه۔

کلمات حدیث: نجش: دوسرے کو دھوکہ دینے کے لیے کسی چیز کی قیمت زیادہ بتانا جبکہ خود خریدنا مقصود نہ ہو بلکہ یہ مقصود ہو کہ دوسرا دھوکہ کھا کر زیادہ قیمت ادا کر دے۔ لتکفأ ما فیہا: تاکہ اس کے برتن میں جو ہے وہ خود انڈیل لے۔ یہ کنایہ ہے اور مراد یہ ہے کہ کوئی عورت کسی دوسری عورت کو اس لیے طلاق دلوائے کہ اس کے شوہر سے خود نکاح کر لے۔ یا ایک سوکن شوہر کی حسن معاشرت کا رخ صرف اپنی طرف کرنے کے لیے اس سے دوسری سوکن کی طلاق کا مطالبہ کرے۔۔۔ تضریہ۔ جانوروں کو فروخت کرنے سے پہلے ان کا دودھ نہ دھونا جس سے خریدار کو یہ مغالطہ ہو کہ جانور زیادہ دودھ دینے والا ہے۔

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نجش کے معنی ہیں کہ کوئی شخص بغیر اس کے کہ اس کی خریدنے کی نیت ہو کسی شے کی اس لیے زائد قیمت لگائے کہ دوسرا شخص دھوکہ کھا کر اس شے کو زائد قیمت میں لے لے یہ طریقہ بالا جماع حرام ہے۔ اور بیع صحیح ہوگی اور

گناہ اس ناشائستہ کو ہوگا بشرطیکہ بائع کو معلوم نہ ہو اور اگر بائع کے ساتھ اتفاق کر کے یہ کام ہوا ہے تو دونوں گنہگار ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ سے ایک قول یہ مروی ہے کہ یہ بیع فاسد ہے۔

اسی طرح علماء فرماتے ہیں کہ بیع پر بیع اور شراء پر شراء حرام ہے۔ اور اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص مدت خیار کے عرصے میں خریدار سے کہے کہ اس بیع کو فسخ کر دو میں تمہیں یہ شے کم قیمت میں فروخت کر دوں گا یا بائع سے کہے کہ یہ بیع فسخ کر دو میں تم سے زیادہ قیمت میں لے لوں گا۔

کوئی شخص دوسرے شخص کے خطبہ (پیغام نکاح) پر خطبہ نہ دے جبکہ دونوں فریق اس پر متفق ہو چکے ہوں۔
کوئی عورت دوسری عورت کے شوہر سے طلاق کا مطالبہ نہ کرے اور نہ اپنے شوہر سے سوکن کی طلاق کا مطالبہ کرے تاکہ اس آدمی کے پاس جو معاشی سہولت اور جو حسن معاشرت ہے وہ اپنے لیے خاص کر لے۔

(فتح الباری ۱/۱۱۱۰، شرح صحیح مسلم ۱۰/۱۳۶، روضة المتقین ۴/۲۷۷، دلیل الفالحین ۴/۵۴۰)

دوسرے کا سودا خراب مت کرو

۱۷۷۹۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَبِيعُ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلَا يَخْطُبُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُ،، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهَذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ.
(۱۷۷۹) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے اور نہ اپنے بھائی کے خطبہ پر خطبہ دے مگر یہ کہ وہ اجازت دیدے۔ (متفق علیہ) اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

تحریر حدیث: صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب لا یبیع حاضر لباد بالسمسرة، صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الرجل علی بیع اخیه۔

کلمات حدیث: لا یخطب علی خطبہ اخیه: اپنے بھائی کے خطبہ پر خطبہ نہ دے۔ خطبہ کے معنی پیغام نکاح کے ہیں یعنی جب کسی نے کسی عورت کو پیغام نکاح دیا ہو تو دوسرا شخص اس پیغام پر پیغام نہ دے۔

شرح حدیث: اگر کسی شخص نے کسی عورت کو پیغام نکاح دیا ہے تو جب تک خابط اول وہاں نکاح کا ارادہ ترک نہ کر دے اس وقت تک کوئی اور شخص اس عورت کو پیغام نہ دے۔

(فتح الباری ۱/۱۱۱۰، شرح صحیح مسلم ۹/۱۶۸، روضة المتقین ۴/۲۷۹، دلیل الفالحین ۴/۵۴۰)

کسی کے خطبہ نکاح پر اپنا خطبہ دینا

۱۷۸۰۔ وَعَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الْمُؤْمِنُ

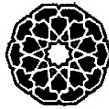
أَخُو الْمُؤْمِنِ، فَلَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَبْتَاعَ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَخْطُبَ عَلَى خُطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى يَذَرَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۷۸۰) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن مؤمن کا بھائی ہے اس لیے کسی مؤمن کے لیے حلال نہیں ہے کہ اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرے اور اپنے بھائی کے خطبہ پر خطبہ دے یہاں تک کہ وہ چھوڑ دے۔ (مسلم)

کلمات حدیث: حتی بذر: یہاں تک کہ وہ چھوڑ دے یعنی وہ اس جگہ نکاح کا ارادہ ترک کر دے۔

شرح حدیث: اسلام اخوت اور بھائی چارہ کی تعلیم دیتا ہے اور ہر اس بات سے منع کرتا ہے جس سے اہل اسلام کے درمیان کسی طرح کی رنجش اور ان کے باہمی تعلق میں بال پڑنے کا اندیشہ ہو۔ اس لیے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے کسی گھر میں پیغام نکاح دیا ہے تو اس وقت تک وہاں پیغام نہ بھیجے جب تک پہلے شخص نے جو پیغام بھیجا ہے اس کا فیصلہ نہ ہو جائے یعنی اس کا نکاح ہو جائے یا وہ وہاں نکاح کا ارادہ ترک کر دے اور اس دوسرے شخص کو بتا دے کہ اب میرا وہاں نکاح کا ارادہ نہیں رہا ہے اور تم وہاں پیغام دے سکتے ہو۔

(شرح صحیح مسلم ۱۰/۱۳۶. روضة المتقین ۴/۲۷۹)



المبائن (۳۵۶)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ إِضَاعَةِ الْمَالِ فِي غَيْرِ وُجُوهِهِ الَّتِي أَدْنُ الشَّرْعِ فِيهَا
 شَرِيعَتُ نَبِيِّكُمْ مِنْ جَمْعِ كَامِوْنَ فِي مَالٍ صَرَفَ كَرْنِ كِي إِجَازَتِ دِي هِي
 اِن كِي عِلَاوَه اَمُورِ فِي مَالٍ صَرَفَ كَرْنِ كِي مَمَانَعَتِ

بے جا سوالات اور مال ضائع کرنے کو اللہ ناپسند کرتے ہیں

۱۷۸۱. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَرْضَى لَكُمْ ثَلَاثًا، وَيَكْرَهُ لَكُمْ ثَلَاثًا: فَيَرْضَى لَكُمْ أَنْ تَعْبُدُوهُ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَأَنْ تَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا، وَيَكْرَهُ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةُ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةُ الْمَالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَتَقَدَّمَ شَرْحُهُ.

(۱۷۸۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے تین باتیں پسند فرماتا ہے اور تین باتیں ناپسند فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامو اور متفرق نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ یہ باتیں ناپسند فرماتا ہے کہ تم بے فائدہ بحث و تکرار کرو، کثرت سے سوال کرو اور مال ضائع کرو۔ (مسلم) اس حدیث کی شرح گزر چکی ہے۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الاقصیہ، باب النہی عن کثرۃ المسائل من غیر حاجۃ.

کلمات حدیث: قیل و قال : کہا گیا اور اس نے کہا۔ فلاں بات کی کہی گئی اور فلاں نے یہ بات کہی۔ یعنی بحث و مباحثہ کے دوران غیر مصدقہ باتوں کا نقل کرنا کہ یہ بھی کہا جاتا ہے اور فلاں یہ کہتا ہے۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی تین باتیں پسند فرماتے ہیں، خالص اسی کی بندگی، "مخلصین لہ الدین" اور صرف اسی کی عبادت، اور اس کے ساتھ شرک نہ کرنا اور ملت اسلامیہ کا اتحاد و اتفاق جیسے سب کے سب اللہ کی جبل التین تھامے ہوئے کھڑے ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ تین باتیں ناپسند فرماتے ہیں، غیر مفید بحث و تکرار، کثرت سوال، اور مال کا ضیاع۔

حضرت مغیرہ کا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام خط

۱۷۸۲. وَعَنْ وَرَادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: أَمَلَى عَلَيَّ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فِي كِتَابِ إِلَى مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي ذُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ، لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ: اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطَى

لِمَا مَنَعَتْ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ، وَكَتَبَ إِلَيْهِ أَنَّهُ، كَانَ يَنْهَى عَنْ قِيلَ وَقَالَ، وَاضَاعَةَ الْمَالِ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَكَانَ يَنْهَى عَنْ عُقُوقِ الْأُمَّهَاتِ، وَوَادِئَاتِ الْبَنَاتِ، وَمَنْعِ وَهَاتٍ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَسَبَقَ شَرْحُهُ. (۱۸۲ < ۱) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاتب و دروایت کرتے ہیں کہ انہوں نے مجھ سے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف خط میں یہ لکھوایا کہ نبی کریم ﷺ ہر نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے:

لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير اللهم لا مانع لما أعطيت ولا معطي لما منعت ولا ينفع ذا الجدد منك الجدد.

”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہی اسی کی ہے تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے۔ اے اللہ جو کچھ تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جو تو روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں ہے اور کسی مرتبہ والے کو اس کا مرتبہ تیرے مقابلہ میں کوئی کام نہیں دے سکتا۔“

نیز ان کی طرف لکھا کہ رسول اللہ ﷺ منع فرماتے تھے بحث و تکرار سے اضاغت مال سے اور کثرت سوال سے۔ اور آپ ﷺ منع فرماتے تھے ماؤں کی نافرمانی سے لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے اور خرچ کے مقام پر بخل کرنے سے اور بلا استحقاق مانگنے سے۔ (متفق علیہ) اس کی شرح گزر چکی ہے۔ (شرح صحیح مسلم ۱۰/۱۲، روضة المتقین ۴/۲۸۱، دلیل الفالحین ۴/۵۴۳) **تخریج حدیث:** صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب ما یکرہ من قیل و قال. صحیح مسلم، کتاب الاقضیہ، باب النهی عن کثرة المسائل.

کلمات حدیث: ذالجد: نصیب والا، حصہ والا، غنی اور مالدار۔ وأد البنات: لڑکیوں کو زندہ زمین میں دفن کرنا۔ وأد (باب ضرب) لڑکی کو زندہ زمین میں دفن کر دینا۔ مؤذة: وہ لڑکی جسے زندہ دفن کر دیا گیا ہو۔ عقوق الامهات: ماؤں کی نافرمانی۔ منع وهات: دینے کے وقت ہاتھ روک لینے اور لینے کے وقت بلا استحقاق ہاتھ آگے بڑھا دینا۔

شرح حدیث: ماؤں کی نافرمانی کرنے سے منع کیا گیا یعنی اولاد کو چاہیے کہ وہ کوئی ایسا کام یا بات نہ کریں جس سے ماں یا باپ کو تکلیف پہنچے۔ یہاں ماں کا ذکر اس لیے کیا گیا کہ ماں بہ نسبت باپ کے اولاد کے حسن و سلوک کی زیادہ محتاج ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ بھی ممانعت فرمائی کہ آدمی مالی حقوق اور واجبات کی ادائیگی سے باز رہے اور ہر وقت طلب مال میں لگا رہے اور ہر موقعہ پر خواہ حق ہو یا نہ ہو دست سوال دراز نہ کرتا رہے اور کہتا رہے کہ لاؤ مجھے بھی دو۔ (دلیل الفالحین ۴/۵۴۴، نزہۃ المتقین ۲/۵۲۰)



المبتانی (۲۵۷)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْإِشَارَةِ إِلَى مُسْلِمٍ بِسِلَاحٍ وَنَحْوِهِ، سَوَاءً كَانَ جَادًّا أَوْ مَازِحًا
وَالنَّهْيُ عَنِ تَعَاطِي السَّيْفِ مَسْلُوكًا
کسی مسلمان کی طرف کسی ہتھیار وغیرہ سے خواہ مزاح سے یا ارادتاً ہوا اشارہ کرنے کی ممانعت
اور اسی طرح تنگی تلوار سامنے کر نیکی ممانعت

اسلحہ کے بارے میں احتیاط کا حکم

۱۷۸۳. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا يُشِيرُ أَحَدُكُمْ إِلَى أَخِيهِ بِالسِّلَاحِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِي يَدِهِ فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ أَشَارَ إِلَى أَخِيهِ بِحَدِيدَةٍ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَلْعَنُهُ حَتَّى يَنْزِعَ وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ" قَوْلُهُ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَنْزِعُ" ضَبَطَ بِالْعَيْنِ الْمُهِمْلَةِ مَعَ كَسْرِ الزَّايِ وَالْبَاقِينَ الْمُعْجَمَةَ مَعَ فَتْحِهَا وَمَعْنَاهُمَا مُتَقَارِبٌ وَمَعْنَاهُ بِالْمُهِمْلَةِ يَوْمِي، وَبِالْمُعْجَمَةِ أَيْضًا يَوْمِي وَيُفْسِدُ. وَأَصْلُ النَّزْعِ الطَّعْنُ وَالْفَسَادُ.

(۱۷۸۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف کسی ہتھیار سے اشارہ نہ کرے کیونکہ اسے نہیں معلوم کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ سے چلوادے اور وہ آگ کے گڑھے میں جا گرے۔

(متفق علیہ)

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ابو القاسم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے کسی مسلمان بھائی کی طرف کسی ہتھیار سے اشارہ کیا اس پر فرشتے اس وقت تک لعنت کرتے ہیں جب تک وہ چل جائے اگر چہ وہ اس کا حقیقی بھائی ہو۔

ینزع: عین کے ساتھ اور زاء کے زیر کے ساتھ، نیز عین کے ساتھ اور اس کے فتح کے ساتھ (یعنی ینزع اور ینزع) دونوں کے معنی ایک ہیں۔ یعنی عین کے ساتھ معنی پھینکنے کے ہیں اور غ کے ساتھ چلانے اور فساد کرنے کے ہیں۔ اور نزاع کے اصل معنی چلانے اور فساد کرنے کے ہیں۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب قول النبی ﷺ من حمل علينا السلاح فليس منا. صحیح

مسلم، کتاب البر، باب النهی عن الإشارة بالسلاح الى مسلم.

کلمات حدیث: سلاح: ہتھیار جمع اسلحہ۔ نسلح: ہتھیار بند ہونا۔ مسلح: وہ شخص جس کے پاس ہتھیار ہو۔

شرح حدیث: کسی بھی انسان کے سامنے ہتھیار نکالنا یا ہتھیار سے کسی کی طرف اشارہ کرنا منع ہے۔ خواہ وہ شخص مسلمان ہو یا ذی

ہو یا معاہدہ ہو۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ شیطان اس سے وہ ہتھیار چلوادے اور وہ جہنم میں چلا جائے۔

(فتح الباری ۳/۷۰۰، شرح صحیح مسلم ۱۶/۱۴۰، روضة المتقین ۴/۲۸۳، دلیل الفالحین ۴/۵۴۵)

ننگی تلوار کسی کو دینے کی ممانعت

۱۷۸۳۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُتَعَاطَى السَّيْفَ مَسْلُولًا، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

(۱۷۸۳) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ننگی تلوار کسی کے ہاتھ میں دینے سے منع

فرمایا۔ (اسے ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب النہی ان یتعاطی السیف مسلولا۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ معلم انسانیت ہیں آپ ﷺ نے انسان کو عام طور پر اور امت مسلمہ کو بطور خاص زندگی کے ہر پہلو میں اس قدر مفید اور عمدہ تعلیم دی ہے جس کی مثال دنیا کے کسی مذہب میں موجود نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی کے ہاتھ میں برہنہ تلوار نہ دی جائے کہ ہو سکتا ہے لینے والے سے پکڑنے میں بے احتیاطی ہو جائے اور اس بے احتیاطی سے کوئی نقصان ہو جائے۔ چاقو اور چھری کا بھی یہی حکم ہے کہ اسے اگر کسی کو دینا ہو تو اس طرح دے کہ اس کا دستہ والا اس شخص کی جانب ہو جسے دے رہا ہے تاکہ اسے کوئی گزند پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو۔ (نزهة المتقین ۲/۵۲۲، فتح الباری ۳/۷۰۰، صحیح مسلم النووی ۱۶/۱۴۰)



الْبَابُ (۳۵۸)

بَابُ كَرَاهَةِ الْخُرُوجِ مِنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ الْأَذَانِ إِلَّا لِعُذْرٍ حَتَّى يُصَلِّيَ الْمَكْتُوبَةَ
اذان ہونے کے بعد بلا عذر فرض نماز پڑھے بغیر مسجد سے جانے کی کراہت

اذان کے بعد مسجد سے نکلنے کی ممانعت

۱۷۸۵. عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ : كُنَّا قُعُودًا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الْمَسْجِدِ، فَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ يَمْشِي فَاتَّبَعَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ بَصَرَهُ، حَتَّى خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : أَمَّا هَذَا فَقَدْ غَضَى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۷۸۵) ابو الشعثاء سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مسجد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ مؤذن نے اذان دیدی ایک شخص کھڑا ہوا اور مسجد سے جانے لگا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ مسجد سے نکل گیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس شخص نے ابو القاسم ؓ کی نافرمانی کی۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب النهی عن الخروج من المسجد اذ اذن مؤذن .

کلمات حدیث: فاتبعه ابو هريرة بصره : حضرت ابو ہریرہ کی نگاہوں نے اس کا پیچھا کیا۔

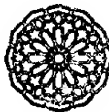
شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اذان کے بعد بغیر فرض نماز پڑھے مسجد سے جانا مکروہ ہے سوائے اس کے کہ کوئی

عذر ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمانا کہ اس نے ابو القاسم ؓ کی نافرمانی کی اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ یہ حدیث مرفوع

ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

فرمایا کہ ہمیں رسول اللہ ؐ نے حکم فرمایا کہ جب تم مسجد میں ہو اور اذان ہو جائے تو تم میں سے کوئی اس وقت تک مسجد سے باہر نہ جائے

جب تک وہ نماز نہ پڑھ لے۔ (شرح صحیح مسلم ۶/۱۳۲ . المرقاة ۳/۱۶۲ . تحفة الاحوذی ۱/۶۳۲)



الْبَنَانِ (۳۵۹)

بَابُ كَرَاهَةِ رَدِّ الرِّيحَانِ لِغَيْرِ عُدْرٍ بلاعذر ریحان (خوشبو) کو رد کرنے کی کراہت

خوشبو کا ہدیہ رد نہ کرے

۱۷۸۶. عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ عَرَضَ عَلَيْهِ رِيحَانٌ فَلَا يَرُدُّهُ، فَإِنَّهُ خَفِيفُ الْمَحْمَلِ، طَيِّبُ الرِّيحِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۷۸۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کو ریحان پیش کیا جائے وہ اسے واپس نہ کرے کہ ہلکی پھلکی شے بیت اور خوشبو والی ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الالفاظ، باب استعمال المسك وانه أطيب الطيب و كراهة رد الريحان والطيب

کلمات حدیث: ریحان: ایک خوشبودار پھول۔ خفیف المحمل: اٹھانے میں ہلکا۔

شرح حدیث: خوشبو کا قبول کرنا مستحب ہے کہ نہ اس میں اٹھانے کا بوجھ ہے اور نہ بار احسان ہے محض دینے والے کی محبت اور خلوص کا اظہار ہے۔ امام طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ اگر ہدیہ کم ہو اور اس سے فائدہ بھی ہو جیسا کہ خوشبو یا پھول ہے تو اسے قبول کر لینا چاہیے تاکہ دینے والے کو خوشی حاصل ہو اور مسلمان کی خوشی کا خیال رکھنا ثواب ہے۔

(شرح صحیح مسلم ۸/۱۵)

رسول اللہ ﷺ خوشبو کا ہدیہ رد نہ فرماتے تھے

۱۷۸۷. وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرُدُّ الطَّيِّبَ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

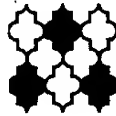
(۱۷۸۷) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ خوشبو کو واپس نہیں کرتے تھے۔ (بخاری)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الہبہ، باب ما لا یرد من الہبہ.

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ اپنے اخلاق حسنہ اور صفات حمیدہ میں اعلیٰ درجہ پر تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس اعلیٰ اخلاق کی تمیم کے لیے مبعوث ہوا ہوں۔ آپ ﷺ اپنے اخلاق عالیہ کی بنا پر خوشبو کا تحفہ قبول کرتے اور اسے رد نہ فرماتے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں جب کسی کو پیش کی جائیں تو انہیں رد نہ کیا جائے نکلیہ، خوشبو اور دودھ۔ ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ خوشبو پسند فرماتے تھے جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری

اس دنیا میں مجھے تین چیزیں پسند ہیں خوشبو اور عورتیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے۔ ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو خوشبو اس لیے پسند تھی کہ آپ ﷺ کے پاس مستقل فرشتوں کی آمد و رفت تھی اور فرشتوں کو خوشبو پسند ہے اور انہیں بدبو سے کراہت ہے۔ اور اسی لیے آپ ﷺ پیاز وغیرہ استعمال نہ فرماتے تھے۔

(فتح الباری ۵۹/۲ . تحفة الاحوذی ۷۷/۸ . روضة المتقین ۲۸۱/۴ . ارشاد الساری ۱۹/۶)



الباب (۳۶۰)

بَابُ كَرَاهَةِ الْمَدْحِ فِي الْوَجْهِ لِمَنْ خِيفَ عَلَيْهِ مُفْسِدَةٌ مِنْ إِعْجَابٍ وَنَحْوِهِ
وَجَوَازِهِ لِمَنْ أَمِنَ ذَلِكَ فِي حَقِّهِ

جس شخص کے بارے میں غرور وغیرہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو اس کے سامنے اس کی تعریف کرنے کی
کراہت اور جس کے بارے میں یہ اندیشہ نہ ہو اس کی تعریف کا جواز

کسی کے منہ پر تعریف کرنے کی ممانعت

۱۷۸۸. عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا
يُثْنِي عَلَى رَجُلٍ وَيُطْرِبُهُ فِي الْمَدْحِ، فَقَالَ: "أَهْلَكْتُمْ أَوْ قَطَعْتُمْ ظَهَرَ الرَّجُلِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، "وَالْأَطْرَاءُ":
الْمُبَالَغَةُ فِي الْمَدْحِ.

(۱۷۸۸) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کسی آدمی کو سنا
کہ وہ کسی کی تعریف کر رہا ہے اور اس کی تعریف میں مبالغہ کر رہا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے ہلاک کر دیا تم نے اس آدمی کی کر
توڑ دی۔ (متفق علیہ)

اطراء: کے معنی مدح میں مبالغہ کرنے کے ہیں۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الشهادات، باب ما یکرہ من الاطناب فی المدح. صحیح مسلم، کتاب
الزهد، باب النهی عن المدح.

شرح حدیث: ہلاکت سے مراد دینی ہلاکت ہے کہ حد سے زیادہ تعریف آدمی میں عجب پیدا کرتی ہے اور عجب سے تکبر پیدا ہوتا
ہے اور تکبر سے اعمال حسنہ ضائع ہو جاتے ہیں۔ غرض کسی شخص کی تعریف میں مبالغہ کرنا صحیح نہیں ہے۔

(فتح الباری ۲/۸۶. ارشاد الساری ۶/۱۲۰. روضة المتقین ۴/۲۸۸. شرح صحیح مسلم ۱۸/۱۰۰)

ساتھی کی گردن کاٹ دی

۱۷۸۹. وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَثْنَى عَلَيْهِ
رَجُلٌ خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَيَحْكُ! قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ" يَقُولُهُ، مِرَارًا "إِنْ
كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحًا لِمَا حَالَهُ فَلْيَقُلْ: أَحْسِبْ كَذَا وَكَذَا إِنْ كَانَ يَرَى أَنَّهُ، كَذَلِكَ وَحَسْبُيَ اللَّهُ،
وَلَا يُزَكِّي عَلَى اللَّهِ أَحَدٌ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۷۸۹) حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کسی شخص کا ذکر ہوا۔ حاضرین میں سے کسی نے اس کی تعریف کی اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم پر افسوس ہے کہ تم نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی۔ آپ ﷺ نے اس بات کو کئی مرتبہ فرمایا کہ تم میں سے اگر کسی کو کسی کی تعریف ہی کرنا ہو تو یہ کہے کہ میرا گمان ہے کہ وہ ایسا اور ایسا ہے، یعنی اگر وہ اس کو ایسا سمجھتا ہو اور اس کا حساب اللہ کے سپرد ہے اور اللہ کے سامنے کوئی آدمی پاکبازی کا دعویٰ نہ کرے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الشهادات، باب اذا ذکرت رجل رجل کفاه۔ صحیح مسلم، کتاب الزهد، باب النهی عن المدح۔

کلمات حدیث: و یحک: افسوس ہے تجھ پر۔ لامحالة: ضرور، ہر حال میں۔ حسیبہ اللہ: اللہ اس کا محاسبہ کرنے والا ہے۔
شرح حدیث: ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی کی حد سے زیادہ تعریف کرنے سے منع فرمایا گیا کہ اس سے جس شخص کی تعریف کی جائے گی اس کے اندر تکبر پیدا ہوگا جو اس کے اعمال صالحہ کے لیے مضرت رساں ہوگا اور اس طرح اس کی ہلاکت کا سبب بنے گا۔ زیادہ سے زیادہ آدمی یہ کہے کہ میرے گمان کی حد تک فلاں شخص ہے بشرطیکہ وہ شخص ایسا ہی ہو جیسا اس کے بارے میں گمان ظاہر کر رہا ہے۔

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی مدح و تعریف میں اصل فتنہ یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ مدح کرنے والا جھوٹ بول رہا ہو اور جس کی وہ تعریف کر رہا ہے وہ فی الحقیقت ایسا نہ ہو، اور مدح اس تعریف کو سن کر تکبر میں مبتلا ہو جائے۔ اور اللہ ہی ہر شخص کے اعمال سے واقف اور اس کا حساب کرنے والا ہے اور کسی کی عاقبت اور انجام کے بارے میں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔

(فتح الباری: ۸۵/۲۔ ارشاد الساری: ۱۱۹/۶۔ روضة المتقین: ۲۸۹/۴۔ دلیل الفالحین: ۵۵۱/۴)

تعریف کرنے والے کے منہ پر مٹی ڈالنے کا واقعہ

۱۷۹۰۔ وَعَنْ هَمَامِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْمُقَدَّادِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا جَعَلَ يَمْدَحُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَعَيِمَ الْمُقَدَّادُ فَجِئًا عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَجَعَلَ يَحْثُو فِي وَجْهِهِ الْحَصْبَاءَ : فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ : مَا شَأْنُكَ؟ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ”إِذَا رَأَيْتُمُ الْمَدَّاحِينَ فَاحْثُوا فِي وُجُوهِهِمُ التُّرَابَ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

فَهِذِهِ الْأَحَادِيثُ فِي النَّهْيِ، وَجَاءَ فِي الْإِبَاحَةِ أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ صَحِيحَةٌ. قَالَ الْعُلَمَاءُ : وَطَرِيقُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْأَحَادِيثِ أَنْ يُقَالَ : إِنْ كَانَ الْمَمْدُوحُ عِنْدَهُ كَمَالُ إِيمَانٍ وَبَقِيَّةٍ، وَرِبَاضَةٌ نَفْسٍ، وَمَعْرِفَةٌ تَامَّةٌ بِحَيْثُ لَا يَفْتِنُ وَلَا يَغْتَرِبُ ذَلِكَ، وَلَا تَلْعَبُ بِهِ نَفْسُهُ، فَلَيْسَ بِحَرَامٍ، وَلَا مَكْرُوهٍ، وَإِنْ خِيفَ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمُورِ كَرِهَ مَدْحُهُ، فِي وَجْهِهِ كَرَاهَةٌ شَدِيدَةٌ، وَعَلَى هَذَا التَّفْصِيلِ تُنْزَلُ الْأَحَادِيثُ

الْمُخْتَلِفَةُ فِي ذَلِكَ. وَمِمَّا جَاءَ فِي الْإِبَاحَةِ قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا بَيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: "أَرْجُوا أَنْ تَكُونُوا مِنْهُمْ" أَيْ مِنَ الَّذِينَ يُدْعَوْنَ مِنْ جَمِيعِ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ لِدُخُولِهَا. وَفِي الْحَدِيثِ الْآخِرِ: "لَسْتُ مِنْهُمْ": أَيْ لَسْتُ مِنَ الَّذِينَ يُسَبِّلُونَ أَرْزَهُمْ خِيَلَاءَ، وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: "مَارَاكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجَا إِلَّا سَلَكَ فَجَا غَيْرَ فَجِكَ" وَالْآحَادِيثُ فِي الْإِبَاحَةِ كَثِيرَةٌ، وَقَدْ ذَكَرْتُ جُمْلَةً مِّنْ أَطْرَافِهَا فِي كِتَابِ: الْأَذْكَارِ.

(۱۷۹۰) ہمام بن الحارث حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کرنے لگا تو حضرت مقداد گھنٹوں کے بل بیٹھ گئے اور اس کے منہ میں کنکریاں ڈالنے لگے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا کہ تمہیں کیا ہوا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم تعریف میں مبالغہ کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ میں مٹی ڈال دو۔ (مسلم)

مذکورہ احادیث تعریف کی ممانعت میں ہیں لیکن متعدد صحیح احادیث جواز کے بارے میں بھی ہیں۔ اور علماء نے فرمایا ہے کہ ان احادیث میں جمع کا طریقہ یہ ہے کہ اگر وہ شخص جس کی تعریف کی جارہی ہے ایمان و یقین میں کامل ہو یا ضیعت نفس میں تام ہو اور معرفت بھی اسے حاصل ہو کہ تعریف سے اس کے فتنہ اور دھوکہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو اور نہ یہ اندیشہ ہو کہ اس کا نفس اس فتنہ میں پڑ جائے گا تو اس صورت میں تعریف نہ حرام ہے اور نہ مکروہ ہے۔ اور اگر ممدوح کے بارے میں مذکورہ باتوں کا اندیشہ ہو تو اس کے لٹانے اس کی تعریف کرنا شدید مکروہ ہے اور تمام احادیث کا مفہوم اسی اصول کے مطابق متصور ہوگا۔

جو روایات جواز کے بارے میں ہیں ان میں رسول اللہ ﷺ کا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ فرمانا ہے کہ مجھے امید ہے کہ تم ان میں سے ہو گے۔ یعنی ان اہل جنت میں سے جن کو جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا اور ایک حدیث میں فرمایا کہ تم ان میں سے نہیں ہو۔ یعنی ان لوگوں میں سے جو تکبر سے ازار کو نیچے تک لٹکاتے ہیں۔ اور آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ جب شیطان تمہیں کسی راستے پر چلتا دیکھتا ہے تو وہ اس راستے کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرتا ہے۔

غرض جواز کے بارے میں کثیر احادیث ہیں ان میں سے کچھ احادیث میں نے کتاب الاذکار میں جمع کر دی ہیں۔

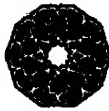
تخریج حدیث: حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث کے ظاہر پر عمل فرمایا اور متعدد علماء نے یہی رائے اختیار کی ہے اور بعض دیگر علماء نے فرمایا ہے کہ معنی یہ ہیں کہ ان کی تعریف پر توجہ نہ دینی چاہئے بلکہ کہا جائے کہ تم بھی اور ہم سب بھی مٹی کے بنے ہوئے فانی انسان ہیں، ایسی مخلوق کی کیا تعریف اور کیا ستائش۔

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مداحین سے مراد وہ ہیں جو کسی کی تعریف کر کے اس سے کسی فائدے کی امید رکھتے ہیں اور اس طرح اس کو فتنہ میں مبتلا کرتے ہیں۔ لیکن اگر کسی کے اچھے عمل کی اس لیے تعریف کی جائے کہ اس سے دوسروں کو بھی حسن عمل کی ترغیب ہو تو پھر حرج نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علماء نے اس حدیث کے پانچ مفہیم بیان کئے ہیں۔ ایک یہ کہ یہ اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے، جیسا کہ حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو خود حدیث کے راوی ہیں، انہوں نے یہی مفہوم سمجھا۔ دوسرے یہ کہ اس کے معنی محروم ہونے اور ناکام ہونے کے ہیں۔ تیسرے معنی یہ ہیں کہ تیرے منہ میں خاک اور اہل عرب میں یہ کہنے کا رواج تھا، چوتھا مفہوم یہ ہے کہ اس کا تعلق ممدوح سے ہے کہ وہ اپنے سامنے مٹی ڈالے اور اس مٹی سے اپنے انجام کو یاد کرے تاکہ تعریف سن کر وہ تکبر میں مبتلا نہ ہو اور پانچویں معنی یہ ہیں کہ جو شخص ممدوح کی تعریف اس سے کسی غرض کے حصول کے لیے کر رہا ہے اس کے آگے مٹی ڈال دی جائے تاکہ اسے معلوم ہو جائے کہ دنیا کی ہر شے مٹی ہے اور مٹی میں مل جانے والی ہے۔ یعنی دنیا کی کسی بھی شے کی حقیقت خاک سے زیادہ نہیں ہے کہ اس کے حصول کی خاطر کسی کی تعریف کی جائے

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مدح و تعریف میں چھ خرابیاں ہیں، چار تعریف کرنے والے میں اور دو ممدوح میں۔ تعریف کرنے والا اگر تعریف میں حد سے گزر گیا اور اس نے ممدوح کے بارے میں وہ بات کہی جو فی الواقع اس میں نہیں ہے تو وہ کذب (جھوٹ) کا مرتکب ہوا۔ اور اگر اس نے ممدوح کی ایسی محبت ظاہر کی جو اس کے دل میں نہیں ہے تو اس نے منافقت کا ارتکاب کیا اور اگر اس نے بلا تحقیق بات کہی تو وہ انکل پنجو بات کرنے والا ہو گیا۔ اور اگر ممدوح ظالم ہے اور اس نے اس کی تعریف کر کے اس کو خوش کر دیا تو گناہ گار ہو گیا کہ عاصی اور ظالم کو خوش کرنا گناہ ہے۔ اور دو خرابیاں جو ممدوح میں پیدا ہوتی ہیں وہ یہ کہ وہ خود پسندی اور تکبر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

(شرح صحیح مسلم ۱۸/۱۰۰۔ تحفۃ الاحوذی ۷/۱۱۸، روضۃ المتقین ۴/۲۹۰)



المبتانی (۳۶۱)

بَابُ كَرَاهَةِ الْخُرُوجِ مِنْ بَلَدٍ وَقَعَ فِيهَا الْوَبَاءُ فِرَارًا مِنْهُ وَكَرَاهَةِ الْقُدُومِ عَلَيْهِ
جس شہر میں کوئی وبا پھیل جائے اس وبا سے فرار اختیار کرتے ہوئے شہر سے نکلنے کی کراہت
اور جہاں وبا پہلے سے موجود ہو وہاں آنے کی کراہت

موت ہر حال میں آکر رہے گی

۳۴۹. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِكَكُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُشِيدَةٍ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”جہاں بھی تم ہو گے موت تمہیں پالے گی خواہ تم مضبوط قلعے میں ہو۔“ (النساء: ۷۸)

تفسیری نکات: موت اس عالم کن فیکون کی سب سے بڑی سب سے ہولناک اور سب سے اہل حقیقت ہے جس کا کوئی بھی منکر نہیں مگر یہی وہ حقیقت ہے جس سے انسان سب سے زیادہ غافل ہے۔ حالانکہ انسان کے پاس اس سے بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں ہے جہاں بھی انسان جائے گا اس کی موت اس کے ساتھ جائے گی اور اگر کوئی بہت پختہ اور بہت مضبوط قلعہ بنا کر اس میں قلعہ بند ہو جائے وہاں بھی اجل اس کو آ لے گی۔ (تفسیر عثمانی)

۳۵۰. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”تم اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔“ (البقرة: ۱۹۵)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد ترک جہاد ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت ابویوب انصاری آخر عمر تک جہاد کرتے رہے اور آخر میں قسطنطینیہ میں وفات پا کر وہیں مدفون ہوئے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اس سے مراد گناہوں کی وجہ سے اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جانا ہے۔ اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اگر معلوم و متعین ہو کہ دشمن کا مقابلہ نہ کر سکیں گے پھر از خود قتال کے لیے اقدام کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔

(معارف القرآن)

طاعون والی جگہ پر جانا منع ہے

۱۷۹۱۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ، حَتَّى إِذَا كَانَ بِسَرْعَ لَقِيَهُ أُمَرَاءُ الْأَجْنَادِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَأَصْحَابُهُ، فَأَخْبَرُوهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فَقَالَ لِيْ عُمَرُ: ادْعُ لِي الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ، فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ وَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاسْتَلَفُوا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ خَرَجْتُ لِأَمْرٍ وَلَا نَرَى أَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَأَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَرَى أَنْ نُقَدِّمَهُمْ عَلَى هَذَا الْوَبَاءِ. فَقَالَ: ارْتَفِعُوا عَنِّي ثُمَّ قَالَ: ادْعُ لِي الْأَنْصَارَ فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ فَسَلَكُوا سَبِيلَ الْمُهَاجِرِينَ وَاسْتَلَفُوا كَاخْتِلَافِهِمْ فَقَالَ: ارْتَفِعُوا عَنِّي. ثُمَّ قَالَ: ادْعُ لِي مَنْ كَانَ هَاهُنَا مِنْ مَشِيخَةٍ قُرَيْشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ، فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ مِنْهُمْ رَجُلَانِ فَقَالُوا: نَرَى أَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تُقَدِّمَهُمْ عَلَى هَذَا الْوَبَاءِ، فَنَادَى عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي النَّاسِ: إِنِّي مُصْبِحٌ عَلَى ظَهْرِ فَاصْبَحُوا عَلَيْهِ، فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أِفِرَارًا مِنْ قَدَرِ اللَّهِ؟ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: لَوْ غَيْرَكَ قَالَهَا يَا أَبَا عُبَيْدَةَ! وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُ خِلَافَهُ، نَعَمْ نَفَرْتُ مِنْ قَدَرِ اللَّهِ إِلَى قَدَرِ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ إِبِلٌ فَهَطَطْتَ وَادِيًا لَهُ، غَدَوْتَانِ إِحْدَاهُمَا خَصْبَةٌ وَالْأُخْرَى جَدْبَةٌ؟ أَلَيْسَ إِنْ رَعَيْتَ الْحَصْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللَّهِ، وَإِنْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللَّهِ؟ قَالَ: فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَانَ مُتَغَيِّبًا فِي بَعْضِ حَاجَتِهِ، فَقَالَ: إِنَّ عِنْدِي مِنْ هَذِهِ عِلْمًا، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بَارِضٌ فَلَا تُقَدِّمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بَارِضٌ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ" فَحَمِدَ اللَّهُ تَعَالَى عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَانْصَرَفَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَالْعُدْوَةُ: جَانِبُ الْوَادِي.

(۱۷۹۱) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام تشریف لے

گئے تو راستے میں سرخ کے مقام پر آپ کو لشکروں کے امراء ابو عبیدہ اور ان کے اصحاب ملے انہوں نے آپ کو بتایا کہ شام میں وبا پھوٹ پڑی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ مہاجرین اولین کو بلاؤ۔ میں نے ان کو بلایا تو آپ نے ان سے مشورہ کیا اور انہیں بتایا کہ شام میں وبا پھیلی ہوئی ہے۔ اس بارے میں اصحاب میں اختلاف ہوا۔ کسی نے کہا کہ آپ ایک کام کے لیے نکلیں ہیں ہم نہیں سمجھتے کہ واپس ہونا مناسب ہے۔ دوسروں نے کہا کہ آپ کے ساتھ بچے ہوئے لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب ہیں اس لیے ہماری رائے نہیں ہے کہ آپ انہیں وبا کے سامنے لے جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا اب آپ اٹھ جائیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ پھر آپ نے کہا کہ میرے پاس انصار صحابہ کو لے کر آؤ میں نے انہیں بلایا آپ نے اس سے مشورہ کیا وہ بھی مہاجرین کے طریقے پر چلے اور ان میں بھی اسی طرح اختلاف ہوا۔ ان سے بھی کہا کہ اچھا آپ اٹھ جائیں پھر مجھ سے کہا کہ میرے پاس قریش کے ان معمر حضرات کو لے کر آؤ جنہوں نے فتح مکہ کے وقت ہجرت کی۔ میں نے انہیں بلایا تو ان کے درمیان دو آدمیوں کے درمیان بھی اختلاف نہیں ہوا اور انہوں نے متفقہ رائے دی کہ لوگوں کو لے کر واپس جائیں اور انہیں لے کر وبا کے مقام پر نہ جائیں۔

اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منادی کرادی کہ ہم صبح والہی کے لیے سوار ہوں گے سب تیاری کر لیں۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا آپ اللہ کی تقدیر سے فرار حاصل کر رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ابو عبیدہ کاش یہ بات تمہارے علاوہ کوئی اور کہتا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے اختلاف کو ناپسند کرتے تھے۔ فرمایا ہاں ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر ہی کی طرف جا رہے ہیں۔ بتلاؤ اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور وہ ایسی وادی میں اتریں جس کے دو کنارے ہوں ایک ان میں شاداب ہو دوسرا بنجر کیا ایسا نہیں ہے کہ اگر آپ اونٹوں کو شاداب حصہ میں چرائیں تو بھی اللہ کی تقدیر ہوگی اور اگر انہیں بنجر حصہ میں لے جائیں تب بھی اللہ کی تقدیر ہوگی۔ اس دوران حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگئے جو کسی ضرورت کے لیے گئے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ اس معاملے کے بارے میں میرے پاس علم ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تم کسی علاقے کے بارے میں سنو کہ وہاں وبا ہے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر اس علاقہ میں وبا پھیل جائے جس میں تم ہو تو وہاں سے فرار حاصل کر کے باہر نہ جاؤ۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کی حمد و ثناء کی۔ اور آپ وہاں سے واپس لوٹ آئے۔ (متفق علیہ)

العدوة : وادی کا کنارہ۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الطب، باب ما یدکر فی الطاعون . صحیح مسلم، کتاب السلام، باب الطاعون والطیرة والکھانة .

کلمات حدیث: سرخ : مدینہ منورہ سے تیرہ مرحلہ کے فاصلے پر ایک بستی کا نام علامہ دماغی نے فرمایا کہ یہ بستی شام کے قریب ہے۔ اجناد : جند کی جمع۔ لشکر، یا لشکر گاہ یعنی چھاؤنی۔ اس وقت لشکر کے پڑاؤ کے پانچ مقامات تھے فلسطین، اردن، دمشق، حمص اور قسریں۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علماء نے اسی طرح بیان کیا ہے اور ان کا اس تشریح پر اتفاق ہے۔ انی مصبح علی ظہر : میں صبح سوار ہو جاؤں گا۔ میں سواری کی پشت پر صبح کروں گا۔

شرح حدیث: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرزمین شام کے قریب مقام سرخ پر پہنچ گئے وہاں شام کے مختلف لشکری مراکز سے امراء لشکر نے آکر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی اور انہیں بتایا کہ شام میں وبا پھیل ہوئی ہے اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مہاجرین صحابہ انصار صحابہ اور قریش کے ان معمر حضرات سے مشورہ کیا جو فتح مکہ کے وقت اسلام لائے۔ مشورہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام جانے کا ارادہ ترک کر کے مدینہ منورہ واپسی کا ارادہ فرمایا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا حضرت عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکرام فرماتے تھے اور ان کی بات رد نہ فرماتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ کیا ہم اللہ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہیں۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے ابو عبیدہ اگر تمہارے علاوہ کوئی اور یہ بات کہتا تو بہتر تھا، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عمدہ اور دشین مثال سے اپنے موقف کی وضاحت فرمائی کہ اگر کوئی شخص اونٹ لے کر جا رہا ہو اور راستے میں ایک ایسی وادی سے گزرے جس کی ایک جانب سرسبز و شاداب ہو اور دوسری جانب خشک اور بے آب و گیاہ ہو، تو اونٹوں کا مالک اپنے اونٹوں کو جس حصہ میں بھی لے کر جائے گا وہ اللہ کی تقدیر ہوگی لیکن ظاہر ہے کہ اونٹوں کا مالک یہی پسند کرے گا کہ اپنے اونٹوں کو اس حصہ میں لے جائے جو سرسبز و شاداب ہے۔

اس کے بعد حضرت عبدالرحمن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور انہوں نے فرمایا کہ اس مسئلہ کے بارے میں مجھے حدیث رسول ﷺ معلوم ہے کہ جہاں وبا پھیلی ہوئی ہو وہاں نہ جاؤ اور اگر اس علاقے میں وبا پھیل جائے جس میں تم ہو تو وہاں سے باہر نہ جاؤ۔ اس حدیث مبارک سے متعدد فوائد اور اہم مسائل مستبط ہوتے ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں۔ مشورہ کی اہمیت اور اس کی افادیت معلوم ہوتی ہے اور یہ کہ اہماء اور حکام عام لوگوں کے حالات کے بارے میں بذات خود واقفیت حاصل کریں اور ان کی تکالیف دور کرنے کا اہتمام کریں۔ اور یہ کہ نئے پیدا ہونے والے معاملات میں اجتہاد کیا جائے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اجتہاد کو ایک خوبصورت مثال سے بیان فرمایا۔ اور یہ کہ خبر واحد حجت ہے کیونکہ حدیث رسول ﷺ سنانے والے صرف حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور کوئی اور نہ تھا لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور تمام صحابہ کرام نے یہ حدیث سن کر اپنے سر تسلیم خم کر دیے۔

(فتح الباری ۷۵/۳۔ شرح صحیح مسلم ۱۷۴/۱۔ روضة المتقین ۲۹۳/۴۔ دلیل الفالحین ۵۵۴/۴)

طاعون والی جگہ سے نکلنا منع ہے

۱۷۹۲۔ وَعَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا سَمِعْتُمُ الطَّاعُونَ بِأَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوهَا، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ فِيهَا فَلَا تُخْرَجُوا مِنْهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۷۹۲) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم سنو کہ کسی علاقے میں طاعون ہے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر اس جگہ طاعون آ جائے جہاں تم رہتے ہو تو اس جگہ سے باہر نہ جاؤ۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الطب، باب ما یذکر فی الطاعون۔ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب الطاعون والطیرۃ والکھانۃ۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں ایک اعلیٰ طبی اصول کا بیان ہے جس پر جدید اطباء بھی متفق ہیں۔ یعنی جہاں طاعون یا وبا پھیل گئی ہو وہاں نہ جایا جائے اور اگر اس جگہ پھیل جائے جہاں آدمی رہتا ہے تو اس بستی سے باہر نہ جائے۔

(فتح الباری ۳۵۱/۲۔ عمدۃ القاری ۸۱/۱۶۔ روضة المتقین ۲۹۶/۴)

بَابُ التَّغْلِيظِ فِي تَحْرِيمِ السِّحْرِ جادو کرنے کی سختی

۳۵۱. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَنُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ الْآيَةُ .

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا بلکہ شیطان کفر کرتے تھے کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔“ (البقرہ: ۱۰۲)

تفسیری نکات: حضرت سلیمان علیہ السلام ایک جلیل القدر پیغمبر تھے یہودیوں نے ان کی طرف سحر کو منسوب کیا اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اس کی مذمت ظاہر فرمائی کہ سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا بلکہ شیاطین کفر کرتے تھے اور لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔ ایک زمانے میں دنیا میں اور بالخصوص بابل نامی شہر میں جادو کا بڑا چرچا تھا اور بعض جاہلوں کو سحر کی حقیقت اور انبیاء کرام کے معجزات کی حقیقت میں اشتباہ پیدا ہونے لگا اور لوگ سحر کو بھی اچھا کام سمجھ کر سیکھنے لگے اور جادو گروں کی عزت کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے بابل میں دو فرشتے ہاروت اور ماروت بھیجے کہ وہ لوگوں کو سحر کی حقیقت اور اس کی خرابیوں سے آگاہ کریں اور انہیں نصیحت کریں کہ وہ سحر اور ساحروں سے اجتناب کریں۔ یہ فرشتے لوگوں کو سحر کی حقیقت سے آگاہ کرتے وقت انہیں تنبیہ کرتے کہ اس شر اور برائی سے مجتنب رہو۔ اور اس کے قریب بھی نہ جاؤ کہ کہیں تم اس میں مبتلا ہو کر کافر نہ ہو جاؤ۔ (معارف القرآن)

سات مہلک چیزیں

۱۷۹۳. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُؤْبَقَاتِ “قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: ”الشِّرْكُ بِاللَّهِ“ وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَآكُلُ الرِّبَا، وَآكُلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلَّى يَوْمَ الزُّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۷۹۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سات ہلاک کر دینے والی باتوں سے بچو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک، سحر، کسی جان کو قتل کرنا جس کو اللہ نے حرام قرار دیا سوائے حق کے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، میدان جنگ سے بھاگنا اور بھولی بھالی پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا۔

(متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب قول اللہ تعالیٰ ان الذین یا کلون اموال الیتامی ظلما .

صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان اکبر الکبائر۔

کلمات حدیث: موبقات : ہلاک کردینے والی باتیں۔ جمع موبقہ۔ وبق وبقا (باب ضرب) ہلاک ہونا۔ التولیٰ یوم الزحف : میدان کارزار سے بھاگنا۔ جنگ میں مقابلہ کے وقت راہ فرار اختیار کرنا۔

شرح حدیث: حدیث میں مذکور تمام امور حرام ہیں۔ انہی ہلاک کردینے والی حرام باتوں میں سے ایک سحر بھی ہے۔ اس سے قبل یہ حدیث باب تحریم اموال الیتیم (۱۶۱۶) میں گزر چکی ہے۔ (روضۃ المتقین ۴/ ۲۹۷۔ دلیل الفالحین ۴/ ۵۵۸)



الباب (۳۶۳)

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمُسَافِرَةِ بِالْمُصْحَفِ إِلَى بِلَادِ الْكُفَّارِ
 إِذَا خِيفَ وَقُوعُهُ بِأَيْدِي الْعَدُوِّ
 کفار کے علاقوں میں قرآن کریم کے ساتھ سفر کی ممانعت جبکہ
 قرآن کریم کے دشمنوں کے ہاتھ لگ جانے کا اندیشہ ہو

۱۷۹۳. عَنْ ابْنِ عُصْمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُسَافِرَ
 بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۷۹۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دشمن کی سرزمین میں قرآن کریم کے
 ساتھ سفر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب السفر بالمصحف الی ارض العدو۔ صحیح مسلم کتاب
 الامارة، باب النهی ان یسافر بالمصحف الی ارض الکفار۔

شرح حدیث: قرآن کریم کا احترام ہر مسلمان پر فرض ہے اور احترام کا یہ تقاضہ بھی ہے کہ کوئی مسلمان قرآن کریم کو کسی ایسی جگہ نہ
 لے جائے جہاں اس بات کا اندیشہ ہو کہ قرآن کریم کی توہین کی جائے یا اس کے احترام اور تکریم میں کمی آئے۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ
 نے اس حدیث مبارک میں قرآن کریم کو دشمنوں کی سرزمین میں لے جانے سے منع فرمایا مبادا ان کے ہاتھ لگ جائے اور وہ اس کی توہین
 کریں۔ غرض یہ حکم سد الذریعہ کے طور پر ہے اس لیے اگر مسلمان غالب ہوں اور قرآن کریم کی عدم و تکریم کا اندیشہ نہ ہو تو قرآن کریم
 ساتھ لے جانا درست ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی یہی رائے ہے۔ البتہ اس امر پر علماء کا اتفاق ہے کہ کفار سے مراسلت کی صورت میں
 مکاتیب وغیرہ میں قرآن کریم کی آیات لکھی جاسکتی ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر قل کے نام اپنے مکتوب میں قرآنی آیات تحریر
 فرمائی۔ (فتح الباری ۲/۱۹۵، ارشاد الساری ۶/۴۶۳، شرح صحیح مسلم ۱۳/۱۳)



المَبَانی (۳۶۷)

بَابُ تَحْرِیمِ اسْتِعْمَالِ اِنَاءِ الذَّهَبِ وَ اِنَاءِ الْفِضَّةِ فِی الْاَبْکَلِ وَالشَّرْبِ وَالطَّهَارَةِ
وَسَائِرِ وُجُوهِ الْاِسْتِعْمَالِ

سونے اور چاندی کے برتن کھانے پینے طہارت اور دیگر امور میں استعمال کرنے کی حرمت

سونے اور چاندی کے برتن میں کھانے پر وعید

۱۷۹۵. عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الَّذِي يَشْرَبُ فِي

أَنِيَةِ الْفِضَّةِ أَلَمَّا يُجْرَجُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: "إِنَّ الَّذِي يَأْكُلُ أَوْ يَشْرَبُ فِي أَنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ".

(۱۷۹۵) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص چاندی کے برتن میں پیتا

ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔ (متفق علیہ)

اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ جو آدمی چاندی اور سونے کے برتن میں کھاتا یا پیتا ہے۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الأشربة، باب آنية الفضة. صحیح مسلم، کتاب اللباس والزينة. باب

تحريم استعمال اواني الذهب والفضة.

کلمات حدیث: یجر جر: جر جر جرأ (باب فعل) غث غث آواز کے ساتھ پانی کا حلق سے اتارنا۔ اس طرح پانی کا پیٹ

میں جانا کہ اس سے آواز ہو رہی ہے۔ سونے، چاندی کے برتن میں کھانے اور پینے والا اسی طرح نار جہنم اپنے پیٹ میں اتارتا ہے۔

شرح حدیث: سونے اور چاندی کے برتنوں کا استعمال حرام ہے خواہ کھانے پینے کے لیے ہو یا محض آرائش اور تزئین کے لیے ہو

کیونکہ اس سے تکبر کا اور دنیا پرستی کا مظاہرہ اور حب دنیا کا اظہار ہوتا ہے۔ سونے اور چاندی کے برتنوں کا استعمال کبیرہ گناہوں میں سے

ہے کیونکہ اس پر شدید وعید وارد ہوئی ہے۔ (نزهة المتقين ۲/۵۳۰. دلیل الفالحین ۴/۵۶۰)

سونا اور ریشم دنیا میں کفار کیلئے ہے

۱۷۹۶. وَعَنْ حُدَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنِ الْحَرِيرِ وَالذِّيَّاجِ

وَالشَّرْبِ فِي أَنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَقَالَ: "هُنَّ لَهْمٌ فِي الدُّنْيَا وَهِيَ لَكُمْ فِي الْآخِرَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيحَيْنِ عَنْ حُدَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَقُولُ: "لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيرَ وَلَا الذِّيَّاجَ وَلَا تَشْرَبُوا فِي أَنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَأْكُلُوا فِي صِحَافِهَا."

(۱۷۹۶) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں حریر اور دیاج سے اور سونے اور چاندی کے برتن میں پینے سے منع فرمایا۔ اور کہا کہ یہ چیزیں ان (کفار) کے لیے دنیا میں ہیں اور تمہارے لیے جنت میں ہوں گے۔

(متفق علیہ)

اور صحیحین کی ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حریر اور دیاج نہ پہنو اور سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پیو اور نہ ان کے پیالوں میں کھاؤ۔

خریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الاشربہ، باب الشرب فی آنية الفضة، صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب تحريم استعمال اناء الذهب.

کلمات حدیث: حریر: ریشم۔ دیاج: موناریشم جس کا تانا بانا ریشم کا ہو۔ صحاف جمع صحفہ: کھانے کا بڑا برتن۔ پیالہ۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ نے اہل کفر اور اہل دنیا کو دنیاوی میں نعمتیں عطا فرمادی ہیں اور اہل ایمان کے لیے جنت کو دارالنعیم بنایا ہے۔ (دلیل الفالحین ۴/۵۶۲، روضة المتقین ۴/۲۹۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا چاندی کے برتن میں کھانے سے انکار

۱۷۹۷. وَعَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَفَرٍ مِنَ الْمَجُوسِ، فَجِئَءَ بِفَالُوْدَجٍ عَلَى إِبَاءٍ مِنْ لُصَّةٍ فَلَمْ يَأْكُلْهُ فَقِيلَ لَهُ: حَوَّلْهُ، فَحَوَّلَهُ، عَلَى إِبَاءٍ مِنْ خَلْنَجٍ وَجِئَءَ بِهِ فَأَكَلَهُ، وَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ. "الْخَلْنَجُ" الْجَفْنَةُ.

(۱۷۹۷) انس بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں انس بن مالک کے ساتھ چند مجوسی لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اس دوران چاندی کے برتن میں فالودہ لایا گیا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہیں کھایا کسی نے کہا کہ دوسرے برتن میں ڈال لو۔ اس نے اسے لکڑی کے پیالہ میں ڈال دیا اور پھر آپ کے لیے لایا گیا تو آپ نے کھالیا۔ (بیہقی نے سند صحیح روایت کیا) خَلْنَج پیالہ کو کہتے ہیں۔

خریج حدیث: السنن الکبریٰ.

کلمات حدیث: فالودج: فالودہ۔ خَلْنَج: لکڑی کا بنا ہوا پیالہ۔

شرح حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاندی کے برتن میں کھانے سے احتراز کیا اور جب تک برتن کو تبدیل نہیں کر دیا گیا اس وقت تک اس کھانے کی شے کو ہاتھ نہیں لگایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ارشادات پر اسی طرح عمل فرماتے تھے اور سنت نبوی ﷺ کا اسی طرح اتباع کرتے تھے اور علم و عمل کی یہی ہم آہنگی تھی جس سے غیر مسلم متاثر ہوتے تھے۔

(روضة المتقین ۴/۲۹۹)

اللباس (۳۶۵)

بَابُ تَحْرِيمِ لُبْسِ الرَّجُلِ ثَوْبًا مُزَعَفَرًا
مرد کے لیے زعفران میں رنگا ہوا کپڑا پہننا حرام ہے

۱۷۹۸. عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَزَعَفَرَ الرَّجُلُ: مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۷۹۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مرد کو زعفران میں رنگا ہوا کپڑا پہننے سے منع فرمایا۔

(متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب التزعفر للرجال . صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب النهی عن التزعفر للرجال .

کلمات حدیث: تزعفر: زعفران میں رنگا ہوا کپڑا پہننے۔ زعفران۔ ایک خوشبودار اور رنگ دار پودا۔ زعفر: (بروزن فعل) زعفران سے کپڑا رنگنا۔ تزعفر: زعفران کی خوشبو سے معطر ہونا۔

شرح حدیث: مرد کے لیے اپنے جسم پر زعفران ملنا اور زعفران میں معطر کیا ہوا لباس پہننا مکروہ ہے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جسم پر زعفران ملنے کی کراہت زعفران میں معطر کپڑا پہننے سے زیادہ ہے۔

(فتح الباری ۱۲۷/۳ . عمدۃ القاری ۳۳/۲۲ . تحفۃ الاحوذی ۱۰۴/۸ . شرح صحیح مسلم ۶۶/۱۴)

مردوں کیلئے زرد رنگ کا استعمال درست نہیں

۱۷۹۹. وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ثَوْبَيْنِ مُعَصْفَرَيْنِ فَقَالَ: أُمُّكَ أَمَرَتْكَ بِهَذَا؟ قُلْتُ: أَعَسَلَهُمَا؟ قَالَ: "بَلِ أَحْرَفُهُمَا وَفِي رِوَايَةٍ، فَقَالَ: "إِنَّ هَذَا مِنْ ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسُهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۷۹۹) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے دو معصر (زرد رنگ)

کپڑوں میں ملبوس دیکھا تو فرمایا کہ کیا تمہاری والدہ نے یہ کپڑے پہننے کو کہا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں انہیں دھو لوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بلکہ انہیں جلا دو۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کافروں کا لباس ہے تم مت پہنو۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب النهی عن لبس الرجل الثوب المعصفر .

کلمات حدیث: ثوبین معصفرین: معصفر میں رنگے ہوئے دو کپڑے۔ عصفرا یک رنگ دار پودا ہے۔

شرح حدیث: زرد رنگ کا لباس کفار کا لباس ہے اس وجہ سے ممانعت فرمائی۔ نیز زرد رنگ کا لباس عورتوں کا لباس ہے۔ اور مردوں کے لیے کافروں کی مشابہت اور عورتوں کی مشابہت منع ہے۔

(شرح صحیح مسلم ۴/۱۶۷۔ روضة المتقین ۴/۳۰۰۔ دلیل الفالحین ۴/۵۶۴)



بَابُ النَّهْيِ عَنْ صَمْتِ يَوْمِ إِلَى اللَّيْلِ پورا دن رات تک خاموش رہنے کی ممانعت

خاموش رہنا کوئی عبادت نہیں

۱۸۰۰. عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: حَفِظْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا يُتَمَّ بَعْدَ اخْتِلَامٍ وَلَا صَمَاتٍ يَوْمٌ إِلَى اللَّيْلِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ.
قَالَ الْخَطَّابِيُّ فِي تَفْسِيرِهِ هَذَا الْحَدِيثِ: كَانَ مِنْ نُسْكِ الْجَاهِلِيَّةِ الصَّمَاتُ فَنَهَوُا فِي الْإِسْلَامِ عَنْ ذَلِكَ وَأَمَرُوا بِالذِّكْرِ وَالْحَدِيثِ بِالْخَيْرِ.

(۱۸۰۰) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد یاد ہے کہ نہ بالغ ہونے کے بعد یتیمی باقی رہتی ہے اور نہ دن سے رات تک خاموش رہنے کی کوئی حقیقت ہے۔ (ابوداؤد و حسن)
خطابی اس حدیث کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں خاموشی عبادت سمجھی جاتی تھی اسلام میں اس سے منع کیا گیا اور حکم دیا گیا کہ اللہ کو یاد کرو اور اچھی بات کرو۔

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الوصایا، باب ما جاء منی ینقطع الیم.

کلمات حدیث: لایتم: یتیمی نہیں ہے۔ یتیم بچہ جس کا باپ یا والدین نہ ہو۔ یتیمی کی حد بلوغ ہے بالغ ہو جانے کے بعد یتیم نہیں رہتا۔ نسک الجاہلیہ: زمانہ جاہلیت کی وہ عبادت جس کو اہل جاہلیت تقرب الی اللہ کا ذریعہ سمجھتے تھے۔

شرح حدیث: امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بلوغ کے ساتھ یتیمی کے احکام ختم ہو جاتے ہیں اور اس یتیم کو اپنے تصرفات خود کرنے کا اختیار حاصل ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ بلوغ کے ساتھ رشد بھی حاصل ہو، یعنی تصرفات کا اختیار دو امور یعنی بلوغ اور رشد پر موقوف ہے اگر بالغ ہو گیا مگر "سفیه" ہے (یعنی عقل پوری نہیں) تو اس کے تصرفات پر پابندی باقی رہے گی یہاں تک کہ رشد حاصل ہو جائے۔

اسلام سے قبل بعض شریعتوں میں خاموش رہنا بھی روزہ کی ایک قسم تھی جیسا کہ حضرت مریم علیہا السلام کو حکم ہوا کہ یہ کہہ دیں کہ میں نے آج کے روزے کی نذر مانی ہے اس لیے آج میں بھولے سے بھی بات نہیں کر سکتی۔ زمانہ جاہلیت میں اہل عرب میں بھی یہ خیال موجود تھا کہ خاموش رہنا بھی عبادت ہے، اسلام نے اس کے برعکس یہ تعلیم دی کہ ایک مسلمان کے لیے مناسب یہ ہے کہ اس کی زبان ہر وقت اللہ کے ذکر سے تر رہے وہ ہر وقت اپنی زبان سے اللہ کا شکر اور اس کی حمد و ثناء کرتا رہے، اور جب لوگوں سے ہم کلام ہو تو وہ بات کرے جس میں تکلم اور مخاطب دونوں کی بھلائی اور دونوں کے لیے خیر کا پہلو ہو۔ (روضة المتقین ۴/ ۳۰۲، دلیل الفالحین ۴/ ۵۶۵)

خاموشی کو عبادت سمجھنا جاہلیت کی رسم ہے

۱۸۰۱۔ وَعَنْ قَيْسِ ابْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى امْرَأَةٍ مِنْ أَحْمَسَ يُقَالُ لَهَا زَيْنَبُ، فَرَأَاهَا لَا تَتَكَلَّمُ فَقَالَ: مَا لَهَا لَا تَتَكَلَّمُ؟ فَقَالُوا حَجَّتْ مُصِمَّةً فَقَالَ لَهَا "تَكَلَّمِي فَإِنَّ هَذَا لَا يَحِلُّ هَذَا مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ! فَتَكَلَّمْتُ." (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۱۸۰۱) قیس بن ابوحازم بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ احس قبیلے کی ایک عورت کے پاس آئے جس کا نام زینب تھا آپ نے دیکھا کہ وہ بات نہیں کر رہی۔ آپ نے فرمایا کہ اسے کیا ہوا یہ بات کیوں نہیں کرتی لوگوں نے بتایا کہ اس نے خاموش رہنے کا ارادہ کیا ہے۔ آپ نے اس عورت سے کہا کہ بات کر یہ اسلام میں جائز نہیں ہے بلکہ یہ زمانہ جاہلیت کا عمل ہے اس پر اس نے بولنا شروع کیا۔ (بخاری)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب بذالخلق، باب ایام الجاہلیۃ۔

کلمات حدیث: احمس: سرزمین حجاز میں رہنے والا قبیلہ کا ایک خاندان۔

شرح حدیث: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عورت کو دیکھا کہ اس نے چپ کا روزہ رکھا ہوا ہے آپ نے اس سے فرمایا کہ یہ عمل جاہلیت ہے اور اسلام نے اس سے منع کیا ہے۔ اس عورت کا نام زینب بنت جابر احسی تھا اس نے رسول اللہ ﷺ کا زمانہ پایا تھا اور اس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بعض احادیث بھی روایت کی ہیں۔

بعض علماء نے فرمایا کہ اگر کسی نے بات نہ کرنے کی قسم کھالی تو اس کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ یہ قسم توڑ دے اور اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے ان علماء نے اس مسئلے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول سے استدلال کیا ہے کہ اسلام میں خاموش رہنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ اگر کوئی بات نہ کرنے کی نذر کرے تو اس کی نذر منعقد نہیں ہوگی۔ اس کی تائید حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ ابواسرائیل نے نذر مانی کہ وہ پیدل چلینگے سواری پر سوار نہ ہوں گے نہ سائے میں آئینگے اور نہ بات کریں گے اور انہیں نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ سواری پر سوار ہوں سائے میں آئیں اور بات کریں۔

ابن قدامہ "المغنی" میں فرماتے ہیں کہ احادیث سے ہیت ثواب اور عبادت کی نیت سے خاموش رہنے کی حرمت معلوم ہوتی ہے اس لیے اگر کوئی خاموش رہنے کی نذر مانے تو اس نذر کا پورا کرنا اس پر لازم نہیں ہے، یہی امام شافعی رحمہ اللہ اور دیگر فقہاء کی رائے ہے اور ہمیں اس مسئلہ میں کسی اختلاف رائے کا علم نہیں ہے۔

اور جن احادیث میں خاموش رہنے کی فضیلت مذکور ہوئی ہے جیسے جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص خاموش رہا اس نے نجات پائی۔ تو اس کا مطلب مطلق خاموش رہنا نہیں ہے بلکہ باطل و غلط کلام سے خاموش رہنا ہے۔ اور ایسے کلام مباح سے خاموش رہنا ہے جس سے کسی شر کا یا نقصان کا اندیشہ ہو۔

(الباب ۳۶۷)

بَابُ تَحْرِيمِ انْتِسَابِ الْإِنْسَانِ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَتَوَلِّيهِ غَيْرَ مَوَالِيهِ
اپنے باپ کے علاوہ اپنے آپ کو کسی اور سے منسوب کرنا
اور اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کو اپنا مولیٰ بتانا حرام ہے

غیر باپ کی طرف نسبت کرنے والے پر جنت حرام ہے

۱۸۰۲. عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۸۰۲): حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور سے منسوب کیا جبکہ وہ جانتا ہو کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے تو اس پر جنت حرام ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الفرائض، باب من ادعی الی غیر أبیه . صحیح مسلم، کتاب الایمان باب حال ایمان من رغب عن أبیه .

کلمات حدیث: ادعی: دعویٰ کیا۔ جھوٹا دعویٰ کیا۔ ادعی ادعا (باب افعال) ادعی الی غیر أبیه: اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور سے منسوب کرنا۔ دعویٰ جمع دعاوی۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں کسی کے اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرنے کی شدید وعید بیان ہوئی ہے۔ (شرح صحیح مسلم ۴۵/۲، روضة المتقین ۴/۳۰۴)

نسب بدلنا کفر ہے

۱۸۰۳. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تَرْغُبُوا عَنْ آبَائِكُمْ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيهِ فَهُوَ كُفْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۸۰۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے باپوں سے اعراض نہ کرو۔ جس نے اپنے باپ سے اعراض کیا اس نے کفر کا ارتکاب کیا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الفرائض، باب من ادعی الی غیر أبیه . صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب مال ایمان من رغب عنه .

کلمات حدیث: رغب عن أبیه: اپنے باپ کو چھوڑ کر اپنے آپ کو کسی اور شخص کی جانب منسوب کیا۔

شرح حدیث: امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل جہا جابل اور متکبر اس طرح کی ناشائستہ حرکت کرتے ہیں کہ اپنے باپ کو اور اپنے نسب کو خیس اور حقیر سمجھ کر اپنے آپ کو کسی ذی حیثیت آدمی سے منسوب کر لیں تاکہ اس طرح دنیا میں عزت کا کوئی مقام حاصل کر سکیں۔ اگر کسی نے یہ حرکت حلال اور جائز سمجھ کر کی تو فی الواقع کفر ہے ورنہ کفرانِ نعمت تو ضرور ہے اور اللہ کی تقدیر پر راضی نہ ہونا اور اپنے باپ کو حقیر سمجھنا ہے اور اس کے احسان کے بدلے اس کے ساتھ برائی کرتا ہے۔

(فتح الباری ۵۸۶/۳، شرح صحیح مسلم ۴۵/۲، دلیل الفالحین ۴/۵۶۸)

نسب بدلنے والوں پر فرشتوں کی لعنت

۱۸۰۴. وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ شَرِيكٍ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى الْمُنْبَرِ يَخْطُبُ فَمَسَمَعْتُهُ يَقُولُ : لَا وَاللَّهِ مَا عِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ نَقْرُؤُهُ إِلَّا كِتَابُ اللَّهِ، وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ فَتَشْرَهَا فَإِذَا فِيهَا أَسْنَانُ الْإِبِلِ وَأَشْيَاءُ مِنَ الْجَرَاحَاتِ وَفِيهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ غَيْرِ إِلَى ثَوْرٍ فَمَنْ أَحَدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ أَوَى مُخْدِنًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ : لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا، ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَذْنَاهُمْ، فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا : وَمَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ انْتَمَى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ “ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا ” مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

” ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ : أَيْ عَهْدُهُمْ وَأَمَانَتُهُمْ. ” وَأَخْفَرَهُ“ : نَقَضَ عَهْدَهُ. ” وَالصَّرْفُ “ : ” التَّوْبَةُ “ وَقِيلَ الْجِيلَةُ .

” وَالْعَدْلُ “ : الْفِدَاءُ .

(۱۸۰۴) یزید بن شریک بن طارق سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ منبر پر خطبہ دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ نہیں اللہ کی قسم ہمارے پاس کوئی اور کتاب نہیں ہے جو ہم پڑھتے ہوں سوائے کتاب اللہ کے اور اس صحیفے کے۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس صحیفہ کو کھول کر دکھایا، اس میں ”دیت“ کے اونٹوں کی عمریں اور زخموں کی دیت سے متعلق احکام تھے اور اس میں تحریر تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ منورہ بھی حرم ہے عیر سے لے کر ثور تک جس نے اس میں کوئی نئی بات ایجاد کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی اس پر اللہ کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی فرض عبادت اور نفلی عبادت بھی قبول نہیں فرمائینگے۔ مسلمان کا ذمہ ایک ہے جس کی ان کا ایک ادنیٰ آدمی کوشش کرتا ہے۔ جس نے کسی مسلمان کا عہد توڑ دیا اس پر اللہ اس کے تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت، اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی فرض یا نفلی عبادت قبول نہیں فرمائینگے اور جس

نے اپنے باپ کے علاوہ اپنے آپ کو کسی اور کی طرف منسوب کیا یا اپنے موالی کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کی اس پر اللہ کے فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت۔ روز قیامت اللہ تعالیٰ اس کی فرض یا نقلی عبادت قبول نہیں فرمائینگے۔ (مشفق علیہ)

ذمۃ المسلمین سے مراد عہد اور امانت ہے۔ ”آخر“ اس نے وعدہ توڑا۔ صرف کے معنی توبہ کے ہیں اور کسی نے کہا کہ جیلہ کے ہیں۔ اور عدل کے معنی فدیہ کے ہیں۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الفرائض، باب اثم من تبرأ من موالیه . صحیح مسلم کتاب العتق، باب تحریم العتق غیر موالیه .

کلمات حدیث: أسناد الابل: دیت کے اونٹوں کی عمریں، أشياء من البحر حات۔ رخصوں کی دیت سے متعلق احکام۔ غیر: مدینہ کے ایک پہاڑ کا نام۔ ثور: مدینہ منورہ کے ایک پہاڑ کا نام۔ انتمسی الی غیر موالیه: اپنے آپ کو اپنے آقا کے سوا کسی اور طرف منسوب کیا۔ یعنی کسی آزاد شدہ غلام نے اپنے آپ کو اس مولیٰ کی طرف منسوب کرنے کے بجائے جس نے اسے آزاد کیا ہے اپنے آپ کو کسی اور کی جانب منسوب کیا۔ صرفا ولا عدلا امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صرف کے معنی کے توبہ کے اور عدل کے معنی فدیہ کے ہیں۔ احمسی نے کہا کہ صرف کے معنی فرض کے اور عدل کے معنی نفل کے ہیں۔

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ باتیں کہیں کہ رسول اللہ ﷺ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دین کے اسرار اور شریعت کے ایسے امور بطور خاص بتا گئے تھے جو آپ ﷺ نے کسی اور کو نہیں بتائے جب یہ باتیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم میں آئیں تو آپ نے متعدد مرتبہ اور برسر منبر تردید فرمائی کہ ہمارے پاس اللہ کی کتاب یعنی قرآن کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اور ایک صحیفہ ہے جس میں کچھ احادیث ہیں پھر آپ نے یہ صحیفہ کھول کر بھی لوگوں کو دکھایا کہ اس میں دیت کے احکام ہیں اور دیت میں دیئے جانے والے اونٹوں کی عمروں کا بیان ہے اور کوئی ایسی بات نہیں ہے جو ہمارے لیے خاص ہو اور عام مسلمان کو اس کا علم نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کو حرم قرار دیا اور اس کی حدود جبل عیر سے جبل ثور تک بیان فرمائیں صحیح مسلم میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یا اللہ میں نے مدینہ منورہ کو اس کے دونوں پہاڑوں کے درمیان حرم قرار دیا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا تھا۔ اب اس میں کوئی شریعت کے خلاف کوئی نئی بات ایجاد نہ کرے نہ اس شہر میں معصیت کا یا ظلم کا ارتکاب کرے اگر کوئی ایسا کرے یا کسی نئی بات ایجاد کرنے والے کو پناہ دے تو وہ اللہ کی رحمت اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی رحمت سے دور ہو جائے۔

تمام مسلمانوں کا ذمہ یعنی امان ایک ہے یعنی اگر کوئی ایک مسلمان کسی کو امان دیدے تو وہ تمام مسلمانوں پر لازم ہوگی اور سب اس کو پورا کریں گے اور کسی مسلمان کو اجازت نہیں ہے کہ اس عہد امان کی خلاف ورزی کرے۔

کسی مسلمان کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور شخص کی جانب منسوب کرے اور نہ کسی آزاد شدہ غلام کے لیے یہ بات جائز ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس شخص کے علاوہ جس نے اسے آزاد کیا ہے کسی اور کی طرف منسوب کرے۔

یہ وہ احکام اور احادیث نبویہ تھیں جو اس صحیفہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں درج تھیں اور جس کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھول کر لوگوں کو دکھایا اور برسر منبر قسم کھا کر فرمایا ہمارے پاس قرآن کریم اور اس صحیفہ میں مذکور احادیث کے علاوہ کوئی خاص علم نہیں ہے اور نہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسی کوئی بات ارشاد فرمائی جو اور مسلمانوں سے مخفی رکھی ہو۔

(فتح الباری ۱/۱۱۱، شرح صحیح مسلم ۹/۱۲۲، تحفة الاحوذی ۶/۳۲۲)

جس نے غیر باپ کی طرف نسبت کی وہ ہم میں سے نہیں

۱۸۰۵. وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعَى لِغَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ، إِلَّا كَفَرَ، وَمَنْ ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ، فَلَيْسَ مِنَّا وَلَيْتَبَوَّأُ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكَفْرِ أَوْ قَالَ عَدُوَّ اللَّهِ وَلَيْسَ كَذَلِكَ إِلَّا حَارَّ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَهَذَا لَفْظُ رِوَايَةٍ مُسْلِمٍ.

(۱۸۰۵) حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے جانتے ہوئے اپنے حقیقی باپ کے علاوہ کسی اور شخص کے بارے میں اپنے باپ ہونے کا دعویٰ کیا اس نے کفر کا ارتکاب کیا۔ اور جس نے اس چیز کا دعویٰ کیا جو اس کی نہیں ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ جہنم کو اپنا ٹھکانا بنالے۔ اور جو شخص کسی کو کافر کہہ کر پکارے یا اللہ کا دشمن کہے اور وہ ایسا نہ ہو تو یہ بات اسی کی طرف لوٹ آئے گی۔ (متفق علیہ) اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب حدثنا ابو معمر عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ . صحیح

مسلم کتاب الایمان، باب بیان حال من رغب عن أبیه .

شرح حدیث: اپنا نسب اپنے باپ کے علاوہ کسی اور سے جوڑنا۔ کسی ایسی شے کا دعویٰ دار ہونا جو اس کی نہ ہو اور کسی کو کافر یا دشمن خدا

کہنا حرام ہے۔ (نزہۃ المتقین ۲/۵۳۴)



الباب (۳۶۸)

بَابُ التَّحْذِيرِ مِنْ ارْتِكَابِ مَا نَهَى اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ
جس بات سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہو اس کے ارتکاب سے بچنا

۳۵۲. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝۶۳﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

”چاہیے کہ وہ لوگ ڈرتے رہیں جو اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں کہ کہیں ان کو اللہ کی طرف سے آزمائش یا دردناک عذاب نہ پہنچ جائے۔“ (النور: ۶۳)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان کے دلوں میں کفر و نفاق کا فتنہ ہمیشہ کے لیے جڑ نہ پکڑ جائے اور اس طرح دنیا کی کسی سخت آفت اور آخرت کے دردناک عذاب میں نہ مبتلا ہو جائیں۔ (تفسیر عثمانی)

۳۵۳. وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿وَيَحْذَرُكُمْ اللَّهُ نَفْسَهُ ۝۶۴﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے۔“ (آل عمران: ۲۸)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ مومن کو ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیے اور ہرگز کوئی ایسی بات نہ کرے جس میں اس کی ناراضگی کا اندیشہ ہو۔ (معارف القرآن)

۳۵۴. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ۝۶۵﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔“ (البروج: ۱۲)

تفسیری نکات: چوتھی آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کو مہلت دیتے ہیں اس مہلت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ چھوٹ گئے بلکہ جب ظالم اور نافرمان باز نہیں آتے تو اس کی پکڑ بڑی شدید اور المناک ہوتی ہے۔ (تفسیر عثمانی)

اللہ کی پکڑ دردناک ہے

۳۵۵. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخْذَ الْقُرْآنَ وَهِيَ ظَلَمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلَمٌ شَدِيدٌ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

”اسی طرح تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے جبکہ وہ بستیوں کو پکڑتا ہے اس حال میں کہ وہ ظالم ہوں بے شک تیرے رب کی پکڑ سخت دردناک ہے۔“ (ہود: ۱۰۲)

حرام کے ارتکاب سے اللہ کو غیرت آتی ہے

۱۸۰۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَغَارُ، وَغَيْرَةُ اللَّهِ أَنْ يَأْتِيَ الْمَرْءُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

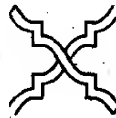
(۱۸۰۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے اور اللہ کی

غیرت اس بات پر ہوتی ہے کہ آدمی وہ کام کرے جو اللہ نے اس پر حرام قرار دیا ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الغیرۃ۔ صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، باب غیرۃ اللہ۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ فواہش اور برائیوں کے ارتکاب اور اللہ تعالیٰ کے جاری کردہ احکام کی خلاف ورزی پر ناراض ہوتے

ہیں۔ (فتح الباری ۲/۱۰۶۰۔ شرح صحیح مسلم ۱۷/۶۵)



الْبَيِّنَات (۳۶۹)

بَابُ مَا يَقُولُهُ، وَيَفْعَلُهُ، مَنْ ارْتَكَبَ مِنْهِيَ عَنْهُ
کسی حرام بات کا ارتکاب کرنے والے کو کیا کہنا چاہیے اور کیا کرنا چاہیے

۳۵۶. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿وَأَمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْعٌ ۖ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۖ﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اگر تمہیں شیطانی انگیزت اللہ کی نافرمانی پر ابھارے تو تم اللہ کی پناہ مانگو۔ (فصلت: ۳۶)

تفسیری نکات: پہلی آیت کریمہ میں ارشاد ہوا ہے کہ شیطان کی انگیزت اور اس کا دل میں ڈالا ہوا وسوسہ اگر تمہیں کسی وقت اللہ کی نافرمانی کی جانب مائل کرے تو اللہ کی پناہ مانگو کہ اللہ کی حفاظت اور اس کی پناہ میں آ کر تم شیطان کے اثر سے محفوظ ہو جاؤ گے اور ارتکاب معصیت سے باز رہو گے کہ اللہ کی نافرمانی سے وہ ہی محفوظ رہتے ہیں جو اللہ کی پناہ میں آ جاتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

۳۵۷. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَافٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا ۖ فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ ۖ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”بے شک جو لوگ اللہ سے ڈرنے والے ہیں جب ان کو شیطان کی طرف سے وسوسہ پہنچتا ہے تو وہ ہوشیار ہو جاتے ہیں اور وہ

حقیقت کو دیکھ لیتے ہیں۔“ (الاعراف: ۲۰۱)

تفسیری نکات: دوسری آیت میں فرمایا کہ اہل تقویٰ وہ ہیں جن سے شیطان گریز کرتا ہے اور کبھی شیطان ان کے پاس سے گزر جاتا ہے یا انہیں چھو جاتا ہے تو یہ نہیں ہوتا کہ وہ طویل غفلت میں پڑ جائیں بلکہ وہ اسی وقت متنبہ ہو جاتے ہیں اور اللہ کی یاد سے سرشار ہو جاتے ہیں اور حقیقت کھل کر ان کے سامنے آ جاتی ہے اور نیکی اور بدی کا انجام ان کی نظروں کے سامنے آ جاتا ہے۔ (تفسیری عثمانی)

مسلمان سے جب گناہ ہو جاتا ہے فوراً توبہ کر لیتا ہے

۳۵۸. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرِ اللَّهُ فَعَسَىٰ أَلَّا اللَّهُ وَلَمْ يَصِرُوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۖ ﴿١٣٥﴾ أُولَٰئِكَ جَزَاءُ هُمْ مَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۖ ﴿١٣٦﴾﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”وہ لوگ جو کوئی برا کام کر بیٹھتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر لیتے ہیں تو فوراً اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی مغفرت طلب

کرتے ہیں اور اللہ کے سوا کون گناہوں کو بخش سکتا ہے۔ اور اپنے کیے پر وہ اصرار نہیں کرتے جبکہ وہ جانتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کو بدلہ ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے اور ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ اس میں ہمیشہ رہینگے اور عمل کرنے والوں کے لیے اچھا اجر ہے۔“ (آل عمران: ۱۳۵)

تفسیری نکات: تیسری آیات میں اہل تقویٰ کے بارے میں فرمایا کہ اگر کبھی ان سے کوئی برا کام سرزد ہو جاتا ہے یا کوئی بری بات زبان سے نکل جاتی ہے یا اپنے حق میں کسی زیادتی کا ارتکاب ہو جاتا ہے تو فوراً ہی وہ اللہ کی عظمت و جلال اس کی جزا اور سزا اور اس کے وعدہ و وعید کو یاد کر کے اپنے گناہوں پر اس کے غفور و دگرز کے طالب ہوتے ہیں اور اللہ کے سامنے عاجزی کے ساتھ توبہ اور استغفار کرتے ہیں اور اس خطا پر جمع نہیں رہتے جو ان سے سرزد ہوگئی بلکہ یہ جان کر کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں کی سچی توبہ قبول کرتا ہے ندامت کے ساتھ اس کے حضور میں توبہ کے لیے حاضر ہو جاتے ہیں۔ ان متقین کے لیے جنت تیار کی گئی ہے وہ اس جنت میں ہمیشہ رہینگے اور اللہ ان کو اپنے انعام و اکرام سے سرفراز فرمائینگے۔ (معارف القرآن، تفسیر عثمانی)

۳۵۹. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (۳۱)

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”تم سب کے سب اللہ کی طرف رجوع کرو اے ایمان والو تاکہ تم فلاح پاؤ۔“ (النور: ۳۱)

تفسیری نکات: چوتھی آیت میں تمام اہل ایمان کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تم سب کے سب اللہ کے حضور میں توبہ کرو، اور توبہ کر کے اللہ کی فرمانبرداری کا راستہ اختیار کرو، کہ یہی کامیابی کا راستہ ہے اور اسی میں تمہاری فلاح ہے۔ (معارف القرآن)

لات وعزیٰ کی قسم کھانے کا کفارہ

۱۸۰۷. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلْفِهِ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى فَلْيَقُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَى أَقَامِرُكَ فَلْيَتَصَدَّقْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

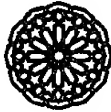
(۱۸۰۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے لات وعزیٰ کی قسم

کھائی اسے چاہیے کہ وہ لا الہ الا اللہ کہے اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آؤ جو اٹھیلیں تو اسے چاہیے کہ وہ صدقہ کرے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورة النجم، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب من حلف باللات والعزی۔

کلمات حدیث: الات: یہ طائف میں ثقیف کا بت تھا۔ العزی: واوی نخلہ میں قریش اور بنی کنانہ کا بت تھا۔

شرح حدیث: بتوں کی قسم اٹھانا حرام ہے ایسی قسم کھانے والا ایمان سے خارج ہو جاتا ہے اور اس صورت میں تجدید ایمان کی ضرورت ہے۔ جو اُکھیلنے کی دعوت دینا بھی گناہ ہے اس پر صدقہ دینا چاہیے اور توبہ کرنی چاہیے۔ امام بغوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس سارے مال کا صدقہ کرے جس سے جو اُکھیلنے کا ارادہ کیا تھا۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جتنے مال کا صدقہ کرنا چاہے کرے پورے مال کا ضروری نہیں ہے۔ (نزہۃ المتقین ۲/۵۳۸۔ روضة المتقین ۴/۳۱۱)



کتاب متفرق احادیث و علامات قیامت

الباب (۳۷۰)

باب کتاب المَثُورَاتِ وَالْمَلَح دجال سے متعلق احادیث اور علامات قیامت

۱۸۰۸. عَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَالَ ذَاتَ غَدَاةٍ فَخَفِضَ فِيهِ وَرَفَعَ حَتَّى طَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّحْلِ، فَلَمَّا رُحْنَا إِلَيْهِ عَرَفَ ذَلِكَ فِينَا فَقَالَ: "مَا شَأْنُكُمْ؟" قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، ذَكَرْتَ الدَّجَالَ الْعَدَاةَ فَخَفِضْتَ فِيهِ وَرَفَعْتَ حَتَّى طَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّحْلِ فَقَالَ: "غَيْرُ الدَّجَالِ أَخَوْفَى عَلَيْكُمْ: إِنْ يَخْرُجُ وَأَنَا فِيكُمْ فَأَنَا حَاجِبُهُ، دُونَكُمْ، وَإِنْ يَخْرُجُ وَلَسْتُ فِيكُمْ فَأَمُرُّوْ حَاجِبُ نَفْسِهِ، وَاللَّهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ: إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ غِيْهُ، طَافِيَةٌ كَانَتْ أَسْبَهُهُ، بَعْبِدِ الْعَزَى بْنِ قَطَنِ، فَمَنْ أَدْرَكَهُ، مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ قَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ، إِنَّهُ خَارِجُ خَلَّةٍ بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ يَمِينًا وَعَاثَ شِمَالًا، يَاعِبَادَ اللَّهِ فَاتَّبِعُوا قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا لُبُّهُ، فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ: "أَرْبَعُونَ يَوْمًا: يَوْمٌ كَسَنِيَّةٍ، وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ، وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ، وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ" قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَذَلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَسَنِيَّةٍ اتَّكُفِينَا فِيهِ صَلَوةَ يَوْمٍ؟ قَالَ: "لَا أَقْدِرُوْا لَهُ قَدْرَهُ، قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا إِسْرَاعُهُ، فِي الْأَرْضِ قَالَ "كَالْعَيْثِ اسْتَدْبَرْتَهُ الرِّيحُ فَيَاتِي عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوهُمْ فَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ، فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ وَالْأَرْضُ فَتَنْبُتُ فَتَرُوحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ أَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرَى وَأَسْبَغَهُ، ضَرُوعًا وَأَمَدَهُ، خَوَاصِرَ، ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ فَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ، فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَيُضْبِحُونَ مُمَجِلِينَ لَيْسَ بَأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَيَمُرُّ بِالْحَرْبَةِ فَيَقُولُ لَهَا: أَخْرِجِي كُنُوزَكَ فَتَسْبِعُهُ، كُنُوزُهَا كَيْعَا سَيْبِ النَّحْلِ، ثُمَّ يَدْعُو رَجُلًا مُمْتَلِنًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ، جَزَ لَتَيْنِ رَمِيَةِ الْغَرَضِ ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيَقْبَلُ، وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ، يَضْحَكُ، فَيَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ تَعَالَى الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقَى دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُودَ تَيْنِ، وَاضِعًا كَفِيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ، إِذَا طَاطَأَ رَأْسُهُ، فَطَرَّ وَإِذَا رَفَعَهُ، تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ، فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجْذُرِيحُ نَفْسِهِ الْأَمَاتِ، وَنَفْسُهُ يَنْتَهِي إِلَى حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ، فَيَطْلُبُهُ، حَتَّى يَدْرِكَهُ، بَابٌ لَدَيْهِ قَتْلُهُ، ثُمَّ يَأْتِي عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَوْمًا قَدْ عَصَمَهُمُ اللَّهُ مِنْهُ فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوهِهِمْ وَيُحْدِثُ لَهُمْ رَحَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ، فَيَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَوْحَى اللَّهُ تَعَالَى إِلَى عِيسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِي

لَا يَدَانِ لَاحِدٍ بِقِتَالِهِمْ فَحَرَّرَ عِبَادِي إِلَى الطُّورِ، وَيَبْعَثُ اللَّهُ يَأْجُوجَ وَمَاجُوجَ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ، فَيَمُرُّ أَوَائِلُهُمْ عَلَى بَحِيرَةٍ طَبْرِيَةٍ فَيَشْرَبُونَ مَا فِيهَا وَيَمُرُّ آخِرُهُمْ فَيَقُولُونَ لَقَدْ كَانَ بِهَذِهِ مَرَّةً مَاءٌ وَيُحْضَرُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ حَتَّى يَكُونَ رَأْسُ الثَّوْرِ خَيْرَ مِنْ مِائَةِ دِينَارٍ لَاحِدِكُمْ الْيَوْمَ، فَيَرْعَبُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى، فَيُرْسِلُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِمُ النَّعْفَ فِي رِقَابِهِمْ فَيُضْبَحُونَ فَرَسِي كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ يَهْطُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ إِلَى الْأَرْضِ فَلَا يَجِدُونَ فِي الْأَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرِ إِلَّا مَلَأَهُ زَهْمُهُمْ وَتَنَنُهُمْ، فَيَرْعَبُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى، فَيُرْسِلُ اللَّهُ تَعَالَى طَيْرًا كَأَغْنَقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ مَطَرًا لَا يَكُنْ مِنْهُ بَيْتٌ مَدْرٍ وَلَا وَبَرٌ فَيَغْسِلُ الْأَرْضَ حَتَّى يَتْرَكَهَا كَالزَّلْفَةِ، ثُمَّ يَقَالُ لِلْأَرْضِ أَنْتِ ثَمَرَتِي، وَرَدِي بَرَكَتِي، فَيَوْمِئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَانَةِ وَيَسْتَظِلُّونَ بِقُحْفِهَا وَيُبَارِكُ فِي الرِّسْلِ حَتَّى أَنْ اللَّفْحَةَ مِنَ الْإِبِلِ لَتَكْفِيَ الْفَنَامَ مِنَ النَّاسِ وَاللَّفْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِيَ الْقَبِيلَةَ مِنَ النَّاسِ، وَاللَّفْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِيَ الْفَحْدَ مِنَ النَّاسِ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ تَعَالَى رِيحًا طَيِّبَةً فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ أَبْطَاهُمْ فَتَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ، وَيَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُونَ فِيهَا تَهَارُجَ الْحُمْرِ فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ: ”خَلَّةٌ بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ“: ائِى طَرِيقًا بَيْنَهُمَا. وَقَوْلُهُ: ”عَاتٌ“ بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَالْثَاءُ الْمُثَلَّثَةُ، وَالْعَيْثُ: أَشَدُّ الْفَسَادِ. ”وَالدَّرَى“: بَضْمُ الزَّالِ..... الْأَسْنِمَةُ ”وَالْيَعَاسِيْبُ“ ذُكُورُ النَّحْلِ ”وَجَزَلَتَيْنِ“: ائِى قِطْعَتَيْنِ. ”وَالْعَرَضُ“: الْهَدَفُ الَّذِى يُرْمَى إِلَيْهِ بِالنَّشَابِ ائِى يَرْمِيهِ رَمِيَّةٌ كَرَمِيَّةٌ النَّشَابِ إِلَى الْهَدَفِ. ”وَالْمَهْرُوكَةُ“ بِالذَّالِ الْمُهْمَلَةِ وَالْمُعْجَمَةِ وَهِيَ: الثَّوْبُ الْمَصْبُوغُ. قَوْلُهُ: لَا يَدَانِ“: ائِى لَاطَاقَةٌ. ”وَالنَّعْفُ“ ذُوْدٌ ”وَقَرَسَى“ جَمْعُ قَرَسٍ، وَهُوَ الْقَتِيلُ. ”وَالزَّلْفَةُ“: يَفْتَحُ الزَّأَى وَاللَّامُ وَالْقَافُ وَرَوَى الزَّلْفَةُ بِضَمِّ الزَّأَى وَإِسْكَانِ اللَّامِ وَبِالْفَاءِ، وَهِيَ: الْمِرْمَاةُ. ”وَالْعِصَابَةُ“: الْجَمَاعَةُ.

”وَالرِّسْلُ“ بِكَسْرِ الرَّاءِ: اللَّبَنُ.

”وَاللَّفْحَةُ“ اللَّبُونُ.

وَالْفَنَامُ“ بِكَسْرِ الْفَاءِ وَبَعْدَهَا هَمْزَةٌ: الْجَمَاعَةُ. وَالْفَحْدُ“ مِنَ النَّاسِ: دُونَ الْقَبِيلَةِ.

(۱۸۰۸) حضرت نواس بن سمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک صحیح رسول اللہ ﷺ نے

دجال کا ذکر فرمایا، اس کی حقارت ذکر کی اور اس کے خطرے کی عظمت کو بیان فرمایا یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ وہ یہیں کہیں کھجوروں کے جھنڈ میں ہے۔ دوبارہ جب ہم آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ہمارے دلوں میں پوشیدہ خوف کو جان لیا اور دریافت کیا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آج صبح آپ ﷺ نے دجال کا ذکر فرمایا اور اس کو حقیر اور اس کے خطرے کو عظیم کر کے بیان فرمایا یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ وہ یہیں کہیں کھجوروں کے جھنڈ میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دجال کے علاوہ اور باتوں کا مجھے تمہارے بارے میں زیادہ اندیشہ ہے کیونکہ اگر دجال نکل آیا اور میں تمہارے درمیان ہوا تو تمہاری جگہ میں خود اس سے نمٹ لوں گا اور اگر میرے بعد نکلا تو ہر آدمی اپنے نفس کا خود دفاع کرے گا اور اللہ تعالیٰ ہر مسلمان پر میری جانب سے نگران ہے۔

دجال نو جوان گھٹھریا لے بالوں والا ہوگا اس کی ایک آنکھ ابھری ہوئی ہوگی گویا میں اسے عبدالعزیٰ بن قطن سے تشبیہ دیتا ہوں۔ تم میں سے جو شخص اس کو پائے تو اس پر ”سورۃ الکہف“ کی ابتدائی آیات پڑھے وہ شام اور عراق کے درمیانی راستہ پر ظاہر ہوگا اور دائیں بائیں فساد پھیلانے گا۔ اے اللہ کے بندو اس وقت ثابت قدم رہنا۔

ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ دنیا میں اس کا قیام کتنا ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ چالیس دن، ایک دن ایک سال کے برابر ایک دن ایک ماہ کے برابر اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقی دن تمہارے دنوں کی طرح ہوں گے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ دن جو سال کے برابر ہوگا کیا اس میں ہمیں ایک دن کی نمازیں کافی ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں تم اس میں وقت کا اندازہ کر کے نماز پڑھنا۔ ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس کی زمین میں تیز رفتاری کا کیا عالم ہوگا آپ ﷺ نے فرمایا کہ بارش کی طرح جس کو ہوا پیچھے سے دھکیل رہی ہو۔ وہ لوگوں کے پاس آئیگا اور انہیں دعوت دے گا وہ اس پر ایمان لائینگے اور اس کے حکم کو مانیں گے۔ وہ آسمان کو حکم دے گا تو وہ بارش برسائے گا اور زمین کو حکم دے گا تو وہ نباتات اگائے گی۔ ان کے چرنے والے جانور جب شام کو ان کے پاس لوٹیں گے تو ان کے کوہان پہلے سے کہیں زیادہ لمبے ہونگے اور ان کے تھن پہلے سے زیادہ بھرے ہوئے ہوں گے اور ان کی کوکھیں پہلے سے زیادہ کشادہ ہوں گی۔

پھر وہ کچھ لوگوں کے پاس آئے گا اور انہیں اپنے ماننے کی دعوت دے گا مگر وہ اس کی بات کو رد کر دیں گے وہ ان سے پلٹے گا تو وہ قحط سالی میں مبتلا ہو جائیں گے اور ان کے پاس مال باقی نہیں رہے گا۔ اور وہ کسی ضرابے سے گزرے گا اور کہے گا کہ اپنے خزانے نکال دے تو اس زمین کے خزانے شہد کی مکھیوں کے سرداروں کی طرح اس کے پیچھے لگ جائیں گے۔ پھر وہ ایک بھرپور نو جوان کو بلائے گا اور اس پر تلوار سے وار کرے گا جو اسے تیر انداز کے نشانے کی طرح دو ٹکڑے کر دے گا۔ پھر اسے پکارے گا تو وہ اس کے سامنے اس حال میں آئے گا کہ اس کا چہرہ دمک رہا ہوگا اور وہ ہنس رہا ہوگا۔

دجال ابھی اسی حالت میں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مسیح بن مریمؑ کو مبعوث فرمائیں گے اور آپ آسمان سے دمشق کی مشرقی جانب سفید مینار پر زرد رنگ کا جوڑا پہنے ہوئے اپنی ہتھیلیاں دو فرشتوں کے پردوں پر رکھے ہوئے اتریں گے جب آپ سر جھکائیں گے تو پانی کے قطرے گرین گے اور جب آپ سر اٹھائیں گے تب بھی موتی کی طرح چاندی کی بوندیں گریں گی۔ جس کافر کو بھی آپ کے سانس کی گرمی پہنچے گی وہ

مر جائے گا اور آپ کا سانس آپ کی حد نظر تک جائے گا۔ آپ دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ اسے باب لد کے پاس پالیں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے پاس آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال کے فتنے سے محفوظ رکھا ہوگا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے چہروں پر ہاتھ پھیریں گے اور انہیں ان درجات کی خوش خبری دیں گے جو انہیں جنت میں ملیں گے۔ ابھی وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائے گا کہ میں نے اپنے کچھ ایسے بندے نکالے ہیں جن سے لڑنے کی کسی میں طاقت نہیں پس تو میرے ان بندوں کو کوہ طور پر لے جا کر ان کی حفاظت فرما۔

اللہ تعالیٰ یا جوج اور ماجوج کو بھیجے گا اور وہ ہر بلندی سے پستی کی جانب تیزی سے دوڑیں گے ان کا پہلا حصہ بحرہ طبریہ سے گزرے گا اور اس کا سارا پانی پی جائے گا اور پچھلا گروہ آئے گا تو کہے گا کہ یہاں کبھی پانی ہوتا تھا۔

اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی محصور ہوں گے یہاں تک کہ ایک تیل کا سران کے نزدیک تمہارے آج کے سودینار سے زیادہ بہتر ہوگا اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ کی طرف متوجہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ یا جوج ماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کر دے گا جس سے وہ دفعتاً ایک جان کی طرح مر جائیں گے۔ پھر اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمین کی طرف اتریں گے تو وہ زمین میں ایک بالشت بھی جگہ ایسی نہیں پائیں گے جو ان کی لاشوں کی گندگی اور بدبو سے خالی ہو۔ اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کچھ پرندے بھیجیں گے جن کی گردن سختی اونٹ کی طرح ہوگی وہ ان کو اٹھا کر اس جگہ پھینک دیں گے جہاں اللہ چاہے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمائیں گے جس سے کوئی گھر اور کوئی خیمہ نہیں بچے گا اور وہ بارش ساری زمین کو دھو دے گی یہاں تک کہ زمین کو چکنے میدان کی طرح بنا دے گی۔ پھر زمین سے کہا جائے گا کہ اپنے پھل اگا اور اپنی برکت واپس لا۔ اس وقت ایک انار کو ایک جماعت کھائے گی اور اس کے چھلکے سے سایہ پائے گا اور دودھ میں اتنی برکت ڈالی جائے گی کہ ایک دودھ دینے والی اونٹنی ایک جماعت کو کافی ہوگی اور ایک دودھ دینے والی گائے لوگوں کے ایک قبیلے کو کافی ہوگی اور دودھ دینے والی ایک بکری لوگوں کے ایک گھرانے کو کافی ہوگی۔

لوگ ابھی اس حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو ان کو ان کے بغلوں کے نیچے سے لگے گی اور ہر مومن اور ہر مسلمان کی روح قبض کرے گی، صرف شریک باقی رہ جائیں گے وہ آپس میں اس طرح جماع کریں گے جیسے گدھے سرعام کرتے ہیں اور ان پر قیامت قائم ہوگی۔ (مسلم)

خلة بین الشام : شام اور عراق کا درمیانی راستہ۔ عاث : فساد کیا۔ والذری : کوہان۔ یعاسب : شہد کی کھیاں۔ حزلتین : دو ٹکڑے۔ الغرض وہ نشانہ جس کو تیر مارا جائے یعنی اس کو اس طرح تلوار مارے گا جس طرح تیر کو نشانہ پر مارتے ہیں۔ المہرودة : دال اور ذال دونوں کے ساتھ صحیح ہے، زرد رنگ کا کپڑا۔ لایدان : طاقت نہیں ہے۔ النغف : کیڑا۔ فرسی : فریس کی جمع۔ فضول۔ الزلفۃ : چکنی چٹان اور فاء کے ساتھ زلفۃ بھی ہے۔ آمینہ۔ العصابة جماعت۔ الرسل : دودھ۔ اللبون : دودھ دینے والا جانور۔

الفقام : جماعت - الفخذ من الناس : قبیلے سے کم جماعت یعنی خاندان یا گھرانہ۔

تخریج حدیث : صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال و صفۃ و مامعہ .

کلمات حدیث : الدجال : بہت مکرو فریب کرنے والا اور دھوکہ دینے والا۔ دجال اعظم جو قیامت سے پہلے ظاہر ہوگا۔ فحفص فیہ و رفع : آپ ﷺ نے دجال کو بہت حقیر اور اس کے فتنے کو بہت بڑا بتایا۔ یا آپ ﷺ نے دوران گفتگو اپنا لہجہ پست فرمایا اور اونچا فرمایا۔ فامرؤ حجیح نفسہ : ہر آدمی اپنے نفس کا خود دفاع کرے گا۔ شاب ققط : نوجوان جس کے بال شدت سے گھنگھریالے ہوں گے۔ عینہ طافقہ : اس کی ایک آنکھ ابھری ہوئی ہوگی اور جس سے بینائی نہ ہوگی۔ وأسبغہ ضرعاً : ان کے تھن لبریز ہونگے۔ امده خواصر : کھاپی کر اور سر ہو کر ان کی کوکھیں خوب بھری ہوگی۔ جزلین : دو ٹکڑے۔ و هم من کل حذب یسنلون : وہ ہر بلند جگہ سے تیز دوڑے ہوتے نیچے آ رہے ہوں گے۔ حذب : زمین کا بلند حصہ۔

شرح حدیث : امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحیح مسلم کی یہ حدیث اور دیگر احادیث جن میں دجال کے ظہور اور دیگر علامات قیامت کا ذکر آیا ہے اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک برحق ہیں۔ دجال کا ظہور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور یاجوج ماجوج کا ظہور یہ تمام امور جس طرح رسول کریم ﷺ نے بیان فرمائے ہیں اسی طرح رونما ہوں گے۔

(شرح صحیح مسلم ۵۰/۱۸، دلیل الفالحین ۵۷۴/۴، روضۃ المتقین ۳۱۳/۴)

دجال کے ساتھ آگ اور پانی ہوگا

۱۸۰۹. وَعَنْ رَبِيعِ بْنِ جَرَّاشٍ قَالَ : انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ إِلَى حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَقَالَ لَهُ : أَبُو مَسْعُودٍ حَدَّثَنِي مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدَّجَالِ قَالَ : (إِنَّ الدَّجَالَ يَخْرُجُ، وَإِنَّ مَعَهُ مَاءٌ وَنَارًا. فَأَمَّا الَّذِي يَرَاهُ النَّاسُ مَاءً فَتَنَارٌ تُحْرِقُ وَأَمَّا الَّذِي يَرَاهُ النَّاسُ نَارًا. فَمَاءٌ بَارِدٌ عَذْبٌ، فَمَنْ أَذْرَكَهُ، مِنْكُمْ فَلْيَقْعْ فِي الَّذِي يَرَاهُ نَارًا فَإِنَّهُ عَذْبٌ طَيِّبٌ) فَقَالَ أَبُو مَسْعُودٍ : وَأَنَا قَدْ سَمِعْتُهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۸۰۹) ربیع بن جرّاش سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان سے ابو مسعود نے کہا کہ آپ ہمیں دجال کے بارے میں وہ حدیث سنائیں جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دجال نکلے گا اور اس کے ساتھ آگ اور پانی ہوگا جس کو لوگ دیکھنے میں پانی سمجھیں گے وہ جلانے والی آگ ہوگی اور جس کو لوگ آگ سمجھیں گے وہ عمدہ ٹھنڈا اور میٹھا پانی ہوگا۔ اس پر ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے بھی یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث : صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل . صحیح مسلم کتاب الفتن، باب

ذکر الدجال وصفہ .

شرح حدیث: قیامت سے پہلے دجال کا ظہور ایک عظیم فتنہ اور لوگوں کے لیے ایک بڑی آزمائش ہوگی، صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ دجال کے پاس ایک نہر پانی کی ہوگی اور ایک آگ کی، جو لوگوں کو آگ نظر آئے گی وہ درحقیقت پانی ہوگا اور جو پانی ہوگا وہ حقیقت میں آگ ہوگی۔ غرض دجال کے پاس بڑے بڑے فتنے ہوں گے جن سے اللہ اپنے بندوں کی آزمائش کرے گا۔

(فتح الباری ۲/۳۴۳۔ شرح صحیح مسلم ۱۸/۴۸)

دجال کا قیام چالیس تک ہوگا

۱۸۱۰۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَخْرُجُ الدَّجَالُ فِي أُمَّتِي فَيَمُكُّثُ أَرْبَعِينَ، لَا أَدْرِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْرًا أَوْ أَرْبَعِينَ عَامًا، فَيَبْعَثُ اللَّهُ تَعَالَى عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَطْلُبُهُ، فَيَهْلِكُهُ، ثُمَّ يَمُكُّثُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِينَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عِدَاوَةٌ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ رِيحًا بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّامِ فَلَا يَبْقَى عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مَثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ أَوْ إِيمَانٍ إِلَّا قَبِضَتْهُ حَتَّىٰ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ دَخَلَ فِي كَبِدِ جَبَلٍ لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ حَتَّىٰ تَقْبِضَهُ، فَيَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ فِي خَفَةِ الطَّيْرِ وَأَحْلَامِ السَّبَاعِ لَا يَعْرِفُونَ مَعْرُوفًا، وَلَا يَنْكُرُونَ مُنْكَرًا، فَيَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ فَيَقُولُ: أَلَا تَسْتَحْيُونَ؟ فَيَقُولُونَ: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ فَيَأْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الْأَوْتَانِ، وَهُمْ فِي ذَلِكَ دَارٌ رَزَقَهُمْ، حَسَنَ عَيْشِهِمْ، ثُمَّ يَنْفُخُ فِي الصُّورِ فَلَا يَسْمَعُهُ أَحَدٌ إِلَّا أَصْعَىٰ لِنَاتٍ وَرَفَعَ لِنَاتٍ وَأَوَّلُ مَنْ يَسْمَعُهُ رَجُلٌ يَلُوطُ حَوْضَ إِبِلِهِ فَيُصْعَقُ وَيُصْعَقُ النَّاسُ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ، أَوْ قَالَ يُنْزِلُ اللَّهُ، مَطَرًا كَأَنَّهُ الطَّلُّ أَوِ الظَّلُّ فَتَنْبُثُ مِنْهُ أَجْسَادُ النَّاسِ، ثُمَّ يَنْفُخُ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ، ثُمَّ يَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ هَلُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ، وَفَقَوْهُمْ أَنَّهُمْ مُسْتَوِلُونَ، ثُمَّ يُقَالُ: أَخْرِجُوا بَعَثَ النَّارَ فَيَقَالُ: مِنْ كَمْ؟ فَيُقَالُ: مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعِمِائَةٍ وَتِسْعَةٍ وَتِسْعِينَ فَذَلِكَ يَوْمٌ يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا، وَذَلِكَ يَوْمٌ يَكْشِفُ عَنْ سَاقٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"الْيَتَّىٰ" صَفْحَةُ الْعُنُقِ، وَمَعْنَاهُ يَصْعُقُ صَفْحَةَ عُنُقِهِ وَيَرْفَعُ صَفْحَتَهُ الْأُخْرَىٰ.

(۱۸۱۰) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں دجال نکلے گا اور چالیس تک رہے گا میں نہیں جانتا کہ چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال۔ پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجے گا وہ اسے تلاش کریں گے اور اسے ہلاک کر دیں گے۔ اس کے بعد لوگ سات سال اس طرح رہیں گے کہ ان کے دواؤں کے درمیان کوئی دشمنی نہ ہوگی۔ پھر شام کی جانب سے ایک سرد ہوا آئے گی اور روئے ارض پر کوئی آدمی ایسا نہیں بچے گا جس کے دل میں ایک ذرہ کے

برابر خیر یا ایمان ہوگا، مگر وہ ہوا اس کی روح قبض کر لے گی حتیٰ کہ اگر تم میں سے کوئی آدمی پہاڑ کی تہہ میں اتر اہوا ہوگا تو وہ ہوا وہاں پہنچ کر اس کی روح قبض کر لے گی۔ اور صرف بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے جن میں شہوت کے اعتبار سے پرندوں جیسی تیزی اور درندوں جیسی خوں خواری ہوگی وہ نہ کسی نیکی کو نیکی جانتے ہوں گے اور نہ کسی برائی کو برائی سمجھتے ہوں گے شیطان ان کے سامنے انسانی شکل میں آئے گا اور کہے گا کہ کیا تم میری بات مانو گے۔ وہ کہیں گے کہ تو ہمیں کیا حکم دیتا ہے وہ انہیں بت پرستی کا حکم دے گا، اور ان کے پاس رزق فراوان ہوگا ان کی زندگی پر آسائش ہوگی۔ پھر صور پھونکا جائے گا۔ جو بھی اس کی آواز سنے گا اپنی گردن اس کی طرف جھکائے گا اور پھر اٹھائے گا۔ اس آواز کو جو شخص سب سے پہلے سنے گا وہ وہ ہوگا جو اپنے اونٹوں کے حوض کی لپائی کر رہا ہوگا۔ وہ چیخ مار کر بے ہوش ہو جائے گا اور لوگ بھی چیخ مار کر بے ہوش ہو جائیں گے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا یا فرمایا کہ بارش نازل فرمائے گا جو پھوار جیسی ہوگی جس سے انسانی جسم نباتات کی طرح اگیں گے پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا اور وہ کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے۔ پھر کہا جائے گا کہ اے لوگو اپنے رب کی طرف چلو۔ اب انہیں ٹھہراؤ اور اب ان سے سوال ہوگا۔ پھر کہا جائے گا کہ ان میں سے جنہیں کو نکالو پوچھا جائے گا کتنوں میں سے کتنے، حکم ہوگا ہر ہزار میں سے نو سونادے۔ یہ وہ دن ہوگا جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا اور یہی وہ دن ہوگا جب پنڈلی کھولی جائے گی۔ (مسلم)

لیت: گردن کی ایک جانب، گردن کا ایک کنارہ رکھے گا اور ایک اٹھائے گا۔

تخریج حدیث:

صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب فی الدجال وهو اھون علی اللہ عزوجل .

کلمات حدیث:

فسی خفة الطیر و احلام السباع : فساد اور شرکی طرف دوڑنے میں پرندوں کی طرح ہلکے اور ظلم و زیادتی میں

درندوں کی طرح خوں خوار ہوں گے۔

شرح حدیث:

قیامت سے پہلے دجال کا ظہور ہوگا جسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کرینگے، پھر سات سال ایسے گزریں گے جن میں لوگوں کے درمیان عداوت اور دشمنی نہ ہوگی۔ پھر شام کی طرف سے ایک ہوائے سرد چلے گی جس سے تمام اہل ایمان مر جائیں گے اور دنیا میں صرف برے لوگ رہ جائیں گے اور پھر صور پھونکا جائے گا اور پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو تمام انسان اٹھ کر کھڑے ہو جائیں گے اور ان کو اکٹھا کیا جائے گا اور فرشتوں کو حکم ہوگا کہ انہیں یہاں ٹھہراؤ اب ان سے سوال ہوگا۔ اور اہل جہنم کو الگ کر دیا جائے گا۔ یہی وہ سخت ترین دن ہوگا جس میں غم اور پریشانی کی شدت سے بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور اسی دن پنڈلی کھولی جائیگی۔

یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی پنڈلی کھولے گا جس طرح بھی اس کی شان کے لائق ہے تو تمام مؤمن مرد اور عورت اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جائیں گے البتہ وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جو دکھلاوے اور شہرت کے لیے سجدے کرتے تھے وہ سجدہ کرنا چاہیں گے لیکن ان کی ریڑھ کی ہڈی سخت ہو کر تختے کی طرح ہو جائیگی اور وہ سجدہ نہیں کر سکیں گے اور ان کے لیے جھکنا اور سجدہ کرنا ناممکن ہو جائے گا۔

(شرح صحیح مسلم ۱۸/۶۰، روضة المتقین ۴/۳۲۱، دلیل الفالحین ۴/۵۸۳)

مکہ اور مدینہ میں دجال داخل نہ ہو سکے گا

۱۸۱۱۔ وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطُرُهُ الدَّجَالُ إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ، وَلَيْسَ نَقَبٌ مِنْ أَنْقَابِهِمَا إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّينَ تَحْرُسُهُمَا، فَيَنْزِلُ بِالسَّبْحَةِ فَيَرْجُفُ الْمَدِينَةَ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ يُخْرِجُ اللَّهُ مِنْهَا كُلَّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۸۱۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دجال کے قدموں تلے ہر شہر روندنا جائے گا سوائے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے۔ ان دونوں کے ہر پہاڑی راستے پر فرشتے صفیں باندھے ان کی حفاظت کر رہے ہوں گے۔ پس دجال مدینہ کے قریب زمین شور پر اترے گا تو مدینہ منورہ تین مرتبہ زلزلوں سے لرز اٹھے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ہر کافر اور منافق کو باہر نکال دے گا۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب فی الدجال وهو اھون علی اللہ.

کلمات حدیث: السبخة: ایسی ریتیلی زمین جس میں شوریگی کی وجہ سے کوئی پیداوار نہ ہو۔

شرح حدیث: دجال کا فتنہ ایک عظیم فتنہ ہوگا کوئی بستی اور کوئی شہر اس کے فتنے سے محفوظ نہ رہے گا سوائے مکہ اور مدینہ کے کہ ان دونوں شہروں کی فضیلت اور عظمت کی بنا پر اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے گا اور ان دونوں شہروں کے تمام راستوں پر فرشتے مقرر کر دیئے جائیں گے۔ دجال مدینہ منورہ کے باہر زمین شور کے قریب تک پہنچے گا تو مدینہ منورہ میں تین مرتبہ زلزلے آئیں گے اور اللہ تعالیٰ وہاں موجود ہر کافر اور منافق کو باہر نکال دے گا۔ (فتح الباری ۱/۱۰۰۳، ارشاد الساری ۴/۴۲۵، شرح صحیح مسلم ۱۸/۶۷)

ستر ہزار یہودی دجال کے پیروکار ہونگے

۱۸۱۲۔ وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يَتَّبِعُ الدَّجَالُ مِنْ يَهُودٍ أَصْبَهَانَ سَبْعُونَ أَلْفًا عَلَيْهِمُ الطِّيَالِسَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۸۱۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اصفہان کے ستر ہزار یہودی جو طیالہ پہنے ہوں گے وہ دجال کے ساتھ ہوں گے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب فی بقیۃ من احادیث الدجال.

کلمات حدیث: اصفهان: ایران کے ایک شہر کا نام۔ طیاليسہ جمع طیلسان: سبز رنگ کی چادر۔ عجم کے مشائخ کا لباس۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نہ کبھی کوئی فتنہ دجال کے فتنے سے بڑا ہوا اور نہ قیامت تک کوئی ہوگا۔ ہر نبی نے اپنی امت کو دجال کے فتنے سے ڈرایا ہے اور میں تمہیں وہ بات بھی بتلاتا ہوں جو کسی نے نہیں بتائی کہ دجال کا نام ہے۔ ستر ہزار یہودی مشائخ اور علماء جو طیلسان پہنے ہوئے ہوں گے اس کے ساتھ ہوں گے۔ (شرح صحیح مسلم ۱۸/۶۸)

دجال کے خوف سے لوگ پہاڑوں میں پناہ لیں گے

۱۸۱۳۔ وَعَنْ أُمِّ شَرِيكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَمِعَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَيَنْفِرَنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَالِ فِي الْجِبَالِ "رَوَاهُ مُسْلِمٌ".

(۱۸۱۳) حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ دجال کے خوف سے بھاگ کر پہاڑوں میں جا کر پناہ لیں گے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب فی بقیۃ من احادیث الدجال.

کلمات حدیث: لنفرن: ضرور بھاگیں گے لوگ دجال سے ڈر کر اور اس سے نفرت کی بناء پر۔

راوی حدیث: حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا صحابیہ ہیں۔ ان کا نام غزیہ یا غزیلہ تھا۔ قبیلہ دوس سے تعلق تھا۔ ان کی روایات صحیحین ترمذی نسائی اور ابن ماجہ میں موجود ہیں۔ (دلیل الفالحین ۴/ ۵۸۷)

شرح حدیث: دجال کے خوف اور اس کے فتنے سے ڈر کر نیک لوگ بھاگیں گے اور پہاڑوں میں پناہ لینگے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس وقت عرب کہاں ہوں گے آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اس وقت قلیل ہوں گے۔ (شرح صحیح مسلم ۱۸/ ۶۸، روضة المتقین ۴/ ۳۲۵، دلیل الفالحین ۴/ ۵۸۷)

دجال کا فتنہ سب سے بڑا فتنہ ہوگا

۱۸۱۴۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ أَمْرٌ أَكْبَرُ مِنَ الدَّجَالِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۸۱۴) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر قیامت کے دن تک کوئی فتنہ دجال کے فتنے سے بڑا نہ ہوگا۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب فی بقیۃ من احادیث الدجال.

شرح حدیث: تخلیق آدم سے لے کر اس دنیا کے اختتام تک سب سے بڑا فتنہ جو رونما ہوگا وہ دجال کا ہوگا کیونکہ اس کے فتنے سے بچ جانے والے بہت تھوڑے ہوں گے۔ ابو نعیم نے حلیہ میں بسند صحیح حضرت حسان بن عطیہ سے نقل کیا ہے کہ دجال کے فتنے سے بچ جانے والوں کی تعداد بارہ ہزار مرد اور سات ہزار عورتیں ہوں گی۔ احتمال ہے کہ حضرت حسان بن عطیہ کا یہ قول حدیث مرفوع ہو جو مرسل روایت ہوا ہے۔ (شرح صحیح مسلم ۱۸/ ۶۸، دلیل الفالحین ۴/ ۵۸۷)

ایک کامل مومن کا دجال سے مقابلہ ہوگا

۱۸۱۵۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يُخْرَجُ الدَّجَالُ فَيَتَوَجَّهُ، قَبْلَهُ، رَجُلٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَيَتَلَقَّاهُ الْمَسَالِحُ: مَسَالِحُ الدَّجَالِ. فَيَقُولُونَ لَهُ: 'إِلَى أَيْنَ تَعْمِدُ فَيَقُولُ: 'أَعْمِدُ إِلَى هَذَا الَّذِي خَرَجَ. فَيَقُولُونَ لَهُ: 'أَوْ مَا تَأْمَنُ بِرَبِّنَا؟ فَيَقُولُ: 'مَا بَرَّيْنَا خَفَاءً! فَيَقُولُونَ: 'اقْتُلُوهُ فَيَقُولُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: 'أَلَيْسَ قَدْ نَهَانَا رَبُّكُمْ أَنْ تَقْتُلُوا أَحَدًا ذُو نَهْ؟ فَيَنْطَلِقُونَ بِهِ إِلَى الدَّجَالِ، فَإِذَا رَأَاهُ الْمُؤْمِنُ قَالَ: 'يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ هَذَا الدَّجَالُ الَّذِي ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِمْرُ الدَّجَالِ بِهِ فَيُشَبِّحُ فَيَقُولُ: 'خُدُّوهُ وَشُجُّوهُ، فَيُوسِعُ ظَهْرُهُ، وَبَطْنُهُ، صَرْبًا: فَيَقُولُ: 'أَوْ مَا تَأْمَنُ بِي؟ فَيَقُولُ أَنْتَ الْمَسِيحُ الْكَذَّابُ! فَيُؤْمَرُ بِهِ فَيُؤْشَرُ بِالْمِنْشَارِ مِنْ مَفْرَقِهِ حَتَّى يُفَرِّقَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ يَمْشِي الدَّجَالُ بَيْنَ الْقِطْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَقُولُ لَهُ، قُمْ فَيَسْتَوِي قَائِمًا، ثُمَّ يَقُولُ لَهُ: 'أَتَأْمَنُ بِي؟ فَيَقُولُ: 'مَا أَرَدْتُ فِيكَ إِلَّا بَصِيرَةً، ثُمَّ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَا يَفْعَلُ بَعْدِي بِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ، فَإِذَا أَخَذَهُ الدَّجَالُ لِيَذْبَحَهُ، فَيَجْعَلُ اللَّهُ مَا بَيْنَ رَقَبَتِهِ إِلَى تَرْفُوتِهِ نُحَاسًا فَلَا يَسْتَطِيعُ إِلَيْهِ سَبِيلًا فَإِذَا أَخَذَهُ، يَبْدِيهِ وَرِجْلَيْهِ فَيَقْذِفُ بِهِ فَيَحْسَبُ النَّاسُ أَنَّهُ، قَذَفَهُ، إِلَى النَّارِ وَأَمَّا أَلْقَى فِي الْجَنَّةِ" فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هَذَا أَكْثَرُ النَّاسِ شَهَادَةً عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَرَأَاهُ الْبُخَارِيُّ بَعْضُهُ، بِمَعْنَاهُ "الْمَسَالِحُ" الْخُفْرَاءُ وَالطَّلَانَعُ.

(۱۸۱۵) حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دجال کا خروج ہوگا اور اہل ایمان میں سے کوئی مومن اس کی طرف جائے گا اس کو دجال کے ہتھیار لگے ہوئے محافظ کہیں گے کہاں کا ارادہ ہے؟ وہ کہے گا کہ میں اس شخص کی طرف جا رہا ہوں جو نکلا ہے۔ تو وہ کہیں گے کہ تو ہمارے رب پر ایمان نہیں لاتا؟ وہ کہے گا کہ ہمارے رب کی ذات تو مخفی نہیں ہے۔ تو وہ آپس میں کہیں گے کہ اسے قتل کر دو، پھر ان میں سے کچھ لوگ دوسروں سے کہیں گے کہ کیا تمہارے رب نے اس کی اجازت کے بغیر قتل کرنے سے منع نہیں کیا۔ وہ اسے لے کر دجال کے پاس لے آئیں گے۔ وہ مومن اسے دیکھ کر کہے گا اے لوگو یہی دجال ہے جس کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ دجال حکم دے گا کہ اس کو پیٹ کے بل لٹا دیا جائے۔ پھر وہ کہے گا کہ اسے پکڑو اور اس کے سر اور چہرے پر ضرب لگاؤ۔ اس پر اسے مار مار کر اس کی پشت اور پیٹ کو کشادہ کر دیا جائے گا۔ پھر دجال پوچھے گا کہ کیا تو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ تو وہ مومن کہے گا کہ تو مسیح کذاب ہے۔ اس پر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا کہ آ رہے سے اس کو درمیان سے چیر دیا جائے اور اس کی ٹانگوں کے درمیان سے اس کے دو حصے کر دیئے جائیں۔ دجال ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان چلے گا اور اسے کہے گا کہ کھڑا ہو جا تو وہ مومن سیدھا کھڑا ہو جائے گا۔ دجال اس سے پھر کہے گا کہ کیا تو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ وہ کہے گا کہ تیرے بارے میں میری بصیرت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ پھر وہ مومن کہے گا اے لوگو اب میرے بعد یہ کسی کے ساتھ اس طرح نہیں کر سکے گا۔ اس پر دجال اسے پکڑ کر ذبح

کرنا چاہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی گردن اور منہ کی درمیانی حصے کو تانے کا بنادے گا اور دجال اس کو قتل کرنے کا کوئی طریقہ نہیں پائے گا تو دجال اس کے ہاتھوں اور پاؤں کو پکڑ کر پھینک دے گا۔ لوگ سمجھیں گے کہ اس نے اسے آگ میں پھینکا ہے لیکن درحقیقت اسے جنت میں ڈال دیا گیا ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس شخص کی شہادت عظیم ترین شہادت ہوگی۔ (مسلم) امام بخاری نے اس مفہوم کا کچھ حصہ روایت کیا ہے۔

المسالح : پھرے دار اور جاسوس۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب لا یدخل الدجال المدینة . صحیح مسلم کتاب الفتن، باب صفة الدجال و تحریم المدینة علیہ .

کلمات حدیث: مسالحو الدجال : دجال کے مخالفین اور اس کے فوجی جو اسلحہ سے مسلح ہوں گے۔ فیشیح : اسے پیٹ کے بل لٹا دیا جائے گا۔ فیوشر بالمنشار من مفرقه : آرا اس کے سر پر رکھ کر اسے سر سے لے کر ٹانگوں کے درمیان تک دو حصوں میں چیر دیا جائے گا۔

شرح حدیث: دجال ساری دنیا میں تیزی سے سفر کرتا ہوا اور زمین کے ہر حصہ کو روندنا ہوا چلا جائے گا مگر مکہ اور مدینہ منورہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ اس کے پاس اس دور کا صالح ترین انسان جائے گا دجال کے لوگ اسے پکڑ کر دجال کے پاس پہنچا دیں گے وہ دجال کو دیکھتے ہی پکار کر کہے گا کہ اے لوگو یہی وہ دجال ہے جس کی رسول اللہ ﷺ نے پیش گوئی فرمائی ہے۔ اس پر اسے خوب مارا پٹا جائے گا پھر اس سے دجال کہے گا کہ کیا اب تو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ اس پر بھی یہ مؤمن شخص برملا کہے گا کہ تو سچ کذاب ہے۔ اس کے بعد دجال کے حکم سے آرا اس شخص کے سر پر رکھ کر اسے سارے جسم کو ٹانگوں کے درمیان تک چیر دیا جائے گا اور دجال اس کی لاش کے دونوں ٹکڑے کے درمیان چلے گا اور ان ٹکڑوں کو کہے گا کہ کھڑا ہو جا تو وہ کھڑا ہو جائے گا دجال پھر پوچھے گا کہ اب تو مجھ پر ایمان لاتا ہے۔ تو یہ شخص کہے گا کہ اب تو میری تیرے بارے میں بصیرت میں اور اضافہ ہو گیا ہے۔ پھر یہ مؤمن شخص لوگوں سے کہے گا کہ اب یہ کسی اور کے ساتھ وہ سلوک نہیں کر سکے گا جو اس نے میرے ساتھ کیا ہے۔ دجال اسے پکڑ کر ذبح کرنا چاہے گا تو اس کا جسم تانے کا بن جائے گا اور دجال اس کو قتل کرنے پر قادر نہ ہوگا اس پر وہ اسے آگ میں پھینک دے گا اور یہ آگ نہ ہوگی درحقیقت جنت ہوگی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کی شہادت اللہ رب العالمین کے یہاں تمام شہداء کی شہادت سے بڑھ کر ہوگی۔

(فتح الباری ۱/۱۰۰۳، ارشاد الساری ۴/۴۲۶، شرح صحیح مسلم ۱۸/۵۷، روضة المتقین ۴/۳۲۶)

پختہ ایمان والے فتنہ دجال سے محفوظ رہیں گے

۱۸۱۶. وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : مَا سَأَلَ أَحَدٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ عَنِ الدَّجَالِ أَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتُهُ، وَإِنَّهُ قَالَ لِي : "مَا يَضُرُّكَ" قُلْتُ : إِنَّهُمْ يَقُولُونَ : إِنَّ مَعَهُ جَبَلٌ

خُبِرَ وَنَهَرُ مَاءٍ قَالَ: "هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ ذَلِكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۸۱۶) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ دجال کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کسی نے نہیں کئے۔ اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ تجھے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کے پاس روٹیوں کا پہارا اور پانی کی نہر ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اہل ایمان کو اس کے شر سے بچانا اللہ کے لیے بہت آسان ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال، صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب الدجال وهو اہون علی اللہ من ذلك.

شرح حدیث: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دجال کے بارے میں کثرت سے سوال کئے۔ آپ ﷺ نے انہیں تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ تمہیں اس سے کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ بلکہ کسی بھی صاحب ایمان کو اندیشہ نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود اہل ایمان کی حفاظت فرمائینگے اور دجال کا سحر اس کی جادوگری اور اس کا مکر و فریب ان پر اثر انداز نہ ہو سکے گا۔ (فتح الباری ۱/۱۰۰۳، ارشاد الساری ۴/۴۲۶، روضة المتقین ۴/۳۶۸)

دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان، ک، ف، رہوگا

۱۸۱۷. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أُنْذِرَ أُمَّتَهُ، الْأَعْوَرُ الْكَذَّابُ، إِلَّا أَنَّهُ، أَعْوَرُ وَإِنَّ رَبَّكُمْ عَزَّوَجَلَّ لَيْسَ بِأَعْوَرٍ، مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كُفْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۸۱۷) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو نبی آیا اس نے اپنی امت کو کانے کذاب دجال سے ڈرایا۔ سن لو دجال کا نا ہے اور تمہارا رب کا نا نہیں ہے۔ اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ک، ف، رکھا ہوگا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال، صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال وصفة ومأمعه.

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ ہر عیب اور نقص سے منزہ اور صفت کمال سے متصف ہے اور دجال جھوٹا ہوگا اور ایک آنکھ سے کانٹا ہوگا اور اس کے باوجود ربوبیت کا دعویٰ دار ہوگا۔ قاضی ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ دجال کے کذاب ہونے اور اس کے ناقص ہونے کا بیان ہے اور جو ناقص ہو وہ رب نہیں ہو سکتا اور اس کی آنکھوں کے درمیان کفر لکھا ہوا ہوگا۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ محققین کے نزدیک اس کی آنکھوں کے درمیان کفر کا لفظ لکھا ہوا ہونا اپنے ظاہر کے مطابق ہے اور

حقیقتاً یہ لفظ لکھا ہوا ہوگا تاکہ یہ اس کے کفر کی ظاہری علامت ہو اور لوگ اس کو دیکھ کر اس کے فتنے میں گرفتار ہونے سے محفوظ رہیں۔

(فتح الباری ۳/۷۳۰، شرح صحیح مسلم ۱۸/۴۷، روضة المتقین ۴/۳۲۹)

دجال کا نا ہوگا

۱۸۱۸. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَلَا أُخْبِدُكُمْ حَدِيثًا عَنِ الدَّجَالِ مَا حَدَّثَ بِهِ نَبِيٌّ قَوْمَهُ: إِنَّهُ 'أَعْوَرُ' وَإِنَّهُ 'يَجِيءُ مَعَهُ' بِمِثَالِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَأَلْبَسِي يَقُولُ إِنَّهَا الْجَنَّةُ هِيَ النَّارُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۸۱۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں دجال کے بارے میں ایسی بات نہ بتلا دوں جو کسی نبی نے اپنی امت کے لوگوں کو نہیں بتائی۔ دجال کا نا ہوگا اور اس کے پاس جنت اور دوزخ جیسی کوئی چیز ہوگی اور جسے وہ جنت بتائے گا دراصل وہ جہنم ہوگی۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، باب قوله تعالى ولقد ارسلنا نوحا الى قومه. صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب ذكر الدجال وصفته ومآله.

شرح حدیث: دجال کو دجال اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کا جھوٹ اور اس کا کردار فریب اور اس کا دھوکہ بہت زیادہ ہوگا۔ اس سے بہت سے خلاف عادت امور ظاہر ہوں گے اور زمین کے غلات پر اور ارزاق پر اسے قدرت حاصل ہوگی۔ جس کی بنا پر بہت سے لوگ اس کے ساتھ ہو جائیں گے جن میں اکثریت یہود کی ہوگی اور وہ خود بھی یہودی ہوگا۔ وہ اپنی الوہیت کا دعویٰ دار ہوگا لیکن اہل ایمان اس سے دور رہیں گے اور اس سے بچ کر پہاڑوں پر چلے جائیں گے کیونکہ وہ اسے اس کی علامتوں سے پہچان لینے اور ان علامتوں میں سے سب سے بڑی علامت یہ ہوگی کہ وہ کا نا ہوگا اور یہ ایسی علامت ہے جو رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے لوگوں کو بتائی اور آپ ﷺ سے قبل کسی نبی نے نہیں بتائی اور اس کے ساتھ جنت اور دوزخ کے مثل کوئی چیز ہوگی اور جس کو وہ جنت کہے گا وہ درحقیقت جہنم ہوگی۔

(نزهة المتقین ۲/۵۴۹، فتح الباری ۲/۲۹۱، صحیح مسلم: ۱۸/۴۹)

دجال خدائی کا دعویٰ کرے گا

۱۸۱۹. وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ الدَّجَالَ بَيْنَ ظَهْرَانِي النَّاسِ فَقَالَ: "إِنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ إِلَّا إِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَالَ أَعْوَرَ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَانَ عَيْنُهُ عَيْنَةً طَافِيَةً" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۸۱۹) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے سامنے دجال کا ذکر فرمایا

اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا نام نہیں ہے مگر یاد رکھو کہ مسیح دجال دائیں آنکھ سے کانا ہے جیسے اس کی آنکھ ابھرا ہوا انگور ہو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ذکر المسیح بن مریم و المسیح الدجال۔

کلمات حدیث: بین ظہر انی الناس: لوگوں کے درمیان۔

شرح حدیث: دجال یہودی ہوگا اور فتنہ پردازی اور دجل و فریب کے منتہا پر ہونے کی وجہ سے اس کو دجال کہا جاتا ہے جو احادیث دجال کے بارے میں کتب احادیث اور خاص طور پر صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں آئی ہیں ان کی صحت اور قطعیت پر علماء امت کا اتفاق ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول بھی ایسی متواتر احادیث سے ثابت ہے جن کی صحت میں شبہ کی بھی گنجائش نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے قیامت سے پہلے دجال کا ظہور ہوگا وہ الوہیت کا مدعی ہوگا اور یہودیوں کا ایک بڑا گروہ اس کے ساتھ ہوگا۔ اس کو احادیث میں مسیح الدجال کہا گیا ہے اور یہ اس لیے کہ اس کی ایک آنکھ مسح ہوگی یا وہ مکہ اور مدینہ کے علاوہ روئے ارض کے ہر علاقے میں پھرے گا اس لیے اسے مسیح کہا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیمار پر ہاتھ پھیر دیتے تھے اور اسے شفاء حاصل ہو جاتی تھی اس لیے انہیں بھی مسیح کہا جاتا ہے۔ (فتح الباری ۲/۲۱۰، شرح صحیح مسلم ۲/۲۰۱، روضة المتقین ۴/۳۳۲، ریاض الصالحین (صلاح الدین) ۲/۵۸۶)

قیامت کے قریب یہودیوں کی پناہ گاہ صرف غرقہ درخت ہوگا

۱۸۲۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُونَ الْيَهُودَ حَتَّى يَسْحَبِيَ الْيَهُودِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْحَجَرِ وَالشَّجَرِ فَيَقُولُ الْحَجَرُ وَالشَّجَرُ: يَا مُسْلِمُ هَذَا يَهُودِيٌّ خَلَفَنِي تَعَالَ فَاقْتُلْهُ إِلَّا الْغَرْقَدَ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرِ الْيَهُودِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۸۲۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک مسلمان کی یہودیوں سے جنگ نہ ہوگی، یہاں تک کہ اگر کوئی یہودی درخت اور پتھر کے پیچھے بھی چھپے گا تو وہ پتھر اور درخت بول اٹھے گا۔ اے مسلم آ یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے اس کو آ کر مار دے سوائے غرقہ کے درخت کے کہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب قتال الیہود، صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل۔

کلمات حدیث: غرقہ: ایک کانٹے دار درخت جو بیت المقدس کے علاقے میں پایا جاتا ہے۔

شرح حدیث: قیامت سے پہلے یہود اور مسلمانوں کے درمیان جنگ ہوگی جس میں اہل اسلام کو فتح ہوگی اور یہود کثرت سے قتل

کئے جائینگے اور اللہ کے حکم سے شجر و حجر کو گویائی ملے گی اور وہ مسلمان کو پکار کر کہیں گے کہ اے مسلم ادھر میرے پیچھے ایک یہودی چھپا ہوا ہے سوائے غرقہ کے درخت کے کہ وہ کلام نہیں کرے گا اور یہودی کا پتہ نہیں دے گا۔ یہ غیب کی خبریں ہیں اور جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے یقیناً اسی طرح ہوگا اور قول صادق و مصدق ﷺ پر ایمان رکھنا لازمی ہے۔

(فتح الباری ۲/۱۸۳، شرح صحیح مسلم ۱۸/۳۶، دلیل الفالحین ۴/۵۹۳)

قیامت کے قریب مصائب کی وجہ سے قبر کی زندگی کو ترجیح دے گا

۱۸۲۱. وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِالْقَبْرِ فَيَتَمَرَّغُ، عَلَيْهِ وَيَقُولُ: يَا لَيْتَنِي مَكَانَ صَاحِبِ هَذَا الْقَبْرِ وَلَيْسَ بِهِ الدِّينُ، مَا بِهِ إِلَّا الْبَلَاءُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۸۲۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی کہ آدمی قبر کے پاس سے گزرے گا تو اس پر لوٹ پوٹ جائے گا اور کہے گا اے کاش اس قبر والے کی جگہ میں ہوتا۔ اور یہ بات وہ دین کے خاطر نہیں کہے گا بلکہ اس ابتلاء اور آزمائش کی بناء پر کہے گا جس سے وہ دنیا میں گزر رہا ہوگا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب لا تقو الساعة حتى يغبط اهل القبور. صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل.

کلمات حدیث: یتمرغ: قبر پر لپٹ جائے گا۔ قبر کا کنارہ تھام لے گا۔ قبر کی مٹی سے لپٹ جائے گا۔

شرح حدیث: جیسے جیسے قیامت قریب آتی جائے گی دنیا سے امن و سکون رخصت ہوتا جائے گا اضطراب اور بے چینی بڑھتی جائے گی اور آلام و مصائب کی اس قدر کثرت ہو جائے گی کہ آدمی زمین کی تہہ کو زمین کی سطح پر ترجیح دے گا اور قبر سے لپٹ کر کہے گا کہ اے کاش اس قبر میں میں پڑا ہوا ہوتا۔ تاکہ ان مصائب و آلام سے تو نجات پاتا جو میں زندگی میں بھگت رہا ہوں۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فتنوں کی کثرت مصائب کی شدت اور آزمائشوں میں گھر کر آدمی دین سے بے گانہ ہو جائے گا اور دنیا کی محبت اس قدر غالب آجائے گی کہ اس کے سوا کوئی فکر و خیال باقی نہیں رہے گا، اس کی ذات بھی مبتلائے آزار ہوگی اولاد کی نافرمانی اور بے راہ روی بھی بلائے جان ہوگی اور انسانوں کے درمیان زندگی گزارنا ایسا ہوگا جیسے جنگل میں درندوں کے درمیان رہنا اس موقع پر یہ آدمی کہے گا کہ زمین کی تہہ زمین کی سطح سے کتنی اچھی ہے اے کاش میں اپنی قبر میں لیٹا ہوا ہوتا۔

(فتح الباری ۳/۷۲۳، روضة المتقين ۴/۳۳۳، دلیل الفالحین ۴/۵۹۳)

دریا فرات سے سونے کا پہاڑ نکلے گا

۱۸۲۲. وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَحْسِرَ الْفُرَاتُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ يُقْتَلُ عَلَيْهِ فَيَقْتُلُ مِنْ كُلِّ مِائَةِ تِسْعَةٌ وَتَسْعُونَ. فَيَقُولُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ: لَعَلِّي أَنْ أَكُونَ أَنَا الْجَوْ" وَفِي رِوَايَةٍ "يُوشِكُ أَنْ يَحْسِرَ الْفُرَاتُ عَنْ كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَهُ، فَلَا يَأْخُذُ مِنْهُ شَيْئًا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ."

(۱۸۲۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ فرات خشک ہو کر اس سے سونے کا پہاڑ نہ نکل آئے جس پر آپس میں قتال ہوگا اور ہر سو میں سے ننانوے مارے جائیں گے اور ان میں سے ہر ایک کہے گا کہ شاید میں بچ جاؤں۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ قریب ہے کہ دریائے فرات خشک ہو کر سونے کے خزانے کو ظاہر کر دے۔ جو شخص وہاں موجود ہو وہ اس میں سے کچھ نہ لے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب خروج النار۔ صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتی يحسر الفرات عن جبل من ذهب۔

کلمات حدیث: يحسر: ہٹ جائے۔ کھل جائے۔ حسر حسراً (باب نصر وضرب) کھل جانا، پانی نیچے اتر جانا۔
شرح حدیث: حضرت مہدی رحمہ اللہ کے ظہور کے وقت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور خروج نار سے قبل دریا خشک ہو جائے گا اور اس میں عظیم خزانہ برآمد ہوگا جسکے حصول کے لیے لوگوں کے درمیان اس قدر رشید لڑائی ہوگی کہ ہر سو آدمیوں میں سے صرف ایک باقی رہ جائے گا۔ اگر اہل اسلام میں کوئی اس موقع پر موجود ہو تو وہ اس خزانے میں سے نہ لے اور دنیاوی حرص و طمع سے اپنے آپ کو بچالے۔ (فتح الباری ۳/۲۲۵۔ شرح صحیح مسلم ۱۸/۱۵۔ تحفة الاحوذی ۷/۳۲۹)

قیامت کے قریب لوگ مدینہ منورہ چھوڑ کر چلے جائیں گے

۱۸۲۳. وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "يَتْرَكُونَ الْمَدِينَةَ عَلَى خَيْرِ مَا كَانَتْ لَا يَبْغِشَاهَا إِلَّا الْعَوَا فِي يُرِيدُ عَوَافِي السَّبَاعِ وَالطَّيْرِ، وَآخِرُ مَنْ يُحْسِرُ رَاعِيَانِ مِنْ مُزَيْنَةَ يُرِيدُ أَنْ الْمَدِينَةَ يَنْعِقَانِ بَغْنَمَهُمَا فَيَجِدَانَهَا وَحُوشًا، حَتَّى إِذَا بَلَغَا نَبِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّ عَلَى وَجُوهِهِمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ."

(۱۸۲۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ مدینہ منورہ کو اچھی حالت میں ہوتے ہوئے بھی چھوڑ جائیں گے سوائے وحشی درندوں اور پرندوں کے کوئی رخ نہیں کرے گا اور آخر میں جن کا حشر ہوگا وہ مزینہ قبیلے کے دو چرواہے ہوں گے جو اپنی بکریاں ہنکاتے ہوئے مدینہ منورہ جا رہے ہوں گے تو اسے

وحشیوں کا مسکن پا کر لوٹیں گے جب ثنیۃ الوداع پر پہنچیں گے تو منہ کے بل گر پڑیں گے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب فضائل المدینۃ، باب من رغب عن المدینۃ، صحیح مسلم کتاب الحج، باب فی المدینۃ حتی یتراکھا اهلہا۔

کلمات حدیث: ولا یغشاھا الا العوافی: اس کا کوئی ارادہ اور قصد نہیں کرے گا سوائے پرندوں اور درندوں کے۔ ینعقان بغنمہا: اپنی بکریوں کو ہانک کر لے جا رہے ہوں گے۔

شرح حدیث: مدینہ منورہ اپنی بہترین حالت میں ہوگا اور لوگ اسے چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ پیش گوئی پوری ہو چکی ہے یعنی اس وقت جب دار الخلافہ مدینہ منورہ سے عراق اور شام منتقل ہوا۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ یہ بات آخر زمانے میں پیش آئے گی کیونکہ اس حدیث کے باقی حصے اس امر کی دلیل ہیں کہ حدیث میں مذکور پیش گوئی ابھی ظہور پذیر نہیں ہوئی ہے۔

(فتح الباری ۱/۱۰۰۱، ارشاد الساری ۴/۱۸، روضة المتقین ۴/۳۲۷)

قیامت کے قریب مال کی کثرت ہوگی

۱۸۲۳۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يَكُونُ خَلِيفَةٌ مِنْ خُلَفَائِكُمْ فِي آخِرِ الزَّمَانِ يَحْتَوِ الْمَالَ وَلَا يَعُدُّهُ"، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۸۲۳) حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانے میں تمہارے خلفاء میں سے

ایک خلیفہ ہوگا جو لوگوں کو لپ بھر بھر کر مال دے گا اور اسے شمار نہیں کرے گا۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتی یمر الرجل بقبر الرجل فیتمنی۔

شرح حدیث: آخر زمانے میں مال و دولت کی کثرت ہوگی اور اس وقت لوگوں کو مال لپ لپ بھر کر دے گا اور شمار نہیں کرے گا۔ یمن کے ایک محدث ابن الخياط نے اس سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ مراد لیا ہے۔

(شرح صحیح مسلم ۱۸/۳۱، روضة المتقین ۴/۳۳۸، دلیل الفالحین ۴/۵۹۴)

قیامت کے قریب صدقہ قبول کرنے والا کوئی نہ ملے گا

۱۸۲۵۔ وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَيَأْتِيَنَّ

عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَطُوفُ الرَّجُلُ فِيهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَأْخُذُهَا مِنْهُ، وَيُرَى الرَّجُلُ الْوَاحِدَ يَتَّبِعُهُ أَرْبَعُونَ امْرَأَةً يَلْدُنَ بِهِ مِنْ قِلَّةِ الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ"، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۸۲۵): حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا

آئے گا کہ آدمی سونا لے کر گھومے گا کہ اسے صدقہ کر دے اور اسے کوئی لینے والا نہیں ملے گا اور ایک آدمی کی نگرانی میں چالیس عورتیں ہونگی جو اس کی پناہ میں ہوں گی اور یہ مردوں کی کمی اور عورتوں کی کثرت کی بناء پر ہوگا۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب الترغیب فی الصدقة قبل ان یوحد من لا یقبلها۔

کلمات حدیث: بلذنبہ: اس کے ساتھ وابستہ ہوں گی اور وہ ان کی ضروریات پوری کرے گا۔ ایک آدمی تنہا چالیس عورتوں کی کفالت کرے گا۔

شرح حدیث: زمانہ آخر میں مال و دولت کی کثرت کی وجہ سے اور لوگوں کے آفات و مصائب میں مبتلا ہونے کی وجہ سے یہ حال ہوگا کہ اگر آدمی سونا صدقہ کرنا چاہے تو وہ اسے لے کر پھرے گا مگر کوئی اسے لینے والا نہیں ملے گا۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک دنیا میں مال و دولت کی کثرت نہ ہو جائے یہاں تک کہ مال کے مالک چاہے کہ کوئی اس کا صدقہ قبول کر لے تو وہ کسی کو مال پیش کرے تو وہ کہے گا کہ مجھے ضرورت نہیں ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ صدقہ دینے والا کسی کو دینا چاہے گا تو وہ کہے گا کہ کل دیتے تو میں لے لیتا آج مجھے ضرورت نہیں ہے۔

قیامت سے پہلے عورتوں کی اس قدر کثرت ہو جائے گی کہ مرد چالیس عورتوں کا کفیل اور ان کا نگران ہوگا۔

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ علامات قیامت یہ ہیں علم کی کمی، جہالت کا انشاء، زنا کی کثرت، عورتوں کی زیادتی اور مردوں کی کمی۔

یہ پانچ امور انسانی زندگی میں اس قدر اہم ہیں کہ ان میں اختلال اور فساد پیدا ہو جانے سے حیات انسان کا تمام نظام درہم برہم ہو جاتا ہے اور آدمی کا دین اور اس کی دنیا دونوں برباد ہو جاتے ہیں۔

(فتح الباری ۱/۸۲۳۔ ارشاد السناری ۳/۵۳۱۔ شرح صحیح مسلم ۷/۸۳۔ روضة المتقین ۴/۳۳۸)

بنی اسرائیل کا ایک واقعہ

۱۸۲۶۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَشْتَرَى رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ عَقَارًا فَوَجَدَ الَّذِي اَشْتَرَى الْعَقَارَ فِي عَقَارِهِ جُرَّةً فِيهَا ذَهَبٌ، فَقَالَ لَهُ الَّذِي اَشْتَرَى الْعَقَارَ: خُذْ ذَهَبَكَ، اِنَّمَا اَشْتَرَيْتُ مِنْكَ الْاَرْضَ وَلَمْ اَشْتَرِ الذَّهَبَ، وَقَالَ الَّذِي لَهُ الْاَرْضُ: اِنَّمَا بَعْتُكَ الْاَرْضَ وَمَا فِيهَا، فَتَحَاكَمَا اِلَى رَجُلٍ، فَقَالَ الَّذِي تَحَاكَمَا اِلَيْهِ: اَلْكُفَا وَلَئِنْ قَالَ اَحَدُهُمَا لِيْ غُلَامٌ، وَقَالَ الْاُخَرُ: لِيْ جَارِيَةٌ قَالَ: اَتَنْكِحَا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ وَتَنْفَقَا عَلَيَّ اَنْفُسَهُمَا مِنْهُ فَتَصَدَّقَا، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(۱۸۲۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی نے دوسرے آدمی سے

زمین خریدی، زمین کے خریدار کو اس زمین میں ایک سونے کا بھرا ہوا مٹکا ملا۔ اس نے جس سے زمین خریدی تھی اس سے کہا کہ یہ تمہارا سونا تم لے لو میں نے تو تم سے زمین خریدی تھی سونا نہیں خریدا تھا جس کی زمین تھی اس نے کہا کہ میں نے تمہیں زمین اور جو کچھ اس میں ہے وہ فروخت کر دیا اب ان دونوں نے ایک شخص سے اپنا فیصلہ چاہا۔ اس فیصلہ کرنے والے نے کہا کہ کیا تمہارے اولاد ہے۔ ایک نے کہا میرا لڑکا ہے دوسرے نے کہا کہ میری لڑکی ہے اس پر اس نے کہا کہ تم دونوں اس لڑکے اور لڑکی کا نکاح کر دو اور اس سونے کو ان پر خرچ کر دو اور ان پر صدقہ کر دو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، قبیل کتاب المناقب، صحیح مسلم، کتاب الاقصیہ، باب استحباب اصلاح الحاکم بین الخصمین ..

کلمات حدیث: عقار: زمین، خواہ خالی زمین ہو یا باغ ہو یا مکان ہو۔ غیر منقولہ املاک۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں پچھلی امتوں میں سے کسی امت کے دو افراد کا ذکر ہے جو بہت متقی تھے اور زہد اور صفائے قلب کی بناء پر ان کے دل دنیا کی محبت سے خالی اور اللہ کی محبت میں سرشار تھے اور جس کے پاس فیصلہ کرنے گئے وہ بھی انہی کی طرح کوئی صاحب تقویٰ اور روشن ضمیر شخص تھا جس نے اپنے فیصلے میں نہ صرف یہ کہ ان دونوں کی مصالحت کو بلکہ ان کی اولاد کی مصالحت کو بھی مد نظر رکھا۔ از روئے شریعت اگر زمین میں ملنے والے خزانے کا اصل مالک مدعی ہو کہ یہ اس کا ہے تو اس کو ملے گا ورنہ اس کا حکم رکاز کا ہوگا کہ بیت المال کا پانچواں حصہ نکال کر باقی حصہ مالک کا ہوگا۔ رکاز کے معنی اس دھنیز کے ہیں کہ جو زمین میں دبا ہوا کہیں سے نکلے۔

(فتح الباری: ۶۷۹/۲، شرح صحیح مسلم: ۱۸/۱۲، دلیل الفالحین: ۵۹۶/۴، ریاض الصالحین (صلاح الدین): ۵۹۰/۲)

حضرت سلیمان علیہ السلام کا حکیمانہ فیصلہ

۱۸۲۷۔ وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "كَانَتْ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَاءَ الذَّنْبُ فَذَهَبَ بَابِنِ أَحَدَاهُمَا. فَقَالَتْ لِصَاحِبَتِهَا: إِنَّمَا ذَهَبَ بَابِنِكَ. وَقَالَتْ الْأُخْرَى: إِنَّمَا ذَهَبَ بَابِنِكَ، فَتَحَا كَمَا إِلَى دَاوُدَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى، فَخَرَجَتَا عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْهُ فَقَالَ: اتُّنُونِي بِالسِّكِّينِ أَشَقَّهُ بَيْنَهُمَا. فَقَالَتْ الصُّغْرَى: لَا تَفْعَلْ، رَحِمَكَ اللَّهُ، هُوَ ابْنُهَا فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۸۲۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ دو عورتیں تھیں ان کے دو بیٹے تھے۔ بھیڑیا آیا اور ایک کا بیٹا لے گیا۔ ایک نے دوسری سے کہا کہ تیرا بیٹا لے گیا ہے دوسری نے کہا کہ تیرا بیٹا لے گیا ہے۔ دونوں حضرت داؤد علیہ السلام سے فیصلے کی طلب گار ہوئیں حضرت داؤد علیہ السلام نے بڑی کے حق میں فیصلہ دیا۔ پھر دونوں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس گئیں اور انہیں بتایا کہ انہوں نے فرمایا کہ چھری لاؤ میں اس بچے کو دونوں کے درمیان تقسیم کر دوں گا۔

چھوٹی نے کہا کہ اللہ آپ پر رحم کرے آپ ایسا نہ کریں یہ بڑی کا بیٹا ہے۔ اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی کے حق میں فیصلہ دیدیا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الفرائض، باب اذا دعت المرأة ابنا. صحیح مسلم، کتاب الاقضیہ باب اختلاف المجتہدین.

شرح حدیث: فیصلے کے وقت فیصلہ کرنے والا شخص مختلف قرآن سے بھی مدد لے سکتا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے خداداد صلاحیت اور وہمی فطانت کے ذریعہ صحیح بات معلوم کر لی کہ چھوٹی یہ سکر کہ بچے کو چھری سے کاٹ کر دونوں کے درمیان تقسیم کر دیا جائے پریشان ہو گئی اور اس نے کہا کہ نہیں کاٹنے کی ضرورت نہیں ہے بڑی کو دیدیتے۔ اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے معلوم کر لیا کہ بچہ دراصل چھوٹی کا ہے کہ جو اضطراب ماں ہونے کے ناطے اس پر طاری ہوا وہ بڑی پر نہیں ہوا۔

(فتح الباری ۲/۳۲۸. شرح صحیح مسلم ۱۲/۱۷. روضة المتقین ۴/۳۴۱. دلیل الفالحین ۴/۵۹۷)

قیامت کے قریب بدترین لوگ دنیا میں رہ جائیں گے

۱۸۲۸. وَعَنْ مُرْدَاسٍ الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَذْهَبُ الصَّالِحُونَ الْأَوَّلُ فَلَا أَوَّلَ، وَيَبْقَى خُثَالَةٌ كَخُثَالَةِ الشَّعْبِيرِ، أَوِ التَّمْرِ لَا يَبَالِيهِمُ اللَّهُ بَالَةً. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. (۱۸۲۸) حضرت مرداس اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نیک لوگ ایک ایک کر کے چلے جائیں گے اور جو یا کھجور کے بھوسے کی طرح کے لوگ رہ جائیں گے جن کی اللہ تعالیٰ کو کچھ بھی پرواہ نہیں ہوگی۔ (بخاری)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب المغازی، غزوة الحديبية.

راوی حدیث: حضرت مرداس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی ہیں۔ اصحاب بیعت رضوان میں سے ہیں ان سے صرف یہی ایک حدیث مروی ہے۔ (دلیل الفالحین ۴/۵۹۸)

کلمات حدیث: خثالة: کسی چیز کا بچا کچا ردی حصہ۔ ابن التین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ خثالہ کے معنی ہیں گرے پڑے لوگ۔ لا یبالیہم اللہ بالة: اللہ کے یہاں ان کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی اور ان کا کوئی وزن نہ ہوگا۔

شرح حدیث: ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صلحاء امت کی موت علامات قیامت میں سے ہے کہ ایک ایک کر کے لوگ دنیا سے رخصت ہوتے جائیں گے اور آخر میں ایسے لوگ باقی رہ جائیں گے جیسے جو یا کھجور کا بچا ہوا کچرا۔ جن کی اللہ کو کوئی پرواہ نہ ہوگی اور نہ ان کی اللہ کے یہاں کوئی اہمیت ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نیک لوگ اس طرح جن جن کر موت کا شکار ہوں گے جیسے اچھی کھجوریں چنی جاتی ہیں اور فرمایا ﷺ نے کہ قیامت اس وقت قائم ہوگی جب دنیا میں صرف شریر لوگ باقی رہ جائیں گے۔

(فتح الباری ۲/۵۸۴. عمدة القاری ۱۷/۲۸۸. روضة المتقین ۴/۳۴۲. دلیل الفالحین ۴/۵۹۸)

شرکاء بدر کی فضیلت

۱۸۲۹. وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرْقِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : جَاءَ جِبْرِيلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَا تَعْدُونَ أَهْلَ بَدْرٍ فِيكُمْ؟ قَالَ : "مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِينَ" أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ : وَكَذَلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ " رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۱۸۲۹) حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور دریافت فرمایا کہ تم اہل بدر کو اپنے درمیان کیسا شمار کرتے ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سب مسلمانوں میں افضل۔ یا آپ ﷺ نے اسی طرح کی کوئی بات فرمائی۔ اس پر حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ اسی طرح غزوہ بدر میں حاضر ہونے والے فرشتے بھی افضل ہیں۔ (بخاری)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ باب شہود الملائکۃ بدرًا .

راوی حدیث: حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بدر واحد خندق اور بیعت رضوان اور دیگر غزوات میں شرکت فرمائی، آپ سے چوبیس احادیث مروی ہیں جن میں تین صحیح بخاری میں ہیں۔

(فتح الباری ۵۲۹/۲، روضة المتقین ۳۴۳/۴، دلیل الفالحین ۵۹۹/۴)

دنوی عذاب عمومی ہوتا ہے

۱۸۳۰. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِذَا أُنْزِلَ اللَّهُ تَعَالَى بِقَوْمٍ عَذَابًا أَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيهِمْ ثُمَّ يُعْتَوَى عَلَى أَعْمَالِهِمْ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۸۳۰) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل فرماتا ہے تو عذاب اس قوم میں موجود تمام لوگوں کو محیط ہوتا ہے پھر سب لوگ روز قیامت اپنے اپنے اعمال کے مطابق اٹھائے جائیں گے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب اذا انزل بقوم عذاباً . صحیح مسلم، کتاب الحنۃ باب اثبات الحساب .

شرح حدیث: جب کسی قوم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آتا ہے تو وہ محیط ہوتا ہے اور اچھے اور برے سب طرح کے لوگوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ پھر روز قیامت تمام لوگ اپنی اپنی نیتوں اور اپنے اپنے اعمال کے مطابق اٹھائے جائیں گے۔ چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر بندہ اسی عمل پر اٹھایا جائے گا جس پر وہ مرا ہے یعنی مؤمن ایمان پر اور

منافق نفاق پر اٹھایا جائے گا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر لوگ برا کام ہوتے ہوئے دیکھیں اور اس کو بد لئے کے لیے کوشاں نہ ہوں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو عذاب کی لپیٹ میں لے لے۔

اللہ کے دین کی خلاف ورزی ہوتے ہوئے دیکھ کر اس پر خاموش رہنا اور بری باتوں سے لوگوں کو منع نہ کرنا اور ان کو اعمالِ حسنہ کی جانب رغبت نہ دلانا اس حالت پر راضی ہونے کے مترادف ہے اور گناہ پر راضی ہو جانا گناہ ہے ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اچھے برے سب لوگوں کو عذاب محیط ہونے کی وجہ اچھے لوگوں کا دوسروں کو نیک اعمال کی ترغیب اور برے اعمال سے روکنے کی کوشش کو ترک کر دینا ہے۔ جو نیک لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہے انہیں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے عذاب سے محفوظ رکھتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

﴿أَنْجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ﴾

”جو برائیوں سے منع کیا کرتے تھے ہم نے انہیں نجات دی۔“

(فتح الباری ۷۱۷/۳، شرح صحیح مسلم ۱۷۳/۱۷، روضة المتقین ۴/۳۴۴)

اسطوانہ حنائہ کا ذکر

۱۸۳۱۔ وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ جِدْعٌ يَقُومُ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي فِي الْخُطْبَةِ. فَلَمَّا وَضِعَ الْمِنْبَرُ سَمِعْنَا لِلْجِدْعِ مِثْلَ صَوْتِ الْعِشَارِ حَتَّى نَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ فَسَكَنَ. وَفِي رِوَايَةٍ: فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَعَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عَنْهَا حَتَّى كَادَتْ أَنْ تَنْشَقَّ. وَفِي رِوَايَةٍ: فَصَاحَتِ صِيَاخُ الصَّبِيِّ، فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَخَذَهَا فَضَمَّهَا إِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَبْنُ أَيْنِ الصَّبِيِّ الَّذِي يُسَكَّتُ حَتَّى اسْتَقَرَّتْ قَالَ: ”بَكَتْ عَلَيَّ مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ“ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۸۳۱) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ مجبور کا ایک تاجدار رسول اللہ ﷺ دورانِ خطبہ اس کا سہارا لیا کرتے تھے۔ جب منبر رکھ دیا گیا تو ہم نے تنے سے دس ماہ کی اونٹنی کے رونے جیسی آواز سنی۔ نبی کریم ﷺ منبر سے اترے اس پر اپنا ہاتھ رکھا تو وہ خاموش ہو گیا۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ جب جمعہ کا دن آیا اور رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے تو مجبور کا وہ تاج جس کا سہارا لے کر آپ خطبہ دیا کرتے تھے اس طرح رویا گیا پھٹ جائے گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ وہ تانچے کی طرح چیخ کر رونے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نیچے اترے اور اسے پکڑ کر اپنے ساتھ چٹا لیا۔ وہ اس بچے کی طرح سسکیاں لینے لگا جس کو چپ کرایا جاتا ہے یہاں تک کہ اسے سکون آ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اس لیے رویا کہ یہ ذکر سنتا تھا۔ (بخاری)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام۔

کلمات حدیث: العشار: حاملہ اونٹنی جو ولادت کے قریب ہو۔ الجذع: کھجور کا تانہ۔ تنن أنین الصبی: بچے کی طرح رونے لگا۔

بچہ کی طرح بلکنے لگا۔ اس میں ایسی آواز آئی جیسے روتے ہوئے بچے کو چپ کرتے وقت بچے کی رونے کی آواز ہوتی ہے۔

شرح حدیث: مسجد نبوی ﷺ میں کھجور کا ایک تار کھدیا گیا تھا رسول اللہ ﷺ دوران خطبہ اس کا سہارا لے لیا کرتے تھے۔ اصحاب

رسول ﷺ کو کسی نے مشورہ دیا کہ حضور ﷺ کے لیے منبر بنو دیا جائے۔ چنانچہ منبر بنا کر مسجد میں رکھ دیا۔ یہ بچہ کا واقعہ ہے۔ آپ ﷺ

منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اس تنے کا سہارا نہ لیا تو اس سے رونے کی آواز بلند ہوئی آپ ﷺ نے اس پر اپنا دست مبارک رکھایا اسے

اپنے ساتھ چٹایا تو وہ خاموش ہو گیا اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں اسے چٹا کر خاموش نہ کراتا تو یہ قیامت تک روتا رہتا اور پھر

بعد میں اس کو دفن کر دیا گیا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اے لوگوں کھجور کا تانہ حضور کے فراق پر رویتم کیوں حضور

کے فراق پر نہیں روتے۔ (فتح الباری ۱/۴۷۷۔ ارشاد الساری ۲/۱۰۹۔ روضة المتقین ۴/۳۴۵۔ دلیل الفالحین ۴/۱۲۳)

شریعت کے واضح احکام پر عمل کیا جائے

۱۸۳۲۔ وَعَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُسَنِيِّ جُرْثُومَ بْنِ نَاشِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى فَرَضَ فَرَأَيْتُمْ فَلَا تُضَيِّعُوهَا، وَحَدَّ حُدُودًا فَلَا تَعْتَدُوهَا، وَحَرَّمَ أَشْيَاءَ فَلَا تَنْتَهِكُوهَا وَسَكَّتْ عَنْ أَشْيَاءَ رَحْمَةً لَكُمْ غَيْرَ نَسِيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوا عَنْهَا" حَدِيثٌ حَسَنٌ. رَوَاهُ الدَّارِقُطْنِيُّ وَغَيْرُهُ.

(۱۸۳۲): حضرت ابو ثعلبہ خشنی جرتھوم بن ناشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے

بعض امور کو فرض قرار دیا ہے انہیں ضائع نہ کرو اور بعض حدود مقرر کی ہیں ان سے تجاوز نہ کرو اور بعض اشیاء کو حرام قرار دیا ہے ان کی

حرمت پامال نہ کرو اور بغیر کسی نسیان کے تمہارے اوپر رحم کرتے ہوئے بعض امور سے سکوت اختیار فرمایا ہے ان کی بحث و کرید میں نہ

لگو۔ (یہ حدیث حسن ہے اسے دارقطنی وغیرہ نے روایت کیا ہے)

تخریج حدیث: سنن الدارقطنی، کتاب الرضاع۔

کلمات حدیث: فرائض: جمع فریضہ اور فریضہ مفروضہ کے معنی میں ہے یعنی وہ امر یا کام جسے فرض قرار دیا گیا ہو۔ حدود: حد کی

جمع ہے۔ حد کے معنی اس شے جو دو باتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرنے والی ہو۔ اور حدود اللہ وہ تمام امور مراد ہیں جن کو اللہ نے حرام قرار

دیا ہے اور وہ سزائیں بھی حدود ہیں جو ان معاصی کے ارتکاب پر مقرر کی گئی ہیں۔

شرح حدیث: انا مسمعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مبارک اپنے معانی اور مفاہیم کے اعتبار سے بے حد اہم ہے کہ اس میں وضاحت سے بتا دیا گیا کہ جن امور کو اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہے ان کی پابندی کرنا اور انہیں پورا کرنا لازم اور جو حدود متعین کی ہے ان سے تجاوز نہ کرنا بھی لازم ہے۔ اور بعض امور سے منع فرما دیا ہے تو ہرگز ان امور کا ارتکاب نہ کیا جائے اور جن امور سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر رحم کرتے ہوئے سکوت اختیار کیا ہے ان کے بارے میں بحث و جستجو نہ کی جائے۔ جو شخص اپنی زندگی ان امور کے مطابق گزارے گا وہ کامیاب و کامران ہوگا۔ (روضۃ المتقین ۴/۳۷۷۔ دلیل الفالحین ۴/۶۰۱)

سات غزوات میں صرف ٹڈیاں کھائیں

۱۸۳۳۔ وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ، غَزَوْ نَامِعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ نَأْكُلُ الْجَرَادَ. وَفِي رِوَايَةٍ: نَأْكُلُ مَعَهُ الْجَرَادَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۸۳۳) حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی ہم ان میں ٹڈیاں کھاتے تھے۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ٹڈیاں کھایا کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الذبائح، باب اکل الجراد۔ صحیح مسلم، کتاب الصيد باب اباحۃ الجراد۔

کلمات حدیث: جراد :- ٹڈی اس کا واحد جرادۃ ہے اور مذکر و مؤنث مساوی ہے جیسے حماقہ۔

شرح حدیث: ٹڈی حلال ہے اور اس کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے لیے دو مردار حلال ہیں مچھلی اور ٹڈی۔ (فتح الباری ۲/۱۱۸۴۔ شرح صحیح مسلم ۱۳/۸۷)

مسلمان کو ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا ہے

۱۸۳۴۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۸۳۴): حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں

ڈسا جاتا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الادب، باب لا یلدغ المؤمن من جحر مرتین۔ صحیح مسلم، کتاب

الزهد، باب لا یلدغ المؤمن .

کلمات حدیث: لا یلدغ: نہیں ڈسا جاتا۔ لدغ لدغاً (باب فتح) ڈسنا۔ لدیغ: ڈسا ہوا۔ حجر: سوراخ جمع احجار۔ حجر حجرأ (باب فتح) سوراخ میں داخل ہونا۔

شرح حدیث: مؤمن بیدار اور متنبہ ہوتا ہے اور غافل یا مغفل نہیں ہوتا کہ بار بار دھوکہ کھاتا رہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں کسی کو دھوکہ نہیں دیتا مگر میں کسی کے دھوکہ میں بھی نہیں آتا۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا سبب وارد یہ ہے کہ ابو غزوہ نامی ایک شاعر حضور ﷺ کی جھوکیا کرتا تھا، یہ غزوہ بدر میں اسیر ہو کر آ گیا تو اس نے حضور سے عفو و درگزر اور احسان کی درخواست کی آپ ﷺ نے اس پر احسان فرمایا اور اس شرط پر رہا فرمادیا کہ آئندہ وہ جھو نہیں کرے گا اس نے وعدہ کر لیا لیکن جب اپنی قوم میں واپس گیا پھر جھو شروع کر دی اور اپنے اشعار کے ذریعہ کافروں کو آپ ﷺ کے خلاف بھڑکانا شروع کر دیا۔ پھر دوبارہ غزوہ احد میں قید ہو کر آیا اور اب پھر آپ سے معافی اور درگزر کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مؤمن ایک سوراخ سے دوسرے نہیں ڈسا جاتا۔ غرض مؤمن کو ہمیشہ عاقبت اور انجام پر نظر رکھنی چاہیے اور بری عاقبت سے ڈرتے رہنا چاہیے خواہ سوء عاقبت دنیا کی ہو یا آخرت کی۔ چنانچہ ایک اور حدیث مبارک میں ہے کہ مؤمن محتاط اور زیرک ہوتا ہے۔ (فتح الباری ۲۱۸/۳، شرح صحیح مسلم ۹۷/۱۸، روضة المتقین ۳۴۹/۴)

تین اہم گناہگاروں کی سزاء

۱۸۳۵ . وَعَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "ثَلَاثَةٌ لَا يَكْلِمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يَزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابُ أَلِيمٍ . "رَجُلٌ عَلَى فُضْلٍ مَاءٍ بِالْقَلَاءِ يَمْنَعُهُ، مِنْ ابْنِ السَّبِيلِ، وَرَجُلٌ بَايَعَ رَجُلًا سِلْعَةً بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ بِاللَّهِ لَا أَخَذَهَا بَكْذَا وَكَذًّا فَصَدَّقَهُ، وَهُوَ عَلَى غَيْرِ ذَلِكَ، وَرَجُلٌ بَايَعَ إِمَامًا لَا يَبَايِعُهُ، إِلَّا لِدُنْيَا فَإِنَّ آعْطَاهُ مِنْهَا وَفَى وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ مِنْهَا لَمْ يَفِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۸۳۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمی ہیں جن سے روز قیامت نہ اللہ تعالیٰ کلام فرمائے گا نہ ان کی طرف نظر رحمت دیکھے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ ایک وہ آدمی ہے جو جنگل میں ہے اور اس کے پاس اس کے ضرورت سے زائد پانی موجود ہے مگر وہ مسافر کو نہیں دیتا۔ دوسرا وہ آدمی جو بعد عصر کسی سے اپنے سامان کو سودا کرے اور قسم کھا کر کہے کہ اس نے یہ سامان اتنے کا لیا تھا۔ اور دوسرا اس کی تصدیق کرے حالانکہ اس نے چھوٹی قسم کھائی ہے اور تیسرا آدمی جو کسی امام سے دنیا کی غرض کے لیے بیعت کرے اگر اسے دنیا مل جائے تو اس کی بیعت باقی رہے ورنہ وہ بیعت پوری نہ کرے۔ (مشق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب من بايع رجلا لا يبايعه الا للدين .

شرح حدیث: پانی ہوتے ہوئے صحرا میں مسافر کو پانی نہ دینا، عصر کے وقت جھوٹی قسم کھا کر سودا فروخت کرنا اور دنیا کے حصول کی خاطر امام سے بیعت کرنا کہ دنیا ملی تو خوش ورنہ بیعت وفاندگی۔ یہ سب بدترین اخلاقی برائیاں اور معصیت کے کام ہیں۔ عصر کے وقت جھوٹی قسم کھانا زیادہ بڑی برائی اور زیادہ بڑی معصیت ہے کہ شب و روز کے فرشتے اس وقت موجود ہوتے ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بیعت تو زودینا اور امام سے کیے ہوئے عہد کو پورا نہ کرنا معصیت ہے اور اس پر سخت وعید آئی ہے۔

(فتح الباری ۱/۱۱۸۱۔ شرح صحیح مسلم ۲/۱۰۰۔ روضة المتقین ۴/۳۵۰)

قیامت کے دو صورتوں کے درمیان کا فاصلہ

۱۸۳۶۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُونَ" قَالُوا: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَرْبَعُونَ يَوْمًا؟ قَالَ أَبَيْتُ، قَالُوا: أَرْبَعُونَ سَنَةً؟ قَالَ: أَبَيْتُ قَالُوا أَرْبَعُونَ شَهْرًا قَالَ أَبَيْتُ وَيَبْلَى كُلُّ شَيْءٍ مِّنَ الْإِنْسَانِ إِلَّا عَجَبَ الذَّنْبِ فِيهِ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ، ثُمَّ يَنْزِلُ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيَنْبِتُونَ كَمَا يَنْبِتُ الْبَقْلُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۸۳۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دونوں کے درمیان چالیس کا فاصلہ ہوگا۔ لوگوں نے پوچھا اے ابو ہریرہ چالیس دن کا؟ انہوں نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم۔ انہوں نے کہا کہ چالیس سال؟ انہوں نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم۔ انہوں نے کہا چالیس مہینے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم۔ اور انسان کی ہر چیز بوسیدہ ہو جاتی ہے سوائے دم کی ہڈی کے اس ہڈی سے انسان کو دوبارہ جوڑ کر پیدا کیا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش نازل فرمائے گا جس سے لوگ اس طرح اگیں گے جس طرح زمین سے سبزی اگتی ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورة الزمر۔ صحیح مسلم کتاب الفتن، باب بین النفختین۔

کلمات حدیث: عجب الذنب: پشت کی چٹائی جانب نرم ہڈی یہ ریزھ کی ہڈی کا آخری مہرہ ہے سارا انسان گل سڑ جائے گا اور صرف یہ ہڈی باقی رہ جائے گی جس پر اس کی خلق کا دوبارہ اعادہ ہوگا۔

شرح حدیث: حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے جس سے سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے یہ فحہء اولیٰ ہوگا۔ پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا جس سے لوگ قبروں میں سے زندہ ہو کر باہر نکل آئیں گے یہ دوسرا فحہ ہے اسے فحہ الصعق اور فحہ البعث بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان کس قدر مدت ہوگی چالیس دن، چالیس ماہ یا چالیس سال اس سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لاعلمی کا اظہار کیا لیکن دوسری روایات میں چالیس سال کی صراحت موجود ہے۔

(فتح الباری ۲/۸۴۷۔ شرح صحیح مسلم ۱۸/۷۲۔ روضة المتقین ۴/۳۵۲)

نااہل لوگوں کا ذمہ دار بننا قیامت کی نشانی ہے

۱۸۳۷۔ وَعَنْهُ قَالَ : بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَجْلِسٍ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ جَاءَهُ أَعرَابِي فَقَالَ : مَتَى السَّاعَةُ؟ فَمَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ. فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ : سَمِعَ مَا قَالَتْ فَكِرَهُ مَا قَالَتْ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ : بَلْ لَمْ يَسْمَعْ، حَتَّى إِذَا قَضَى حَدِيثَهُ قَالَ : "أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ السَّاعَةِ؟" قَالَ : هَآأَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ .

قَالَ : "إِذْ ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ" قَالَ : كَيْفَ إِضَاعَتُهَا؟ قَالَ : "إِذَا وُسِدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۱۸۳۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک مجلس میں بیان فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ رسول اللہ ﷺ حسب سابق بیان فرماتے رہے۔ لوگوں میں سے کسی نے کہا کہ آپ ﷺ نے بات سن لی کہ پسند نہیں فرمائی اور کسی نے کہا کہ آپ ﷺ نے بات نہیں سنی۔ جب آپ ﷺ نے بات مکمل فرمائی تو دریافت فرمایا کہ وہ شخص کہاں ہے جس نے قیامت کے بارے میں پوچھا تھا۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں یہاں موجود ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب امانت ضائع کی جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔ اس نے دریافت کیا کہ امانت کیسے ضائع کی جائے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب معاملہ نااہل لوگوں کے سپرد کیا جانے لگے تو قیامت کا انتظار کرو۔ (بخاری)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من سئل علما وهو مشغول فی حدیثہ فأتته الحدیث فأجاب السائل.

کلمات حدیث: اذا وُسِدَ الْأَمْرُ : جب معاملہ خواہ دین کا ہو یا دنیا کا نااہل کے سپرد کیا جانے لگے۔

شرح حدیث: قیامت سے پہلے امانتیں ضائع ہوں گی دیانت و امانت کا فقدان ہوگا، فسق و فجور عام ہوگا اور دین کے اور دنیا کے معاملات نااہلوں کے سپرد کیے جائیں تو تم قیامت کا انتظار کرو اور سمجھ لو کہ قیامت قریب آگئی ہے یعنی دنیا کی سیادت و قیادت پر بھی بد کردار اور نااہل لوگ قابض ہوں گے اور مسند دعوت و ارشاد پر بے علم تقویٰ سے عاری اور دنیا کے حریص فائز ہوں گے۔

(فتح الباری ۱/۶۷۹. روضة المتقین ۴/۳۵۳. دلیل الفالحین ۴/۶۰۶)

جائز امور میں حاکم کی اطاعت واجب ہے

۱۸۳۸۔ وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "يُصَلُّونَ لَكُمْ : فَإِنْ أَصَابُوا فَلَكُمْ وَإِنْ أَخْطَوْا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

(۱۸۳۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حکمران تمہیں نماز پڑھائیں گے اگر صحیح

پڑھائیں تو تمہارے لیے اجر ہے اور اگر خطا کریں تو تمہارے لیے اجر ہے اور غلطی کا وبال ان پر ہے۔ (البخاری)

تحریج حدیث:

صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب اذالم یتم الامام و اتم من خلفه .

شرح حدیث:

امام جب نماز پڑھائے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ اس کی امامت میں نماز پڑھیں اگر اس نے صحیح اور اچھی نماز پڑھائی تو تمہیں اور اس کو دونوں کو اجر ملے گا اور اگر امام نے نماز میں غلطی کی یا سنت کی خلاف ورزی کی تو مقتدیوں کی نماز صحیح ہے اور جو کچھ نماز میں غلطی کرنے کا وبال ہے وہ امام پر ہے۔ (فتح الباری ۱/۵۴۵ . روضة المتقین ۴/۳۵۳)

امت محمدیہ کی فضیلت

۱۸۳۹ . وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ "كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" قَالَ : خَيْرُ النَّاسِ لِلنَّاسِ يَأْتُونَ بِهِمْ

فِي السَّلَاسِلِ فِي أَغْنَائِهِمْ حَتَّى يَدْخُلُوا فِي الْإِسْلَامِ .

(۱۸۳۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اس آیت کنتم خیر امة اخرجت للناس کی تفسیر میں

فرماتے ہیں کہ لوگوں کے لیے سب سے بہترین آدمی وہ ہے جو لوگوں کو اس کی گردنوں میں زنجیریں ڈال کر لاتے ہیں یہاں تک کہ وہ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں۔ (البخاری)

تحریج حدیث:

صحیح البخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورة آل عمران .

شرح حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیت مبارکہ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ بہترین افراد امت وہ ہیں جو لوگوں کو زنجیروں میں جکڑ کر لاتے ہیں اور انہیں اللہ کے دین میں داخل کرتے ہیں یعنی مجاہدین کے کفار سے جہاد کر کے ان کو قیدی بنا کر لاتے ہیں اور یہ قیدی اسلام قبول کر لیتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر اظہار تعجب فرماتے ہیں جو زنجیروں میں بندھے ہوئے جنت میں لائے جاتے ہیں۔ یعنی مسلمانوں کی قید میں آکر مسلمان ہو جاتے ہیں۔

(فتح الباری ۲/۱۹۹ . روضة المتقین ۴/۳۵۶ . دلیل الفالحین ۴/۶۰۷)

زنجیروں میں جنت کا داخلہ

۱۸۴۰ . وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "عَجِبَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ قَوْمٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ

فِي السَّلَاسِلِ" رَوَاهُمَا الْبُخَارِيُّ، مَعْنَاهُ : يُؤَسَّرُونَ وَيَقِيدُونَ ثُمَّ يُسْلَمُونَ فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ .

(۱۸۴۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر تعجب کا اظہار

فرماتا ہے جو جنت میں زنجیروں میں جکڑے ہوئے داخل ہوں گے۔ (البخاری)

معنی حدیث یہ ہیں کہ قید ہوتے ہیں، بیڑیاں ڈالی جاتی ہیں اور پھر اسلام قبول کر کے جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔

تخریق حدیث:

صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب الاساری فی السلاسل .

شرح حدیث:

اگر جنگ کے نتیجہ میں مسلمانوں کی قید میں کافر آجائیں تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ انہیں دعوت دین دیں اور قبول اسلام کی جانب راغب کریں کیونکہ جہاد کا مقصود ہی اعلاء کلمۃ اللہ اور اسلام کی اشاعت ہے۔

(فتح الباری ۲/۱۹۹ . روضۃ المتقین ۴/۳۵۶)

مساجد محبوب ترین جگہیں ہیں

۱۸۴۱ . وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ مَسَاجِدُهَا، وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ أَسْوَاقُهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۸۴۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک بستیوں کے سب

سے اچھے حصے مساجد اور سب سے ناپسندیدہ حصے ان کے بازار ہیں۔ (مسلم)

تخریق حدیث:

صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل الجلوس فی مصلیٰ بعد الصبح .

کلمات حدیث:

أحب البلاد : یعنی أحب بیوت البلاد : بستیوں اور شہروں میں سب سے اچھے گھر۔

شرح حدیث:

حدیث مبارک میں ارشاد ہوا کہ شہروں اور آبادیوں میں سب سے اچھے گھر مساجد ہیں، اس لیے کہ اللہ کا ذکر اللہ کی یاد اور اللہ کی عبادت سے سب کاموں سے بہترین اور جملہ مشاغل سے افضل ترین اور انسان کی ہر مصروفیت سے خوب تر ہے اور مساجد بنتی ہی اس لیے ہیں کہ ان میں اللہ کی عبادت کی جائے اور اس کا ذکر کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ وہ گھر جن کے بارے میں اللہ نے حکم دیا ہے کہ ان کو بلند کیا جائے اور ان میں اللہ کا ذکر کیا جائے۔

اور سب سے بری جگہیں بازار ہیں۔ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بازار اس لیے ناپسندیدہ ہیں کہ یہ طلب دنیا کے مراکز ہیں اور شیطان کی درگاہیں ہیں کہ شیطان لوگوں کو اکساتا ہے کہ جھوٹی قسمیں کھا کر مال فروخت کریں اور خریداروں کے دلوں میں دنیا کی اشیاء کی محبت جگائے اور ان کے سینوں میں خواہش اور تمنائیں بیدار کرے۔ غرض بازاروں میں جھوٹ ہے، جھوٹی قسمیں ہیں، حرص و طمع ہے لالچ ہے اور خیانت ہے۔ (شرح صحیح مسلم ۵/۱۶۶ . روضۃ المتقین ۴/۳۵۶ . دلیل الفالحین ۴/۶۰۸)

بازار شیطان کے اڈے ہیں

۱۸۴۲ . وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ قَوْلِهِ قَالَ : لَا تَكُونَنَّ إِنْ اسْتَطَعْتَ أَوَّلَ مَنْ

يَدْخُلُ الشُّوقَ وَلَا آخِرَ مَنْ يَخْرُجُ مِنْهَا، فَإِنَّهَا مَعْرَكَةُ الشَّيْطَانِ وَبِهَا يُنْصَبُ رَأْيَتُهُ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ هَكَذَا، وَرَوَاهُ الْبَرْقَانِيُّ فِي صَحِيحِهِ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تَكُنْ أَوَّلَ مَنْ

يَدْخُلُ السُّوقَ، وَلَا اخْرَجَ مِنْ يَخْرُجُ مِنْهَا فِيهَا بَاضَ الشَّيْطَانُ وَقَرَّخَ.

(۱۸۲۲) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ اگر تم سے ہو سکے تو ایسا کرو کہ نہ تو تم

سب سے پہلے بازار میں داخل ہونے والے ہو اور نہ سب سے آخر میں وہاں سے نکلنے والے ہو کہ بازار شیطان کا معرکہ کارزار ہے اور وہاں اسی کا جھنڈا نصب ہوتا ہے۔ (مسلم نے اس طرح روایت کیا ہے)

اور برقانی نے اپنی صحیح میں حضرت سلمان سے روایت کرتے ہوئے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ تم سب سے پہلے بازار میں نہ جاؤ اور نہ

سب سے آخر میں واپس نکلو کہ شیطان بازار ہی میں اٹھے اور بچے دیتا ہے۔

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ام سلمہ، ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ.

کلمات حدیث: فیہا باض الشیطان وفرخ: بازار میں ہی شیطان اٹھے اور بچے دیتا ہے۔ یعنی بازار ہی وہ جگہ ہے جہاں سے

شیطان کی ذریت پروان چڑھتی ہے اور یہی وہ جگہ ہے جہاں سے برائیوں کا سیلاب اٹھتا ہے اور معصیتوں کا طوفان اٹھتا ہے۔

شرح حدیث: بجلت تمام بازار جانا اور وہاں زیادہ وقت صرف کرنا حب دنیا کی علامت ہے اور یہ کہ جتنا وقت آدمی رہے گا اللہ

سے غافل رہے گا اور غافل کو شیطان بڑی آسانی سے اچک لیتا ہے۔ کیونکہ بازار میں دھوکہ اور فریب ہوتا خیانت اور بد عہدی ہوتی ہے

اور جھوٹی قسمیں ہوتی ہیں۔ (روضۃ المتقین ۴/۳۵۸، دلیل الفالحین ۴/۶۰۹)

مسلمان بھائی کیلئے دعائے مغفرت

۱۸۲۳. وَعَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرْجَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ. قَالَ: "وَلَكَ" قَالَ عَاصِمٌ فَقُلْتُ لَهُ:

اسْتَغْفِرْ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ وَلَكَ، ثُمَّ تَلَاهُذِهِ الْآيَةَ: "وَاسْتَغْفِرْ

لِدُنْبِكَ، وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۸۲۳) عاصم الاحول سے روایت ہے اور وہ عبد اللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ

میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کی مغفرت فرمائے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اور تمہاری بھی۔ عاصم کہتے

ہیں کہ میں نے ان (عبد اللہ) سے پوچھا کہ کیا آپ کیلئے رسول اللہ ﷺ نے طلب مغفرت فرمائی۔ انہوں نے کہا کہ ہاں اور تیرے لیے

بھی اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اور آپ ﷺ اپنے لیے اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے مغفرت طلب فرمائیے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اثبات ختم النبوة وصفة.

شرح حدیث: عبد اللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے خدمت اقدس ﷺ میں درخواست کی کہ اللہ

آپ ﷺ کی مغفرت فرمائے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری بھی۔ اس پر عاصم الاحول نے حضرت عبد اللہ مکرر سے دریافت کیا کہ کیا

رسول اللہ ﷺ نے تمہارے لیے طلب مغفرت فرمائی۔ انہوں نے کہا۔ بلکہ آپ ﷺ نے تمہارے لیے بھی طلب مغفرت فرمائی ہے اس لیے کہ اللہ نے آپ ﷺ کو فرمایا ہے کہ آپ ﷺ اپنے لیے مغفرت طلب فرمائیے اور تمام مومنوں کے لیے بھی مغفرت طلب فرمائیے اور مومنین میں تم بھی داخل ہو۔ (شرح صحیح مسلم ۸۰/۱۵، روضة المتقین ۴/۳۵۸)

بے حیائی کا انجام برا ہوتا ہے

۱۸۴۲۔ وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ الْأَوَّلَى: إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۸۴۲) حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء سابقین کے کلام سے جو باتیں لوگوں نے اخذ کی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تم میں حیاء باقی نہ رہے پھر جو چاہو کرو۔ (بخاری)

بے جو باتیں لوگوں نے اخذ کی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تم میں حیاء باقی نہ رہے پھر جو چاہو کرو۔ (بخاری)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، باب اذا لم تستح فاصنع ما شئت.

شرح حدیث: اولین دور کی نبوتوں کی تعلیم میں سے جو بات باقی رہے یا انبیاء سابقین کے جن ارشادات کو لوگوں نے محفوظ رکھا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ شرم و حیاء جاتی رہے تو پھر انسان آزاد ہے جو چاہے سو کرے۔ ظاہر ہے کہ حیاء کی اہمیت اور اس کی فضیلت پر تمام انبیاء کا اتفاق ہے اور کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے حیاء اختیار کرنے کی تاکید نہ کی ہو اور بے حیائی کی سوء عاقبت سے نہ ڈرایا ہے۔ اور حدیث مبارک میں ہے کہ حیاء ایمان کا ایک شعبہ ہے۔

حیاء اللہ تعالیٰ سے بھی کرنی چاہیے اور اللہ کے بندوں سے بھی، اللہ سے حیاء کرنے والا اس کے تمام احکام کی پابندی کرے گا اور ان تمام باتوں سے احتراز کرے گا جن سے اللہ نے منع فرمایا ہے اور اللہ کے بندوں سے حیاء کرنے والا اپنے اخلاق و اعمال درست کرے گا جن میں اسے دوسرے لوگوں سے واسطہ پیش آتا ہے۔

(فتح الباری ۲/۴۰۷، عمدة القاری ۱۶/۸۶، روضة المتقین ۴/۳۵۹، دلیل الفالحین ۴/۶۱۰)

قیامت کے دن سب سے پہلے ناحق خون کا فیصلہ ہوگا

۱۸۴۵۔ وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۸۴۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ روز قیامت لوگوں کے درمیان سب سے پہلے انسانی

جانوں کے اتلاف کے بارے میں فیصلے کیے جائیں گے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، الدیات، باب القصاص يوم القيامة، صحیح مسلم، کتاب القیامہ.

شرح حدیث: اسلام نے انسانی جان کو محترم قرار دیا ہے اور ایک آدمی کے قتل کر دینے کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا کہ تمہاری جانیں تمہارے مال اور تمہاری عزتیں اسی طرح محترم ہیں جس طرح یہ آج کا دن تمہارے اس مہینہ میں اور تمہارے اس شہر میں محترم ہے۔

اس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ انسانوں کے درمیان سب سے پہلے حساب اور فیصلہ انسانی جانوں کے اتلاف کا ہوگا اور جس حدیث میں آیا ہے کہ سب سے پہلے پرشش نماز کے بارے میں ہوگی، ان دونوں میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ نماز حق اللہ ہے اس کا ہر ہر فرد سے جدا جدا محاسبہ ہوگا کہ نماز قائم کی یا نہیں جبکہ قتل نفس حق العبد ہے اور اس کا فیصلہ دو آدمیوں کے درمیان ہوگا۔ نسائی نے ان دونوں امور کو جمع کر کے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اس طرح بیان کیا ہے کہ بندے سے سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور لوگوں کے درمیان سب سے پہلے فیصلہ قتل نفس کا ہوگا۔

(فتح الباری ۳/۴۱۴، عمدۃ القاری ۲۳/۱۷۱، روضة المتقین ۴/۳۶۰)

فرشتے، جنات اور انسان کا مادہ تخلیق

۱۸۴۶۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ، وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نَّارٍ وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۸۴۶) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں، جن آگ کے شعلے سے پیدا کئے گئے ہیں اور آدم اس چیز سے پیدا ہوئے جو تمہارے سامنے بیان کر دی گئی۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الزہد، باب فی احادیث متفرقة.

کلمات حدیث: الملائكة: ملائک کی جمع فرشتے۔ فرشتے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ نورانی مخلوق ہونے کی بنا پر وہ مختلف صورتوں میں ظاہر ہو سکتے ہیں۔ جن: شعلہ آگ سے پیدا کئے گئے ہیں۔ مارج: شعلہ نار جس میں دھواں نہ ہو۔

شرح حدیث: فرشتے نورانی مخلوق ہیں جو اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو انہیں حکم ملتا ہے اسی وقت اس کی تعمیل کرتے ہیں، جن ناری مخلوق ہیں جبکہ آدمی مٹی سے پیدا ہوا ہے۔ غرض عالم ملائک اور عالم جن اور عالم انسان اللہ تعالیٰ کی حکمت اور اس کی عظیم قدرت کا اظہار ہیں۔ اور جب وہ خالق انسان ہیں تو انسان کا فرض اطاعت اور بندگی اور اس کے سامنے سر جھکا دینا ہے۔

(شرح صحیح مسلم ۱۸/۹۶، دلیل الفالحین ۴/۶۱۱)

آپ ﷺ کا اخلاق قرآن تھا

۱۸۴۷۔ وَعَنْهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ خُلُقِي نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ، رَوَاهُ

مُسْلِمٌ فِی جُمْلَةِ حَدِيثِ طَوِيلٍ .

(۱۸۳۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ کے نبی کا اخلاق قرآن تھا۔ (مسلم نے

اسے ایک لمبی حدیث میں بیان کیا ہے)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب جامع صلاة الليل ومن نام عنه او مرض .

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ خیر الخلائق ہیں اور آپ ﷺ کے اخلاق عالیہ آپ ﷺ کی صفات رفیعہ اور آپ کی شیم حمیدہ تمام تمام قرآن کے مطابق اس سے ہم آہنگ اور اس کا پرتو ہیں۔ آپ ﷺ نے خود ارشاد فرمایا کہ میں مکارم اخلاق مکی تنمیم کے لیے مبعوث ہوا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اہل ایمان کے لیے بطور خاص اور تمام انسانیت کے لیے نمونہ حسن اور اعلیٰ مثال قرار دیا، اور آپ ﷺ کو تمام انسانیت کے لیے سراج منیر اور ہدایت مجسم بنایا اور آپ ﷺ پر اللہ کے دین کا اتمام اور اس کی نعمتوں کا اکمال ہوا اور جو دین آپ ﷺ لے کر تشریف لائے اسے ساری انسانیت کے لیے طریقہ حیات منتخب فرمایا۔

عارف باللہ حضرت شیخ سہروردی رحمہ اللہ اپنی کتاب عوارف المعارف میں فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ فرمانا کہ رسول اللہ ﷺ کا اخلاق قرآن تھا، اپنے اندر معانی کا ایک دریا سمیٹے ہوئے اور انتہائی دقیق مفاہیم اور لطیف نکات پر مشتمل ہے۔ قرآن کلام الہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات حمیدہ کا جلوہ نما ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت دقیق ہیں اور دور رس عالمہ تھیں انہوں نے یہ عنوان اختیار کرنے کے بجائے کہ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق عالیہ درحقیقت اوصاف الہی کا پرتو ہیں۔ انہوں نے اللہ سبحانہ کی عظمت کا لحاظ کرتے ہوئے اور حضرت باری تعالیٰ میں مودبانہ لہجہ اختیار کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ آپ ﷺ کا اخلاق قرآن تھا۔ اب جس طرح قرآن کریم کے معانی لا متناہی اور اس کے اندر پنہاں نکات علم و معرفت جد و شمار سے ماوراء ہیں اسی طرح حضور ﷺ کے اخلاق حبہ اور آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ احصاء اور استقصاء سے ماوراء ہیں۔ (دلیل الفالحین ۴/۶۱۲۔ شرح صحیح مسلم ۶/۲۳)

جو اللہ سے ملنے کو پسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے

۱۸۳۸ . وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ

لِقَائَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ كَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ"، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكْرَاهِيَةَ الْمَوْتِ فَكَلْنَا نَكْرَهُ الْمَوْتِ؟ قَالَ: "لَيْسَ كَذَلِكَ، وَلَكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا بُشِّرَ بِرَحْمَةِ اللَّهِ وَرِضْوَانِهِ وَجَنَّتِهِ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ فَأَحَبَّ اللَّهُ لِقَائَهُ، وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا بُشِّرَ بِعَذَابِ اللَّهِ وَسَخَطِهِ كَرِهَ لِقَاءَ اللَّهِ وَكَرِهَ اللَّهُ لِقَاءَهُ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۸۳۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ سے ملاقات کو محبوب رکھتا ہے

اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کو محبوب رکھتے ہیں اور جو اللہ سے ملنا نا پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا نا پسند فرماتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ یا رسول اللہ موت سے ناگواری مراد ہے ہم تو سب ہی موت سے ناگواری محسوس کرتے ہیں۔ آپ ﷺ

نے ارشاد فرمایا کہ یہ مطلب نہیں ہے مراد یہ ہے کہ مومن کو جب اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی رضا اور اس کی جنت کی خوشخبری سنائی جاتی ہے تو وہ اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اسے محبوب سمجھتا ہے۔ اور کافر کو جب اللہ کے عذاب اور اس کی ناراضگی کی خبر سنائی جاتی ہے تو وہ اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ بھی اس سے ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب من احب لقاء الله احب الله لقاءه.

شرح حدیث: مومن کو وقت موت جنت کی خوشخبری سنائی جاتی ہے جس سے اس کا شوق لقاء اللہ بڑھ جاتا ہے اور اللہ کے گھر جانے کا اشتیاق شوق ہو جاتا ہے۔ اور کافر کو اپنی موت میں دائمی ہلاکت اور ابدی خسران نظر آتا ہے اس لیے اس کے دل میں حسرت پیدا ہوتی ہے کہ اے کاش موت نہ آئے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر موت کے وقت آدمی پر علامات سرور طاری ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے اللہ کے یہاں حسن جزاء اور ثواب جزیل کی بشارت دیدی گئی ہے اور اگر صورت اس کے برعکس ہو تو وہ دوسری صورت ہے۔

مرض الموت میں مبتلا ہونے سے پہلے زندگی میں موت کو ناگوار سمجھنے کے بارے میں اصول یہ ہے کہ اگر آدمی موت کو اس لیے ناگوار سمجھتا ہے کہ طبعی طور پر اس پر حب حیات کا جذبہ غالب ہے تو یہ ایک امر طبعی ہے اور اگر زندگی کو موت پر اس لیے ترجیح دیتا ہے کہ دنیا کی عیش و آرام اس کے لیے نعم آخرت سے زیادہ پرکشش ہے تو صاف ظاہر ہے کہ یہ مذموم ہے اور اہل ایمان کے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ یہ بات نہ ہو، اور اگر موت کی ناگواری آخرت کے حساب سے اور وہاں کے مواخذ کے ڈر سے ہے تو یہ امر برا تو نہیں ہے لیکن اس کا مقتضاء یہ ہے کہ جلد توبہ کر کے اعمال صالحہ کی جانب رجوع کرے اور رضائے الہی کے حصول کی سعی کرے۔

(فتح الباری ۳/۳۹۹، عمدة القاری ۲۳/۱۴۲، روضة المتقین ۴/۳۶۳)

شیطان سرعت کے ساتھ انسان میں وسوسہ ڈالتا ہے

۱۸۳۹. وَعَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ صَفِيَّةَ بِنْتِ حَبِيبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَكِفًا فَاتَيْنَهُ أَرْوَرُهُ، لَيْلًا فَحَدَّثَتْهُ، ثُمَّ قُمْتُ لِأَنْقَلِبَ فَقَامَ مَعِيَ لِيَقْلِبَنِي، فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْرَعَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "عَلَى رِسْلِكُمَا إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حَبِيبٍ" فَقَالَا: سُبْحَانَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ: "إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِّ، وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَرًّا، أَوْ قَالَ شَيْئًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ."

(۱۸۳۹) ام المؤمنین حضرت صفیہ بنت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مختلف تھے میں ایک رات آپ ﷺ کو دیکھنے آئی میں نے آپ ﷺ سے کچھ دیر باتیں کیں پھر میں واپس جانے کے لیے کھڑی ہوئی تو آپ ﷺ بھی مجھے رخصت کرنے کے لیے میرے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ اسی دوران ذوالانصار صحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ادھر سے گزرے

جب انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا تو وہ ذرا جلدی جانے لگے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں ذرا رکو۔ یہ صفیہ بنت جحی ہے، انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ سبحان اللہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان انسان کے وجود میں خون کی طرح گزرتا ہے۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ کہیں تنہا رے دلوں میں برائی یا کوئی بات نہ ڈال دے۔ (متفق علیہ)

نخروج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الاعتکاف، باب هل یخرج المعتکف لحاجة الی باب المسجد . صحیح مسلم، کتاب السلام، باب بیان انه یتحب لمن روی خالیا بامراة و كانت زوجة او محرما ان یقول هذه فلانة لیدفع ظن السوء به .

کلمات حدیث: ثم قمت لانقلب : میں واپس جانے کے لیے کھڑی ہوئی۔ فقام لیقلبنی : آپ ﷺ میرے ساتھ کھڑے ہوئے تاکہ مجھے میرے مسکن تک پہنچا دیں اور اس زمانے میں حضرت صفیہ اسامہ بن زید کے گھر میں رہتی تھیں۔ قلب قلبا (باب ضرب) پلٹ دینا۔ لوٹا دینا۔ پھیر دینا۔ اندر کا باہر کر دینا۔ قلب دل جمع قلوب۔ انقلب (باب انفعال) الٹا ہو جانا۔ واپس ہونا۔ علی سلكما : تم دونوں رک جاؤ۔

شرح حدیث: حضرت صفیہ بنت جحی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رہائش اسامہ بن زید کے گھر میں تھی یعنی اس گھر میں رہتی تھی جو بعد ازاں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مل گیا تھا۔ ازواج مطہرات کے گھر (حجرات) مسجد نبوی ﷺ کے دروازے کے پاس تھے جیسا کہ صحیح بخاری میں وارد ایک حدیث میں اس کی تصریح موجود ہے کہ ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ رسول کریم ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں مسجد نبوی ﷺ میں معتکف تھے میں اعتکاف میں آپ ﷺ سے ملاقات کے لیے آئی کچھ وقت آپ ﷺ سے باتیں کیں پھر میں اٹھنے لگی تو آپ ﷺ بھی انہیں رخصت کرنے ان کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے جب مسجد کے دروازے پر باب ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر آئے تو دو انصاری صحابہ ملے اور آپ ﷺ کو سلام کیا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ حدیث مبارک متعدد فقہی مسائل اور علمی نکات پر مشتمل ہے۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ اگر آدمی کو کسی کے دل میں بدگمانی پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو اس کی وضاحت کر کے بدگمانی کے امکان کو دور کر دے۔ اور یہ بات بطور خاص علماء اور مشائخ کے لیے زیادہ اہمیت کی حامل ہے کیونکہ ان کے بارے میں بدگمانی پیدا ہو جانے سے لوگوں کا نقصان ہے کہ وہ ان سے مستفید ہونے سے رک جائیں اور ان سے علمی اور دینی فائدہ اٹھانے میں رکاوٹ پیدا ہو جائے گی۔

یہ نہیں تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کے بارے میں یہ شک فرمایا کہ وہ آپ ﷺ کے بارے میں کوئی بدگمانی کریں گے بلکہ ان کے ذریعے تمام امت کو تعلیم دی کہ شیطان کو انسان پر اثر انداز ہونے کی کس قدر قوت حاصل ہے کہ وہ کسی بھی موقع پر آدمی کے دل میں دوسرے ڈالنے سے نہیں چوکتا۔ اور اس طرح رسول اللہ ﷺ نے رہتی دنیا تک تمام امت کو تعلیم دیدی کہ اس طرح کے مواقع پر کیا کرنا چاہئے اور بدگمانی کا اندیشہ پیدا ہو تو اسے اسی وقت رفع کرنا چاہئے۔

غزوہ حنین میں رسول اللہ ﷺ کی شجاعت

۱۸۵۰۔ وَعَنْ أَبِي الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَلَرِمْتُ أَنَا وَأَبُوسُفْيَانَ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَغْلَةٍ لَهُ، بَيْضَاءَ فَلَمَّا التَقَى الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَلَّى الْمُسْلِمُونَ مُدْبِرِينَ، فَطَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكُضُ بَغْلَتَهُ، قَبْلَ الْكُفَّارِ، وَأَنَا أَخِذْتُ بِلِجَامِ بَغْلَةٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْفَهْهَا إِرَادَةً أَنْ لَا تُسْرِعَ وَأَبُوسُفْيَانُ أَخِذَ بِرِكَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ”أَيُّ عَبَّاسٍ نَادَى أَصْحَابَ السَّمْرَةِ قَالَ الْعَبَّاسُ وَكَانَ رَجُلًا صَيِّتًا فَقُلْتُ بِأَعْلَى صَوْتِي أَيْنَ أَصْحَابُ السَّمْرَةِ، فَوَاللَّهِ لَكَأَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِينَ سَمِعُوا صَوْتِي عَطْفَةً الْبَقَرِ، عَلَى أَوْلَادِهَا. فَقَالُوا : يَا لَيْبِكَ يَا لَيْبِكَ فَاقْتُلُوهُمْ وَالْكَفَّارُ، وَالِدَعْوَةُ فِي الْأَنْصَارِ، يَقُولُونَ يَامَعْشَرَ الْأَنْصَارِ يَامَعْشَرَ الْأَنْصَارِ ثُمَّ قَصِرَتِ الدَّعْوَةُ عَلَى بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، فَتَنَزَّاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى بَغْلَتِهِ كَالْمُتَطَاوِلِ عَلَيْهَا إِلَى قِتَالِهِمْ فَقَالَ : ”هَذَا حِينِ حِمَى الْوُطَيْسِ“ ثُمَّ أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَصِيَّاتٍ فَرَمَى بِهِنَّ وُجُوهَ الْكُفَّارِ ثُمَّ قَالَ : ”انْهَزْمُوا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ“ فَذَهَبْتُ أَنْظُرُ فَإِذَا الْقِتَالُ عَلَى هَيْئَتِهِ فِيمَا أَرَى، فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَمَاهُمْ بِحَصِيَّاتِهِ، فَمَا زِلْتُ أَرَى حَدَّهُمْ كَلِيلًا وَأَمْرَهُمْ مُدْبِرًا“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

”الْوُطَيْسُ“ : التَّنَوُّرُ . وَمَعْنَاهُ اشْتَدَّتِ الْحَرْبُ . وَقَوْلُهُ : ”حَدَّهُمْ“ هُوَ بِالْحَاءِ الْمُهْلَمَةِ أَيْ بِأَسْهَمِهِ .

(۱۸۵۰) حضرت ابو الفضل العباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں غزوہ حنین

میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھا میں اور ابوسفیان بن حارث رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے اور آپ ﷺ سے علیحدہ نہیں ہوئے۔ رسول کریم ﷺ اس وقت ایک سفید خچر پر سوار تھے۔ جب مسلمانوں اور مشرکین کا مقابلہ ہوا تو اول اول مسلمانوں نے پسپائی اختیار کی رسول اللہ ﷺ کفار کی طرف بڑھنے کے لیے اپنے خچر کو ایڑ لگا رہے تھے اور میں نے خچر کی لگام تھامی ہوئی تھی میں اسے تیز دوڑنے سے روک رہا تھا۔ اور ابوسفیان رسول اللہ ﷺ کی رکاب تھامے ہوئے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عباس درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں کو آواز دو۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی آواز خوب بلند تھی، کہتے ہیں کہ میں نے اونچی آواز میں پکارا درخت کے نیچے بیعت کرنے والے کہاں ہیں۔ اللہ کی قسم انہوں نے جیسے ہی میری آواز سنی تو وہ اس قدر تیزی سے متوجہ ہوئے جیسے گائے اپنی اولاد کی آواز پر متوجہ ہوتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ لیک لیک۔ پھر ان کی اور کافروں کی خوب لڑائی ہوئی۔

اس وقت انصار کی پکارت تھی کہ اے انصار کی جماعت! پھر یہ پکار بنو جارت بن خزرج پر مختصر ہو گئی۔ رسول کریم ﷺ نے اپنے خنجر پر بیٹھے ہوئے میدان جنگ کی طرف دیکھا گویا کہ آپ ﷺ اپنی گردن بلند کر کے معرکہ آرائی کو دیکھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہی وقت ہے جنگ کے زور پکڑنے کا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے تھوڑی سی کنکریاں لیں اور انہیں کافروں کے چہروں کی طرف پھینکا پھر ارشاد فرمایا کہ رب محمد ﷺ کی قسم شکست کھا گئے۔ میں نے بھی دیکھا تو میرے خیال میں جنگ میں اسی طرح تیزی تھی لیکن اللہ کی قسم جوں ہی آپ ﷺ نے وہ کنکریاں کفار کی طرف پھینکیں تو میں نے دیکھا کہ ان کی تیزی میں کمی آتی جا رہی ہے اور وہ پلٹ کر بھاگنے والے ہیں۔ (مسلم)

الوطیس: تنور۔ معنی ہیں جنگ نے شدت اختیار کر لی۔ حدہم: یعنی ان کی قوت۔

تخریج حدیث:

صحیح مسلم، کتاب المغازی، باب فی غزوہ حنین۔

کلمات حدیث:

ضیتاً: بلند آواز جو دور سے سنی جائے۔ کلیلاً: کمزور اور کند۔ حمی الوطیس: تنور گرم ہو گیا یعنی لڑائی شدت اختیار کر گئی۔

غزوہ حنین کا واقعہ

شرح حدیث: حنین مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان ایک مقام کا نام ہے جو مکہ مکرمہ سے دس میل سے کچھ زیادہ فاصلے پر واقع ہے۔ رمضان المبارک ۸ھ میں مکہ فتح ہوا اور قریش مکہ نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت قبول کر لی تو عرب کا ایک جنگجو اور دولت مند قبیلہ بنو ہوازن میں پہلچل مچ گئی اسی قبیلے کی ایک شاخ طائف کے رہنے والے بنو ثقیف بھی تھے۔ اس قبیلے کے بڑے بڑے سردار جمع ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اب محمد مکہ سے فارغ ہو کر ہماری طرف رخ کریں گے اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم جنگ میں پہل کریں تاکہ مسلمانوں کو تیاری کا موقعہ نہ مل سکے۔ ان کے سرداروں میں سب سے زیادہ پر جوش مالک بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جنہوں نے بعد میں اسلام قبول کیا۔ غرض اس قبیلے نے جنگی تیاریاں شروع کیں اور اپنی تمام شاخوں کو جو مکہ سے طائف تک پھیلی ہوئی تھیں اس جنگ کے لیے جمع کر لیا اور یہ طے کر لیا کہ سب اپنا مال و اسباب اور بیوی بچوں کو ساتھ لے کر جائینگے تاکہ پسپائی کا کوئی امکان باقی نہ رہے۔ اس قبیلے کی دو شاخیں بنو کعب اور بنو کلاب اس جنگی پروگرام سے متفق نہ ہوئے ان کا کہنا تھا کہ محمد کے ساتھ کوئی غیبی قوت ہے اور ہم انہیں شکست نہیں دے سکتے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بنو ہوازن کے اس لشکر کی تعداد چوبیس یا اٹھائیس ہزار بتائی ہے اور بعض حضرات نے چار ہزار کی تعداد بتائی ہے ممکن ہے کہ عمومی تعداد چوبیس یا اٹھائیس ہزار ہو اور ان میں مسلح جنگجو چار ہزار ہوں۔

رسول کریم ﷺ کو مکہ مکرمہ میں یہ اطلاع ملیں تو آپ ﷺ نے حضرت عتاب بن اسید کو مکہ مکرمہ کا امیر مقرر کیا۔ قریش سے کچھ اسلحہ بطور عاریت لیا اور آپ ﷺ چودہ ہزار کا لشکر لے کر دشمن کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوئے۔ ان میں سے دو ہزار وہ تھے جو فتح مکہ کے وقت اسلام لائے جنہیں طلاق کہا جاتا ہے۔ اس موقعہ پر مکہ کے کچھ ایسے لوگ بھی ساتھ ہو لیے جن کا مسلمانوں کے خلاف جذبہ انتقام ہنوز سرد نہ ہوا تھا ان کا خیال تھا کہ اگر مسلمان شکست کھا گئے تو ہمیں بھی بدلہ چکانے کا موقعہ مل جائے گا۔ انہی لوگوں میں ایک شیبہ بن عثمان رضی

اللہ تعالیٰ عنہ تھے جنگے باپ اور چچا غزوہ بدر میں مارے گئے تھے، یہ بھی ساتھ ہو لیے کہ کہیں موقعہ مل جائے تو رسول اللہ ﷺ پر وار کر دیں، دوران جنگ موقعہ پا کر حضور ﷺ کے قریب ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ شبہ یہاں آؤ اور پاس بلا کر دست مبارک ان کے سینہ پر رکھ دیا۔ ہاتھ اٹھایا تو شبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل ایمان سے اور حب رسول ﷺ سے معمور تھا۔

چودہ ہزار لشکر اور جنگی ساز و سامان دیکھ کر بعض مسلمانوں نے کہا کہ ہم تو جب تین سو تیرہ تھے اس وقت ایک لشکر جرار پر فتح پائی اب تو مغلوب ہونے کا سوال ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بات ناپسند فرمائی کہ اہل ایمان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر مادی قوت پر اعتماد کریں۔ سبق یہ ملا کہ قبیلہ ہوازن نے یکبارگی ایک زبردست حملہ کیا اور گھاٹیوں میں چھپے ہوئے ان کے تیر اندازوں نے مسلمانوں پر تیروں کی بارش کر دی اور گردوغبار ایسا اٹھا کہ دن رات بن گئی۔ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور بھاگنے لگے لیکن رسول کریم ﷺ میدان کارزار میں آگے بڑھتے رہے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ پکاریں کہ وہ کہاں ہیں جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی اور وہ انصار کہاں ہیں جنہوں نے جان و مال کی بازی لگانے کے وعدے کئے تھے۔ اس لاکار کا پڑنا تھا کہ سب صحابہ کرام واپس میدان جنگ میں جمع ہو گئے اور معرکہ کارزار گرم ہو گیا۔

اس موقعہ پر رسول کریم ﷺ نے ہاتھ میں کنکریاں لیں اور دشمن کی طرف پھینک دیں۔ کافروں کے لشکر میں کوئی آنکھ ایسی نہیں بچی جس میں یہ مٹی نہ پہنچ گئی ہو۔ اور اسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی مدد بھیج دی کفار کو شکست ہوئی، ستر سردار مارے گئے چھ ہزار قید ہوئے اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے۔

حدیث مبارک بہت سے فوائد اور لطیف نکات پر مشتمل ہے جن میں سے ایک تو یہ کہ جب مسلمان دشمن کی یلغار سے وقتی طور پر پسپا ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کو گراں نگر اسی طرح ثابت قدم رہے اور اسی طرح آپ ﷺ تنہا میدان جنگ میں استقامت کے ساتھ آگے بڑھتے رہے۔ آپ ﷺ کے معجزہ کا اظہار ہوا کہ تھوڑی سی کنکریاں آپ ﷺ نے پھینکی جو ہر کافر کی آنکھوں میں داخل ہو گئیں اور لمحوں میں غالب قوت پسپا ہوئی اور شکست کھا گئی۔ نیز معلوم ہوا کہ وسائل و اسباب کی کثرت کی حیثیت ثانوی ہے اور مسلمان کا حقیقی اعتماد اللہ تعالیٰ ہی پر ہوتا ہے نہ کہ اسباب و وسائل پر کہ اللہ کا حکم اور اسی کی مشیت فیصلہ کن ہے جو اسباب کی محتاج نہیں ہے۔

(شرح صحیح مسلم ۹۶/۱۲، معارف القرآن، روضۃ المتقین ۴/۳۶۷)

حلال خوری کی ترغیب

۱۸۵۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّهَا النَّاسُ

إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ. فَقَالَ تَعَالَى: "يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ

كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا" وَقَالَ تَعَالَى: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ثُمَّ

ذَكَرَ الرَّجُلُ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ: يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ

حَرَامٌ، وَغَدَىٰ بِالْحَرَامِ، فَأَنَّى يُسْتَجَابَ لِذَلِكَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۸۵۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! اللہ پاک ہے اور صرف پاک چیز ہی قبول فرماتا ہے اور اللہ نے اہل ایمان کو وہی حکم دیا ہے جو اپنے رسولوں کو دیا ہے اور فرمایا کہ اے پیغمبر پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک اعمال کرو۔ اور فرمایا کہ اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے ایک شخص کا ذکر فرمایا جو طویل سفر میں ہے پر اگندہ حال ہے اور گردوغبار میں اٹا ہوا ہے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا ہے اور پکارتا ہے یا رب یا رب، حالانکہ اس کا کھانا بھی حرام ہے پینا بھی حرام ہے لباس بھی حرام ہے اور اسے حرام غذا ملی ہے تو اس کی دعا کیوں کر قبول ہوگی۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب قبول الصدقة من الکسب الطیب .

کلمات حدیث: یطیل السفر: لمبے سفر عبادت میں ہے۔ أشعث: پراگندہ بال۔ اغبر: غبار آلود۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ کی ذات تمام نقائص سے منزہ اور جملہ اوصاف کمال کا منبع ہے۔ اس کی ذات پاک ہے اس لیے پاکیزہ عمل اور پاکیزہ شے ہی اس کی بارگاہ میں مقبول ہو سکتی ہے اور ایسی شے اس کی بارگاہ میں شرف قبول نہیں پاسکتی جس میں کسی طرح کی معنوی یا حسی ظاہری یا باطنی آلودگی موجود ہو۔

دعاء بھی وہی شرف قبول پاتی ہے جو عجز و انکساری کے ساتھ ہو جو اس بندے کے قلب کی گہرائیوں سے نکلی ہو جو احکام الہی کا پابند اور اس کے نواہی سے مجتنب ہو اور جو حرام سے پرہیز کرنے والا اور معاصی سے مجتنب ہو۔ ایسا شخص جس کا لباس حرام ہو اور جس کی غذا حرام ہو اس کی دعا کیوں کر قبول ہوگی۔ جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی دعا قبول ہو وہ پہلے معاصی سے توبہ کرے اور اعمال صالحہ کا عزم کرے اور برائیوں سے اجتناب کا ارادہ کرے پھر اللہ سے قبولیت دعا کی امید قائم کرے۔

(شرح صحیح مسلم ۷/۸۸، روضة المتقین ۴/۳۶۹، دلیل الفالحین ۴/۶۱۸)

تین آدمی اللہ تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے

۱۸۵۲ . وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ”ثَلَاثَةٌ ، لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابُ أَلِيمٍ : شَيْخُ زَانٍ ، وَمَلِكٌ كَذَّابٌ وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ، ”الْعَائِلُ“ : الْفَقِيرُ .

(۱۸۵۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نہ کلام فرمائینگے نہ ان کو پاک کرینگے اور نہ ان کی طرف نظر رحمت فرمائینگے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے، بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ اور متکبر فقیر۔ (مسلم)

کلمات حدیث: عذاب الیم: دردناک عذاب، عذاب وہ تکلیف جو انسان پر شدید ہو۔ عائل: فقیر۔

شرح حدیث: قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث مبارک میں ان تین آدمیوں کے بارے میں جو شدید وعید بیان کی گئی ہے اس کا منشاء یہ ہے کہ انہوں نے جس وقت اور جن حالات میں معصیت کا ارتکاب کیا ہے وہاں کوئی داعیہ موجود نہیں ہے۔ گویا ان کا معصیت کرنا ایک طرح کا عناد اور ایک نوع کی جسارت ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس حق کا جو اس کا انسانوں پر ہے استخفاف ہے۔ بوڑھا آدمی جو دنیا کے تجربات سے گزر کر عملاً برے اعمال کے نتائج سے آگاہ ہو چکا اور اس میں عورت سے قربت کا داعیہ کمزور پڑ چکا اور اس کی فتنہ کی منزل قریب آچکی اب بھی اگر وہ زنا کرتا ہے تو اس کی شاعت میں اور اس کے اس فعل کی قباحیت میں اس قدر زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے کہ وہ اس وعید شدید کا مستحق ہو جاتا ہے۔ آدمی جھوٹ کسی مصلحت کی خاطر یا کسی مضرت سے بچنے کے لیے بولتا ہے، بادشاہ اور حاکم کے سامنے جھوٹ کا یہ داعیہ موجود نہیں ہے اور اس کے باوجود وہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی قباحیت بڑھ جاتی ہے نیز یہ کہ ایک عام آدمی کے جھوٹ کے مضرات ایک محدود دائرے میں محدود ہوتے ہیں جبکہ حاکم کے جھوٹ کے اثرات ہمہ گیر ہوتے ہیں اس لیے بھی اس کا جھوٹ اسے اس وعید کا مستحق بنا دیتا ہے۔ اور وہ کثیر العیال آدمی جو تنگ دست ہے اس کے پاس بھی تکبر کا کوئی جواز نہیں ہے اس لیے اس کا تکبر اسے اس وعید کا مستحق بنا دیتا ہے۔ (روضۃ المتقین ۴/۳۷۰۔ دلیل الفالحین ۴/۶۱۹)

دنیا میں جنت کی نہریں

۱۸۵۳۔ وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "سَيِّحَانُ وَجَيْحَانُ وَالْفَرَاتُ وَالنَّيْلُ كُلُّ مِّنْ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۸۵۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سحون جیحون اور فرات اور نیل

انہار جنت میں سے ہیں۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب مافی الدنیا من انحرار الجنة.

کلمات حدیث: سیحان و جیحان: یا سیحون اور جیحون: خراسان کے علاقے کے دریا ہیں۔

شرح حدیث: امام سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حدیث کا ظاہر ہی مراد ہے اور ان دریاؤں کی اصل جنت میں ہے اور بعض کے

نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ جنت کی نہروں کی طرح یہ نہریں بھی باعث برکت اور ذریعہ شادابی ہیں اور ان کے اطراف و جوانب میں

اسلام کی خوب اشاعت ہوئی ہے۔ (دلیل الفالحین ۴/۶۱۹۔ روضۃ المتقین ۴/۳۷۰)

کائنات کی تخلیق کی مدت

۱۸۵۴۔ وَعَنْهُ قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي فَقَالَ: "خَلَقَ اللَّهُ التُّرْبَةَ يَوْمَ

السَّبْتِ، وَخَلَقَ فِيهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْآحَدِ، وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ، وَخَلَقَ الْمَكْرُوهَ يَوْمَ الثَّلَاثَاءِ وَخَلَقَ

النُّورَ يَوْمَ الْأَرْبَعَاءِ، وَبَثَّ فِيهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيسِ، وَخَلَقَ آدَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِي آخِرِ الْخَلْقِ فِي آخِرِ سَاعَةٍ مِنَ النَّهَارِ فِيمَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۸۵۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ تھاڑا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مٹی کو ہفتہ کے دن پیدا فرمایا، پہاڑوں کو اتوار کے دن، درختوں کو پیر کے دن، ناپسندیدہ امور کو منگل کے دن، اور روشنی کو بدھ کے دن پیدا فرمایا اور جمعرات کے دن تمام جانور پیدا فرمائے اور حضرت آدم علیہ السلام کو جمعہ کے روز بعد عصر یعنی دن کے آخری حصے میں پیدا فرمایا۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب صفة القيامة والجنة و النار، باب ابتداء الخلق و خلق آدم عليه السلام.

شرح حدیث: امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب التاريخ الكبير میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث حضرت کعب کا قول ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے اور یہ موقوف ہے مرفوع نہیں ہے۔ (روضة المتقين ۴/ ۳۷۱)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی شجاعت

۱۸۵۵. وَعَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ انْقَطَعَتْ فِي يَدَيَّ يَوْمَ مُوتِهِ تِسْعَةُ أَسْيَافٍ فَمَا بَقِيَ فِي يَدَيَّ إِلَّا صَحِيفَةٌ يَمَانِيَّةٌ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۸۵۵) حضرت ابوسلیمان خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ موتہ میں میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں اور صرف ایک چھوٹی یعنی تلوار میرے ہاتھ میں باقی رہ گئی۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة موتة.

جنگ موتہ کا تذکرہ

شرح حدیث: موتہ بیت المقدس سے دوسرے محلے کے فاصلے پر ایک مقام ہے اور بلقاء سے بارہ میل کے فاصلے پر ہے۔ شریح بن عمرو غسانی جو قیصر روم کی طرف سے شام کا حاکم تھا اس نے رسول اللہ ﷺ کے سفیر حضرت حارث بن عمیر کو قتل کر دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے حارث بن عمیر کو صاحب بصری کے پاس بھیجا تھا۔

۸ھ میں رسول اللہ ﷺ نے تین ہزار کا ایک لشکر ترتیب دیا اور زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر مقرر کیا۔ یہ لشکر روانہ ہوا اور جب بلقاء کی سرحدوں کے قریب پہنچا تو قیصر روم کے ایک بڑے لشکر کو مقابلہ کے لیے تیار پایا۔ حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقابلہ کیا اور شہید ہوئے اس کے بعد جعفر بن ابی طالب امیر لشکر مقرر ہوئے وہ بھی شہید ہو گئے پھر عبد اللہ بن رواحہ نے ان کی جگہ لی اور وہ بھی شہید ہو گئے۔ بعد ازاں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکر کی قیادت کی۔

اسی غزوہ موتہ کے بارے میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نو تلواریں میرے ہاتھ میں کند ہو گئیں اور آخر میں

ایک چھوٹی سی یمنی تلوار باقی رہ گئی۔ (فتح الباری ۲/۶۱۵۔ روضة المتقین ۴/۳۷۳)

مفتی اور قاضی کے اجر و ثواب

۱۸۵۶۔ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ، وَإِذَا حَكَمَ وَاجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ". مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۸۵۶) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ حاکم فیصلہ کرے اور اجتہاد کرے اور اس کا اجتہاد درست ہو تو اس کے دو اجر ہیں اور اگر فیصلہ کرے اور اجتہاد میں خطا واقع ہو جائے تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الاعتصام، باب اجر الحکم۔ صحیح مسلم، الاقصیہ، باب بیان اجر الحاکم۔

شرح حدیث: مجتہد اگر اہل اجتہاد میں سے ہو یعنی اس کی قرآن و سنت پر گہری نظر ہو اور اسے فقہی بصیرت حاصل ہو وہ اگر ان مسائل میں اجتہاد کرے جن میں اجتہاد روا ہے تو اسے اس اجتہاد کا ثواب ملے گا۔ اگر اس کا اجتہاد درست ہے تو اس کا ثواب دگنا ہے اور اگر درست نہیں ہے تب بھی اجتہاد کا اجر ہے۔

(فتح الباری ۳/۸۲۴۔ روضة المتقین ۴/۳۷۴۔ شرح صحیح مسلم ۱۲/۱۳۔ دلیل الفالحین ۴/۶۲۱)

بخار کا علاج پانی سے

۱۸۵۷۔ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الْحُمَى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِ دُومَهَا بِالْمَاءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۸۵۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بخار جہنم کی لپٹ ہے اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب بذ الخلق۔ باب صفة النار۔ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب لكل داء دواء۔

کلمات حدیث: فیح جہنم: جہنم کی گرمی۔ فتح الباری میں ہے کہ مراد گرمی کی لپٹ اور اس کی شدت ہے۔

شرح حدیث: جس طرح خوشی اور مسرت اور لذت و سرور دنیا میں جنت کی نعمتوں کی ایک جھلک ہے اسی طرح دنیا میں مصائب اور ان کی شدت جہنم کی تیزی اور اس کی گرمی کا نمونہ ہے۔ بخار کی بعض اقسام میں پانی کا چھینٹا دینا یا جسم پر پانی ڈالنا بخار کا علاج ہے۔

(فتح الباری ۲/۲۷۵، شرح صحیح مسلم ۱/۱۶۵، روضة المتقین ۴/۳۷۵، دلیل الفالحین ۴/۶۲۱)

میت کے روزوں کا مسئلہ

۱۸۵۸. وَعَنْهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيَّهُ"، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَالْمُخْتَارُ جَوَازُ الصَّوْمِ عَمَّنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ لِهَذَا الْحَدِيثِ وَالْمُرَادُ بِالْوَلِيِّ: الْقَرِيبُ وَإِذَا كَانَ أَوْغَيْرَ وَارِثٍ.

(۱۸۵۸) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مر جائے اور اس کے ذمہ روزہ ہو تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزہ رکھے۔ (متفق علیہ)

قول مختار یہ ہے کہ اگر کوئی مر جائے اور اس کے ذمہ روزے ہوں تو اس کی طرف سے روزہ رکھنا جائز ہے۔ جیسا کہ اس حدیث میں ہے اور ولی سے مراد قریبی رشتہ دار ہے خواہ مرنے والے کا وارث ہو یا نہ ہو۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب من مات وعلیہ صوم، صحیح مسلم، کتاب الصوم، باب قضاء الصوم علی المیت.

شرح حدیث: جمہوریہ فقہاء کے نزدیک یہ امر واجب کے لیے نہیں ہے البتہ اگر کوئی مرنے والے کی طرف سے روزے رکھ لے تو درست ہے اور یہ رائے ابو ثور اور اہل ظاہر کی ہے جبکہ بعض علماء نے اس حکم کو نذر کے روزے کے ساتھ خاص کیا ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ کوئی عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اس نے عرض کیا کہ میری ماں پر نذر کا روزہ تھا اب اس کا انتقال ہو گیا تو کیا میں اس کی طرف سے روزہ رکھ لوں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر اس پر قرض ہوتا تو تم ادا کرتیں تو اللہ کا قرض اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ ادا کیا جائے۔ رمضان کے روزوں کے بارے میں فقہاء کی رائے یہ ہے کہ مرنے والے کی طرف سے روزوں کا فدیہ دیا جائے۔ امام طبری رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ نذر کا روزہ مرنے والے کی طرف سے کوئی بھی شخص رکھ سکتا ہے جیسے مرنے والے کا قرض کوئی بھی ادا کر سکتا ہے اور حدیث کے ظاہر سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

(فتح الباری ۱/۱۰۴۴، شرح صحیح مسلم ۱/۱۶۵، روضة المتقین ۴/۳۷۷، دلیل الفالحین ۴/۶۲۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اپنے بھانجے سے ناراضگی

۱۸۵۹. وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكِ بْنِ الطُّفَيْلِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَدَّثَتْ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ فِي بَيْعٍ أَوْعَظَاءٍ أَعْطَتْهُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا: وَاللَّهِ لَتَسْتَهِنَّ عَائِشَةُ

أَوْ لَا حُجْرَنَ عَلَيْهَا، قَالَتْ: أَهَوَ قَالَ هَذَا؟ قَالُوا: نَعَمْ. قَالَتْ: هُوَ لِلَّهِ عَلَيَّ نَذْرٌ أَنْ لَا أَكَلِمَ ابْنَ الزُّبَيْرِ أَبَدًا، فَاسْتَشْفَعَ ابْنُ الزُّبَيْرِ إِلَيْهَا حِينَ طَالَتِ الْهَجْرَةُ فَقَالَتْ: لَا وَاللَّهِ لَا أَشْفَعُ فِيهِ أَبَدًا، وَلَا أَتَحَنُّ إِلَى نَذْرِي فَلَمَّا طَالَ ذَلِكَ عَلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ كَلَّمَ الْمُسَوْرَ بْنَ مَخْرَمَةَ. وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْأَسْوَدِ بْنُ عَبْدِ يَغُوثٍ وَقَالَ لَهُمَا: أَنْشُدْ كَمَا اللَّهُ لِمَا أَدْخَلْتُمَا نَبِيَّ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَإِنَّهَا لَا يَحِلُّ لَهَا أَنْ تَنْذِرَ قَطِيعَتِي فَأَقْبَلَ بِهِ الْمُسَوْرُ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ، حَتَّى اسْتَأْذَنَا عَلَى عَائِشَةَ فَقَالَا: السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، أَنْدَخُلُ؟ قَالَتْ عَائِشَةُ ادْخُلُوا. قَالُوا: كُنَّا؟ قَالَتْ: نَعَمْ ادْخُلُوا كُلُّكُمْ، وَلَا تَعْلَمُ أَنَّ مَعَهُمَا ابْنَ الزُّبَيْرِ فَلَمَّا دَخَلُوا دَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ الْحِجَابَ فَأَعْتَقَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَطَفِقَ يُنَاشِدُهَا وَيَبْكِي، وَطَفِقَ الْمُسَوْرُ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ يُنَاشِدُهَا إِلَّا كَلِمَتَهُ وَقَبِلَتْ مِنْهُ، وَيَقُولَانِ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَمَّا قَدْ عَلِمْتَ مِنَ الْهَجْرَةِ، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ. فَلَمَّا أَكْثَرُوا عَلَى عَائِشَةَ مِنَ التَّذْكِرَةِ وَالتَّحْرِيجِ طَفِقَتْ تَذْكُرُهُمَا وَتَبْكِي، وَتَقُولُ: إِنِّي نَذَرْتُ وَالنَّذْرُ شَدِيدٌ فَلَمْ يَزَالِ ابْنُ الزُّبَيْرِ حَتَّى كَلَّمَتْ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَاعْتَقَتْ فِي نَذْرِهَا ذَلِكَ أَرْبَعِينَ رَقَبَةً، وَكَانَتْ تَذْكُرُ نَذْرَهَا بَعْدَ ذَلِكَ فَتَبْكِي حَتَّى تَبُلَّ دُمُوعُهَا خِمَارَهَا، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۸۵۹) حضرت عوف بن مالک بن الطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے ذکر کیا گیا کہ ان کے کسی معاملہ کے بارے میں یا کسی عطیہ کے بارے میں جو انہوں نے کسی کو دیا تھا حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم یا تو عائشہ رک جائیں یا میں ان پر ضرور پابندی لگا دوں گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دریافت کیا کہ کیا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح کہا ہے لوگوں نے کہا کہ ہاں۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ میں بھی اللہ کے نام کی نذر مانتی ہوں کہ میں ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کبھی بات نہیں کروں گی۔ قطع کلامی کا یہ سلسلہ دراز ہوا تو ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سفارش کرائی۔ مگر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نہیں اللہ کی قسم میں ابن الزبیر کے بارے میں کوئی سفارش نہیں مانوں گی اور نہ اپنی نذر توڑوں گی۔ جب یہ سلسلہ مزید دراز ہوا تو انہوں نے مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمن بن اسود بن عبد یغوث سے بات کی اور ان سے کہا کہ میں تم دونوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم مجھے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس لے چلو۔ کیونکہ ان کے لیے مجھ سے قطع تعلق کی نذر پر قائم رہنا حلال نہیں ہے۔

غرض مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمن بن اسود ابن زبیر کو لے کر گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اندر آنے کی اجازت طلب کی اور کہا۔ السلام علیک ورحمۃ اللہ کیا ہم اندر آجائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ آ جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ ہم سب۔ انہوں نے فرمایا کہ سب آ جاؤ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ معلوم نہیں تھا کہ ان دونوں کے ساتھ ابن الزبیر بھی ہیں۔ جب سب داخل ہو گئے تو ابن الزبیر پردہ اٹھا کر اندر چلے گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گلے لگ گئے اور روتے گئے اور

انہیں قسمیں دیتے گئے اور مسور اور عبدالرحمن نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قسمیں دلائیں کہ ضرور ابن الزبیر سے بات کریں اور ان کی معذرت قبول کر لیں۔

ان دونوں نے یہ بھی کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ترک تعلق سے منع فرمایا اور کسی مسلمان کے لیے تین رات سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی سے ترک تعلق جائز نہیں ہے جب جب انہوں نے کثرت سے حضرت عائشہ کو وعظ و نصیحت کی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی انہیں نصیحتیں کیں اور ساتھ ہی وہ روتی بھی جاتی تھیں اور کہتی تھیں کہ میں نے نذر مانی تھی اور نذر کا معاملہ بڑا سخت ہے۔ مگر یہ دونوں برابر اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہم کلام ہو گئیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی نذر توڑنے کے فدیہ میں چالیس غلام آزاد فرمائے۔ بعد میں بھی آپ کو جب اپنی یہ نذر یاد آ جاتی تو آپ رویا کرتی تھیں، اور اس قدر روتیں کہ وہ پٹہ بھی بھیگ جاتا۔ (ابخاری)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الادب، باب الهجرة وقول رسول الله ﷺ لا یحل لرجل ان یمجر اخاه فوق

ثلاث

کلمات حدیث: لا حرجن علیہا: میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مالی تصرفات پر پابندی لگا دوں گا۔ ولا أنتحنث الی نذری: میں اپنی نذر نہیں توڑوں گی۔ أنشد کما باللہ: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ میں تم دونوں کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں۔

شرح حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عالمہ اور فاضلہ اور اللہ سے بہت ڈرنے والی اور اللہ کے احکام پر بہت شدت سے عمل کرنے والی تھیں آپ کثرت سے صدقات کرتیں اور عطایا دیتیں اور انفاق فی سبیل اللہ کے جملہ پہلوؤں پر عمل فرمائیں۔ کسی موقع پر ذرا آپ کا ہاتھ تنگ ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک مکان کو فروخت کر کے اس سے حاصل ہونے والی قیمت صدقہ کر دی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سگے بھانجے تھے انہیں آپ کا یہ اقدام خلاف مصلحت محسوس ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ میں حضرت عائشہ کو روکوں گا اور اگر وہ نہ رکے تو میں ان کے مالی تصرفات پر پابندی لگا دوں۔ یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک پہنچی تو انہوں نے گرانی محسوس کی اور نذر مان لی کہ میں کبھی عبداللہ بن الزبیر سے بات نہیں کروں گی۔

حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو انہیں بہت ملال ہوا، کچھ روز صبر کیا لیکن جب اس قطع کلامی پر کچھ وقت گزر گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس سفارش کے لیے لوگوں کو بھیجا۔ مگر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی نذر توڑنے کیلئے تیار نہ تھیں پھر حضرت ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنو زہرہ کے بعض اصحاب کو لیکر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے کیونکہ ان اصحاب سے رسول اللہ ﷺ کی قربت تھی۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ کی قربت کا خاص خیال رکھتی تھیں، لیکن اس طرح بھی کامیابی نہ ہوئی تو حضرت عبداللہ بن الزبیر مسور بن مخرمہ کو اور عبدالرحمن بن الاسود کو لے کر گئے اور ان دونوں حضرات کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی لاعلمی میں گھر کے اندر داخل ہو گئے اور پردہ اٹھا کر اندر گئے اور خالہ سے لپٹ گئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمانا تھا کہ میں نے نذر مانی ہے اور اللہ کے نام کی نذر کا پورا کرنا ضروری ہے جبکہ یہ حضرات کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین دن سے زیادہ ترک تعلق سے منع کیا ہے۔ غرض حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے راضی کر لیا اور وہ آپ سے ہم کلام ہو گئیں۔

نذر توڑنے کا کفارہ وہ ہی ہے جو قسم توڑنے کا ہے یعنی ایک غلام آزاد کرنا یا دس مساکین کو کھانا کھلانا یا تین دن کے روزے رکھنا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی نذر کے کفارے کو طور پر چالیس غلام آزاد کیے۔ صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس دس غلام بھیجے جو انہوں نے اسی وقت آزاد کر دیئے اور اس کے بعد بھی وہ غلام آزاد کرتی رہیں یہاں تک کہ انہوں نے چالیس غلام آزاد کئے۔

بعد ازاں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جب بھی یہ واقعہ یاد آ جاتا تو آپ اس قدر روتیں کہ دوپٹہ بھیگ جاتا۔ یہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ورع و تقویٰ تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ تعالیٰ کے کسی حق کے تلف ہو جانے یا اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی پوری طرح تعمیل نہ ہونے سے اللہ تعالیٰ سے بہت خائف ہوتیں اور خشیت الہی کا طبیعت پر شدید اثر رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نذر کے توڑنے پر ایک کے بجائے چالیس غلام آزاد کئے۔

(فتح الباری ۲/۲۰۳۔ عمدۃ القاری ۲۲/۲۲۱۔ روضۃ المتقین ۴/۳۷۷)

رسول اللہ ﷺ کا شہداء احد کے حق میں دعاء

۱۸۶۰۔ وَعَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى قَتْلَى أُحُدٍ فَصَلَّى عَلَيْهِمْ بَعْدَ ثَمَانِ سِنِينَ كَالْمَوْدِعِ لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ ثُمَّ طَلَعَ إِلَى الْمَنْبَرِ قَالَ: "إِنِّي بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فَرَطٌ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنَّ مَوْعِدَكُمْ الْحَوْضَ، وَإِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَيْهِ مِنْ مَقَامِي هَذَا وَإِنِّي لَسْتُ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا وَلَكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوهَا، قَالَ فَكَانَتْ آخِرَ نَظَرَةٍ نَظَرْتُهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ: "وَلَكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمْ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا، وَتَقْتُلُوا فَتَهْلِكُوا كَمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ" قَالَ عُقْبَةُ فَكَانَ آخِرَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمَنْبَرِ. وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ: "إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللَّهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ، وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا" وَالْمُرَادُ بِالصَّلَاةِ عَلَى قَتْلَى أُحُدٍ: الدُّعَاءُ لَهُمْ، لَا الصَّلَاةَ الْمَعْرُوفَةَ.

(۱۸۶۰) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ احد کے

مقتولین کی قبروں پر تشریف لے گئے اور آٹھ سال بعد ان کے لیے اس طرح دعا فرمائی جیسے کوئی زندوں اور مردوں کو الوداع کہتا ہے پھر آپ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تم سے آگے جانے والا ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں گا اور تمہارے ساتھ وعدے کی جگہ حوض ہے۔ مجھے تمہارے بارے میں شرک کا اندیشہ نہیں ہے بلکہ میں تمہارے بارے میں دنیا اور اس کے حصول کیلئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے سے ڈرتا ہوں۔ حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آخری نگاہ تھی جو میں نے آپ ﷺ پر ڈالی۔ (متفق علیہ)

اور ایک اور روایت میں ہے کہ تمہارے بارے میں دنیا کی مزاحمت سے ڈرتا ہوں، کہ تم آپس میں جھگڑو اور اسی طرح ہلاکت میں پڑ جاؤ جس طرح تم سے پہلے لوگ ہلاکت میں پڑے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی منبر پر آخری زیارت تھی۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ میں تم سے آگے جانے والا ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں گا۔ اللہ کی قسم اس وقت اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں یا زمین کی چابیاں دی گئیں۔ اور اللہ کی قسم میں تمہارے بارے میں اس بات سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن اندیشہ یہ ہے کہ حصول دنیا میں مسابقت کرو گے۔

احد کے مقتولین پر صلاۃ کے معنی ان کے لیے دعاء کے ہیں نہ کہ معروف نماز جنازہ کے۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی الشہید، صحیح مسلم، کتاب الفضائل باب اثبات حوض نبینا صلی اللہ علیہ و صفاتہ۔

کلمات حدیث: فرط: سبقت کرنے والا۔ استقبال کرنے والا۔ فرط فروطاً (باب نصر) مقدم ہونا۔ آگے بڑھنا۔ ولکنی أخصی علیکم الدنیا أن تنافسوا فیہا: لیکن مجھے تمہارے بارے میں یہ اندیشہ ہے کہ تم طلب دنیا میں لگ جاؤ گے اور اس کے حصول میں باہم مزاحمت کرو گے اور ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرو گے۔ تنافس: (باب تفاعل) تنافس مرغوب اشیاء کے حصول میں باہم مقابلہ اور مسابقت۔ منافست (باب مفاعلہ) باہمی تفاخر اور تفاعل۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ حیات طیبہ کے آخری ایام میں غزوہ احد کے شہداء کے لیے دعا کے لیے تشریف لے گئے اور ان کو اس طرح رخصت کیا جس طرح کوئی جانے والا زندہ اور مردہ سب کو الوداع کہتا ہے۔ پھر آپ تشریف لائے اور منبر پر متمکن ہو کر وعظ و نصیحت فرمائی جس کے بارے میں صحابہ کرام نے سمجھا کہ یہ ایسی نصائح ہیں۔ جیسے رخصت ہونے والا شخص ان لوگوں کو کرتا ہے جنہیں وہ پیچھے چھوڑ کر جا رہا ہو۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تم سے پہلے جا رہا ہوں اور روز قیامت حوض کوثر پر تمہارا استقبال کروں گا، مجھے اس بات کا ڈر نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک کرو گے مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تم طلب دنیا میں مصروف ہو جاؤ گے اور اس کے حصول میں باہم مقابلہ اور منافست کرو گے اور دنیا کی محبت کا ایسا غلبہ ہوگا کہ تم آخرت کو بھول جاؤ گے اور اسی طرح تباہ ہو جاؤ گے جس طرح تم سے پہلے اقوام تباہ ہوئی ہیں۔ ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل ایمان کو دنیا کی رنگینی اس کے فتنہ اور اس کے برے انجام پر متنبہ رہنا چاہئے اور اس میں تنافس

اور مزاحمت سے بچنا چاہئے، کہ دنیا میں ضرورت سے زیادہ مصروف اور دنیا کی محبت کا غالب آ جانا ہلاکت کا پیش خیمہ ہے۔

(فتح الباری ۱/۷۹۴، ارشاد الساری ۳/۴۳۲، دلیل الفالحین ۴/۶۲۴)

رسول اللہ ﷺ کا طویل خطبہ

۱۸۶۱. وَعَنْ أَبِي زَيْدٍ عَمْرُو بْنِ أَخْطَبِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الظُّهْرُ فَنَزَلَ فَصَلَّى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَ حَتَّى حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأَخْبَرَنَا مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ، فَأَعْلَمْنَا أَحْفَظْنَا، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۸۶۱) حضرت ابو زید عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور منبر پر چڑھے اور ہمیں خطبہ دیا یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت آ گیا۔ آپ ﷺ منبر پر سے اترے نماز پڑھا ئی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہمیں خطبہ دیا یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ آپ ﷺ منبر سے اترے عصر کی نماز پڑھائی اور پھر منبر پر چڑھے اور خطبہ دیا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا آپ ﷺ نے ہمیں ماضی کے واقعات اور مستقبل کے امور کے بارے میں بتایا۔ ہم میں سب سے زیادہ عالم وہ ہے جو ان باتوں کو زیادہ محفوظ رکھنے والا ہے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب اخبار النبی ﷺ فیما یشیء الی قیام الساعة.

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے امت کی تعلیم کی بہت کوشش و سعی فرمائی اور وہ تمام باتیں بتائیں جو امت کے لیے کسی بھی طریقے سے مفید اور اس کے صراط مستقیم پر گامزن رہنے میں کام آنے والی تھیں۔ آپ ﷺ نے ماضی کے حوادث اور اہم سابقہ کے احوال بالتفصیل بیان فرماتے تاکہ اس سے موعظت اور نصیحت حاصل کی جائے اور مستقبل میں پیش آنے والے حوادث اور فتنوں سے آگاہ فرمایا تاکہ امت کے لوگ ان فتنوں سے بچ سکیں اور دنیا کے فتنوں میں مبتلا ہونے سے اپنے آپ کو بچا سکے۔ سو عالم وہی ہے جو قرآن کریم اور سنت نبوی ﷺ کا جاننے والا اور ان کو سمجھ کر ان پر عمل کرنے والا ہے۔

(شرح صحیح مسلم ۱۸/۱۲، روضة المتقین ۴/۳۸۱، دلیل الفالحین ۴/۲۶۲)

گناہ کی نذر پوری کرنا جائز نہیں

۱۸۶۲. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللَّهَ فَلْيُطِعهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يُعْصِيَ اللَّهَ فَلَا يُعْصِهْ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۸۶۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ایسے کام کی نذر مانے جو اللہ کی

اطاعت کا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے اور جس نے ایسے کام کی نذر مانی جس میں اللہ کی نافرمانی ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے۔ (البخاری)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب النذر فی الطاعة .

شرح حدیث: نذر اگر عبادت اور طاعت کی ہو مثلاً نفلی نماز یا نفلی روزے کی نذر یا صدقہ کرنے کی نذر ہو ایسی نذر کو ضرور پورا کرنا چاہیے لیکن اگر کسی نے کسی ایسے کام کی نذر مانی جس میں اللہ کی معصیت لازم آتی ہو تو وہ اس نذر کو پورا کرنے کے بجائے نذر کا کفارہ ادا کرے۔ کیونکہ حدیث نبوی ﷺ میں ارشاد ہے کہ کسی ایسے کام کی جو معصیت کا ہو نذر ماننا صحیح نہیں ہے اسی طرح اس مال کو دینے کی نذر ماننا جس کا مالک نہ ہو صحیح نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ خطبہ دے رہے تھے آپ ﷺ نے ایک شخص کو کھڑا ہوا دیکھا تو آپ ﷺ نے اس کے بارے میں دریافت کیا۔ لوگوں نے بتایا کہ اس کا نام ابواسرائیل ہے۔ اس نے نذر مانی ہے کہ یہ اس حال میں روزہ رکھے گا کہ یہ کھڑا رہے اور بالکل نہیں بیٹھے گا اور بات نہیں کرے گا اور سائے میں نہیں آئے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو حکم دو کہ یہ بات کرے اور سائے میں بیٹھے اور روزہ پورا کرے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابواسرائیل کے واقعہ سے متعلق یہ حدیث جمہور فقہاء کی دلیل ہے کہ معصیت کے کام کی نذر توڑ دینے پر کفارہ نہیں ہے۔ (فتح الباری ۳/۴۹۲، عمدۃ القاری ۲۳/۳۲۳، روضة المتقین ۴/۳۸۱)

گرگٹ اور چھپکلی مارنے کا ثواب

۱۸۶۳۔ وَعَنْ أُمِّ شَرِيكَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهَا بِقَتْلِ الْأَوْزَاعِ وَقَالَ: "كَانَ يَنْفُخُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۸۶۳) حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں چھپکلیوں کے

مارنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دھکائی گئی آگ میں پھونکیں مار رہی تھی۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب بذالخلق، باب خیر مال المسلم غنم. یتبع بها شفع الحبال. صحیح

مسلم، کتاب السلام، باب استحباب قتل الوزغ.

کلمات حدیث: اوزاع :- جمع وزغ. ایک موزی جانور۔

شرح حدیث: چھپکلی کے مارنے کا حکم فرمایا کیونکہ یہ ایک موزی جانور ہے اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو تمام حیوانات اس آگ کو ٹھنڈا کرنے کی تدبیر کر رہے تھے جبکہ چھپکلی اس میں پھونکیں مار رہی تھی۔

(فتح الباری ۲/۲۸۲، شرح صحیح مسلم ۱۴/۱۹۵)

ایک دفعہ میں گرگٹ کے قتل پر سونیکیاں

۱۸۶۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ قَتَلَ وَرْعَةً فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً، وَمَنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّانِيَةِ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً دُونَ الْأُولَى، وَإِنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّالِثَةِ فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً" وَفِي رِوَايَةٍ "مَنْ قَتَلَ وَرْعًا فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ كَتَبَ لَهُ مِائَةٌ حَسَنَةٍ، وَفِي الثَّانِيَةِ دُونَ ذَلِكَ، وَفِي الثَّالِثَةِ دُونَ ذَلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.
قَالَ أَهْلُ اللُّغَةِ: الْوَرْعُ الْعِظَامُ مِنْ سَامِ ابْرِصَ.

(۱۸۶۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص پہلی چوٹ میں چھکلی کو مار دے اس کے لیے اتنی اتنی نیکیاں ہیں اور جو اس کو دو چوٹوں میں مار دے اس کے لیے اتنی اتنی نیکیاں ہیں اور جو اس کو تین چوٹوں میں مار دے اس کے لیے اتنی اتنی نیکیاں ہیں۔

اور ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص چھکلی کو ایک چوٹ میں مار دے اس کے لیے سونیکیاں لکھ دی جاتی ہیں دوسری چوٹ میں مارنے پر اس سے کم اور تیسری چوٹ میں مارنے پر اس سے کم۔ (مسلم)
اہل لغت کہتے ہیں کہ ورغ سام ابرص سے بڑا جانور ہے۔

شرح حدیث: چھکلی کو مارنا مستحب ہے اور اس طرح مارنا چاہیے کہ ایک ہی چوٹ میں مر جائے اسی طرح دیگر حشرات الارض مثلاً سانپ، بچھو وغیرہ کا قتل کرنا مستحب ہے۔ (شرح صحیح مسلم ۱۴/۱۹۹۔ روضة المتقین ۴/۳۸۴)

نیک ارادے پر ثواب

۱۸۶۵۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "قَالَ رَجُلٌ لَا تُصَدِّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ سَارِقٍ فَاصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصَدِّقُ اللَّيْلَةُ عَلَى سَارِقٍ: فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا تُصَدِّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ زَانِيَةٍ" فَاصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصَدِّقُ اللَّيْلَةُ عَلَى زَانِيَةٍ! فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى زَانِيَةٍ، لَا تُصَدِّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ غَنِيِّ فَاصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ تُصَدِّقُ اللَّيْلَةُ عَلَى غَنِيٍّ! فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى سَارِقٍ وَعَلَى زَانِيَةٍ وَعَلَى غَنِيٍّ، فَاتَى فَقِيلَ لَهُ: 'أَمَّا صَدَقَتُكَ عَلَى سَارِقٍ فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهِ' وَأَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا تَسْتَعِفُّ عَنْ زِنَاهَا وَأَمَّا الْغَنِيُّ فَلَعَلَّهُ أَنْ يَغْتَبِرَ فَيَنْفِقَ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ بِلَفْظِهِ وَمُسْلِمٌ بِمَعْنَاهُ.

(۱۸۶۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی نے کہا کہ میں آج

ضرور صدقہ کروں گا وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور ایک چور کے ہاتھ میں دیدیا۔ اگلی صبح لوگ باتیں کر رہے تھے کہ آج کی رات ایک چور کو صدقہ دیدیا گیا۔ اس نے کہا کہ اے اللہ تمام محامد تیرے لیے ہیں میں ضرور صدقہ کروں گا وہ نکلا اور اس نے صدقہ زانیہ کو دیدیا۔ اگلی صبح پھر لوگ باتیں کرنے لگے کہ آج رات ایک زانیہ کو صدقہ کیا گیا۔ اس نے کہا کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں ضرور صدقہ کروں گا وہ نکلا اور اس نے کسی مالدار کو صدقہ کر دیا۔ اگلی صبح پھر لوگوں نے باتیں کی کہ آج رات ایک مالدار کو صدقہ دیدیا گیا۔ اس نے کہا کہ اے اللہ تمام تعریفیں آپ کے لیے ہیں میں نے صدقہ کیا تو وہ چور کے ہاتھ میں زانیہ کے ہاتھ میں اور مالدار کے ہاتھ میں پہنچ گیا۔ رات کو اسے خواب میں مطلع کیا گیا کہ تیرا صدقہ چور کے ہاتھ میں پہنچا شاید وہ چوری سے باز آ جائے، زانیہ کے پاس پہنچا شاید وہ توبہ کر لے اور غنی کے ہاتھ میں پہنچا شاید اسے بھی انفاق کی توفیق ہو جائے۔ (بخاری نے ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے اور مسلم نے اس معنی میں روایت کیا ہے)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الزکاة، باب اذا تصدق علی غنی و هو لا یعلم . صحیح مسلم، کتاب الزکوة . باب ثبوت اجر المتصدق .

کلمات حدیث: لا تصدق بصدقہ : میں ضرور صدقہ کروں گا۔ قیل له : اسے خواب میں بتلایا گیا۔

شرح حدیث: اسلام میں اعمال کا مدار نیت پر ہے، اگر آدمی اخلاص کے ساتھ اور نیت حسنہ کے ساتھ کوئی کام سرانجام دے جو بظاہر معلوم ہوا کہ درست نہیں ہوا یا اس میں کوئی خامی رہ گئی یا کوئی نقص رہ گیا لیکن نیت کی صحت اور اخلاص سے کیا گیا عمل اللہ کے یہاں شرف قبولیت پائے گا اور نیت کا اجر و ثواب ضرور ملے گا اور اس کے اچھے نتائج ظاہر ہوں گے۔

(فتح الباری ۱/۸۳۵، ارشاد الساری ۳/۵۳۹، روضة المتقین ۴/۳۸۵)

قیامت کے دن شفاعتِ کبریٰ کا حق آپ ﷺ کو حاصل ہوگا

۱۸۶۶۔ وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَعْوَةٍ فَرَفَعَ إِلَيْهِ الدَّرَاعُ، وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ، فَتَهَسَّ مِنْهَا نَهْسَةً وَقَالَ: "أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، هَلْ تَدْرُونَ مِمَّ ذَاكَ يَجْمَعُ اللَّهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَيَنْظُرُهُمُ النَّاطِرُ، وَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي، وَتَذْنُو مِنْهُمْ الشَّمْسُ فَيَبْلُغُ النَّاسُ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيقُونَ وَلَا يَحْتَمِلُونَ، فَيَقُولُ النَّاسُ: أَلَا تَرَوْنَ مَا أَنْتُمْ فِيهِ إِلَى مَا بَلَّغَكُمْ، لَا تَنْظُرُونَ مَنْ يَشْفَعُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ؟ فَيَقُولُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ: أَبُوكُمْ آذَمُ فَيَا تَرُونَهُ، فَيَقُولُونَ: يَا آذَمُ أَنْتَ أَبُو الْبَشَرِ، خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ، وَنَفَخَ فِيكَ مِنْ رُوحِهِ، وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوا لَكَ وَأَسْكَنَكَ الْجَنَّةَ، أَلَا تَشْفَعُ لَنَا إِلَى رَبِّكَ؟ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ وَمَا بَلَّغْنَا؟ فَقَالَ: إِنَّ رَبِّي غَضِبَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ، مِثْلَهُ، وَلَا يَغْضَبُ بَعْدَهُ، مِثْلَهُ، وَإِنَّهُ نَهَانِي عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُ: نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي،

إِذْهَبُوا إِلَىٰ غَيْرِي : اذْهَبُوا إِلَىٰ نُوحٍ . فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُونَ يَا نُوحُ : أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى الْأَرْضِ ، وَقَدْ سَمَّاكَ اللَّهُ عَبْدًا شَكُورًا ، أَلَا تَرَىٰ إِلَىٰ مَآئِحُنَّ فِيهِ ، أَلَا تَرَىٰ إِلَىٰ مَا بَلَّغْنَا؟ أَلَا تَشْفَعُ لَنَا إِلَىٰ رَبِّكَ؟ فَيَقُولُ : إِنَّ رَبِّي غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَّمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ ، مِثْلَهُ ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ ، مِثْلَهُ ، وَإِنَّهُ قَدْ كَانَتْ لِي دَعْوَةٌ دَعَوْتُ بِهَا عَلَىٰ قَوْمِي ، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي ، اذْهَبُوا إِلَىٰ غَيْرِي : اذْهَبُوا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُونَ : يَا إِبْرَاهِيمُ أَنْتَ نَبِيُّ اللَّهِ وَخَلِيلُهُ ، مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ ، اشفَعْ لَنَا إِلَىٰ رَبِّكَ ، أَلَا تَرَىٰ إِلَىٰ مَآئِحُنَّ فِيهِ؟ فَيَقُولُ لَهُمْ : إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَّمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ ، مِثْلَهُ ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ ، مِثْلَهُ ، وَإِنِّي كُنْتُ كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ ، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي ، اذْهَبُوا إِلَىٰ غَيْرِي : اذْهَبُوا إِلَىٰ مُوسَى ، فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُونَ : يَا مُوسَى ، أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ ، فَضَلَّكَ اللَّهُ بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ عَلَى النَّاسِ ، اشفَعْ لَنَا إِلَىٰ رَبِّكَ ، أَلَا تَرَىٰ إِلَىٰ مَآئِحُنَّ فِيهِ؟ فَيَقُولُ : إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَّمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ ، مِثْلَهُ ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ ، مِثْلَهُ ، وَإِنِّي قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا أَوْ مَرَّ بِقَتْلِهَا ، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَىٰ غَيْرِي : اذْهَبُوا إِلَىٰ عِيسَى . فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُونَ : يَا عِيسَى أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ ، أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحَ مِنْهُ ، وَكَلِمَتُ النَّاسِ فِي الْمَهْدِ اشفَعْ لَنَا إِلَىٰ رَبِّكَ ، أَلَا تَرَىٰ إِلَىٰ مَآئِحُنَّ فِيهِ؟ فَيَقُولُ عِيسَى : إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَّمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ ، مِثْلَهُ ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ ، مِثْلَهُ ، وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا ، نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي ، اذْهَبُوا إِلَىٰ غَيْرِي ، اذْهَبُوا إِلَىٰ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ “ وَفِي رِوَايَةٍ : ” فَيَأْتُونِي فَيَقُولُونَ يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ ، وَقَدْ غَفَرَ اللَّهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ ، اشفَعْ لَنَا إِلَىٰ رَبِّكَ أَلَا تَرَىٰ إِلَىٰ مَآئِحُنَّ فِيهِ؟

فَأَنْطَلِقُ فَأَتِي تَحْتَ الْعَرْشِ فَأَقْعُ سَاجِدًا لِرَبِّي ، ثُمَّ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِيدِهِ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلَيَّ أَحَدٌ قَبْلِي ثُمَّ يَقَالُ : يَا مُحَمَّدُ اذْهَبْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهُ ، وَاشْفَعْ تُشْفَعُ ، فَارْفَعْ رَأْسِي فَأَقُولُ أُمْتِي يَارَبِّ ، أُمْتِي يَارَبِّ ، أُمْتِي يَارَبِّ ، فَيَقَالُ : يَا مُحَمَّدُ ادْخُلْ مِنْ أُمْتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوَى ذَلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ . ثُمَّ قَالَ : وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ، أَنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ ، أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرَى “ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۸۶۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک دعوت

میں تھے۔ آپ ﷺ کی جانب بکری کی ران کا گوشت پیش کیا گیا اور یہ گوشت آپ ﷺ کو پسند تھا آپ ﷺ نے اس میں کچھ دانوں سے کھایا اور پھر ارشاد فرمایا کہ میں روز قیامت لوگوں کا سردار ہوں گا تمہیں معلوم ہے کہ کس طرح؟ دراصل اللہ تعالیٰ تمام اگلے پچھلوں کو

ایک میدان میں جمع فرمائینگے تاکہ دیکھنے والا ان سب کو دیکھ سکے اور داعی انہیں اپنی بات سنا سکے۔ سورج لوگوں کے قریب ہوگا اور لوگوں کے بے چینی اور غم اس قدر زیادہ ہوگی جس کی زبان میں طاقت ہوگی اور نہ برداشت۔ لوگ کہیں گے تم دیکھ رہے ہو کہ کس تکلیف میں مبتلا ہو اور یہ کس قدر شدید ہے۔ کسی ایسے شخص کے بارے میں سوچو جو تمہارے رب کے سامنے تمہاری سفارش کر سکے۔ بعض لوگ کہیں گے کہ تمہارے باپ آدم علیہ السلام ہیں۔ یہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئینگے اور کہیں گے کہ اے آدم آپ ابوالبشر ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اور تمہارے اندر اپنی روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا کہ آپ کو سجدہ کریں، فرشتوں نے آپ کو سجدہ کیا اور اللہ نے آپ کو جنت میں ٹھہرایا۔ کیا آپ ہمارے لیے اپنے رب سے سفارش نہیں کر سکتے؟ کیا آپ اس تکلیف کو نہیں دیکھ رہے جس میں ہم مبتلا ہیں اور جس حد تک ہم پہنچے ہوئے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام فرمائینگے آج میرا رب اس قدر ناراض ہے کہ اس سے پہلے اس قدر ناراض نہیں ہوا اور نہ آج کے بعد اس سے زیادہ ناراض ہوگا۔ اس نے مجھے درخت کا پھل کھانے سے منع کیا تھا اور مجھ سے اس کے حکم کی نافرمانی ہو گئی تھی اب مجھے اپنی جان کی فکر ہے، تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ جاؤ نوح علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔ اب لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئینگے اور کہیں گے اے نوح علیہ السلام آپ زمین پر اللہ کے پہلے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو شکر گزار بندہ فرمایا ہے کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ کس حالت میں ہیں اور یہ حالت کس حد تک پہنچی ہوئی ہے کیا آپ اپنے رب سے ہماری سفارش نہیں کریں گے۔ وہ کہیں گے کہ آج میرا رب اس قدر ناراض ہے کہ اس سے پہلے اس قدر ناراض نہیں ہوا اور نہ آج کے بعد اس سے زیادہ ناراض ہوگا مجھے ایک دعاء کا حق تھا جو میں نے اپنی قوم کے خلاف کر لی تھی اب مجھے اپنی جان کی فکر ہے تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئینگے اور ان سے کہیں گے کہ اے ابراہیم علیہ السلام آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس حال میں ہیں اور یہ حالت کس حد تک پہنچی ہوئی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائینگے کہ آج کے دن میرا رب اس قدر ناراض ہے کہ اس سے پہلے اس قدر ناراض نہیں ہوا اور نہ آج کے بعد اس سے زیادہ ناراض ہوگا میں نے تین باتیں خلاف واقعہ کی تھیں۔ اب مجھے اپنی جان کی فکر ہے۔ تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئینگے اور کہیں گے۔ اے موسیٰ علیہ السلام آپ اللہ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام اور اپنے پیغام سے آپ کو فضیلت عطا فرمائی۔ آپ اپنے رب کے پاس ہماری سفارش کیجیے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرمائینگے کہ آج کے دن میرا رب اس قدر ناراض ہے کہ اس سے پہلے اس قدر ناراض نہیں ہوا اور نہ آج کے بعد اس سے زیادہ ناراض ہوگا۔ میں نے ایک قتل کر دیا تھا اب مجھے اپنی جان کی فکر ہے تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئینگے اور کہیں گے کہ اے عیسیٰ علیہ السلام آپ اللہ کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جو اللہ نے مریم کی طرف ڈالا اور اس کی طرف سے آئی ہوئی روح ہیں اور آپ نے ہمیں لوگوں سے کلام کیا۔ آپ اپنے رب سے ہماری سفارش کریں کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس حال میں ہیں اور یہ حالت کس حد تک پہنچی ہوئی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کسی خطا کا ذکر نہیں کریں گے لیکن کہیں گے کہ مجھے اپنی جان کی فکر ہے۔ تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔

اور ایک روایت میں ہے کہ لوگ میرے پاس آئینگے اور کہیں گے اے محمد ﷺ آپ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں آپ ہمارے لیے اپنے رب کے پاس سفارش فرمائیں کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ ہم کس حال میں ہیں؟ میں جاؤں گا اور عرش کے نیچے اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ اس وقت مجھ پر اپنی ایسی حمد اور اس قدر بہترین ثناء کھولے گا جو مجھ سے پہلے کسی پر نہیں کھولی گئی۔ پھر کہا جائے گا کہ اے محمد سر اٹھاؤ اور سوال کرو سوال پورا کیا جائے گا سفارش کرو سفارش قبول کی جائے گی۔ میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور کہوں گا کہ اے رب میری امت اے رب میری امت اے رب میری امت۔ اس پر کہا جائے گا کہ اے محمد ﷺ اپنی امت میں سے ان لوگوں کو جن پر حساب نہیں ہے جنت کے دروازوں میں سے دائیں دروازے سے داخل کر دیجیے۔ اور میری امت کے لوگ دوسرے لوگوں کے ساتھ جنت کے دوسرے دروازوں میں بھی شریک ہوں گے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم جنت کے دروازے کے دو کواڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جتنا مکہ اور حجر کے درمیان یا مکہ اور بصری کے درمیان ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورة الاسراء، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ادنی اهل الجنة منزلة فیہا۔

کلمات حدیث: تعجبہ: دینی کا گوشت آپ ﷺ کو مرغوب تھا۔ آپ کو اچھا لگتا تھا۔ فنہس منها نہسۃ: آپ ﷺ نے اس میں سے دانتوں سے کچھ کھایا۔ نہس اور نہس: سامنے کے دانتوں سے کسی چیز کو کاٹ کر کھانا۔

شرح حدیث: قیامت کا دن بڑا سخت دن ہوگا سارے انسان اولین و آخرین ایک میدان میں جمع اپنے حساب کتاب کے اور اپنے بارے میں فیصلے کے منتظر ہونگے اضطراب اور پریشانی اور رنج و غم حد سے زیادہ ہوگا اس حالت میں لوگ انبیاء کرام کے پاس جائینگے کہ اللہ رب العزت سے ہماری سفارش فرمادیں کہ ہم اس دن کی سختی اور شدت سے نجات پائیں۔ تمام انبیاء معذرت کریں گے اور بآخرا لوگ سفارش کے لیے خاتم الانبیاء ﷺ کے پاس آئینگے اور آپ ﷺ سے اللہ کی بارگاہ میں سفارش کی التماس کریں گے۔ آپ ﷺ اس درخواست کو قبول فرمالیں گے اور عرش الہی کے نیچے سجدہ ریز ہو کر اللہ کی ایسی حمد و ثناء بیان کریں گے جو اس سے پہلے کبھی بیان نہیں کی گئی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو شفاعت کی اجازت عطا فرمائیں گے اور پہلے مرحلے میں ایسے تمام اہل ایمان جن کے ذمہ کوئی حساب کتاب نہ ہوگا جنت کے دروازوں میں سے باب الایمن سے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ جنت کے دروازوں میں سے ہر دروازے کے دونوں کواڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جتنا مکہ اور حجر کے درمیان ہے۔ حجر بحرین کا ایک شہر ہے اور بصری دمشق کے جنوب میں واقع حوران کی ایک بستی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کئی مراحل میں ہوگی، سب سے پہلا مرحلہ شفاعت یہ ہوگا کہ لوگوں کا حساب کتاب شروع کیا جائے تاکہ انہیں میدان حشر کی ہولناکیوں سے نجات ملے۔ دوسری سفارش آپ ﷺ اپنی امت کے حق میں فرمائیں گے جس کے پہلے مرحلے میں وہ اہل ایمان جن کا حساب کتاب نہیں ہوگا جنت میں داخل ہو جائیں گے اور دوسرے مرحلے میں آپ ﷺ اپنی امت کے ان لوگوں کے بارے میں سفارش فرمائیں گے جو جہنم میں اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے لیے بھیج دیئے گئے ہوں گے آپ ﷺ کی سفارش پر وہ سب جہنم

سے نکال کر جنت میں داخل کر دیئے جائینگے۔ (فتح الباری ۲/۲۹۱۔ روضۃ المتقین ۴/۳۸۷۔ شرح صحیح مسلم ۳/۵۷)

حضرت حاجرہ علیہا السلام کا بیابان میں اللہ پر توکل

۱۸۶۷۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَ إِبْرَاهِيمُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَمِّ إِسْمَاعِيلَ وَبِابْنَيْهَا إِسْمَاعِيلَ وَهِيَ تُرْضِعُهُ حَتَّى وَضَعَهَا عِنْدَ الْبَيْتِ، عِنْدَ دَوْحَةٍ فَوْقَ زَمْزَمَ فِي أَعْلَى الْمَسْجِدِ وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ فَوَضَعَهُمَا هُنَاكَ وَوَضَعَ عِنْدَهُمَا جِرَابًا فِيهِ تَمْرٌ وَسِقَاءٌ فِيهِ مَاءٌ، ثُمَّ قَفَى إِبْرَاهِيمُ مُنْطَلِقًا فَبِعَتَّهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ فَقَالَتْ: يَا إِبْرَاهِيمُ أَيْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهَذَا الْوَادِي الَّذِي لَيْسَ فِيهِ أُنْيَسٌ وَلَا شَيْءٌ؟ فَقَالَ لَهُ: ذَلِكَ مِرَارًا وَجَعَلَ لَا يَلْتَمِشُ إِلَيْهَا. قَالَتْ لَهُ: أَللَّهُ أَمَرَكَ بِهَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَتْ إِذَا لَا يُضِيعُنَا، ثُمَّ رَجَعَتْ فَانْطَلَقَ إِبْرَاهِيمُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كَانَ عِنْدَ الثَّنِيَّةِ حَيْثُ لَا يَرُونَهُ اسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الْبَيْتَ ثُمَّ دَعَا بِهَؤُلَاءِ الدَّعْوَاتِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: رَبِّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ دُرَيْتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ حَتَّى بَلَغَ "يَشْكُرُونَ" وَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ تُرْضِعُ إِسْمَاعِيلَ وَتَشْرَبُ مِنْ ذَلِكَ الْمَاءِ حَتَّى إِذَا نَفَذَ مَا فِي السِّقَاءِ عَطِشَتْ وَعَطَشَ ابْنُهَا وَجَعَلَتْ تَنْظُرُ إِلَيْهِ يَتَلَوَّى. أَوْ قَالَ يَتَلَبَّطُ فَانْطَلَقَتْ كَرَاهِيَةً أَنْ تَنْظُرَ إِلَيْهِ فَوَجَدَتْ الصَّفَا أَقْرَبَ جَبَلٍ فِي الْأَرْضِ يَلِيهَا فَقَامَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَتْ الْوَادِي تَنْظُرُ هَلْ تَرَى أَحَدًا؟ فَلَمْ تَرَ أَحَدًا، فَهَبَطَتْ مِنَ الصَّفَا حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ الْوَادِي رَفَعَتْ طَرَفَ دِرْعِهَا ثُمَّ سَعَتْ سَعَى الْإِنْسَانِ الْمَجْهُودِ حَتَّى جَاوَزَتْ الْوَادِي، ثُمَّ آتَتْ الْمَرْوَةَ فَقَامَتْ عَلَيْهَا فَظَنَرَتْ هَلْ تَرَى أَحَدًا؟ فَلَمْ تَرَ أَحَدًا، فَفَعَلَتْ ذَلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "فَلِذَلِكَ سَعَى النَّاسُ بَيْنَهُمَا" فَلَمَّا أَشْرَفَتْ عَلَى الْمَرْوَةِ سَمِعَتْ صَوْتًا فَقَالَتْ: صَه. تُرِيدُ نَفْسَهَا. ثُمَّ تَسَمَّعَتْ فَسَمِعَتْ أَيْضًا فَقَالَتْ: قَدْ أَسَمَعْتُ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ غَوَاتٌ فَإِذَا هِيَ بِالْمَلِكِ عِنْدَ مَوْضِعِ زَمْزَمَ فَبَحَثَ بِعَقْبِهِ. أَوْ قَالَ بِجَنَاحِهِ. حَتَّى ظَهَرَ الْمَاءُ فَجَعَلَتْ تُحَوِّضُهُ وَتَقُولُ بِيَدِهَا هَكَذَا، وَجَعَلَتْ تَعْرِفُ الْمَاءَ فِي سِقَائِهَا وَهُوَ يَقُورُ بَعْدَ مَا تَعْرِفُ، وَفِي رِوَايَةٍ: بِقَدْرِ مَا تَعْرِفُ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "رَحِمَ اللَّهُ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ. أَوْ قَالَ لَوْ لَمْ تَعْرِفْ مِنَ الْمَاءِ. لَكَانَتْ زَمْزَمُ عَيْنًا مَعِينًا" قَالَ فَشَرِبَتْ وَأَرْضَعَتْ وَلَدَهَا فَقَالَ لَهَا الْمَلِكُ: لَا تَخَافُوا الصَّبِيحَةَ فَإِنَّ هَلُنَا بَيْتًا لِلَّهِ يَبْنِيهِ هَذَا الْعَلَامُ وَأَبُوهُ، وَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ. أَهْلَهُ، وَكَانَ الْبَيْتُ مُرْتَفِعًا مِنَ الْأَرْضِ كَالرَّابِيَةِ تَأْتِيهِ السُّيُولُ فَتَأْخُذُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، فَكَانَتْ كَذَلِكَ حَتَّى مَرَّتْ بِهِمْ رُقَّةٌ مِنْ جُرْهُمِ أَوْ أَهْلُ بَيْتٍ مِنْ جُرْهُمِ مُقْبِلِينَ مِنْ طَرِيقِ

كَذَاء، فَنَزَلُوا فِي أَسْفَلِ مَكَّةَ، فَرَأَوْ طَائِرَاهُمْ عَاتِفًا فَقَالُوا إِنَّ هَذَا الطَّائِرَ لَيَدُورُ عَلَى مَاءٍ لَعَهْدُنَا بِهِذَا الْوَادِي وَمَا فِيهِ مَاءٌ فَارْسَلُوا جَرِيًّا أَوْ جَرِيَّتَيْنِ فَإِذَا بِالْمَاءِ، فَارْجَعُوا فَأَخْبَرُوهُمْ، فَأَقْبَلُوا وَأُمُّ إِسْمَاعِيلَ عِنْدَ الْمَاءِ. فَقَالُوا: أَتَا ذَيْنِ لَنَا أَنْ نَزَلَ عِنْدَكَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، وَلَكِنْ لَأَحَقَّ لَكُمْ فِي الْمَاءِ. قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "فَأَلْفَى ذَلِكَ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ، وَهِيَ تُحِبُّ الْأَنْسَ، فَنَزَلُوا فَارْسَلُوا إِلَى أَهْلِهِمْ فَنَزَلُوا مَعَهُمْ، حَتَّى إِذَا كَانُوا بِهَا أَهْلَ أَبْيَاتٍ وَشَبَّ الْغُلَامُ وَتَعَلَّمَ الْعَرَبِيَّةَ مِنْهُمْ وَأَنْفَسَهُمْ وَأَعَجَبَهُمْ حِينَ شَبَّ، فَلَمَّا أَذْرَكَ زَوْجُوهَ امْرَأَةٍ مِنْهُمْ. وَمَاتَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ، فَجَاءَ إِبْرَاهِيمُ بَعْدَ مَا تَزَوَّجَ إِسْمَاعِيلُ يُطَالِعُ تَرْكَهُ، فَلَمْ يَجِدْ إِسْمَاعِيلَ، فَسَأَلَ امْرَأَتَهُ عَنْهُ فَقَالَتْ: خَرَجَ يَتَتَبَعُنِي لَنَا. وَفِي رِوَايَةٍ: يَصِيدُ لَنَا. ثُمَّ سَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ، فَقَالَتْ: نَحْنُ بِشَرٍّ، نَحْنُ فِي ضَيْقٍ وَشِدَّةٍ، وَشَكْتُ إِلَيْهِ. قَالَ: فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكَ أَقْرِنِي عَلَيْهِ السَّلَامَ وَقُولِي لَهُ: يُغَيِّرُ عَتَبَةَ بَابِهِ. فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ كَانَتْهُ أَنْسَ شَيْئًا فَقَالَ: هَلْ جَاءَ كُمْ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ جَاءَ نَا شَيْخٌ كَذَا وَكَذَا فَسَأَلْنَا عَنْكَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَسَأَلَنِي: كَيْفَ عَيْشُنَا فَأَخْبَرْتُهُ، أَنَا فِي جَهْدٍ وَشِدَّةٍ قَالَ: فَهَلْ أَوْصَاكَ بِشَيْءٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ: غَيْرَ عَتَبَةَ بِابِكَ، قَالَ: ذَاكَ أَبِي وَقَدْ أَمَرَنِي أَنْ أَفَارِقَكَ، الْحَقُّ بِأَهْلِكَ. فطَلَّقَهَا وَتَزَوَّجَ مِنْهُمْ أُخْرَى، فَلَبِثَ عَنْهُمْ إِبْرَاهِيمُ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَتَاهُمْ بَعْدَ فَلَمْ يَجِدْهُ فَدَخَلَ عَلَى امْرَأَتِهِ فَسَأَلَ عَنْهُ، قَالَتْ: خَرَجَ يَتَتَبَعُنِي لَنَا. قَالَ كَيْفَ أَنْتُمْ، وَسَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ. فَقَالَتْ: نَحْنُ بِخَيْرٍ وَسَعَةٍ وَأَنْتَ عَلَى اللَّهِ، فَقَالَ: مَا طَعَامُكُمْ؟ قَالَتْ: اللَّحْمُ. قَالَ: فَمَا شَرَابُكُمْ؟ قَالَتْ: الْمَاءُ. قَالَ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي اللَّحْمِ وَالْمَاءِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ حُبٌّ وَلَوْ كَانَ لَهُمْ دَعَالُهُمْ فِيهِ. قَالَ: فَهُمَا لَا يَخْلُوا عَلَيْهِمَا أَحَدٌ بِغَيْرِ مَكَّةَ إِلَّا لَمْ يُوَافِقَاهُ. وَفِي رِوَايَةٍ فَجَاءَ فَقَالَ: أَيْنَ إِسْمَاعِيلُ؟ فَقَالَتْ امْرَأَتُهُ: ذَهَبَ يَصِيدُ، فَقَالَتْ امْرَأَتُهُ: أَلَا تَنْزِلُ فَتَقْطَعَهُمْ وَتَشْرَبُ؟ قَالَ: وَمَا طَعَامُكُمْ وَمَا شَرَابُكُمْ؟ قَالَتْ: طَعَامُنَا اللَّحْمُ وَشَرَابُنَا الْمَاءُ. قَالَ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي طَعَامِهِمْ وَشَرَابِهِمْ قَالَ: فَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "بَرَكَتُ دَعْوَةِ إِبْرَاهِيمَ" قَالَ فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكَ فَأَقْرِنِي عَلَيْهِ السَّلَامَ وَمُرِيهِ يُثَبِّتُ عَتَبَةَ بَابِهِ. فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ قَالَ: هَلْ أَتَاكُمْ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ أَتَانَا شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ وَأَنْتَ عَلَيْهِ، فَسَأَلَنِي عَنْكَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا فَأَخْبَرْتُهُ، أَنَا بِخَيْرٍ. قَالَ: فَأَوْصَاكَ بِشَيْءٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَأْمُرُكَ أَنْ تُثَبِّتَ عَتَبَةَ بَابِكَ. قَالَ: ذَاكَ أَبِي، وَأَنْتِ الْعَتَبَةُ أَمَرَنِي أَنْ أُمْسِكَ، ثُمَّ لَبِثَ عَنْهُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ ذَلِكَ وَإِسْمَاعِيلُ يَبْصُرُ نَبْلًا لَهُ، تَحْتَ دُوْحَةٍ قَرِيبًا مِنْ زَمْزَمَ، فَلَمَّا رَأَاهُ قَامَ إِلَيْهِ فَصَنَعَ كَمَا يَصْنَعُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ

وَالْوَلَدُ بِالْوَالِدِ قَالَ يَا إِسْمَاعِيلُ إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي بِأَمْرِ، قَالَ : فَاصْنَعْ مَا أَمَرَكَ رَبُّكَ؟ قَالَ : وَتَعَيَّنِي، قَالَ : وَأَعْيُنْكَ. قَالَ : فَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَبْنِيَ بَيْنَهُمَا وَآشَارَ إِلَى أَكْمَةِ مُرْتَفَعَةٍ عَلَى مَاحُولِهَا، فَعِنْدَ ذَلِكَ رَفَعَ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ، فَجَعَلَ إِسْمَاعِيلُ يَأْتِي بِالْحِجَارَةِ وَابْرَاهِيمُ يَبْنِي حَتَّى إِذَا ارْتَفَعَ الْبِنَاءُ جَاءَ بِهِذَا الْحَجَرِ فَوَضَعَهُ لَهُ، فَقَامَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَبْنِي وَإِسْمَاعِيلُ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَهُمَا يَقُولَانِ : رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ، وَفِي رِوَايَةٍ : إِنَّ إِبْرَاهِيمَ خَرَجَ بِإِسْمَاعِيلَ وَأُمَ إِسْمَاعِيلَ مَعَهُمْ شَنَةَ فِيهَا مَاءٌ، فَجَعَلَتْ أُمُ إِسْمَاعِيلَ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَةِ فَيَدْرُ لَبْنُهَا عَلَى صَبِيهَا حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ فَوَضَعَهَا تَحْتَ دَوْحَةٍ ثُمَّ رَجَعَ إِبْرَاهِيمُ إِلَى أَهْلِهِ فَاتَّبَعَتْهُ أُمُ إِسْمَاعِيلَ حَتَّى لَمَّا بَلَغُوا كَدَاءَ نَادَتْهُ مِنْ وَرَائِهِ : يَا إِبْرَاهِيمُ إِلَى مَنْ تَتْرُكُنَا؟ قَالَ : إِلَى اللَّهِ، قَالَتْ : رَضِيتُ بِاللَّهِ فَرَجَعْتُ وَجَعَلْتُ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَةِ وَيَدْرُ لَبْنُهَا عَلَى صَبِيهَا حَتَّى لَمَّا فَنِيَ الْمَاءُ قَالَتْ : لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّي أَحْسُ أَحَدًا. قَالَ : فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتْ الصَّفَا، فَنَظَرَتْ وَنَظَرْتُ هَلْ تَحْسُ أَحَدًا فَلَمْ تَحْسُ أَحَدًا فَلَمَّا بَلَغَتْ الْوَادِي وَسَعَتْ وَآتَتْ الْمَرْوَةَ وَقَعَلَتْ ذَلِكَ أَشْوَاطًا ثُمَّ قَالَتْ : لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ الصَّبِيُّ، فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَإِذَا هُوَ عَلَى حَالِهِ كَأَنَّهُ يَنْشَغُ لِلْمَوْتِ، فَلَمْ تَقْرَها نَفْسُهَا فَقَالَتْ : لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّي أَحْسُ أَحَدًا قَالَ : فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتْ الصَّفَا، فَنَظَرَتْ وَنَظَرْتُ، فَلَمْ تَحْسُ أَحَدًا حَتَّى أَتَمَّتْ سَبْعًا. ثُمَّ قَالَتْ : لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ، فَإِذَا هِيَ بِصَوْتٍ فَقَالَتْ أَغْثُ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ خَيْرٌ، فَإِذَا جَبْرِيلُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بِعَقِبِهِ هَكَذَا، وَغَمَزَ بِعَقِبِهِ عَلَى الْأَرْضِ فَاِنْبَثَقَ الْمَاءُ فَذَهَبَتْ أُمُ إِسْمَاعِيلَ فَجَعَلَتْ تَحْفِنُ. وَذَكَرَ الْحَدِيثُ بِطَوْلِهِ، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

”الدَّوْحَةُ“ الشَّجَرَةُ الْكَبِيرَةُ.

قَوْلُهُ ”قَفَى“ أَيْ : وَلِي.

”وَالْجِرَى“ : الرَّسُولُ.

”وَأَلْفَى“ مَعْنَاهُ : وَجَدَ.

قَوْلُهُ ”يَنْشَغُ“ : أَيْ يَشْهَقُ.

(۱۸۶۷) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے بیان کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کو اور ان کے شیرخوار بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لے کر آئے اور انہیں بیت اللہ کے نزدیک مسجد حرام کے بالائی حصہ میں زمزم کے اوپر واقع ایک درخت کے پاس ٹھہرا دیا۔ اس وقت مکہ میں کوئی آدمی آباد نہ تھا اور نہ پانی تھا۔ ان دونوں کو وہاں اتارا ان کے پاس کھجوروں کا ایک تھیلا اور ایک پانی کا مشکیزہ رکھ دیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام واپس جانے کے لیے چلے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ان کے پیچھے گئیں اور کہنے لگیں کہ اے ابراہیم ہمیں اس وادی میں تنہا چھوڑ کر جہاں نہ کوئی ساتھی ہے اور نہ کوئی چیز ہے کہاں جا رہے ہو؟ یہ بات وہ بار بار کہتی رہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کی طرف التفات نہ کرتے تھے۔ اس پر وہ بولیں کہ کیا آپ کو اللہ نے یہ حکم دیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ نے کہا کہ اگر اللہ کا حکم ہے تو وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا اور یہ کہہ کر اپنی جگہ واپس آ گئیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام واپس چلے جب ثنیہ کے مقام پر پہنچے کہ وہاں انہیں ان کے اہل نہیں دیکھ رہے تھے بیت اللہ کی طرف رخ کیا اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی کہ اے میرے رب میں نے اپنی اولاد کو ایک بے آب و گیاہ وادی میں آباد کر دیا ہے۔ اے ہمارے رب تاکہ وہ نماز قائم کریں۔ تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل فرمادے اور انہیں ثمرات سے رزق عطا فرماتا کہ وہ شکر کریں۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ انہیں دودھ پلاتیں اور خود اس مشکیزہ کا پانی پیتیں یہاں تک کہ یہ مشکیزہ کا پانی ختم ہو گیا تو آپ پیاسی ہو گئیں اور آپ کا بیٹا بھی پیاسا ہو گیا اور وہ اسے زمین پر لوٹے ہوئے دیکھنے لگیں۔ یہ منظر چونکہ ان کے لیے ناقابل دید تھا اس لیے پانی کی تلاش میں چل پڑیں صفا کو انہوں نے اپنے مقام سے زیادہ قریب پایا تو وہ صفا پر چڑھ گئیں اور وادی کی طرف رخ کر کے کھڑی ہوئیں کہ شاید وہ کسی کو دیکھ سکیں لیکن کوئی نظر نہیں آیا۔ صفا سے اتر کر پھر وادی میں آئیں اور اپنی قیص کا دامن اوپر اٹھایا اور اس طرح دوڑیں جیسے کوئی گرفتار مصیبت دوڑتا ہے یہاں تک کہ وادی پار کر گئیں اور مروہ پر آئیں اور وہاں آ کر کھڑی ہوئیں اور دیکھا کہ شاید کوئی نظر آ جائے مگر کوئی نظر نہیں آیا اور اس طرح سات مرتبہ دوڑیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسی وجہ سے لوگ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے ہیں۔

حضرت حاجرہ علیہ السلام جب مروہ پر آئیں تو آپ نے ایک آواز سنی اور اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہا کہ خاموش پھر کان لگائے تو آواز سنی۔ اور کہا کہ تیری آواز تو پہنچ گئی ہے کیا تیرے پاس کوئی مدد ہے دیکھا تو زمزم کے پاس ایک فرشتہ کھڑا ہے اور اس نے اپنی ایڑی یا اپنے پر کے ساتھ زمین کو کریدایا یہاں تک کہ پانی نکل آیا۔ حضرت حاجرہ اس کے لیے حوض بنانے لگیں اور کہتیں کہ اس طرح۔ اور ہاتھوں میں پانی لے کر مشکیزے میں بھرنے لگیں اور جتنا چلو میں پانی لیتیں اتنا ہی ابلتا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ چلو کی مقدار میں پانی ابلتا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ اسماعیل کی والدہ پر رحم کرے اگر وہ زمزم کو اسی طرح چھوڑ دیتیں یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ چلو سے پانی نہ لیتیں تو زمزم ایک بڑا چشمہ ہوتا۔ حضرت حاجرہ نے پیا اور بچے کو پلایا۔ فرشتے نے ان سے کہا کہ ہلاکت کا اندیشہ نہ کرو یہاں اللہ کا گھر ہوگا جو یہ بچہ اور اس کا باپ بنائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے لوگوں کو ضائع نہیں ہونے دیتا۔

اس وقت بیت اللہ کی جگہ ٹیلے کی طرح بلند تھی، سیلاب آتے تو دائیں بائیں سے گزرتے۔ ایک عرصے تک یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ جرہم کا قافلہ یا جرہم کا گھرانہ کداء کے راستے سے آتے ہوئے ان کے پاس سے گزرا۔ انہوں نے مکہ کے زیریں حصہ میں قیام

کیا۔ انہوں نے ایک منڈلاتا ہوا پرندہ دیکھا تو انہوں نے کہا کہ یہ پرندہ یقیناً پانی کے لیے گھوم رہا ہے ہم تو اس وادی سے گزر رہے ہیں پہلے تو یہاں پانی نہیں تھا۔ انہوں نے ایک یا دو قاصد بھیجے انہوں نے پانی کا پتہ لگا کر اہل قبیلہ کو اطلاع دی۔ وہ لوگ یہاں آ گئے۔ حضرت اسماعیل کی والدہ پانی کے پاس تھیں ان لوگوں نے حضرت حاجرہ سے کہا کہ کیا تم ہمیں یہاں اترنے کی اجازت دیتی ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ لیکن پانی پر تمہارا حق نہیں ہوگا انہوں نے کہا کہ ہاں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ بات حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کی مرضی کے مطابق ہوئی کیونکہ انہیں انسانوں کا قرب پسند تھا۔ غرض وہ وہاں اتر گئے اور انہوں نے اپنے گھر والوں کو بھی بلا لیا وہ بھی وہاں آ کر مقیم ہو گئے۔ اور اس طرح وہاں کئی گھر ہو گئے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام بڑے ہو گئے۔ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ان لوگوں سے عربی زبان سیکھ لی اور جب خوب بڑے ہو گئے تو ان سب میں سب سے نفیس اور سب کے محبوب تھے۔ اور انہوں نے اپنی ایک عورت سے ان کا نکاح کر دیا۔ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ انتقال کر گئیں۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے شادی کر لینے کے بعد ان کے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام آئے تاکہ ان سے ملیں جن کو چھوڑ کر گئے تھے انہوں نے اسماعیل علیہ السلام کو نہ پا کر ان کی اہلیہ سے ان کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے لیے کچھ لینے گئے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ ہمارے لیے شکار کرنے گئے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے گزر بسر اور حال احوال کے بارے میں دریافت کیا وہ بولی ہم بڑی سختی اور شدت میں ہیں۔ غرض اس نے شکوہ کیا اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تیرا شوہر آئے تو اسے سلام کہنا اور کہنا کہ اپنے گھر کی چوکھٹ بدل دو۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام واپس آئے تو انہیں گھر میں کوئی بات محسوس ہوئی تو انہوں نے دریافت کیا کہ تمہارے پاس کوئی آیا تھا اس نے بتایا کہ ایسے ایک بزرگ آئے تھے تمہارے بارے میں پوچھا میں نے بتا دیا پھر ہماری گزر اوقات کے بارے میں پوچھا تو میں نے بتایا کہ ہم مشقت اور تکلیف میں ہیں۔ اس پر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے دریافت کیا کہ کیا انہوں نے تمہیں کوئی نصیحت بھی کی اس نے کہا کہ ہاں انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں تمہیں سلام کہوں اور یہ کہوں کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل لیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ میرے والد تھے انہوں نے مجھے تمہارے جد اکر نے کا حکم دیا ہے تو تم اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس اہلیہ کو طلاق دی اور بنو جرہم میں ایک اور شادی کر لی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کچھ عرصہ بعد پھر آئے اور پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو گھر پر نہ پا کر اس کے بارے میں دریافت کیا۔ اہلیہ نے کہا کہ ہمارے لیے کچھ لینے گئے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دریافت کیا کہ تمہارا کیا حال ہے اور تمہاری زندگی کیسی ہے اور کیا حالات ہیں۔ اس نے کہا کہ ہم اچھی طرح ہیں اور خوش حال ہیں اور خوب اللہ کا شکر ادا کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا کہ تم کیا کھاتے ہو؟ اس نے کہا گوشت۔ انہوں نے پوچھا کیا پیتے ہو۔ اس نے کہا کہ پانی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اللہ ان کے گوشت اور پانی میں برکت عطا فرما۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ان کے پاس اس وقت غلہ نہیں تھا اگر ہوتا تو حضرت ابراہیم

علیہ السلام اس میں بھی برکت کی دعا فرماتے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مکہ کے علاوہ کسی اور جگہ اگر کوئی صرف ان دو چیزوں پر اکتفاء کرے تو اسے موافق نہیں آئیگی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آئے اور پوچھا کہ اسماعیل علیہ السلام کہاں ہیں؟ ان کی اہلیہ نے کہا کہ شکار کے لیے گئے ہیں۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ آپ بیٹھیے اور کچھ کھانا تناول کیجیے اور پانی پی لیجیے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دریافت کیا کہ تم کیا کھاتے ہو اور کیا پیتے ہو؟ اس نے کہا کہ ہمارا کھانا گوشت ہے اور پانی پیتے ہیں۔ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اللہ ان کے گوشت اور پانی میں برکت عطا فرما۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مکہ میں ان دو چیزوں کی فراوانی ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا اثر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تمہارا شوہر آئے تو اسے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکت پر قرار رکھے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام واپس آئے تو انہوں نے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا۔ اہلیہ نے کہا کہ ہاں بہت اچھی حالت میں ایک بزرگ آئے تھے اس نے ان بزرگ کی تعریف کی اور انہوں نے تمہارے بارے میں دریافت کیا میں نے انہیں بتلادیا انہوں نے ہمارے گزر بسر کے بارے میں دریافت کیا میں نے کہا کہ ہم اچھی طرح ہیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے پوچھا کہ کیا وہ تمہیں کچھ وصیت کر کے گئے ہیں۔ اس نے کہا کہ جی ہاں انہوں نے تمہیں سلام کہا اور کہا کہ اپنے دروازے کی چوکت کو برقرار رکھو۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ میرے والد تھے اور دروازے کی چوکت سے مراد تم ہوں انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اپنے ساتھ رکھوں۔

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام جتنا وقت اللہ نے چاہا ٹھہرے رہے اور پھر آئے دیکھا تو اسماعیل علیہ السلام زم زم کے قریب ایک درخت کے تیر بنا رہے تھے جوں ہی انہوں نے باپ کو دیکھا کھڑے ہو کر ان سے ملے اور اس طرح پیش آئے جس طرح بیٹے کو باپ کے ساتھ پیش آنا چاہئے۔ اور جس طرح باپ بیٹے سے ملتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اسماعیل علیہ السلام اللہ نے مجھے ایک بات کا حکم دیا ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کے رب نے آپ کو جس بات کا حکم دیا ہے آپ وہ کریں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ تم میری مدد کرو گے؟ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا کہ میں آپ کی مدد کروں گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ یہاں ایک گھر تعمیر کروں اور ایک ٹیلے کی طرف اشارہ فرمایا جو ارد گرد کی زمین سے قدرے بلند تھا۔ اس وقت انہوں نے بیت اللہ کی دیواریں اٹھائیں، اسماعیل علیہ السلام پتھر لاتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر کرتے تھے، جب دیواریں اونچی ہو گئیں تو یہ پتھر (مقام ابراہیم علیہ السلام) لائے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے رکھ دیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پر کھڑے ہو کر تعمیر کی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام انہیں پتھر دیتے جاتے تھے اور دونوں کہتے جاتے تھے۔ اے ہمارے رب ہم سے قبول فرما تو بہت سننے والا اور جاننے والا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسماعیل اور ان کی والدہ کو لے کر روانہ ہوئے ان کے ساتھ ایک مشکیزہ تھا جس میں پانی تھا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ اس مشکیزے سے پانی پیتیں تو ان کی چھاتی میں بچے کے لیے خوب دودھ اترتا۔

یہاں تک کہ مکہ پہنچ گئے اور انہیں یہاں ایک درخت کے نیچے بٹھا کر ابراہیم علیہ السلام اپنے گھر والوں کی طرف واپس جانے لگے تو اسماعیل کی والدہ بھی ان کے پیچھے چلنے لگیں یہاں تک کہ جب وہ کداء کے مقام پر پہنچے تو حضرت حاجرہ نے ان کو آواز دی اے ابراہیم علیہ السلام ہمیں کس کے سہارے چھوڑ کر جا رہے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کے۔ وہ بولیں کہ اللہ کے سہارے پر میں راضی ہوں اور یہ کہہ کر واپس پلٹ گئیں اور مشکیزے سے پانی پی کر وقت گزرتی رہیں اور بچے کے لیے ان کی چھاتی میں دودھ اترتا رہا۔ یہاں تک کہ جب پانی ختم ہو گیا تو سوچا کہ میں جا کر ادھر ادھر دیکھوں شاید کوئی نظر آ جائے۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ گئیں اور صفا پر چڑھ گئیں اور خوب ادھر ادھر نظر دوڑائی کہ کوئی نظر آ جائے لیکن کوئی نظر نہیں آیا۔ جب وادی میں پہنچیں تو پھر دوڑیں اور مروہ پر چڑھ گئیں اور اس طرح کئی چکر لگائے۔ پھر کہنے لگیں کہ اب میں جا کر بچے کو دیکھوں کہ وہ کس حال میں ہے۔ وہ گئیں اور دیکھا کہ بچہ اسی حال میں ہے جیسے وہ آخری سانس لے رہا ہو۔ انہیں قرار نہیں آیا اور کہنے لگیں اگر میں جا کر دیکھوں کہ شاید کوئی نظر آ جائے گئیں اور پھر صفا پر چڑھ گئیں اور پھر ادھر ادھر نظر دوڑائی اور کوئی نظر نہیں آیا یہاں تک کہ سات چکر پورے کر لیے۔ پھر سوچا کہ جاؤں اور بچے کو دیکھوں کہ کس حال میں ہے۔ وہاں آئیں تو اچانک ایک آواز کان میں پڑی۔ وہ بولیں کہ اگر تیرے پاس کوئی بھلائی ہے تو مدد کر۔ دیکھا تو وہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے انہوں نے اپنی ایڑی زمین پر ماری تو پانی پھوٹ پڑا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ متحیر ہو گئیں اور اپنی ہتھیلیوں سے پانی مشکیزے میں ڈالنے لگیں۔

اس کے بعد راوی تمام حدیث بیان کی۔ صحیح بخاری میں یہ تمام روایات مذکور ہیں۔

دوحہ کے معنی بڑے درخت کے ہیں۔ قحی: کے معنی پلٹنے کے ہیں۔ جری: قاصد۔ الفی: کے معنی ہیں پایا۔ بنشغ: سانس اوپر نیچے لے

رہے تھے۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، باب یزفون النسلان فی المشی.

کلمات حدیث: ام اسماعیل: یعنی حضرت حاجرہ علیہ السلام جو قطبی تھیں اور جنہیں مصر کے باشاہ نے حضرت سارہ کی خدمت کے لیے دیا تھا۔ جرابا: چمڑے کا تھیلا، مشکیزہ۔ تلبط: لت پت ہو رہا ہے۔ لبط لبطاً (باب نصر و ضرب) زمین پر ڈال دینا۔ تلبط (باب تفعل) زمین پر لوٹنا۔ المحجود: تھکا ہوا۔ صہ: خاموش ہو جا۔ تحوضہ: اس کی منڈیر بنانے لگیں اسے حوض کی صورت دینے لگیں۔ بغور: اٹھنے لگا، تیزی سے نکلنے لگا۔ رابیہ: زمین سے بلند جگہ، ٹیلہ۔ اکمة: ٹیلہ۔ القواعد: بنیادیں۔ شنة: چمڑے کا بنا ہوا چھوٹا مشکیزہ۔

شرح حدیث: حضرت ابراہیم علیہ السلام بحکم الہی اپنی بیوی حضرت حاجرہ اور اپنے شیر خوار بچہ کو ایک بے آب و گیاہ زمین میں چھوڑ کر چلے گئے جہاں نہ کوئی انسان تھا اور نہ کہیں پانی تھا حضرت حاجرہ علیہ السلام پانی کی تلاش میں صفا اور مروہ کے درمیان دوڑیں جو اللہ سبحانہ کے ہاں ان کی ایک محبوب ادا قرار پائی اور یہی محبوب ادا قیامت تک کے لیے اللہ کی عبادت اور اس کے حکم پر عمل کرنے کی علامت بن گئی۔ اسی ادائے اطاعت شعاری کے صلہ میں زمزم کا چشمہ پھوٹ آیا جو قیامت تک امت مسلمہ کی روحانی زندگی کے لیے آب حیات کا

درجہ رکھتا ہے۔

تفسیر ابن کثیر رحمہ اللہ میں ائمہ تفسیر حضرت مجاہد رحمہ اللہ وغیرہ کے حوالے سے بیان ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام شام میں مقیم تھے اللہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی بیوی حاجرہ علیہ السلام اور اپنے بچے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لے کر مکہ کی اس سرزمین میں جائیں جہاں پہلے بیت اللہ تھا اور انہیں بیت اللہ کے آثار کے قریب چھوڑ کر آجائیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم کی تعمیل میں ان دونوں کو یہاں لاکر چھوڑ دیا اور خود واپس پلٹے تو حضرت حاجرہ علیہ السلام نے پوچھا کہ اے ابراہیم علیہ السلام تم ہمیں یہاں کیوں چھوڑ کر جارہے ہو کیا یہ اللہ کا حکم ہے انہوں نے جواب دیا کہ بیشک یہ اللہ کا حکم ہے اس پر حضرت حاجرہ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اللہ کا حکم ہے تو وہ ہمیں ضائع نہ ہونے دے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی اہلیہ اور اپنے صاحبزادے سے ملنے تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ آئے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام درخت کے نیچے بیٹھے تیرسیدھے کر رہے تھے۔ ملاقات کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اس ٹیلہ پر مجھے بیت اللہ کی تعمیر کا حکم ہوا ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس کام میں آپ کے ساتھ شریک اور آپ کا مددگار ہوں اور اس طرح دونوں نے اللہ کے گھر کی تعمیر کی جو طوفان نوح علیہ السلام کے وقت منہدم ہو گیا تھا اور اس کی بنیادیں موجود تھیں جن پر ان دو جلیل القدر پیغمبروں نے بیت اللہ کی تعمیر فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے اس گھر کو قیامت تک تمام لوگوں کے لیے مرجع اور مرکز قرار دیدیا اور مثابۃ للناس لوگ بار بار اور پلٹ پلٹ کر اس گھر کی زیارت کے لیے جاتے ہیں اور ہمیشہ پھر جانے کے آرزو مند رہتے ہیں بلکہ جتنا جاتے ہیں اسی قدر اشتیاق بڑھتا ہے۔ اور یہ بیت اللہ کی خصوصیت اور اہل ایمان کے لیے اس کی نہ ختم ہونے والی کشش ہے۔

(فتح الباری ۱/۱۱۸۵، فتح الباری ۲/۳۰۰، روضة المتقین ۴/۳۹۰)

کھمبی کا پانی آنکھوں کیلئے شفاء ہے

۱۸۶۸. وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

”الْكُمَاةُ مِنَ الْمَنِّ، وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ.“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۸۶۸) حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے

ہوئے سنا کہ کماۃ (کھمبی) من کی قسم ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔ (متفق علیہ)

ترجمہ حدیث: صحیح البخاری، کتاب الطب، باب المن شفاء للعين. صحیح مسلم، کتاب الاشرہ، باب فضل الکماۃ.

کلمات حدیث: الکماۃ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بیان فرمایا کہ یہ ایک نبات ہے جس میں نہ شائیں ہوتی ہیں اور نہ پتے اور یہ بغیر

زراعت خود بخود آگتی ہے۔ من: ایک غذا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنی اسرائیل کو بلا تکلف اور بغیر محنت حاصل ہوتا تھا اسی طرح ”کماۃ“ بغیر کسی زحمت کے حاصل ہوتا ہے، اس لیے اس کو من سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اور کماۃ کے پانی میں آنکھوں کے لیے شفا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے اور ہمارے دور کے لوگوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نابینا ہو گیا تھا اس نے کماۃ کا پانی استعمال کیا تو اس کی آنکھوں کی بینائی بحال ہو گئی۔ ان صاحب کا نام کمال بن عبد اللہ دمشقی تھا اور انہوں نے کماۃ کا استعمال حدیث نبوی پر یقین اور ارشاد نبوی ﷺ پر ایمان کے ساتھ کیا تھا۔

”روضۃ المتقین“ کے مؤلف لکھتے ہیں کہ ”ریاض الصالحین“ کی اس شرح کی تالیف کے دوران میں میری آنکھوں میں شدید تکلیف ہوئی اور کسی دوا سے کوئی فائدہ نہیں ہوا یہ تکلیف اتنی زیادہ تھی کہ مجھے نابینا ہو جانے کا خوف ہو گیا لیکن میں اس شرح کی تالیف میں مصروف رہا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میری موت آجائے اور میں اس کی تکمیل نہ کر سکوں۔ اسی اثنا میں میرے ایک دوست نے دمشق سے چند کھمنیاں (کماۃ) لا کر دی میں نے اس کا پانی آنکھوں میں ڈالا اور میری آنکھیں بالکل صحیح ہو گئیں۔

(فتح الباری: ۲/۶۸۴. شرح صحیح مسلم: ۴/۱۴. روضۃ المتقین: ۴/۳۹۸)



کتاب الاستغفار

المبانی (۳۷۱)

بَابُ الْإِسْتِغْفَارِ

۳۶۰. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى:

﴿وَأَسْتَغْفِرُ لَذُنُوبِكَ﴾

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

”آپ بخشش مانگیے اپنی کوتاہی کی۔“ (محمد: ۱۹)

تفسیری نکات: پہلی آیت میں ارشاد فرمایا کہ آپ اپنی خطا پر استغفار کیجیے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر آدمی کا گناہ اور اس کی خطا اس کے مرتبہ کے مطابق ہوتی ہے کسی کام کے عمدہ اور اچھے پہلو کو ترک کر کے کسی کم اچھے پہلو کو اختیار کرنا گو حدود جواز اور استحسان میں ہو بعض اوقات مقررین کے حق میں گناہ قرار پاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ دن میں سو سو مرتبہ استغفار کرتے تھے۔

(تفسیر عثمانی، تفسیر مظہری)

۳۵۱. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَأَسْتَغْفِرِ اللَّهُ إِنْ كَانَ غُفُورًا رَحِيمًا﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اللہ سے استغفار کریں کہ اللہ بخشنے والے رحم کرنے والے ہیں۔“ (النساء: ۱۰۶)

تفسیری نکات: دوسری آیت مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اللہ سے استغفار طلب کیجیے کہ وہ بہت معاف کرنے والا اور بے حد مہربان ہے۔ (تفسیر مظہری)

۳۵۲. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَأَسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”ستہج کیجیے اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور اس سے استغفار کیجیے بے شک وہ رجوع فرمانے والا ہے۔“ (النصر: ۳)

تفسیری نکات: تیسری آیت مبارکہ میں آپ کو حکم فرمایا کہ اپنے رب کی حمد بیان کیجئے اور بیان حمد کے ساتھ طلب مغفرت کیجئے چنانچہ رسول کریم ﷺ کثرت سے یہ الفاظ کہتے کہ:

”سبحانک اللہم وبحمدک اللہم اغفر لی۔“

”اے اللہ! آپ کی ذات پاک ہے اور ستودہ صفات ہے آپ میری مغفرت فرمادیجیے۔“ (تفسیر عثمانی، تفسیر مظہری) ۳۵۳۔ وَقَالَ تَعَالَى:

﴿لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ ۖ إِلَىٰ قَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ ۖ وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ﴾
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”ان لوگوں کے لیے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا ان کے رب کے ہاں باغات ہیں۔ اس فرمان الہی تک۔ اور وہ صبح کے وقت استغفار کرنے والے ہیں۔“ (آل عمران: ۱۵)

تفسیری نکات: چوتھی آیت میں فرمایا کہ اہل تقویٰ کے لیے اللہ کے یہاں باغات ہیں جنکے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں کیونکہ یہ اہل تقویٰ رات کو اٹھ کر بوقت صبح اللہ سے طلب مغفرت کرتے ہیں اور یہ وقت خاص استجاب دعا کا وقت ہے۔ (تفسیر عثمانی)
جو اللہ سے معافی مانگے اللہ معاف کر دیتا ہے

۳۵۴۔ وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا﴾
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”جو آدمی برائی کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر وہ اللہ سے معافی مانگے تو وہ اللہ کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پائے گا۔“

(النساء: ۱۱۰)

تفسیری نکات: پانچویں آیت میں فرمایا کہ جس سے کوئی برائی سرزد ہو یا وہ اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھے پھر وہ اللہ سے طلب مغفرت کرے تو وہ اللہ کو پائے گا بخشنے والا اور رحم کرنے والا۔ یہاں برائی اور ظلم سے چھوٹے بڑے گناہ مراد ہیں یا برائی سے مراد ایسا گناہ ہے جس میں دوسرے شخص کی ایذا کا پہلو ہو اور ظلم وہ گناہ ہے کہ جس کا دنیا اور آخرت کا وبال اس کی ذات تک محدود ہو۔ غرض گناہ کیسا بھی ہو چھوٹا ہو یا بڑا گناہ کے اثر سے اپنے وجود کو پاک کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے یعنی طلب مغفرت اور استغفار اور خلوص دل کے ساتھ توبہ اور اللہ توبہ کا قبول کرنے والا ہے اور بہت معاف کرنے والا اور اپنے بندوں پر بہت رحم کرنے والا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

عذاب سے بچنے کے دو اسباب

۳۵۵۔ وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَمَا كَانَ لِلَّهِ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ لِلَّهِ مُعَذِّبُهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دینے والے نہیں جب تک کہ آپ ان کے درمیان موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں دے گا جب تک کہ وہ بخشش مانگنے والے ہیں۔“ (الانفال: ۳۳)

توبہ کرنے سے کبیرہ گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں

۳۵۶. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَحْشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ
الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

”اور وہ لوگ جب ان سے کوئی برائی ہو جائے یا اپنے اوپر ظلم کر بیٹھے تو وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں پھر اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں ہے اور انہوں نے اصرار نہیں کیا جو کچھ انہوں نے کیا اس حال میں کہ وہ جانتے ہیں۔“

(آل عمران: ۱۳۵)

وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَعْلُومَةٌ.

قرآن کریم میں استغفار سے متعلق متعدد آیات ہیں۔

روزانہ سو مرتبہ استغفار

۱۸۶۹. وَعَنِ الْأَخَرِ الْمُزَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّهُ لَيُغَانُ
عَلَى قَلْبِي، وَإِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۸۶۹) حضرت اغرمزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے دل پر بھی بعض اوقات

پردہ سا آ جاتا ہے اور میں دن میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الذکر، باب استحباب الاستغفار والاستكثار منه.

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ کی ذات مبارکہ مہبط انوار آلہیہ اور آئینہ تجلیات آلہیہ تھی۔ بعض اوقات ایسا ہوتا کہ کثرت اعمال و اشغال اور شدت اشتغال بامور المسلمین آئینہ تجلیات پر ایک بادل سا چھا جاتا جو طبع نبوی ﷺ پر بار خاطر ہوتا اور آپ ﷺ اس کے لیے کثرت سے استغفار فرماتے۔ بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ ذات نبوت ﷺ ہمہ وقت متوجہ بذات الہی رہتی ہے جس کے نتیجے میں وجود نبوی ﷺ پر سکینت سایہ فگن رہتی اور جب اس سکینت کے احاطے میں قدرے کمی ہوتے تو آپ ﷺ استغفار فرماتے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ آپ ﷺ کے درجات میں ہر وقت بلندی ہوتی رہتی ہے اور جب رفعت درجات کے بعد پچھلے درجہ کی طرف نظر فرماتے تو اس سے تنگی محسوس ہوتی اسی کو غنیمت سے تعبیر فرمایا۔ اور جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ کو کثرت سے استغفار کرتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اگلے پچھلے تمام خطایا اور فروگزاشیں معاف فرمادی ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ ہوں۔ یعنی آپ ﷺ کا کثرت استغفار حضرت حق سبحانہ کی جناب میں آپ

ﷺ کا اظہار تشکر تھا۔ (دلیل الفالحین ۴/۶۴۸۔ روضة المتقین ۴/۴۰۳)

روزانہ ستر سے زائد مرتبہ استغفار

۱۸۷۰۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "وَاللَّهِ إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

(۱۸۷۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کی قسم میں دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ کے حضور میں توبہ اور استغفار کرتا ہوں۔ (بخاری)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب استغفار النبی ﷺ فی اليوم واللیلة.

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ کی حیات طیبہ تمام اہل ایمان کے لیے اسوہ حسنہ ہے جس کا مقتضایہ ہے کہ مسلمان آپ ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے کثرت سے استغفار کریں اور اللہ کے حضور میں خالص توبہ کریں اور اپنی پوری زندگی کو اسوہ حسنہ کے مطابق گزارنے کی سعی کریں۔ (دلیل الفالحین ۴/۶۴۸۔ روضة المتقین ۴/۴۰۳)

اللہ تعالیٰ کی صفت عبودیت کا مظاہرہ

۱۸۷۱۔ وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَمْ تُذْنِبُوا لَذَهَبَ اللَّهُ تَعَالَى بِكُمْ وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُونَ فَيَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ تَعَالَى فَيَغْفِرُ لَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۸۷۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں ختم کر کے ایسے لوگ لے آئے جو گناہ کریں اور پھر اللہ سے استغفار کریں۔ اور اللہ انہیں معاف فرمادے۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب سقوط الذنوب بالاستغفار.

کلمات حدیث: والذی نفسی بیدہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ رسول اللہ ﷺ اکثر یہ الفاظ زبان مبارک سے ادا فرماتے کیونکہ یہ اللہ کی عظمت اور بندے کی عبودیت کے اظہار پر مشتمل ہے۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کی طرف سے توبہ اور استغفار کرنا بے حد محبوب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ غفور ہیں اور رحیم ہیں اور تواب ہیں۔ انسان خطا اور نسیان سے محفوظ نہیں ہے اور انسان معصوم نہیں ہے اس لیے اللہ کو وہ بندے محبوب ہیں جو گناہ پر جسے رہنے کے بجائے توبہ و استغفار کرتے ہیں اور اللہ کی طرف رجوع اور انابت کھتے ہیں کہ توبہ اور استغفار کی کثرت سے تعلق مع اللہ قائم ہوتا ہے۔

(دلیل الفالحین ۴/۶۴۹۔ روضة المتقین ۴/۴۰۳)

رسول اللہ ﷺ ایک ہی مجلس میں سو مرتبہ استغفار فرماتے

۱۸۷۲. وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا نَعُدُّ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ مِائَةَ مَرَّةٍ: "رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(۱۸۷۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک مجلس میں گنتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے سو مرتبہ فرمایا کہ "رب اغفر لی و تب علی انک انت التواب الرحیم۔" (اے اللہ مجھے بخش دے مجھ پر جو ع فرما بے شک تو رجوع فرمانے والا نہایت مہربان ہے) (ابوداؤد، ترمذی، امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب الاستغفار۔ الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب ماجاء فی ما یقول اذا راع مبتلی۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ کی ذات بابرکات امت کے لیے اسوۂ حسنہ اور عملی نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے ان تمام اعمال جن کی امت کو تعلیم دی عملاً کر کے دکھائے اور فرمایا کہ "صلوا کما راہتمونی اصلی۔" "اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔" اسی طرح آپ ﷺ نے اپنے عمل سے امت کو کثرت استغفار اور توبہ اور انابت اور رجوع الی اللہ کی تعلیم دی اور توبہ اور استغفار کے لیے امت کو بہت خوبصورت انتہائی بلیغ اور بے حد جامع کلمات تعلیم فرمائے۔ جیسے اس حدیث مبارک میں مذکور ہوئے ہیں۔

(تحفة الاحوذی ۳۶۵/۹ دلیل الفالحی ۷/۴۵۵)

استغفار وسعت رزق کا نسخہ ہے

۱۸۷۳. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ لَزِمَ الْإِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللَّهُ لَهُ مِنْ كُلِّ ضَيْقٍ مَخْرَجًا، وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا، وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

(۱۸۷۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی استغفار کی پابندی کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے تنگی سے نکلنے کا راستہ پیدا فرما دیتا ہے اور اسے غم سے نجات عطا فرما دیتا ہے اور اسے اس جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔ (ابوداؤد)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب الاستغفار۔

کلمات حدیث: لزِم الاستغفار: استغفار کو لازم پکڑ لے یعنی کثرت سے استغفار کرے۔ مِنْ كُلِّ ضَيْقٍ مَخْرَجًا: ہر تنگی اور

دشواری سے نکلنے کا راستہ پیدا فرمادیتا ہے۔ ضیق: تنگی خواہ مالی ہو یا نفسیاتی اور دینی۔ ضاق ضیقاً (باب ضرب) تنگی میں ہونا۔
شرح حدیث: اللہ سبحانہ کا اپنے بندوں پر کس قدر انعام ہے اور کتنا بڑا احسان ہے کہ اگر کوئی اللہ کا بندہ مسلسل استغفار کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کثرت استغفار کے صلے میں تین انعامات عطا فرماتے ہیں اگر کسی دشواری میں مبتلا ہے اور کسی تنگی میں گرفتار ہے تو اس تنگی سے نکلنے کا راستہ پیدا فرمادیتے ہیں، رنج و غم سے نجات عطا فرمادیتے ہیں اور اس کے گمان اور حسان سے ماوراء رزق عطا فرماتے ہیں اور رزق کا ماوراء حسان ہونا نوعیت کیمت اور کیفیت تینوں حالتوں پر مشتمل ہوتا ہے یعنی رزق کی قسم اور اس کی تعداد اور اس کا ذریعہ حصول تینوں ماوراء حسان ہوتے ہیں۔

قرآن کریم میں ارشاد الہی ہے۔

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۖ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾

”جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے نکلنے کا راستہ پیدا فرمادیتے ہیں اور اسے اس کے گمان سے ماوراء رزق عطا فرماتے ہیں۔“ (الطلاق: ۲)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے سامنے کسی شخص نے خشک سالی کا شکوہ کیا انہوں نے فرمایا کہ اللہ سے استغفار کرو۔ ایک اور شخص نے تنگدستی اور فقر کا ذکر کیا۔ آپ نے کہا کہ اللہ سے استغفار کرو۔ کسی نے اولاد نہ ہونے کا شکوہ کیا۔ آپ نے کہا کہ اللہ سے استغفار کرو۔ اور کسی نے زمین کی پیداوار کی کمی بیان کی انہوں نے کہا کہ اللہ سے استغفار کرو۔ کسی عرض کیا کہ آپ نے مختلف قسم کی شکایت کرنے والے سب لوگوں سے ایک ہی بات کہی کہ اللہ سے استغفار کرو۔ اس پر حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے کہ آیت تلاوت فرمائی۔

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۖ يُرْسِلُ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ۖ وَيُمْدِدْ ذِكْرًا بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا ۖ﴾

”میں نے کہا کہ اپنے رب سے مغفرت طلب کرو وہ بہت معاف کرنے والا ہے برسائے گا آسمان سے مسلسل بارش اور مال اور اولاد دے کر تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے باغات اور نہریں بنادے گا۔“ (نوح: ۱۰، ۱۱، ۱۲)

غم و پریشانی سے نجات کا نسخہ

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”زاد المعاد“ میں تکلیف و مصیبت رنج و غم اور فکر و پریشانی کے علاج کے لیے پندرہ اقسام کی دعائیں ذکر فرمائی ہیں اور ان دعاؤں کے ذکر کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر ان دعاؤں سے بھی کسی کا رنج فکر اور حزن و ملال دور نہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ داغ و غم و ہم دل میں پیوست ہو چکی ہے اور اس کے اسباب انسان کے سارے وجود میں سرایت کر گئے ہیں، اس لیے کہ اب اس کا ایک مکمل اور جامع علاج ہے۔ جو اس بیماری کو جڑ سے اکھاڑے، یہ مکمل اور جامع نسخہ علاج پندرہ امور پر مشتمل ہے۔

(۱) بندہ اپنے قلب و نظر میں تو حیدر و یوبیت کا عقیدہ مستحکم کرے وہ یہ کہ رب ایک ہی ہے اور کوئی نہیں ہے وہی ہر شے کا دینے والا اور عطا کرنے والا ہے اس کے سوا کہیں سے نہیں مل سکتی اور نہ اس کی مشیت اور اس کے بغیر کسی انسان کی کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی اور

نہ مسبب الاسباب کے حکم کے بغیر کوئی سبب نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے۔

- (۲) توحید الوہیت، یعنی اللہ ایک ہے وہی معبود ہے وہی خالق اور مالک ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔
- (۳) توحید علمی اعتقادی، یعنی اللہ کی توحید الوہیت اور توحید ربوبیت کا عقیدہ دل کے نہال خانے میں پڑا ہوا نہ ہو بلکہ یہ انسان کی سوچ اور فکر پر غالب اس کے افعال و اعمال میں موثر ہو اور وہ اس حقیقت کا علمی اور شعوری ادراک رکھتا ہو۔
- (۴) اللہ سبحانہ کے بارے میں یہ عقیدہ یقین کامل کے ساتھ رکھنا کہ وہ رائی کے دانے کے برابر بھی اپنے بندوں پر کوئی ظلم اور زیادتی نہیں کرتا۔

(۵) بندہ کا اپنے دل کی گہرائیوں سے یہ اعتراف کرنا کہ اس نے اللہ کی نافرمانی کر کے خود اپنے وجود پر اور اپنی زندگی پر ظلم کیا ہے۔ وہ خود ہی ظالم نفسہ ہے اور اس کے اوپر جو کچھ ابتلاء اور مصیبت آتی ہے اس کا سبب یہی ظلم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو بلا سبب اور بلا وجہ مآخوذ نہیں فرماتا۔

(۶) اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعاء اور التجاء کرنا، اور اس کے اسماء حسنی کو وسیلہ بنانا۔ خاص طور پر الحی القیوم کو وسیلہ بنانا۔ یعنی دعاء کے وقت اللہ کی حمد و ثنا کرنا اور اس کے اسماء حسنی کے ذکر کے ساتھ دعا کرنا۔

(۷) صرف اور صرف اللہ ہی سے مدد طلب کرنا جو ایسا کعبہ و ایام استعین کا تقاضا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب مانگو تو اللہ ہی سے مانگو اور جب مدد طلب کرو تو اللہ ہی سے کرو۔

(۸) اللہ کے سامنے عاجزی اور تقضر کے ساتھ اقرار و اعتراف کرے کہ اس کی ہر امید صرف اور صرف اسی سے وابستہ ہے۔

(۹) صرف اللہ پر بھروسہ رکھے اپنے سارے معاملات اللہ کے سپرد کر دے۔ دل کی گہرائیوں سے اعتراف کرے کہ اس کی پیشانی اسی اللہ واحد کے قبضہ میں ہے اور اس کی جان اسی کے قبضہ میں ہے وہ جو چاہے کرے اور اس کا حکم عادلانہ اور اس کی قضاء نافذ ہے۔

(۱۰) قرآن کریم کی تلاوت کرے اس کے معانی پر غور کرے اور اس میں پنہاں اسرار میں تدبر کرے اس سے اپنے شکوک و شبہات دور کرے اور تاریکی سے نکل کر قرآن کریم کی روشنی میں آجائے، ہر مصیبت میں تسلی اور ہر مرض کا علاج اور ہر رنج و پریشانی سے شفاء قرآن کریم کو بنالے۔ قرآن کریم سے قلبی، ذہنی اور فکری وابستگی سے شکوک و شبہات رفع ہو جائیں گے، قلب روشن سینہ منور اور وجود سراپا نور بن جائے گا اور جب ایسا ہوگا تو ہر آزار جاتا رہے گا۔ غم دور ہو جائے گا۔ اور ہر پریشانی دور ہو جائے گی۔

(۱۱) کثرت استغفار۔ شب و روز میں ہر وقت کثرت سے استغفار کرے۔

(۱۲) توبہ تقضر اور زاری کے ساتھ اللہ کے حضور میں خالص توبہ کرے۔

(۱۳) جہاد، اللہ کی رضا کے حصول کی جو جہد کرے اور اللہ کے دین کی اشاعت اور اعلائے کلمہ۔ اللہ کے لیے جہاد کرے۔

(۱۴) نماز، فرائض کی پابندی کے ساتھ نوافل کی کثرت کرے۔ حدیث میں ہے کہ کسی صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ

میں جنت میں آپ کا ساتھ ہونا چاہتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ کثرتِ سجود سے میری مدد کرو۔ یعنی بکثرت نوافل پڑھو۔ اس لیے نماز مومن کی معراج ہے۔

(۱۵) اپنے آپ کو ہر قوت اور طاقت سے بری قرار دے کہ اللہ کے سوا کسی کے پاس نہ کوئی قوت ہے اور نہ کوئی طاقت ہے۔

(دلیل الفالحین ۶۴۹/۴، روضة المتقین ۴/۴۰۵، زاد المعاد فی ہدی خیر العباد ۴/۱۵۸)

استغفار سے ہر گناہ معاف ہوتا ہے

۱۸۷۳۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قَالَ: اسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَاتَّوْبُ إِلَيْهِ، غُفِرَتْ ذُنُوبُهُ، وَإِنْ كَانَ قَدْ فَرَمِنُ الرَّحْفِ" رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ: حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ.

(۱۸۷۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے یہ کلمات کہے:

"استغفر الله الذي لا اله الا هو الحي القيوم واتوب اليه."

"میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں جو ایک ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ حی اور قیوم ہے اور میں اس کے حضور میں توبہ کرتا ہوں۔"

اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو معاف فرمادے گا اگرچہ وہ جنگ کے وقت دشمن کے مقابلے سے فرار ہو گیا ہے۔ (اسے ابو داؤد،

ترمذی اور حاکم نے روایت کیا ہے۔ اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے)

تخریج حدیث: سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب الاستغفار، الجامع للترمذی، کتاب الصلاة، باب فی الاستغفار

کلمات حدیث: القیوم: اللہ تعالیٰ جو جملہ مخلوقات کا خالق اور مالک ہے ہمیشہ اپنے مخلوقات کی تدبیر کرنے والا اور ان کی حفاظت کرنے والا اور انہیں برقرار رکھنے والا ہے۔

شرح حدیث: جو یہ کلمات پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے تمام صغیرہ گناہ معاف فرمادیتے ہیں اگرچہ وہ میدان جہاد سے دشمن کے مقابلے کے وقت بھاگا ہو۔ (تحفة الاحوذی ۳۱/۱۰، دلیل الفالحین ۴/۶۵۰، روضة المتقین ۴/۴۰۶)

سید الاستغفار

۱۸۷۵۔ وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَيِّدُ اسْتَغْفَارٍ أَنْ يَقُولَ الْعَبْدُ: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّىْ لَا إِلَهَ إِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنىْ وَاَنَا عَبْدُكَ، وَاَنَا عَلَىٰ عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ

مَا اسْتَطَعْتُ، : اَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، اَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَاَبُوءُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي فَاِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اَنْتَ“ مَنْ قَالَهَا فِي النَّهَارِ مُوقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ قَبْلَ اَنْ يُمْسِيَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ يُصْبِحَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ“ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

”اَبُوءُ“ بَيَّأَ مَضْمُومَةً ثُمَّ وَاوٍ وَهَمْزَةٌ مَمْدُودَةٌ وَمَعْنَاهُ : اَقْرَوُ اعْتَرِفُ .

(۱۸۷۵) حضرت شہاد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کلمات سید الاستغفار ہیں:

”اللہم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عہدک ووعدک ما استطعت

اعوذ بک من شر ما صنعت اَبُوءُ لک بنعمتک علی وَاَبُوءُ بذنبی فاغفر لی انه لا یغفر الذنوب الا انت۔“

”اے اللہ تو میرا رب ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں جہاں تک طاقت رکھتا ہوں تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں اور میں اپنے کئے ہوئے عمل کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ میں ان نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں جو تو نے مجھ پر کی ہیں اور میں اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں تو مجھے معاف کر دے بے شک تیرے سوا کوئی گناہوں کا معاف کرنے والا نہیں ہے۔“

جو شخص دن میں یہ کلمات یقین قلب کے ساتھ پڑھے اور اس روز شام ہونے سے پہلے اسے موت آجائے تو وہ جنتی ہے۔ اور جو شخص رات کو یہ کلمات یقین قلب کے ساتھ پڑھے اور صبح ہونے سے پہلے اسے موت آجائے تو وہ جنتی ہے (بخاری) اَبُوء کے معنی ہیں میں اقرار اور اعتراف کرتا ہوں۔

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب افضل الاستغفار .

شرح حدیث: علامہ طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ کلمات استغفار انتہائی جامع ہیں اس لیے انہیں سید الاستغفار کہا گیا ہے۔ اور ابن ابی جرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ کلمات بہت عمدہ اور انتہائی شاندار الفاظ پر مشتمل ہیں اور انتہائی بلیغ معانی کے حامل ہیں اور بلاشبہ اس لائق ہیں کہ انہیں سید الاستغفار کہا جائے۔ ان کلمات میں اللہ وحدہ کی الوہیت کا اقرار ہے اور اس کی خالقیت کا اعتراف ہے اور اس وعدے کا اقرار ہے جو اللہ نے اپنے بندوں سے لیا ہے، اللہ نے اپنے بندوں کے لیے جس انعام کا وعدہ فرمایا ہے اس کے حصول کی امید اور رجاء ہے۔ گناہوں پر اللہ سے پناہ طلب کی گئی ہے اور نعمتوں کی نسبت ان کے خالق اور موجد کی طرف کی گئی ہے اور اللہ کی مغفرت کی طلب ہے اور یہ کہ اس کے سوا کوئی گناہوں کا معاف کرنے والا نہیں ہے۔

(فتح الباری ۳/۲۹۱ . عمدۃ القاری ۲۳/۴۳۲ . دلیل الفالحین ۴/۶۵۱ . روضۃ المتقین ۴/۴۰۶)

ہر فرض نماز کے بعد تین مرتبہ استغفار

۱۸۷۶ . وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ

صَلَاتِهِ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ ثَلَاثًا وَقَالَ: "اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ" قِيلَ لِلأَوْزَاعِيِّ، وَهُوَ أَحَدُ رَوَاتِهِ كَيْفَ الاسْتِغْفَارُ؟ قَالَ: يَقُولُ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۸۷۶) حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ استغفار فرماتے اور یہ کلمات کہتے:

"اللهم أنت السلام ومنك السلام تباركت يا ذا الجلال والاكرام."

"اے اللہ! تو سلامتی دینے والا ہے اور تیری طرف سے سلامتی ملتی ہے اے جلال و اکرام والے تو بڑی برکتوں والا ہے۔"

امام اوزاعی جو اس حدیث کے راویوں میں سے ہیں ان سے کہا گیا کہ آپ ﷺ کا استغفار کس طرح تھا انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے۔ استغفر اللہ استغفر اللہ۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاة.

کلمات حدیث: اذا انصرف من صلاته: جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر سلام پھیرتے۔ أنت السلام: اللہ سلام ہے، اسی سے سلامتی کا حصول ہے اور وہی سلامتی عطا فرمانے والا ہے۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد استغفر اللہ تین مرتبہ فرماتے اور کلمات مذکورہ پڑھتے۔ سلام پھیرنے کے فوراً بعد یہ دعا پڑھنا مسنون ہے۔ (روضۃ المتقین ۴/۴۰۹، دلیل الفالحین ۴/۶۵۳)

موت سے پہلے کثرت استغفار کا اہتمام

۱۸۷۷. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ قَبْلَ مَوْتِهِ: "سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۸۷۷) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ وفات سے پہلے کثرت سے ان کلمات کو پڑھتے سبحان اللہ وبحمدہ استغفر اللہ واتوب الیہ۔ (اللہ کی ذات پاک ہے حمد و ثنا اسی کے لیے ہے میں اس سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اسی جانب رجوع کرتا ہوں) (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب التفسیر، تفسیر سورة اذاجاء. صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب ما يقال

فی الركوع والسجود.

شرح حدیث: اللہ کے حضور میں ساری زندگی توبہ اور استغفار کرنا چاہئے لیکن جب آدمی سفر حیات طے کر کے بڑھاپے کی سرحد میں داخل ہو جائے تو سفر آخرت کے لیے زاد راہ تیار کرے اور کثرت سے توبہ و استغفار کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حیات طیبہ کے آخری ایام میں کثرت سے استغفار فرماتے اور دراصل آپ اس فرمان الہی پر عمل فرماتے تھے:

”فسبح بحمد ربک واستغفره“

”اپنے رب کی حمد کی تسبیح کیجیے اور طلب مغفرت کیجیے۔“ (روضۃ المتقین ۴/۴۰۹، نزہۃ المتقین ۲/۵۹۲)

گناہ معاف کرنے سے اللہ کا کوئی نقصان نہیں ہوتا

۱۸۷۸. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ مَادَعَوْتَنِي وَرَجَوْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ عَلَى مَا كَانَ مِنْكَ وَلَا أُبَالِي يَا ابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِي غَفَرْتُ لَكَ وَلَا أُبَالِي، يَا ابْنَ آدَمَ إِنَّكَ لَوَأْتَيْتَنِي بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيتَنِي لَا تُشْرِكُ بِي شَيْئًا لَا تَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ.

”عَنَانَ السَّمَاءِ“ بِفَتْحِ الْعَيْنِ: قِيلَ هُوَ السَّحَابُ، وَقِيلَ هُوَ مَا عَنَ لَكَ مِنْهَا: أَيْ ظَهَرَ، ”وَقُرَابِ الْأَرْضِ“ بِضَمِّ الْقَافِ، وَرَوَى بِكُسْرِهَا، وَالضَّمُّ أَشْهُرُ: وَهُوَ مَا يُقَارِبُ مِلَّتَهَا.

(۱۸۷۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے فرزند آدم تو جب تک مجھے پکارتا رہے گا اور مجھ سے امید قائم رکھے گا تو جو جس حالت میں بھی ہوگا میں تجھے معاف کرتا رہوں گا اور میں کوئی پروا نہیں کروں گا۔ اے فرزند آدم تیرے گناہوں کی کثرت آسمان کے کنارے تک پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے معافی طلب کرے تو میں تجھے معاف کر دوں گا اور میں کوئی پروا نہیں کروں گا۔ اے فرزند آدم اگر تو زمین بھر کر گناہ میرے پاس لیکر آیا اس حال میں کہ تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو میں اتنی ہی زیادہ مغفرت کے ساتھ تجھ سے ملوں گا۔ (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔)

عنان السماء: عین کے زیر کے ساتھ یعنی بادل۔ کسی نے کہا کہ جو تمہارے سامنے ظاہر ہے وہ عنان السماء ہے۔ قراب الأرض: ق کے پیش اور زیر کے ساتھ لیکن پیش کے ساتھ زیادہ مشہور ہے۔ اس کے معنی ہیں۔ زمین کے لبریز ہونے کے بقدر۔

تخریج حدیث: الجامع للترمذی، ابواب الدعوات، باب غفران الذنوب مهما عظمت.

کلمات حدیث: مَادَعَوْتَنِي: جب تک تو مجھے پکارتا ہے۔ وَرَجَوْتَنِي: اور جب تک تیری امید مجھ سے وابستہ رہے۔ یعنی جب تک بندہ یقین رکھے کہ اللہ ہی میرا رب اور میرا مالک ہے اور مجھے اسی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہے اور میری ہر طلب اور ہر درخواست کو پورا کرنے والا وہی ہے۔ لَا أُبَالِي۔ مجھے کچھ پروا نہیں ہے کہ کس بندے نے کس قدر زیادہ گناہ کئے ہیں وہ جب مجھ سے طلب مغفرت کرے گا میں اسے معاف کر دوں گا۔

شرح حدیث: اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں اور وہ اپنے بندوں پر بڑے مہربان ہیں ان کی رحمت ہر شے کو محیط ہے وہ خالق اور مالک ہیں

اور کوئی شے ان کی قدرت اور اختیار سے باہر نہیں ہے۔ وہ اللہ سبحانہ کا یہ اپنے بندوں پر احسان عظیم اور فضل عظیم ہے کہ وہ اپنے بندوں کی خطائیں اور ان کے گناہ معاف فرمادیتے ہیں، خواہ گناہوں کی کثرت کا یہ عالم ہو کہ ان کا ڈھیر آسمان کے کناروں تک پہنچ جائے یا روئے زمین پر ہو جائے لیکن جب بندہ پلٹ کر مالک کی طرف آتا ہے اور عاجزی و زاری سے توبہ کرتا ہے اور تضرع اور خشوع کے ساتھ اللہ سے مغفرت کا طلبگار ہوتا ہے وہ اسے معاف فرمادیتے ہیں۔ (روضۃ المتقین ۴/۴۰۔ دلیل الفالحین ۴/۶۵۴)

عورتوں کو کثرت صدقہ کی ترغیب

۱۸۷۹۔ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَلُّوْنَ، وَاکْثِرُوْنَ مِنَ الْإِسْتِغْفَارِ فَإِنِّي رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ" قَالَتْ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ: مَا لَنَا أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ؟ قَالَ: "تُكْثِرُونَ اللَّعْنَ، وَتَكْفُرُونَ الْعَشِيرَ مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلِ وَدِينٍ أَغْلَبَ لِبَذَى لُبِّ مِنْكُنَّ" قَالَتْ: مَا نَقْصَانُ الْعَقْلِ وَالِدِينِ؟ قَالَ: شَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ بِشَهَادَةِ رَجُلٍ، وَتَمَكُّثُ الْآيَامَ لَا تُصَلِّيَ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۸۷۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے عورتوں کی جماعت صدقہ کیا کرو اور کثرت سے استغفار کیا کرو کیونکہ میں جہنم میں عورتوں کو کثرت سے دیکھتا ہوں۔ ایک عورت نے عرض کیا۔ ہم عورتوں کے زیادہ جہنم میں جانے کی وجہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لعن طعن زیادہ کرتی ہو۔ شوہر کی ناشکر گزاری کرتی ہو، میں نے تم عورتوں کے عقل و دین میں ناقص ہونے کے باوجود تم عورتوں سے زیادہ کسی عقل مند آدمی کی عقل پر غالب ہوتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا۔ اس عورت نے عرض کیا کہ ہماری عقل اور دین کا نقصان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دو عورتوں کی گواہی کا ایک مرد کے برابر ہونا اور تمہارا کئی کئی دن نماز سے رکے رہنا۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب نقص الایمان بنقص الطاعات۔ صحیح البخاری، کتاب الحيض، باب ترك الحائض الصوم۔

کلمات حدیث: یا معشر النساء: اے عورتوں کی جماعت۔ معشر: جماعت یا گروہ جو کسی خاص وصف میں مشترک ہوں۔ جیسے معشر العلماء اور معشر الفقہاء۔

شرح حدیث: عورتیں بکثرت جہنم میں جائیگی کیونکہ عورتیں لعن طعن کرتی ہیں شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اس لیے انہیں چاہئے وہ کثرت سے صدقہ کریں اور خوب استغفار کریں۔ عقل اور دین کے نقصان اور ان دونوں میں کمی کے باوجود وہ ایک عقلمند اور ذہین آدمی کی عقل ضبط کر دیتی ہیں اور اس کو فکر و دانائی سے عاری بنا دیتی ہیں۔

عورتیں مردوں کی بہ نسبت جسمانی طور پر کمزور ہیں اور ان کی ساخت فطرتاً اور خلقتاً مردوں کی ساخت سے مختلف ہے اس لیے شریعت میں عورت کی گواہی مرد کی گواہی کا نصف ہے اور شریعت نے ان پر کسی کی کفالت کی ذمہ داری عائد نہیں کی ہے یعنی اگر عورت

مالدار ہو یا اکتساب مال کرتی ہو پھر بھی بچوں کی یا ماں باپ کی یا کسی اور کی کفالت عورتوں کے ذمہ لازم نہیں ہے وہ اگر کچھ کرتی ہیں تو وہ صرف حسن معاشرت کے درجے میں ہے۔ اور چونکہ ان کے ذمہ کسی عورت مرد یا بچے کی کفالت نہیں ہے اس لیے میراث میں ان کا حصہ آدھا ہے اور مرد کو جو حصہ پورا ملتا ہے اس میں چونکہ وہ دیگر افراد کی کفالت کا مکلف ہے اور ان افراد میں عورتیں بھی داخل ہیں اس لیے وہ اس حصہ کو بھی دوبارہ عورتوں ہی پر صرف کرتا ہے۔ عورتوں کا دینی نقصان یہ ہے کہ وہ اپنے مخصوص ایام میں نماز سے محروم رہتی ہیں۔

(روضة المستقین: ۵، ۴۱۱، تفریح صحیح مسموم ۲، ۵۷، دلیل الغالطین: ۴، ۶۵۵)



(الباب ۳۷۲)

بَابُ مَا عَدَّ اللَّهُ تَعَالَى لِلْمُؤْمِنِينَ فِي الْجَنَّةِ
جنت کی نعمتوں کا بیان جو اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لیے تیار کر رکھی ہیں

جنت میں حسد کینہ نہ ہوگا

۳۶۷. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :

﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۖ آدْخُلُوْهَا سَلَوٰةً أَمِينٍ ۖ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِّنْ غَلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ۖ لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِينَ ۖ﴾
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”بے شک پرہیزگار لوگ باغوں اور چشموں میں کہا جائے گا کہ تم امن و سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ اور جو بغض و کینہ ان کے سینوں میں ہو گا وہ ہم نکال دیں گے وہ بھائی بھائی بن کر آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ ان میں ان کو کوئی تھکاوٹ نہیں ہوگی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔“ (الحجر: ۴۵)

تفسیری نکات: اہل ایمان جو اپنی پوری زندگی میں کفر و شرک سے مجتنب رہے اور معاصی سے بچتے رہے اور اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانیوں سے احتراز کرتے رہے وہ جب مراتب جنت کے باغوں میں رسیدگیں جہاں بڑے قرینے سے چشمے اور نہریں بہتی ہوں گی وہ تمام مشاغل اور ہر طرح کے فکرو تردد سے ہمیشہ کے لیے آزاد اور بے فکر ہوں گے اور آپس میں دنیا کی کوئی کدورت باقی نہ رہے گی بلکہ سب باہم اخوت کے ساتھ آمنے سامنے سریر آراہوں گے۔ اور ہمیشہ یہیں رسیدگیں اب یہاں سے کبھی نہیں نکالے جائیں گے۔
جنت میں ہر خواہش پوری ہوگی

۳۶۸. وَقَالَ تَعَالَى :

﴿يَتَعَبَّدُونَ لِّاِخْوَانِهِمْ يَوْمَئِذٍ ۖ وَلَا اُنْتُمْ تُخْرَجُونَ ۖ اَلَّذِينَ ءَامَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ۖ﴾
﴿اَدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ ۖ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاُكْوَابٌ ۖ وَفِيهَا مَا نَشْتَهِيهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ اَلْاَعْيُنُ ۖ وَاَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۖ﴾
﴿الَّتِي اَوْرَثْتُمُوْهَا بِمَا كَسَبْتُمْ تَعْمَلُونَ ۖ﴾ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۖ﴾
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”اے میرے بندو! آج تم پر کوئی خوف نہیں ہوگا نہ تم غمگین ہو گے۔ وہ لوگ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور وہ مسلمان تھے ان سے کہا جائے گا کہ تم اور تمہاری بیویاں جنت میں داخل ہو جاؤ تمہارے لیے سامان مسرت بہم پہنچا دیئے گئے ہیں۔ ان پر سونے کے

رکابیاں اور پیالوں کا دور چلایا جائے گا اور اس میں وہ ہوگا جو ان کے نفس چاہیں گے اور جن کو دیکھ کر وہ لذت و مسرت محسوس کریں گے اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔ یہی وہ جنت ہے جس کا تمہارے اعمال کے بدلے وارث بنایا گیا ہے۔ تمہارے لیے اس میں میوے کی فراوانی ہوگی جن میں سے تم کھاؤ گے۔“ (الزخرف: ۶۸)

تفسیری نکات: ان آیات میں ارشاد فرمایا کہ اللہ کے بندے جو اللہ پر ایمان لائے اور عمل صالح کیے وہ اللہ کے یہاں پہنچیں گے تو انہیں کوئی خوف اور غم نہیں ہوگا ان سے کہا جائے گا کہ تم اپنی بیویوں کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ وہاں تمہاری آسائش اور آرام کے سارے سامان مہیا کر دیئے گئے ہیں، یہاں تمہیں ہر وہ چیز ملے گی جس کی تمہیں خواہش ہو اور تمہاری آنکھوں کو بھلی لگے اور یہاں تمہارے واسطے انواع و اقسام کے میوے ہیں اور تمہیں یہ جنت تمہارے اعمال کے صلہ میں ملی ہے۔

جنت میں ریشمی لباس ہوں گے

۳۶۹. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ﴿٥١﴾ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿٥٢﴾ يَلْبَسُونَ مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَقَابِلِينَ ﴿٥٣﴾ كَذَلِكَ وَرَزَقْنَاهُمْ بِخُورٍ عَيْنٍ ﴿٥٤﴾ يَدْخُلُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَنَكَةٍ مِّنْ أَمِينٍ ﴿٥٥﴾ لَا يَدْخُلُونَ فِيهَا الْمَوْتُ إِلَّا الْمَوْتَةُ الْأُولَىٰ وَوَقَّعْنَا لَهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴿٥٦﴾ فَضْلًا مِّن رَّبِّكَ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٥٧﴾﴾

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”بیشک پرہیزگار لوگ امن کی جگہ باغوں اور چشموں میں ہوں گے اس میں وہ باریک اور دبیر ریشم پہنیں گے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے اور اسی طرح ریشم کے اور ہم ان کی شادی بڑی آنکھوں والی عورتوں سے کریں گے اس میں وہ ہر قسم کے پھل امن اور اطمینان سے منگوائیں گے۔ وہاں موت کا مزہ نہیں چکھیں گے سوائے اس موت کے جس کا مزہ وہ پہلی مرتبہ چکھ چکے ہوں گے۔ اللہ نے ان کو جہنم کے عذاب سے بچا لیا تیرے رب کے فضل سے یہی ہے بڑی کامیابی۔“ (الرحمان: ۵۱)

تفسیری نکات: ان آیات میں فرمایا کہ اہل تقویٰ کا گھر ابدی امن و سلامتی کا مقام ہوگا اور کسی طرح کا کوئی خوف و غم نہ ہوگا، باریک اور دبیر ریشمی لباس زیب تن کئے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے جس میں وہ چاہے گا وہ سامنے حاضر کر دیا جائے گا اور اب وہ موت کا ذائقہ بھی نہیں چکھیں گے بلکہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے اور یہ وہ عظیم کامیابی ہے جو انہیں حاصل ہوئی ہے۔

جنتیوں کے چہرے تر و تازہ ہونگے

۳۷۰. وَقَالَ تَعَالَى:

﴿إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿٢٢﴾ عَلَى الْأَرَآئِكِ يَنْظُرُونَ ﴿٢٣﴾ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيقٍ مَّخْثُومٍ ﴿٢٥﴾ خِتَمُهُم مِّنْ مَّسْكٍ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَفِسُونَ ﴿٢٦﴾ وَمِنْ أَجْلِهُ مِنَ النَّعِيمِ

﴿۲۷﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ﴿۲۸﴾

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

”بے شک نیک لوگ نعمتوں میں ہو گئے تختوں پر بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہوں گے۔ تو ان کے چہروں پر تروتازگی اور رونق و بہجت محسوس کرے گا ان کو سر بہر شراب پلائی جائے گی جس پر مشک کی مہر ہوگی اور یہی وہ چیز ہے جس میں رغبت کرنے والوں کو رغبت کرنی چاہیے اور اس میں تسنیم کی آمیزش ہوگی۔ یہ وہ چشمہ ہے جس سے بندگان مقرب پیئیں گے۔ (المطففين: ۲۲)

تفسیری نکات: اور ان آیات میں ارشاد فرمایا کہ ابرار نعمتوں میں ہوں گے اور دیدار الہی سے سرفراز ہو رہے ہوں گے اور ان کے چہروں سے ان کی خوشی اور ان کی راحت و آرام اور ان کی سرفرازی اور کامیابی دکھتی ہوگی یعنی جنت کے عیش و آرام سے ان کے چہرے ایسے پر رونق اور تروتازہ ہونگے کہ ہر ایک دیکھنے والا دیکھتے ہی پہچان جائے کہ یہ لوگ بہت آرام و راحت میں ہیں مشک کی مہریں لگی ہوئی شراب پیش کی جائے گی اور ہر گوشہ مشک کی خوشبو سے معطر ہو جائے گا یہ ہے شرب طہور جس کے لیے رغبت کرنی چاہیے۔ یہ وہ شراب ہے جس میں تسنیم کی آمیزش ہے یہ وہ چشمہ ہے جس سے اللہ کے مقرب بندے سرفراز ہوں گے۔

(تفسیر عثمانی، تفسیر مظہری)

وَالْآيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيرَةٌ مَّعْلُومَةٌ.

جنت کی نعمتوں کی تفصیل قرآن کریم میں متعدد آیات میں بیان ہوئی ہیں۔

جنت میں گندگی نہ ہوگی

۱۸۸۰. وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَأْكُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فِيهَا، وَيَشْرَبُونَ، وَلَا يَتَغَوَّطُونَ، وَلَا يَمْتَحِطُونَ، وَلَا يَبُولُونَ، وَلَكِنْ طَعَامُهُمْ ذَلِكَ جُشَاءٌ كَرَّشَحِ الْمُسْكِ. يُلْهَمُونَ التَّسْبِيحَ، وَالتَّكْبِيرَ كَمَا يُلْهَمُونَ النَّفْسَ "رَوَاهُ مُسْلِمٌ"

(۱۸۸۰) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنتی جنت میں کھائیں گے اور پیئیں

گے مگر ان کو قضاے حاجت کی ضرورت نہ ہوگی اور نہ ان کی ناک سے ریزش نکلے گی اور نہ وہ پیشاب کرینگے ان کا کھانا ایک ڈکار ہوگا جو مشک کے پسینہ کی مانند خوش گوار ہوگی اور ان کے اندر تسبیح و تکبیر کو اس طرح ڈال دیا جائے گا جس طرح سانس ان کے اندر ڈالا جائے۔

(مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الحنة، باب فی صفات الحنة و أهلها .

کلمات حدیث: لا يتغوطون : وہ قضاے حاجت نہیں کریں گے۔ غائط : وہ مکان یا وہ جگہ جہاں آدمی لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو کر تنہا ہو جائے۔ تغوط (باب تغل) غائط کیلئے جانا۔ کنایہ ہے قضاے حاجت سے۔ جشاء : ڈکار۔ جشاء تحشفة : ڈکار لینا۔

شرح حدیث: اہل جنت کی نعمتوں اور ان کو ملنے والی راحتوں کا بیان ہے کہ ان کی غذا اس قدر لطیف ہوگی جو محض ایک خوشبودار ڈکار سے تحلیل ہو جائے گی اور اس مشک کی خوشبو سے گرد و پیش معطر ہو جائے گا اور ان کے وجود میں اللہ کی حمد و ثنا اور اللہ کی کبریائی کا بیان اس طرح ڈال دیا جائے گا جس طرح آدمی سانس لیتا ہے، کیونکہ اہل جنت کے قلوب معرفت ربانی سے منور ہوں گے اس لیے اللہ کی حمد و ثنا ان کے سانس کی آمد و رفت کے ساتھ بغیر کسی تکلف کے جاری ہوگی اور اس کے لیے کسی اہتمام کی ضرورت نہ ہوگی۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہل جنت ہر نوع کی نعمتوں سے سرفراز ہونگے وہ کھائیں گے اور پیئیں گے اور ان کی نعمتوں میں کوئی انتہا اور کوئی عدم تسلسل نہیں ہوگا اور جنت کی نعمتیں اپنی نفاست اپنی لطافت اور اپنی لذت میں دنیا کی نعمتوں سے ہزار گنا زیادہ ہوں گی۔ (شرح صحیح مسلم ۱۸/۴۳۱۔ روضة المتقین ۴/۴۱۶۔ دلیل الفالحین ۴/۶۵۹)

جنت کی نعمتیں وہم و خیال سے بہتر ہوں گی

۱۸۸۱۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: أَغْدِثُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أَذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ. وَأَقْرَأُوا إِنَّ شَيْئَكُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۸۸۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے بندوں کے لیے ایسی نعمتیں تیار کی ہیں جنہیں کبھی کسی آنکھ نے نہیں دیکھا کسی کان نے ان کا ذکر نہیں سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال ہی گزرا ہے۔ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ کوئی نفس نہیں جانتا کہ ان کے اعمال کے صلہ میں ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا سامان چھپا کر رکھا گیا ہے۔ (السجدة: ۱۷) (متفق علیہ)

حزق حدیث:

صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة. صحیح مسلم. اوائل کتاب الجنة.

کلمات حدیث:

اعددت: میں نے تیار کیا۔ اعداد (باب افعال) تیار کرنا۔ مہیا کرنا۔ ولا خطر على قلب بشر: اور کسی انسان کے دل میں اس کا خیال تک نہیں گزرا۔

شرح حدیث:

جنت کی نعمتوں کا ادراک آدمی اس دنیا میں رہتے ہوئے نہیں کر سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کے لیے وہاں ایسی نعمتیں عطا فرمادی ہیں کہ جن کو کسی آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا کسی کان نے کبھی ان کا ذکر نہیں سنا اور کسی دل میں ان کا خیال تک نہیں آیا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سبحانہ سے عرض کیا کہ جنت کا سب سے نچلا درجہ کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تمام اہل جنت جنت میں جا چکے ہوں اور وہاں اپنے مقامات عالیہ اور درجات رفیعہ پر متمکن ہو چکے ہوں، سب سے آخر میں ایک اللہ کا ایک بندہ لایا جائے گا جس سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ کہے گا یا رب جنت میں تو لوگ اپنی اپنی منازل میں اتر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرما بیٹھے کہ کیا تو اس پر راضی ہے کہ دنیا کے کسی بڑے سے بڑے بادشاہ کے

مثل تجھے دیدیا جائے بلکہ اس سے چار گناہ زیادہ دیدیا جائے وہ کہے گا کہ اے رب میں راضی ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائینگے تجھے دنیا کے کسی بڑے سے بڑے بادشاہ کے مثل دیدیا گیا بلکہ اس سے دس گناہ زیادہ دیدیا گیا۔

(فتح الباری ۲/۲۶۹، ارشاد الساری ۷/۱۶۵، عمدۃ القاری ۱۵/۲۱۰، شرح صحیح مسلم ۱۷/۱۳۷)

جنتیوں کے مختلف درجات ہونگے

۱۸۸۲۔ وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَوَّلُ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ عَلَى أَشَدِّ كَوْكَبٍ ذَرِي فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً: لَا يَبُولُونَ، وَلَا يَتَغَوَّطُونَ، وَلَا يَنْفُلُونَ، وَلَا يَمْتَحِطُونَ. أَمْشَاهُمُ الذَّهَبُ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ، وَمَجَامِرُهُمُ الْأَلْوَةُ. عُودُ الطَّيْبِ. أَرْوَاهُمُ الْخُورُ الْعَيْنُ، عَلَى خَلْقٍ رَجُلٍ وَاحِدٍ عَلَى صُورَةِ أَبِيهِمْ آدَمَ سِتُونَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ: انْتَهَهُمْ فِيهَا الذَّهَبُ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ، وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ يُرَى مَخُحُ سَوْقِهِمَا مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ. لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ، وَلَا تَبَاغُضَ: قُلُوبُهُمْ قُلُوبُ رَجُلٍ وَاحِدٍ، يَسْبَحُونَ اللَّهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا.

قَوْلُهُ: "عَلَى خَلْقٍ رَجُلٍ وَاحِدٍ" رَوَاهُ بَعْضُهُمْ بِفَتْحِ الْخَاءِ وَإِسْكَانِ اللَّامِ وَبَعْضُهُمْ بِضَمِّهِمَا وَكِلَاهُمَا صَحِيحٌ.

(۱۸۸۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوں گے ان کے چہرے ایسے چمکتے ہوں گے جیسے چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے پھر ان کے بعد داخل ہونے والوں کے چہرے آسمان پر سب سے زیادہ روشن ستاروں کی طرح ہوں گے۔ وہ نہ پیشاب کریں گے اور نہ قضاے حاجت کریں گے اور نہ وہ تھوکیں گے اور نہ ان کی ناک میں ریش آئے گی۔ ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی اور ان کا پسینہ مشک کی طرح خوشبودار ہوں گے۔ ان کی آنکھیں بچوں میں جلانے کے لیے خوشبودار لکڑی ہوگی، ان کی بیویاں بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی۔ سب آدمی ایک ہی طرح کے اپنے باپ آدم کی صورت پر ہونگے ساٹھ ذراع بلندی میں جیسے آدم تھے۔

اور بخاری اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ ان کے برتن سونے کے اور ان کا پسینہ مشک کی طرح خوش بودار ہوگا اور ہر ایک کی دو بیویاں ہوں گی اور ان کے حسن کی وجہ سے ان کی پنڈلیوں کا گودا ان کے گوشت میں سے نظر آئے گا۔ ان کے درمیان نہ کوئی اختلاف ہوگا نہ کوئی باہمی نفرت۔ ان کے دل قلب واحد کی طرح ہوں گے اور وہ صبح و شام اللہ کی تسبیح کریں گے۔

علیٰ خلق رجل واحد: بعض راویوں نے اسے رخ کے زبر سے اور بعض نے پیش سے روایت کیا ہے اور دونوں صحیح ہیں۔

مخرج حدیث:

صحیح البخاری، باب صفة الجنة۔ صحیح مسلم، کتاب صفات الجنة۔

کلمات حدیث:

زمرہ: جماعت۔ جمع زمر۔ کوکب دری: انتہائی روشن ستارہ۔ محاسنہم: ان کی انگلیٹھیاں۔ واحد محسن۔ حمرة: انگارہ۔ حور: حوراء کی جمع۔ سرخ اور سفید آنکھوں والی۔

شرح حدیث:

امت محمد ﷺ میں ستر ہزار ایسے اہل ایمان جن کا حساب کتاب نہیں ہوگا وہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہونگے اور ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح منور ہونگے اور ان کے بعد جو لوگ جنت میں جائینگے ان کے چہرے کوکب دری کی طرح چمک رہے ہونگے۔

اہل جنت دنیاوی حاجات سے منزہ ہوں گے وہ کھائینگے اور پیئیں گے اور ایک ہلکی سی خوشبودار ڈکار کے ساتھ غذا ہضم ہو جائے گی۔ اہل جنت صورت شکل میں اپنے باپ آدم علیہ السلام کی طرح سب ایک جیسے ہوں گے۔ یہ اس صورت میں جبکہ حدیث میں آنے والا لفظ طلق خاء کے زیر کے ساتھ پڑھا جائے۔ پیش کی صورت میں معنی ہوں گے کہ سب کے اخلاق باہم ملتے جلتے ہوں گے کیونکہ نہ جنت میں کوئی برائی ہوگی اور نہ برے اخلاق کا وجود ہوگا اور سب کے اخلاق اور اوصاف اچھے اور بہترین ہوں گے اس لیے سب اخلاق میں ملتے جلتے ہوں گے۔

اہل جنت میں سے ہر ایک کو دو بیویاں ملیں گی جبکہ احادیث میں شہید کے لیے ۷۲ حوروں کا ذکر آیا ہے۔ حوران جنت انتہائی حسین و جمیل ہوں گی یہاں تک کہ ایک روایت میں ہے کہ اگر ان میں سے کوئی اہل زمین کی طرف جھانک کر دیکھ لے تو آسمان وزمین کے درمیان ساری فضا نور سے چمک اٹھے اور خوشبو سے لبریز ہو جائے نیز بیان ہوا ہے کہ ان کے سر کا دوپٹہ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے زیادہ قیمتی ہوگا۔ (فتح الباری ۲/۲۲۹۔ ارشاد الساری ۷/۱۶۷۔ عمدة القاری ۱۵/۲۱۱۔ شرح صحیح مسلم ۱۸/۱۴۱۔

تحفة الاحوذی ۷/۲۸۴)

اولیٰ ترین جنتی کا مقام

۱۸۸۳۔ وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "سَأَلَ مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ، مَا أَذْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً؟ قَالَ: هُوَ رَجُلٌ يَجِيءُ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ فَيَقَالُ لَهُ: ادْخُلِ الْجَنَّةَ. فَيَقُولُ: أَيُّ رَبِّ كَيْفَ وَقَدْ نَزَلَ النَّاسُ مَنْزِلَهُمْ، وَآخَذُوا أَخَذَ إِلَهُهُمْ؟ فَيَقَالُ لَهُ: أَتَرْضَى أَنْ يَكُونَ لَكَ مِثْلُ مُلْكٍ مُلْكٍ مِنْ مُلُوكِ الدُّنْيَا؟ فَيَقُولُ: رَضِيتُ رَبِّ. فَيَقُولُ: لَكَ ذَلِكَ وَمِثْلُهُ، وَمِثْلُهُ، وَمِثْلُهُ، فَيَقُولُ فِي الْخَامِسَةِ: رَضِيتُ رَبِّ، فَيَقُولُ: هَذَا لَكَ وَعَشْرَةُ أَمْثَالِهِ وَلَكَ مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ، وَلَدْتُ عَيْنُكَ فَيَقُولُ: رَضِيتُ رَبِّ، قَالَ: رَبِّ فَأَغْلَاهُمْ مَنْزِلَةً؟ قَالَ أُولَئِكَ الَّذِينَ أَرَدْتُ غَرَسْتُ كَرَامَتَهُمْ بِيَدِي وَخَتَمْتُ عَلَيْهَا فَلَمْ تَرَ عَيْنٌ، وَلَمْ

تَسْمَعُ أذُنٌ، وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَى قَلْبٍ بَشَرٌ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

(۱۸۸۳) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے پوچھا کہ اہل جنت میں سے ادنیٰ درجہ کس کا ہوگا۔ اللہ رب العزت نے فرمایا کہ وہ ایک شخص ہوگا جو تمام اہل جنت کے جنت میں پہنچ جانے کے بعد لایا جائے گا۔ اس سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ کہ اے رب میں کیسے داخل ہوں جبکہ سب لوگ اپنی اپنی منازل میں پہنچ گئے ہیں اور اپنی اپنی جگہوں پر فروکش ہو چکے ہیں۔ اس سے کہا جائے گا کہ کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ تجھے دنیا کے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ جیسا دیدیا جائے وہ کہے گا کہ اے رب میں راضی ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرما بیٹھے تجھے ہم نے یہ دیدیا، اور اس کے مثل اور اس کے مثل اور اس کے مثل اور اس کے مثل۔ پانچویں مرتبہ وہ کہے گا کہ اے رب میں راضی ہوں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرما بیٹھے تجھے اس بادشاہ جیسی بادشاہت اور اس کا دس گنا عطا ہوا۔ اور تجھے جو تیرا دل چاہے وہ بھی ملا۔ اور تجھے جو تیری آنکھوں کو اچھا لگے وہ بھی دیدیا گیا۔ وہ پھر کہے گا کہ اے رب میں راضی ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے رب جنتیوں میں سب سے اعلیٰ درجہ والا کون ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو میرے محبوب نے ان کی سرفرازی کی درخت اپنے ہاتھوں سے لگایا اور میں نے اس پر مہر لگا دی اسے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ کسی کان نے اس کے بارے میں نہیں سنا اور کسی آدمی کے دل میں اس کا خیال تک نہیں گزرا۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح الایمان، کتاب الایمان، باب ادنیٰ اہل الجنة منزله فیہا .

کلمات حدیث: نزل الناس منازلہم : لوگ جنت میں اپنے قصور اور منازل میں فروکش ہو چکے۔ وأخذوا أخذاتهم : اور جنت کی جو نعمتیں ان کے لیے تیار کی گئی تھیں وہ ان سب کو اپنی تحویل میں لے چکے۔ غرست کرامتهم بیدی : میں نے جنت میں ان کے فضل و کمال کا درخت اپنے ہاتھوں سے لگایا ہے۔

شرح حدیث: اہل جنت میں سے سب سے کم تر درجے کا جنتی جو سب اہل جنت کے داخل ہونے کے بعد لایا جائے گا اس کا درجہ اور اس کا مقام یہ ہوگا کہ اسے دنیا کے ایک بادشاہ جیسی بادشاہت عطا فرما کر اس کا دس گنا عطا اور دیدیا جائے گا اور اس کے بعد بھی اس کو کہدیا جائے گا کہ اس کے بعد بھی جو شے آنکھوں کو بھلی لگے اور جس کی خواہش اور رغبت دل میں پیدا ہو جائے وہ بھی مل جائے۔ جنت میں اعلیٰ ترین درجوں اور مقامات پر فائز ہونے والے اہل جنت اللہ کے وہ محبوب ہوں گے جنکے فضل و کمال اور رفیع درجات کی جنت میں اساس خود اللہ نے اپنے ہاتھ سے قائم فرمائی ہوگی اور ان کو جو کچھ وہاں عطا ہوگا اس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا نہ کسی کان نے اس کے بارے میں کوئی خبر سنی ہوگی اور نہ اس کا خیال تک کسی کے دل میں گزرا ہوگا۔

(شرح صحیح مسلم ۳/۳۹۰. روضة المتقین ۴/۴۲۱. دلیل الفالحین ۴/۶۶۲)

جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والا

۱۸۸۴. وَعَنِ ابْنِ مَسْوُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي لَا أَعْلَمُ

اٰخِرِ اَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا، اَوْ اٰخِرِ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا الْجَنَّةِ : رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَيًّا . فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ : اِذْهَبْ فَاَدْخُلِ الْجَنَّةَ ، فَيَاْتِيهَا فَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهَا مَلَاى ، فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ : يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلَاى ؟ فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ : اِذْهَبْ فَاَدْخُلِ الْجَنَّةَ ، فَيَاْتِيهَا فَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهَا مَلَاى ، فَيَرْجِعُ . فَيَقُولُ : يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلَاى ؟ فَيَقُولُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ : اِذْهَبْ فَاَدْخُلِ الْجَنَّةَ ، فَاِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشْرَةَ اَمْثَالِهَا اَوْ اِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشْرَةِ اَمْثَالِ الدُّنْيَا . فَيَقُولُ : اَتَسْخَرُبْنِى ، اَوْ تَضْحَكُ بِنِىْ وَاَنْتَ الْمَلِكُ ، قَالَ : فَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ فَاَنَّكَ يَقُوْلُ : ذٰلِكَ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةٌ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۱۸۸۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس آدمی کو جانتا ہوں جو سب سے آخر میں جہنم سے نکلے گا اور سب کے بعد جنت میں داخل ہو گا یہ آدمی گھنوں کے بل جہنم سے باہر آئے گا۔ اس سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ چلے گا لیکن اسے خیال آئے گا کہ جنت تو اب بھر چکی ہوگی۔ وہ واپس آئے گا اور کہے گا کہ اے رب جنت کو میں نے بھر ہوا یا۔ اللہ تعالیٰ پھر فرمائینگے جنت میں داخل ہو جاؤ پھر چلے گا اور پھر خیال آئے گا کہ جنت بھری ہوئی ہوگی۔ وہ پھر واپس آئے گا اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائینگے جا اور جنت میں داخل ہو جا۔ تیرے لیے وہاں دنیا اور اس سے دس گنا زیادہ جگہ ہے یا تیرے لیے دنیا کا دس گنا ہے۔ وہ کہے گا کہ اے میرے رب آپ میرے ساتھ مذاق فرما رہے ہیں یا آپ میرے ساتھ ہنسی کر رہے ہیں اور آپ بادشاہ ہیں۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ ہنس رہے ہیں اور آپ ﷺ کی واڑھیں ظاہر ہوئیں ہیں۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ سب سے ادنیٰ درجہ کا جنتی ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب آخر اهل الناس خروجاً .

کلمات حدیث: ضحك حتى بدت نواجذه : آپ ﷺ ہنسے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پچھلے دانت ظاہر ہو گئے رسول اللہ ﷺ اکثر تبسم فرمایا کرتے تھے لیکن بعض اوقات آپ ﷺ ہنستے جس سے دیکھنے والے کو آپ ﷺ کے پچھلے دانت نظر آ جاتے۔

شرح حدیث: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس شخص کو جانتا ہوں جو جہنم سے سب سے آخر میں باہر آئے گا اور سب سے آخر میں جنت میں داخل ہو گا۔ جہنم سے وہ گھنوں کے بل باہر آئے گا اور جب اس کو دنیا اور دنیا سے دس گنا حصہ جنت میں عطا کیا جائے تو وہ جہنم کی سختیاں جھیلنے کے بعد اس عطاء و کرم پر دارفتہ ہو جائے گا اور از خود رقت ہو کر کہے گا کہ میرے رب آپ تو بادشاہ ہیں کیا آپ مجھ سے مذاق کر رہے ہیں؟

رسول اللہ ﷺ یہ بات سن کر اس قدر ہنسے کہ آپ ﷺ کے پچھلے دانت نظر آئے اور بعد ازاں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ جنت

کاسب سے آخری درجہ اور یہ اس کاسب سے آخری کہیں ہے۔

(شرح صحیح مسلم ۳/۳۴۰. روضة المتقین ۴/۴۲۳. دلیل الفالحین ۴/۶۶۴)

جنتی خیمہ کا تذکرہ

۱۸۸۵. وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِي الْجَنَّةِ لَخِيْمَةً مِّنْ لُّؤْلُؤَةٍ وَاحِدَةٍ مُّجَوَّفَةٍ طَوَّلُهَا فِي السَّمَاءِ سِتُّونَ مِثْلًا، لِلْمُؤْمِنِ فِيهَا أَهْلُونَ يَطُوفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُونَ وَلَا يَرَى بَعْضُهُمْ بَعْضًا. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"الْمِثْلُ" سِتَّةُ آلَافٍ ذِرَاعٍ.

(۱۸۸۵): حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں مؤمن کو ایک موتی کا بنا ہوا خیمہ ملے گا جس کی لمبائی بلندی میں ساٹھ میل ہوگی اس میں اس مؤمن کے اہل خانہ ہوں گے مؤمن ان کے پاس باری باری جائے گا اور وہ ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکیں گے۔ (متفق علیہ)

میل چھ ہزار ہاتھ کا ہوتا ہے۔

مخرج حدیث: صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة الجنة. صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب صفة خيام الجنة.

کلمات حدیث: خیمہ: مربع شکل کا اہل عرب کا گھر۔ مجوفہ: جوف دار، اندر سے کھوکھلا۔ جوف ہر وہ شے جو اندر سے خالی ہو۔ جوف البطن: پیٹ کا خالی حصہ۔ اهلون: اہل کی جمع۔ اہل خانہ۔

شرح حدیث: موتی پتی میں ہوتا ہے اور پتی سمندر کی تہ میں ہوتی ہے جس تک رسائی آسان نہیں ہے اور ہر متلاشی کو گہر تابیاب ملتا بھی نہیں ہے۔ جنت میں اہل جنت کو موتیوں کا محل ملتا بھی ان خوش نصیبوں کا حصہ ہوگا جو دریائے معرفت کے غواص ہوں گے اور جنہوں نے دنیا کی کلفتیں خندہ پیشانی سے برداشت کر کے اعمال صالحہ کا زاد راہ رکھنا کیا ہوگا۔ جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ میں ہے کہ جنت ناگوار باتوں سے گھری ہوئی ہے۔ یعنی جنت کا راستہ دنیا کی لذتوں سے بے نیاز ہو کر اللہ کے احکام پر چلنے اور عمل صالح کی کلفتیں برداشت کرنے کا ہے۔ جنت کے طلبگار کے لیے لازم ہے کہ وہ ساری زندگی اس کی جستجو میں لگا رہے اور اس کے حصول کی سعی و کوشش میں مصروف رہے۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے:

﴿وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ﴾

”جو آخرت کا ارادہ کرے اور جو سعی و کوشش حصول آخرت کی مقرر کی گئی ہے وہ سعی کرے اور وہ مؤمن ہو۔“ (الاسراء: ۱۹)

یعنی آخرت کی صلاح و فلاح کے حصول کا عزم بھی ہو اور جو کوشش اور سعی اس صلاح و فلاح کے حصول کے لیے اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے مقرر فرمائی ہے اس کو اختیار کرے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان کامل بھی رکھتا ہو اسے یہ گہر مقصود ہاتھ آئے گا۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ”اللہ کا سامان تجارت بہت گراں بہا ہے اور اس کا سامان تجارت جنت ہے۔“

(فتح الباری ۲/۲۶۹۔ ارشاد الساری ۷/۱۶۵۔ شرح صحیح مسلم ۱۸/۱۴۵)

جنت کا ایک درخت

۱۸۸۶۔ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيرُ الرَّائِبُ الْجَوَادُ الْمُضْمَرُ السَّرِيعُ مِائَةَ سَنَةٍ مَا يَقْطَعُهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَرَوَاهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ أَيْضًا مِنْ رِوَايَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: يَسِيرُ الرَّائِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ مَا يَقْطَعُهَا.

(۱۸۸۶) حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک درخت ایسا ہے کہ تھمیر شدہ تیز رفتار گھوڑے کا سوار سوسال بھی چلے تو یہ اسے قطع نہ کر سکے۔ (متفق علیہ)
صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک گھوڑا سوار اس کے سائے میں سوسال بھی چلے تو اس کا سایہ نہ چلے کر سکے۔

تفزیل حدیث: صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب صفة الجنة والنار.

کلمات حدیث: جواد: تیز رفتار گھوڑا۔ جمع جیاد و أجياد۔ مضمر: تھمیر کیا ہوا۔ گھوڑے کی تربیت کر کے اور اس کی غذا کو تدریجاً زیادہ کر کے اور پھر بالآخر تیز رفتاری سے سیر بناتے ہیں، اسے تھمیر کہتے ہیں اور ایسے گھوڑے کو مضمر کہتے ہیں۔
شرح حدیث: جنت کی دو سختیں ناپیدا کنار ہیں، اس میں درخت بھی ہیں کہ اگر کوئی سوار بہترین تربیت یافتہ تیز رفتار گھوڑے پر اس درخت کی شاخوں اور اس کے سائے کے نیچے چلنا شروع کرے اور سوسال تک چلتا رہے جب بھی وہ قطع نہیں ہوگا۔

جنت میں نہ سورج ہوگا اور نہ دھوپ ہوگی، جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمَهْرًا﴾ (۱۳)

”نہیں دیکھتے وہاں نہ دھوپ اور نہ زمر۔“

اور جب دھوپ نہیں ہوگی تو سایہ بھی نہیں ہوگا۔ لیکن یہاں مقصود بیان یہ ہے کہ وہ درخت بہت وسیع اور عریض ہوگا اور اس کے محیط کی مسافت اس قدر زیادہ ہوگی کہ اس میں تیز رفتار گھوڑا سوسال تک چلے گا تو اس احاطہ کے کنارے تک نہ پہنچ سکے گا۔

مسند احمد بن حنبل کی ایک روایت میں ہے کہ یہ درخت فجر طوبیٰ ہے جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ (طوبیٰ) خوش بخت ہے وہ شخص جس نے آپ ﷺ کو دیکھا اور آپ ﷺ پر ایمان لایا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (طوبیٰ) خوش بخت ہے وہ شخص جس نے مجھے دیکھا اور میرے اوپر ایمان

لایا اور خوش بخت ہے خوش بخت ہے وہ شخص ہے جو مجھ پر ایمان لایا اور اس نے مجھے نہیں دیکھا۔ کسی نے عرض کیا کہ طوبی کیا ہے۔ فرمایا کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کی مسافت سو سال ہے اور اہل جنت کے لباس اس کی شاخوں سے تیار ہوتے ہیں۔

(فتح الباری ۳/۴۲۴۔ عمدۃ القاری ۲۳/۱۸۶۔ شرح صحیح مسلم ۱۷/۱۳۸۔ تحفۃ الاحوذی ۷/۲۶۸)

ادنیٰ جنتی اعلیٰ جنتیوں کی زیارت کرے گا

۱۸۸۷۔ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ أَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا تَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَائِبَ فِي الْأَفْقِ مِنَ الْمَشْرِقِ أَوِ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ" قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، تِلْكَ مَنَازِلُ الْأَنْبِيَاءِ لَا يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ: قَالَ: بَلَى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ رِجَالٌ آمَنُوا بِاللَّهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِينَ "مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ."

(۱۸۸۷) حضرت ابوسعید حذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اہل جنت اپنے سے بلند درجات والے اہل غرف کو اس طرح دیکھیں گے جیسے تم مشرق یا مغرب کے افق پر چمکدار ستارے کو دیکھتے ہو اور یہ فرق ان کے درمیان باہمی فضیلت کے فرق سے ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ مراتب بلند تو انبیاء علیہ السلام ہی کو حاصل ہوں گے دوسرے ان تک کہاں پہنچ سکیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ ان کو بھی حاصل ہوں گے جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی۔ (متفق علیہ)

تحریک حدیث: صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة الجنة.

کلمات حدیث: لیتراؤن: دیکھ رہے ہوں گے۔ رأی رؤیة: دیکھنا۔ اهل الغرف: بلند مخلوق والے۔ قصورہائے بلند والے۔ غرف جمع غرفة۔ جنت کا مکان عالی۔

شرح حدیث: اہل جنت کے درجات مختلف اور ان کے منازل عالیہ درجہ بدرجہ مختلف ہوں گے بعض ان میں اس قدر مقام بلند پر فائز اور اس قدر مقام رفیع کے حامل ہوں گے ان سے نیچے کے درجے کے لوگ ان کے قصورہائے بلند کی جانب نظر کریں گے تو وہ اس قدر بلند نظر آئیں گے جیسے اس دنیا میں کوئی افق پر روشن کوکب درمی کو دیکھتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اتنا مقام بلند تو انبیاء ہی کو حاصل ہو سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ بلند مقام ان اہل ایمان کو بھی حاصل ہوگا جو ایمان کامل کے ساتھ اللہ کے رسولوں کی تصدیق کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے از آدم علیہ السلام تا خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ جتنے انبیاء اور رسول مبعوث فرمائے ہیں ان سب کی تصدیق صرف امت محمد ﷺ کا طیرہ امتیاز ہے۔

(فتح الباری ۲/۲۷۰۔ ارشاد الساری ۷/۱۷۳۔ روضة المتقین ۴/۴۲۵)

جنت میں کمان برابر جگہ دنیا مافیہا سے بہتر ہے

۱۸۸۸. وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَقَابُ قَوْسٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ أَوْ تَغْرُبُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۸۸۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک کمان کے بقدر جگہ

اس پوری دنیا سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔ (متفق علیہ)

ترجمہ حدیث: صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی صفة الجنة.

کلمات حدیث: قاب قوس: قاب القوس کمان کا اسے پکڑنے کی جگہ سے اس کے منحنی کنارے تک ہے۔ یعنی ہر کمان کے دو قاب ہوتے ہیں۔

شرح حدیث: حدیث مبارک میں اس امر کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے کہ جنت کا راستہ جہاد اور مجاہدہ سے گزرتا ہے اور اعلیٰ کلمۃ اللہ کی جدوجہد سے سر ہوتا ہے۔ جیسا کہ ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔

امام قسطلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مبارک انتہائی نفیس اور حد درجہ جامع کلام ہے جو مختصر مگر شیریں الفاظ کے باوجود بلاغت کے متعدد پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ اس میں یہ لطیف اشارہ بھی موجود ہے کہ جنت کا راستہ جہاد و قتال سے ہو کر گزرتا ہے۔

حدیث مبارک میں ارشاد فرمایا کہ جنت میں ایک کمان کے قاب کے بقدر حصہ بھی ساری دنیا سے بہتر ہے۔ فتح الباری میں علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ابن دقیق العید نے کہا ہے کہ اس میں دو صورتیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ کمان کے برابر جگہ کو دنیا کے برابر قرار دینا دراصل تقریب ذہن کے لیے ہے کیونکہ دنیا کا تعلق انسان کے دائرہ محسوسات سے ہے اس لیے اس کو حسی مثال سے بیان فرما دیا ورنہ تو یہ کہ دنیا جنت کے ایک قاب کے برابر وہ اس ثواب سے زیادہ ہوگا جو ساری دنیا اللہ کی راہ میں صدقہ کر دینے سے حاصل ہو۔ اس دوسری توجیہ کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جو ابن المبارک نے کتاب الجہاد میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا جس میں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے کی خاطر قدرے متاخر ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر تم روئے زمین کی ساری دولت بھی خرچ کر دو تو تمہیں وہ فضیلت حاصل نہیں ہوگی جو مجاہدین کو صبح سویرے جہاد پر روانگی سے حاصل ہوئی ہے۔ مقصود ارشاد مبارک کا یہ ہے کہ دنیا آخرت کے مقابلے میں حقیر اور بے وزن ہے اور جنت میں ایک کوڑا رکھنے کی جگہ دنیا اور دنیا کی ساری دولت سے بہتر ہے۔

(فتح الباری ۲/۱۴۷. روضة المتقين ۴/۴۲۸. دلیل الفالحین ۴/۶۶۸)

جنت کے ایک بازار کا تذکرہ

۱۸۸۹. وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ فِي الْجَنَّةِ سُوقًا يَأْتُونَهَا كُلُّ جُمُعَةٍ، فَتَهْبُ رِيحُ الشَّمَالِ فَتَحْثُو فِي وَجُوهِهِمْ وَيَأْبِيهِمْ فَيَزِدُّوْنَ حُسْنًا وَجَمَالًا،

فَیْرِجِعُونَ إِلَىٰ أَهْلِهِمْ، وَقَدَارُ ذَاوَا حُسْنًا وَجَمَالًا فَيَقُولُ لَهُمْ أَهْلُوهُمْ: وَاللَّهِ لَقَدِ ارْذَدْتُمْ حُسْنًا وَجَمَالًا فَيَقُولُونَ وَأَنْتُمْ وَاللَّهِ لَقَدِ ارْذَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا: ”رَوَاهُ مُسْلِمٌ“

(۷۸۹) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک بازار ہوگا جس میں اہل جنت ہر جمعہ کو آئینگے شمال سے ہوا چلے گی جو ان کے چہروں اور کپڑوں میں خوشبو بکھیر دے گی جس سے ان کے حسن و جمال میں اور اضافہ ہو جائے گا۔ جب وہ واپس اپنے گھر والوں کے پاس آئینگے تو ان کے بڑھتے ہوئے حسن و جمال کو دیکھ کر ان کے اہل خانہ کہیں گے کہ اللہ کی قسم تم تو پہلے سے بھی زیادہ حسن و جمال میں بڑھ گئے ہو تو وہ کہیں گے کہ تم بھی واللہ ہمارے بعد حسن و جمال میں اور بڑھ گئے ہو۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب فی سوق الجنة۔

شرح حدیث: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جنت میں روز و شب کی یہ صورت نہیں ہے جو دنیا میں ہے اس لیے جمعہ سے مراد وقت کی ایک مقدار ہے اسی طرح بازار سے مراد اجتماع گاہ ہے۔ چنانچہ داری میں ہے کہ ارشاد فرمایا کہ جنت میں ایک بازار ہے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ وہ کیسا بازار ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ مشک کا ایک ٹیلہ ہے اہل جنت یہاں آئینگے اور یہاں جمع ہو گئے۔ اہل جنت جنت میں عمر رسیدگی سے آزاد ہوں گے اور لحظہ بلیغ ان کے حسن میں اضافہ ہوتا رہے گا اور اس کے ساتھ ہی ان کی محبت و سرور میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ (روضۃ المتقین ۴/۲۹۹، دلیل الفالحین ۴/۶۶۸)

جنت کے بالا خانوں کا ذکر

۱۸۹۰۔ وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ الْغُرَفَ فِي الْجَنَّةِ كَمَا تَرَاءَوْنَ الْكُوكَبَ فِي السَّمَاءِ.“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۸۹۰) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اہل جنت اوپر بالا خانوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے تم آسمان پر ستارے کو دیکھتے ہو۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب ترائی اهل۔

شرح حدیث: اس سے قبل بھی اس مضمون کی حدیث آچکی ہیں وہاں اہل غرف (بالا خانوں والوں) کو دیکھنے کو ذکر ہے اور یہاں بالا خانوں کو دیکھنے کا ذکر ہے۔ (روضۃ المتقین ۴/۴۳۰، دلیل الفالحین ۴/۶۶۹)

جنت کی نعمتوں کا ذکر

۱۸۹۱۔ وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجْلِسًا وَصَفَ فِيهِ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ انْتَهَىٰ ثُمَّ قَالَ فِيْ آخِرِ حَدِيثِهِ: ”فِيْهَا مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أَذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَىٰ قَلْبٍ

بَشِيرٌ، ثُمَّ قَرَأَ "تَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ" إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى "فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ.

(۱۸۹۱) حضرت اہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی ایک مجلس میں موجود تھا آپ ﷺ جنت کا ذکر فرما رہے تھے آپ ﷺ نے آخر میں فرمایا کہ اس میں ایسی نعمتیں ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھی نہیں ہیں کسی کان نے ان کا ذکر نہیں سنا ہے اور ان کا خیال کسی دل میں نہیں گزرا ہے۔ ازاں بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ان کے پہلو بستر سے الگ رہتے ہیں۔ اور یہ آیت یہاں تک پڑھی کہ کوئی نفس نہیں جانتا کہ ان کے لیے کیا آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار.

کلمات حدیث: حتی انتہی: یہاں تک کہ آپ ﷺ اپنی بات کے آخر تک پہنچے۔

شرح حدیث: رسول کریم ﷺ نے ایک مجلس میں جنت کا ذکر فرمایا اور آخر میں آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿تَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿۱۶﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾

”ان کے پہلو بستر سے جدا رہتے ہیں اور وہ اپنے رب کو پکارتے ہیں خوف سے اور اس کی نعمتوں کی جانب رغبت سے اور جو

ہم نے دیا ہے اسے خرچ کرتے ہیں۔ کسی نفس کو نہیں معلوم کہ ان کے لیے کیا آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے۔“ (السجدة: ۱۵)

یعنی میٹھی نیند کو چھوڑ کر رات کے آخری پہر میں عبادت کے لیے اور تہجد کے لیے کھڑے ہوتے ہیں اور عالم خوف ورجا میں اللہ کو پکارتے ہیں کہ ایک جانب اس کی گرفت کا خوف دامن گیر ہوتا ہے اور دوسری طرف اس کی نعمتوں کے ملنے کی امید ہوتی ہے۔ جس طرح انہوں نے رات کی تاریکی میں چھپ کر ریا اور دکھاوے سے پاک اور خشوع اور خضوع سے عبادت کی اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے لیے ایسی نعمتیں چھپا کر رکھی ہوئی ہیں جن سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔

(شرح صحیح مسلم ۱۷/۱۳۷، روضة المتقين ۴/۴۳۰، دلیل الفالحین ۴/۶۶۹)

جنت کی نعمتیں دائمی ہوں گی

۱۸۹۲. وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يُنَادَى مُنَادٍ: إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوتُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصْحَوْا فَلَا تَسْقُمُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَشَبُّوا فَلَا تَهْرَمُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَنْعَمُوا فَلَا تَبْأَسُوا أَبَدًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۸۹۲۸) حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اہل جنت، جنت

میں پہنچ جائیگے تو ایک منادی پکار کر کہے گا کہ تمہارے لیے اب حیات ابدی اب کبھی نہ مرو گے تمہارے لیے صحت ہے۔ اب کبھی بیمار نہ ہو گے اور تمہارے لیے شباب ہے اب تم کبھی بوڑھے نہیں ہو گے۔ تمہارے لیے نعمتیں ہیں اب کوئی تکلیف نہیں آئے گی۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الحنة، باب دوام نعيم اهل الحنة.

کلمات حدیث: ان لکم أن تشبوا فلا تنهروا أبدا: تمہارا شباب دائمی ہے اب کبھی بوڑھے نہیں ہو گے۔ هرم: بڑھاپا۔ ہر ماہرماً: (باب سمع) کمزور ہونا۔ بہت بوڑھا ہونا۔

شرح حدیث: دنیا دار الفنا ہے اور آخرت دار البقاء ہے۔ دنیا کی ہر شے فانی اور ہمہ وقت مائل بہ زوال ہے شباب ہے تو بڑھاپے کی طرف بڑھ رہا ہے صحت ہے تو بیماری بھی اس کے ساتھ ہے اور زندگی ہے تو سانس کی ہر آمد و رفت موت کی طرف لے جا رہی ہے۔ لیکن جنت میں نہ شباب کو زوال ہے نہ صحت کی جگہ بیماری آنے والی ہے اور نہ وہاں کی نعمتوں کو زوال ہے اور نہ وہاں موت آنے والی ہے۔ (شرح صحیح مسلم ۱۷/۱۴۴، دلیل الفالحین ۴/۶۶۹)

ہر جنتی کی تمنا پوری ہوگی

۱۸۹۳۔ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ أَذْنِي مَقْعِدَ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ أَنْ يَقُولَ لَهُ: تَمَنَّيْتُ وَتَتَمَنَّى. فَيَقُولَ لَهُ: هَلْ تَمَنَيْتَ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَيَقُولُ لَهُ: فَإِنَّ لَكَ مَا تَمَنَيْتَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ"، رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۸۹۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ادنیٰ جنتی کا یہ مرتبہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے کہ تمنا کرو وہ تمنا کرے گا اور اور تمنا کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے پھر پوچھیں گے کہ کیا تو نے تمنا کر لی وہ کہے گا کہ ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جو کچھ تمنا کی وہ بھی تجھے ملا اور اس کے مثل اور دیا گیا۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب معرفة طريق الرؤية.

کلمات حدیث: مقعد احدکم: تم میں سے کسی ایک کا جنت میں ٹھکانا، اس کا مرتبہ اور مقام۔ تمن: تمنا کر۔ منی تمنية: آرزو کرنا۔ تمنا کرنا۔ تمنی: تمنا کرنا۔ ارادہ کرنا۔

شرح حدیث: جنت کی نعمتیں لامتناہی اور لانہایت ہیں۔ ادنیٰ جنتی سے کہا جائے گا کہ جو کچھ تو تمنا کر سکتا ہے کر لے اور پھر اسے اس کی تمنا سے دگنہاد دیدیا جائے گا۔ (شرح صحیح مسلم ۱/۲۳، دلیل الفالحین ۴/۴۷۰)

ہر جنتی کو اللہ کی رضا حاصل ہوگی

۱۸۹۴۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ

اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ: فَيَقُولُونَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ. فَيَقُولُ: هَلْ رَضِيتُمْ؟ فَيَقُولُونَ: وَمَا لَنَا لَا نَرْضَىٰ يَا رَبَّنَا وَقَدْ أَعْطَيْنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ. فَيَقُولُ: أَلَا أُعْطِيَكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ؟ فَيَقُولُونَ: وَآيُ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ؟ فَيَقُولُ أَجَلٌ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(۱۸۹۴) حضرت ابوسعید حذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائیگے اے اہل جنت، وہ کہیں گے ہم حاضر ہیں اے ہمارے رب ہر خیر و سعادت آپ ہی کے پاس ہے اللہ سبحانہ دریافت فرمائیگے کیا تم راضی ہو، وہ کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم کیوں راضی نہ ہوں آپ نے تو ہمیں وہ ساری نعمتیں دیدیں جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگے کیا میں تمہیں اس سے بھی افضل شے نہ دیدوں وہ کہیں گے اس سے افضل اور کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیگے میں تمہیں اپنی دائمی رضامندی سے سرفراز کرتا ہوں اب میں تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار. صحیح مسلم، کتاب الجنة باب احلال الرضوان.

کلمات حدیث: لَبَّيْكَ: ہم آپ کی فرمانبرداری کے لیے حاضر ہیں ہم آپ کے حکم کی تعمیل کے لیے موجود ہیں۔ یہ لب سے ماخوذ ہے اَلْب بالکان کے معنی ہیں فلاں جگہ ٹھہرا اور قیام کیا۔ لَبَّيْكَ تشبیہ ہے معنی ہیں میں آپ کے حکم کی تعمیل کے لیے حاضر ہوں اور پھر حاضر ہوں۔ مکرر حاضر ہوں۔ سَعْدَيْكَ: سعادت کے بعد۔ سعادت۔ یعنی آپ کے حکم کی تعمیل میرے لیے اولاً بھی باعث سعادت ہے اور پھر دوبارہ بھی باعث سعادت ہے۔

شرح حدیث: اللہ تبارک و تعالیٰ اہل جنت سے خطاب فرمائیگے اور ان سے دریافت فرمائیگے کہ جو نعمتیں تمہیں عطا ہوئی ہیں تم ان سے راضی ہو؟ وہ جواب میں کہیں گے کہ ہم کیوں نہ راضی ہوں ہم یقیناً راضی ہیں کہ آپ نے ہم پر فضل فرمایا اور ہمیں جنت کی لازوال نعمتوں سے سرفراز فرمایا اور ہمیں حیات ابدی اور جنات مقیم عطا فرمائیں اللہ تعالیٰ فرمائیگے کہ میں تمہیں ان تمام نعمتوں سے افضل نعمت عطا کرتا ہوں اور وہ ہے میری رضا و رضوان من اللہ اکبر (اور اللہ کی رضا ہر شے سے بڑی اور عظیم ہے) کہ رضائے منعم سے نعمتوں کا لطف ہزار گنا زیادہ ہو جاتا ہے۔ (فتح الباری ۴۲۳/۳. عمدة القاری ۱۸۴/۲۳. شرح صحیح مسلم ۱۷/۱۳۹)

ہر جنتی کو اللہ کا دیدار نصیب ہوگا

۱۸۹۵. وَعَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَظَنَّ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَقَالَ: إِنَّكُمْ سَتَرُونَ رَبَّكُمْ عَيْنًا كَمَا تَرُونَ هَذَا الْقَمَرَ، لَا تَضَامُونَ فِي رُؤْيَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. (۱۸۹۵) حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے آپ ﷺ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف نظر فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تم اپنے رب کو اسی طرح عیانہ دیکھو گے جیسے تم

اس چاند کو دیکھ رہے ہوتے ہیں اس کو دیکھنے میں کوئی دشواری نہیں ہے۔ (متفق علیہ)

تخریج حدیث: صحیح البخاری، کتاب مواقیب الصلاة، باب فضل صلاة العصر، صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاة الصبح والعصر۔

کلمات حدیث: عیناً: اللہ سبحانہ کی تجلی اور اس کا ظہور ایسا ہوگا کہ تمہیں اس کو بالکل سامنے دیکھو گے۔ لا تضامون: یعنی بلا زحمت اور دشواری کے دیکھو گے۔

شرح حدیث: اہل ایمان عالم آخرت میں دیدار الہی سے سرفراز ہوں گے اور رؤیت الہی کے برحق ہونے پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے۔ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ نے التعلیق الصبیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح میں تحریر فرمایا ہے کہ ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ رؤیت باری تعالیٰ احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور تقریباً ۲۷ صحابہ کرام سے یہ احادیث مروی ہیں۔

(دلیل الفالحین ۶۷۲/۴، فتح الباری ۱/۴۸۱، ارشاد الساری ۲/۲۰۴)

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام پردے ہٹا دیں گے

۱۸۹۶. وَعَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: تُرِيدُونَ شَيْئًا أَزِيدُكُمْ؟ فَيَقُولُونَ: أَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوهَنَا؟ أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ؟ فَيُكْشَفُ الْحِجَابُ، فَمَا أُعْطُوا شَيْئًا، أَحَبَّ إِلَيْهِمْ، مِنَ النَّظَرِ إِلَى رَبِّهِمْ." رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

(۱۸۹۶) حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اہل جنت جنت میں پہنچ جائیں گے اللہ تبارک و تعالیٰ ان سے فرمائیں گے۔ اگر تمہیں مزید کچھ چاہیے تو میں تمہیں عطا کر دوں تو وہ کہیں گے کہ کیا آپ نے ہمارے چہروں کو منور نہیں کیا کیا آپ نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا اور جہنم سے نجات نہیں دی اس پر اللہ تعالیٰ پردہ ہٹا دیں گے اور وہ جان جائیں گے کہ انہیں کوئی ایسی شے نہیں دی گئی جو انہیں اپنے رب کو دیکھنے سے زیادہ محبوب ہو۔ (مسلم)

تخریج حدیث: صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب اثبات رؤية المؤمنين ربهم في الآخرة۔

کلمات حدیث: فیکشف الحجاب: وہ حجاب جو خالق اور مخلوق کے درمیان ہے وہ ہٹا دیا جائے گا۔

شرح حدیث: جنت میں اہل ایمان دیدار الہی سے سرفراز ہوں گے اور یہ اس قدر بڑا انعام اور مومنین کی اس قدر تکریم اور ان کے

لیے اتنا بڑا اعزاز ہوگا کہ جو تمام نعیم جنت پر فائق ہوگا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے وجوه یومئذ ناضرة الی ربها ناظرة (اس دن کئی چہرے تروتازہ ہوں گے اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے) جنت میں دیدار الہی اس لیے ممکن ہوگا کہ وہاں اہل جنت کی آنکھیں دائمی

ہوں گی۔ (شرح صحیح مسلم ۱۴/۳، تحفة الاحوذی ۵۰۲/۸، روضة المتقین ۴/۴۳۴، دلیل الفالحین ۶۷۲/۴)

ایمان پر خاتمہ جنت کی امید

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيمَانِهِمْ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝ دَعْوُهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ۝ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝﴾

﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنَّ هَدَانَا اللَّهُ ۝﴾

”اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.“
 قَالَ مُؤَلَّفُهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ”فَرَعْتُ مِنْهُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ رَابِعَ شَهْرِ رَمَضَانَ سَنَةَ سَبْعِينَ وَسِتِّمِائَةٍ.“

یارب صل وسلم دائما ابدا .

تَمَّ الْكِتَابُ بِعَوْنِ اللَّهِ تَعَالَى وَجَمِيلِ تَوْفِيقِهِ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ .

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

”پیشک جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ کیے ان کا رب ان کی راہنمائی ان کے ایمان کی وجہ سے ان جنات کی طرف کرے گا جو نعمتوں والی ہیں جہاں ان کی پکار ہوگی کہ اے اللہ آپ کی ذات پاک ہے اور اس میں ان کا تحیہ سلام ہوگا۔ اور ان کی آخری پکار یہ ہوگی کہ تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں۔ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہماری اس طرف راہنمائی فرمائی اور ہم ایسے نہ تھے کہ راہ پاکیں اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ دیتا۔“

اے اللہ! محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما جو آپ کے بندے اور آپ کے رسول نبی امی ہیں اور محمد ﷺ کی آل پر ان کی ازواج پر اور ان کی اولاد پر بھی رحمت نازل فرما۔ اور برکتیں نازل فرما محمد ﷺ پر جو نبی امی ہیں اور ان کی آل پر ان کی ازواج پر اور ان کی اولاد پر جس طرح آپ نے اپنی برکتیں نازل فرمائیں ابراہیم اور آل ابراہیم پر تمام جہانوں میں بے شک آپ تعریفوں والے اور بزرگیوں والے ہیں۔
 امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں بروز پیر ۴ رمضان المبارک ۸۶۷ھ کو دمشق میں اس تصنیف سے فارغ ہوا۔

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ

